انڈیا ۔ یہ کتاب خاص مذہب شیعہ کی ہے۔
جملہ حقوق محفوظ ہیں۔

هٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ

آثارِ حیدری

اردو ترجمہ عربی تفسیر پُرتنویر منسوب بہ

حضرت حُجّۃ اللہ فی الانام الامام الحسن العسکری علیہ السلام

مترجمہ

جناب مولوی سیّد شریف حسین صاحب بھریلوی

ناشران

عباس بک ایجنسی

رستم نگر درگاہ حضرت عباس علیہ السلام لکھنؤ۔۳ یوپی (انڈیا)

فون نمبر 0522-2647590 موبائل 9415102990

E-mail : abbasbookagency@yahoo.com

نام کتاب : تفسیر امام حسن عسکریؑ
بمعروف آثارِ حیدری
مترجم : مولوی سید شریف حسین صاحب بھریلوی
ناشر : عباس بک ایجنسی لکھنؤ (انڈیا)
تعداد : ایک ہزار
سن طباعت : رمضان المبارک ۱۴۲۴ھ
مطابق نومبر ۲۰۰۳ء
مطبوعہ : اے۔ بی۔ آفسیٹ پرنٹرس دہلی
ہدیہ : -/150 روپئے

ملنے کا پتہ:

عباس بک ایجنسی

رستم نگر درگاہ حضرت عباسؑ لکھنؤ-۳
فون نمبر: 2647590 موبائل : 9415102990
Email-abbasbookagency@yahoo.com

فہرست مضامین

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حمد بیحد اُس خُدائے علیم وحکیم کو زیبا ہے جس نے اِنسانِ ضعیفُ البنیان کو اپنی تمام مخلُوقات پر شرف عطا فرمایا اور زیورِ علم وحکمت سے اِس کو زینت بخشی اور اپنے شرائع واحکام سے اپنے رسُولوں کی زبانی اس کو آگاہ کیا اور ان پر عمل کرنے اور کاربند ہونے کو اپنی خوشنودی اور اُس کی نجات کا باعث قرار دیا۔

اور قابل درُود وسلام وُہ فخرِ انبیا ورُسل ہے جو باعثِ ایجادِ عالم وآدمؑ اور ذریعہ ہدایت ونجات بنی آدمؑ ہے یعنی محمد مصطفےٰ خاتم انبیا، شفیع روزِ جزا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ پھر درُود وسلام ہو آپ کے وصی برحق خلیفہ بلافصل امیرالمومنین امام المتقین قائد غرالمحجلین نفس سیدالمرسلین قاتل کفار ومُشرکین اسداللہ الغالب علی ابن ابی طالب علیہ السّلام اور اُن کی ذُرّیت طیبیں وطاہرین پر۔ جو حضرتؐ کے بعد ہادی وپیشوائے خلقِ خُدا ہیں۔ ان کا فعل عین حضرتؐ کا فعل ہے اور ان کا قول حضرتؐ کا قول۔ جو کوئی ان کے اقوال وافعال کی متابعت کرے وُہ مومن اور جنّتی ہے اور جو ان کے اقوال وافعال کی مخالفت کرے وُہ بے ایمان اور جہنّمی ہے۔

بعد از حمد ونعت بندۂ حقیر سراپا تقصیر ہیچمدان سیّد شریف حسین ابن سیّد امام علی اسمٰعیلی سبزواری ساکن بھریلی سادات ضلع انبالہ حضرات مومنین پر تمکین کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ یہ زمانہ جو کہ روشنی کا زمانہ کہلاتا ہے حصولِ دین کے لحاظ سے بالکل تاریکی اور ضلالت کا زمانہ ہے حالانکہ بادشاہِ وقت کی طرف سے اِس باب میں کسی قسم کی مزاحمت اور روک ٹوک

نہیں ہے اور پوری آزادی حاصل ہے۔ مگر لوگوں کے دلوں پر دنیا ایسی غالب ہوگئی ہے کہ دینیات کی تحصیل اور احکامِ شریعت کا سیکھنا سکھانا قریباً موقوف ہی ہوگیا ہے اور زبان عربی چونکہ آج کل کی دنیا کے مناسب حال نہیں ہے اس لیے اس کی تعلیم و تعلّم بالکل تنزّل کی حالت میں ہے۔ امیر ہو یا غریب سب کی توجّہ اُس کی طرف سے ہٹ گئی، اور روز بروز ہٹتی جاتی ہے۔ ایسے نازک وقت میں ضروری ہے کہ کُتب دینی کو اُردو زبان میں لکھا جائے تاکہ دین کی اشاعت ہو، اور اُردو خواں مومنین اس سے مستفید ہو سکیں۔ بنابریں جو کتابیں اس زمانہ میں لکھی گئی ہیں۔ اکثر اُردو زبان میں ہیں چونکہ حدیث، تفسیر، علم کلام و فقہ وغیرہ کی اکثر کتابیں عربی زبان میں ہیں اور اشاعتِ عام کے لیے ان کا اُردو زبان میں شائع ہونا ضروری ہے۔ اِس لیے اِس ناچیز کو بھی باوجود اپنی بے علمی اور کم استعدادی کے محض دینی ہمدردی کے سبب یہ خیال ہُوا کہ کتاب مُستطاب یعنی تفسیر قرآن منسوب بہ امام ہمام ابو محمدؑ حسن عسکری علیہ السلام کو عربی سے اُردو میں ترجمہ کروں اور اس کے مُطالب عالیہ سے جو علاوہ تفسیر قرآنی کے فضائل و محامد محمدؐ و آل محمدؐ و دیگر اخلاق و آداب و احکامِ شرعی کو شامل ہیں۔ عام مومنین کو نفع پہنچاؤں۔

چُونکہ اِس کتاب میں اکثر فضائل محمدؐ و آل محمدؐ خصُوصاً فضائل امیرالمومنین علیہ السلام مذکور ہیں اور تمام روایات کا سلسلہ اس جناب تک پہنچتا ہے۔ اِس ترجمے کو آثارِ حیدری کے نام سے نامزد کرتا ہُوں۔ وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ وَهُوَ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَيْهِ التُّكْلَانُ۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا کَثِیْرًا ؕ

امابعد۔ محمد ابنِ علی بن محمد بن جعفر زقاق رحمہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے شیخ فقیہ ابوالحسن محمد بن احمد بن علی بن حسن بن شاذان اور شیخ فقیہ ابو محمد جعفر بن احمد بن علی قمی علیہ الرحمہ نے بیان کیا کہ ہم سے شیخ فقیہ ابوجعفر محمد بن علی بن حسین بن مُوسیٰ ابن بابویہ قمی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ ہم کو ابوالحسن محمد بن قاسم مفسّر و خطیب استرآبادی نے خبر دی ہے کہ مجھ سے ابویعقوب یُوسف بن محمد بن زیاد اور ابوالحسن علی بن محمد بن سیار نے کہ وُہ دونوں امامیہ مذہب رکھتے تھے بیان کیا کہ ہم دونوں کے باپ امامیہ مذہب تھے اور ان دنوں فرقہ زیدیہ استرآباد میں سب پر غالب و نہایت زور شور پر تھا اور حسن بن زید علوی مُلقب بہ داعی الی الحق امام الزیدیہ وہاں کا حاکم تھا۔ وُہ اکثر اوقات زیدیوں کی باتیں سُنتا اور لوگوں کو ان کے چُغلی کھانے پر قتل کر ڈالتا تھا۔ ہم نے جب یہ حالت دیکھی تو ہم کو اپنی جانوں کے تلف ہونے کا خوف پیدا ہوا اور اپنے اہل و عیال سمیت امام ابو محمدؐ حسنؑ بن علیؑ بن محمدؑ یعنی والد ماجد قائم آل محمدؐ عجل فرجہ کی طرف روانہ ہُوئے اور وہاں پہنچ کر اپنے بال بچّوں کو ایک سرائے میں اُتارا اور خود امام حسن عسکری علیہ السلام کے دولت سرا پر حاضر ہو کر اندر جانے کی اجازت طلب کی الغرض جب حضرتؑ کی نظر ہم پر پڑی تو ارشاد فرمایا۔ مرحبا، اے ہماری طرف پناہ لینے والو اور ہماری جانب التجا کرنے والو۔ بعد ازاں فرمایا کہ خُدا نے تم دونوں کی سعی و کوشش کو قبول فرمایا اور تمھارے خوف کو مبدل بہ امن کیا اور تمھارے دُشمنوں کو تمھارے سر سے ٹال دیا۔ پھر ہم دونوں بے باپوں سے

مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم دونوں اپنے وطن کو واپس چلے جاؤ تمہارے جان و مال بالکل محفوظ اور امن میں رہیں گے ہم حضرت کا یہ ارشاد سُن کر کمال متعجب ہوئے حالانکہ حضرتؑ کی راست گوئی میں ہم کو ذرا بھی شک نہ تھا اور عرض کی یا امام آپ یہ کیا فرماتے ہیں کہ ہم اسی راہ کو طے کر کے پھر اُسی شہر میں چلے جائیں جہاں سے نکل کر آئے ہیں اور یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ جہاں سے بھاگ کر آئے ہوں پھر وہیں جا رہیں۔ حالانکہ اُس شہر کا حاکم بڑی کوشش سے ہماری تلاش میں ہے۔ اور ہمارے واسطے سخت سخت سزائیں مقرر کر رکھی ہیں۔ امام عالیمقام علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ تم اپنے ان دونوں بیٹوں کو ہمارے پاس چھوڑ جاؤ تاکہ میں ان کو اپنے علم سے مُستفید کروں جس کے باعث سے خُدا ان کو مشرف اور معزز فرمائے اور تم چغلخوروں کی چُغلخوری اور بادشاہ شہر کی سزاؤں کی کچھ بھی پرواہ نہ کرو۔ خدائے بُزرگ و برتر ان کو ایسا بد حال اور شکستہ بال کریگا وہ تم سے اپنے باب میں اس شخص کے پاس جس کے ڈر سے تم بھاگ کر آئے ہو اپنی سفارش کرانے کے ملتجی ہوں گے۔

ابو یعقوب اور ابو الحسن راویان تفسیر بیان کرتے ہیں کہ ہمارے باپوں نے حضرتؑ کے فرمان کو تسلیم کیا اور ہم دونوں کو حضرت کی خدمت میں چھوڑ خود اپنے وطن کو واپس چلے گئے ان کے جانے کے بعد ہم حضرت کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔ حضرتؑ ہم سے اس طرح نیکی سے پیش آتے تھے جیسے باپ دادا اور نہایت قریبی رشتہ داروں کا دستور ہوتا ہے۔ ایک دن ارشاد فرمایا کہ جب تم کو یہ خبر پہنچے گی کہ خدائے عزّ و جل نے تمہارے باپوں کو شر اعدا سے بچا لیا اور ان کے دشمنوں اور بد خواہوں کو ذلیل و خوار کیا اور میرا وعدہ سچا نکلا تو میں شکرانہ الٰہی میں تم کو تفسیر[1] قرآن سے مُستفید کروں گا۔ جو بعض احادیث آل محمدؐ کو شامل ہو گی اور خُداوند کریم اس کے سبب سے تمھاری شان کو عظیم و بُزرگ کرے گا۔

جب ہم نے حضرت سے یہ مژدہ سُنا تو کمال شاد و فرحناک ہو کر عرض کی کہ اے فرزند رسولؐ تب تو ہم کو قرآن شریف کے تمام علوم اور اس کے سب معانی حاصل ہو جائیں گے۔ حضرت نے فرمایا ہرگز نہیں سُنو جو کچھ کہ میں تم کو سکھانا چاہتا ہوں۔ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے اتنا ہی اپنے ایک

[1] قرآن کے معانی اور تفسیر حضرات معصومین علیہم السلام کو معلوم ہے اور وُہ کیسے ہی زیادہ حاصل ہو جائیں۔ مگر پھر بھی کم ہیں ۱۲۔

اصحاب کو تعلیم فرمایا تھا۔ وُہ شخص نہایت خوش ہوا اور عرض کی کہ اے فرزند رسولؐ میں تو تمام علوم قرآنی کا جامع ہو گیا۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ ہاں اس میں شک نہیں کہ تو خیر کثیر کا جامع ہو گیا اور فضل وسیع تجھ کو حاصل ہو گیا لیکن اس پر بھی علوم قرآنی کا کمتر سے کمتر حصّہ تجھ کو حاصل ہوا ہے کیونکہ حق تعالیٰ قرآن میں ارشاد فرماتا ہے کہ قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَاداً لِّكَلِمَاتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ (پارہ ۱۶)
الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمَاتُ رَبِّيْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا یعنی اے ہمارے پیغمبر (سورہ کہف)
لوگوں سے کہدے کہ اگر سمندر میرے خُدا کے کلمات کی تحریر کرنے کے لیے سیاہی بن جائے تو (ع اخیر)
بھی کلمات الٰہی کی تحریر کے ختم ہونے سے پہلے سمندر کا پانی ختم ہو جائے اگرچہ ہم اس سمندر کی ویسے ہی اور سمندر سے مدد کریں۔

اور دُوسرے مقام پر فرماتا ہے وَلَوْ اَنَّ مَا فِي الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّالْبَحْرُ يَمُدُّهٗ (پارہ ۲۱)
مِنْ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمَاتُ اللّٰهِ ؕ یعنی اگر تمام زمین کے درخت قلم بن (سورہ لقمان)
جائیں اور سمندر سیاہی ہو جائے اور ساتوں سمندر اس کے مددگار ہوں تب بھی کلمات الٰہی ختم (ع ۳)
نہ ہوں گے۔ جب علوم قرآنی اور اس کے معانی اور عجائبات جو اس میں امانت رکھے گئے ہیں اس قدر ہیں تو اب تو دیکھ کہ اس تمام قرآن سے جس قدر تُو نے حاصل کیا ہے اس کی مقدار کتنی ہے ہاں یہ بات ہے کہ جتنا تُو نے تحصیل کیا ہے اس کے سبب سے اللہ تعالیٰ نے تجھ کو اس شخص پر فضیلت دی ہے جو تیرے برابر علم اور سمجھ نہیں رکھتا۔

وُہ (دونوں راوی) بیان کرتے ہیں کہ ہم ابھی حضرت کی خدمت ہی میں تھے کہ ہمارے باپوں کی طرف سے ایک قاصد چِٹّھی لے کر آیا اس میں لکھا تھا کہ حسن بن زید حاکم استر آباد نے ان زیدیوں کے چُغلی کھانے پر ایک شخص کو قتل کروا ڈالا اور اس کا تمام مال ضبط کر لیا اِس واقعہ کے بعد تمام گرد و نواح کے شہروں سے اور زیدیوں کی تحریریں اس کے پاس پہنچیں جن میں حسن بن زید پر بیحد لعنت مُلامت اور بے شمار زجر و توبیخ کے بعد یہ مضمون درج تھا کہ شخص مقتول روئے زمین کے تمام زیدیوں میں منتخب اور سب سے افضل اور اکمل تھا اور چغلخور لوگ محض اسکی فضیلت اور ثروت کے باعث اس کی بربادی اور بیخ کنی کے درپے ہوئے جب اس علوی کو یہ حال معلوم ہوا تو ان سب کا نہایت شکرگزار اور سب چُغلخوروں کے

ناک اور کان کٹوانے کا حکم دیا بعض نے تو اس حکم کی تعمیل کے لیے سر تسلیم خم کیا اور بعض وہاں سے بھاگ کر دوسرے ملکوں میں جا رہے اور علوی نے اپنی اس حرکت ناشائستہ پر نادم و پشیمان ہو کر درگاہ الٰہی میں توبہ استغفار کی اور بہت سا زر و مال راہِ خدا میں تصدق کیا اور اس مقتول کا تمام مال و اسباب اس کے وارثوں کو واپس دے دیا اور چند در چند خونبہا ان کو عطا کیا اور اُن سے اس کے خون کی معافی کی درخواست کی۔ اس کے وارثوں نے کہا کہ ہم نے خونبہا تو تجھ کو معاف کیا مگر خون کا ہم کو اختیار نہیں ہے۔ اِس کا اختیار خود مقتول ہی کو ہے اور اللہ حاکم ہے۔

اس کے بعد اس علوی نے خدا سے عہد کیا کہ اب میں کسی شخص سے اس کے مذہب میں معترض نہ ہونگا اس کے سوا اس چٹھی میں یہ بھی لکھا تھا کہ داعی الی الحق نے اپنے کسی معتبر کے ہاتھ اپنی چٹھی مہر کر کے ہمارے پاس بھیجی ہے کہ میں نے تم کو امان دی۔ اور تمہارا تمام مال تم کو واپس مل جائے گا اور تمہارے جملہ نقصانات کی تلافی کی جائے گی۔

سو اب ہم اپنے شہر کو جا رہے ہیں کہ وہاں پہنچ کر اس سے وعدہ وفائی کی درخواست کریں۔ یہ سُن کر امام علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا کا وعدہ سچا ہے۔

جب اِس چٹھی کو آئے ہُوئے دسواں دن ہوا تو پھر ہمارے باپوں کی طرف سے ایک اور چٹھی آئی اس میں لکھا تھا کہ داعی الی الحق نے اپنے سب وعدے پورے کر دیئے اور ہم کو امام عظیم البرکت کی صادق الوعد ملازمت کا حکم دیا۔

جب امام علیہ السلام نے یہ بات سُنی تو ارشاد فرمایا کہ میں نے جو تفسیر قرآن کے تعلیم کرنے کا تم سے وعدہ کیا ہے اِس کے پورا کرنے کا یہی وقت ہے۔ بعد ازاں فرمایا کہ اب میں نے مقرر کر دیا کہ ہر روز تم کو کچھ تفسیر لکھوایا کروں تم کو مناسب ہے کہ ہر وقت میرے پاس موجود رہو۔ اِس کے عوض میں حق تعالیٰ تم کو سعادت کثیر سے بہرہ ور فرمائے گا۔ الغرض اوّل ہی اوّل جو کچھ حضرتؑ نے ہم کو لکھوایا وُہ چند حدیثیں ہیں جو قرآن اور اہلِ قرآن کی فضیلت میں وارد ہوئی ہیں اِس کے بعد قرآن کی تفسیر لکھوائی۔ سات برس تک ہم حضرتؑ کی خدمت بابرکت میں رہے اور حضرتؑ ہر روز کچھ تفسیر لکھواتے رہتے اور ہم لکھتے جاتے تھے۔ پہلے پہل جو حضرت نے لکھوایا اور ہم نے

لکھا وُہ یہ ہے۔

حدیث - امام علیہ السّلام نے فرمایا کہ مجھ سے میرے باپ علیؑ ابنِ محمدؑ نے بیان کیا کہ مجھ سے میرے باپ محمدؑ ابن علیؑ نے اور ان سے ان کے والد ماجد علیؑ بن موسٰیؑ نے اور ان سے ان کے والد ماجد جعفر صادق ابنِ محمدؑ نے اور ان سے ان کے والد ماجد محمدؑ باقر بن علیؑ نے اور اُن سے ان کے والد ماجد امام زین العابدین علیؑ بن حسینؑ نے اور اُن سے اِن کے والد گرامی سیّد الشہداء حسینؑ بن علیؑ نے اور اُن سے ان کے والد ماجد امیر المومنین سیّد الوصیین خلیفہ رسُول ربّ العالمین فاروق اُمّت باب شہر حکمت وصی رسُولِ رحمت علی ابنِ ابی طالبؑ نے روایت کی ہے کہ رسُول ربّ العالمین سیّد المرسلین قائد الغر المحجلین المخصُوص باشرف الشفاعات فی یوم الدّین صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت کرنے والے رحمتِ خدا کے ساتھ مخصوص ہیں اور اللہ کے نور سے ملبس ہیں اور کلام اللہ کی تعلیم دینے والے اللہ کے مقرب ہیں جو اُن کو دوست رکھتا ہے وہ اللہ کو دوست رکھتا ہے جو اُن سے دشمنی رکھتا ہے وُہ اللہ سے دُشمنی رکھتا ہے اور قرآن کے سُننے والے سے اللہ تعالیٰ دُنیا کے رنج و محنت کو دُور کرتا ہے اور اُس کے پڑھنے والے سے آخرت کی تکالیف کو دفع کرتا ہے میں اُس ذاتِ اقدس کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے قبضۂ قدرت میں محمدؐ کی جان ہے کہ کتاب خدا کی ایک آیت کا سُننے والا اگر یہ اعتقاد رکھتا ہو کہ محمدؐ جس پر یہ قرآن خدا کی طرف سے نازل ہُوا ہے اپنے سب اقوال میں سچا ہے اور اپنے سب افعال میں حکیم ہے اور خدا نے جو علوم قرآنی اِس کے سپرد کیے ہیں وُہ اس نے امیر المومنین علیؑ ابن ابی طالب کے سپرد کر دیئے ہیں نیز یہ اعتقاد رکھتا ہو کہ وہ ہر امر میں اس کا پیرو اور مطیع ہے۔ وہ اُس شخص سے زیادہ اجر و ثواب پائے گا۔ کہ جو اشرفیوں کی تھیلی راہِ خدا میں تصدق کرے اور امور مذکورہ کا معتقد نہ ہو۔ بلکہ ایسے شخص کا صدقہ خود اسی کے لیے باعث وبال و نکال ہے اور کتاب خدا کی ایک آیت کا پڑھنے والا اگر امور مذکورہ کا معتقد ہے وُہ اُس شخص سے جو عرش سے لے کر تحت الفرش تک کی سب چیزوں کا مالک ہو اور ان سب کو راہ خدا میں تصدق کر دے۔ مگر امور مذکورہ کا معتقد نہ ہو۔ افضل اور اشرف ہے بلکہ یہ تمام صدقہ اُس تصدق کرنے والے کے لیے باعث وبال ہو گا۔ بعد ازاں ارشاد فرمایا کہ اے لوگو کیا تم کو معلوم ہے کہ اِس کے سُننے والے اور پڑھنے والے کو یہ ثواب ہائے عظیم کب پورے ملتے ہیں؟ اِس وقت

جبکہ وُہ قرآن میں اپنی طرف سے کچھ نہ ملائے اور نہ کچھ اس میں سے کم کرے اور نہ اسس کو اپنا ذریعہ معاش بنائے۔ نہ ریاکاری کے طور پر پڑھے۔ نیز آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا ہے کہ قرآن کریم سے تمسک کرنا تم پر لازم اور واجب ہے۔ کیونکہ وُہ شفائے نافع اور دوائے مُبارک ہے۔ جو شخص اس سے تمسک کرتا ہے۔ وُہ اس کا مُحافظ و نگہبان ہے اور جو اس کی متابعت کرتا ہے وُہ اس کے لیے باعثِ نجات ہے۔ اس میں کسی قسم کی کجی نہیں ہے جو سیدھا کرنے کی ضرورت ہو نہ راہِ حق سے پھرا ہُوا ہے کہ راہ پر لانے کی حاجت ہو اور اس کے عجائبات کبھی ختم نہیں ہو سکتے اور کثرت استعمال اور بار بار تلاوت کرنے سے وُہ کہنہ اور خستہ نہیں ہوتا اور اس میں شک نہیں کہ خُدائے تبارک و تعالیٰ اُس کی تلاوت کرنے کے صلے میں ہر حرف کے عوض دس دس نیکیوں کا ثواب عطا فرماتا ہے اور میرا مطلب یہ نہیں ہے کہ جو کوئی الم کو مثلاً پڑھے تو اس کو دس نیکیوں کا ثواب ملے گا بلکہ الف کے عوض میں دس نیکیوں کا اور لام کے پڑھنے پر دس نیکیوں کا اور میم کے پڑھنے پر دس نیکیوں کا ثواب عطا ہوگا۔

بعدازاں فرمایا۔ آیا تم جانتے ہو کہ قرآن سے اس قسم کا تمسک کرنے والا کون شخص ہے جو اس کے ساتھ تمسک کرنے کے سبب اس شرفِ عظیم کو حاصل کرتا ہے۔ ایسا شخص وُہ ہے جو قرآن اور اس کی تاویل کو ہم اہلبیت سے یا ہمارے وکیلوں سے جو ہمارے اور ہمارے شیعوں کے درمیان واسطہ ہیں اور ہمارے احکام ان کو پہنچاتے ہیں۔ اخذ کرے نہ کہ وُہ شخص جو مجادلہ کرنے والوں کی راؤں اور قیاس کرنے والوں کے قیاسوں سے حاصل کرے۔ جو کوئی قرآن کے معنی اپنی رائے سے بیان کرے اور وُہ اتفاق سے دُرست بھی ہوں۔ تو بھی اس نے غیر اہل سے اس کے اخذ کرنے میں جہالت اور نادانی کی گویا اس کی مثال بالکل ایسی ہے جیسے کوئی ایسی راہ کو جس میں درندے جانور پائے جاتے ہیں بغیر محافظ کے طے کرے اگر اتفاقاً صحیح سلامت منزل پر پہنچ بھی جائے تو بھی صاحبان عقل و فضل کے نزدیک مذمت و ملامت اور زجر و توبیخ کا سزاوار ہے اور جو درندوں نے پھاڑ کھایا تو دانشمند فاضل اور بے عقل جاہل سب کے نزدیک اس کا مارا جانا اور معرضِ ہلاکت میں پڑنا متفق علیہ تھا اور اگر اپنی رائے سے قرآن کے معنی بیان کرنے والا غلطی پر ہو تو اس نے اپنی جگہ جہنم میں بنالی اور اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص طوفانی سمندر میں بغیر ملّاح اور ثابت کشتی کے سفر کرے جو

کوئی اس کے مرنے کی خبر سُنے گا یہی کہے گا کہ وُہ اسی کا سزاوار اور مُستحق تھا۔

اور جناب رسُولِ خدا نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بندے کو اللہ پر ایمان لانے کے بعد علم قرآن اور اُس کی تاویل کے جاننے سے بہتر اور کوئی نعمت عطا نہیں فرمائی اور جس کو خُدا نے اس نعمت سے کچھ حصّہ عنایت کیا ہو اور وُہ یہ گمان کرے کہ کسی اور شخص کو جس کو یہ نعمت مرحمت نہیں ہُوئی مجھ پر فضیلت دی ہے تو اُس نے نعمتِ الٰہی کو حقیر اور ناچیز جانا اور آیہ یَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَتْكُم مَّوْعِظَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَشِفَاءٌ لِّمَا فِي الصُّدُورِ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ ۝ قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذَٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوا هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ (یعنی اے لوگو تمھارے پروردگار کی طرف سے تمھارے پاس نصیحت اور دلوں کی بیماریوں کے لیے تندرستی اور مومنوں کے لیے ہدایت اور رحمت آئی ہے۔ اے محمدؐ ان لوگوں سے کہہ دیجئے کہ اللہ کے فضل اور رحمت سے خوش ہوں کہ وُہ فضل و رحمت تمھارے زر و مال سے جو تم جمع کرتے ہو بہتر ہے) کی تفسیر میں آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ فضل اللہ سے قرآن اور اس کی تاویل کا علم مُراد ہے اور رحمۃ سے محمدؐ اور اُس کی آلِ اطہار کی محبت کرنے اور ان کے دُشمنوں سے دُشمنی رکھنے کی توفیق دینا مقصود ہے۔

پھر امام حسن عسکری علیہ السّلام نے ارشاد فرمایا کہ یہ بات تمام ان اشیا سے جن کو لوگ جمع کرتے ہیں بہتر اور افضل کیونکر نہ ہو حالانکہ وُہ جنّت اس کی نعمتوں کی قیمت ہے اور اسی سے خوشنودیِ خدا حاصل ہو سکتی ہے کہ جو جنّت سے بھی بہتر ہے اور اُسی کے سبب سے آدمی محمدؐ اور اُن کی آلِ اطہارؑ کی حضوری میں حاضر رہنے کے قابل ہو سکتا ہے جو ہر طرح جنّت سے افضل ہے کیونکہ بہشت کی سب سے اعلیٰ زینت کا باعث محمدؐ اور اُن کی آلِ اطہارؑ ہیں۔

بعدازاں امام علیہ السّلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس قرآن اور اس کی تاویلات کے علم اور ہم اہلبیتؑ کی محبّت کرنے اور ہمارے دُشمنوں سے بیزار ہونے کے سبب بہت سی قوموں کو ایسا معزز اور مشرف فرمائیگا کہ وہ خیر و نیکی میں پیش رُو اور رہبر ہونگے۔ امرِ خیر میں لوگ ان کے آثار کے پیرو ہونگے اور ان کے اعمال لوگوں کیلئے نمونہ بنیں گے اور لوگ ان کے افعال کی پیروی کریں گے اور فرشتے ان کی دوستی کے آرزومند ہونگے اور اپنے پروں سے انکو مَس کرینگے اور اپنی صلوات میں اُن پر

برکتیں بھیجیں گے اور ہر تر و خشک یہاں تک کہ سمندر کی مچھلیاں اور اس کے کیڑے مکوڑے اور خشکی کے درندے اور چوپائے اور آسمان اور اس کے ستارے ان کے لیے استغفار کریں گے۔

اس حدیث کے بیان کرنے کے بعد امام حسن عسکری علیہ السّلام نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا وہ قول جس کے پڑھنے کے لیے تجھ کو امر فرمایا ہے اور قرآن پڑھتے وقت اس کے تلاوت کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ وہ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ہے یعنی میں شیطان سے جو ملعون اور راندۂ درگاہِ ایزدی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں جو سب باتوں کا سُننے والا اور تمام امُور کا جاننے والا ہے۔

اور جناب امیر المومنین علیہ السّلام نے اس کی تفسیر اس طرح ارشاد فرمائی ہے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ یعنی امتنع باللہ یعنی میں اللہ تعالیٰ کی حفظ و امان چاہتا ہوں کہ السمیع سب بدوں اور نیکیوں کی باتیں اور ہر ظاہر اور پوشیدہ اقوال کو سُنتا ہے۔ اور العلیم سب نیکوں اور بدکاروں کے افعال کو جانتا ہے اور ہر ایک چیز جو پہلے ہو چکی اور آئندہ ہوگی اور کیونکر ہوگی اس کا حال اس کو معلوم ہے۔ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ شیطان رجیم سے اور شیطان وہ ہے جو ہر خیر و نیکی سے دور ہو اور رجیم کے معنی یہ ہیں کہ وہ لعنت کے پتھروں سے سنگسار کیا گیا ہے اور ہر مقامِ خیر سے خارج کیا گیا ہے۔

اور یہ استعاذہ وُہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تلاوتِ قرآن کے وقت جس کے پڑھنے کا امر فرمایا ہے چنانچہ اللہ جلّ شانہٗ ارشاد فرماتا ہے۔ وَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ اِنَّہٗ لَیْسَ لَہٗ سُلْطَانٌ عَلَی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰی رَبِّھِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ ۝ اِنَّمَا سُلْطَانُہٗ عَلَی الَّذِیْنَ یَتَوَلَّوْنَہٗ وَالَّذِیْنَ ھُمْ بِہٖ مُشْرِکُوْنَ ۝ یعنی جب تو قرآن پڑھے تو شیطان رجیم سے اللہ کی پناہ طلب کر۔ کیونکہ وہ اُن لوگوں پر غلبہ نہیں پا سکتا جو مومن ہیں اور اپنے پروردگار پر توکّل کرتے ہیں بلکہ وہ صرف انہی لوگوں پر غالب ہُوا کرتا ہے جو اُس ملعون کو دوست رکھتے ہیں اور جو خدائے واحد کے ساتھ اوروں کو شریک کرتے ہیں۔

اور جو شخص کہ آدابِ الٰہی اور خدائی طریقوں سے آراستہ ہو اللہ تعالیٰ اسکو فلاحِ دائمی تک پہنچا دیتا ہے اور جو کوئی وصیتِ الٰہی کو سُنے اور اُس کو قبول کرے اس کو دونوں جہان کی نیکی حاصل ہوتی ہے

اس تقریر کے بعد امام عالی مقام علیہ السّلام نے ہماری طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ کیا تم چاہتے ہو کہ میں تم کو چند حدیثیں سُناؤں۔ ہم نے عرض کی کہ ہاں ارشاد فرمایئے۔ فرمایا کہ جب جناب رسولِ خداؐ نے مدینہ طیبہ میں اپنی مسجد تعمیر کرائی اور اپنے گھر کا دروازہ مسجد کی طرف رکھا اور مہاجرین و انصار نے بھی اپنے دروازے اسی طرف کو نکال لیے تو اللہ تعالیٰ نے محمدؐ اور اُن کی آلؑ افضل کی فضیلت کا اظہار کرنا چاہا اور جبرئیلِ امین یہ حکم لے کر خدمتِ نبوی میں حاضر ہوئے کہ اے مہاجرو انصار تم سب مسجدِ رسُولؐ کی طرف سے اپنے دروازے بند کر لو۔ پیشتر اس کے کہ عذابِ الٰہی تم پر نازل ہو جب یہ حکم نازل ہُوا تو پہلے پہل آنحضرتؐ نے معاذ ابن جبل کی زبانی اپنے چچا عباسؓ ابن عبدالمطلب کو کہلا بھیجا کہ تم اپنا دروازہ بند کر لو۔ انھوں نے کہا کہ مجھ کو فرمانِ خدا اور رسُولؐ بسر و چشم منظور ہے۔ اس کے بعد عباسؓ حضرت فاطمہؑ کی طرف سے گزرے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ وہ معصومہ حسنؑ و حسینؑ کو لیے اپنے دروازے پر بیٹھی ہیں یہ دیکھ کر بولے کہ اے فاطمہؑ تم کیسے بیٹھی ہو جیسے شیرنی اپنے بچوں کو لیے بیٹھی ہوتی ہے کیا تم یہ گمان کرتی ہو؟ کہ رسُولؐ خدا اپنے چچا کو تو مسجد سے نکال دیں اور اپنے چچا کے بیٹے (علیؑ) کو مسجد میں رہنے دیں۔ اسی اثنا میں آنحضرتؐ وہاں تشریف لائے اور اپنی پارۂ جگر سے فرمایا کہ تم کس طرح بیٹھی ہو۔ فاطمہؑ نے عرض کی کہ اے والد بزرگوار میں اس انتظار میں ہوں کہ جناب کی طرف سے میرے دروازے کے بند کرنے کا حکم کب صادر ہوتا ہے حضرتؐ نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے سب مہاجر و انصار کو دروازوں کے بند کرنے کا حکم دیا اور اپنے رسُولؐ کو اس حکم سے مستثنیٰ فرمایا اور اس میں شک نہیں کہ تم بھی جانِ رسُولؐ ہو۔ اس کے بعد عمر ابن خطاب نے حاضرِ خدمت ہو کر عرض کی کہ یا رسُول اللہ میں حضرتؐ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھنا نہایت پسند کرتا ہوں۔ اس لیے ایک سوراخ ادھر کی طرف رکھنے کی اجازت مرحمت فرمایئے تاکہ اس میں سے حضرتؐ کو دیکھا کروں۔ جناب سرورِ عالمؐ نے فرمایا کہ خدا کو یہ امر منظور نہیں عمر نے عرض کی کہ اگر یہ منظور نہیں تو اتنا ہی سہی کہ جس پر میں اپنا چہرہ رکھ سکوں۔ جواب ملا کہ یہ بھی منظورِ خدا نہیں پھر اُس نے ایک آنکھ کے برابر سوراخ رکھنے کی اجازت طلب کی حضرتؐ نے فرمایا کہ یہ بھی خداوندِ عالم کو منظور نہیں اور اگر تم سُوئی کے برابر سوراخ رکھنے کی بھی اجازت مانگو تو ہرگز نہ ملے گی۔ اور میں اُس ذات کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے قبضۂ قدرت میں محمدؐ کی

جان ہے کہ نہ تو مَیں نے تم کو مسجد سے نکالا ہے اور نہ مَیں نے ان (محمدؐ و علیؑ) کو داخل کیا ہے بلکہ اللہ ہی نے ان کو داخل کیا ہے اور اُسی نے تم کو خارج کیا ہے۔ بعد ازاں ارشاد فرمایا کہ کسی ایسے شخص کو جو اللہ اور روزِ قیامت پر ایمان لایا ہو مناسب اور شایاں نہیں ہے کہ اس مسجد میں حالت جنابت میں رات بسر کرے۔ بجز محمدؐ اور علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنؑ اور حسینؑ اور ان کی اولاد اطہار صلوات اللہ علیہم اجمعین کو اجازت ہے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا کہ مومنین تو اس حکم کو سُن کر رضامند اور خوشنود ہوئے اور منافقوں نے نہایت غیظ و غضب میں آکر ناک بھوں چڑھائی اور ایک دُوسرے کے پاس جاکر کہنے لگے کہ تم دیکھتے ہو کہ محمدؐ ہمیشہ اپنے چچا کے بیٹے (علیؑ) کو فضائل سے مخصوص کرتا ہے تاکہ ہم کو ان فضائل سے خالی ہاتھ نکال دے۔ ہم کو خدا کی قسم ہے۔ اگر ہم نے اس کی زندگی میں اطاعت کی تو اس کی وفات کے بعد ضرور منکر ہو جائیں گے۔ اور عبداللہ ابن ابی ان کی باتیں سُنتا تھا کبھی غضبناک ہوتا تھا اور کبھی اپنے غصّے کو روکتا تھا اور اُن سے کہتا تھا کہ محمدؐ مردِ خُدا پرست اور عبادت گزار ہے خبردار ہرگز اس سے دُشمنی نہ کرو۔ کیونکہ جو کوئی کسی خُدا پرست سے دُشمنی کرتا ہے وُہ عاجز اور درماندہ ہوتا ہے اور اُس کی زندگی تلخ اور مکدر ہو جاتی ہے اور عقلمند وہ شخص ہے جو اپنے غصّے کو فرو کرے اور موقع کی تاک میں رہے اسی اثنا میں مومنوں میں سے زیدؓ ابنِ ارقم وہاں جا نکلے اور اُن سے کہنے لگے کہ اے دُشمنانِ خدا آیا تم خدا کو جھٹلاتے ہو۔ اور اس کے رسُولِؐ برحق پر طعن کرتے ہو اور اس کے دین پر بد اندیشیاں عمل میں لاتے ہو۔ خدا کی قسم میں تمھارا حال رسُولِؐ خدا سے بیان کروں گا۔ عبداللہ ابن اُبی اور اس کے ہمراہیوں نے جواب دیا کہ اے زید اگر تو ایسا کرے گا تو ہم تجھ کو جھٹلائیں گے اور حلف اُٹھالیں گے اور جب ہم ایسا کرینگے تو رسُولِؐ خدا ہماری تصدیق کرینگے بعد ازاں تیرے برخلاف ایسی گواہی دلائیں گے جو تیرے قتل یا قطع اعضا یا حدِ شرع جاری کرنے کا باعث ہو گی۔

الغرض زید بن ارقم نے حاضرِ خدمت ہو کر آنحضرتؐ سے عبداللہ ابن اُبی اور اس کے ہمراہیوں کا تمام ماجرا بیان کیا۔ اُس وقت اللہ جلّ جلالہ نے یہ آیت نازل کی لَا تُطِعِ الْكَافِرِينَ یعنی کافروں کی اطاعت نہ کر جو اس امر میں جس کی طرف تُو نے ان کو بلایا ہے کھُلم کھُلا تیرے منکر ہیں یعنی تُو نے ان کو دعوت دی ہے کہ اللہ جلّ جلالہ پر ایمان لاؤ۔ اور مجھ سے اور میرے دوستوں سے دوستی رکھو۔

اور میرے دُشمنوں سے دُشمنی رکھو۔ وَالْمُنَافِقِينَ اور اے محمدؐ تو ان منافقوں کی بھی اطاعت نہ کر جو ظاہر میں تو تیری اطاعت کرتے ہیں اور باطن میں تیرے مخالف ہیں وَدَعْ أَذَاهُمْ اور ان کی اذیت کو ترک کر یعنی جو تکلیف تجھ کو اور تیرے اہلبیتؑ کو اُن کے بُرا کہنے سے پہنچی ہے اس کا خیال نہ کر۔ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ اور اللہ پر توکّل کر یعنی اپنے امرِ نبوّت کے پُورا کرنے اور اپنی حُجّت کے قائم کرنے میں اللہ پر توکّل کر۔ کیونکہ مومن وُہ ہے جو حُجّتِ ایمانی کو ظاہر کرے اگرچہ دُنیا میں مغلوب رہے مگر آخرت اسی کے لیے خاص کی گئی ہے اور دُنیا میں رنج و محنت اُٹھانے سے مومن کی غرض صرف یہ ہوتی ہے کہ بہشت کی اَبدی نعمتوں کو حاصل کرے اور یہ بات تجھ کو اور تیری آلِ اطہار اور اصحاب اخیار اور تیرے شیعوں کو حاصل ہے۔

جب یہ آیت نازل ہُوئی تو آنحضرتؐ نے اس امر کی طرف جو منافقوں کی طرف سے اُن کو پہنچا تھا کچھ التفات نہ کی اور زیدؓ سے فرمایا کہ اگر تم چاہتے ہو کہ ان کے شر اور کر سے محفوظ رہو تو ہر روز صبح کے وقت أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ کی تلاوت کیا کرو۔ اللہ تعالیٰ اُس کی برکت سے تم کو ان کے شر سے محفوظ رکھے گا اور اس میں شک نہیں کہ وُہ لوگ بمنزلہ شیطانوں کے ہیں کہ فریب دینے کی غرض سے باہمدیگر چکنی چپڑی باتیں کرتے ہیں اور اگر تم چاہو کہ پانی میں ڈُوبنے اور آگ میں جلنے اور مال و منال کے چُرائے جانے سے محفوظ رہو تو ہر روز علی الصباح اِس دُعا کا وِرد کیا کرو۔ اور وُہ یہ ہے۔ بِسْمِ اللّٰهِ مَا شَاءَ اللّٰهُ لَا يَصْرِفُ السُّوْءَ إِلَّا اللّٰهُ ۝ بِسْمِ اللّٰهِ مَا شَاءَ اللّٰهُ لَا يَسُوقُ الْخَيْرَ إِلَّا اللّٰهُ بِسْمِ اللّٰهِ مَا شَاءَ اللّٰهُ مَا يَكُونُ مِنْ نِعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ بِسْمِ اللّٰهِ مَا شَاءَ اللّٰهُ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ بِسْمِ اللّٰهِ مَا شَاءَ اللّٰهُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى مُحَمَّدٍ وَّآلِهِ الطَّيِّبِينَ ۝

جو شخص اِس دُعا کو صبح کے وقت تین بار پڑھے۔ شام تک ڈُوبنے جلنے اور چوری ہونے سے امن میں رہے اور جو کوئی شام کو تین دفعہ پڑھے۔ وہ صبح تک ان بلاؤں سے بچا رہے۔ بعد ازاں جناب رسالت مآب صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ حضرت خضرؑ اور الیاسؑ ہر سال ایامِ حج میں باہم مُلاقات کرتے ہیں اور جب ایک دُوسرے سے جُدا ہوتے ہیں تو ان کلمات کو تلاوت کرتے ہیں اور یہی طریقہ میرے شیعوں کا ہے اور قائم آلِ محمدؐ عجل اللہ فرجہ کے ظہور کے دن

میرے دوستوں اور دشمنوں میں انہی کلمات سے تمیز کی جائے گی۔

امام محمدؑ باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جب آنحضرتؐ نے اپنے چچا عباسؓ اور دیگر صحابہؓ کو دروازے بند کرنے کا حکم دیا اور علیؑ کو اپنا دروازہ کھلا رکھنے کی اجازت عطا فرمائی۔ تو عباسؓ اور دیگر رشتہ داران آنحضرتؐ نے حاضر خدمت اقدس ہو کر عرض کی کہ علیؑ کس لیے مسجد میں سے آمد و رفت رکھتے ہیں۔ حضرتؐ نے جواب میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا منشا یہی ہے تم کو چاہیئے کہ اس کے حکم کو تسلیم کرو اور جبرئیل اس باب میں خُدا کی طرف سے وحی لائے ہیں۔ پھر حضرتؐ پر وُہ حالت طاری ہوئی جو نزولِ وحی کے وقت ہُوا کرتی تھی۔ جب اس سے افاقہ ہُوا تو فرمایا کہ اے عباسؓ۔ اے عمِ رسولؐ اللہ جبرئیل خُدائے جلیل کی جانب سے خبر دیتے ہیں کہ علیؑ حالتِ تنہائی میں تجھ سے جُدا نہ ہوگا اور عالمِ غربت میں تیرا انیس اور جلیس ہوگا تُو بھی اس کو اپنی مسجد سے الگ مت کر۔ اے چچا اگر تم علیؑ کو اُس وقت دیکھتے جبکہ وُہ میرے بستر پر لیٹا ہُوا میرے دشمنوں سے مُقابلہ کر رہا تھا اور اپنی جان سے میری جان کی حفاظت کرتا تھا اور اِس بات پر خوش تھا کہ وُہ کافر بُری طرح اس کو قتل کر ڈالیں تب تُم کو معلوم ہوتا کہ وُہ میری طرف سے کرامت اور تفضل کا اور خدا کی طرف سے تعظیم اور بزرگی کا مستحق و سزاوار ہے۔ چُونکہ علیؑ شبِ ہجرت کو بستر رسولؐ اللہ پر لیٹے اور اپنی جان کو رسُولِ خداؐ کی جان کی سپر بنانے میں تمام خلقت سے منفرد ہُوا۔ اِس لیے اللہ تعالیٰ نے بھی مسجدِ رسُولؐ میں آنے جانے میں اس کو تمام خلقت سے منفرد کیا۔ اے چچا اگر تم دیکھتے کہ خُدا کے نزدیک اس کی قدر و منزلت کس قدر عظیم ہے اور ملائکہ مقربین کے نزدیک اس کا مرتبہ کس قدر بزرگ ہے۔ اور اعلیٰ علیین میں اس کی شان و شکوہ کس قدر جلیل ہے تو اس کی اس قدر و منزلت کو جو تم دنیا میں دیکھ رہے ہو نہایت ہی کمتر خیال کرتے۔ اے چچا اس کی نسبت کسی بُرائی کو ہرگز ہرگز اپنے دل میں راہ نہ دینا۔ مُبادا اپنے بھائی ابُولہب کی طرح ہو جاؤ۔ کیونکہ تم دونوں حقیقی بھائی ہو۔

اے چچا اگر تمام آسمان اور زمین کے باشندے علیؑ سے بُغض رکھیں تو اللہ تعالیٰ ان سب کو اس سے بُغض رکھنے کے سبب ہلاک اور جہنّم واصل کرے اور اگر تمام کُفّار علیؑ سے محبّت کریں تو وُہ اس کی محبّت کے باعث ان سب کی عاقبت نیک کرے کہ پہلے تو ان کو ایمان کی توفیق عطا کرے اور پھر اپنی رحمت سے بہشت عنبر سرشت میں داخل فرمائے۔ اے چچا علیؑ کی شان عظیم ہے اور اس کا حال جلیل اور اس کا وزن ثقیل ہے اور علیؑ کی محبت کو جس کسی کے میزان اعمال میں رکھ کر وزن کیا جائے وُہ اس شخص کے گُناہوں سے زیادہ وزنی اور بھاری نکلے گی۔ اور اس کے بُغض کو جس کسی کے میزانِ اعمال میں رکھ کر تولا جائے وہ اس شخص کی تمام نیکیوں سے وزن میں بڑھ جائے گا۔ حضرت عباسؓ نے جب اس مولائے مومنین کے یہ فضائل زبان رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنے تو عرض کی کہ یا رسُولؐ اللہ میں نے قبول کیا اور خوشنود و رضامند ہُوا تب حضرتؐ نے فرمایا کہ اے چچا آسمان کی طرف نگاہ کرو جب انھوں نے ادھر کو نظر کی تو حضرتؐ نے اُن سے دریافت فرمایا اے چچا تم کیا دیکھ رہے ہو اُنھوں نے عرض کی کہ میں ایک صاف اور پاکیزہ آفتاب دیکھ رہا ہوں جو ایک صاف اور جلیل الشّان آسمان سے طلُوع ہوا ہے۔ یہ سُن کر آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا۔ اے عباسؓ۔ اے عمِ رسُولؐ اللہ علیؑ کے فضائل کو جو اللہ تعالیٰ نے اِس کو عطا فرمائے ہیں تمہارے تسلیم کرنے کی خوبی اس آفتاب سے جو اس آسمان پر موجود ہے بہتر اور احسن ہے اور جو عظیم الشّان برکتیں اس تسلیم فضائل کے باعث سے تم پر نازل ہوں گی وُہ ان جلیل برکتوں سے بہت بڑھ کر ہیں جو اس آفتاب سے نباتات اور دانوں اور پھلوں پر وقوُع پذیر ہوتی ہیں اور ان کو پکاتی اور پرورش کرتی ہیں اور اے چچا تم کو اس ایک فضیلت علیؑ کے تسلیم کرنے کے باعث اس قدر ملائکہ مُقرّبین نے اپنا دوست بنا لیا جن کی تعداد بارش کے قطروں اور درختوں کے پتّوں اور ریگستان عالج کے ریت کے ذرّوں اور حیوانات کے بالوں اور نباتات کی قسموں اور بنی آدم کے قدم رکھنے اور ان کے سانسوں اور لفظوں اور نظروں کی شمار سے زیادہ ہے اور وُہ (ملائکہ) سب دُعا کرتے ہیں کہ یا اللہ اپنے نبیؐ کے چچا عباسؓ پر رحمت نازل کر کہ اس نے تیرے نبیؐ برحق کی بات کو اُس کے بھائی علیؑ کی فضیلت کے بارے میں تسلیم کیا، اور اے چچا میں اللہ تعالیٰ کی حمد کرتا ہُوں اور اس کا شُکر بجالاتا ہُوں کہ اُس نے تمھاری قدر و منزلت بڑھائی، اور اِس لیے کہ تمھارا مرتبہ آسمان میں عظیم اور بزرگ ہُوا۔

قولہ عزّوجلّ ۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۔ یعنی میں اللہ کے نام سے شروع کرتا ہُوں کہ جو رحمٰن اور رحیم ہے۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ اَللّٰہ وہ ذات ہے جس کی طرف حاجتوں اور سختیوں کے وقت اور اس وقت جبکہ غیر خدا تمام موجودات سے اُمید منقطع ہو جائے اور سب اسباب و وسائل سے قطعی یاس اور نااُمیدی ظہور میں آئے۔ ہر شخص رجوع کرتا ہے اور کہتا ہے بِسمِ اللہ یعنی میں اپنے سب کاموں میں اُس اللہ کی مدد چاہتا ہوں جس کے سوا اور کوئی قابلِ عبادت و پرستش نہیں ہے اور جو داد خواہی کے وقت فریاد کو پہنچتا اور دُعاؤں کو قبول کرتا ہے۔

اور ایک شخص نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ اے فرزند رسولِ خدا مجھے بتلایئے اَللّٰہ کیا چیز ہے کیونکہ مباحثہ اور مجادلہ کرنے والوں نے بار بار بحث کر کے مجھ کو اس باب میں حیران کر دیا ہے۔ حضرت نے اُس سے پُوچھا اے بندۂ خدا تو کبھی کشتی میں بھی سوار ہُوا ہے۔ اُس نے عرض کی کہ ہاں۔ پھر فرمایا کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ تیری کشتی ٹوٹ گئی ہو اور اُس وقت وہاں پر نہ تو کوئی دوسری کشتی ہو، جو تجھ کو ساحلِ نجات پر پہنچا دے اور نہ تُو تیر کر اس گردابِ بلا سے رہائی پا سکتا ہو۔ اُس نے عرض کی کہ ہاں ایسا بھی ہُوا ہے۔ حضرتؑ نے فرمایا ایسے وقت میں تیرے دِل میں یہ خیال بھی گُزرا ہے کہ ایک چیز ایسی بھی ہے جو مجھ کو اِس ورطۂ ہلاکت سے نجات دینے پر قادر ہے۔ اُس شخص نے عرض کی کہ ہاں ایسا بھی وقوع میں آیا ہے۔ اُس شخص کا یہ جواب سُن کر حضرتؑ نے ارشاد فرمایا کہ وُہی چیز اللہ ہے جو نجات دینے پر قادر ہے۔ جبکہ کوئی صُورت نجات کی نہ ہو اور فریاد رسی کی قدرت رکھتا ہے۔ جبکہ کوئی فریاد رس نہ ہو۔

نیز جناب صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ہمارا کوئی شیعہ کسی کام کے شروع کرتے وقت بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ کا کہنا ترک کر دیتا ہے اِس وجہ سے خُدا اس کو کسی تکلیف میں مُبتلا کرتا ہے تاکہ وُہ متنبہ ہو کر خُدا کی شکر گزاری اور اس کی حمد و ثنا بجا لائے اور اللہ اُس کے صلے میں اُس کے قصور کو جو ترکِ بسم اللہ میں اس سے سرزد ہُوا تھا معاف کر دے اور عبداللہ ابن یحییٰ جناب امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہُوئے۔ حضرتؑ نے اپنے سامنے کُرسی پر بیٹھنے کا حکم دیا۔ جب وُہ بیٹھے تو کُرسی ایک طرف کو جُھکی اور وُہ سر کے بل زمین پر گر پڑے اور اس صدمے سے سر کی ہڈی پر سے کھال اُتر گئی اور خُون بہنے لگا۔

حضرتؑ نے پانی منگا کر خُون دُھلوایا۔ پھر فرمایا میرے پاس آؤ۔ جب وُہ نزدیک آئے تو امیر المومنین علیہ السلام نے اپنا دستِ حق پرست اس زخم پر پھیرا جس کے درد نے اُن کو بے قرار اور مضطرب الحال کر رکھا تھا اور آبِ دہن اُس پر لگایا۔ باعجازِ مرتضوی وُہ زخم فوراً بھر گیا اور اصلی حالت پر آگیا گویا کچھ صدمہ پہنچا ہی نہ تھا۔

بعد ازاں جناب امیرؑ نے ارشاد فرمایا۔ اے عبداللہ تمام تعریفیں اُس اللہ کے لیے زیبا اور سزاوار ہیں جس نے دُنیا کے رنج و بلا کو ہمارے شیعوں کے لیے اُن کے گناہوں کی مُعافی کا وسیلہ اور ذریعہ مقرر کیا ہے تاکہ ان کی اطاعت و عبادت ان کے پاس باقی رہے اور اس کے صلے میں وُہ ثوابِ آخرت کے مُستحق ہوں۔ عبداللہ نے عرض کی یا امیر المومنین کیا پس ہم دُنیا ہی میں اپنے گناہوں کا عوض پا لیتے ہیں؟ فرمایا ہاں۔ کیا تم نے رسُولؐ اللہ کا یہ قول نہیں سُنا کہ دُنیا مومن کے لیے بمنزلہ قید خانہ کے ہے اور کافر کے لیے باغِ بہشت کا نمُونہ ہے اور اس میں کچھ شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے شیعوں کو اس دارِ ناپائیدار میں مُبتلائے رنج و آلام اور ایسے اسباب پیدا کر کے جو ان کی مغفرت اور بخشش کا باعث ہوں۔ گُناہوں سے پاک کر دیتا ہے۔ چنانچہ قرآن میں ارشاد فرماتا ہے۔ وَمَآ اَصَابَکُمۡ مِّنۡ مُّصِیۡبَۃٍ فَبِمَا کَسَبَتۡ اَیۡدِیۡکُمۡ وَیَعۡفُوۡا عَنۡ کَثِیۡرٍ ؕ یعنی جو تکلیف کہ تم کو پہنچتی ہے وُہ تمھارے اعمال کے سبب پہنچتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے بہت سے گُناہوں کو مُعاف کر دیتا ہے۔ یہاں تک کہ جب ہمارے شیعہ عرصۂ محشر میں وارد ہوں گے تو ان کی طاعات و عبادات کو زیادہ کر دیا جائے گا اور محمدؐ کے اور ہمارے دُشمنوں کو ان کی طاعات کا عوض دُنیا ہی میں مل جاتا ہے۔ اگرچہ ہمارے علم اخلاص کی وجہ سے وُہ قابلِ قدر اور قیمتی نہیں ہوتیں۔ یہاں تک کہ جب وُہ میدانِ قیامت میں پہنچیں گے تو اُن کے گناہ اور محمدؐ اور ان کی آلِ اطہار اور صحابہ اخیار کا بُغض ان کے اُوپر لدا ہُوا ہو گا جس کی سزا میں اِن کو جہنم میں ڈالا جائے گا۔

پارہ ۲۵ سورہ شوریٰ ع ۳

اور میں نے آنحضرتؐ سے سُنا ہے کہ زمانہ سابق میں دو شخص تھے ایک تو مومن اور مطیع پروردگار تھا اور دُوسرا کافر۔ جو اولیا اللہ کو دُشمن اور دُشمنانِ خُدا کو دوست رکھتا تھا اور وُہ دونوں بڑی بڑی سلطنتوں پر حکمرانی کرتے تھے۔ اتفاقاً بادشاہ کافر ایک دفعہ بیمار ہُوا اور ایسی مچھلی کے کھانے کی

ایک مومن اور ایک کافر بادشاہ کا قصہ

خواہش ظاہر کی جو اس موسم میں نہایت گہرے اور عمیق دریاؤں میں رہتی تھی۔ جہاں سے کوئی اِس کو پکڑ نہ سکتا تھا اور طبیبوں نے اس سے کہا کہ تیرے جینے کی اب کوئی اُمید نہیں تجھ کو مناسب ہے کہ کسی شخص کو اپنا جانشین اور خلیفہ کر دے۔ کیونکہ تو اِن لوگوں سے زیادہ زندہ رہنے والا نہیں ہے جو قبروں میں پڑے سوتے ہیں اور تیرا تندرست ہونا اسی مچھلی پر موقوف ہے اور آج کل اس کے دستیاب ہونے کی کچھ سبیل نہیں ہو سکتی۔ الغرض اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتے کو حکم دیا کہ اِس مچھلی کو قعرِ دریا سے لے جا کر ایسی جگہ پہنچا دے جہاں سے اُس کو بآسانی شکار کر سکیں۔ القصہ وُہ مچھلی لا کر اُس کو کھلائی گئی اور وُہ تندرست ہو گیا اور اس کے بعد وُہ کئی برس تک سلطنت کرتا رہا۔ بعد ازاں وُہ مومن بادشاہ اسی مرض میں مُبتلا ہُوا اور ان ایّام میں اس قسم کی مچھلیاں کنارے کے قریب رہتی تھیں۔ جہاں سے اُن کا شکار کرنا نہایت آسان تھا جب اِس بادشاہ نے اس کے کھانے کی خواہش ظاہر کی اور طبیبوں نے بھی اسی کو بطورِ دوا کے تجویز کیا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُسی فرشتے کو حکم ہُوا کہ اِس قسم کی مچھلیوں کو کنارے سے لے جا کر قعرِ دریا میں پہنچا دے تاکہ کوئی شخص اس کو شکار نہ کر سکے چُنانچہ ایسا ہی وقوع میں آیا اور اس مومن بادشاہ نے اپنی خواہش کے پُورا نہ ہونے اور دوا نہ ملنے کے باعث اس جہانِ فانی سے عالمِ جاودانی کی طرف رحلت کی۔ اِس عجیب واقعہ کو دیکھ کر ملائکہ آسمان اور اس شہر کے باشندے نہایت متعجّب ہُوئے اور قریب تھا کہ فتنہ و فساد میں پڑ جائیں کہ کیا باعث ہے کہ خُدا نے کافر پہ تو اس امر کو آسان اور سہل کر دیا جس کی کوئی سبیل اور تدبیر نہیں ہو سکتی تھی اور مومن کے لیے امرِ سہل کو دُشوار اور مشکل کر دیا۔ یہ حال دیکھ کر اللہ تعالیٰ نے ملائکہ آسمانی اور اُس زمانہ کے پیغمبر پر یہ وحی نازل کی کہ مَیں ہی خُدائے کریم متفضل اور قادر ہوں کہ بخشش کرنے سے مجھ کو ضرر نہیں پہنچتا۔ اور بخشش نہ کرنے سے مجھ کو کچھ نفع نہیں ملتا اور مَیں کسی پر ذرا بھر بھی ظلم و ستم نہیں کرتا۔ سُنو مَیں نے اِس کافر پر تو غیر موسم میں مچھلی کا پکڑنا اس لیے سہل کیا کہ اس کی ایک نیکی کا جو اُس نے کی تھی اس کو عوض مل جائے اور اس کا مجھ پر حق تھا کیونکہ میں کسی کی نیکی کو باطل نہیں کرتا اور یہ اس لیے کیا گیا کہ جب وُہ میدانِ حشر میں آئے تو اُس کے نامۂ اعمال میں کوئی نیکی باقی نہ رہے اور اپنے کُفر کے عوض داخلِ جہنّم ہو۔ اور اسی مچھلیوں کو اِس عابد

بادشاہ سے ایک خطا کے باعث جو اُس سے سرزد ہُوئی تھی۔ تاکہ اس کی خواہش کے رُکنے اور اس دوا کے نہ ملنے کے سبب اِس کو اس خطا سے پاک کر دُوں اور وُہ میرے دربار میں بے گُناہ ہو کر حاضر ہو۔ اور میرے بہشت عنبر سرشت میں داخل ہو۔

یہ واقعہ سُن کر عبداللہ ابنِ یحییٰ نے عرض کی کہ یا حضرتؑ آپ نے مجھ کو فائدہ پہنچایا اور علم سکھلایا۔ اگر مُناسب ہو تو میرا وہ گناہ بھی جس کے باعث میں اس مجلس میں اِس رنج میں مبتلا ہُوا مجھے بتلا دیں تاکہ پھر کبھی ایسا نہ کروں۔ جناب امیرؑ نے فرمایا کہ تم نے کرسی پہ بیٹھتے وقت بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا کہنا ترک کیا اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس صدمہ کو تیری اس خطا کے مُعاف کرنے کا باعث قرار دیا۔ جو اس سُنتی امر کے سہواً ترک کرنے سے تجھ سے سرزد ہوئی تھی کیا تم کو معلوم نہیں ہے کہ رسُولؐ خدائے عزّوجل کی طرف سے حدیث بیان کی ہے کہ اس نے فرمایا ہے کہ ہر امرِ بُزرگ جس میں اللہ کا نام نہ لیا جائے وُہ ابتر ہے۔ عبداللہ نے عرض کی۔ کہ ہاں یا امیر المومنین میرے ماں باپ آپ پر سے فدا ہوں۔ اب مَیں کبھی بسم اللہ کا کہنا ترک نہ کیا کروں گا۔ جناب امیرؑ نے فرمایا اگر تم ایسا کرو گے تو تم اس کے سبب سے حظِ وافر حاصل کرو گے اور کامیاب ہو گے۔ بعد ازاں عبداللہ نے عرض کی یا امیر المومنین بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی تفسیر کیا ہے۔ فرمایا جب کوئی شخص کچھ پڑھنے یا کسی کام کے کرنے کا ارادہ کرے اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہے یعنی مَیں اِس نام سے اس کام کو شروع کرتا ہوں تو جو کام بسمِ اللہ الرحمٰنِ الرحیم سے شروع کیا جائے خدا اُس میں برکت عنایت فرماتا ہے۔

اور امام محمد باقر علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ محمد بن مسلم شہاب زہری میرے والد ماجد امام زین العابدین علی ابنِ حسینؑ کی خدمت میں حاضر ہُوا اور وہ نہایت بے چین اور غمگین ہو رہا تھا۔ حضرتؑ نے اس سے پوچھا تم کس لیے ملول و حزین ہو۔ اُس نے عرض کی اے فرزندِ رسُولِ خُدا غم و الم پے در پے مجھ پر پڑتے ہیں کیونکہ مَیں اپنی نعمت کے حاسدوں اور اپنے مال و زر میں طمع کرنے والوں کی طرف سے سخت تکلیف میں مبتلا ہُوں اور جس سے کچھ اُمید رکھتا ہُوں اور جس پر میں نے کچھ احسان کیا ہے۔ ان سے میرے گمان کے برخلاف ظاہر ہوتا ہے۔ حضرتؑ نے اُس سے فرمایا کہ تم اپنی زبان قابو میں رکھو۔ اِس سے تم اپنے بھائیوں پر قابض ہو جاؤ گے

۱۰۱ امام زین العابدین علیہ السلام کا زہری کو نصیحت فرمانا ۱۰۱

زُہری نے عرض کی کہ مَیں ہمیشہ ان سے نیکی سے کلام کرتا ہوں حضرت نے فرمایا کہ ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔ خبردار کبھی اپنی اس بات پر مغرور نہ ہونا اور کبھی ایسا کلام نہ کرنا جس کو لوگوں کے دِل ناپسند کریں۔ اگرچہ اس کے عُذرات تمھارے پاس موجُود ہی کیوں نہ ہوں کیونکہ یہ ضروری نہیں ہے کہ ہر ناپسندیدہ کلام جو تم لوگوں کو سُناؤ۔ اس کا عُذر کرنا بھی تم کو ممکن ہو بعد ازاں فرمایا کہ اے زُہری جس شخص کی عقل کسی امر میں کامل نہیں ہوتی۔ اس امر میں اُس کا ہلاک ہونا بہت آسان ہوتا ہے۔ اے زُہری تم کو لازم ہے کہ تمام مسلمانوں کو اپنے گھر والوں جیسا خیال کرو کہ اپنے سے بڑے کو بمنزلہ والد کے اور چھوٹے کو بمنزلہ بیٹے کے اور ہم عمر کو مثل بھائی کے سمجھو۔ اب دیکھو کہ ان میں سے کس پر تم ظلم کرنا پسند کرتے ہو اور کس کے لیے بد دُعا کرنا چاہتے ہو اور کس کی پردہ دری اور ہتکِ حُرمت منظور کرتے ہو۔ اور اگر کبھی ابلیس ملعُون تمھارے دل میں یہ وسوسہ ڈالے کہ تجھ کو فلاں مُسلمان پر فضیلت حاصل ہے اُس وقت تُم یہ دیکھو کہ اگر وُہ شخص عُمر میں تم سے بڑا ہے تو یہ سمجھ لو کہ اس نے ایمان لانے اور نیک عمل کرنے میں مجھ سے سبقت کی ہے اِس لیے وہ مجھ سے بہتر ہے اور اگر تم سے چھوٹا ہے تو یہ جانو کہ مَیں نے گُناہ کرنے میں اس پر سبقت کی ہے اِس لیے وُہ مجھ سے اچھا ہے اور اگر وُہ تمھارا ہم عمر ہے تو یہ خیال کرو۔ کہ مجھ کو اپنے گُناہوں کا تو یقین حاصل ہے اور اس کے بارے میں مجھے شک ہے اس لیے امر یقینی کو امر مشکوک کے لیے کیونکر ترک کر دوں اور اگر تم دیکھو کہ تمام مُسلمان تمھاری تعظیم اور عزت کرتے ہیں تو یہ سمجھو کہ یہ فضیلت ان ہی کی قرار دی ہوئی ہے۔ مجھ میں کچھ قابلیت نہیں اور اگر تم دیکھو کہ لوگ تم پر جفا کرتے ہیں یا کچھ ناراض ہیں تو یہ جانو کہ یہ میری ہی خرابیوں کا نتیجہ ہے۔ جب تم ایسا طریق اختیار کر لوگے تو خُدا زندگانیِ دُنیا کو تم پر سہل اور آسان کر دے گا اور تمھارے دوست بڑھ جائیں گے اور دُشمن گھٹ جائیں گے اور تم لوگوں کے نیک سلوکوں سے خوشحال اور فرحناک ہو گے اور ان کی جفاؤں پر تاسّف نہ کرو گے! اور یہ جان لو کہ لوگوں کے نزدیک بُزرگ تر وہ شخص ہے جس کی نیکی سے وُہ فیضیاب اور بہرہ ور ہوں اور وہ ان سے بے نیاز اور مستغنی ہو اور کبھی ان سے سوال نہ کرے اور اس کے بعد وہ شخص مکرم اور بُزرگ سمجھا جاتا ہے جو کبھی ان سے اپنی حاجت طلب نہ کرے۔ اگرچہ ان کا محتاج ہی کیوں نہ ہو۔ کیونکہ اہلِ دُنیا مال ہی کو بہت

دوست رکھتے ہیں۔ اِس لیے جو کوئی ان کے معشوق (مال) کے باب میں ان سے مزاحمت نہ کرے گا۔ بے شک وُہ شخص ان کی نگاہ میں تعظیم و تکریم کے قابل ہوگا اور جو شخص کہ زر و مال میں ان سے مزاحم بھی نہ ہو بلکہ زیادہ یا کم اپنی طرف سے ان کو اور عطا کرے وہ اُن کے نزدیک سب سے زیادہ مکرّم و معزز ہو گا۔

جب امام زین العابدین علیہ السّلام کی تقریر یہاں تک پہنچی تو حاضرین میں سے ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کی کہ اے فرزندِ رسُولِ خدا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے معنی بیان فرمایئے فرمایا کہ میرے باپ نے مجھ سے اپنے بھائی امام حسنؑ کی زبانی حدیث بیان کی ہے کہ ایک شخص نے جناب امیر المومنین علیہ السّلام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ یا امیر المومنینؑ مجھ کو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے معنے سے خبردار کیجیے۔ جناب امیرؑ نے ارشاد فرمایا۔ اللہ حق تعالیٰ کے سب ناموں سے بُزرگ تر نام ہے اور ایسا نام ہے کہ اُس ذات باری تعالیٰ کے سوا اور کسی کو اس نام سے نامزد ہونا مناسب اور زیبا نہیں ہے اور مخلوقات میں سے کسی کا یہ نام نہیں ہُوا اس کے بعد اس شخص نے عرض کی کہ لفظ اللّٰہ کی تفسیر کیا ہے۔ جناب امیرؑ نے فرمایا کہ اللہ وُہ ذات ہے کہ حاجتوں اور شدّتوں کے واقع ہونے اور حق تعالیٰ کے سوا اور سب اُمیدوں کے قطع ہو جانے اور تمام اسباب و وسائل کے گُم ہونے کے وقت جس کی طرف تمام مخلُوقات رجوع کرتی ہے۔ دیکھو اِس دُنیا کو کوئی رئیس یا سردار اگرچہ کتنا ہی غنی اور سرکش ہو اور اپنی رعایا اور دیگر ماتحتوں کی ضرورتوں میں اکثر کام آتا ہو لیکن ایک وقت ان کو ایسی ضرورتیں درپیش ہوتی ہیں کہ اس سردار سے مطلب برآری نہیں ہوتی اور اسی طرح اس سردار کو خود بھی بعض موقع ایسے آپڑتے ہیں جو اس کے مقدور سے باہر ہیں۔ تب وُہ اپنی ضروریات اور احتیاج کے وقت اللہ کی طرف رجُوع کرتا ہے اور جب مطلب نکل چکتا ہے تو پھر مُشرک بن جاتا ہے کیا تم نے حق تعالیٰ کا یہ قول نہیں سُنا کہ قرآن میں فرماتا ہے۔ قُلْ اَرَاَيْتَكُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ اَوْ اَتَتْكُمُ السَّاعَةُ اَغَيْرَ اللّٰهِ تَدْعُوْنَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○ بَلْ اِيَّاهُ تَدْعُوْنَ فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُوْنَ اِلَيْهِ اِنْ شَآءَ وَتَنْسَوْنَ مَا تُشْرِكُوْنَ ○ یعنی اے محمدؐ ان سے کہہ دے کہ تم مجھے یہ بتاؤ کہ اگر عذاب الٰہی تم پر نازل ہو یا قیامت کے عذاب

تُم پروار دہوں تو کیا تُم اللہ کے سوا اور کسی کو پُکاروگے۔ اگر تُم اپنے دعوے میں سچے ہو بلکہ تُم اسی کو پکاروگے۔ اُس وقت اللہ تعالیٰ اِس عذابِ دُنیوی کو تمھارے سر سے ٹال دے گا۔ جس کے دُور کرنے کی اس سے دُعا کرتے ہو۔ اگر مصلحتِ خداوندی اِس کے دُور کرنے کی مقتضی ہوگی اور دُعا کرنے کے وقت تُم اِن (بُتوں وغیرہ) کو بھول جاؤ گے جن کو خدا کے ساتھ شریک کرتے ہو۔

الغرض اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں سے فرمایا۔ اے میری رحمت کے محتاجو میں نے تمھارے لیے ہر حال میں حاجتمندی اور ہر وقت میں ذلّتِ عبودیّت کو لازم اور ضروری ٹھہرایا ہے اِس لیے تُم کو مناسب ہے کہ جس کام کو شروع کرو اور اس کے پُورا ہونے اور انجام تک پہنچنے کی تمنّا رکھو۔ اس میں میری طرف رجُوع کرو۔ کیونکہ اگر میں تم کو عطا کرنا چاہوں تو کوئی اور تم کو اِس سے روک نہیں سکتا اور اگر میں روکنا چاہوں تو کوئی اور عطا نہیں کر سکتا۔ اِس لیے تم ہر ایک چھوٹے یا بڑے کام کے شروع کرتے وقت بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہا کرو۔ یعنی میں اِس کام میں اُس اللہ سے مدد چاہتا ہوں جس کے سوا اور کسی کی پرستش جائز نہیں اور جو دادخواہی کے وقت فریاد کو پہنچتا ہے اور دُعاؤں کو قبول کرتا ہے اور جو الرحمٰن ہم پر رحم کرتا ہے اور رزق کو فراخ کرتا ہے اور الرحیم جو ہمارے دین و دُنیا اور آخرت میں ہم پر رحم کرنے والا ہے۔ خُدا نے ہمارے لیے دین میں تخفیف کر کے اس کو سہل اور آسان کر دیا اور یہ بھی اُس کا رحم ہے کہ ہم کو اپنے دُشمنوں سے الگ اور جُدا کر دیا۔

بعد ازاں جنابِ امیرؑ نے فرمایا کہ جنابِ رسالت مآب صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو کوئی اپنے کسی امر میں جو اُس کو پیش آئے متفکّر و محزون ہو اور وہ خلوصِ نیّت اور دلی توجہ سے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی تلاوت کرے تو وہ یا تو اپنی دُنیوی مُراد کو پہنچ جائے گا۔ یا خُدا کے ہاں اُس کے لیے ذخیرہ اور سامان مُہیّا کیا جائے گا اور جو کچھ کہ خدا کے پاس جمع ہے وہ بہتر اور مومنوں کے لیے باقی رہنے والا ہے۔ اور امام حسنؑ ابن علی علیہ السّلام نے روایت کی ہے کہ جنابِ امیرؑ نے ارشاد فرمایا ہے کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سُورۂ فاتحہ کی ایک آیت ہے اور بسم اللہ سمیت اُس کی سات آیتیں ہیں اور میں نے جنابِ رسالت مآبؐ کو یہ فرماتے

فضائلِ سُورۂ فاتحہ

ہوئے سُنا ہے کہ خُدا نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ اے محمدؐ وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ ۝ بیشک ہم نے تجھ کو سبع مثانی اور قرآنِ عظیم عطا کیا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے سبع مثانی یعنی سُورۂ فاتحہ کے احسان کو الگ جتلایا اور اس کو قرآنِ کریم کا مقابل اور ہمسر قرار دیا اور درحقیقت سُورۂ فاتحہ سب چیزوں سے جو عرش کے خزانوں میں موجود ہیں اشرف اور اعظم ہے اور حق تعالیٰ نے اِس نعمت کے ساتھ صرف مجھ کو ہی مخصوص اور مشرّف کیا ہے اور انبیائے ماسلف میں سے کسی نبی کو اس میں میرے ساتھ شریک نہیں کیا سوائے حضرت سلیمانؑ کے کہ ان کو اس سُورۂ میں سے صرف بسم اللہ الرحمٰن الرحیم عطا کی ہے۔ جس کو قرآن میں بلقیس کی زبانی اِس طرح سے ذکر فرمایا ہے۔ اِنِّيْٓ اُلْقِيَ اِلَيَّ كِتٰبٌ كَرِيْمٌ ۝ اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ وَاِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ یعنی بلقیس نے کہا کہ مجھ پر ایک نامۂ بزرگ ڈالا گیا ہے اور وہ سلیمانؑ کی طرف سے ہے اور وہ یہ ہے۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الیٰ آخرہ۔

پارہ ۱۴ سُورۂ حجر ع ۶

پارہ ۱۹ سُورۂ نمل ع ۲

بعد ازاں فرمایا کہ جو کوئی اِس سُورۂ (حمد) کو پڑھے اور محمدؐ اور اس کی آلِ اطہار کی دوستی کا معتقد ہو اور ان کے حکم کا تابع اور ان کے ظاہر و باطن پر ایمان رکھتا ہو تو خدائے عزّوجل اس پڑھنے والے کو ہر حرف کے عوض ایک ایک حسنہ عطا کرے گا کہ ہر حسنہ تمام دُنیا اور اس کے سب اموال و خزائن سے بہتر ہوگا اور جو کوئی کسی کو یہ سُورت پڑھتے ہوئے سُنے تو اس کو اس پڑھنے والے کی نسبت تہائی ثواب ملے گا۔ اس لیے تم میں سے ہر ایک کو چاہیے کہ اس خیر کی بہتات کی خواہش کرے جو تمھارے سامنے موجود ہے کیونکہ وہ غنیمت ہے ایسا نہ ہو کہ وقت نکل جائے اور دلوں میں حسرت باقی رہ جائے۔

قولہ تعالیٰ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ سب قسم کی تعریفیں اُس اللہ کو زیبا اور سزاوار ہیں جو کُل عالموں کا پرورش کرنے والا ہے۔

امام حسن عسکری علیہ السّلام نے فرمایا کہ ایک شخص امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ قولِ خُدا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ کی تفسیر بیان فرمائیے۔ حضرت نے فرمایا کہ مجھ سے میرے والد ماجد امام موسیٰ کاظم علیہ السّلام نے اپنے آبائے کرام کی زبانی روایت کی ہے

سورۂ حمد کے پڑھنے کا ثواب۔ سورۂ فاتحہ کی تلاوت کرنے کے لئے ترغیب کا بیان

کہ ایک شخص نے جناب امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر تفسیر اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ دریافت کی جواب میں ارشاد فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ یعنی سب قسم کی تعریفیں اللہ کے لیے زیبا ہیں۔ چونکہ حق تعالیٰ نے اپنی بعض نعمتوں کی جو اپنے بندوں کو عطا کی ہیں مجمل شناخت کرائی کیونکہ وہ نعمات الٰہی کی مفصل معرفت کی قدرت نہیں رکھتے۔ اس لیے کہ وہ حد شمار و تعریف سے بہت زیادہ ہیں اس واسطے اللہ جل شانہ نے ان کو مجمل طور پر یہ امر فرمایا کہ تم اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہا کرو یعنی ہم ان نعمتوں[1] پر جو خدا نے ہم کو عطا کی ہیں۔ اس کی حمد کرتے ہیں۔ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ کہ وہ سب عالموں کا مالک ہے اور عالمین سے تمام مخلوقات کی جماعتیں مراد ہیں۔ خواہ جمادات ہوں یا حیوانات پس حیوانات کو تو ایک حال سے دوسرے حال پر پھیر آتا ہے اور اپنے رزق سے ان کو غذا عنایت کرتا ہے اور انکی حفاظت فرماتا ہے اور اپنی مصلحت کے موافق ہر ایک کے کاروبار کی تدبیر کرتا ہے اور جمادات کو اپنی قدرتِ کاملہ سے روکے رہتا ہے اور ان کے ملے ہوئے اجزا کو جدا نہیں ہونے دیتا اور جو اجزا الگ ہیں ان کو باہم ملنے نہیں دیتا اور آسمان کو زمین پر گرنے سے اور زمین کو نیچے دھسنے سے باز رکھتا ہے۔ مگر ہاں جب اس کا حکم ہو تو ایسا وقوع میں آسکتا ہے۔ کیونکہ وہ اپنے بندوں پر نہایت مہربان اور رحیم ہے۔

نیز فرمایا کہ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ کے معنی یہ ہیں کہ وہ ان کا مالک اور پیدا کرنے والا ہے اور ان کو رزق پہنچاتا ہے۔ اس جگہ سے جس کو وہ جانتے ہوں اور اس جگہ سے جس کو وہ نہ جانتے ہوں الغرض رزق مقسوم ہے آدمی کو ضرور ہی پہنچے گا۔ خواہ وہ دنیا میں کسی طریق پر چلے۔ نہ تو کسی متقی اور پارسا کے تقویٰ اور پرہیزگاری سے زیادہ ہوتا ہے اور نہ کسی فاسق و فاجر کے فسق و فجور سے کم ہوتا ہے اور آدمی اور اس کے رزق کے درمیان ایک بالشت بھر کا فاصلہ ہے اور یہ اس کی تلاش میں پھرتا ہے۔ اگر کوئی شخص اپنے رزق کا انتظار کرے تو وہ رزق خود اس شخص کو تلاش کرلے گا۔ جیسے موت انسان کو تلاش کر لیتی ہے۔

نیز جناب امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ حق تعالیٰ نے اپنے بندوں سے فرمایا کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہا کرو یعنی شکر ہے خدا کا ان نعمتوں پر جو اس نے ہم کو عنایت کی ہیں اور اس بات پر کہ اس نے ہمارے

[1] اللہ تعالیٰ نے تمام سب نعمتوں کا ذکر کرنا اس لیے لازم نہیں کیا کہ ان سب کا احصا اور شمار ممکن نہیں اور بعض کو ذکر کرنا اور بعض کو ترک کرنا ترجیح بلا مرجح ہے۔ کذا فی بعض الشروح ۱۲ مولانا سید محمد ہارون صاحب قبلہ مد ظلہ العالی۔

وجود میں آنے سے پہلے انبیائے سلف کی کتابوں میں ہم کو نیکی سے یاد کیا ہے۔

پس اس میں محمدؐ و آلِ محمدؐ کے لیے حکم وجوب ہے کہ خدا کا شکر بجا لائیں کہ اس نے ان کو تمام مخلوقات پر فضیلت عطا فرمائی ہے اور ان کے شیعوں پر اس امر کی شکرگزاری واجب ہے کہ اس نے ان کو محمدؐ و آلِ محمدؐ کے سوا اور سب سے افضل قرار دیا ہے۔ چنانچہ جناب رسولِ خداؐ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب حق تعالیٰ نے حضرتِ موسیٰؑ کو رسالت عنایت کی اور اپنا راز دار قرار دیا اور دریا کو شگافتہ کر کے بنی اسرائیل کو غرق ہونے سے نجات دی۔ اور توریت اور الواح ان کو عطا فرمائیں تو حضرت موسیٰؑ نے اپنی یہ قدر و منزلت دیکھ کر جناب باری تعالیٰ سے عرض کی۔ اے پروردگار تو نے مجھ کو وہ کرامتیں عطا فرمائی ہیں کہ مجھ سے پہلے اور کسی کو نصیب نہیں ہوئیں۔ اس کے جواب میں وحی نازل ہوئی کہ اے موسیٰ کیا تجھے معلوم نہیں ہے کہ محمدؐ میرے نزدیک تمام فرشتوں اور کل مخلوقات سے افضل ہے موسیٰ نے عرض کی کہ اگر محمدؐ تیرے نزدیک افضل خلائق ہے تو کیا کسی نبیؐ کی آل بھی میری آل سے افضل ہے۔ حکم ہوا کہ اے موسیٰؑ کیا تو نہیں جانتا کہ آلِ محمدؐ کو تمام انبیاء کی آل پر ویسی ہی فضیلت حاصل ہے جیسی محمدؐ کو تمام انبیاء پر۔ پھر عرض کی کہ اگر آلِ محمدؐ کو تیرے نزدیک یہ رتبہ حاصل ہے تو کیا کسی اور نبی کے اصحاب بھی میرے اصحاب سے افضل ہیں۔ ارشاد ہوا کہ اصحاب محمدؐ کو دیگر انبیاء کے اصحاب پر ویسی ہی فضیلت حاصل ہے جیسی محمدؐ کو تمام رسولوں پر پھر عرض کی کہ اے میرے پروردگار اگر محمدؐ اور ان کی آلؑ اور اصحاب ان اوصاف سے موصوف ہیں تو کیا کسی نبی کی اُمّت بھی تیرے نزدیک میری اُمت سے افضل ہے کہ تو نے بادل کو مقرر کیا کہ ان پر سایہ کرے اور من و سلوےٰ کو ان پر نازل کیا اور دریا کو ان کے لیے شگافتہ کیا۔ وحی ہوئی کہ اے موسیٰ کیا تجھ کو معلوم نہیں کہ جیسے میں اپنی تمام مخلوقات سے افضل اور اکرم ہوں۔ اسی طرح اُمّتِ محمدیؐ تمام اُمتوں سے اشرف اور اعلیٰ ہے۔ جضرت موسیٰؑ نے جب یہ ارشادِ باری تعالیٰ سنا تو عرض کی کہ کاش میں ان کو دیکھتا۔ وحی ہوئی کہ اے موسیٰؑ اس دنیا میں تو ان کو نہ دیکھے گا۔ کیونکہ ابھی ان کے ظہور کا وقت نہیں آیا۔ لیکن عنقریب بہشت میں ان کو دیکھے گا کہ جنّاتِ عدن اور فردوس کے مابین محمدؐ کے حضور میں بہشت کی نعمتوں سے حظ خواہ بہرہ ور ہو کر وہاں کے آرام و آسائش سے خوش حال اور کامیاب ہوں گے۔ پھر فرمایا کہ

محمدؐ و آلِ محمدؐ و اصحابِ محمدؐ و امتِ محمدؐ کے تمام انبیاء اور ان کی آل اور اصحاب اور امت اور تمام مخلوق سے افضل ہونے کا ذکر

اے موسیٰؑ کیا تو ان کی باتیں سننا چاہتا ہے۔ عرض کی کہ ہاں۔ فرمایا کہ اپنے پٹکے کو مضبوط باندھ کر اس طرح سے میرے سامنے کھڑا ہو جیسے ایک ادنےٰ غلام اپنے سردار اور جلیل الشان بادشاہ کے سامنے کھڑا ہوتا ہے۔ حضرت موسیٰؑ نے ایسا ہی کیا۔ تب پروردگارِ عالم نے آواز دی اے اُمتِ محمدؐ سب نے اپنے باپوں کی پشتوں اور ماؤں کے رحموں سے جواب دیا۔ لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَاشَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ وَالْمُلْكَ لَكَ لَاشَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ ۔ یعنی ہم حاضر ہیں۔ اے اللہ ہم حاضر ہیں۔ ہم حاضر ہیں۔ تیرا کوئی شریک نہیں ہے ہم حاضر ہیں۔ بے شک حمد اور نعمت اور بادشاہی تجھ ہی کو سزاوار ہے۔ تیرا کوئی شریک نہیں ہے۔ ہم حاضر ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کے اس جواب کو طریق حجاج مقرر کیا اس کے بعد پھر اللہ تعالیٰ نے اُمتِ محمدیؐ کو پکارا کہ اے اُمتِ محمدؐ میں نے جو تمہارے لیے مقرر کیا ہے وُہ یہ ہے کہ میری رحمت میرے غضب پر اور میرا عفو میرے عذاب پر مقدم اور سبقت کرنیوالا ہے۔ میں نے تمہاری دُعاؤں کو دُعا کرنے سے پہلے قبول کیا اور قبل از سوال تم پر بخشش کی کہ تم میں جو کوئی یہ شہادت دیتا ہُوا مجھ سے مُلاقات کرے گا کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے وُہ واحد اور لاشریک ہے اور محمدؐ بلاشک اُس کا بندہ اور رسولؐ ہے۔ اس کے اقوال سب سچ اور اس کے احوال واقعی اور حقیقی ہیں اور علیؑ ابن ابی طالب اس کا بھائی اور اس کے بعد اس کا وصی اور ولی ہے اِس کی متابعت ویسی ہی لازم اور ضروری ہے جیسی محمدؐ کی۔ اور ان دونوں کی اولاد جو اولیاء برگزیدہ اور اخیار اور طہر ہیں اور عجائبات آیاتِ الٰہی اور دلائل حجِ خداوندی جن کا لباس ہے ان دونوں کے بعد اولیاء خدا ہیں، تو اس کو میں اپنی جنت میں داخل کردوں گا۔ اگرچہ اس کے گناہ کف دریائے شور کی مانند کثیر اور بے شمار ہوں۔

امام حسن عسکری علیہ السّلام نے فرمایا کہ جب ہمارے نبی حضرت محمدؐ مبعوث بہ رسالت ہوئے تو حق تعالیٰ نے آنحضرتؐ سے ارشاد فرمایا کہ اے محمدؐ تو اس وقت کوہِ طور پر موجود نہ تھا جبکہ ہم نے اس کرامت کے ساتھ آواز دی تھی۔ پھر آنحضرتؐ کو ارشاد باری ہُوا کہ اے محمدؐ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ کہ یعنی ہم تیرا شکر کرتے ہیں کہ تو نے ہم کو اس فضیلت کے ساتھ مخصوص فرمایا۔ اور آنحضرتؐ کی

اُمت کو بھی یہ حکم ہوا کہ تم بھی کہو اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ۝ یعنی ہم اللہ کا جو پروردگارِ عالمین ہے شکر کرتے ہیں کہ اُس نے ہم کو ان فضائل کے ساتھ خاص کیا۔

قولہ عزّوجل اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ یعنی بہت رحم کرنے والا۔ اپنی مخلوقات کو نعمتوں کا بخشنے والا اور اُس جہان میں گنہگاروں پر رحم اور بخشش کرنے والا۔

امام حسن عسکری علیہ السّلام نے فرمایا کہ الرّحمٰن کے معنی یہ ہیں کہ وُہ اپنی تمام مخلوقات پر مہربان ہے کہ ان کو رزق عنایت کرتا ہے اور اس کا رزق کبھی ان سے منقطع نہیں ہوتا اگرچہ وُہ اُس کی فرمانبرداری اور عبادت کو ترک کر دیں۔ الرحیم یعنی وُہ رحم کرنیوالا ہے اپنے مومن بندوں پر تو اس بات میں کہ اپنی طاعتوں کو اُن کے لیے کم اور آسان کرتا ہے اور اپنے کافر بندوں پر اس امر میں کہ جب وُہ اس کی موافقت کی دُعائیں مانگتے ہیں تو ان سے رفق و ملائمت سے پیش آتا ہے۔

اور امیرالمومنین علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ مومنوں پر تو اس بات میں رحیم ہے کہ اپنی اطاعت کو جو اس کی موافقت کا باعث ہے ان پر ہلکا کرتا ہے اور کافروں کے لیے رزق دینے اور ان کی دُعاؤں کے قبول کرنے میں رحیم ہے۔

نیز جناب امیر علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ رحمٰن کے معنی یہ ہیں کہ وُہ اپنی مخلوقات پر رزق کے دینے میں مہربان ہے اور یہ اس کی رحمت ہی ہے کہ جب بچے میں ہلنے چلنے اور غذا کھانے کی طاقت نہیں ہوتی تو اس قوت کو اس کی ماں میں پیدا کر کے اس کو اس بچے پر مہربان کر دیتا ہے تاکہ وہ اس کی پرورش کرے اور اس کو اپنی گود میں رکھے اور اگر کسی بچے کی ماں سخت دل اور نامہربان ہو تو اس کی پرورش جملہ مومنین پر واجب کی ہے اور چونکہ بعض حیوانوں کو اپنے بچوں کو پالنے اور اُن کی مصلحتوں کے انتظام کرنے کی قوت نہیں دی گئی۔ اس لیے یہ قوت ان کے بچوں کو عنایت کی گئی ہے تاکہ پیدا ہوتے ہی چلنے پھرنے لگیں اور اپنی غذا کی طرف جا سکیں جو ان کے لیے پیدا کی گئی ہے۔

بعد ازاں الرّحمٰن کی تفسیر اس طرح بیان فرمائی کہ رحمٰن رحمت سے مشتق (نکلا) ہے اور میں نے رسول اللہؐ سے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اَنَا الرَّحْمٰنُ وَهِيَ الرَّحِمُ شَقَقْتُ لَهَا اِسْمًا مِّنْ اِسْمِيْ مَنْ وَّصَلَهَا وَصَلْتُهٗ وَمَنْ قَطَعَهَا قَطَعْتُهٗ یعنی میں رحمٰن ہوں۔ اور وُہ رحم ہے۔ میں نے اس کا نام اپنے نام سے مشتق کیا ہے جو اس کو وصل کرے گا۔ یعنی

صلۂ رحمی کرے گا میں اُس کو اپنی رحمت سے وصل کروں گا اور جو قطع رحم کرے گا میں اُس کو قطع کروں گا۔ یعنی وُہ میری رحمت سے الگ رہے گا۔

پھر جناب امیرؑ نے اپنے ایک اصحاب سے فرمایا۔ آیا تُو جانتا ہے کہ وُہ کونسا رحم ہے کہ جو کوئی اس کو وصل کرے اُس کو خداوندِ رحمٰن وصل کرے اور جو کوئی اس کو قطع کرے اس کو خُدائے رحمٰن قطع کرے۔ حاضرین نے عرض کی کہ یا امیر المومنینؑ اِس حکم سے ہر قوم کو اس بات پر آمادہ کیا گیا ہے کہ اپنے قریبی رشتہ داروں کی توقیر و عزت کریں اور ذوی الارحام سے صلۂ رحمی سے پیش آئیں۔ حضرتؑ نے فرمایا تو کیا ان کو اس امر پر آمادہ کیا ہے کہ اپنے کافر قریبی رشتہ داروں سے صلۂ رحمی عمل میں لائیں اور جن کو اُس نے ذلیل و حقیر قرار دیا ہے اور جن کا حقیر جاننا اس نے واجب کیا ہے اُن کی تعظیم و تکریم کریں۔ اصحاب نے عرض کی کہ نہیں بلکہ ایسے قریبیوں سے جو مومن ہوں صلۂ رحمی کی ترغیب دلائی گئی ہے۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ کیا ذوی الارحام کے حقوق کا ادا کرنا اِس لیے واجب کیا گیا ہے کہ ماں باپ سے ان کا نسب ملتا ہے۔ اُس شخص نے عرض کی کہ ہاں اے برادرِ رسُولِ خُداؐ۔ فرمایا تو معلوم ہُوا کہ وہ اِس صلۂ رحمی میں اپنے ماں باپ کے حقُوق کی رعایت کرتے ہیں۔ اُس نے عرض کی کہ ہاں اے برادرِ رسُول اللہؐ ایسا ہی ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ ماں باپ صرف دُنیا میں غذا دیتے ہیں اور اس کے مکروہات سے بچاتے ہیں اور دُنیا کی نعمتیں زائل ہو جاتی ہیں اور اس کے مکروہات منقضی ہو جاتے ہیں اور رسُولؐ ربّ العالمین نے ایسی نعمت کی طرف رہبری فرمائی ہے جو کبھی زوال پذیر نہ ہوگی اور تکلیف ابدی سے بچایا ہے۔ اب تو بتا کہ ان دونوں نعمتوں میں سے کونسی نعمت عظیم تر ہے۔ اُس نے عرض کی کہ جو نعمت رسُولِ خدا نے عنایت فرمائی ہے وُہی سب نعمتوں سے افضل و اعلیٰ ہے۔ فرمایا پھر یہ کیونکر دُرست ہو سکتا ہے کہ جس شخص کا حق تھوڑا سا ہو اس کے ادا کرنے کی تو ترغیب دلائی جائے اور جس کا حق بہت سا ہو اسکی ادائیگی کا ذکر تک بھی نہ ہو۔ اُس نے عرض کی کہ بیشک یہ تو دُرست نہیں۔ جناب امیرؑ نے فرمایا جب حق رسُولؐ اللہ حق والدین سے بڑھ کر ہے تو اس کے قریبیوں کا حق بھی والدین کے قریبیوں کے حق سے بڑھ کر ہوگا۔ اِس سے ثابت ہُوا کہ رحم رسُولؐ اللہ کا وصل کرنا نہایت ہی اولیٰ اور انسب ہے اور اس کا قطع کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔ پس ملامت اور کل ضلالت اس شخص کے لیے

رحم آلِ محمدؐ عام ارحام کی نسبت اکرام کا زیادہ مستحق ہے

ہے جو اس کو قطع کرے اور عذاب اور کُل عذاب اِس شخص کیلئے ہے جو اس کی حُرمت کو بزرگ نہ سمجھے کیا تو نہیں جانتا کہ رحم رسُولؐ کی حُرمت عین رسُول اللہؐ کی حُرمت ہے اور رسُول اللہؐ کی حُرمت گویا خدا کی حُرمت ہے اور خُدا کا حق اس کے ماسوا اور سب منعموں کے حقُوق سے بڑھ کر ہے کیونکہ اللہ کے سوا اور صاحبانِ نعمت صرف اُسی وقت انعام و بخشش کرتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ نے اُس کے لیے اُن کی تائید کی ہو اور ان کو اس کی توفیق دی ہو۔ کیا تجھ کو معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مُوسیٰؑ بن عمران سے کیا ارشاد فرمایا ہے۔ اس نے عرض کی میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں وُہ کیا ہے؟ جناب امیرؑ نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے ارشاد کیا کہ اے مُوسیٰؑ آیا تو جانتا ہے کہ میں تجھ پر کتنا مہربان ہوں مُوسیٰؑ نے عرض کی کہ اے پروردگار تو مجھ پر میری ماں سے زیادہ تر مہربان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے مُوسیٰؑ تیری ماں نے بھی فقط میری زیادتی رحمت ہی کے باعث تجھ پر رحم کیا اور میں نے ہی اس کو تجھ پر مہربان کیا تھا اور اس کو اس امر پر رضامند کیا تھا کہ تیری پرورش کے لیے اپنی خواب راحت کو ترک کر دے۔ اگر میں اس کے ساتھ یہ برتاؤ نہ کرتا تو وُہ اور باقی اور عورتیں تیرے لیے یکساں تھیں۔ اے مُوسیٰؑ کیا تو جانتا ہے کہ میرا ایک مومن بندہ ہے اور اس قدر گنہگار ہے کہ اس کے گناہ اور خطائیں آسمان کے کناروں تک پہنچ گئی ہیں اور میں اس کو بخش دیتا ہوں اور کچھ پرواہ نہیں کرتا۔ مُوسیٰؑ نے عرض کی کہ اے پروردگار اس بے پروائی کا کیا باعث ہے۔ فرمایا ایک بزرگ خصلت کی وجہ سے جو میرے اس بندے میں موجود ہے اور وُہ مجھ کو پسند ہے ایسا کرتا ہوں اور وُہ یہ ہے کہ وُہ شخص اپنے برادران دینی محتاج مومنین سے محبت کرتا ہے اور ان کے حال کی خبر گیری کرتا ہے اور اپنے نفس کو ان کے برابر سمجھتا ہے اور اُن سے تکبّر و غرور سے پیش نہیں آتا جب وُہ ایسا کرتا ہے تو میں بھی بے دریغ اس کے تمام گناہوں کو معاف کر دیتا ہوں اے مُوسیٰؑ عظمت اور جلالت گویا میری چادر ہے اور کبریائی گویا میرا لنگ ہے جو کوئی ان صفتوں میں مجھ سے منازعت اور جھگڑا کرے گا میں اس کو آتشِ جہنّم کے عذاب میں مُبتلا کروں گا۔ اے مُوسیٰؑ منجملہ میری عظمت و جلالت کی تعظیم کے ایک یہ امر ہے کہ میرا مال دار اور دولت مند بندہ میرے کسی مومن بندے پر جو تنگدست اور محتاج ہے لُطف و اکرام

کرے اور جو وُہ اس سے تکبّر سے پیش آئے تو درحقیقت اُس نے میری عظمت وجلالت کو حقیر اور خفیف جانا۔

اِس کے بعد جناب امیر المومنین علیہ السّلام نے فرمایا کہ وُہ رحم جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے مشتق کیا ہے چنانچہ فرمایا ہے کہ اَنَا الرَّحْمٰنُ وَهِیَ الرَّحِمُ اس سے رحم آلِ محمدؐ مُراد ہے اور محمدؐ کی تعظیم اللہ جلّ جلالہٗ کی تعظیم ہے اور محمدؐ کے خویش واقارب کی تعظیم خود محمدؐ کی تعظیم ہے اور تمام مومنین ومومنات جو ہمارے شیعہ ہیں۔ رحم آلِ محمدؐ میں داخل ہیں اور ان کی تعظیم وتوقیر بعینہٖ محمدؐ کی تعظیم وتوقیر ہے پس عذاب ہے اُس شخص کے لیے جو ذرا بھی حُرمت محمدؐ کو خفیف اور حقیر سمجھے اور خوشا حال اُس شخص کا جو آنحضرتؐ کی حُرمت کی تعظیم اور اُن کے رحم کی تکریم کرے اور اس کو وصل کرے۔

قولہ۔ الرحیم ۔امام حسن عسکری علیہ السّلام نے فرمایا کہ جناب امیرؑ نے ارشاد فرمایا ہے کہ حق سُبحانہٗ اپنے مومن بندوں پر رحیم ہے اور یہ اُس کی رحمت ہے کہ اُس نے سَو رحمتیں پیدا کیں اور ان میں سے ایک رحمت کو تمام مخلوقات کے لیے مقرر فرمایا کہ اُس کے سبب سے لوگ باہم ایک دُوسرے پر رحم کرتے ہیں اور ماں اپنے بچے پر رحم کرتی ہے اور اسی کے باعث سے حیوانات کی مائیں اپنے بچّوں پر مہربان ہوتی ہیں۔ جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالیٰ اس رحمت کو باقی ننانوے ۹۹ رحمتوں میں شامل کرے گا۔ پھر اس تمام مجموعہ رحمت سے اُمتِ محمدؐ پر رحم فرمائیگا۔ اور جس اہلِ ملت کے لیے وُہ شفاعت کریں گے اُس کے لیے انکی شفاعت کو قبول کریگا۔ یہاں تک کہ ایک شخص ہمارے ایک مومن شیعہ کے پاس آکر اپنے لیے طالبِ شفاعت ہوگا وہ مومن اس سے سوال کریگا کہ تیرا مجھ پر کیا حق ہے۔ وُہ جواب دیگا کہ میں نے تجھ کو ایک روز پانی پلایا تھا۔ اُس کے یاد آنے پر وُہ مومن اس کی شفاعت کرے گا اور خدا اُس کی شفاعت قبول فرمائیگا۔ اسی طرح ایک اور شخص آکر طالبِ شفاعت ہوگا اور اپنا حق جتلائے گا۔ وہ مومن اُس سے دریافت کرے گا کہ تیرا مجھ پر کیا حق ہے۔ وُہ جواب دے گا کہ ایک روز گرمی کے موسم میں تُو نے میری دیوار کے سایہ میں آرام کیا تھا۔ یہ سُن کر وُہ اس کی شفاعت کرے گا اور اس کی شفاعت قبول ہوجائے گی۔ اسی طرح بارگاہِ ایزدی میں اس مردِ مومن کی شفاعت برابر قبول ہوتی رہے گی۔

یہاں تک کہ اس کے ہمسایوں اور دوست آشناؤں سب کے لیے اس کی شفاعت قبول کی جائے گی اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مومن کی قدر ومنزلت اس قدر ہے کہ تمھارے خیال وگمان میں نہیں آسکتی۔

قولہ عزّوجلّ مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ یعنی روزِ جزا (قیامت) کا مالک ہے۔

امام حسن عسکری علیہ السّلام نے فرمایا کہ مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ کے یہ معنی ہیں کہ روزِ جزا کے جو روزِ حساب جمیع خلائق ہے۔ قائم کرنے پر قادر ہے اور حق سُبحانہٗ تعالیٰ قدرت رکھتا ہے کہ اس کو وقت مقررہ سے مُقدّم یا مُوخر کردے، اور روزِ جزا میں بھی وہی مالک ومختار ہے اور وُہ حق کے ساتھ حکم کرے گا اور اُس دن کسی جور وستم کرنے والے کو حکم دینے اور فیصلہ کرنے کا اختیار نہ ہوگا جس طرح بعض وقت دُنیا کے حاکم ظلم وستم کیا کرتے ہیں۔

جناب امیر المومنین امامُ المتقین یعسوبُ الدین علی ابنِ ابی طالب علیہ السّلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ يَوْمِ الدِّيْنِ سے روزِ حساب مُراد ہے اور میں نے سُنا ہے کہ جناب رسالتمآبؐ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے صحابہ سے مُخاطب ہوکر فرمایا تم چاہتے ہو کہ میں خبر دُوں کہ سب سے زیادہ تر عاقل ودانا اور سب سے بڑھ کر احمق کون شخص ہے۔ صحابہ نے عرض کی کہ ہاں یا رسُول اللہؐ۔ فرمایا کہ سب سے زیادہ دانا وُہ شخص ہے جو اپنے نفس کا محاسبہ کرے اور ایسے اعمال کرے جو مرنے کے بعد کارآمد ہوں اور سب سے زیادہ احمق وُہ شخص ہے جو نفسانی خواہشوں کا تابع ہو اور خُدا سے اپنی آرزوؤں کی تمنّا کرے۔ حاضرین میں سے کسی شخص نے عرض کی کہ یا امیر المومنینؑ آدمی اپنے نفس کا محاسبہ کیونکر کرے۔ ارشاد فرمایا کہ ہر روز شام کے وقت اپنے نفس سے مخاطب ہوکر کہے۔ اے نفس یہ آج کا دن گزر گیا اور پھر کبھی واپس نہیں آئے گا اور جو اعمال اِس میں تُو بجالایا ہے اللہ تعالیٰ اُن کی نسبت تجھ سے سوال کرے گا۔ اب تو بتا کہ آج تُو نے کیا کیا کام کیے۔ آیا ذکرِ الٰہی یا حمدِ خُدا بجالایا۔ آیا کسی مومن کی حاجتوں کو پُورا کیا۔ آیا اس کی تکلیف کو دُور کیا۔ آیا اس کی غیبت اور عدم موجودگی میں اس کے اہل وعیال اور بال بچّوں کی حفاظت کی آیا اس کے مرنے کے بعد اس کے پسماندوں سے کچھ نیک سلوک کیا۔ آیا اپنی زیادتی منصب وجاہ سے کسی مومن کی عدم موجودگی سے اس کے متعلقین کو مستغنی کیا۔ آیا کسی مسلمان کی امداد کی۔ الغرض اپنے تمام

کرے اور جو وُہ اس سے تکبّر سے پیش آئے تو درحقیقت اُس نے میری عظمت و جلالت کو حقیر اور خفیف جانا۔

اِس کے بعد جناب امیر المومنین علیہ السّلام نے فرمایا کہ وُہ رحم جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے مشتق کیا ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے کہ اَنَا الرَّحْمٰنُ وَھِیَ الرَّحِمُ اس سے رحم آلِ محمدؐ مُراد ہے اور محمدؐ کی تعظیم اللہ جلّ جلالہٗ کی تعظیم ہے اور محمدؐ کے خویش و اقارب کی تعظیم خود محمدؐ کی تعظیم ہے اور تمام مومنین و مومنات جو ہمارے شیعہ ہیں۔ رحم آلِ محمدؐ میں داخل ہیں اور ان کی تعظیم و توقیر بعینہٖ محمدؐ کی تعظیم و توقیر ہے۔ پس عذاب ہے اُس شخص کے لیے جو ذرا بھی حرمت محمدؐ کو خفیف اور حقیر سمجھے اور خوشا حال اُس شخص کا جو آنحضرتؐ کی حُرمت کی تعظیم اور اُن کے رحم کی تکریم کرے اور اس کو وصل کرے۔

قولہ۔ الرّحیم ۔امام حسن عسکری علیہ السّلام نے فرمایا کہ جناب امیرؑ نے ارشاد فرمایا ہے کہ حق سُبحانہٗ اپنے مومن بندوں پر رحیم ہے اور یہ اُس کی رحمت ہے کہ اُس نے سَو رحمتیں پیدا کیں اور ان میں سے ایک رحمت کو تمام مخلوقات کے لیے مقرر فرمایا کہ اُس کے سبب سے لوگ باہم ایک دُوسرے پر رحم کرتے ہیں اور ماں اپنے بچے پر رحم کرتی ہے اور اسی کے باعث سے حیوانات کی مائیں اپنے بچّوں پر مہربان ہوتی ہیں۔ جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالیٰ اس رحمت کو باقی ننانوے ۹۹ رحمتوں میں شامل کرے گا۔ پھر اس تمام مجموعۂ رحمت سے اُمّتِ محمدؐ پر رحم فرمائیگا۔ اور جس اہلِ ملّت کے لیے وُہ شفاعت کریں گے اُس کے لیے انکی شفاعت کو قبول کریگا۔ یہاں تک کہ ایک شخص ہمارے ایک مومن شیعہ کے پاس آکر اپنے لیے طالب شفاعت ہوگا وہ مومن اس سے سوال کریگا کہ تیرا مجھ پر کیا حق ہے۔ وُہ جواب دیگا کہ میں نے تجھ کو ایک روز پانی پلایا تھا۔ اُس کے یاد آنے پر وُہ مومن اس کی شفاعت کرے گا اور خدا اُس کی شفاعت قبول فرمائیگا۔ اسی طرح ایک اور شخص آکر طالب شفاعت ہوگا اور اپنا حق جتلائے گا۔ وہ مومن اُس سے دریافت کرے گا کہ تیرا مجھ پر کیا حق ہے۔ وُہ جواب دے گا کہ ایک روز گرمی کے موسم میں تُو نے میری دیوار کے سایہ میں آرام کیا تھا۔ یہ سُن کر وُہ اس کی شفاعت کرے گا اور اس کی شفاعت قبول ہوجائے گی۔ اسی طرح بارگاہِ ایزدی میں اس مردِ مومن کی شفاعت برابر قبول ہوتی رہے گی۔

یہاں تک کہ اُس کے ہمسایوں اور دوست آشناؤں سب کے لیے اس کی شفاعت قبُول کی جائے گی اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مومن کی قدر و منزلت اس قدر ہے کہ تمھارے خیال و گمُان میں نہیں آسکتی۔

قولہ عزّوجلّ مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۝ یعنی روزِ جزا (قیامت) کا مالک ہے۔

امام حسن عسکری علیہ السّلام نے فرمایا کہ مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ کے یہ معنی ہیں کہ روزِ جزا کے جو روزِ حساب جمیع خلایق ہے۔ قائم کرنے پر قادر ہے اور حق سُبحانہٗ تعالیٰ قدرت رکھتا ہے کہ اس کو وقت مقررہ سے مُقدّم یا مؤخر کردے، اور روزِ جزا میں بھی وہی مالک و مختار ہے اور وُہ حق کے ساتھ حکم کرے گا اور اُس دن کسی جور و ستم کرنے والے کو حکم دینے اور فیصلہ کرنے کا اختیار نہ ہوگا جس طرح بعض وقت دُنیا کے حاکم ظُلم و ستم کیا کرتے ہیں۔

جناب امیر المومنین امامُ المتّقین یعسوبُ الدّین علی ابنِ ابی طالب علیہ السّلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ يَوْمِ الدِّيْنِ سے روزِ حساب مُراد ہے اور مَیں نے سُنا ہے کہ جناب رسالتمآبؐ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے صحابہ سے مُخاطب ہوکر فرمایا تم چاہتے ہو کہ مَیں خبر دُوں کہ سب سے زیادہ تر عاقل و دانا اور سب سے بڑھ کر احمق کون شخص ہے۔ صحابہ نے عرض کی کہ ہاں یا رسُول اللہؐ۔ فرمایا کہ سب سے زیادہ دانا وُہ شخص ہے جو اپنے نفس کا مُحاسبہ کرے اور ایسے اعمال کرے جو مَرنے کے بعد کار آمد ہوں اور سب سے زیادہ احمق وُہ شخص ہے جو نفسانی خواہشوں کا تابع ہو اور خُدا سے اپنی آرزوؤں کی تمنّا کرے۔ حاضرین میں سے کسی شخص نے عرض کی کہ یا امیر المومنینؑ آدمی اپنے نفس کا محاسبہ کیونکر کرے۔ ارشاد فرمایا کہ ہر روز شام کے وقت اپنے نفس سے مخاطب ہوکر کہے۔ اے نفس یہ آج کا دن گزر گیا اور پھر کبھی واپس نہیں آئے گا اور جو اعمال اِس میں تُو بجالایا ہے اللہ تعالیٰ اُن کی نسبت تجھ سے سوال کرے گا۔ اب تو بتا کہ آج تُو نے کیا کیا کام کیے۔ آیا ذکرِ الٰہی یا حمدِ خدا بجالایا۔ آیا کسی مومن کی حاجتوں کو پُورا کیا۔ آیا اس کی تکلیف کو دُور کیا۔ آیا اس کی غیبت اور عدم موجودگی میں اس کے اہل و عیال اور بال بچّوں کی حفاظت کی آیا اس کے مَرنے کے بعد اس کے پسماندوں سے کچھ نیک سلوک کیا۔ آیا اپنی زیادتی منصب و جاہ سے کسی مومن کی عدم موجُودگی سے اس کے متعلّقین کو مستغنی کیا۔ آیا کسی مسلمان کی امداد کی۔ الغرض اپنے تمام

کاروبار سے مجھ کو مطلع کر۔ اسی طرح پھر اپنے اعمال کو یاد کرے اگر کوئی کارِ خیر ہو جو اس روز اس سے ہوا ہے یاد آجائے تو تکبیر و تحمیدِ الٰہی بجالائے کہ اُس نے اس کی توفیق عطا فرمائی اور کسی گناہ یا تقصیر کو یاد کرے تو اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرے اور یہ ارادہ کرے کہ آئندہ کبھی ایسا نہ کروں گا اور اس خطا کو اپنے نفس سے محو کرے۔ اس طرح پر کہ از سرِ نو محمدؐ اور اُن کی آلِ اطہار پر درود بھیجے اور امیر المومنینؑ کی بیعت اور اس کے قبول کرنے کو اپنے نفس کے سامنے پیش کرے اور اس کے دشمنوں اور بغض رکھنے والوں اور اس کو اس کے حق سے محروم کرنے والوں پر لعنت کا اعادہ کرے۔ جب وہ شخص اس طرح کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس سے فرماتا ہے کہ میں تجھ سے تیرے کسی گناہ کی بابت مواخذہ نہ کروں گا۔ کیونکہ تو میرے دوستوں سے دوستی رکھتا ہے اور میرے دشمنوں کا دشمن ہے۔

قولہ عزّوجلّ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ ۝ یعنی ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں۔

امام حسن عسکری علیہ السّلام نے فرمایا کہ پروردگارِ عالم فرماتا ہے کہ اے میری مخلوقات جس کو میں نے طرح طرح کی نعمتیں بخشی ہیں کہو إِيَّاكَ نَعْبُدُ یعنی اے ہم پر انعام اور بخشش کرنے والے ہم فقط تیری ہی عبادت اور پرستش کرتے ہیں اور بہ خشوع و خضوع خلوصِ نیت سے بلا ریا و سمعہ تیری اطاعت بجالاتے ہیں اور کہو إِيَّاكَ نَسْتَعِينُ ۝ یعنی تیری طاعت اور بندگی کے بجالانے میں تجھی سے مدد چاہتے ہیں تاکہ ہم اس کو تیرے حکم اور منشا کے مطابق ادا کریں۔ اور دُنیا میں جن کاموں کے کرنے سے تُو نے ہم کو منع فرمایا ہے اُن سے بچیں اور شیطان رجیم اور گمراہ کرنے والے سرکشان جنّ و انس اور ایذا رساں ظالموں سے تیرے حفظ و امان میں رہیں۔

اور ایک شخص نے جنابِ امیرؑ سے سوال کیا کہ شقاوتِ عظیم کیا چیز ہے حضرت نے ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی شخص دُنیا کو دُنیا کے لیے ترک کردے تو دُنیا اس کے ہاتھ سے نکل جاتی ہے اور آخرت میں بھی خسارہ اُٹھاتا ہے اور اگر کوئی لوگوں کے دکھانے کے لیے عبادتِ خدا کرے اور طرح طرح کی تکلیفیں گوارا کرے اور روزے رکھے تو وہ لذاتِ دنیوی سے بالکل محروم رہا اور اس نے اتنی سختیاں جھیلیں کہ اگر خالصۃً لِلّٰہ ان مشقتوں کا متحمل ہوتا تو آخرت میں اجر و

مذمت ریاکاری اور حبط اعمال

ثواب کا مستحق ہوتا مگر جب وہ عالمِ آخرت میں وارد ہوگا تو اُس کو یہ گمان ہوگا کہ میں نے اس قدر نیک اعمال کئے ہیں کہ ان سے میرے میزانِ عمل کا پلہ بہت بھاری ہوگا لیکن حقیقت میں وہ اُس کو خشک گھاس کی طرح ہلکا اور اِدھر اُدھر اُڑتا ہوا دیکھے گا۔

اسی طرح ایک دفعہ کسی شخص نے امیر المومنین علیہ السّلام سے سوال کیا کہ آخرت میں سب سے زیادہ حسرت و افسوس کس شخص کو ہوگا حضرت نے فرمایا کہ جو شخص اپنا مال کسی اور شخص کی ترازو میں دیکھے گا اور اللہ تعالیٰ اُس کو بے سروسامانی کی وجہ سے جہنم میں ڈالے گا اور اس کے وارث کو ان اعمال کے سبب بہشت میں داخل کرے گا۔ سائل نے عرض کی کہ اس کی کیفیت بیان فرمائیے فرمایا کہ میرے ایک مومن بھائی نے مجھ سے کسی شخص کا حال بیان کیا۔ کہ میں حالت نزع میں اس شخص کے پاس گیا۔ اُس نے مجھ سے کہا کہ اے فلاں اِس صندوق میں ایک لاکھ روپے ہیں ان میں سے نہ تو میں نے کبھی زکوٰۃ نکالی اور نہ کسی صلۂ رحمی میں صرف کیا ان کے باب میں تیری کیا صلاح ہے۔ میں نے پوچھا کہ پھر تو نے یہ روپیہ کس غرض سے جمع کیا تھا۔ اُس نے جواب دیا کہ بادشاہ کے ظلم و ستم کی روک تھام اور فراخئ عیش کے حصول کے واسطے اور اپنے اہل و اطفال کی محتاجی کے خوف اور انقلابِ زمانہ کے ڈر سے اس کو فراہم کیا تھا۔ راوی کہتا ہے کہ میں ابھی وہیں موجود تھا کہ اس کی جان نکل گئی۔ اس حکایت کے نقل کرنے کے بعد جناب امیرؑ نے فرمایا کہ اللہ کا شکر ہے جس نے اس شخص کو اِس روپے سے ایسی حالت میں جدا کیا۔ کہ وہ ملامت زدہ اور قابلِ سرزنش تھا۔ اُس نے اس روپے کو امرِ باطل کے لیے جمع کیا اور امرِ حق میں اس کو صرف نہ کیا اور اکٹھا کر کے تھیلیوں اور برتنوں میں بھر کر رکھا اور مضبوطی سے باندھ کے ان کو سر بمہر کیا۔ اس کے کمانے اور حاصل کرنے کی فکر میں سنسان جنگلوں اور دریا کنار سمندروں کو طے کیا۔ اے اس مال کے وارث خبردار اِس روپے کے دامِ فریب میں پھنسنا جیسے کل تیرا رفیق اس کے فریب میں آگیا۔ کیونکہ قیامت کے دن سب سے زیادہ حسرت اور افسوس اس شخص کو ہوگا جو اپنا مال غیر کے پلۂ میزان میں پڑا ہوا دیکھے گا کہ خدائے بزرگ و برتر اس (غیر) شخص کو اس مال کے سبب بہشت میں داخل کرے گا اور مالک اصلی کو اسی مال کے سبب جہنم میں جگہ دے گا۔

کاروبار سے مجھ کو مطلع کرے۔ اسی طرح پھر اپنے اعمال کو یاد کرے اگر کوئی کارِ خیر ہو جو اس روز اس سے ہُوا ہے یاد آجائے تو تکبیر و تحمیدِ الٰہی بجالائے کہ اُس نے اس کی توفیق عطا فرمائی اور کسی گناہ یا تقصیر کو یاد کرے تو اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرے اور یہ ارادہ کرے کہ آئندہ کبھی ایسا نہ کروں گا اور اس خطا کو اپنے نفس سے محو کرے۔ اس طرح پر کہ از سرِ نو محمدؐ اور اُن کی آلؑ اطہار پر درُود بھیجے اور امیر المومنینؑ کی بیعت اور اس کے قبول کرنے کو اپنے نفس کے سامنے پیش کرے اور اس کے دُشمنوں اور بغض رکھنے والوں اور اس کو اس کے حق سے محروم کرنے والوں پر لعنت کا اعادہ کرے۔ جب وہ شخص اس طرح کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس سے فرماتا ہے کہ میں تجھ سے تیرے کسی گُناہ کی بابت مواخذہ نہ کروں گا۔ کیونکہ تُو میرے دوستوں سے دوستی رکھتا ہے اور میرے دُشمنوں کا دُشمن ہے۔

قولہ عزّوجلّ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝ یعنی ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ پروردگارِ عالم فرماتا ہے کہ اے میری مخلُوقات جس کو میں نے طرح طرح کی نعمتیں بخشی ہیں کہو اِيَّاكَ نَعْبُدُ یعنی اے ہم پر انعام اور بخشش کرنے والے ہم فقط تیری ہی عبادت اور پرستش کرتے ہیں اور بہ خشُوع و خضوع خلُوص نیت سے بلاریا وسمعہ تیری اطاعت بجالاتے ہیں اور کہو اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ یعنی تیری طاعت اور بندگی کے بجالانے میں تجھی سے مدد چاہتے ہیں تاکہ ہم اس کو تیرے حکم اور منشا کے مُطابق ادا کریں۔ اور دُنیا میں جن کاموں کے کرنے سے تُو نے ہم کو منع فرمایا ہے اُن سے بچیں اور شیطان رجیم اور گمراہ کرنیوالے سرکشان جنّ و انس اور ایذا رساں ظالموں سے تیرے حفظ و امان میں رہیں۔

اور ایک شخص نے جنابِ امیرؑ سے سوال کیا کہ شقاوتِ عظیم کیا چیز ہے۔ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی شخص دُنیا کو دُنیا کے لیے ترک کر دے تو دُنیا اس کے ہاتھ سے نکل جاتی ہے اور آخرت میں بھی خسارہ اُٹھاتا ہے اور اگر کوئی لوگوں کے دکھانے کے لیے عبادتِ خدا کرے اور طرح طرح کی تکلیفیں گوارا کرے اور روزے رکھے تو وہ لذاتِ دنیوی سے بالکل محروم رہا اور اس نے اتنی سختیاں جھیلیں کہ اگر خالصۃً للہ ان مشقتوں کا متحمل ہوتا تو آخرت میں اجر و

ثواب کا مُستحق ہوتا مگر جب وُہ عالمِ آخرت میں وارد ہوگا تو اُس کو یہ گمان ہوگا کہ میں نے اس قدر نیک اعمال کیے ہیں کہ ان سے میرے میزانِ عمل کا پلہ بہت بھاری ہوگا لیکن حقیقت میں وہ اُس کو خشک گھاس کی طرح ہلکا اور اِدھر اُدھر اُڑتا ہوا دیکھے گا۔

اسی طرح ایک دفعہ کسی شخص نے امیر المومنین علیہ السلام سے سوال کیا کہ آخرت میں سب سے زیادہ حسرت و افسوس کس شخص کو ہوگا۔ حضرت نے فرمایا کہ جو شخص اپنا مال کسی اور شخص کی ترازو میں دیکھے گا اور اللہ تعالیٰ اُس کو بے سروسامانی کی وجہ سے جہنم میں ڈالے گا اور اس کے وارث کو ان اعمال کے سبب بہشت میں داخل کرے گا۔ سائل نے عرض کی کہ اس کی کیفیت بیان فرمائیے فرمایا جیسا کہ میرے ایک مومن بھائی نے مجھ سے کسی شخص کا حال بیان کیا۔ کہ میں حالتِ نزع میں اس شخص کے پاس گیا۔ اُس نے مجھ سے کہا کہ اے فلاں اس صندوق میں ایک لاکھ روپے ہیں کہ ان میں سے نہ تو میں نے کبھی زکوٰۃ نکالی اور نہ کسی صلۂ رحمی میں صرف کیا ان کے باب میں تیری کیا صلاح ہے۔ میں نے پُوچھا کہ پھر تُو نے یہ روپیہ کس غرض سے جمع کیا تھا۔ اُس نے جواب دیا کہ بادشاہ کے ظلم و ستم کی روک تھام اور فراخیٔ عیش کے حصُول کے واسطے اور اپنے عیال و اطفال کی محتاجی کے خوف اور انقلابِ زمانہ کے ڈر سے اس کو فراہم کیا تھا۔ راوی ناقل ہے کہ میں ابھی وہیں موجُود تھا کہ اس کی جان نکل گئی۔ اس حکایت کے نقل کرنے کے بعد جنابِ امیرؑ نے فرمایا کہ اللہ کا شکر ہے جس نے اس شخص کو اس روپے سے ایسی حالت میں جُدا کیا۔ جبکہ وُہ ملامت زدہ اور قابلِ سرزنش تھا۔ اُس نے اس روپے کو امرِ باطل کے لیے جمع کیا اور راہ حق میں اس کو صرف نہ کیا اور اکٹھا کر کے تھیلیوں اور برتنوں میں بھر کر رکھا اور مضبُوطی سے بند کر کے ان کو سربمہر کیا۔ اس کے کمانے اور حاصل کرنے کی فکر میں سنسان جنگلوں اور ناپیدا کنار سمندروں کو طے کیا۔ اے اس مال کے وارث خبردار اس روپے کے دامِ فریب میں نہ پھنسنا جیسے کل تیرا رفیق اس کے فریب میں آگیا۔ کیونکہ قیامت کے دن سب سے زیادہ حسرت اور افسوس اس شخص کو ہوگا جو اپنا مال غیر کے پلۂ میزان میں پڑا ہوا دیکھے گا کہ خدائے بزرگ و برتر اس (غیر) شخص کو اس مال کے سبب بہشت میں داخل کرے گا اور اس مالکِ اصلی کو اسی مال کے سبب جہنم میں جگہ دے گا۔

اور امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اس سے بھی زیادہ حسرت اس شخص کو ہوگی جس نے سخت تکلیفیں جھیل کر اور بڑی بڑی کوششیں کر کے اور معرضِ خوف و خطر میں پڑ کر بہت سا مال جمع کیا ہو۔ پھر اس کو صدقوں اور نیک کاموں میں صرف کیا ہو اور عبادت کرنے اور نمازیں پڑھنے میں اپنی جوانی اور قوت زائل کی ہو۔ مگر علیؑ ابنِ ابی طالب کے حق کو نہ جانتا ہو اور اسلام میں ان کے مرتبے اور محل کو نہ پہچانتا ہو۔ بلکہ جو شخص مدارج و مراتب میں ان کا دسواں تو کہاں ہزارواں حصہ بھی نہیں ہے۔ اس کو اُن سے افضل اور اشرف خیال کرتا ہو اور جب ان کی فضیلت کی دلیلوں سے اس کو مطلع کیا جائے تو ان میں غور اور خوض نہ کرے اور جب آیات قرآنی اور احادیث نبویؐ سے ثبوت دیا جائے تو اپنی گمراہی اور سرکشی کے باعث ان کا مُنکر ہو جائے۔ پس ایسا شخص قیامت کے دن سب سے زیادہ متاسف اور پُرحسرت ہوگا۔ اور اس کے صدقات سانپوں کی صورت میں متمثل ہو کر اس کو ڈسیں گے اور اس کی نمازیں اور دیگر عبادتیں شعلہ آتش کی صورت بن کر اس کو ستائیں گی اور بہت سختی سے دوڑاتی ہوئی اس کو جہنم میں لے جائیں گی۔ یہ حال دیکھ کر وہ شخص کہے گا۔ وائے بر حالِ من کیا میں نماز گزار نہ تھا۔ کیا میں زکوٰۃ ادا نہ کرتا تھا۔ کیا میں لوگوں کے مال اور اُن کی عورتوں سے پرہیز نہ کرتا تھا کس سبب سے مجھ کو مصیبت عظمیٰ میں گرفتار کیا گیا۔ آواز آئے گی کہ اے بدبخت تیرے اعمال نے اس واسطے تجھ کو کچھ فائدہ نہ دیا کہ توحید الٰہی کے قائل ہونے اور نبوت محمدؐ پر ایمان لانے کے بعد جو بڑا فرض تھا اس کو تو نے بالکل ترک کر دیا۔ اور ولی خدا علیؑ ابنِ ابی طالب کے حق کی معرفت جو تجھ پر لازم اور واجب تھی اُس کو ضائع کیا اور دُشمنان خدا کی پیروی جس کو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا تھا تو نے اس کو لازم اور ضروری جانا۔ اس حالت میں تجھ کو بجائے ان اعمال کے اگر ابتدائے دُنیا سے آخر دُنیا تک تمام زمانے کے اعمال بھی حاصل ہوں اور بجائے ان صدقات و خیرات کے جو تو نے راہِ خدا میں دیئے ہیں تمام دُنیا کے مال تصدق کرے۔ بلکہ اگر تمام زمین کو سونے سے بھر کر بھی صدقہ کر ڈالے تو بھی اس کے سوا اور کچھ فائدہ نہ ہوگا کہ رحمتِ الٰہی سے دُوری اور غضب و قہر خداوندی سے نزدیکی حاصل ہو۔

اور امیر المومنین علیہ السلام نے روایت کی ہے کہ جناب رسولؐ خدا نے ارشاد فرمایا ہے کہ خدائے بزرگ و برتر نے حکم دیا ہے کہ اے میرے بندو کہو وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ۔ یعنی ہم تیری عبادت اور طاعت کے بجالانے اور تیرے دُشمنوں کی شرارتوں کو اپنے نفسوں سے رفع کرنے اور تیرے احکام کی تعمیل کرنے میں صرف تجھ سے ہی امداد طلب کرتے ہیں اور میں نے جبرئیلؑ کی زبانی سُنا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے میرے بندو تم سب کے سب گمراہ ہو۔ سوا اُس شخص کے جس کو میں ہدایت دُوں۔ اِس لیے تم کو چاہیئے کہ مجھ سے ہدایت کی درخواست کرو۔ تو میں تم کو ہدایت دُونگا اور تم سب محتاج ہو سوا اس شخص کے جس کو میں غنی کروں۔ مجھ سے اپنے غنی ہونے کی خواہش کرو تو میں تم کو غنی کر دُونگا اور تم سب گنہگار ہو۔ مگر ہاں جس کو میں بخش دُوں تم کو چاہیئے کہ مجھ سے مغفرت طلب کرو، تو میں تم کو بخش دُونگا۔ اور جو کوئی مجھ کو مغفرت پر قادر جان کر مجھ سے طالب مغفرت ہوتا ہے میں اُس کو بخش دیتا ہوں اور کچھ پروا نہیں کرتا اور اگر تمھارے گزشتہ اور آئندہ اور زندہ اور مُردہ لوگ اور تمام تر و خشک کسی بندے کے دل کے پاکیزہ کرنے پر اتفاق کریں تو میری حکومت اور سلطنت میں پرِ پشہ کے برابر بھی زیادتی نہ ہوگی اور اسی طرح اگر سب کے سب کسی دل کے شقی کرنے پر متفق ہوں تو میری بادشاہی میں پرِ پشہ کے برابر کمی نہ ہوگی اور اگر تمام گزشتہ اور آئندہ اور زندہ اور مُردہ لوگ اور دُنیا کے تمام تر و خشک جمع ہوں اور ہر ایک اپنی اپنی آرزو مجھ سے طلب کرے اور میں اُس کو عطا کروں تو اُس کی مقدار میری سلطنت کے آگے اتنی بھی نہیں۔ جیسے کوئی سمندر کے کنارے جا کر ایک سُوئی کو اس میں ڈبو کر نکال لے اور ان سب کا باعث یہ ہے کہ میں سخی بُزرگ اور غنی ہُوں۔ میری عطا ایک لفظ کے کہنے سے ہوتی ہے اور میرا عذاب بھی ایک کلمے کے کہنے سے واقع ہوتا ہے۔ اِس لیے میں جب کسی شئے کا ارادہ کرتا ہُوں تو صرف لفظِ کُن یعنی ہو جا کہہ دیتا ہُوں۔ فوراً وُہ شئے ظہور میں آجاتی ہے۔ اے میرے بندو سب سے افضل اور اعظم طاعت کو بجالاؤ۔ تاکہ میں تم سے مسامحہ اور نرمی برتوں۔ اگرچہ اس کے سوا اور طاعات میں قاصر ہی کیوں نہ ہو۔ اور سب سے بڑے اور بُرے گناہ کو ترک کرو، تاکہ اس کے سوا اور

گناہوں کے مرتکب ہونے میں تم سے مناقشہ اور جھگڑا نہ کروں اور سب سے بڑی طاعت یہ ہے کہ مجھ کو واحد جانو۔ اور میرے نبیؐ کی تصدیق کرو اور جس کو اُس نے اپنا جانشین اور خلیفہ مقرر کیا ہے۔ اس کو تسلیم کرو۔ اور وُہ علیؑ ابنِ ابی طالب اور دیگر ائمہ طاہرینؑ ہیں جو اس کی نسل سے ہوں گے۔ اور میرے نزدیک سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ میرا اور میرے نبیؐ کا انکار کرو اور علیؑ ابنِ ابی طالب سے جو محمدؐ کے بعد اس کا ولی اور جانشین ہے اور دیگر ائمہؑ اطہار سے جو بعد علیؑ کے اس کے ولی اور جانشین ہیں عناد اور دُشمنی رکھو۔ اگر تُم میرے پاس مقامِ رفیع اور شرفِ عظیم کے حاصل کرنے کا ارادہ رکھتے ہو تو تم کو مناسب ہے کہ کسی شخص کو محمدؐ پر اور اس کے بعد اس کے بھائی علیؑ پر اور اس کے بعد ان دونوں کی اولاد اطہارؑ پر جو ان کے بعد میرے بندوں کے امور کے منتظم ہیں۔ ترجیح اور فوقیت مت دو جس شخص کا یہ عقیدہ ہوگا میں اس کو اپنی جنت کے ذی شرف بادشاہوں میں مقرر کروں گا۔

اور میں سب سے زیادہ اُس شخص کا دُشمن ہُوں جو میرا ہمسر بننا چاہے اور خُدائی کا دعوے کرے۔ اس کے بعد سب سے زیادہ دُشمن اُس شخص کا ہُوں جو محمدؐ کی ہمسری کرے اور عُہدۂ نبوّت میں اِس سے نزاع کرے اور نبوّت کا دعویٰ کرے۔ بعدازاں سب سے زیادہ دُشمن اُس شخص کا ہوں جو اس کے وصی برحق سے ہمسری اور برابری کرے اور مرتبے اور شرف میں اس سے نزاع کرے اور اپنے لیے اِس منصب کا دعویٰ کرے۔ ان سب مدعیوں کے بعد (جو اپنے باطل دعوؤں کے سبب میرے قہر و غضب سے متعرض ہُوئے ہیں اور عذابِ شُعلہ دار کے سزاوار ٹھیرے ہیں) اُن لوگوں کا زیادہ تر دُشمن ہوں جو ان جھُوٹے دعوے داروں کے ان کے افعال میں مُعاون و مددگار ہیں اور اِن کے بعد اُن لوگوں کا سخت دُشمن ہُوں جو ان مُدعیانِ الوہیت و نبوّت و خلافت کے افعال سے رضامند ہیں گو کسی طرح سے ان کی اعانت نہیں کرتے۔ اسی طرح محبُوب ترین خلائق میرے نزدیک وُہ لوگ ہیں جو میرے حق کو قائم کرتے ہیں اور ان سب میں میرے نزدیک سب سے افضل و اشرف سیّد الورےٰ محمدؐ ہے۔ اور اس کے بعد اشرف و افضل خلق میرے نزدیک علیؑ مرتضیٰ برادر مصطفےٰ صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم ہے اور اس کے بعد شرافت اور

فضیلت میں سب سے بڑھ کر ائمہؑ برحق ہیں جو عادل اور مُنصف ہیں اور ان کے بعد افضل خلائق وُہ لوگ ہیں جو ان کے حق کے باب میں ان کی امداد کرتے ہیں اور پھر سب سے زیادہ مَیں ان کو دوست رکھتا ہوں جو ان سے محبت کریں اور ان کے دشمنوں سے دشمنی رکھیں گو ان کی معاونت پر قادر نہ ہوں۔

قولہ تعالیٰ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ٥ یعنی ہم کو سیدھے رستہ پر

ثابت اور قائم رکھ۔

امام حسن عسکری علیہ السّلام نے فرمایا کہ بندہ کہے کہ اے خُدا اپنی توفیق کو جس کے باعث سے زمانہ گزشتہ میں ہم نے تیری اطاعت کی ہے۔ اسی طرح ہمیشہ ہمارے لیے قائم رکھ تاکہ آئندہ عمر میں بھی اسی طرح ہم تیرے مطیع فرمان ہیں۔

اور صراطِ مستقیم دوؔ ہیں ایک صراط تو دنیا میں ہے اور دُوسری آخرت میں۔ دُنیا کا صراطِ مُستقیم تو وُہ راہِ راست ہے جو غلو اور زیادتی سے کوتاہ ہو۔ اور تقصیر اور کمی سے بلند اور مُرتفع ہو اور ایسی سیدھی اور مستقیم ہو کہ باطل کی طرف ذرا بھی مائل نہ ہو۔ اور صراطِ آخرت وُہ راستہ ہے جو مومنوں کو بہشت میں پہنچائے گا اور وُہ ایسا سیدھا ہے کہ اس کے طے کرنے والے نہ تو جنّت سے آتشِ جہنّم کی طرف مائل ہوں گے اور نہ جنّت کے سوا کسی اور مقام کی طرف جھکیں گے بلکہ ناک کی سیدھ بہشت عنبر سرشت میں جا پہنچیں گے۔

اور امام جعفر صادق علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ کے یہ معنی ہیں کہ ہم کو راہِ راست کی طرف رہبری کر۔ اور اس راہ کے لازم کر لینے کی ہدایت کر جو ہم کو تیری محبّت کی طرف لے جائے اور جنّت میں پہنچائے اور نفسانی خواہشوں کی پیروی اور متابعت اور اپنی ناقص راؤں پر چلنے سے جو ہمارے ہلاکت اور عذاب کا باعث ہیں باز رکھے۔ بعدازاں فرمایا کہ جو شخص ہوائے نفسانی کا تابع ہو اور اپنی رائے پر مغرور ہو اس کی مثال اُس شخص کی سی ہے جس کی بابت مَیں نے سُنا کہ عام بے سمجھ اور ناکس لوگ اس سے نہایت تعظیم و تکریم سے پیش آتے ہیں اور اس کی تعریف اور توصیف کرتے ہیں۔ یہ سُن کر مجھے شوق ہوا کہ میں اس کو دیکھوں مگر ایسے ڈھنگ سے کہ وُہ مجھ کو نہ پہچانے تاکہ اس کی

قدر و منزلت کا مُشاہدہ کروں۔ چُنانچہ ایک روز مَیں نے دیکھا کہ عام لوگوں نے اس کے گرد ہجُوم کر رکھا ہے۔ مَیں بھی اپنا سر اور مُنہ کپڑے سے ڈھانپ کر الگ ایک کونے میں جا کھڑا ہُوا اور اس کو اور ان سب کو دیکھتا رہا جب وُہ بہت دیر تک اِدھر اُدھر کی داستانیں سُنا چُکا تو ان لوگوں سے الگ ہو کر ایک طرف کو چلا اور سب نے اپنا اپنا رستہ لیا مگر میں اس کے پیچھے روانہ ہُوا آخر کار وُہ چلتے چلتے ایک نان بائی کی دُکان پر پہنچا اور اُس کو غافل پا کر دُو روٹیاں اس کی دُکان سے چُرائیں مَیں اس کے اس فعل کو دیکھ کر نہایت متعجب ہُوا مگر میں نے اپنے دِل میں خیال کیا کہ شاید اس نان بائی سے اس کا لین دین ہوگا۔ پھر وُہ ایک انار فروش کی دُکان پر پہنچا اور موقع کی تاک میں کھڑا رہا آخر کار اس کو غافل پا کر دُو انار چُرا لیے اُس پر مجھے اور بھی زیادہ تعجب ہُوا مگر میں نے دل میں سوچا کہ شاید اس سے بھی اس کا لین دین ہوگا۔ لیکن ساتھ ہی یہ بھی خیال آیا کہ اگر لین دین ہوتا تو چوری کرنے کی کیا حاجت تھی مگر تاہم مَیں نے اس کا ساتھ نہ چھوڑا اور پیچھے لگا رہا یہاں تک کہ وُہ ایک بیمار کے پاس پُہنچا اور جاتے ہی دونوں روٹیاں اور وُہ انار اس کے آگے رکھ دیئے اور آپ وہاں سے چل دیا مَیں بھی اس کے پیچھے چلا آخر کار وُہ چلتے چلتے جنگل میں ایک جگہ جا کر ٹھیرا تب مَیں نے اس سے کہا کہ اے بندۂ خُدا تیرے اوصاف سُن کر مجھ کو تیری مُلاقات کا شوق ہُوا تھا مگر تیری حرکتیں دیکھ کر میرا دل کمال متردّد ہوا اِس لیے رفع تردّد کی غرض سے مَیں کچھ دریافت کرنا چاہتا ہُوں۔ وُہ بولا پُوچھ کیا پُوچھنا چاہتا ہے۔ مَیں نے کہا تُو نے نان بائی کی دُکان سے دُو روٹیاں چُرائیں اور انار والے کے دُو انار اُڑائے جب مَیں اتنا بیان کر چکا تو بجائے اِس کے کہ وُہ اِن باتوں کا جواب دے مجھ سے پُوچھنے لگا تو کون ہے مَیں نے کہا کہ مَیں اولادِ آدمؑ اور اُمّتِ محمدؐ سے ایک شخص ہُوں۔ بولا کس خاندان سے ہے۔ مَیں نے جواب دیا کہ اہلبیت رسُولؐ اللہ کے خاندان سے ہوں۔ بولا کس شہر کا رہنے والا ہے۔ مَیں نے کہا کہ مدینے کا۔ بولا کیا تُو جعفرؑ بن محمدؑ بن علیؑ بن حسینؑ بن علیؑ ابن ابی طالب ہے۔ مَیں نے جواب دیا کہ ہاں۔ بولا تو پھر تجھ کو تیرے جدّ اور اصل اور خاندان کی شرافت سے کیا فائدہ ہوگا جبکہ تُو اس چیز سے جو تیری شرافت کا باعث ہے ناواقف ہے اور اپنے جدّ و پدر کے علم کو چھوڑے

ہُوئے ہے اگر اس سے واقف ہوتا تو اس امر کا انکار نہ کرتا جو تعریف اور مدح کے قابل ہے مَیں نے پُوچھا کہ وُہ کونسی چیز ہے جس کو مَیں نے ترک کر رکھا ہے اُس نے جواب دیا کہ قرآن جو کتابِ خُدا ہے۔ مَیں نے کہا کہ مَیں اِس کی کس بات سے ناواقف ہوں۔ وُہ بولا کہ آیۂ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزٰۤى اِلَّا مِثْلَهَا ؕ یعنی جو کوئی ایک نیکی کرے اُس کو ویسی ہی دس نیکیوں کا ثواب عطا ہوگا۔ اور جو بدی کرے تو اُس کو صرف ایک بدی کا عوض ملے گا۔ پس مَیں نے جو دُو روٹیاں چُرائیں اُس کے دُو گناہ ہُوئے اور دُو انار چُرانے کے بھی دُو گُناہ کُل چار گناہ مَیں نے کئے اور جب مَیں نے ان کو راہِ خدا میں تصدّق کر دیا تو چالیس ۴۰ نیکیاں شمار کی گئیں۔ چار نیکیاں تو ان چار بدیوں کے عوض میں وضع ہو گئیں اور چھتیس ۳۶ نیکیاں میرے واسطے باقی رہیں یہ سُن کر میں نے کہا تیری ماں تجھے روئے۔ درحقیقت تو خُود ہی کتابِ خُدا سے جاہل اور ناواقف ہے نہ کہ مَیں۔ کیا تُو نے یہ آیت نہیں سُنی کہ خدا فرماتا ہے۔ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ۝ یعنی اللہ تعالیٰ صرف مُتقی اور پرہیزگار لوگوں کے اعمال کو قبول کرتا ہے۔ جب تُو نے دُو روٹیاں چُرائیں تو وُہ دُو بدیاں شمار کی گئیں اور دُو انار چُرانے کی بھی دُو بدیاں ہُوئیں۔ اور جب ان کو ان کے مالکوں کی بے اجازت کسی اور کو دے ڈالا۔ تو حقیقت میں چار بدیوں پر چار بدیاں اور زیادہ کر دیں نہ یہ کہ چار بدیوں پر چالیس نیکیاں اضافہ کی گئیں اور ان چار بدیوں کے عوض چار نیکیاں وضع ہو کر چھتیس ۳۶ نیکیاں تیرے لیے باقی رہیں۔ جب اُس شخص نے میرا یہ کلام سُنا تو حیران ہو کر میری طرف دیکھنے لگا۔ مَیں نے اس کو اسی حال میں چھوڑ کر اپنی راہ لی۔

پارہ ۸ سُورۂ انعام ع اخیر

پارۂ ٦ سُورۂ مائدہ نصف پارہ

حضرت صادق علیہ السّلام فرماتے ہیں کہ لوگ اسی قسم کی بیجا اور قبیح تاویلیں کر کے خُود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور اوروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔

اور اسی قسم کی تاویل معاویہ علیہ مایستحقہ نے کی تھی جبکہ عمارؓ یاسر شہید ہُوئے اور اس ہولناک واقعہ کے سُننے سے بہت سے لوگ گھبرا گئے اور کہنے لگے کہ رسُولِ خدا نے فرمایا ہے کہ عمار کو ایک باغی گروہ قتل کریگا۔ جب عمرو عاص نے اپنے لشکریوں کی یہ گھبراہٹ اور اول چل دیکھی

تو معاویہ کے پاس آکر کہنے لگا کہ اے امیر ہمارے لشکر والے کمال برانگیختہ اور مضطرب الحال ہو رہے ہیں۔ معاویہ نے پوچھا کیوں اُس نے جواب دیا کہ عمارؓ کے مارے جانے سے کیونکہ حضرت رسولؐ نے فرمایا ہے کہ عمارؓ کو ایک باغی گروہ قتل کریگا۔ معاویہ نے اس سے کہا کہ تو غلطی پر ہے جو یہ خیال کرتا ہے کہ ہم نے عمارؓ کو قتل کیا ہے۔ بلکہ اس کو تو علیؑ ابن ابی طالب نے قتل کیا ہے۔ کیونکہ اسی نے اس کو ہمارے نیزوں کے سامنے بھیجا۔ جب امیر علیہ السّلام نے اس نااہل کا یہ قول سُنا۔ فرمایا اگر یہی بات ہے تو حضرت حمزہؓ کو بھی جناب رسولِ خداؐ ہی نے قتل کیا ہے۔ کیونکہ آنحضرتؐ ہی نے ان کو مُشرکوں سے لڑنے کے لیے بھیجا تھا۔

بعدازاں جناب صادق علیہ السّلام نے فرمایا کہ جناب سالتمآبؐ نے فرمایا ہے یَحْمِلُ هٰذَا الْعِلْمَ مِنْ كُلِّ خَلَفٍ عُدُوْلُهٗ یعنی اس علم کے اُٹھانے والے کل پیچھے آنے والے لوگوں میں وُہ لوگ ہونگے جو ان میں زیادہ عادل ہونگے۔ یہ بشارت اُن لوگوں کے لیے ہے جو غالیوں کی تعریف اور جھوٹ بولنے والوں کے جھوٹے دعوؤں اور جاہلوں کی تاویلوں کو قرآن سے دُور کریں گے۔ حاضرین میں سے کسی شخص نے عرض کی کہ اے فرزندِ رسُولِ خداؐ میں اپنے بدن کے ساتھ تمھاری امداد کرنے سے عاجز ہوں اور سوا اس کے کہ تمھارے دُشمنوں سے بیزار ہُوں اور اُن پر لعنت کروں اور کچھ مقدور نہیں رکھتا میری نسبت کیا ارشاد فرماتے ہیں حضرتؑ نے فرمایا کہ مجھ سے میرے والد ماجد نے روایت کی کہ اُنھوں نے اپنے باپ سے اور انھوں نے اپنے باپ سے سُنا کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے کہ جو شخص ہم اہلبیت کی نصُرت کرنے سے عاجز ہو اور خلوت میں بیٹھ کر ہمارے دُشمنوں پر لعنت کرے اللہ تعالیٰ اس کی آواز کو زیر زمین سے لے کر عرش اعظم تک کے تمام فرشتوں کو پہنچا دیتا ہے اور تمام ملائکہ اس امر میں اس کے معاون ہوتے ہیں اور اس کے ساتھ شریک ہو کر اس شخص پر جس پر وُہ لعنت کرتا ہے لعنت کرتے ہیں بعدازاں اس شخص (مُحبّ اہلبیتؑ) کی تعریف کرتے ہیں اور دُعا کرتے ہیں کہ یا اللہ تو اُس شخص پر اپنی رحمت کو نازل کر کہ اس نے اپنے مقدور کو تیری راحت میں صرف کیا اور اگر وُہ اس سے زیادہ کچھ کر سکتا تو ضرور کرتا اُس وقت بارگاہِ الٰہی سے ندا آتی ہے اے فرشتو میں نے تمھاری دُعا قبول کی اور تمھاری آواز سُن لی اور اس کی رُوح پر رحمت نازل کی

اور اس کو اپنے برگزیدہ اور نیک بندوں میں داخل کیا۔

قولہ عزّوجلّ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ یعنی اُن لوگوں کی راہ کی ہدایت کر جن پر تو نے انعام اور بخشش کی ہے۔

امام حسن عسکری علیہ السّلام نے فرمایا کہ خدا فرماتا ہے۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ یعنی تُم کہو کہ ہم کو اُن لوگوں کی راہ کی ہدایت کر جن کو تُو نے اپنے دین اور اپنی طاعت کی توفیق کی نعمت عطا فرمائی ہے اور انہی کے باب میں حق تعالیٰ فرماتا ہے وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ۝ یعنی جو لوگ کہ خُدا اور اُس کے رسُولؐ کی اطاعت اور فرمانبرداری کرتے ہیں وُہ اُن لوگوں کے ہمراہ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام اور بخشش فرمائی ہے کہ وُہ انبیا اور صدّیقین اور شہدا۔ اور نیکوکار لوگ ہیں اور یہ لوگ بہت ہی اچھے رفیق ہیں اور جناب امیرؑ سے اسی طرح منقُول ہے۔ اس کے بعد جناب امیرالمومنین علیہ السّلام نے فرمایا کہ یہ نعمت دیئے گئے وُہ لوگ نہیں ہیں جن کو مال اور صحتِ بدنی کی نعمت دی گئی ہے اگرچہ یہ چیزیں بھی نعمت ظاہرۂ الٰہی ہیں لیکن یہ چیزیں کافروں اور فاسقوں کو بھی دی گئی ہیں تم کو اس امر کی دعوت نہیں کی گئی کہ تم ان کے طریق کی ہدایت کیے جانے کی دُعا کرو۔ بلکہ تم کو صرف یہ حکم دیا گیا ہے کہ ان لوگوں کے طریق کی طرف ہدایت کئے جانے کی دُعا کرو جن کو اللہ تعالیٰ نے یہ نعمت عطا کی ہے کہ خُدا پر ایمان رکھتے ہیں اور اس کے رسُولؐ کی تصدیق کرتے ہیں اور جناب محمدؐ اور اُن کی آلؑ اطہار اور اصحاب اخیار و منتجبین سے دوستی رکھتے ہیں اور ایسے تقیہ حسنہ کو بجالاتے ہیں جو تُم کو دشمنانِ خُدا یعنی کفّار کے زمانہ میں لوگوں کی شرارت اور زندیقوں کی بدی سے محفُوظ رکھتا ہے اس طرح سے کہ ان سے نرمی اور مدارات برتو تاکہ تمھارا یہ حسُنِ سلوک (تقیہ حسنہ) ان کو تمھاری ایذا رسانی اور دیگر مومنین کو اذیّت پہنچانے پر برانگیختہ نہ کرے اور وُہ لوگ ہیں جو مومن بھائیوں کے حقُوق کو پہچانتے ہیں۔

الغرض جو مرد یا عورت محمدؐ اور اُن کی آلؑ اور اصحابؓ سے دوستی رکھے اور ان کے دُشمنوں سے

برادرانِ ایمانی کے حقوق ادا کرنے کا ثواب

دشمنی کرے وُہ عذابِ خدا سے محفُوظ رہنے کے لیے ایک بزرگ قلعہ اور مضبوط ڈھال کا مالک ہوجاتا ہے اور جو مرد یا عورت بندگانِ خُدا سے ایسی پسندیدہ اور نیکو تہ مدارات سے پیش آئے جس کی وجہ سے نہ تو مذہب باطل میں داخل ہوجائے اور نہ دینِ حق سے خارج ہو (یعنی تقیہ حسنہ کو عمل میں لائے) تو حق تعالیٰ اس کے سانس لینے کو بمنزلہ تسبیح کے قرار دیتا ہے اور اس کے عمل کو پاکیزہ کرتا ہے اور اُس کو بصیرت عنایت فرماتا ہے تاکہ وُہ ہمارے راز کو ہمارے دشمنوں سے پوشیدہ رکھے اور ان کی باتوں پر غیظ و غضب میں نہ آئے اور اِس کو شہید کا ثواب عطا فرماتا ہے جو راہِ خُدا میں جہاد کر کے اپنے خُون میں لوٹا ہو۔ پھر فرمایا جو شخص اپنے مقدُور کے موافق اپنے برادرانِ ایمانی کے حقوق کو پُورا کرے اور ان کو قوّت اور قدرت دے اور ان کی لغزشوں اور خطاؤں کے عوض لینے سے درگزر کرے اور ان کے قصور مُعاف کر کے ان سے رضامند ہوجائے حق تعالیٰ قیامت کے دن اِس سے ارشاد فرمائے گا۔ اے میرے بندے تُو نے اپنے مومن بھائیوں کے حقُوق ادا کیے اور ان کی خطاؤں کو مُعاف کیا اور عوض نہ لیا میں تو سب سے زیادہ ترسخی اور کریم ہوں اور فروگذاشت کرنے اور عزّت دینے میں تجھ سے اولیٰ اور افضل ہوں سو آج اس حق کو جس کا تجھ سے وعدہ کیا ہے پُورا کروں گا اور اپنے فضل وسیع سے تجھ کو زیادہ عطا کروں گا اور میرے بعض حقوق کے ادا کرنے میں جو کچھ تجھ سے تقصیر ہُوئی ہے اس کا عوض نہ لوں گا۔

بعد ازاں حق تعالیٰ اس کو محمدؐ اور ان کی آلؑ اور اصحابؓ سے ملحق کرے گا اور ان کے نیک شیعوں میں شامل فرمائے گا۔

محبت اور عداوت محض رضائے خدا کے لیے ہو

پھر فرمایا کہ ایک دن جناب رسُولِ خدا نے اپنے کسی دوست سے ارشاد فرمایا کہ خُدا کے لیے دوستی کرو اور اُسی کے لیے دشمنی رکھو اور اسی کے لیے محبت کرو اور اُسی کے لیے عداوت کرو کیونکہ کوئی شخص بغیر اس طریق کے ولایتِ الٰہی کو حاصل نہیں کر سکتا اور کوئی شخص ذائقہ ایمان نہیں پا سکتا۔ اگرچہ اس کی نمازیں اور روزے کتنی ہی زیادہ کیوں نہ ہوں۔ جب تک کہ اس طریق کو اختیار نہ کرے اور آج لوگوں میں باہم بھائی چارہ بہت

ہو رہا ہے کہ اس کا اکثر حصّہ دُنیا کے لیے ہے کہ اسی کے واسطے آپس میں دوستی کرتے ہیں اور اسی کے لیے باہمہ دیگر دُشمنی کرتے ہیں سو اس قسم کے بھائی چارے سے ان کو اللہ میاں کے ہاں کچھ فائدہ حاصل نہ ہوگا حضرتؐ کا یہ ارشاد سُن کر اس شخص نے عرض کی مجھے کیونکر معلوم ہو کہ میری دوستی اور دُشمنی خُدا کے لیے ہے اور کون ولی خُدا ہے جس کو مَیں دوست رکھوں اور کون دُشمنِ خُدا ہے جس سے میں دُشمنی کروں۔ حضرتؐ نے میری طرف (یعنی علیؑ کی طرف) اشارہ کر کے فرمایا۔ اِس کو دیکھتے ہی اس نے عرض کی یا رسُول اللہؐ ہاں فرمایا جو اس کا دوست ہے وُہ خدا کا دوست ہے تو بھی اس کو دوست رکھ اور جو کوئی اس کا دُشمن ہے وُہ خُدا کا دُشمن ہے۔ تو بھی اس کو دُشمن رکھ اور اس کے دوست سے دوستی رکھ۔ اگرچہ اُس نے تیرے باپ اور بیٹے کو ہی کیوں نہ قتل کیا ہو اور اُس کے دُشمن سے دُشمنی رکھ خواہ وُہ تیرا باپ یا بیٹا ہی کیوں نہ ہو۔

قولہ تعالیٰ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ ۝ اُن لوگوں کی راہ کی (ہدایت کر) جن پر تُو غضبناک ہے اور نہ اُن لوگوں کی راہ کی کہ جو گُمراہ ہیں۔

امام حسن عسکری علیہ السّلام نے فرمایا کہ جناب امیر المومنین علیہ السّلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ پروردگارِ عالم نے اپنے بندوں کو حکم دیا ہے کہ وُہ اِس سے ان لوگوں کی راہ کے پانے اور اس پر قائم رہنے کی درخواست کریں جن پر حق تعالیٰ نے انعام اور بخشش فرمائی ہے اور وُہ انبیاؑ اور صدیقین اور شہدا اور نیکوکار بندے ہیں اور یہ درخواست کریں کہ ان کو ان لوگوں کی راہ سے بچائے رکھے جن پر وُہ غضب ناک ہے اور وُہ لوگ جن پر خدا غضب ناک ہے قوم یہُود
پارہ ۶ سُورہ مایدہ ع ۸ ہے جن کے بارے میں خُدا قرآن میں فرماتا ہے۔ قُلْ هَلْ أُنَبِّئُكُم بِشَرٍّ مِّن ذَٰلِكَ مَثُوبَةً عِندَ اللَّهِ مَن لَّعَنَهُ اللَّهُ وَغَضِبَ عَلَيْهِ ۝ یعنی اے ہمارے پیغمبرؐ تو ان یہودیوں سے کہہ دے کہ آیا میں تم کو اُس سے خبر دُوں جو از رُوئے جزا خُدا کے نزدیک اس سے بھی بدتر ہے وہ وہ شخص ہے جس پر اللہ نے لعنت کی ہے اور وہ اِس پر غضب ناک ہے) نیز یہ درخواست کریں کہ اُن کو گمراہوں کی راہ سے اپنے حفظ و امان
پارہ ۶ سُورۂ مایدہ ع ۹ میں رکھے۔ جن کے باب میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي

مذمتِ غلو در حق امیر المومنینؑ

دِیْنِکُمْ غَیْرَ الْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعُوْٓا اَھْوَآءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوْا مِنْ قَبْلُ وَاَضَلُّوْا کَثِیْرًا وَّضَلُّوْا عَنْ سَوَآءِ السَّبِیْلِ ۔ یعنی اے پیغمبر تو ان سے کہہ دے کہ اے اہلِ کتاب تم اپنے دین میں حق کے سوا غلو اور زیادتی مت کرو اور اُن لوگوں کی نفسانی خواہشوں کی پیروی مت کرو۔ جو تم سے پہلے خود بھی گمراہ ہوئے اور بہت سے لوگوں کو بھی گمراہ کیا اور راہِ راست سے گمراہ ہو گئے۔

بعد ازاں حضرت نے فرمایا کہ جو کوئی کافر ہو اور اللہ پر ایمان نہ لائے وُہ غضبِ الٰہی میں گرفتار اور خدا کی راہ سے گمراہ اور بھٹکا ہُوا ہے۔

اور امام رضا علیہ السلام نے مضمون مذکورۂ بالا میں اتنا اور اضافہ فرمایا ہے کہ جو کوئی امیر المومنینؑ کے حق میں درجۂ عبودیت سے تجاوز کرے وُہ بھی گروہ مَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ اور ضَآلِّیْنَ میں داخل ہے اور امیر المومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے ہم کو عبودیت کے درجے سے مت بڑھاؤ۔ پھر جو چاہو سو کہو اور مُبالغہ مت کرو اور جس طرح نصارٰے نے عیسٰیؑ کو درجۂ عبودیت سے درجۂ اُلوہیت پر پہنچا دیا تم ایسے غلو اور زیادتی سے پرہیز کرو کیونکہ میں غالیوں سے بیزار اور ناراض ہوں۔

امام حسن عسکری علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب امام رضا علیہ السلام کی تقریر یہاں تک پہنچی ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کی کہ اے فرزندِ رسولِ خدا اپنے پروردگار کی تعریف ہمارے سامنے بیان فرمائیے کیونکہ اگلے لوگ ہمارے مذہب اور رائے کے مخالف رائے دے گئے ہیں۔ تب حضرت نے فرمایا کہ جو کوئی قیاس اور رائے سے خُدا کی تعریف کرے وُہ ہمیشہ شک و شبہ میں گرفتار اور راہِ راست سے منحرف رہتا ہے اور ٹیڑھی راہ کو طے کرتا اور سیدھے راستے سے بھٹکتا پھرتا ہے اور ناپسندیدہ قول کا قائل رہتا ہے۔

بعد ازاں فرمایا کہ جن اوصاف سے اللہ تعالٰی نے اپنی تعریف کی ہے انہی سے تم بھی اس کی تعریف کرو۔ اس کو دیکھ نہیں سکتے اس کی کوئی صورت اور شکل نہیں ہے اس کو حواسِ خمسہ سے نہیں پا سکتے لوگوں پر اس کو قیاس نہیں کر سکتے وُہ اپنی نشانیوں سے شناخت کیا گیا ہے وُہ دُور ہے مگر اس صفت میں کوئی اس کے مُشابہ نہیں اور باوجود دُوری کے نزدیک ہے

جن صفات سے اللہ نے اپنی تعریف کی ہے انہی اوصاف سے اس کی تعریف کرنی چاہیئے

مگر اس میں بھی کوئی اِس کا نظیر نہیں۔ اِس کی ہمیشگی وہم و خیال میں نہیں آسکتی اس کی مخلوقات سے اس کو تمثیل نہیں دے سکتے وُہ اپنے احکام و قضایا میں ظلم نہیں کرتا جو کچھ کہ اس کے علم میں گُزرا ہے تمام خلقت اسی کی پیروی اور متابعت کرتی ہے اور جو کچھ کہ اس کی کتاب مکنون میں ہے سب اسی پر چل رہے ہیں جو کچھ کہ اس نے ان کی بابت معلوم کیا ہے اس کے برخلاف وُہ کچھ عمل نہیں کرتے اور نہ اس کے سوا کچھ اور ارادہ کرتے ہیں۔ وہ تمام مخلوقات سے قریب ہے۔ مگر ان کے ساتھ چپکا ہوا نہیں اور سب سے بعید ہے مگر اس بُعد نے اس کو کچھ نقصان نہیں پہنچایا وُہ درست اور راست ہے۔ مگر اس کو کسی سے تمثیل نہیں دے سکتے۔ اور وُہ واحد ہے مگر کوئی اِس سے بُغض اور دُشمنی نہیں کر سکتا۔ اپنی نشانیوں سے پہچانا جاتا ہے اور اپنی علامتوں سے ثابت کیا جاتا ہے۔ الغرض اُس کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے اور وُہ بُزرگ و برتر ہے۔

جب حضرت اِس بیان سے فارغ ہوئے تو اس شخص نے عرض کی کہ اے فرزندِ رسولِ خدا میرے بعض ساتھی ایسے ہیں کہ وُہ تمہاری دوستی کا دعوےٰ کرتے ہیں اور گمان کرتے ہیں کہ یہ تمام صفتیں علی علیہ السلام میں پائی جاتی ہیں اور وُہی اللہ ہے جو تمام مخلوقات کا پروردگار ہے۔ جب امام ثامن علیہ السلام نے اس شخص کی یہ تقریر سُنی تو جسمِ مبارک میں لرزہ پڑ گیا اور تمام بدن عرق عرق ہو گیا اور فرمایا کہ اللہ تعالٰی تمام ان باتوں سے پاک اور منزّہ ہے جو کافر اور ظالم لوگ اس کی طرف منسوب کرتے ہیں کیا علیؑ کھانا نہ کھاتے تھے، پانی نہ پیتے تھے، نکاح نہ کرتے تھے، کیا پیشاب اور پاخانے وغیرہ کی حاجت ان کو نہ ہوتی تھی۔ اور باوجود ان لوازماتِ بشری کے وُہ خدائے بزرگ و برتر کے حضور میں بہ خشوع و خضوع تمام نمازیں پڑھتے تھے اور اُس کی جناب میں توبہ و استغفار کرتے تھے۔ جس شخص میں یہ صفات موجود ہوں کیا وُہ خدا ہو سکتا ہے؟ اگر بالفرض ایسا شخص خُدا ہو سکتا ہے تو تم میں سے کوئی فردِ بشر بھی ایسا نہیں جو خُدا نہ ہو کیونکہ ان صفات میں جو اپنے موصوف کے حادث ہونے پر دلالت کرتی ہیں تم سب اس کے ساتھ شریک ہو۔

اور مجھ سے میرے باپ موسیٰ کاظم علیہ السّلام نے اپنے آبائے کرام کی زبانی روایت کی ہے کہ جناب رسولِ خدا نے فرمایا ہے کہ جو کوئی خدا کو اُس کی خلقت سے مشابہ کرتا ہے وُہ اس کو نہیں پہچانتا اور جو کوئی بندوں کے گُناہ خُدا کی طرف منسُوب کرتا ہے وُہ اُس کو عادل نہیں جانتا اُس شخص نے عرض کی کہ اے فرزندِ رسُولِ خدا وُہ لوگ گمان کرتے ہیں کہ جب علیؑ نے ایسے معجزات اپنی ذات بابرکات سے ظاہر کیے جن کے ظاہر کرنے پر اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی قادر نہیں ہے تو اُس وقت اپنے خُدا ہونے کا ثبوت دیا اور جب عاجز مخلوقات کی سی صفات ان کے سامنے ظاہر فرمائیں۔ اس وقت اپنے احوال کو ان پر پوشیدہ کر دیا اور ان کو امتحان میں ڈالا تاکہ وُہ اس کو پہچانیں اور اپنے اختیار سے اُس پر ایمان لائیں یہ کلام اس شخص کا سُن کر حضرتؑ نے فرمایا کہ اوّل تو یہ کہ وُہ لوگ اس شخص کا بالکل جواب نہیں دے سکتے جو ان کی اس تقریر کو اُلٹ دے (یعنی معارضہ بالقلب کرے اور یُوں کہے کہ جب اس جناب سے فقر و فاقہ ظاہر ہوا تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ جس شخص میں یہ صفات پائی جائیں اور ضعیف اور محتاج لوگ ان صفات میں اس کے ساتھ شریک ہوں معجزات اس سے ظاہر نہیں ہو سکتے اس سے معلوم ہوا کہ معجزات جس کسی سے ظاہر ہوں وُہ صرف اُس قادرِ مُطلق کا فعل ہیں جو مخلوقات کے مُشابہ نہیں ہے نہ کہ بندۂ محدث و محتاج کا جو کہ صفاتِ ضعف میں ضعیف اور عاجز بندوں کا شریک[1] ہے۔

بعد ازاں ارشاد فرمایا کہ اے شخص تُو نے اس وقت مجھ کو جناب رسُولِ خداؐ اور امیر المومنینؑ اور امام زین العابدینؑ کے اقوال یاد دلائے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول تو یہ ہے جس کو مجھ سے میرے باپ نے سلسلہ وار اپنے آبائے کرام علیہم السّلام کی زبانی روایت کیا ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ علمِ دین پر اپنے بندوں کو اس طرح قابض نہیں کرتا کہ لوگوں سے چھین کر کسی کو دیدے۔ بلکہ اس کو عُلمائے دین کے قبضے میں دیتا ہے جب کسی عالم کا کوئی اور عالم جانشین نہیں ہوتا تو زر و مالِ دُنیوی اور اس کے امورِ حرام کے طالب اس کی جگہ پر متصرف ہو جاتے ہیں ج

[1] گویا یہ مطلب ہے کہ جب علیؑ میں خود اظہارِ معجزہ کی قدرت نہ ہوئی تو وہ خالق کیونکر ہو سکتے ہیں اگر اس تقریر سے کوئی شخص ان کے دعویٰ کو قلب کر ڈالے تو اس کا وُہ لوگ کیا جواب دے سکتے ہیں۔ مولانا و مقتدانا سید ہارون صاحب ممتاز الافاضل زنگی پوری مدظلہ العالی ۔

اور حقدار سے حق کو روکتے ہیں بلکہ اس (حق) کو غیر مُستحق کے لیے قرار دیتے ہیں لوگ جاہلوں کو اپنا سردار بنا لیتے ہیں اور اُن سے مسائلِ شرعی دریافت کرتے ہیں۔ وُہ اٹکل پچّو فتوے دیتے ہیں خُود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور اُن کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔

اور جناب امیر المومنین علیہ السّلام نے فرمایا ہے اے ہمارے شیعو اور اے ہمارے دوستی کے دعوے کرنے والو خبردار خود رائے لوگوں سے پرہیز کرنا کیونکہ وُہ سنّت ہائے نبویؐ کے دشمن ہیں۔ احادیث ان کے حافظے سے یکایک فرار کر گئیں اور سُنّتِ نبویؐ کی نگہبانی اور پاسداری سے وُہ عاجز اور درماندہ ہو گئے ہیں۔ بندگانِ الٰہی کو اپنا خدم و حشم قرار دیا ہے اور اس کے مال کو اپنی دولت بنا بیٹھے ہیں۔ یہ دیکھ کر بہت سے لوگ ان کے مطیع و فرمانبردار ہو گئے اور بہت سی خلقت کُتّوں کی طرح ان کی تابعدار ہو گئی۔ حق کو اہلِ حق سے چھین لیا اور سچے اماموں کی مثال بن بیٹھے۔ حالانکہ وُہ جاہل اور کافر اور ملعُون ہیں جب اُن سے ایسے مسائل جو اُن کو معلوم نہیں دریافت کیے جاتے ہیں تو تکبّر و غرُور کے باعث اپنی ناواقفیت اور لاعلمی کا اقرار نہیں کرتے بلکہ دینِ حق میں رائے اور قیاس سے کام لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ پاؤں کے تلوؤں پر مسح کرنا اُن کے اُوپر کی طرف مسح کرنے سے اولیٰ اور انسب ہے۔

اور امام زین العابدین علی بن حسین علیہما السّلام نے فرمایا ہے کہ جب تم کسی شخص کو دیکھو کہ اُس کی رفتار اور کردار نیک ہے اور گفتار نرم ہے اور حرکات میں عجز و انکسار پایا جاتا ہے خبردار ہرگز اُس کو دیکھ کر فریفتہ نہ ہو جانا اور اس کے دامِ فریب میں گرفتار نہ ہو جانا کیونکہ اکثر لوگ ضعفِ جسمانی اور کمی رُعب و داب اور بزدلی کے سبب دُنیا کے حاصل کرنے اور اُس کے محرمات میں پڑ جانے سے عاجز ہوتے ہیں اِس لیے دین کو حصُولِ دُنیا کے لیے جال بناتے ہیں اور اپنے ظاہری اعمال سے ہمیشہ لوگوں کو فریب دیتے رہتے ہیں۔ اِس قسم کا آدمی جب کسی امرِ حرام پر قابو پاتا ہے تو جھٹ اُس کا مرتکب ہو جاتا ہے اور جب تم سامنے ہوتے ہو تو مالِ حرام سے پرہیز کرتا ہے۔ خبردار ایسے شخص کو دیکھ کر فریفتہ نہ ہونا کیونکہ خلقت کی خواہشیں مختلف اور جُدا جُدا ہیں۔ بہت سے لوگ مالِ حرام سے تو پرہیز کرتے ہیں خواہ وُہ کتنا ہی زیادہ کیوں نہ ہو اور اپنے نفس کو ایک بدکار اور بدصُورت عورت پر برانگیختہ کرتے ہیں اور اس سے کالا مُنہ کرتے ہیں اور جب تم سامنے ہوتے ہو تو اس فعلِ شنیع سے اجتناب کرتے ہیں خبردار

کبھی ایسے شخص پر فریفتہ نہ ہونا جبتک کہ اُس کے عقیدۂ عقلی کو نہ جانچ لو کیونکہ بہت سے لوگ عقل سے بالکل دستبردار ہو جاتے ہیں اور پھر کبھی عقل متین کی طرف رجوع نہیں کرتے اور جو کچھ وُہ اپنی جہالت سے خراب کرتے ہیں اسکی مقدار ان کی عقل کی صلاح اور دُرستی سے بہت زیادہ ہوتی ہے اور جب تم اُسکی عقل کو متین اور درست پاؤ تب بھی ہرگز ہرگز اس پر فریفتہ نہ ہونا جبتک یہ آزمائش نہ کر لو کہ وُہ اپنی نفسانی خواہشوں کو عقل کا مطیع کرتا ہے یا عقل کو ان کا فرمانبردار اور پیرو کار رکھتا ہے اور ریاست باطلہ سے اس کو کیسی محبت ہے اور اس سے اجتناب اور کنارہ کشی کرنے میں اس کا کیا حال ہے کیونکہ بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں جو دُنیا اور آخرت دونوں جگہ گھاٹے اور ٹوٹے میں ہیں دُنیا کو دُنیا کے لیے ترک کر دیتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ ریاست[1] باطلہ کی لذت دُنیا کی مباح اور حلال نعمتوں اور مالوں کی لذت سے افضل اور بہتر ہے اس لیے وُہ اس ریاست کی ہوس میں سب سے دستبردار ہو جاتے ہیں رفتہ رفتہ یہاں تک نوبت پہنچ جاتی ہے کہ وَاِذَا قِيْلَ لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ فَحَسْبُهٗ جَهَنَّمُ وَلَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝ یعنی جب اس سے کہا جائے کہ خُدا سے ڈر تو عزت اُس کو گناہ پر آمادہ کرتی ہے اور بسبب غیرت اور حمیت جاہلیت کے گُناہ زیادہ کرتا ہے پس اس کے واسطے جہنم کافی ہے اور وُہ بہت بُرا بچھونا ہے۔ الغرض شب کور اُونٹنی کی طرح بے موقعہ ہاتھ پاؤں مارتا ہے اور اس کا ابتدائی باطل خیال اس کو نقصان اور گھاٹے کے پرلے سرے کی طرف کھینچے لیے جاتا ہے اور وُہ اپنی سرکشی اور طغیان کی حالت میں ایسی چیزوں کی طرف ہاتھ بڑھاتا ہے جو اُس کے مقدور سے باہر ہیں۔ آخر وہ محرمات الٰہی کو حلال ٹھیراتا ہے اور حلال کو حرام کر دیتا ہے جب اُس کو وہ ریاست اور عزت دُنیوی کہ جس کی وُہ تلاش میں تھا ہاتھ آجاتی ہے تو اُس کو اپنے دین کے فوت ہونے کا ذرا بھی غم نہیں ہوتا۔ یہ ہیں وُہ لوگ جن پر اللہ غضبناک ہے اور لعنت کرتا ہے اور جن کیلئے عذاب مہین مُہیّا کیا ہے۔ یُوں ہونے کو تو سب ہی مرد ہیں۔ لیکن مردِ کامل وُہ ہے جو ہوائے نفسانی کو حکم خُدا کا فرمانبردار اور ماتحت بنائے اور اپنے قوائے جسمانی کو رضائے الٰہی میں صرف کرے اگر اسکو کسی امرِ حق میں ذلت حاصل ہوتی ہے تو وُہ اِس ذلت کو امر باطل کی عزت کی نسبت عزتِ ابدی سے قریب تر سمجھتا ہے اور

پارہ ۲ نصف

[1] یعنی لوگوں کے نزدیک بزرگ مرتبہ سمجھا جانا جیسے بنے ہوئے صوفی اور بنے ہوئے ملا کرتے ہیں۔ ۱۲ مولانا مقتدانا مولوی سیّد محمد ہارون صاحب مدظلہ العالی ؎

جانتا ہے کہ یہ تھوڑی سی دُنیاوی سختیاں جھیلنا مجھ کو دائمی نعمتوں میں پہنچا دے گا جو ایسے گھر میں ملیں گی جو کبھی برباد اور خراب نہ ہوگا اور نہ وُہ نعمتیں کبھی ختم ہوں گی اور اس شخص کو یہ بھی معلوم ہے کہ اگر میں ہوائے نفسانی کے تابع ہوں تو اس حالت میں تو بہت سی دُنیاوی خوشیاں اور آرام مجھ کو حاصل ہوں گے وُہ آخر کار ایسے عذاب میں مجھ کو مُبتلا کریں گے کہ وُہ نہ تو کبھی منقطع ہوگا اور نہ اس میں کبھی زوال آئے گا جس شخص کے خیالات اِس قسم کے ہوں وُہ مردِ کامل اور پسندیدہ ہے تم کو مناسب ہے کہ ایسے شخص سے تمسک کرو اور اس کا طریق اختیار کرو اور اس کی پیروی کرو اور اپنے پروردگار کی طرف اس کو اپنا وسیلہ بناؤ۔ کیونکہ حق تعالیٰ ایسے شخص کی دُعا کو رد نہیں کرتا اور اپنے دروازے سے اس کو بے نیل مرام اور محروم نہیں پھراتا۔

اس کے بعد امام رضا علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ ان گمراہوں اور کافروں سے جو کچھ ظہور میں آتا ہے وُہ صرف اس وجہ سے ہے کہ وہ اپنی حیثیت اور درجے سے ناواقف ہیں یہاں تک کہ اپنے نفوس رذیلہ کی کارروائی پر نہایت متعجب ہوتے ہیں اور اس کو بڑی وقعت اور عزت کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں آخر کار فقط اپنی فاسد اور ناقص رایوں پر کاربند ہونے لگے اور اپنی اُن عقلوں سے جن کے سبب وُہ کسی راہ پر چل سکتے تھے غیر خدا کی راہ پر چلنے پر اقتصار اور اکتفا کر لی رفتہ رفتہ یہاں تک نوبت پہنچی کہ قدرِ الٰہی کو کمتر جاننے لگے اور اس کے احکام کو بہ نظرِ حقارت دیکھنا شروع کیا اور اللہ جل جلالہٗ کی شانِ عظیم کو خوار اور حقیر سمجھنے لگے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ ان کو اس بات کا علم نہیں ہے کہ وُہ قادرِ مُطلق ہے اور بذاتِ خود غنی اور بے پروا ہے اُس کی قدرت مستعار نہیں ہے اور اس کی بے پروائی کسی سے عاریتہً لی ہوئی نہیں جس کو چاہتا ہے فقیر اور محتاج کر دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے غنی کر دیتا ہے اور جس صاحبِ قدرت کو چاہتا ہے عاجز کر دیتا ہے اور جس غنی کو چاہتا ہے تنگدست اور فقیر کر دیتا ہے۔ ان لوگوں نے خدا کے ایک برگزیدہ بندے کو دیکھا جسکو اس نے ایک خاص قدرت عطا کی ہے تاکہ معلوم ہو کہ اُسکے نزدیک اس بندے کی فضیلت کس قدر ہے اور اسکو کچھ کرامت عطا فرمائی ہے تاکہ خلقِ خدا پر موجب حجت ہو اور شرف و کرامت کو اسکی طاعت گزاری کا ثواب ٹھیرائے اور اپنے احکام کی مُتابعت کا ذریعہ قرار دے اور اُن لوگوں پر اس بندے کو منصوب کرنے اور پیشوا بنانے سے اپنے مکلف بندوں کو اس غلطی میں پڑنے سے بچائے کہ کون شخص حجتِ خدا اور ہمارا امام ہے اور ان

لوگوں کی حالت اُس وقت اُن لوگوں کی سی تھی جو کسی دُنیاوی بادشاہ کی جُستجو میں تھے اور اُس کے فضل و عطا کی تمنّا کر رہے تھے اور اُس کے انعام و اکرام کے اُمیدوار تھے اور اِس آرزو میں تھے کہ اس کے عطایائے گراں بہا (جو دُنیا کی تکالیف اور اُس کی سختیوں سے نجات دیں اور ادنٰے درجہ کے پیشے کرنے اور کمینہ کاروبار میں پڑنے سے چھڑا دیں) لے کر اپنے اپنے گھروں کو مراجعت کریں اسی اثنا میں کہ وُہ اس بادشاہ کے آنے کا رستہ دریافت کر رہے تھے کہ وہاں جا کر انتظار میں بیٹھیں اور اُن کی رغبتیں اس کی طرف مائل ہو رہی تھیں اور اُن کے دل اسکی زیارت کے مُشتاق اور آرزومند تھے کہ ناگاہ کسی شخص نے آ کر اُن کو خبر دی کہ بادشاہ اپنے لاؤ لشکر اور سوار اور پیادوں سمیت تمھاری طرف آرہا ہے۔ جب وہ تمھارے پاس پہنچے تو جو حقِ تعظیم و تکریم اور اقرارِ سلطنت وغیرہ تم پر واجب ہے بجا لانا اور خبردار کسی اور کو اس کے نام سے نامزد نہ کرنا اور ویسی تعظیم کسی اور کی نہ کرنا اگر تُم نے ایسا کیا تو گویا بادشاہ کے حق کو گھٹا دیا اور اس کی حقارت اور بے عزّتی کی اور تم اس خطا کے عوض سخت سزا کے مستوجب اور سزاوار ہو گے۔ یہ سُن کر وُہ سب کے سب متّفق اللفظ پکارے کہ حتّی المقدور ایسا ہی کریں گے۔ تھوڑی دیر نہ گزری تھی کہ اُس بادشاہ کا ایک غُلام بہت سے سوار اور پیادے جن کو اس بادشاہ نے اس کے ماتحت کیا تھا اور مال و اسباب جو سرکارِ شاہی سے اُس کو عطا ہوا تھا لے کر وہاں آ پہنچا۔ اس گروہ نے جو بادشاہ کے مُنتظر تھے۔ جب اس کو دیکھا تو اُن بادشاہی نعمتوں کو جو اس کے ہمراہ تھیں۔ اُس کے آقا کی نعمت سے بڑھ کر گمان کیا اور اس مال اور لشکر کے سبب بجائے اس کے کہ اس کو مُنعَمٌ علیہ (نعمت دیا گیا) سمجھتے۔ درجۂ غلامی سے بلند و برتر سمجھا اور شاہانہ تحیّہ و سلام کی رسم بجا لائے اور اس کو بادشاہ کے نام سے نامزد کرنے لگے اور اس امر کے مُنکر ہو گئے کہ اِس سے بڑھ کر بھی کوئی بادشاہ ہوگا یا اس کا کوئی مالک بھی ہے۔ جب اس غلام اور اس کے خیل و حشم نے یہ حال دیکھا تو ان کو زجر و توبیخ کی اور سمجھایا کہ اس نام سے اِس غلام کو مت نامزد کرو اور ان کو جتلایا کہ بادشاہ دراصل وُہ ہے جس نے یہ مال اور لشکر اس کو عطا کیا ہے اور اس خاص عُہدے اور عزت سے اس کو مشرف اور سرفراز فرمایا ہے اور تمھارا یہ بے جا کلام بادشاہ کی ناراضی اور عتاب کا باعث ہوگا اور اُس کی سزا بھگتو گے اور یہ تمھارا اس غلام کی تعظیم و تکریم کرنا اور ماتھے رگڑنا بیکار جائے گا۔ گو ان غمگساروں اور نمک خواروں نے

ان ناہنجاروں کو بہت کچھ سمجھایا۔ مگر یہ ناعاقبت اندیش لوگ برابر ان کو جھٹلاتے اور ان کے قول کی تردید ہی کرتے رہے۔ آخر کار جب بادشاہ کو یہ خبر پہنچی کہ اُنھوں نے میرے غلام خاص کو آزُردہ خاطر کیا ہے اور بابِ سلطنت میں میری توہین اور بے عزّتی کی ہے۔ اور میرے حقِ تعظیم کو گھٹا دیا ہے تو نہایت غضب ناک ہُوا۔ اور ان سب کو قید کر دیا اور چند آدمیوں کو مُقرّر کیا کہ ان کو طرح طرح کی اذیتّیں اور تکلیفیں پہنچایا کرو۔ اسی طرح اِس قوم نے بھی خدا کے ایک خاص بندے کو پایا ہے کہ حق تعالیٰ نے اپنے لُطف و اکرام سے اس کو سرفراز کیا ہے تاکہ اس کی فضیلت کو خلقت پر ظاہر فرمائے اور اپنی حُجّت کو ان پر قائم کرے۔ پس ان لوگوں کے نزدیک ان کے خالق کا درجہ اس سے کمتر ہے کہ وُہ علیؑ کو خلق کر سکے اور وُہ اس کا بندہ ہو، اور علیؑ کی شان اُن کے خیال میں اس سے بڑھ کر ہے کہ خُدائے عزّ و جل اُس کا پروردگار رہو۔ اِس خیال سے اُنھوں نے اس (علیؑ) کو اس کے غیر نام سے نامزد کیا۔ جب جنابِ امیر المومنینؑ اور ان کے شیعوں اور تابعین اہلِ ملّت نے اس قوم کی یہ ناشائستہ حرکت دیکھی تو ان کو اس امر سے منع کیا اور ان سے کہا کہ علیؑ اور اُس کی اولاد خدائے بزرگ و برتر کے مکرّم اور معزّز بندے ہیں اور اس کی مُدبّر مخلوقات میں داخل ہیں وُہ خود کسی چیز پر قادر نہیں ہیں۔ مگر ہاں جس پر خُدائے ربُّ العالمین نے ان کو قدرت دی ہے اور وُہ خود کسی چیز کا اختیار نہیں رکھتے، سوا اِس چیز کے جس کا خدا نے ان کو مالک و مختار کیا ہے اور ان کو مرنے جینے اُٹھنے تنگی۔ فراخی حرکت اور سکون پر کچھ دسترس نہیں ہے۔ مگر جس قدر خدا نے ان کو طاقت اور قُدرت دی ہے اور ان کا پروردگار اور پیدا کرنے والا اہلِ حدوث (مخلوقات) کی صفات سے بُزرگ تر ہے اور صاحبان حدود کی تعریفوں سے بلند و برتر ہے جو کوئی اللہ تعالیٰ کے سوا ان سب کو یا ان میں سے کسی ایک کو خدا سمجھے وہ شخص زمرۂ کفّار میں داخل اور راہِ راست سے گمراہ ہوگا۔ یہ گفتگو سُن کر اس قوم نے سرکشی اور مُنہ زوری کی راہ سے اس امر سے انکار کیا اور اپنی طغیان اور سرکشی میں زیادتی کی اور اسی میں حیران اور سرگرداں ہیں انجام یہ کہ ان کی تمنّائیں اور آرزوئیں باطل ہوئیں اور اپنے مطالب سے محروم رہے

اور عذاب دردناک میں گرفتار ہوئے۔

امام حسن عسکری علیہ السّلام نے فرمایا کہ جب امیر المومنین علیہ السّلام سُورۂ فاتحہ کی تفسیر سے فارغ ہوئے تو ارشاد فرمایا کہ یہ سُورت حضرت محمدؐ اور ان کی اُمّت کیلئے اللہ تعالیٰ کا عطیہ ہے کہ اس کا ابتدائی حصّہ تو حمد خداوندی اور ثنائے الٰہی ہے اور دُوسرا حصّہ خُدا سے دُعا کرنا ہے اور مَیں نے جناب رسُولِ خدا کو یہ فرماتے ہُوئے سُنا ہے خُدائے بُزرگ و برتر نے فرمایا ہے کہ مَیں نے سورۂ حمد کو اپنے اور اپنے بندوں کے درمیان آدھوں آدھ تقسیم کر دیا ہے اِس سُورت کا نصف حصّہ تو میرے واسطے ہے اور نصف میرے بندے کے لیے اور میرے بندے کے لیے وُہ چیز ہے جو وُہ مجھ سے سوال کرے جب بندہ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؕ کہتا ہے تو خُدائے عزّ وجل فرماتا ہے کہ میرے بندے نے میرے نام سے ابتدا کی اب مجھ پر واجب ہے کہ اس کے تمام کاموں کو پُورا کروں اور اس کے احوال اور مال میں برکت دُوں اور جب بندہ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ۙ کہتا ہے تو خُدا فرماتا ہے کہ میرے بندے نے میری تعریف کی اور میرا شُکر ادا کیا اور اس بات کو معلوم کیا کہ جو نعمتیں اس کو ملی ہیں وُہ میری طرف سے ہیں اور جو بلائیں کہ اس سے دُور ہوئی ہیں۔ وُہ بھی میری بخشش اور کرم کے باعث ہیں۔

پس اے فرشتو مَیں تم کو اپنے فضل و کرم پر گواہ کرتا ہُوں کہ مَیں اس کی دُنیاوی نعمتوں پر آخرت کی نعمتیں زیادہ کرونگا اور جس طرح مَیں نے اس سے دُنیاوی بلاؤں کو دفع کیا ہے اسی طرح آخرت کی بلائیں بھی دُور کرونگا۔ اور جب بندہ کہتا ہے اَلرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۙ تو پروردگارِ عالم فرماتا ہے کہ میرے بندے نے میرے رحمٰن اور رحیم ہونے کی گواہی دی۔ اے فرشتو مَیں تم کو گواہ کرتا ہُوں کہ مَیں بھی اپنی رحمت سے حصّۂ وافر اس کو عطا کرونگا اور اپنی بخشش کا بہت بڑا حصّہ اس کو عنایت کرونگا اور جب بندہ کہتا ہے مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ تو خدا فرماتا ہے کہ اے فرشتو مَیں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ جس طرح اس نے میری نسبت بادشاہ روزِ جزا ہونے کا اقرار کیا ہے اسی طرح مَیں بھی حساب کے دن اس پر حسابِ اعمال آسان کرونگا اور اس کی نیکیوں کو بھاری اور گراں بار کرونگا۔ اور اس کی بدیوں سے درگزر کروں گا۔ اور جب بندہ کہتا ہے اِیَّاکَ نَعۡبُدُ ؕ تو حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے نے سچ کہا۔ وُہ فقط میری ہی

عبادت کرتا ہے مَیں تم کو گواہ کرتا ہُوں کہ مَیں اس کو اس عبادت کا اتنا ثواب دُونگا کہ جو شخص اس عبادت کرنے میں اس کا مخالف ہے وُہ اس پر رشک کھائیگا اور جب بندہ کہتا ہے وَاِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ تو خُدائے عزّ وجل فرماتا ہے کہ میرے بندے نے صرف مجھ ہی سے مدد طلب کی اور مجھ ہی سے التجا کی مَیں تم کو گواہ کرتا ہُوں کہ مَیں اس کی تمام سختیوں میں مدد کروں گا اور مصیبت کے دن اس کی دستگیری کروں گا اور جب بندہ کہتا ہے اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ آخر سورہ تک، تو اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ یہ میرے بندے کے لیے ہے اور میرے بندے کے واسطے وُہ چیز ہے جو وُہ مجھ سے سوال کرے۔ بیشک میں نے اُس کی دُعا قبُول کی اور جو آرزو وُہ رکھتا ہے وُہ مَیں اُس کو عطا کروں گا۔ اور جس چیز سے وُہ خائف و ترساں ہے اس سے اس کو امن دُوں گا۔

کسی شخص نے جناب امیر المؤمنین علیہ السّلام سے دریافت کیا کہ یا حضرت آیا بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؕ سُورۂ فاتحہ میں داخل ہے۔ فرمایا کہ ہاں جناب رسُولِ خدا اس کو تلاوت فرماتے تھے اور اس سُورت کی ایک آیت شمار کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ فاتحۃ الکتاب (سُورۂ حمد) ہی سبع مثانی ہے جس کو بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝ سے فضیلت دی گئی ہے اور اس سُورت کی سات آیتیں ہیں۔ ساتویں آیت بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝ ہے۔

سُورۂ بقر

یعنی وہ سُورت جس میں گائے کا ذِکر کیا گیا ہے

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؕ

امام حسن عسکری علیہ السّلام نے فرمایا کہ جناب رسُولؐ خدا نے ارشاد فرمایا ہے کہ یہ قرآن شریف مدرسہ تعلیم الٰہی ہے۔ اِس لیے جس قدر تم سے ہو سکے اس تعلیم گاہ سے حصّہ لو اور سیکھو کیونکہ یہ نُورِ ظاہر اور شفائے نافع ہے اس کو سیکھو کیونکہ حق تعالیٰ اس کے سیکھنے کی برکت سے تم کو شرفِ دُنیا و آخرت عطا فرمائیگا سُورۂ بقر اور سُورۂ آل عمران کو سیکھو کیونکہ ان دونوں کا حاصل کرنا باعثِ برکت ہے اور ان کا ترک کرنا حسرت و افسوس کا مُوجب اور باطل فرقہ یعنی جادُوگر لوگ ان ہر دو سورتوں کی

تحصیل نہیں کر سکتے۔ جب قیامت برپا ہوگی تو یہ دونوں سُورتیں اس طرح نمودار ہوں گی گویا دو بادل ہیں یا تاریکی کے دو ٹکڑے یا پرندوں کے دو جھنڈ ہیں کہ برابر صف باندھے ہُوئے ہیں اور اپنے پڑھنے والے کی طرف سے پروردگارِ عالمین کی جناب میں حجت پیش کرینگے اور حق تعالیٰ بھی ان سے بحث اور مباحثہ کریگا۔ وُہ دونوں عرض کرینگے کہ اے رب الارباب تیرے اس بندے نے ہماری تلاوت کی دن کو ہمیں آرام دیا اور راتوں کو ہمیں بیدار کیا اور اپنے سامنے قائم کیا اُس وقت اللہ تعالیٰ خطاب کریگا کہ اے قرآن میں نے محمدؐ رسول اللہ کے بھائی علیؑ ابن ابی طالب کی جو فضیلتیں تجھ میں نازل کی تھیں ان کو اس شخص نے تسلیم کیا یا نہیں؟ وُہ دونوں سُورتیں عرض کرینگی اے سب پالنے والوں کے پالنے والے اے تمام معبُودوں کے معبود۔ یہ اس کو اور اس کے دوستوں کو دوست رکھتا تھا اور اسکے دشمنوں سے دُشمنی کرتا تھا اور جب مقدور ہوا تو اپنے اس عقیدے کو ظاہر کیا اور جب اسکے اظہار سے عاجز اور معذور ہوا تو تقیہ کرتا اور چھپاتا رہا۔ یہ شہادت سُن کر پروردگارِ عالم فرمائیگا۔ تب تو اس نے میرے حکم کے مطابق تم دونوں پر عمل کیا اور تمہارے جس حق کو میں نے بزرگ و عظیم کیا تھا وہ اُس کو بزرگ اور عظیم سمجھا اس کے بعد ندا آئیگی کہ اے علیؑ تو نے اپنے اس دوست کے حق میں قرآن کی شہادت سُنی وُہ عرض کریں گے کہ اے پروردگار ہاں سُنی۔ تب اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ اے علیؑ جو تیرے جی میں آئے اس شخص کیلئے مجھ سے طلب کر۔ یہ فرمان ربّ العزت سُن کر وُہ حضرت ایسی ایسی چیزیں اس قاری کیلئے طلب کرینگے جو اُس کی آرزوؤں اور تمناؤں سے چند در چند زیادہ ہونگی کہ ان کا شمار خدا کے سوا اور کسی کو معلوم نہیں۔ اُس وقت ندا آئیگی کہ اے علیؑ میں نے تیری درخواست اس شخص کے حق میں قبول کی۔

نیز جناب رسُولِ خدا نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن قرآن پڑھنے والونکے والدین کے سر پر ایسا تاج رکھیں گے کہ اس کی روشنی دس ہزار برس کی راہ تک پہنچیگی اور ایسا حلہ اُن کو پہنائینگے کہ دُنیا کی تمام نفیس چیزیں اُنکا ہزار گنا بھی اس کے ادنیٰ تار سے لگا نہیں کھا سکتا اور بادشاہی بہشت بریں کا پروانہ اس کے دائیں ہاتھ میں اور حیات ابدی کا فرمان بائیں ہاتھ میں دینگے۔ دائیں ہاتھ والے پروانے میں یہ تحریر ہوگا کہ ہم نے تجھ کو جنت کے بزرگ بادشاہوں میں داخل کیا اور سرتاج انبیاءؑ اور سید اوصیاءؑ اور اُن کے جانشین ائمہ اطہارؑ سردارانِ اتقیا کا رفیق کیا اور بائیں ہاتھ کے پروانے میں یہ لکھا ہوگا کہ تیرے اس مُلک میں زوال اور تغیر کبھی راہ نہ پائے گا اور تُو نے مرنے اور بیمار

ہونے سے نجات پائی اور مرضوں اور علتوں سے چھُوٹا اور حاسدوں کے حسد اور مکاروں کے مکرو فریب سے رہا ہُوا پھر اس سے کہا جائیگا کہ تو قرآن پڑھنا شروع کر اور اُوپر کی طرف چڑھتا جا کہ تیری منزل تیری تلاوت کی آخری آیت کے پاس ہوگی جب اس قاری کے ماں باپ اپنے اپنے حُلّوں اور تاجوں کو دیکھیں گے۔ تو عرض کریں گے کہ خداوندا یہ شرف اور بزرگی ہم کو کہاں سے حاصل ہُوئی۔ ہمارے اعمال تو اس قابل نہ تھے۔ تب فرشتے جانب پروردگار سے ان کو جواب دیں گے کہ یہ شرف تم کو اپنے فرزند کو قرآن کی تعلیم دینے کے باعث سے حاصل ہُوا۔

قولہ تعالیٰ الٓمّٓ ۝ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ ۝ یعنی وُہ کتاب ہے کہ اس میں کچھ شک نہیں ہے۔ وُہ پرہیزگاروں کے لیے ہدایت کرنے والی ہے۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ قریش اور یہودی قرآن کو جھٹلاتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ ظاہر جادُو ہے کہ اُس (محمدؐ) نے اس کو اپنی طرف سے بنا لیا ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے ان کی تردید کے لیے فرمایا کہ الٓمّٓ ۝ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ ۝ یعنی اے محمدؐ اس کتاب کو میں نے نازل کیا ہے جس کی ابتدا حروف مقطعات سے ہے کہ وُہ حروف الف لام میم ہیں اور وہ تمہاری زبان میں ہے اور تمہاری زبان کے حروفِ تہجی سے مرکب ہے اگر تم اپنے قول میں سچے ہو تو ایسی ہی کتاب اپنی طرف سے بنا لاؤ اور اس کے بنانے میں اپنے تمام حاضرین سے مدد لو۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ظاہر کر دیا کہ وُہ ایسی کتاب کے بنانے کی قدرت نہیں رکھتے چنانچہ فرمایا ہے۔ قُل لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْإِنسُ وَالْجِنُّ عَلَىٰ أَن يَأْتُوا بِمِثْلِ هَٰذَا الْقُرْآنِ لَا يَأْتُونَ بِمِثْلِهِ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا ۝ (پارہ ۱۵ سورۂ بنی اسرائیل ع ۹) یعنی اے محمدؐ تو ان کافروں سے کہہ دے کہ اگر تمام انسان اور جن مل کر اس قرآن جیسی کتاب بنانی چاہیں تو وہ ایسی نہ بنا سکیں گے۔ اگرچہ وُہ اس کام میں ایک دوسرے کے معین و مددگار ہوں اب خدا فرماتا ہے کہ الٓمّٓ یعنی قرآن جس کی ابتدا الٓمّٓ سے ہے ذٰلِكَ الْكِتٰبُ یہ وہی کتاب ہے جس کی بابت موسیٰؑ اور اس کے بعد کے اور پیغمبروں کو خبر دی گئی تھی اور ان پیغمبروں نے بنی اسرائیل کو مطلع کیا تھا کہ میں عنقریب محمدؐ پر ایک کتاب نازل کرونگا۔ لَّا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِن بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ ۖ تَنزِيلٌ مِّنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ ۝ (پارہ ۲۴ سورۂ حٰم سجدہ ع ۴) اس میں آگے اور پیچھے کسی طرف سے باطل اور دروغ کو دخل نہیں ہے اور وُہ خداوند صاحبِ حکمت اور ستائش کئے گئے کی طرف سے

نازل ہوئی ہے۔ لَارَیْبَ فِیْہِ اور اس میں ان لوگوں کو کچھ بھی شک نہیں ہے۔ کیونکہ ویسا ہی ظہور میں آیا جیسا کہ انبیائے گزشتہ نے ان کو خبر دی تھی کہ حضرت محمدؐ پر ایسی کتاب نازل ہوگی کہ اس کو پانی بھی نہ مٹا سکے گا۔ وہ حضرت خود بھی اس کو پڑھا کرینگے اور اُن کی اُمت بھی سب حالتوں میں اس کی تلاوت کیا کرے گی ھُدًی لِلْمُتَّقِیْنَ اور وہ پرہیزگار اور متقی لوگوں کو گمراہی سے جُدا اور الگ کرنے والی ہے اور مُتقی وہ لوگ ہیں جو اِن چیزوں سے ڈرتے ہیں جو ہلاکت اور عذاب کا مُوجب ہیں اور اپنے نفسوں کو سفاہت اور نادانی کے تسلط سے بچاتے ہیں۔ یہاں تک کہ جس چیز کا جاننا ان پر واجب ہے۔ اس کا جب اُن کو علم ہو جاتا ہے تو اِس پر اِس طرح عمل کرتے ہیں جس سے پروردگارِ عالم ان سے خوشنود اور رضا مند ہو۔

اِس کے بعد امام عالیمقام نے ذکر فرمایا کہ حضرت صادق علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ آلٓمٓ کے الف سے مُراد اللہ ہے اور حرف لام سے ملکِ عظیم قاہر و غالب جمیع خلق مراد ہے اور حرف میم اس امر پر دال ہے کہ وُہ مجید یعنی بُزرگ اور محمود فی کل افعالہ یعنی اپنے جمیع امور میں تعریف اور ستائش کیا گیا ہے اور یہ قول یہودیوں پر حُجت ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جب موسیٰ بن عمران کو مبعوث کیا اور ان کے بعد اور پیغمبروں کو بنی اسرائیل کی ہدایت کے لیے بھیجا تو ہر ایک نے ان سے یہ عہد لیا کہ محمدؐ عربی امّی پر ایمان لائیں جو مکّے میں مبعوث ہوگا۔ اور وہاں سے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائیگا اس پر ایسی کتاب نازل ہوگی جس کی بعض سُورتیں حروف مقطعات سے شروع ہونگی اسکی اُمت کے بعض آدمی اس کتاب کو حفظ کرینگے اور اُٹھتے بیٹھتے صبح و شام ہر حال میں اسکی تلاوت کیا کرینگے اور اللہ تعالیٰ اس کا حفظ کرنا ان پر آسان کریگا اور وُہ لوگ محمدؐ کے ساتھ اسکے بھائی اور وصی علیؑ ابن ابی طالب کو ملحق کرینگے جو اس سے ان علوم کو جو وُہ اس کو تعلیم کریگا اخذ کریگا اور اسکی امانتوں کے ادا کرنے کا ذمہ دار ٹھہریگا اور اپنی شمشیرِ بُران سے اس کے دشمنوں کو زیر کریگا اور اپنی قاطع دلیل سے ہر مجادلہ اور مخاصمہ کرنے والے کو ساکت اور لاجواب کریگا اور کافروں اور مُشرکوں سے کتابِ خدا کی تنزیل پر لڑائی کرے گا۔ یہاں تک کہ وُہ طوعاً اور کرہاً اس کو قبول کرلیں گے اور جب حضرت محمدؐ کی رحلت ہوجائے گی اور بہت سے لوگ جو دِل سے ایمان نہ لائے تھے مُرتد ہو جائیں گے اور قرآن کی تاویلات میں طرح طرح کی تحریفیں کرینگے اور اسکے معنوں کو بدلیں گے اور ان سے اُلٹا پلٹا مطلب

نکالیں گے تو پھر اُن سے اس کی تاویل پر جنگ کرے گا۔ یہاں تک کہ ابلیس لعین جو اُن کو اغوا کرتا تھا۔ ذلیل و خوار اور مغلوب و مطرود ہوگا۔

چنانچہ حضرتؐ نے فرمایا ہے کہ جب حق تعالیٰ نے حضرت محمدؐ کو مبعوث کیا اور ان کو مکّہ میں ظاہر کیا اور پھر وہاں سے مدینہ میں لے گیا اور ان کی نبوت کی شہرت دی اور قرآن مجید کو آنحضرتؐ پر نازل کیا اور اس کی سُورت کلاں کو الٓمّٓ سے شروع کیا یعنی الف لام میم ذٰلِکَ الْکِتٰبُ یعنی یہ وُہی کتاب ہے جس کی بابت میں نے انبیائے سابقین کو خبر دی تھی کہ میں عنقریب محمدؐ پر اِس کتاب کو نازل کرونگا لَارَیْبَ فِیْہِ کہ اس میں کچھ شک و شبہ نہیں ہے۔ تب یہودیوں کو معلوم ہوا کہ ہمارے پیغمبروں نے اسی نبیؐ کے آنے کی خبر دی تھی اور محمدؐ پر ایسی مبارک کتاب نازل ہوئی ہے کہ پانی اس کو محو نہیں کرسکتا اور وُہ حضرت خود اور اُسکی اُمت ہر حال میں اُس کی تلاوت کرتے ہیں۔ یہ دیکھ کر یہودی اس میں تحریف و تبدیل کرنے لگے اور برخلاف تاویلیں کرنی شروع کردیں اور جس علم کو اللہ تعالیٰ نے اُن سے پوشیدہ کیا تھا۔ اس میں غوض کرنے لگے اور وُہ یہ تھا کہ اس اُمت کی مدت کتنی ہے اور ان کی بادشاہی کب تک رہے گی۔ آخر کار یہودیوں کا ایک گروہ حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا حضرتؐ نے ان کے مُعاملے کو جناب امیرؑ کے حوالے کیا کہ جو چاہو ان سے سوال کرو۔ تب ایک یہودی نے عرض کی کہ اگر حضرت محمدؐ اپنے دعویٰ میں سچے ہیں تو ہم نے جان لیا کہ اس کی اُمت کی بادشاہی کب تک رہے گی۔ ہمارے حساب میں فقط اکہتر برس ہوتے ہیں کیونکہ الف کا ایک اور لام کے تیس۳۰ اور میم کے چالیس۴۰ عدد ہوتے ہیں اور ان کا مجموعہ اکہتّر ہوتا ہے۔ جناب امیرؑ نے ان کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ تم المٓصٓ کی بابت کیا کہتے ہو کہ وُہ بھی آنحضرتؐ ہی پر نازل ہوئے ہیں۔ اُنھوں نے جواب دیا کہ یہ تو بلحاظ اعداد کے اس سے زیادہ ہیں کیونکہ اس کے ایکسو اکسٹھ۱۶۱ برس ہوتے ہیں۔ تب حضرتؑ نے فرمایا تو آلٓرٓ سے کیا مُراد لیتے ہو کہ وُہ بھی آنحضرتؐ پر نازل ہوئے ہیں۔ اُنھوں نے عرض کی کہ اس کے عدد اس سے بھی زیادہ ہیں اور یہ دوسو اکتیس۲۳۱ برس ہوتے ہیں تب جناب امیرؑ نے فرمایا کہ آلمٓرٓ کے باب میں کیا کہتے ہو اُنھوں نے جواب دیا کہ یہ اس سے بھی زیادہ ہیں کیونکہ اس کے دوسو اکہتر۲۷۱ برس ہوتے ہیں۔ اس پر جناب امیرؑ نے فرمایا کہ ان میں سے ایک آنحضرتؐ

بارے میں ہے یا سب کے سب؟ یہ سوال سُن کر ان کے اقوال میں اختلاف پڑ گیا اور اپنی اپنی ہانکنے لگے بعض کہتے تھے کہ صرف ایک آنحضرتؐ کے واسطے ہے اور بعض کہتے تھے کہ وہ سب انہی کے حق میں ہیں اور ان کا کُل مجموعہ سات سو تیس برس ہوتے ہیں۔ بعد ازاں بادشاہی ہم یہودیوں کی طرف رجوع کرے گی۔ جناب امیرؑ نے فرمایا کہ تمہارے اس بیان پر کوئی کتابِ خُدا ناطق ہے یا کہ اپنی عقل ہی سے کہتے ہو۔ تب بعض ان میں سے بولے کہ کتابِ خُدا اس پر شاہد ہے بعض نے کہا کہ ہماری رائے اس امر پر دال ہے۔ حضرتؑ نے گروہِ اوّل سے فرمایا تم وہ کتابِ خدا لا کر ہمیں دکھاؤ جو تمہارے اس بیان کی شاہد ہے۔ یہ ارشاد حضرتؑ کا سُن کر وہ عاجز ہو گئے اور خاموش رہ گئے۔ پھر باقی لوگوں سے جو اپنی رائے کو دلیل ٹھہراتے تھے۔ فرمایا کہ تمہاری اس رائے کے صائب اور درست ہونے کی کیا دلیل ہے۔ اس کا ثبوت دو۔ انھوں نے جواب دیا کہ اس کی دلیل یہ ہے کہ یہ حسابِ جمل ہے۔ حضرت نے ان سے فرمایا کہ یہ امر تمہارے قول کی کیونکر دلیل ہو سکتا ہے اور ان حروف سے وہ عدد بیشک نکلتے ہیں جن کا تم نے دعویٰ کیا ہے۔ مگر یہ کہ تم ان اعداد سے مُدتِ بادشاہی مُراد لیتے ہو۔ اسکی تمہارے پاس کوئی دلیل نہیں اور دعویٰ بغیر دلیل کے باطل ہوتا ہے بجائے اس کے اگر ہم یہ کہیں کہ یہ حروف اُمتِ محمدیؐ کی بادشاہی کی مُدت پر دلالت نہیں کرتے۔ بلکہ ان سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ تم میں سے ہر ایک اسی قدر درہم اور دینار کا قرضدار ہے یا تُم میں سے ہر ایک کے ذمے علیؑ کا اتنا اتنا قرض ہے یا یہ کہ تم میں سے ہر ایک پر اتنی اتنی دفعہ لعنت کی گئی ہے تو بتاؤ تم اس کا کیا جواب دو گے۔ اُنھوں نے عرض کی کہ اے ابوالحسن یہ جو جو کچھ تم نے کہا اس کا الٓمٓ اور الٓمٓصٓ اور الٓرٰ میں کہیں نص نہیں ہے امیر المومنین علیہ السّلام نے ارشاد فرمایا تو بس تمہارے دعویٰ کا بھی ان حروف میں کہیں نص موجود نہیں۔ اگر بقول تمہارے ہمارا قول باطل ہے تو بقول ہمارے تمہارا دعوےٰ بھی باطل ہے ان کا خطیب بولا کہ اے علیؑ اس بات سے خوش مت ہو کہ ہم اپنے دعوےٰ پر کچھ دلیل نہ لا سکے تمہارے پاس بھی سوا اس کے اور کوئی دلیل نہیں ہے کہ ہم اپنے دعویٰ پر دلیل لانے سے عاجز اور قاصر رہے تو بس نتیجہ یہ نکلا کہ نہ ہمارے قول کی کچھ دلیل ہے اور نہ تمہارے قول کی۔ اس لیے دونوں باطل ہوئے اس کے جواب میں جناب امیرؑ نے ارشاد فرمایا کہ یہ ٹھیک نہیں

بلکہ ہمارے دعویٰ پر معجزہ روشن دال ہے یہ کہہ کر حضرتؑ نے یہودیوں کے اُونٹوں سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم حضرت محمدؐ اور اُن کے وصیؑ کی شہادت دو۔ یہ سُنتے ہی اُونٹوں نے صدا دی کہ اے وصیؑ محمدؐ تم سچے ہو، تم سچے ہو اور یہ یہودی سب جھوٹے ہیں۔ تب حضرتؑ نے فرمایا کہ ان یہودیوں سے ان کے اُونٹ بہتر ہیں پھر اُن کے لباسوں سے شہادت طلب کی وہ بھی گویا ہوئے کہ یا علیؑ تم سچے ہو تم سچے ہو۔ ہم گواہی دیتے ہیں کہ محمدؐ خُدا کا سچا پیغمبر ہے اور تم ان کے وصیِ برحق ہو۔ جو بزرگی محمدؐ کے لیے ثابت ہے۔ اس میں تم بھی ان کے قدم بقدم ہو تم دونوں اللہ تعالیٰ کے نور بزرگ کے دو برابر برابر ٹکڑے ہو اور فضیلت میں تم دونوں شریک ہو لیکن اتنا فرق ہے کہ محمدؐ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے یہ معجزے دیکھ کر وہ یہودی نہایت شرمندہ اور ذلیل و خوار ہوئے اور ناظرین میں سے بعض لوگ یہ معجزے دیکھ کر رسولِ خداؐ پر ایمان لائے اور یہود عنود اور باقی ناظرین پر شقاوت غالب ہوئی۔ پس قولِ خُدا لَا رَیْبَ فِیْہِ اسی پر شاہد ہے یعنی جو کچھ محمدؐ نے پروردگارِ عالم کی طرف سے اور علیؑ نے آنحضرتؐ کی طرف سے بیان کیا وہ بالکل ٹھیک اور درست ہے اور اس میں ذرا بھی شک و شبہ نہیں ہے اس کے بعد خدا فرماتا ہے ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ یعنی وہ پرہیزگاروں کے واسطے بیان اور شفا ہے کہ جو شیعہ محمدؐ و علیؑ ہیں اور اقسامِ کُفر سے پرہیز کرتے ہیں اور اس کو ترک کرتے ہیں اور سب قسم کے گُناہوں سے جو موجب ہلاکت و عذاب ہیں بچتے ہیں اور ان سے کنارہ کشی کرتے ہیں اور اسرارِ خُدا و رسول اور اس کے پاک بندوں یعنی اوصیاءِ محمدؐ کے پوشیدہ رازوں کے ظاہر کرنے سے اجتناب کرتے ہیں اور ان کو پوشیدہ رکھتے ہیں اور علوم دین کو ان کے اہل اور مستحق لوگوں سے پوشیدہ رکھنے سے پرہیز کرتے ہیں۔ بلکہ ان علوم کو ایسے لوگوں میں پھیلاتے ہیں۔

قولہ عزّوجلّ اَلَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ یعنی جو کہ غیب پر ایمان لاتے ہیں۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان متقی لوگوں کا وصف بیان کرتا ہے جن کے لیے یہ کتاب ہادی اور رہنما ہے اور فرماتا ہے کہ اَلَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ وہ متقی وہ لوگ ہیں جو غیب پر ایمان لاتے ہیں یعنی ان چیزوں پر جو ان کے حواس سے غائب اور پوشیدہ ہیں اور ان پر ایمان لانا لازم اور ضروری ٹھیرایا گیا ہے۔ جیسے مرنے کے بعد مبعوث ہونا

قصہ سلمان فارسی رضہ با یہود عنود

اور زندہ ہونا اور حساب دینا اور بہشت اور دوزخ اور توحید الٰہی اور چیزیں جو مشاہدہ میں نہیں آسکتیں بلکہ صرف ان دلیلوں سے پہچانی جاتی ہیں جو خدائے بزرگ و برتر نے ان کی شناخت کے لیے قائم کی ہیں۔ مثلاً آدمؑ اور حواؑ اور ادریسؑ اور نوحؑ اور ابراہیمؑ اور وہ انبیاء جن پر حجج الٰہی سے ایمان لانا لازم ہے اگرچہ انھوں نے ان کو مشاہدہ نہیں کیا اور پوشیدہ باتوں پر ایمان لاتے ہیں اور روز قیامت سے ڈرتے اور ہول کھاتے ہیں۔ چنانچہ ایکدفعہ سلمان فارسی علیہ الرحمۃ گروہ یہودیں سے گزرے انھوں نے ان سے التماس کی کہ اے سلمانؓ ہمارے پاس بیٹھو اور آج جو کچھ تم نے محمدؐ سے سنا ہے اس کو بیان کرو۔ سلمانؓ نے ان یہودیوں کے مسلمان ہو جانے کی طمع پر ان کی درخواست کو قبول کیا اور وہاں بیٹھ کر بیان کرنے لگے کہ میں نے آج حضرت محمدؐ سے سنا ہے کہ پروردگار عالم فرماتا ہے کہ اے میرے بندو آیا ایسا وقوع میں نہیں آتا کہ کوئی شخص تمھارے پاس ایک بڑی حاجت لے کر آتا ہے اور تم اس کو پورا کرنا نہیں چاہتے مگر ہاں جب وہ شخص کسی ایسے شخص کو جس کو تم سب سے زیادہ دوست رکھتے ہو تمھارے پاس سفارش لاتا ہے۔ تب تم اس کی حاجت برلاتے ہو اور اس کی درخواست کو قبول کر لیتے ہو۔ اے میرے بندو! آگاہ ہو کہ محمدؐ اور اس کا بھائی علیؑ اور اس کے بعد آئمہؑ برحق جو خلائق کیلئے میری طرف آنے کا ذریعہ اور وسیلہ ہیں میرے نزدیک تمام مخلوقات سے افضل اور اشرف ہیں اس لیے جس کو کوئی حاجت درپیش ہو اور وہ اس سے منتفع ہونا چاہے یا کوئی مصیبت واقع ہو اور وہ اس کے ضرر سے بچنا چاہے تو مجھ سے محمدؐ اور اس کی آلؑ افضل و طیب و طاہر کا واسطہ دے کر دعا کرے میں بہ نسبت اس شخص کے جس کے پاس تم اپنی حاجت میں اس کے سب سے گہرے دوست سے سفارش کراتے ہو۔ عمدہ اور پسندیدہ طور پر اس بندے کی دعا کو قبول کرونگا اور اس کی حاجت پوری کرونگا۔ یہ سن کر ان یہودیوں نے تمسخر اور ہنسی کی راہ سے سلمانؓ سے کہا کہ اے ابوعبداللہ تو پھر تم ان حضرات کا واسطہ دے کر خدا سے یہ دعا کیوں نہیں کرتے کہ وہ تم کو تمام اہل مدینہ سے زیادہ مالدار اور غنی کر دے سلمانؓ نے جواب دیا کہ میں نے خدائے عزّوجل سے دعا کی ہے اور اس چیز کا سوال کیا ہے جو تمام دنیا کی بادشاہی سے بڑھ کر اور افضل ہے اور اس کا نفع بہت زیادہ ہے اور یہ درخواست کی ہے کہ مجھ کو ایسی زبان دے جو اس کی حمد و ثنا کرے اور ایسا دل دے جو اس کی نعمتوں کا شکر ادا کرے اور سخت

مصیبتوں میں صبر کرے۔ اس خدائے جلیل الشان نے میری اس التماس کو قبول فرمایا اور وہ چیز عطا کی جو کل دنیا اور اس کی تمام نفیس اشیاء سے دس کروڑ دفعہ افضل ہے۔

جب ان یہودیوں نے سلمانؓ کی یہ تقریر سنی تو ہنسی اڑانے لگے اور کہنے لگے کہ اے سلمانؓ تم نے بڑے بھاری مرتبے کی درخواست کی ہے ہم چاہتے ہیں کہ تمھارا امتحان کریں تاکہ معلوم ہو کہ تم سچ کہتے ہو یا جھوٹ۔ اور یہ لو اب ہم کوڑے لے کر تم کو مارتے ہیں تم اپنے پروردگار سے سوال کرو کہ وہ ہمارے ہاتھوں کو تمھارے مارنے سے روک دے۔ تب سلمانؓ دعا کرنے لگے کہ اے خدا مجھ کو اس بلا میں صبر و تحمل عطا فرما اور ان یہودیوں نے ان کو اپنے کوڑوں سے مارنا شروع کیا یہاں تک کہ مارتے مارتے تھک گئے اور سلمانؓ اس دعا کے سوا اور کوئی کلمہ زبان پر نہ لاتے تھے کہ یا اللہ مجھ کو اس بلا میں صبر عطا کر۔ جب وہ ملعون مارتے مارتے عاجز ہو گئے تو کہنے لگے کہ اے سلمانؓ ہم گمان نہ کرتے تھے کہ کوئی جاندار اس قسم کی تکلیف کو جو اس وقت تم پر وارد ہوئی ہے برداشت کر سکے اور اس کی جان جسم میں باقی رہے۔ کیا سبب ہے کہ تم نے اپنے پروردگار سے اس امر کی درخواست نہ کی کہ وہ ہم کو تمھاری ایذا رسانی سے باز رکھے سلمانؓ نے جواب دیا کہ میرا یہ التماس کرنا صبر کے خلاف ہے بلکہ میں اس مہلت پر جو حق تعالیٰ نے تم کو دے رکھی ہے راضی ہوا اور میں نے اس سے سوال کیا کہ وہ مجھ کو اس بلا پر صبر عنایت کرے۔ تھوڑی دیر آرام لیکر ان یہودیوں نے پھر کوڑے سنبھالے اور سلمانؓ کی طرف آئے اور کہنے لگے کہ ہم تم کو اتنی دیر تک کوڑے ماریں گے کہ تم یا تو ان کے صدمے سے مر جاؤ۔ یا محمدؐ کی نبوت کا انکار کرو سلمانؓ نے جواب دیا کہ میں ایسا ہرگز نہیں کرنے کا کہ حضرتؐ کی نبوت کا انکار کردوں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرتؐ پر آیۂ اَلَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ نازل کی ہے اور تمھاری اس تکلیف کا برداشت کرنا مجھ کو نہایت سہل ہے تاکہ اللہ تعالیٰ مجھے اس زمرہ میں داخل کرے جن کی اس آیہ شریفہ میں مدح کی گئی ہے۔ یہ سن کر نا اہلوں نے اس مرد خدا کو کوڑوں سے یہاں تک مارا کہ مارتے مارتے ہاتھ رہ گئے پھر بیٹھ کر کہنے لگے کہ اے سلمانؓ محمدؐ پر ایمان لانے کے سبب اگر خدا کے نزدیک تمھاری کچھ قدر و منزلت ہوتی تو ضرور تمھاری دعا کو قبول کرتا اور ہم کو تمھارے مارنے سے منع کرتا۔ سلمانؓ نے جواب دیا کہ تم لوگ بڑے جاہل ہو وہ حق سبحانہ میری اس دعا کو کیونکر قبول کرے اگر وہ ایسا کرے تو یہ میری

درخواست کے برخلاف ہے۔ حالانکہ مَیں نے اس سے یہ التماس کی ہے کہ وُہ مجھ کو صبر عطا کرے اور اُس نے میری اِس دُعا کو قبول فرما لیا ہے اور مجھ کو صبر عطا کیا ہے اور مَیں نے تمہارے روکنے کی اُس سے دُعا نہیں کی۔ اگر ایسا ظہور میں آئے تو یہ میری دُعا کے برخلاف ہوگا۔ جیسا کہ تم گمان کرتے ہو۔

اس کے بعد تیسری دفعہ پھر ان کو کوڑوں سے مارنے لگے اور سلمانؓ برابر یہی کہے جاتے تھے کہ یا اللہ مجھ کو اپنے حبیب برگزیدہ حضرت محمدؐ کی محبت میں اس بَلا کے برداشت کرنے پر صبر عطا فرما۔ اِس وقت ان یہودیوں نے پُوچھا کہ وائے ہو تم پر۔ کیا محمدؐ نے تم کو اس امر کی اجازت نہیں دی کہ تم ازروئے تقیہ کے اپنے عقیدے کے برخلاف کلمہ کُفر زبان سے نکالو۔ سلمانؓ نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو اس امر کی بلشبک اجازت دی ہے۔ مگر فرض نہیں کیا۔ بلکہ جائز کیا ہے کہ مَیں تمہارے فاسد ارادے کو پُورا نہ ہونے دُوں، اور تمہاری اس تکلیف کو برداشت کرتا رہوں اور ایسا کرنا بہتر اور افضل ہے اور مجھ کو یہی پسند ہے۔ یہ سُن کر اِس گروہ ملاعنہ نے پھر کوڑے سنبھالے اور ان کو بہت ہی مارا اور لہُولہان کر دیا اور پھر ہنسی سے کہنے لگے کہ تم اپنے خدا سے دُعا کیوں نہیں کرتے کہ وُہ ہم کو تمھارے مارنے سے روک دے اور جو کچھ ہم تُم سے کہلوا کر چھوڑنا چاہتے ہیں وُہ تم کو نہ کہنا پڑے اگر تم اپنے دعوٰی میں سچے ہو کہ وُہ تمھاری دُعا کو جو محمدؐ اور اُن کی آلؑ اطہار کا واسطہ دے کر مانگو گے رَد نہیں کرے گا۔ تو تم ہماری ہلاکت کے لیے بد دُعا کرو۔ سلمانؓ نے جواب دیا کہ مَیں تمہاری ہلاکت کے لیے بد دُعا کرنے کو بُرا سمجھتا ہُوں اور یہ خوف ہے کہ شاید تُم میں کوئی ایسا شخص ہو جس کی نسبت خدا کو معلوم ہو کہ وُہ کچھ عرصے کے بعد ایمان لائے گا۔ اگر مَیں ایسا کروں تو گویا مَیں نے اس کے ایمان سے محروم رکھنے کا خدا سے سوال کیا۔ یہ سُن کر وُہ مردُود ان بارگاہِ الٰہی کہنے لگے کہ تم یہ دُعا کرو کہ اے خُدا اِس شخص کو ہلاک کر جس کی بابت تجھے معلوم ہے کہ وُہ مرتے دم تک اپنی سرکشی اور طغیان پر قائم رہے گا۔ اِس قسم کی دُعا کرنے سے تم اس بات سے بچے رہو گے جس کا تم کو ڈر ہے۔

الغرض جب ان یہودیوں نے یہ درخواست کی تو جس گھر میں وُہ لوگ اور سلمانؓ موجود تھے اُسکی دیوار شق ہو گئی اور سلمانؓ نے جناب رسُولِ خداؐ کو مشاہدہ کیا کہ وُہ حضرت فرما رہے ہیں کہ اے سلمانؓ تم اِس قوم کے ہلاک ہونے کی دُعا کرو۔ کیونکہ ان میں کوئی بھی راہِ راست پر آنے والا نہیں جیسا کہ

حضرت نوحؑ کو جب تحقیق معلوم ہُوا کہ ان کی قوم میں سے سوائے اُن لوگوں کے جو ایمان لا چکے ہیں اور کوئی ایمان نہیں لاتے کا تو انھوں نے ان کے حق میں بد دُعا کی۔ یہ ارشادِ نبویؐ سُن کر سلمانؓ نے ان یہودیوں سے کہا کہ تُم کس قسم کے عذاب سے ہلاک ہونا چاہتے ہو۔ اُنھوں نے جواب دیا کہ تُم خدا سے دعا کرو کہ وُہ ہمارے ان سب کوڑوں کو اژدہاؤں کی صُورت میں تبدیل کر دے کہ ان میں سے ہر ایک سر اُٹھا کر اپنے مالک پر حملہ کرے اور اُس کے بدن کی ہڈیوں کو چبا جائے تب سلمانؓ نے خدا سے اسی طرح دُعا کی اور حق تعالیٰ نے ہر ایک کوڑے کو ایک افعی کی شکل میں بدل دیا جس کے دو سر تھے ایک سر سے تو ہر ایک نے اپنے مالک کے سر کو پکڑا اور دُوسرے سر سے اس کے دائیں ہاتھ کو جس میں وُہ کوڑے لیے تھا۔ پھر ان سانپوں نے ان کی ہڈیوں کو توڑ توڑ کر چبایا اور اُن کو لُقمہ کر کر نگل گئے۔ اُس وقت رسُولِ خداؐ نے اپنی مجلس کے حاضرین سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے گروہ مومنین اُس وقت اللہ تعالیٰ نے بیس یہودیوں اور منافقوں کے مقابلے میں تمہارے بھائی سلمانؓ کی نصرت کی کہ اس گروہ کے کوڑے افعی بن کر اُن کو چُور چُور کر کے چبا گئے اور ان کی ہڈیوں کو ریزہ ریزہ کر کے ان کو نگل گئے آؤ چل کر ان افعیوں کو دیکھیں جو خُدا کی جانب سے سلمانؓ کی نصرت کے لیے مقرّر ہوئے ہیں۔ غرض جناب رسالت مآبؐ مع اصحاب اس گھر کی طرف روانہ ہُوئے اور جب وہ افعی اُن لوگوں کو نگلنے لگے تو اُنھوں نے چیخنا اور شور و غُل مچانا شروع کیا۔ اُن کی چیخیں سُن کر بہت سے یہودی اور منافق جو ہمسائے میں رہتے تھے وہاں آ گئے تھے۔ مگر ان اژدہاؤں کے خوف سے دُور کھڑے تھے اور کسی کو ان کے نزدیک جانے کی جُرأت نہ پڑتی تھی۔ جب رسُولِ خداؐ وہاں تشریف لائے تو سب کے سب اس گھر میں سے نکل کر گلی میں آ گئے اور وُہ گلی نہایت تنگ تھی۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرتؐ کے قدم کی برکت سے اس کو وسیع کر دیا اور وُہ بہ نسبت سابق دس گُنی فراخ ہو گئی۔ ان سانپوں نے جب آنحضرتؐ کو دیکھا تو بہ زبان فصیح گویا ہُوئے۔ اَلسَّلامُ علیکَ یا محمدؐ یا سَیِّدَ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ یعنی سلام ہو تجھ پر اے محمدؐ اے سردارِ اوّلین و آخرین۔ پھر جناب امیرؑ کو اس طرح سے سلام کیا اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا عَلِیُّ یَا سَیِّدَ الْوَصِیِّیْنَ یعنی سلام ہو تجھ پر اے علیؑ اے سردارِ اوصیا۔ بعد ازاں آنحضرتؐ کی عترت طاہرہ پر سلام کیا اور کہا اَلسَّلَامُ عَلٰی ذُرِّیَّتِكَ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاهِرِیْنَ

اَلَّذِیْنَ جُعِلُوْا عَلَی الْخَلْقِ قَوَّامِیْنَ ٥ یعنی آپ کی اولادِ طیّب و طاہر پر جن کو حق تعالیٰ نے تمام خلقت کے اُمور کا قائم کرنے والا بنایا ہے۔ ہمارا سلام پہنچے۔ ہم ان مُنافقوں کے کوڑے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس مومن (سلمانؓ) کی دُعا سے ہم کو افعی بنا دیا ہے۔ تب رسُولِ خدا نے فرمایا کہ تمام تعریفیں اُس خُدا کو زیبا اور سزاوار ہیں جس نے اپنے اس بندے کو میری اُمّت میں کیا شروع میں بددُعا سے باز رہنے اور صبر کرنے اور آخر کار نا اُمّید ہونے کے بعد بددُعا کرنے میں نوحؑ سے مشابہ ہے۔ پھر افعیوں نے عرض کی کہ یا رسُول اللہؐ ہم ان کافروں پر نہایت غضبناک ہیں اور خُدا کی بادشاہی میں آپ کے اور آپ کے وصیؑ کے احکام ہم پر جاری ہیں۔ ہماری آرزو ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ سے دُعا کریں کہ ہم کو جہنّم کے افعی بنا دے۔ جو ان کافروں پر مسلط ہوں گے تاکہ جس طرح اس دُنیا میں ہم ان کو نگل گئے ہیں وہاں بھی اسی طرح ان کو آزار پہنچائیں۔ رسُولِ خدا نے فرمایا کہ تمھاری درخواست قبول ہوگئی۔ اب تم ان کافروں کے بدنوں کے ٹکڑوں کو جو تمھارے پیٹوں میں ہیں اُگل دو۔ اور بعد ازاں جہنّم کے سب کے نیچے والے درجے میں چلے جاؤ۔ تاکہ ان کی زیادہ تر رُسوائی اور بدنامی ہو اور ننگ و عار بہت عرصے تک ان کے لیے باقی رہے۔ جب وُہ میدان میں لوگوں کے درمیان دفن کیے جائیں گے تو بہت سے مومنوں کو ان کی قبریں دیکھ کر عبرت ہوگی کہ یہ لوگ مومن نیکوکار حبیب محمدؐ یعنی سلمانؓ کی بددُعا سے ہلاک ہوئے ہیں۔ حضرتؐ کا یہ ارشاد سُن کر ان افعیوں نے ان کافروں کے بدنوں کے ٹکڑوں کو اپنے پیٹوں سے اُگل دیا اور ان کے عزیز اقارب نے ان کو اُٹھا کر دفن کر دیا۔ بہت سے کافر اس واقعہ کو دیکھ کر مسلمان ہو گئے اور بہت سے مُنافقوں نے اپنے نفاق کو دُور کیا اور خالص اسلام اختیار کیا اور بہت سے کافروں اور منافقوں پر شقاوت غالب ہوئی اور کہنے لگے کہ یہ تو کھُلم کھُلا جادُو ہے۔ پھر جنابِ رسالتمآبؐ نے سلمانؓ کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے ابُو عبد اللہ تم ہمارے خاص مومن بھائی ہو اور خُدا کے مقرب فرشتے تم کو دل سے دوست رکھتے ہیں اور ان کے نزدیک تمھاری فضیلت آسمانوں اور حجابہائے نور اور کرسی اور عرش سے لے کر تحت الثریٰ تک کی تمام سلطنت میں اس سے زیادہ مشہور ہے جیسے آفتاب ایسے دن میں جس میں کسی قسم کا غُبار اور ابر اور تاریکی نہ ہو اور نہ افق میں غبار ہو ظاہر اور روشن ہوتا ہے اور جن لوگوں کی آیۂ اَلَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ میں مدح کی گئی ہے تم ان سب میں افضل ہو۔

قولہ عزّوجل۔ وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ یعنی اور نماز کو قائم کرتے ہیں۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ پھر ان متّقی لوگوں کا وصف بیان کرتا ہے اور فرماتا ہے وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ یعنی نماز کو ادا کرتے ہیں اور رکوع اور سجود کامل طور پر بجالاتے ہیں اور اس کے اوقات اور حدُود کی پُوری پُوری پابندی کرتے ہیں اور جو چیز نماز کو فاسد اور ناقص کر دیتی ہے اس سے پرہیز کرتے ہیں اور مجھ سے میرے والد بزرگوار نے اپنے آبائے کرامؑ کی زبانی روایت کی ہے کہ ابوذر غفاریؓ نے جو جنابِ رسُولِ خدا کے نیک اور برگزیدہ اصحاب میں سے تھے ایک دن حضرتؐ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ یا رسُول اللہؐ میرے پاس ساٹھ راس دُنبیاں ہیں اگر میں ان کو جنگل میں چرانے لے جاتا ہُوں تو حضرتؐ کی جُدائی مجھ پر شاق گزرتی ہے اور میں اس بات کو بھی پسند نہیں کرتا کہ ان کو کسی چرواہے کے حوالے کر دُوں اور وُہ ان پر سختی کرے اور بُری طرح سے چرائے فرمائیے کیا تدبیر کروں۔ حضرتؐ نے جواب دیا کہ تم خود ہی چرانے جاؤ۔ القصّہ وُہ خود بکریوں کو لے کر جنگل میں چلے گئے۔ ساتویں روز خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ اے ابُوذرؓ عرض کی کہ ہاں یا رسُول اللہ۔ فرمایا تم نے اپنی دُنبیوں کو کیا کیا۔ عرض کی کہ ان کا قصّہ عجیب ہے۔ فرمایا وُہ کیا۔ ابُوذرؓ نے عرض کی کہ یا رسُول اللہؐ میں نماز پڑھ رہا تھا کہ ناگاہ ایک بھیڑیے نے ان پر حملہ کیا تب میں اس امر میں متردد ہُوا کہ نماز کو قطع کر کے دُنبیوں کی حفاظت کروں یا نماز کو ختم کروں اور دُنبیوں سے درگزر کروں۔ مگر میں نے نماز ہی کو ترجیح دی اس وقت شیطان نے میرے دل میں یہ وسوسہ ڈالا کہ اے ابوذرؓ تجھ کو کیا ہُوا کہ تُو نماز پڑھ رہا ہے اور اُدھر بھیڑیا دُنبیوں پر حملہ کر کے سب کو پھاڑ کھائیگا اور تیرے لیے دنیا میں کچھ ذریعہ معاش باقی نہ رہے گا۔ تب میں نے شیطان سے کہا کہ میرے واسطے توحیدِ باری تعالیٰ اور اس کے رسُول محمدؐ پر ایمان لانا اور اُن کے بھائی اور ان کے بعد سردارِ خلق علیؑ ابنِ ابی طالب اور ان کی ذرّیت طاہرہ ائمہ ہدیٰ سے دوستی رکھنا اور اُن کے دُشمنوں سے دُشمنی کرنا باقی رہیں گے اور ان سب کے ہوتے دُنیا کی ہر شئے کا فوت ہونا آسان اور سہل ہے۔ یہ کہہ کر میں نماز پڑھنے میں مصروف ہُوا اور بھیڑیے نے آکر ایک بچۂ گوسپند کو پکڑ لیا اور میں اس بات کو محسُوس کر رہا تھا کہ اتنے میں ایک شیر اس بھیڑیے پر جھپٹا اور پھاڑ کر دو ٹکڑے کر ڈالا۔ اور بچّے کو چھُڑا کر ریوڑ میں پہنچا دیا اور مجھ کو

حالاتِ ابوذرؓ و ادائے نماز در حضورِ قلب

آوازدی کہ اے ابوذرؓ تم اپنی نماز میں مصروف رہو اور دُنبیوں کی کچھ فکر نہ کرو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو ان کی حفاظت کے لیے مقرر کیا ہے جبتک کہ تم نماز سے فارغ نہ ہولو۔ یہ صدا سُن کر مَیں نماز میں مشغول ہُوا مگر اس واقعہ سے مجھ کو اس قدر تعجب ہوا کہ اس کا حال خدا کے سوا اور کسی کو معلوم نہیں۔ الغرض جب مَیں نماز سے فارغ ہُوا تو وُہ شیر میرے پاس آیا اور بولا کہ تم جاؤ اور حضرت محمدؐ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کرو کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے مصاحب اور آپ کی شریعت کے محافظ کو عزّت بخشی اور ایک شیر کو اس کی دُنبیوں کی رکھوالی کے لیے مقرّر کیا۔

اس واقعہ کو سُن کر حاضرینِ مجلس نہایت متعجب ہُوئے اس وقت جنابِ رسالتمآبؐ نے فرمایا کہ اے ابُوذرؓ مجھ کو اور علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنؑ اور حسینؑ کو تمھاری بات کا یقین ہے۔ یہ سُن کر بعض منافق کہنے لگے کہ یہ بات محمدؐ اور ابوذرؓ کے باہمی مشورہ کا نتیجہ ہے وہ چاہتا ہے کہ اس قسم کی باتوں سے ہم کو (معاذاللہ) اپنے دامِ فریب میں پھنسائے اور ان میں بیس آدمیوں نے باہم اتفاق کیا کہ باہر چل کر ابوذرؓ اور اسکی دُنبیوں کا حال معلوم کریں اور دیکھیں کہ جب وہ نماز پڑھتا ہے تو کیا سچ مچ شیر اُس کے ریوڑ کی رکھوالی کرتا ہے تاکہ اس کا جھُوٹ ظاہر ہو۔ القصہ جب وُہ منافق وہاں پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ابوذرؓ تو نماز میں مصروف ہیں اور شیر ان کے ریوڑ کے اِردگرد پھرتا ہے اور ان کو چرا رہا ہے اور جو دُنبی ان میں سے بچھڑ جاتی ہے اس کو ہانک کر ریوڑ میں شامل کر دیتا ہے یہاں تک کہ جب ابوذرؓ نماز سے فارغ ہُوئے تو شیر نے اُن کو آواز دی کہ یہ لو تمھارا گلہ جوں کا توں صحیح سلامت ہے۔ بعدازاں ان مُنافقوں کو پُکارا کہ اے گروہ مُنافقین آیا تم اس امر کے منکر تھے کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو محمدؐ اور علیؑ اور ان کی آل اطہارؑ کے دوست اور بارگاہِ باری تعالیٰ میں ان حضرات سے توسّل کرنے والے کا مطیع و فرمانبردار کرے کہ مَیں اس کی دُنبیوں کی رکھوالی کروں مَیں اُس ذات پاک کی قسم کھاتا ہوں کہ جس نے محمدؐ اور انکی آل اطہار کو شرافت اور کرامت عطا فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو ابوذرؓ کا خادم اور مطیع فرمان قرار دیا ہے۔ یہانتک کہ اگر وُہ مجھ کو تمھارے پھاڑ کھانے اور ہلاک کرنے کا حکم دے تو ابھی تم سب کو ہلاک کر ڈالوں۔ مَیں اُس ذات کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس سے بڑھ کر اور کِسی کی قسم نہیں ہے کہ اگر ابوذرؓ محمدؐ اور اُنکی آل اطہار کا واسطہ دے کر خدا سے دُعا کرے کہ تمام سمندروں کے پانی کو زیتون اور بان کا روغن کر دے اور پہاڑوں کو مُشک، عنبر اور کافور بنا دے اور تمام درختوں

ثواب ادائے زکوٰۃ و نماز و اقسام زکوٰۃ

کی شاخوں کو زمرد اور زبرجد کی شاخیں کر دے تو حق تعالیٰ ہرگز اس کی دُعا کو رد نہ کرے۔ اور ایسا ہی ظہور میں آئے۔

جب ابُوذرؓ آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہُوئے تو حضرتؐ نے ان سے فرمایا کہ اے ابوذرؓ چونکہ تم نے طاعتِ خدا کو بوجہ احسن ادا کیا اس لیے اللہ تعالیٰ نے اِس حیوان کو تمھارا فرمانبردار اور ماتحت کیا تاکہ تمھارے دُشمنوں اور تم پر حملہ کرنے والوں کو تم سے باز رکھے اور تم ان لوگوں میں سب سے افضل ہو جن کی حق سُبحانہٗ نے آیۂ يُقِيمُونَ الصَّلٰوةَ میں مدح فرمائی ہے۔

قوله عزّوجلّ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُونَ یعنی اور جو چیز کہ ہم نے ان کو دی ہے۔ اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔

امام حسن عسکری علیہ السّلام نے فرمایا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ جو مال اور قوائے بدنی اور جاہ و منصب ہم نے ان کو عطا کیا ہے ان میں سے خرچ کرتے ہیں اور مال کی زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور صدقات دیتے ہیں اور عیال و اطفال کی تکالیف کے متحمّل ہوتے ہیں اور ضروری حقُوق کو ادا کرتے ہیں جیسے خرچ کرنا جہاد میں جبکہ وُہ لازم اور واجب ہو نیز جبکہ وُہ مستحب ہو اور جیسے اور واجبی نفقات جیسے اہل و عیال اور قریبی رشتہ داروں اور والدین کا نفقہ اور سُنتی نفقات جیسے رشتہ داروں کا نفقہ جس کا ادا کرنا فرض نہیں ہے اور نیکی کرنا مثلاً کسی کی حاجت روا کرنا اور قرض دینا اور مسکین مرد اور عورتوں کی دستگیری کرنا اور قوائے بدنی سے امداد کرتے ہیں۔ جیسے کوئی شخص کسی اندھے آدمی کو ہاتھ پکڑ کر لے جائے یا اس کو کسی ہلاکت کی جگہ سے چھڑا دے یا کسی مُسافر یا غیر مُسافر کو اسکا بوجھ اُٹھوانے میں مدد دے اور جاہ و منصب کا خرچ یہ ہے کہ کسی شخص کی عزّت کو بدگویوں کی زبان سے بچائیں یا کسی عاجز اور بیکس کی حاجت پوری کریں یہ سب کچھ رزقِ خداداد کے خرچ کرنے میں شمار کیا گیا ہے اور جنابِ رسُولِ خداؐ نے فرمایا ہے کہ جو کوئی زکوٰۃ اس کے مستحقوں کو ادا کرے اور نماز کو اس کی شرطوں کے موافق بجا لائے اور اپنے کسی عمل سے ان کو باطل نہ کرے تو وہ شخص روزِ قیامت کو اس حال میں وارد ہوگا کہ سب اہلِ محشر اس کے مرتبے کی آرزو کرینگے یہاں تک کہ نسیمِ جنّت اسکو اُٹھا کر بہشت بریں کے بلندترین غرفوں میں اس شخص کے حضور میں پہنچا دے گی کہ محمدؐ اور ان کی آل اطہارؑ ہیں سے جس کو وُہ عزیز رکھتا تھا اور جو کوئی زکوٰۃ دینے میں بُخل کرے اور نماز کو ادا کرے اسکی نماز زیرِ آسمان بند رہتی ہے جبتک کہ اُس کی زکوٰۃ ادا

کرنے کی خبر آئے اگر وہ زکوٰۃ ادا کرے تو ایک عمدہ گھوڑے کی طرح اسکی نماز کے لیے ایک سواری بن جاتی ہے اور وہ اُس کو اُٹھا کر ساق عرش تک لے جاتی ہے۔ تب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ندا آتی ہے کہ اس کو جنت میں لے جا اور اس میں جا کر روزِ قیامت تک دوڑتی رہ۔ جہاں تک تیری دوڑ ختم ہوگی وُہ کل جگہ اور اُسکی دائیں اور بائیں طرف سب تیرے واسطے ہے تب وُہ سواری جنت میں دوڑے گی کہ ایک لمحہ میں ایک برس کی راہ طے کریگی اور قیامت تک اسی طرح دوڑتی رہے گی یہاں تک کہ اسکی دوڑ اس حد تک منتہی ہوگی جہاں تک کہ خدا کا منشا ہے اور یہ کُل جگہ اور اتنی ہی دائیں اور بائیں اور اُوپر اور نیچے کی تمام جگہ اس شخص کے لیے قرار پائے گی اور اگر اُس نے زکوٰۃ دینے میں بخل کیا اور ادا نہ کی تو حکم ہوتا ہے کہ نماز کو واپس کردو، تب اُسکو پرانے کپڑے کی طرح تہ کرکے اُس کے مُنہ پر دے مارتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے بندۂ خدا تو اس نماز کو زکوٰۃ کے بغیر کیا کریگا۔ اصحاب نے عرض کی یا رسول اللہ صلعم اس قسم کی اس شخص کا حال بہت ہی بُرا ہے حضرتؐ نے فرمایا تم چاہتے ہو کہ میں تم کو ایسے شخص کے حال سے خبر دوں جو اس سے بھی بدتر ہے۔ اصحاب نے عرض کی کہ ہاں یا رسول اللہ فرمایئے۔ فرمایا کہ جو شخص خدا کی راہ میں لڑنے جائے اور میدانِ جنگ سے مُنہ نہ موڑے اور مقابلے کے وقت لڑتا ہوا دُشمنوں کے ہاتھ سے قتل کیا جائے نہ یہ کہ میدان سے فرار کرتا ہوا مارا جائے اور حُوریں اسکی منتظر ہوں اور بہشت کے خزانچی اُس کی رُوح کے وارد ہونے کا انتظار کرتے ہوں اور آسمان اور زمین کے فرشتے اسکی طرف حُوروں کے نازل ہونے کی راہ تکتے ہوں اور فرشتے اور بہشت کے خزانچی اس پر وارد نہ ہوں اور اس کے پاس نہ آئیں یہ حال دیکھ کر زمین کے فرشتے جو اس مقتول کے آس پاس موجود ہوں کہیں کیا سبب ہے کہ حُوریں اس پر نازل نہیں ہوتیں اور خازنانِ جنت اس پر وارد نہیں ہوتے تب ساتویں آسمان کے کناروں سے ندا آئے کہ اے فرشتو تم آسمان کے کناروں سے نیچے کی طرف نظر کرو جب وہ نظر اُٹھائیں تو دیکھیں کہ اس شخص کا خدا کو واحد جاننا اور رسولِ خدا پر ایمان لانا اور اسکی نماز اور زکوٰۃ اور صدقہ اور سب قسم کی نیکیاں آسمان کے نیچے رُکی پڑی ہیں اور انھوں نے آسمان کے تمام کناروں کو پُر کردیا ہے گویا ایک بڑا بھاری قافلہ ہے جو مشرق سے مغرب تک اور شمال سے جنوب تک پھیلا ہوا ہے اور وُہ فرشتے جو ان بوجھوں کو اُٹھائے ہوئے ہیں پکارتے ہیں کیا ہوا کہ آسمان کے دروازے ہمارے لیے نہیں کھلتے کہ ہم اس شہید کے اعمال کو لے کر اندر داخل ہوں۔ تب خدا کے حکم سے آسمان کے دروازے کھل جائیں اور

بلا ولایت اہلبیت کوئی عمل قبول نہیں

اُن ملائکہ کو آواز دی جائے۔ اگر تم کو قدرت ہے تو اندر آو۔ تب ان فرشتوں کے بازو ان بوجھوں کو نہ اُٹھا سکیں اور ان اعمال کو لے کر اُوپر نہ جا سکیں اور عرض کریں کہ اے ہمارے پروردگار ہم ان اعمال کو اُٹھا کر اُوپر نہیں لا سکتے اس وقت خدائے بزرگ و برتر کی طرف سے ایک منادی انکو ندا دے کہ اے فرشتو ان بوجھوں کا اُٹھانا تمھارا کام نہیں ہے بلکہ ان کو اُوپر لے کر چڑھنے والی خاص اُونٹنیاں ہیں جو عرش کے قریب لیجا کر ان کو درجاتِ بہشت میں پہنچا دیں گی پھر ان کو درجاتِ بہشت میں جگہ دی جائیگی تب فرشتے عرض کریں کہ وُہ اونٹنیاں کونسی ہیں اس وقت اللہ تعالیٰ اُن سے دریافت کرے کہ تم کیا چیز اس شخص کے پاس سے اُٹھا کر لائے سو وہ جواب میں عرض کریں کہ اس شخص کا تجھ کو واحد جاننا اور تیرے نبیؐ پر ایمان لانا تب خدا اُن سے فرمائے کہ ان بوجھوں کے اُٹھانے والی میرے نبیؐ کے بھائی علیؑ اور آئمہ طاہرینؑ کی دوستی ہے اگر وہ اسکے اعمال میں موجود ہے تو وہی ان اعمال کو اُٹھائے گی اور اُوپر لے جا کر جنت میں پہنچا دے گی یہ سُن کر وُہ فرشتے اس کے اعمال کو دیکھیں اور باوجود کثرتِ اعمال کے علیؑ اور آلِ اطہار کی دوستی رکھنے اور انکے دشمنوں سے دشمنی کرنے کا کہیں نشان تک بھی نہ پائیں تب حق تعالیٰ ان فرشتوں سے جو ان اعمال کو اُٹھائے ہوئے ہوں۔ فرمائے ان کو چھوڑ دو۔ اور اپنی اپنی جگہ کو مراجعت کرو تاکہ جو ان اعمال کے اُٹھانے کے سزاوار ہیں ان کو اُٹھائیں اور لیجا کر ان کے مناسب مقام پر رکھدیں یہ حکم پاتے ہی وُہ فرشتے اپنے اپنے مقررہ مقاموں کی طرف چلے جائیں پھر پروردگارِ عالم کی طرف سے ایک منادی ندا کرے کہ اے شعلۂ جہنم تو ان کو سنبھال اور جہنم میں لے ڈال کیونکہ اس نے علیؑ اور آلِ اطہار کی دوستی کی اُونٹنی ان کے اُٹھانے کے لیے تیار نہیں کی۔ تب وُہ شخص ان فرشتوں کو پکارے درآنحالیکہ اللہ تعالیٰ ان اعمال کو ان کے کرنیوالے کیلئے بوجھ اور بلاؤں کی صورت میں تبدیل کردے کہ ان کو دوستی امیرالمومنینؑ کی اُونٹنی نے کیوں نہ اُٹھایا اور وُہ فرشتے اس شخص کی علیؑ سے مخالفت کرنے اور ان کے دشمنوں کو دوست رکھنے کو پکاریں اور اللہ تعالیٰ اس (مخالفت علیؑ و محبت دُشمنانِ علیؑ) کو کہ وُہ کالے سانپوں کی صورت ہوگی ان اعمال پر کہ وُہ کوّوں اور قوقسوں[1] کی صورت میں ہونگے مسلط فرمائے اور ان سانپوں کے مُنہ سے آگ نکل کر ان سب کو جلا دے۔ اسی طرح اُس شخص کے تمام نیک اعمال ضائع اور برباد ہوجائیں اور دشمنانِ علیؑ کی دوستی اور اس ولی خدا کی دوستی کے انکار کے سوا اور کوئی عمل

[1] قوقس ایک پرندہ ہے جس کے گلے میں کنٹھ ہوتا ہے۔ صراح ا ش

بیانِ مستحقینِ زکوٰۃ

باقی نہ رہے اِس سبب سے جہنّم لے درمیان اس کا مقام ہو۔ غرض اس کے اعمالِ حسنہ حبط ہوجائیں اور اس کے بوجھ اور تکالیف بہت بڑھ جائیں۔ ایسے شخص کی حالت اس شخص کی نسبت جو زکوٰۃ نہ دینے کے سبب اپنی نماز کو ضائع کر دے، بہت ہی بُری ہے۔ صحابہ میں سے کسی نے عرض کی کہ یا رسُول اللہ کون شخص زکوٰۃ لینے کا مستحق ہے فرمایا کہ محمدؐ اور آلِ محمدؐ کے ضعیف شیعہ جو بصیرت کامل نہیں رکھتے مگر جس کو بصیرت کامل حاصل ہو اور دوستانِ محمدؐ سے دوستی کرنے اور اس کے دشمنوں سے بیزار ہونے کو اچھی طرح جانتا ہو۔ وہ شخص دین میں تمھارا بھائی ہے اور قرابت میں ماؤں اور باپوں سے زیادہ تر قریب ہے باقی رہا مخالفِ مذہب سو اس کو نہ تو زکوٰۃ دو، اور نہ صدقہ۔ کیونکہ میرے شیعہ اور دوستدار ہم میں سے ہیں اور ہم سب گویا ایک جسمِ واحد میں اور ہماری جماعت پر زکوٰۃ اور صدقہ دونوں حرام ہیں۔ لیکن جو کچھ کہ تم اپنے صاحبِ بصیرت بھائیوں کو دیتے ہو وہ بخشش و احسان میں داخل ہے اور زکوٰۃ اور صدقہ ان کو مت دو۔ اور اپنی میل کچیل کو ان کے اُوپر مت گراؤ اور اس سے ان کو پاک صاف رکھو کیا تم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ ایک شخص کے ہاتھ میں نجاست لگ جائے اور وہ اپنے کسی مومن بھائی پر اس نجاست کو گرا دے۔ نیز اپنی زکوٰۃ اور صدقات مخالفین اور معاندینِ آلِ محمد اور ان کے دشمنوں کے دوستداروں کو بھی مت دو۔ کیونکہ ہمارے دشمنوں کو صدقہ دینا گویا حرمِ خدا اور حرمِ رسولؐ میں چوری کرنا ہے۔ حاضرین میں سے کسی نے عرض کی کہ ضعیف الاعتقاد اور جاہل مخالفین کے بارے میں کیا حکم ہے کہ نہ تو ہماری مخالفت کی بصیرت ان کو حاصل ہے اور نہ ہم سے وہ کچھ عناد رکھتے ہیں۔ فرمایا ان میں سے ہر ایک کو اگر نقد ہو تو ایک درہم سے کم اور اگر کھانا ہو تو ایک روٹی سے کم دیں۔

بعد ازاں آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اس کے بعد تمام قسم کی نیکیاں جن سے تم اپنی عزتوں کو بچاؤ اور کُتّے کی سی صفت والے آدمیوں کی زبانوں سے ان کو نگاہ رکھو۔ جیسے وہ شاعر جو لوگوں کی آبرو ریزی کے درپے ہوتے ہیں ان کو کچھ دے کر اس حرکت ناشائستہ سے باز رکھو۔ اس قسم کے تمام اخراجات تمھارے صدقوں میں شمار کیے جاتے ہیں۔

بیانِ جہاد واجب و سنت و ثواب انفاق در آں

اور جناب امیر المومنین علیہ السّلام سے کسی شخص نے دریافت کیا کہ جہاد واجب اور سُنّت میں خرچ کرنا کیسا ہے فرمایا کہ جہاد واجب کی صُورت تو یہ ہے کہ مسلمان اس قدر نہ ہوں جو کافروں کے مقابلے میں باقی مُسلمانوں کے قائمقام ہو سکیں۔ ایسے موقعہ پر ایک درہم کے صرف کرنے میں سات لاکھ کا ثواب ملتا ہے

اور مُستحب کی صُورت یہ ہے کہ مرد خُود اِرادہ کرے۔ حالانکہ جو لوگ اس سے پہلے جا چکے ہیں وہ اس کے قائمقام ہو چکے ہیں اور اس کی ضرورت نہیں ہے۔ اس موقع پر ایک درہم خرچ کرنے پر سات سَو نیکیاں شمار کی جاتی ہیں کہ ہر نیکی دُنیا و مافیہا سے لاکھ دفعہ بہتر ہے۔

ثوابِ قرض دادن

اور قرض کا دینا ایسا ہے کہ اگر کوئی کسی کو ایک درہم قرض دے تو گویا اُس نے دو درہم تصدق کیے۔

اور میں نے رسُولِ خُدا سے سُنا ہے کہ صدقہ صرف اغنیا اور مالداروں ہی پر لازم ہے۔

اندھے کی دستگیری کرنے کا ثواب

نیز جناب امیرؑ نے روایت کی ہے کہ جنابِ رسالتمآبؐ نے فرمایا ہے کہ جو کوئی کسی اندھے کا ہاتھ تھام کر اس کو ایسی زمین میں چالیس قدم لے جائے کہ ہموار اور میدان ہو اس میں کسی قسم کا خوف و خطر نہ ہو اس کا ثواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو ہر قدم کے عوض بہشت عنبر سرشت میں ایک محل عطا فرمائیگا کہ اس کا طُول اور عرض ہزار ہزار برس کی راہ ہو گی اور تمام زمین بھر سونا اس محل میں سُوئی کے برابر سُوراخ کے لیے بھی کافی نہیں ہے اور اگر اس کو کسی ایسی راہ سے گزرنا پڑا جس میں قدرے خوف بھی تھا تو اس کا ثواب یہ ہے کہ وہ شخص قیامت کے دن اپنی نیکیوں کے پلۂ میزان کو دُنیا کی نسبت لاکھ گناہ وسیع پائے گا اور وہ اس کی تمام بدیوں پر غالب ہو گا اور ان کو محو کر دے گا۔ اور بہشت کے اعلیٰ محلوں اور غرفوں میں اس کا مقام ہو گا۔

کسی مصیبت زدہ کی اعانت کرنے کا ثواب

اور جو کوئی کسی مصیبت زدہ کو راہ میں دیکھے کہ وہ اپنی سواری پر سے گر پڑا ہے اور فریاد کرتا ہے اور جو کوئی اس کی فریاد کو نہیں سُنتا۔ یہ حال دیکھ کر وہ اس غمزدہ اور دردرسیدہ کے حال پر ترس کھائے اور اس کی فریاد کو پہنچے اور اس کو اس کی سواری پر دُرست طور پر سوار کرا دے اُس وقت اللہ جلشانہ، فرماتا ہے۔ اے میرے بندے تُو نے اپنی جان کو رنج و تعب میں ڈالا اور اپنے بھائی کی فریاد رسی میں بڑی کوشش کی۔ اس کے صلے میں میں بھی فرشتوں کو جن کی تعداد تمام انسانوں سے جو ابتدائے زمانہ سے آخر زمانہ تک پیدا ہوں گے زیادہ ہے۔ حکم دیتا ہوں کہ وہ تیرے واسطے جنّت میں محل اور حویلیاں تعمیر کریں اور تیرے درجات بلند کریں اور تو بہشت میں بڑے عظیم الشّان اور جلیل القدر بادشاہ کی طرح معلوم ہو گا۔

ثوابِ اعانتِ مظلوم

اور جو کوئی کسی مظلوم کے مال یا جان سے ظالم کے ضرر کو دُور کرے اس کے عوض میں اللہ تعالےٰ اس شخص کے اقوال کے حروف اور اسکے افعال کے حرکات و سکنات سے فرشتے خلق کرتا ہے اور ان کی تعداد

اس قدر ہوتی ہے کہ ہر حرف کے عوض ہزار فرشتے پیدا کرتا ہے جو شیطان اُس شخص کے بہکانے کے لیے آتے ہیں ان کو پتھروں سے مار مار کر اس سے دفع کرتے ہیں اور جو ضرر کہ اُس نے اس مظلوم سے دُور کیا ہے اُس کے ادنیٰ سے ادنیٰ جزو کے عوض لاکھ خازنانِ جنت اور اسی قدر خوش شکل اور خوبصورت حُوریں مقرر فرماتا ہے جو اس شخص کو اپنے ہاتھوں سے ملتے ہیں اور اُس کی تعظیم و تکریم کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ اس عمل کا عوض ہے جو تُو نے فلاں مظلوم سے مالی یا بدنی ضرر کو دُور کیا تھا۔

اور جو کوئی ایسی مجلس میں موجود ہو کہ اس میں کوئی سگ دنیا اپنے بھائی یا برادرانِ دینی کی بے عزتی اور پردہ دری کر رہا ہو اور اس کا رتبہ بڑا ہو اور وہ شخص اس دنیا کے کُتے کو خفیف و ذلیل کرے اس کی بات کو رد کرے اور اپنے مومن بھائی کی دامن عزت سے اس کی عدم موجودگی میں داغ بدنامی کو دُور کرے تو اس کا ثواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان فرشتوں کو جو حج کے لیے بیت المعمور کے پاس جمع ہوتے ہیں جو ملائکہ آسمانی کا ایک حصہ ہیں اور ملائکہ عرش کو جو پردہ ہائے نور کے فرشتوں کا ایک حصہ ہیں اور ان میں سے ہر ایک فرشتہ اللہ تعالیٰ کے رُوبرُو ایک محضر پاتا ہے مقرر کرتا ہے کہ اس شخص کی مدح کریں اور اس کے لیے قربِ الٰہی کی دُعا کریں اور اللہ تعالیٰ سے درخواست کریں کہ اس کو رفعت و جلالت عطا فرمائے۔ تب خداوند متعال ان سے فرماتا ہے کہ میں نے تم میں سے ہر مدح کرنیوالے کے عدد کے موجب تمھاری تعداد کے موافق محل اور بہشت در باغ اور درخت اسکے لیے واجب کئے اور جو کچھ میں چاہونگا اس قدر دُونگا کہ تمام مخلوقات اسکا شمار اور احاطہ نہیں کر سکتی۔

ایک روز کا ذکر ہے کہ آنحضرتؐ کی مجلس صحابہ سے بھری ہوئی تھی حضرتؐ نے ان سے فرمایا کہ تم میں کوئی شخص ایسا ہے جس نے اپنا مال محض رضائے خدا کیلیے خرچ کیا ہو کسی نے کچھ جواب نہ دیا تب جناب امیرؑ نے عرض کی کہ یا حضرتؐ میں ایک دینار لے کر گھر سے نکلا اور ارادہ تھا کہ آٹا خرید کر لاؤنگا رستے میں مقدادؓ بن اسود سے مُلاقات ہوئی کہ اُس کے چہرے سے بھوک کے آثار نمودار تھے۔ یہ حال دیکھ کر میں نے وہ دینار اُس کو دے ڈالا۔ رسولِ خداؐ نے فرمایا کہ اس بارے میں مجھ پر وحی نازل ہوئی ہے بعد ازاں کسی اور شخص نے کھڑے ہو کر عرض کی کہ یا رسُول اللہؐ میں نے تو آج علیؑ سے بہت زیادہ خرچ کیا ہے۔ ایک مرد اور ایک عورت پر میرا گزر ہوا کہ وہ کسی طرف کو جانا چاہتے تھے اور ان کے پاس خرچ بالکل نہ تھا یہ حال دیکھ کر دو ہزار درہم ان کو دے دیئے۔ رسُولِ خداؐ اس شخص کی اس بات کو سُن کر خاموش

ہو گئے اور کچھ جواب نہ دیا اصحاب نے عرض کی کہ یا رسُول اللہؐ کیا سبب ہے کہ علیؑ کی نسبت تو فرمایا کہ مجھ کو اس بارے میں وحی ہوئی ہے اور اُس شخص کے لیے کچھ بھی ارشاد نہ کیا۔ حالانکہ اس نے ان کی نسبت بہت زیادہ مال راہِ خدا میں تصدق کیا ہے۔ تب حضرتؐ نے فرمایا کیا تم نہیں جانتے کہ کسی بادشاہ کا ایک خدمتگار ایک خفیف سی شے ہدیہ دیتا ہے بادشاہ بہت خوشی سے اسکو قبول کرتا ہے اور اس خدمتگار کو منصبِ جلیل پر سرفراز فرماتا ہے اور دوسرا خادم بہت نفیس اور گراں بہا شے پیش کرتا ہے بادشاہ اس شے کو واپس کر دیتا ہے اور یہ امر اُس خادم کی ذلت اور تنزل عہدہ کا باعث ہوتا ہے صحابہ نے عرض کی کہ بیشک ایسا ہُوا کرتا ہے۔ تب فرمایا کہ اسی طرح تمھارے ساتھی علیؑ نے ایک دینار رضائے خدا اور فقیر مومن کی تنگی کے رفع کرنے کے لیے صرف کیا اور تمھارے اس دُوسرے رفیق نے جو کچھ دیا وہ اُس کی ریس میں اور علیؑ برادر رسُول اللہؐ کی دُشمنی اور عناد کے سبب دیا۔ اس سے اس کی غرض یہ تھی کہ اُس کو علیؑ پر فضیلت حاصل ہو۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے اُس کے عمل کو ساقط کر دیا اور اس صدقہ کو اس شخص کے لیے باعثِ وبال و عذاب آخرت ٹھیرایا۔ اے گروہ صحابہ آگاہ ہو، اگر وہ اس نیت سے ثریٰ سے لے تا بہ عرش سونا اور موتی بھر کر راہِ خدا میں تصدق کرتا تو بھی سوا اس کے اور کچھ اس کو حصول نہ ہوتا کہ رحمتِ خُدا سے دُوری اور زیادہ ہو اور غضبِ الٰہی سے نزدیک تر ہو اور اُس میں مبتلا اور گرفتار ہو۔

بعد ازاں حضرتؐ نے فرمایا کہ آج تم میں سے کس نے اپنے کسی مومن بھائی سے اپنی قوت بدنی کے ساتھ ضرر کو دُور کیا۔ علیؑ نے عرض کی کہ میں اتفاقاً فلاں رستے سے گزرا کیا دیکھتا ہوں کہ ایک محتاج مومن کو شیر نے پکڑ رکھا ہے اور اُس کو نیچے دبا کر اوپر چڑھ بیٹھا ہے اور وہ شخص نیچے پڑا ہوا فریاد کر رہا ہے۔ یہ دیکھ کر میں نے اُس شیر کو آواز دی کہ اس مومن کو چھوڑ دے، پر اُس نے نہ چھوڑا میں نے آگے بڑھ کر اُس کے دائیں پہلو میں ایسی ٹھوکر ماری کہ چیر کر بائیں پہلو کی طرف نکل گئی اور شیر بیہوش ہو کر گر پڑا۔ رسُولِ خداؐ نے فرمایا کہ مجھ کو اس بات میں وحی آچکی ہے جو کوئی تیرے دوست کو ستا کر تجھ کو اذیت پہنچائے گا۔ اللہ تعالیٰ اُس کے ساتھ ایسا ہی سلوک کرے گا کہ آخرت میں آگ کی چھریاں اور تلواریں اِس پر مُسلّط فرمائے گا۔ وہ اُس کے پیٹ کو چیر ڈالیں گے اور آگ اس میں بھری جائے گی۔ پھر از سرِ نو اس کو پیدا کریگا اور ہمیشہ ابد تک اس کے ساتھ ایسا ہی ہوتا رہے گا۔

پھر صحابہ کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ آج تم میں سے کسی شخص نے اپنے مرتبے سے کسی مومن بھائی

کو کچھ نفع پہنچایا ہے۔ جنابِ امیرؑ نے عرض کی کہ میں نے ایسا کیا ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا اس کی کیفیت بیان کرو۔ عرض کی کہ آج عمارؓ یاسر پر میرا گزر ہوا کہ ایک یہودی نے تیس۳۰ درہم قرض کے عوض اُن کو پکڑ رکھا تھا عمارؓ نے مجھ کو دیکھ کر کہا کہ اے برادرِ رسولؐ اللہ یہ یہودی مجھ کو چمٹا ہوا ہے اور اس سے اس کا صرف یہ منشا ہے کہ مجھ کو اذیت پہنچائے اور ذلیل و خوار کرے کیونکہ میں تم اہلبیت کو دوست رکھتا ہوں۔ اپنے جاہ و منصب کا واسطہ مجھ کو اس مُوذی کے پنجے سے چھڑائیے۔ یہ سُن کر میں نے ارادہ کیا کہ اس یہودی سے ان کی سفارش کروں۔ مگر عمارؓ نے کہا کہ اے برادرِ رسولؐ خدا آپ کی وقعت میرے دل اور آنکھ میں اس سے بہت بڑھ کر ہے کہ آپ اس یہودی سے میری سفارش کریں۔ لیکن اُس سے میری سفارش کیجیئے جو آپ کی درخواست کو کبھی رد نہیں کرتا۔ اگرچہ آپ یہ درخواست کریں کہ تمام اطراف عالم کو کنارہائے دستر خوان کی طرح کر دے۔ آپ اُس ذات باری تعالیٰ سے یہ التماس فرمائیں کہ اس یہودی کے قرض کے ادا کرنے میں وہ میری امداد کرے اور مجھ کو قرض لینے سے مستغنی اور بے پروا کر دے۔ تب میں نے دُعا کی کہ یا اللہ عمارؓ کے ساتھ ایسا ہی سلوک کر۔ بعدازاں میں نے اُن سے کہا کہ جو پتھر اور ڈھیلا تمھارے سامنے ہو اُس کو ہاتھ مار کر اُٹھا کہ اللہ تعالیٰ تمھاری خاطر اس کو خالص سونا بنا دیگا اُنھوں نے ہاتھ مار کر ایک پتھر اُٹھا لیا جو وزن میں کئی سیر کا تھا۔ وہ ان کے ہاتھ میں آتے ہی سونا ہو گیا۔ پھر یہودی سے کہا کہ تیرا قرض کتنا ہے وہ بولا کہ تیس درہم۔ پھر پوچھا کہ تیس درہم کی قیمت سنہری سکے میں کتنی ہوئی۔ وہ بولا کہ تین دینار۔ یہ بات سُن کر عمارؓ نے دُعا کی کہ یا اللہ اس شخص کے مرتبے کا واسطہ جس کے خاطر سے تُو نے اِس پتھر کو سونا بنا دیا ہے اس کو نرم کر دے تاکہ میں اس میں سے اس کے حق کے موافق جُدا کر لوں۔ اللہ تعالیٰ نے اُس کو نرم کر دیا اور اُنھوں نے اس میں سے تین مثقال سونا توڑ کر اس یہودی کے حوالے کیا۔ پھر اس باقی ٹکڑے کی طرف دیکھ کر کہا کہ اے خدا میں نے سُنا ہے کہ تُو نے قرآنِ کریم میں ارشاد فرمایا ہے۔ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَیَطْغٰی اَنْ رَّاٰہُ اسْتَغْنٰی یعنی انسان جب اپنے آپکو غنی اور مالدار دیکھتا ہے تو وہ طغیان اور سرکشی کرنے لگتا ہے۔ میں اتنا مالدار ہونا نہیں چاہتا جو مجھ کو طغیان اور سرکشی پر آمادہ کرے۔ اے خدا اس شخص کے منصب و مرتبے کا واسطہ جسکی خاطر سے تو نے اسکو سونا بنایا ہے اس کو پھر پتھر ہی کر دے وہ

جنابِ امیرؑ کا زکوٰۃ بخوشی ادا کرنا

معجزۂ امیر المومنینؑ

پارۂ عم سورۂ علق

پتھر ہو گیا اور عمارؓ نے اِس کو ہاتھ سے پھینک دیا اور کہا کہ اے برادرِ رسولؐ اللہ مجھ کو دُنیا اور آخرت میں آپ کی دوستی کافی ہے۔

یہ واقعہ سُن کر جنابِ رسولؐ خدا نے فرمایا کہ عمارؓ کی استغنا اور بے پروائی کو دیکھ کر ملائکہ متعجب ہوئے اور حیران ہو کر اللہ تعالیٰ سے اس کی مدح و ثنا بیان کی اور خدا کی رحمتیں اور درود بالائے عرش سے پے در پے اس پر نازل ہوتے ہیں۔ بعدازاں عمارؓ یاسر کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا اے ابوالیقظان تم کو خوشخبری ہو کہ تم اس کی دیانتداری میں علیؑ کے بھائی ہو اور اس کے اہلِ ولا میں سب سے افضل ہو اور اُن لوگوں میں سے ہو جو اس کی محبت میں قتل کیے جائیں گے تم کو ایک باغی گروہ قتل کرے گا اور اس دُنیا میں تمھارا آخری توشہ دُودھ کی کچی لسی ہوگی اور تمھاری رُوح محمدؐ اور اس کی آل افضل و اکرم کی رُوحوں سے ملحق ہوگی اور تم میرے نیک اور پسندیدہ شیعوں میں سے ہو۔

بعدازاں گروہ صحابہ سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا آج تم میں سے کس نے زکوٰۃ ادا کی ہے جنابِ امیرؑ نے عرض کی کہ یارسولؐ اللہ میں نے۔ اِس بات کے سُنتے ہی آخر مجلس میں بعض منافق بعضوں سے سرگوشی کرنے لگے اور کہنے لگے کہ علیؑ کے پاس کونسا مال ہے جس کی اُس نے زکوٰۃ دی ہوگی حضرتؐ نے جنابِ امیرؑ سے فرمایا۔ یاعلیؑ تم جانتے ہو یہ منافق آخر مجلس میں بیٹھے کیا کانا پھوسی کر رہے ہیں۔ عرض کی کہ ہاں اللہ تعالیٰ نے ان کی باتوں کو میرے کانوں تک پہنچا دیا ہے۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ علیؑ کے پاس اتنا مال کہاں سے آیا کہ زکوٰۃ ادا کرے۔ یارسولؐ اللہ آج سے لے کر روزِ قیامت تک جو مالِ غنیمت ہوگا اس کُل میں آپ کی وفات کے بعد میرا پانچواں حصہ ہے اور جو اس میں سے آپکا حصہ ہے آپکے جیتے جی میرا حکم اس پر چل سکتا ہے کیونکہ میں آپ کا نفس ہوں اور آپ میرے نفس ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ اے علیؑ اسی طرح ہے لیکن یہ بتاؤ کہ تم نے اسکی زکوٰۃ کیونکر ادا کی۔ عرض کی کہ خدا کے معلوم کرانے سے آپکی زبانی مجھ کو معلوم ہوا کہ یہ آپ کی نبوّت عنقریب سلطنت ظلم و جور سے مبدل ہوگی اور وہ بادشاہ میرے خمس (پانچواں حصہ) کے قیدیوں اور دیگر مالِ غنیمت پر اپنا تسلط کریں گے اور جو لونڈیاں اور غلام وہ فروخت کریں گے خریدار کو ان پر تصرف کرنا حلال نہ ہوگا کیونکہ میرا حصہ اِس میں موجود ہے۔ اس لیے میں نے اپنا حصہ اپنے ان شیعوں کو ہبہ کر دیا جو اِن لونڈیوں اور غلاموں پر متصرف ہوں تاکہ کھانے پینے میں ان سے

جنابِ امیرؑ کا خمس و زکوٰۃ ادا کرنا

فائدہ اُٹھانا ان کو حلال ہو، اور اولاد حلال پیدا ہو اور اُن کی اولاد، اولادِ حرام نہ ٹھہرے یہ کلام
جنابِ امیرؑ کا سُن کر حضرتؐ نے فرمایا کہ تمہارے صدقے سے بڑھ کر اور کسی نے صدقہ نہیں دیا۔
میں نے بھی اس فعل میں تمہاری متابعت کی اور غنیمت کا اپنا کُل حصّہ تمہارے حصّے سمیت اپنے
شیعوں پر حلال کیا اور نہ میں اور نہ تم ان کے سوا اور شخص پر اس کو حلال نہیں کرتے۔

اس کے بعد آنحضرتؐ نے صحابہ سے خطاب کیا کہ تم میں سے کوئی شخص ایسا ہے جس نے
آج اپنے کسی مومن بھائی کی آبرو کو بچایا ہو۔ جنابِ امیرؑ نے عرض کی یارسول اللہؐ آج عبداللہ بن اُبے
کی طرف سے میرا گزر ہوا ناگاہ کیا دیکھتا ہوں کہ وہ زید بن حارثہؓ کو بُرا بھلا کہہ رہا ہے۔ میں نے اُس سے
کہا کہ خدا تجھ پر لعنت کرے خاموش ہو تیرا اس کی طرف نظر کرنا ایسا ہے جیسے آفتاب کی طرف
آنکھ اُٹھانا اور اُس کی باتیں کرنا ایسا ہے جیسے دُنیا کے لوگ جنّت کا ذکر کیا کرتے ہیں (یعنی
جس کو دیکھا بھالا نہ ہو اس کی بابت کیا ذکر کر سکتے ہیں . . . . مترجم) اس کو تیرے بُرا کہنے کے
سبب سے اللہ تعالیٰ نے تجھ پر لعنتوں پر لعنتیں کی ہیں۔ میری یہ بات سُن کر نادم ہوا اور غیظ
میں آکر کہنے لگا کہ اے ابوالحسن میں تو ہنسی سے کہہ رہا تھا میں نے جواب دیا کہ اگر تو اصلی طور
پر کہتا تھا تو میں بھی اصلی طور پر کہتا ہوں اور اگر تو ہنسی سے کہتا تھا تو میں بھی ہنسی سے کہتا ہوں
یہ بات سُن کر جنابِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تمہارے اس کو لعنت
کرتے وقت خدا نے بھی اِس پر لعنت کی اور آسمانوں اور زمینوں اور پردہائے نور اور کُرسی و عرش کے
فرشتوں نے بھی اِس پر لعنت کی کیونکہ تمہارے غضبناک ہونے سے اللہ تعالیٰ غضب میں آجاتا ہے۔
اور تمہاری خوشنودی سے وُہ خوشنود ہوتا ہے اور جب تم درگزر کرتے ہو تو وُہ بھی درگزر فرماتا ہے
اور جب تم حملہ آور ہوتے ہو تو وُہ بھی حملہ آور ہوتا ہے۔ بعد ازاں ارشاد فرمایا اے علیؑ تم کو معلوم ہے
کہ میں نے معراج کی رات عالمِ بالا میں تمہاری بابت کیا سُنا؟ میں نے سُنا کہ وُہ فرشتے اللہ تعالیٰ
کو تمہاری قسم دیتے ہیں اور اپنی حاجتیں طلب کرتے ہیں اور تمہاری محبّت سے قربِ خدا حاصل
کرتے ہیں اور مجھ پر اور تجھ پر درود بھیجنے کو سب عبادتوں سے بڑھ کر عبادت جانتے ہیں نیز میں نے
اُن کی ایک بڑی مجلس میں ان کے خطبہ خوان کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ علیؑ میں سب قسم کی خوبیاں جمع ہیں
اور سب طرح کی بزرگیاں اس میں پائی جاتی ہیں۔ وُہ ایسا شخص ہے کہ جو خوبیاں اور نیک

خصلتیں تمام مخلوقات میں متفرق طور پر موجود ہیں وُہ سب کی سب اس میں ایک جگہ جمع ہیں اس
پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے درود اور برکتیں اور سلام پہنچیں۔ اور ان فرشتوں کو جو اس خطیب کے
سامنے موجود تھے اور دیگر ملائکہ کو جو آسمانوں اور نور کے پردوں اور عرش اور کُرسی اور بہشت اور
دوزخ میں تھے۔ اِس خطیب کے فارغ ہونے کے بعد یہ کہتے سُنا کہ خدایا ایسا ہی کر اور ہم کو اِس
پر اور اس کی ذُرّیت طاہرہ پر درود بھیجنے کے سبب پاک اور طاہر کر۔

قولہ عزّوجلّ - وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ
وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝ یعنی اور وہ لوگ ہیں جو اِس کتاب اور شریعت پر ایمان لاتے
ہیں جو تجھ پر نازل ہوئی ہے اور ان کتابوں پر جو تجھ سے پہلے پیغمبروں پر نازل ہوئی ہیں اور روزِ
قیامت کا وہ یقین رکھتے ہیں۔

امام حسن عسکری علیہ السّلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے پھر ان متّقیوں کی تعریف بیان کی
ہے اور فرمایا ہے کہ وُہ لوگ وہ ہیں جو اس کتاب اور شریعت پر جو اے محمدؐ تجھ پر نازل کی گئی ہے ایمان
لاتے ہیں اور جو کتابیں اور صحیفے انبیائے گزشتہ پر نازل ہوتے ہیں جیسے توریت۔ انجیل۔ زبور اور
صحفِ ابراہیمؑ اور باقی اور کتابیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیوں پر اُتاری ہیں۔ ان پر بھی ایمان
رکھتے ہیں کہ وُہ سب برحق اور درست ہیں اور پروردگارِ عالمین کی طرف سے جو غالب اور صادق
اور صاحبِ حکمت ہے نازل ہوئی ہیں۔ اور عالمِ آخرت پر جو اس دُنیا کے بعد ہوگا یقین رکھتے
ہیں اور اس بات میں ان کو ذرا بھی شک نہیں کہ دارِ آخرت وُہ جگہ ہے جہاں نیک عملوں کی ان
عملوں سے بڑھ کر جزا ملے گی اور اعمالِ بد کی صرف ان کے قصور کے موافق سزا دی جائے گی۔

اور امام حسنؑ بن علیؑ نے فرمایا ہے کہ جو کوئی امیر المومنین علیہ السّلام کو آنحضرتؐ کے بعد
سب سے افضل نہیں جانتا وہ توریت۔ زبور اور صحفِ ابراہیم اور جمیع کُتبِ سماوی کی تکذیب کرتا
ہے کیونکہ ان سب میں توحیدِ خداوندی پر ایمان لانے اور نبوت کا اقرار کرنے کے بعد جو ضروری امر
ہے وُہ علیؑ اور اصل اطہار علیہم السّلام کی دوستی کا اقرار کرنا ہے۔

اور امام حسینؑ بن علیؑ نے فرمایا ہے کہ اگر ایک زاہد خدا پرست آنحضرتؐ کے بعد علیؑ کے سب سے
افضل ہونے کا قائل نہ ہو اور ان کی افضلیت کو رد کرے تو اس کا یہ فعل ایسا ہو جائیگا جیسے آندھی کے

دن آگ کا شعلہ ہوتا ہے اور تمام خلیفوں پر علیؑ کی افضلیت کو رد کرنے والے کے سب اعمال اگرچہ اُن کی کثرت کے باعث تمام صحرا بھر جائیں۔ آگ کے شعلے کی مانند ہو جائیں گے اور وُہ آگ ان میں بھڑک اُٹھے گی اور وُہ آندھی ان کو گھیر لے گی۔ یہاں تک کہ وُہ آگ اِن سب کو جلا کر خاک سیاہ کر دے گی اور اِن کا ذرہ بھر بھی باقی نہ چھوڑے گی۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک شخص نے امام زین العابدین علیہ السّلام کی خدمت بابرکت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ یا حضرتؑ آپ اس شخص کے حق میں کیا فرماتے ہیں جو قرآن اور کتب سابقہ اور روزِ قیامت پر ایمان رکھتا ہو۔ اور نماز پڑھتا ہو اور زکوٰۃ دیتا ہو اور صلہ رحمی کرتا ہو اور نیک اعمال بجا لاتا ہو۔ مگر باوجود اس کے یہ کہتا ہو کہ مجھ کو معلوم نہیں کہ حق علیؑ کی طرف ہے یا فلاں کی طرف حضرتؑ نے اس شخص سے فرمایا کہ تم اُس شخص کے حق میں کیا کہتے ہو، جو تمام افعالِ حسنہ مذکورہ بالا عمل میں لاتا ہو۔ مگر یہ کہتا ہو کہ میں نہیں جانتا کہ محمدؐ نبی ہے یا مُسیلمہ کذاب، آیا اُس شخص کو ان اعمالِ نیک سے کچھ نفع حاصل ہوگا۔ عرض کی کہ نہیں فرمایا جس طرح وُہ شخص جس کو یہ خبر نہیں کہ آیا محمدؐ پیغمبر خدا ہے یا مسیلمہ کذاب۔ ان کتابوں پر ایمان نہیں لا سکتا۔ اِسی طرح جس شخص کو یہ معلوم نہیں کہ آیا علیؑ حق پر ہے یا فلاں۔ وُہ کیونکر ان کتابوں پر ایمان لا سکتا ہے۔

قولہ عزّوجلّ أُولَٰئِكَ عَلَىٰ هُدًى مِّن رَّبِّهِمْ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝

یعنی یہ لوگ اپنے پروردگار کی ہدایت پر چلتے ہیں اور یہی لوگ نجات پائیں گے۔

امام حسن عسکری علیہ السّلام نے فرمایا کہ اب اللہ تعالیٰ ان (متقی) لوگوں کے علوِّ شان اور جلالتِ قدر کو بیان کرتا ہے جو ان صفاتِ شریفہ مذکورہ بالا سے موصوف ہیں اور فرماتا ہے۔ اُولٰٓئِکَ یہ لوگ جو اِن صفات سے موصوف ہیں۔ عَلٰی هُدًى مِّن رَّبِّهِمْ اپنے پروردگار کی ہدایت اور سخنِ روشن اور راہِ صواب پر چلتے ہیں اور جس چیز کا ان کو امر کیا ہے اُس کا علم رکھتے ہیں۔ وَاُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ اور وُہی لوگ رستگاری پائیں گے اور جس چیز سے ڈرتے اور خوف کرتے ہیں اُس سے چھوٹ جائیں گے اور جس چیز کی آرزو رکھتے ہیں اُس پر فائز ہوں گے اور اُس کو حاصل کریں گے۔

قصہ بلال

اور ایک شخص نے جناب امیرؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ آج بلال (مؤذن رسولؐ) فلاں شخص سے مناظرہ کرتے تھے اور اثنائے گفتگو میں غلطیاں کرتے جاتے تھے اور وُہ فلاں صحیح گفتگو کرتا تھا اور بلال کی غلطیوں پر ہنستا تھا۔ یہ بات سن کر جناب امیرؑ نے اس شخص سے فرمایا اے بندۂ خدا کلام کی صحت اور اس کی دُرستی کی صرف اعمال کی دُرستی کے لیے ضرورت ہوتی ہے اور فلاں کو صحت و دُرستی کلام سے کیا حصول ہوگا جبکہ اس کے افعال سراسر خطا اور نہایت خراب ہیں اور بلال کا کلام میں غلطیاں کرنے سے کیا نقصان ہے جبکہ اس کے تمام افعال درست اور نہایت پسندیدہ ہیں۔ اِس شخص نے عرض کی کہ یا امیر المومنینؑ اس کا کیا باعث ہے۔ ارشاد فرمایا کہ بلال کی درستی اعمال کے لیے یہی بات کافی ہے کہ وُہ کسی کو محمدؐ رسولِ خدا کی نظیر نہیں جانتا اور آنحضرتؐ کے بعد کسی کو علیؑ ابنِ ابی طالب کی مثل خیال نہیں کرتا اور اس کا اعتقاد یہ ہے کہ جو کوئی علیؑ سے دُشمنی اور عناد رکھتا ہے وُہ دُشمنِ خدا اور رسولؐ ہے اور جو علیؑ کی اطاعت کرتا ہے وُہ خدا و رسُول کا مطیع اور فرمانبردار ہے۔ اور فلاں کے افعال (کہ ان کے ہوتے اس کو عربی زبان کا صحیح بولنا اور گفتگو کا دُرست ہونا کچھ سُود مند اور مفید نہیں ہے) کی نادرستی اور ناراستی کے لیے یہی بات کافی ہے کہ وُہ پُشت کو سینے پر اور مقعد کو مُنہ پر مقدم کرتا ہے اور سرکہ کو مٹھاس میں شہد پر ترجیح دیتا ہے۔ اور حنظل (جو نہایت تلخ اور ناخوشگوار ہوتا ہے) کو دُودھ سے بڑھ کر لذیذ اور خوشگوار جانتا ہے۔ اور اِس دُشمنِ خدا کو ولی خدا پر مقدم کرتا ہے کہ اس کو خصائل اور فضائل میں اِس ولیِ خدا سے کچھ بھی نسبت نہیں ہے۔ اِس امر میں وُہ اس شخص سے مشابہ ہے جو نبوّت اور فضیلت میں مسیلمہ کذاب کو حضرت محمدؐ پر ترجیح دیتا ہے اور وُہ اِن لوگوں میں داخل ہے جن کے حق میں خدا فرماتا ہے۔ قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُم بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا ۝ الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا ۝ (یعنی اے محمدؐ ان لوگوں سے کہہ دے کہ آیا ہم تم کو اُن لوگوں کی خبر دیں۔ جو اپنے اعمال میں سب سے زیادہ نقصان اُٹھائیں گے۔ وُہ وہ لوگ ہیں جن کی دُنیاوی زندگانی کی سعی و کوشش بیکار گئی اور وُہ یہ خود سمجھتے ہیں کہ ہم نیک عمل کرتے ہیں اور بلاشبہ وُہ فرقہ خوارج سے ہے۔

نادرستی افعال میں درستی کلام

پارہ ۱۶ سورۂ کہف ع اخیر

قولہ عزّوجلّ اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا سَوَآءٌ عَلَیْھِمْ ءَ اَنْذَرْتَھُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْھُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ۵

یعنی جو لوگ کہ کافر ہو گئے ہیں خواہ تو ان کو ڈرائے خواہ نہ ڈرائے برابر ہے وہ ایمان نہیں لائیں گے۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ مومنوں کا ذکر کر چکا اور خدا کو واحد جاننے اور رسولِ خدا حضرت محمدؐ کی نبوت اور ولی خدا علیؑ کی وصایت کا اقرار کرنے پر ان کی مدح و ثنا کر چکا تو کافروں کا جو کفر کے باعث اُن کے مخالف ہیں ذکر کیا۔ اور ارشاد فرمایا اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا جو لوگ کافر ہیں اور ان امور کا انکار کرتے ہیں جن پر یہ لوگ ایمان لائے ہیں۔ کہ وُہ توحیدِ الٰہی اور نبوّتِ رسالت پناہی اور علیؑ اور ائمۂ طاہرین علیہم السلام (کہ جو خدا کے مُبارک اور بزرگ بندوں میں مُنتخب اور مصالح خلق اللہ کے منتظم اور مہتمم ہیں، کی وصایت اور امامت ہے) سَوَآءٌ عَلَیْھِمْ ءَ اَنْذَرْتَھُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْھُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ خواہ تو عذابِ خدا سے ان کو ڈرائے یا نہ ڈرائے۔ ان کے لیے یکساں ہے وہ کبھی ان امور پر ایمان نہ لائیں گے۔

اور امام محمدؑ باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جب رسُولِ خداؐ مدینۂ منوّرہ میں تشریف لائے اور ان کی سچّائی کے آثار اور ان کی حقیقت کے نشان اور ان کی نبوّت کے دلائل ظاہر اور آشکار ہوئے تو یہودیوں نے ان کے ساتھ بڑے بڑے مکر و فریب کیے اور ان کی ایذا رسانی کے واسطے بڑے بڑے قصد کیے اور وہ چاہتے تھے کہ ان کے نور کو مٹا دیں اور ان کے دلائل کو باطل کر دیں منجملہ ان لوگوں کے جو آنحضرتؐ کے رد کرنے اور جھٹلانے کا قصد رکھتے تھے مالک ابنِ ضعیف اور کعب ابنِ اشرف اور حی ابن اخطب اور جدی ابن اخطب اور ابو یاسر ابن اخطب اور ابولبابہ ابن الوالمنذر اور اس کے پیرو تھے۔ الغرض ایک روز مالک نے رسُولِ خدا سے عرض کی کہ اے محمدؐ تو اپنے آپ کو خُدا کا رسُولؐ سمجھتا ہے۔ حضرتؐ نے جواب دیا۔ ہاں خدائے عزّوجلّ نے جو تمام مخلوقات کا خالق ہے ایسا ہی فرمایا ہے۔ اس نے کہا کہ اے محمدؐ ہم تجھ کو کبھی پیغمبر نہ مانیں گے۔ جبتک کہ یہ فرش جو ہمارے نیچے بچھا ہے تیری رسالت پر ایمان نہ لائے اور ہم تمھارے خُدا کی طرف سے آنے کی کبھی شہادت نہ دیں گے جب تک کہ یہ

فرش تیرے حق ہونے کی گواہی نہ دے اور ابولبابہ ابنِ الوالمنذر بولا کہ اے محمدؐ ہم تیری پیغمبری پر ہرگز ایمان نہ لائیں گے اور اس امر کی شہادت نہ دیں گے جبتک کہ یہ کوڑا جو میرے ہاتھ میں ہے تجھ پر ایمان نہ لائے اور تیری رسالت کی شہادت نہ دے اور کعب ابنِ اشرف نے کہا کہ ہم تیری رسالت پر ایمان نہ لائیں گے اور اس کی تصدیق نہ کریں گے جبتک کہ یہ میری سواری کا گدھا تجھ پر ایمان نہ لے آئے حضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ بندوں کو حجّت کے واضح ہونے اور معجزات کے ظاہر ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ سے اس قسم کے سوال کرنا شایان اور زیبا نہیں ہے بلکہ ان کو یہی مناسب ہے کہ خُدا کی بات کو تسلیم کریں اور اُس کے حکم کی پیروی کریں اور جس چیز پر اُس نے اکتفا کی ہے۔ اسی کو کافی سمجھیں آیا تمھارے لیے یہ بات کافی نہیں ہے کہ اس نے توریت اور انجیل اور زبُور اور صحف ابراہیمؑ کو میری نبوّت پر ناطق کیا ہے اور ان کو میری سچّائی کی دلیل ٹھہرایا ہے اور ان میں علیؑ ابن ابی طالب کا ذکر کیا ہے جو میرا بھائی اور وصی اور میری اُمّت میں میرا جانشین اور میرے بعد تمام خلقِ خدا سے افضل اور بہتر ہے اور کیا تم کو یہ معجزہ کافی نہیں ہے کہ حق تعالیٰ نے قرآن روشن کو تمام خلقت کے لیے نازل کیا جس نے ان سب کو اس کی نظیر کے لانے اور اس کی مثل کتاب بنانے سے عاجز کر دیا اور یہ جو کچھ کہ تم نے مجھ سے طلب کیا ہے اُس کے بارے میں خُدا سے سوال کرنے کی جرأت نہیں کرتا۔ بلکہ یہ کہتا ہوں کہ جو دلائل اُس نے مجھ کو عطا کیے ہیں وُہی مجھ کو اور تم کو کافی اور وافی ہیں اور جو اُس نے تمھاری درخواست کے موافق ظاہر کر دکھایا تو یہ مجھ پر اور تم پر اس کی زائد بخشش اور انعام ہے اور اگر ہم کو اس سے باز رکھا تو اس کا باعث یہ ہوگا کہ وُہ جانتا ہے کہ جو کچھ اس نے ظاہر کیا ہے وُہ اس امر میں اتمامِ حجّت کے لیے کافی ہے جو وُہ ہم سے چاہتا ہے۔ **الغرض** جب رسُولِ خداؐ یہ فرما چکے تو اللہ تعالیٰ نے اس فرش کو گویا کیا اور اس نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی معبُود نہیں ہے۔ وُہ واحد ہے کوئی اُس کا شریک نہیں۔ وُہ خدائے واحد ہے یکتا ہے بے نیاز ہے اور بلا تغیر و زوال ہمیشہ تک قائم رہے گا۔ نہ اُس کی بیوی ہے نہ بیٹا اور اس نے کسی کو اپنے حکم میں شریک نہیں کیا اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اے محمدؐ تو اس کا بندہ اور رسُولؐ ہے اُس نے تجھ کو ہدایت

اور دینِ حق کے ساتھ بھیجا ہے تاکہ کُل دینوں پر تیرے دین کو غالب کرے۔ اگرچہ مُشرک لوگ اس بات کو ناپسند کریں اور مَیں گواہی دیتا ہوں کہ علیؑ ابن ابی طالب ابن عبدالمطلب ابنِ ہاشم ابنِ عبدِ مناف تیرا بھائی اور تیری اُمّت میں تیرا جانشین ہے اور تیرے بعد تمام خلقت سے بہتر اور افضل ہے اور مَیں گواہی دیتا ہُوں کہ جس نے اس کو دوست رکھا اُس نے تجھ کو دوست رکھا اور جس نے اس سے دُشمنی کی اس نے تجھ سے دُشمنی کی اور جس نے اس کی اطاعت کی، اُس نے تیری اطاعت کی اور جس نے اس کی نافرمانی کی اس نے تیری نافرمانی کی اور جس نے تیری اطاعت کی، اُس نے درحقیقت خدا کی اطاعت کی اور اس کی خوشنودی کے باعث سعادت کا مستحق ہُوا اور جس نے تیری نافرمانی کی اُس نے درحقیقت خدا کی نافرمانی کی اور آتشِ جہنّم کے عذابِ دردناک کا سزاوار ہُوا۔

جب یہودیوں نے یہ معجزہ دیکھا تو نہایت حیران ہُوئے اور آپس میں کہنے لگے یہ تو کھُلم کھُلا جادُو ہے۔ جب ان یہودیوں نے یہ بات کہی تو وُہ فرش حرکت میں آیا اور زمین سے بلند ہُوا۔ اور مالک ابنِ ضیف اور اس کے ہمراہی اس پر سے اُلٹ کر مُنہ اور سر کے بل زمین پر گر پڑے پھر اللہ تعالیٰ نے دوبارہ اس فرش کو بولنے کی طاقت عطا کی اور وہ بولا کہ میں فرش ہوں مجھ کو اللہ تعالیٰ نے گویا کیا ہے اور یہ کرامت عطا فرمائی ہے کہ اس کی توحید و تمجید کو بیان کروں اور اُس کے نبیؐ برحق کے لیے شہادت دُوں۔ جو اُس کے تمام نبیوں کا سردار اور خلقِ خدا کی طرف اس کا رسُولؐ اور بندگانِ خدا کے درمیان حق کو قائم کرنے والا ہے اور اس کے بھائی اور وصی اور وزیر جو اس کے نوُر سے پیدا ہُوا ہے اور اس کے خلیل اور اس کے قرضوں کے ادا کرنے والے اور اس کے وعدوں کے پُورا کرنے والے اور اس کے دوستوں کے مددگار اور اس کے دُشمنوں کی بیخ کنی کرنے والے کی امامت کی گواہی دُوں اور میں اُس شخص کا پیرو اور مطیع ہوں جس کو آنحضرتؐ نے امام اور ولی مقرر کیا ہے اور اُن لوگوں سے بیزار ہوں جو اس سے لڑیں اور اس کے دُشمن ہوں۔ اِس لیے کسی کافر کو مجھ پر قدم رکھنا اور بیٹھنا مناسب نہیں ہے اب مجھ پر صرف مومن لوگ بیٹھیں گے۔ تب رسُولِ خدا نے سلمانؓ اور مقدادؓ اور ابوذرؓ اور عمارؓ سے ارشاد فرمایا جاؤ تم اس پر بیٹھو۔ کیونکہ تم ان سب چیزوں پر ایمان لائے ہو۔ جن کی اس فرش نے شہادت دی

ہے حضرت کا فرمانِ واجب الاذعان سُن کر وُہ سب اِس فرش پر جا بیٹھے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے ابولبابہ بن منذر کے کوڑے کو گویا کیا اور وہ بولا کہ مَیں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا اور کوئی قابلِ عبادت نہیں ہے جو تمام مخلوقات کا خالق اور رزق کا وسیع کرنے والا اور امورِ بندگان کا مُدبّر اور سب چیزوں پر قادر ہے اور مَیں گواہی دیتا ہُوں کہ اے محمدؐ تو اس کا بندہ اور پیغمبر اور برگزیدہ اور خلیل اور حبیب اور ولی اور رازدار ہے اور اُس نے تجھ کو اپنے اور اپنے بندوں کے درمیان سفیر اور رسُولؐ مقرر کیا ہے تاکہ تیرے سبب نیک بندے نجات پائیں اور بدبخت ہلاک ہوں اور مَیں گواہی دیتا ہُوں کہ علیؑ ابنِ ابی طالب کا ذکرِ عالم بالا میں اس طرح کیا جاتا ہے کہ وُہ تیرے بعد سردارِ خلق ہے اور کتابِ خدا کی تنزیل پر جنگ کرتا ہے تاکہ اُس کے مُخالفوں کو طوعاً اور کرہاً اُس کے قبول کرنے پر لے آئے پھر تیرے بعد اس کی تاویل پر ان مُنافقوں سے لڑائی کرے گا جو دین سے منحرف ہو گئے ہیں اور ان کی نفسانی خواہشیں ان کی عقلوں پر غالب آگئی ہیں۔ اِس لیے انھوں نے کتابِ خدا کے معنوں میں تحریف کی ہے اور ان میں تغیّر و تبدل کر دیا ہے اور مَیں شہادت دیتا ہوں کہ علیؑ اپنی زیادتی عطا کے باعث دوستانِ خدا کو خوشنودیٔ خدا کی طرف لے جائے گا اور دُشمنانِ خدا اور اس کی نافرمانی اور مخالفت کے اختیار کرنے والوں کو اپنی شمشیرِ آبدار سے جہنّم واصل کرے گا۔ اس کے بعد کوڑا نیچے کو جُھکا اور ابولبابہ کو اس زور سے کھینچا کہ وُہ مُنہ کے بل زمین پر گر پڑا۔ وُہ پھر اُٹھ کھڑا ہوا مگر کوڑے نے اس کو کھینچ کر پھر زمین پر اوندھا گرا دیا اور کئی بار ایسا ہی وقُوع میں آیا۔ یہاں تک کہ ابولبابہ نے کہا کہ افسوس مجھے کیا ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اِس کوڑے کو پھر طاقتِ گویائی عطا فرمائی اور وُہ بولا کہ اے ابولبابہ مَیں کوڑا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی توحید کے ساتھ مجھ کو گویا کیا اور اپنی تمجید کے ساتھ مجھ کو مُعزّز فرمایا اور اپنے تمام بندوں کے سردار حضرت محمدؐ کی نبوّت کی تصدیق کا شرف مجھ کو عنایت کیا اور مجھ کو اس شخص کا دوست بنایا جو آنحضرتؐ کے بعد تمام خلقت سے بہتر ہے اور مخلوقات میں تمام دوستانِ خدا سے افضل ہے اور وُہ آنحضرتؐ کا بھائی اور اُس کی بیٹی کا (جو تمام عورتوں کی سردار ہے) شوہر ہے اور جس کو شبِ ہجرت آنحضرتؐ کے بستر پر سونے کے سبب افضل جہاد کا ثواب ملا اور جو اپنی سیفِ انتقام سے آنحضرتؐ کے

دُشمنوں کو ذلیل و خوار کرنے والا اور اُس کی اُمّت میں علوم حلال و حرام اور شرایع و احکام کا پھیلانے والا ہے۔ کسی کافر کو جو کھلم کھلا حضرت محمدؐ کا مخالف ہو۔ مناسب نہیں ہے کہ مجھ کو اپنے استعمال میں لائے۔ میں تجھ کو اسی طرح کھینچ کھینچ کر گراتا رہوں گا۔ یہاں تک کہ تجھ کو زخموں سے چُور کر کے ہلاک کر ڈالوں اور تیرے ہاتھ سے نکل جاؤں یا تُو محمدؐ اور اُن کی آل اطہار پر ایمان لا۔

جب ابولبابہ نے اُس کی گفتگو سُنی تو کہا کہ اے کوڑے میں بھی ان تمام اُمور کی گواہی دیتا ہوں جن کی تُو نے شہادت دی ہے اور ان سب کا اعتقاد کیا اور ایمان لایا۔ کوڑا بولا تو میں بھی تیرے ہاتھ میں ٹھہر گیا۔ کیونکہ تُو نے ایمان کو ظاہر کیا اور تیرے دِل کا حال خُدا ہی جانتا ہے اور وہی قیامت کے دن تیرے موافق یا مخالف حکم کرے گا۔

امام محمد باقر علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ اس یہودی کا اسلام اچھا نہ ہُوا اور اعمالِ بد اِس سے ظہور میں آئے۔

جب وُہ لوگ حضرت کے پاس سے چلے گئے تو پوشیدہ طور پر ایک دُوسرے سے کہنے لگے کہ محمدؐ، اِقبال مند اور صاحبِ نصیب ہے، اور سچّا پیغمبر نہیں ہے۔

کعب ابنِ اشرف نے جب اپنے گدھے پر سوار ہونے کا ارادہ کیا تو وُہ کُودنے اور اُچھلنے لگا۔ اور اُس کو سر کے بل زمین پر دے پٹکا کہ اُس کو سخت چوٹ آئی۔ وُہ اُٹھ کر اُس پر سوار ہُوا۔ اور گدھے نے اس کو اسی طرح زمین پر گرا دیا۔ وُہ پھر چڑھ بیٹھا اور گدھے نے ویسا ہی کیا۔ آخر جب ساتویں یا آٹھویں بار ہُوئی تو خدا کی قدرت سے گدھا گویا ہُوا اور بولا کہ اے بندۂ خدا تو بہت بُرا آدمی ہے کہ خدا کی نشانیوں کو دیکھ کر بھی ایمان نہ لایا، اور کافر ہی رہا۔ اور میں گدھا ہُوں کہ حق سُبحانہٗ تعالیٰ نے اپنی توحید سے مجھ کو مشرف فرمایا ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے اور وُہ ایک ہے اور کوئی اُس کا شریک نہیں۔ وُہ کُل مخلوق کا پیدا کرنے والا اور صاحبِ جلالت و حکمت ہے اور میں شہادت دیتا ہوں کہ محمدؐ اس کا بندہ اور رسُولؐ ہے اور تمام اہلِ بہشت کا سردار ہے اور وُہ اس لیے مبعوث ہُوا ہے کہ ان لوگوں کو جن کا سعید اور نیک بخت ہونا علمِ الٰہی میں گزر چکا ہے۔ سعید اور نیک بخت بنائے اور ان لوگوں کو شقی اور بدبخت کرے جن کی شقاوت پہلے ہی لکھی جا چکی ہے اور میں گواہی دیتا ہُوں کہ

علیؑ ابن ابی طالب وُہ شخص ہے کہ جس کو وُہ نیک بخت کرے۔ حق تعالیٰ اس کو نیک بخت کریگا کہ اس کو اس کی وعظ و پند کے قبول کرنے اور اس کے آداب کے سیکھنے اور اس کے احکام کے ماننے اور اس کی منہیات سے باز رہنے کی توفیق عطا کرے گا۔ کیونکہ حق تعالیٰ اس کی سطوت کی تلواروں اور انتقام و نقمت کے حملوں سے محمدؐ کے دُشمنوں کو ذلیل و خوار کرے گا۔ یہاں تک کہ یا تو اُس کی شمشیر بُران اور دلیل روشن و غالب سے عاجز آ کر آنحضرتؐ پر ایمان لے آئیں یا اگر وُہ ایمان نہ لائیں اور اپنی گمراہی میں پڑے رہیں اور طغیان اور سرکشی میں زیادتی کریں تو ان کو تلوار کے گھاٹ جہنم واصل کرے۔ اب کسی کافر کو میری پُشت پر سوار ہونا مناسب نہیں ہے بلکہ وُہی شخص سوار ہو سکتا ہے۔ جو خُدائے واحد پر ایمان لایا ہو اور رسُولِ خُدا محمدؐ کے جمیع اقوال کی تصدیق کرتا ہو اور اس کے تمام افعال کو دُرست جانتا ہو خصُوصاً اس کے اپنے بھائی علیؑ کو جو کہ اس کا وصی اور ولیعہد اور اس کے علوم کا وارث اور اس کے دین کا محافظ اور اس کی اُمّت کا نگہبان اور اس کے قرضوں کا ادا کرنے والا اور اس کے وعدوں کا پُورا کرنے والا اور اُس کے دوستوں کا دوست اور اُس کے دُشمنوں کا دُشمن ہے۔ اپنا جانشین مقرّر کرنے میں آنحضرتؐ کو صواب اور دُرستی پر مانتا ہو اور اِس اعتقاد کی بدولت اشرف طاعات بجالاتا ہو۔ اس وقت رسُولِ خدا نے کعب ابن اشرف سے فرمایا کہ اے کعب تیرا گدھا تجھ سے بہتر ہے۔ چونکہ وُہ تجھ کو سوار نہیں ہونے دیتا اس لیے تو اس کو ہمارے کسی مومن بھائی کے ہاتھ فروخت کر دے۔ کعب بولا کہ مجھ کو بھی اب اس کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ (معاذ اللہ) تیرا جادُو اس میں اثر کر گیا ہے۔ یہ بات سُن کر گدھے نے اس کو للکارا کہ اے دُشمنِ خُدا۔ خدا کی قسم رسُولِ خدا کے بُرا کہنے سے اپنی زبان کو بند کر خُدا کی قسم اگر آنحضرتؐ کی مخالفت کا ڈر نہ ہوتا تو میں تجھ کو قتل کرتا اور اپنے سُمّوں سے پامال کر ڈالتا اور دانتوں سے کاٹ کاٹ کر تیرے سر کو ریزہ ریزہ کر دیتا۔ یہ سُن کر کعب نہایت شرمندہ ہُوا اور خاموش رہ گیا۔

اگرچہ اپنے گدھے کی باتیں سُن کر اُس کا دِل بیتاب ہُوا۔ مگر تاہم شقاوت اُس پر غالب ہوئی اور ایمان نہ لایا اور اس گدھے کو ثابت ابنِ قیس نے سو دینار دے کر خرید لیا اور اس پر سوار ہو کر آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہُوا کرتا تھا اور وُہ اُس کے نیچے نہایت نرم رفتار اور فرمانبردار اور ہموار رہتا تھا۔

مُنہ سے اُلفت کا اظہار کرتا اور اُس کو اپنے مالک کے لیے نرم رکھتا تھا حضرتؐ نے فرمایا کہ اے ثابت یہ گدھا تیرے ایمان کے سبب ایسا نرم رفتار اور فرمانبردار اور ہموار ہو گیا ہے۔

الغرض جب وُہ یہودی حضرتؐ کے پاس سے چلے گئے اور کوئی ایمان نہ لایا۔ اس وقت اللہ تعالےٰ نے یہ آیت نازل کی اِنَّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا سَوَآءٌ عَلَیۡہِمۡ ءَاَنۡذَرۡتَہُمۡ اَمۡ لَمۡ تُنۡذِرۡہُمۡ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ ۝ یعنی اے محمدؐ جو لوگ کہ کافر ہو گئے ہیں ان کے واسطے یکساں ہے۔ خواہ تو ان کو عذاب خدا سے ڈرائے اور وعظ کرے اور خوف دلائے اور خواہ نہ ڈرائے وُہ ہرگز ایمان نہ لائیں گے اور تیری تصدیق نہ کریں گے جبکہ وُہ ان معجزات کو دیکھ کر ایمان نہ لائے اور کافر ہی رہے تو تیرے بیان اور دعوت اسلام پر کیونکر ایمان لے آئیں گے۔

قولہٗ عزّوجلّ خَتَمَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوۡبِہِمۡ وَ عَلٰی سَمۡعِہِمۡ ؕ وَ عَلٰۤی اَبۡصَارِہِمۡ غِشَاوَۃٌ ۫ وَّ لَہُمۡ عَذَابٌ عَظِیۡمٌ ۝ یعنی گویا اللہ تعالیٰ نے ان (کافروں) کے دلوں اور کانوں پر مُہر لگا دی ہے اور ان کی آنکھوں پر پردہ پڑا ہُوا ہے اور ان کے لیے بہت بڑا عذاب ہے۔

امام حسن عسکری علیہ السّلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دِلوں پر ایسے نشان کر دیئے ہیں کہ جو فرشتے ان کو شناخت کرنا چاہتے ہیں ان نشانوں کو دیکھ کر پہچان لیتے ہیں کہ یہ وُہ لوگ ہیں جو ایمان نہ لائیں گے اور اسی قسم کے نشانات ان کے کانوں پر ہیں اور ان کی آنکھوں پر پردہ پڑا ہے۔ اس لیے کہ جس امر کی ان کو تکلیف دی گئی ہے اس میں غور و تامل کرنے اور اس کے دیکھنے سے انھوں نے رُوگردانی کی اور جو کچھ اللہ تعالیٰ کا ان سے مقصود تھا اس کے بجالانے میں کوتاہی کی اور جس چیز پر ایمان لانا لازم اور ضروری ٹھہرایا گیا تھا اس سے جاہل اور بے خبر رہے اور اس شخص کی مانند ہو گئے جس کی آنکھوں پر پردہ پڑا ہو۔ کہ وُہ اپنے آگے کی چیز کو بھی نہیں دیکھ سکتا۔ چونکہ اللہ تعالیٰ فساد اور برانگیختہ کرنے اور بندوں سے اس چیز کا جس سے ان کو خود منع کیا ہے زبردستی سے مطالبہ کرنے سے بَری اور پاک ہے۔ اس لیے ان کو جابرانہ طور پر حکم نہیں دیتا اور نہ جبراً اس طرف جانے کا حکم دیتا ہے۔ جہاں کے جانے سے ان کو منع کیا ہے۔

پھر خُدا فرماتا ہے کہ ان کے لیے عذابِ عظیم ہے یعنی عذاب آخرت جو کافروں کے واسطے تیار کیا گیا ہے اور دُنیا میں بھی عذاب دیتا ہے۔ جیسے عذاب استصلاح۔ جس کو اس شخص پر

نازل کرتا ہے جس کی بہتری منظور ہوتی ہے تاکہ اس کو اپنی طاعت کے بجالانے کے لیے تنبیہ کرے یا عذاب اصطلام یعنی جڑ سے اُکھیڑنے والا عذاب۔ اس سے مقصود یہ ہوتا ہے کہ اس شخص کو اپنے عدل و حکمت کی طرف رجُوع کرائے۔

اور امام جعفر صادق علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ جب رسُولِ خدا نے ان لوگوں کو جو آیۂ گزشتہ اِنَّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا الیٰ آخرہٖ میں مقصود ہیں۔ دعوت اسلام کی اور ان آیات و معجزات کو ان کے سامنے ظاہر کیا اور وُہ پھر بھی کافر ہی رہے اور ایمان نہ لائے تو اللہ جلشانہٗ نے اپنے حبیبؐ کو ان کے حال سے مطلع فرمایا اور یہ آیت نازل کی خَتَمَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوۡبِہِمۡ الخ یعنی اللہ تعالےٰ نے ان کے دلوں اور کانوں پر مُہر لگا دی ہے کہ جو ملائکہ مقربین کے لیے جو ان لوگوں کے حالات کو جو لوحِ محفوظ میں مسطور اور مذکور ہیں پڑھتے ہیں۔ ایک علامت ہے کہ جب وُہ ان کے احوال اور ان کے دلوں اور کانوں کی طرف نظر کرتے ہیں اور ان لوگوں کو جن کے اعضا پر مُہریں لگی ہیں مشاہدہ کرتے ہیں تو جو کچھ انھوں نے لوحِ محفوظ میں پڑھا ہے۔ اِس کے مُطابق پاتے ہیں اور اس کو ان کے دِلوں اور کانوں اور آنکھوں میں دیکھ لیتے ہیں تو اللہ تعالےٰ کی پوشیدہ نعمتوں پر ان کا یقین اور بڑھ جاتا ہے صحابہ نے عرض کی کہ یا رسُول اللہؐ آیا فرشتوں کی طرح کوئی آدمی بھی اس مُہر کو دیکھ سکتا ہے۔ فرمایا ہاں۔ میں اللہ تعالیٰ کے مشاہدہ کرانے سے اس کو مشاہدہ کرتا ہوں اور میری اُمّت میں سے وُہ شخص بھی اس کا مشاہدہ کرتا ہے جو سب سے بڑھ کر خدا کا فرمانبردار اور سب سے زیادہ طاعت گزار۔ اور دینِ خُدا میں سب سے اعلیٰ اور افضل ہے۔ اصحاب نے عرض کی کہ یا حضرتؐ وہ کون ہے اور ان میں سے ہر شخص اس درجۂ علیا کی آرزو کرتا تھا حضرتؐ نے فرمایا کہ تم دعا کرو جس کو خُدا چاہیگا اِس عُہدے سے ممتاز فرمائیگا کیونکہ کسی شخص کو مرتبۂ جلیل محض اس شخص کے تمنا کرنے یا اپنے دل میں کہہ لینے اور گھر بیٹھے خواہش کرنے سے حاصل نہیں ہوتا بلکہ یہ تو اس کا فضل ہے جس کو اس عہدے سے ممتاز کرنا چاہتا ہے اس کو ایسے اعمالِ نیک کی توفیق عطا کرتا ہے جن کے سبب اسکو مکرّم اور معزز فرمائے اس طرح اس کو سب سے افضل درجے اور بزرگ ترمرتبے پہنچا دیتا ہے۔ عنقریب اللہ تعالیٰ اس مرتبۂ جلیل سے اس شخص کو مشرف فرمائے گا جسکی تم سب کل کے روز تعظیم و تکریم کرو گے اس لیے تم نیک عملوں کے

بجالانے میں کوشش کرو جس کو اللہ تعالیٰ اس امر کی توفیق دیگا جو زیادتی کرامت کا باعث ہو اسی کو وہ فضیلت عظیم حاصل ہوگی۔ الغرض جب صبح ہوئی اور مجلسِ رسولؐ لوگوں سے پُر ہوگئی اور کل کے روز ہر ایک نیکوکار نے نیک عمل کرنے اور خدا کی راہ میں نیکی کرنے میں بہت کوشش کی تھی اور ہر ایک اسی اُمّید پر مجلس میں آیا تھا کہ وہ افضل اور نیکوکار میں ہی ہوں الغرض حاضرین نے عرض کی کہ یارسولؐ اللہ ہم نے اِس شخص کے اوصاف کو تو پہچان لیا اگرچہ آپ نے اس کے نام کی تصریح نہیں فرمائی۔ فرمایا سب بزرگیوں اور فضیلتوں اور نیکیوں کا جامع وہ شخص ہے جس نے اپنے مومن بھائی کا قرض ادا کیا اور عیب جو قرضخواہ کا سامنا کیا۔ اور رضائے خُدا کے لیے غضب ناک ہُوا اور اس کے غضب کے سبب اس کے دُشمن کو قتل کر ڈالا اور جس نے مومن سے حیا کی اور شرم کے مارے اسکی طرف سے مُنہ پھیر لیا اور اس کی بابت شیطان رجیم سے مُقابلہ کرنے کی زحمت اُٹھائی۔ یہاں تک کہ اس کو ذلیل و خوار کر دیا اور بندۂ مومن کی جان کی اپنی جان سے حفاظت کی۔ یہاں تک کہ اس کو اس ہلاکت سے چھُڑا دیا۔ بعدازاں ارشاد فرمایا کہ تم میں سے کس نے آج کی رات ایکہزار سات سو درہم ادا کیے ہیں علیؑ ابنِ ابی طالب نے عرض کی کہ یارسولؐ اللہ میں نے ادا کیے ہیں حضرتؐ نے فرمایا کہ اس قصّے کو اپنے مومن بھائیوں کے سامنے بیان کر دیں میں تمھاری تصدیق کرتا ہوں کیونکہ خدائے بزرگ و برتر نے تمھاری تصدیق کی ہے یہ سامنے رُوح الامینؑ موجود ہیں اور خُدا کی طرف سے خبر دیتے ہیں کہ اُس نے تم کو سب بُرائیوں سے صاف اور پاک کر دیا ہے اور افضل اور اشرف فضیلتوں سے تم کو مخصوص کیا ہے کافر اور اس شخص کے سوا جو اپنے بہرۂ نفس سے ناواقف ہے کوئی تم کو کذب سے متہم نہ کریگا تب علی علیہ السّلام نے عرض کی کہ میں شب گزشتہ فلاں ابن فلاں مومن پر گزرا کیا دیکھتا ہُوں کہ فلاں شخص جس کو میں منافق جانتا ہوں اس کو پکڑے ہُوئے ہے اور اس کو تنگ کر رکھا ہے اس مومن نے مجھ کو آواز دی کہ اے رسولؐ اللہ کے بھائی اور اس کے سامنے سے سختیوں کے دفع کرنے والے اور حبیبِؐ خدا سے دُشمنوں کو ہٹانے والے میری فریاد کو پہنچو اور میری سختی کو دُور کرو اور مجھ کو اِس غم سے چھُڑاؤ اس قرضخواہ سے میری سفارش کیجیے شاید وہ آپ کی سفارش کو مان لے اور مجھ کو کچھ مہلت دے کیونکہ میں مفلس اور تنگدست ہوں میں نے اس سے کہا واللہ کیا

تم سچ مچ تنگدست ہو۔ وہ شخص بولا کہ اے برادرِ رسولؐ اگر میں جھوٹ بولنے کو حلال جانتا ہُوں تو آپ میری قسم پر بھی اعتبار نہ کریں گے۔ میں محتاج ہوں اور سچ عرض کرتا ہُوں اور اللہ تعالیٰ کی عزّت و جلالت اس سے بڑھ کر ہے کہ میں اس کی سچّی یا جھُوٹی قسم کھاؤں یہ سُن کر میں بھی اُسکی طرف متوجہ ہُوا اور کہا کہ میں نہ تو اُس شخص کا احسان خود اُٹھانا چاہتا ہوں اور نہ یہ منظور ہے کہ تم پر اس کا کچھ احسان ہو۔ اس لیے میں اُس شہنشاہ سے سوال کرتا ہوں جو اپنے سائلوں سے کبھی ناراض نہیں ہوتا اور جو کوئی اس کے ثواب کے حاصل کرنے کا قصد کرے وہ اس سے حیا نہیں کرتا۔ پھر میں نے دُعا کی کہ اے خُدا محمدؐ اور اُن کی آل اطہار کا واسطہ ضرور اپنے اِس بندے کا قرض ادا کر۔ اُس وقت میں نے آسمان کے دروازوں پر نگاہ کی کہ وہاں کے فرشتے پُکارتے ہیں۔ اے ابُوالحسنؑ اس بندے کو حکم دو کہ جو پتّھر اور ڈھیلے اور کنکریاں او مٹّی اس کے سامنے ہے ہاتھ مار کر اُٹھالے تاکہ اللہ تعالیٰ اُس کے ہاتھ میں اُن کو سونا کر دے پھر اس میں سے کچھ تو اپنا قرض ادا کرے اور باقی کو اپنا نفقہ اور سرمایہ بنائے جس کے سبب فاقہ کشی سے محفوظ رہے اور اپنی تنگدستی کو دُور کرے۔ یہ ندا سُن کر میں نے اس شخص سے کہا اے بندۂ خدا اللہ تعالیٰ نے تیرے قرض کے ادا کرنے اور محتاجی کے بعد تیرے دولتمند ہونے کا حکم فرما دیا ہے اپنے سامنے کی جس چیز کو چاہے ہاتھ مار کر اُٹھالے کیونکہ اللہ تعالیٰ اس کو خالص سونا کر دے گا۔ اُس نے پتّھروں اور کنکروں کو اُٹھالیا۔ وہ ہاتھ میں آتے ہی سُرخ سونا ہو گئے۔ تب میں نے اُس سے کہا کہ اس میں سے اس کے قرض کی مقدار کے موافق جُدا کر کے اس کو دیدے اس نے ایسا ہی کیا پھر میں نے اس سے کہا کہ یہ باقی سونا تیرا رزق ہے جو خدا نے تجھ کو بھیجا ہے۔ الغرض جو سونا اس نے قرض میں دیا وہ ایکہزار سات سو درہم کا مال تھا اور جو باقی رہا وہ ایک لاکھ درہم سے زیادہ کا تھا۔ اب وہ شخص اہلِ مدینہ میں سب سے زیادہ خوش حال ہے۔ رسُولِ خُداؐ نے ارشاد فرمایا کہ خدا ہی اس کا حساب جانتا ہے اور مخلوقات کی عقلیں وہاں تک نہیں پہنچتیں کہ وہ ایک ہزار سات سو کو ایک ہزار سات سو میں ضرب دیگا پھر اس کے حاصل ضرب کو آپس میں ضرب دے گا پھر اس کے حاصل ضرب کو اسی میں ضرب دے گا۔ اسی طرح ہزار دفعہ عمل کریگا۔ جو کچھ آخیر حاصل ضرب ہوگا اس قدر محل تم کو بہشت میں عطا فرمائے گا۔ ایک محل سونے کا ہوگا اور

ایک چاندی کا اور ایک موتی کا اور ایک زمرد کا ایک زبرجد کا اور ایک جوہر کا اور ایک محل نور پروردگارِ عالم کا ہوگا اور ان سب سے چند در چند غلام اور خدمت گار اور مرکب جو جنت کے آسمان اور زمین کے درمیان پرواز کرتے ہوں گے عطا کرے گا۔ یہ مژدہ سُن کر جنابِ امیرؑ حمدِ پروردگار بجالائے حضرتؐ نے فرمایا کہ یہ تعداد اُن لوگوں کی ہے جن کو تمھاری محبت کے باعث اللہ تعالیٰ جنت میں داخل کرے گا اور ان سے رضامند ہوگا۔ اور اس سے چند در چند شیاطین جن و انس کو جہنم واصل کرے گا کیونکہ وُہ تم سے بُغض رکھتے تھے اور تمھارے درجے کو گھٹاتے تھے اور تم کو کم سمجھتے تھے۔

بعدازاں حضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ اے صحابہ تم میں ایسا کون شخص ہے جس نے شب گزشتہ کو غضبِ خدا اور رسولؐ کے سبب کسی شخص کو قتل کیا ہے علی علیہ السلام نے عرض کی کہ یارسول اللہؐ میں نے ایسا کیا ہے اور ابھی اس کے خون کے دعوے دار آپکی خدمت میں حاضر ہونگے فرمایا اس کی حقیقت اپنے مومن بھائیوں کے رُوبرو بیان کرو۔ تب علی علیہ السلام نے بیان کیا کہ میں اپنے گھر میں تھا کہ میں نے سُنا کہ دو شخص باہر لڑ رہے ہیں۔ اتنے میں وُہ دونوں میرے پاس آئے ایک تو فلاں یہودی تھا اور دُوسرا فلاں مشہور آدمی انصار میں سے تھا یہودی بولا کہ اے ابوالحسن سُنو میرا اور اس شخص کا کچھ مقدمہ تھا۔ اِس کو ہم نے تمھارے صاحب محمدؐ کی خدمت میں پیش کیا۔ انھوں نے میرے حق میں فیصلہ کیا، مگر یہ شخص کہتا ہے کہ میں آنحضرتؐ کے فیصلہ پر راضی نہیں ہوں کیونکہ وُہ تجھ سے ڈر گئے اور تیری رعایت کی۔ میں کعب ابن اشرف یہودی کو مُنصف مقرر کرتا ہوں، میں نے اِس امر سے انکار کیا۔ تب وُہ مجھ سے کہنے لگا کہ تو علیؑ کا مُنصف بننا منظور کرتا ہے۔ میں نے اس بات کو منظور کر لیا سو یہ مجھ کو آپ کے پاس لایا ہے۔ تب میں نے یہودی کے اس ساتھی سے پُوچھا آیا حقیقتِ حال اسی طرح ہے جیسا کہ یہ بیان کرتا ہے۔ وُہ بولا ہاں میں نے کہا پھر دُہراؤ۔ اُس نے اوّل سے آخر تک پھر دُہرایا جیسا کہ یہودی نے بیان کیا تھا پھر مجھ سے کہا کہ ہم دونوں کے درمیان حق حق فیصلہ کرو۔ میں نے اُس سے کہا کہ میں گھر جاتا ہوں۔ وہ بولا کس لیے۔ میں نے کہا وہ چیز لینے جاتا ہوں جس سے تم دُونوں کے درمیان ٹھیک ٹھیک حکم کرونگا۔ پھر میں گھر میں جا کر اپنی

تلوار اُٹھالایا اور اِس زور سے اُس شخص کی گردن پر ماری کہ اگر پہاڑ بھی اُس وقت میرے آگے ہوتا تو اُس کو چیر ڈالتا اور اس کا سر جُدا ہو کر سامنے آپڑا۔ جونہی علی علیہ السلام اِس واقعہ کے بیان کرنے سے فارغ ہوئے۔ اِس مقتول کے وارثوں نے آکر عرض کی کہ آپ کے اِس چچیرے بھائی نے ہمارے آدمی کو قتل کر ڈالا۔ اس سے قصاص لیجئے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ اس کا قصاص نہیں ہونے کا۔ انھوں نے عرض کی کہ خُون بہا ہی سہی۔ فرمایا خُون بہا بھی نہیں ملیگا خُدا کی قسم اس کا خون بہا نہیں دیا جائیگا، کیونکہ علیؑ نے تمھارے آدمی کے برخلاف گواہی دی ہے اور اللہ تعالیٰ علیؑ کی شہادت کے سبب اس پر لعنت کرتا ہے اور بالفرض اگر علیؑ ہر دو عالم کے برخلاف گواہی دے تو خدا اُس کی گواہی کو قبول کرے، کیونکہ وُہ راست گو اور امانت گزار ہے۔ تُم اپنے اِس آدمی کو اُٹھا کر لے جاؤ اور یہودیوں کے قبرستان میں دفن کر دو۔ کیونکہ وُہ اُن ہی میں سے تھا۔ حضرتؐ کا یہ ارشاد سُن کر وُہ لوگ اس مقتول کو اُٹھا لے گئے اور خون اُس کی گردن سے جاری تھا اور تمام بدن بالوں سے چُھپا ہُوا تھا۔ جنابِ امیرؑ نے عرض کی کہ یارسولؐ اللہ اِس شخص کے بال سُور کے بالوں سے کس قدر مُشابہ ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ یا علیؑ اگر تم کُل بالوں اور دُنیا کے ریت کے ذرّوں کی تعداد کے برابر حسنات کو شمار کرو تو وُہ زیادہ نہیں ہیں۔ عرض کی کہ یارسولؐ اللہ بیشک زیادہ ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ ابوالحسن اللہ جلِ شانہٗ نے تمھارے اس شخص کو قتل کرنے کا ثواب یہ مقرر کیا ہے کہ گویا تُم نے ریگستان عالج کے ذرّات اور اِس مُنافق کے کُل بالوں کی تعداد کے برابر غلام راہِ خُدا میں آزاد کیے اور ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب کم سے کم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس غُلام کے ہر بال کے عوض اس آزاد کرنے والے کو ہزار نیکیاں عطا کرتا ہے اور ہزار گناہ معاف کرتا ہے۔ اگر وُہ گناہ نہ رکھتا ہو تو اس کے باپ کے ہزار گُناہ مُعاف فرماتا ہے۔ اگر وہ بھی گنہگار نہ ہو تو اس کی ماں کے اگر وہ بھی گناہ نہ رکھتی ہو تو اس کے بھائی کے اور اگر وُہ بھی خطاکار نہ ہو تو اُس کے اہل وعیال اور ہمسایوں اور قریبی رشتہ داروں کے گُناہ عفو فرماتا ہے۔

بعدازاں صحابہ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم میں ایسا کون ہے جس نے آج رات کو راہِ خُدا میں اپنے مومن بھائی سے حیا کی ہے جبکہ اس کو محتاج اور تنگدست پایا اور اسکی حمایت میں شیطان سے

مقابلہ کیا اور انجام کار اس پر غالب ہُوا۔ جناب امیرؑ نے عرض کی یا رسُول اللہؐ میں نے ایسا کیا ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا علیؑ تم اس کی حقیقت اپنے مومن بھائیوں کے رُوبرو بیان کرو تاکہ وُہ حتی المقدور تمہارے نیک اعمال کی پیروی کریں۔ اگرچہ ان میں سے ایک بھی تمہاری تعریف کو نہیں پہنچ سکتا اور تمہارے غُبار کو شق نہیں کر سکتا (یعنی تمہارے حقیقت حال کو نہیں سمجھ سکتا) اور تم سے سبقت لے جانے میں تمہارے فضائل کی طرف نگاہ نہیں کر سکتا۔ مگر جس طرح زمین سے آفتاب کی طرف دیکھ سکتے ہیں اور انتہائے مغرب سے انتہائے مشرق کی طرف نگاہ کر سکتے ہیں تب علیؑ نے عرض کی یا رسُول اللہؐ آج رات مزبلہ بنی فلاں پر میرا گزر ہُوا۔ وہاں انصار میں سے ایک مردِ مومن کو دیکھا کہ بھُوک کے مارے اس مزبلہ پر سے خربُوزے۔ ککڑی اور انجیر کے چھلکے اُٹھا اُٹھا کر کھا رہا ہے۔ یہ حال دیکھ کر میں نے شرم کے مارے اُس کی طرف سے مُنہ پھیر لیا کہ ایسا نہ ہو یہ مجھ کو دیکھ کر شرمندہ ہو اور وہاں سے ہٹ کر اپنے گھر پہنچا اور جَو کی دُو روٹیاں جو میں نے اپنی سحری اور افطار کے لیے رکھی تھیں لا کر اس شخص کو دے دیں اور کہا کہ جس چیز کی تجھ کو خواہش ہوا کرے ان سے حاصل کر لیا کر کیونکہ اللہ تعالیٰ ان میں برکت دے گا اس شخص نے مجھ سے کہا کہ اے ابوالحسنؑ میں اس برکت کا امتحان کرنا چاہتا ہوں تاکہ آپ کی راست گُفتاری کا مجھ کو یقین ہو جائے۔ اِس وقت چُوزے کے گوشت کو میرا جی چاہتا ہے۔ میرے گھر والوں کی بھی یہی خواہش ہے۔ تب میں نے اُس سے کہا کہ جتنے چُوزے کی تجھ کو خواہش ہے۔ اتنا ہی ٹکڑا اس روٹی میں سے توڑ لے اللہ تعالیٰ اپنی قُدرتِ کاملہ سے اس کو چُوزے کی صُورت میں تبدیل کر دے گا۔ کیونکہ میں نے اس سے محمدؐ اور ان کی آل اطہار کے مرتبے کا واسطہ دے کر یہ درخواست کی ہے اس وقت شیطان نے میرے دل میں گزر کیا اور کہنے لگا کہ اے ابوالحسنؑ اِس شخص کے ساتھ ایسا سلوک کرتے ہو۔ شاید یہ منافق ہی ہو۔ میں نے جواب دیا کہ اگر یہ مومن ہے تو اس سلوک کا سزاوار اور مستحق ہے اور اگر منافق ہے تب بھی میں نے احسان ہی کیا۔ اور یہ ضرور نہیں کہ ہر احسان اسکے مستحق ہی کو پہنچے۔ پھر میں نے اس سے کہا کہ اگر وُہ منافق ہے تو میں خُدا سے دُعا کرونگا کہ وُہ محمدؐ اور اُن کی آل اطہار کا واسطہ اس کو خالص مومن ہونے کی توفیق عطا کرے اور کُفر سے اِس کو پاک کر دے۔ اِس دُعا کا صدقہ میرے اِس بُزرگ خوراک کے

صدقے سے جو مالدار اور تونگر بننے کا باعث ہے بہتر ہوگا۔ آخر کار میں نے شیطان کی سختی کو جھیل لیا اور اُس شخص سے پوشیدہ خُدا سے دُعا کی کہ مرتبۂ محمدؐ و آلِ محمدؐ کا واسطہ اس کے ایمان کو خالص کر دے۔ اِسی اثنا میں اس کے اعضا لرزنے لگے اور وُہ مُنہ کے بل زمین پر گر پڑا میں نے اُس کو اُٹھا کر کھڑا کیا اور پُوچھا کہ تجھ کو کیا ہُوا۔ وُہ بولا میں منافق تھا اور محمدؐ کی اور تمہاری باتوں میں شک کرتا تھا اُس وقت آسمانوں اور حجابوں کو میرے سامنے کھولا گیا۔ جن جن ثوابوں کا تم دونوں وعدہ دیا کرتے ہو ان کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا پھر جہنّم اور اُس کے عذابوں کو جن کا تم دُونوں وعدہ دیا کرتے ہو میں نے دیکھا اُس وقت ایمان سے میرا سینہ معمور ہو گیا اور میرا دل صاف ہو گیا اور وُہ تمام شکوک جو مجھ کو پیش آیا کرتے تھے اور مُضطرب کیا کرتے تھے دُور ہو گئے۔ پھر اُس شخص نے وُہ دونوں روٹیاں لے لیں اور میں نے اُس سے کہا کہ جس چیز کی تجھ کو خواہش ہو تھوڑا سا ٹکڑا روٹی میں سے توڑ لے اللہ تعالیٰ اپنی قدرتِ کاملہ سے اس کو تیری خواہش کے موافق تبدیل کر دیگا۔ الغرض وُہ ٹکڑا برابر گوشت اور چربی اور حلوے اور رطب اور خربوزے اور گرمی سردی کے پھلوں کی صُورت میں تبدیل ہوتا رہا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان دُو روٹیوں میں عجیب و غریب چیزیں ظاہر کیں اور وُہ شخص خدا کے برگزیدہ اور پسندیدہ بندوں کی بدولت آتشِ جہنّم سے آزاد ہوا۔ اُس وقت میں نے جبرئیلؑ۔ میکائیلؑ۔ اسرافیلؑ اور ملک الموت کو دیکھا کہ ہر ایک کوہِ ابوقبیس کی مانند کوئی چیز لے کر شیطان کی طرف بڑھا اور ہر ایک نے یکے بعد دیگرے ان چیزوں کو نیچے اُوپر اس ملعون کے سر پر دھر دیا اور ان کے بوجھ سے اس کے اعضا ٹوٹنے لگے۔ تب اُس نے جناب باری میں عرض کی کہ اے پروردگار تُو نے وعدہ کیا ہے کیا تُو نے روزِ قیامت تک مجھ کو مُہلت نہیں دی۔ بارگاہِ احدیت سے ندا آئی کہ میں نے تجھ کو موت سے مہلت دی ہے نہ کہ اس امر کی کہ تجھ کو ٹکڑے ٹکڑے اور ریزہ ریزہ نہ کیا جائے۔

جناب امیرؑ کی یہ سرگزشت سُن کر جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے ابوالحسنؑ تم نے شیطان کی سختی گوارا کی، اور جس سے وُہ منع کرتا تھا اس کو راہِ خدا میں کچھ عطا کیا اور اُس پر غالب آئے اس کے صلے میں اللہ تعالیٰ شیطان کو تمہارے پاس آنے سے منع کرے گا اور جو کچھ تم نے اُس شخص کو عطا کیا ہے اور جو کچھ اس سے ظہور میں آئے گا اُس کے ہر ذرّے کے عوض

تم کو ایک درجہ بہشت میں عطا فرمائے گا کہ ہر ایک درجہ دنیا سے بہت بڑا ہوگا اور زمین سے لے کر آسمان تک بلند ہوگا اور اس کے ہر دانے کے عوض اتنا ہی بڑا ایک چاندی کا پہاڑ اور ایک یاقوت کا اور ایک جوہر کا اور ایک نور پروردگار کا اور ایک زمرد کا اور ایک زبرجد کا اور ایک مشک کا اور ایک عنبر کا پہاڑ عنایت فرمائے گا اور بہشت میں تمھارے خادموں کی تعداد بارش کے قطروں اور نباتات اور حیوانات کے بالوں کی شمار سے زیادہ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ تمام نیکیوں کا تم پر خاتمہ کرے گا اور تمھارے دوستوں کے گناہوں کو محو فرمائے گا اور تمھارے سبب سے مومنوں کو کافروں سے اور مخلصوں کو منافقوں سے اور حلال زادوں کو حرام زادوں سے جدا کرے گا۔

بعد ازاں حضرتؐ نے صحابہ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ آج کی رات تم میں سے کسی شخص نے اپنی جان کو معرضِ ہلاکت میں ڈال کر کسی مومن کی جان بچائی ہے۔ جنابِ امیرؑ نے عرض کی کہ یا رسول اللہؐ میں نے ایسا کیا ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا اپنے مومن بھائیوں کے سامنے اس قصہ کو بیان کرو اور اس منافق کے نام کو جو ہمارا مخالف ہے ظاہر مت کرو کہ اللہ تعالیٰ نے تم دونوں کو اسکی بدی سے محفوظ رکھا۔ اور اس (منافق) کو توبہ کرنے کے لیے مہلت دی کہ شاید وہ نصیحت قبول کرے اور خدا سے ڈرے۔ علی علیہ السلام نے عرض کی کہ میں مدینے کے باہر محلہ بنی فلاں میں جا رہا تھا اور میرے آگے کچھ دور کے فاصلہ پر ثابت بن قیس چلا جاتا تھا چلتے چلتے وہ ایک بہت گہرے اور عمیق کوئیں پر پہنچا کہ وہاں ایک منافق رہتا تھا اس نے حیلے سے ثابت کو دھکا دیا تاکہ وہ کوئیں میں جا پڑے مگر ثابت اس کو چمٹ گیا اس منافق نے اسی طرح پھر اس کو دھکا دیا مگر اس کو میرے آنے کی خبر نہ تھی جب تک میں وہاں پہنچا ثابت کوئیں میں جا پڑا اس وقت میں نے اس منافق کے درپے ہونا مناسب نہ سمجھا کہ ایسا نہ ہو کہ ثابت کو کچھ ضرر پہنچے اور جھٹ اسکے پکڑنے کیلئے کوئیں میں کود پڑا اور اس سے پہلے تہ پر پہنچا۔ یہ بات سن کر آنحضرتؐ نے فرمایا تم پہلے کیوں نہ پہنچتے کہ اس سے زیادہ وزن دار تھے اور تمھارے زیادہ وزنی ہونیکا باعث یہ ہے کہ علوم اولین و آخرین جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ کے سپرد کیے ہیں وہ اس نے تم کو سونپے ہیں اس لیے سب چیزوں سے وزن دار اور بھاری ہونا تمھارا حق ہے۔ اب بتاؤ کہ آگے کیا ہوا عرض کی یا رسول اللہؐ میں کوئیں کی تہہ پر پہنچکر سیدھا کھڑا ہو گیا اور

یہ امر (یعنی کوئیں میں کودنا) مجھ کو اپنے زمین پر آہستہ آہستہ چلنے سے بھی آسان اور سہل معلوم ہوا پھر ثابت میرے ہاتھوں پر آ کر گرا کیونکہ میں نے اس کے تھامنے کے لیے انکو پھیلا رکھا تھا اور مجھے یہ خوف تھا کہ اس کے گرنے سے مجھ کو یا اس کو کہیں کچھ ضرر نہ پہنچے۔ مگر وہ مجھ کو ایسا معلوم ہوا گویا وہ ایک پھول ہے جس کو میں ہاتھ میں لیے ہوں۔ اتنے میں کیا دیکھتا ہوں کہ وہی منافق اپنے دو ہمراہیوں سمیت کوئیں کی مینڈ پر کھڑا ہے اور ان سے کہہ رہا ہے ہم تو ایک ہی کو مارنا چاہتے تھے مگر یہ تو دو ہو گئے۔ یہ کہہ کر وہ ایک پتھر اٹھا لائے جس میں دو سو من وزن تھا اور اس کو ہم پر پھینک دیا مجھے یہ خوف ہوا کہ کہیں ثابت کو کچھ ضرر نہ پہنچے۔ اس خیال سے میں نے اس کو اپنی بغل میں دبا لیا اور اس کا سر اپنے سینہ کی طرف رکھا اور اس پر اوندھا پڑ گیا اور وہ پتھر میری گدی میں آ کر لگا اور ایسا معلوم ہوا جیسے گرمی کی شدت میں پنکھے کی ہوا اس کے بعد وہ ایک اور پتھر لائے جو تین سو من کا تھا، اور اٹھا کر کوئیں میں پھینک دیا میں پھر ثابت کے اوپر اوندھا پڑ گیا اور وہ پتھر میری گدی میں لگا اور ایسا معلوم ہوا جیسے نہایت گرمی کے دن میں سر پر پانی پڑتا ہو۔ پھر وہ تیسرا پتھر لائے جس میں پانچسو من وزن تھا اور اس کو لڑکاتے ہوئے لائے اور اس کے الٹنے کی ان میں طاقت نہ تھی اس کو ہم پر دے مارا میں پہلے کی طرح ثابت کے اوپر جھک گیا اور وہ میری گدی اور پیٹھ میں لگا اور ایسا معلوم ہوا گویا ایک نفیس کپڑا ہے جو میں نے اپنے بدن میں پہن لیا ہے اور اس کو پہن کر خوش ہوا ہوں۔ پھر میں نے سنا کہ وہ آپس میں ذکر کر رہے ہیں کہ اگر ابن ابی طالب اور ابن قیس میں ہزار ہزار جانیں بھی ہوں گی تو بھی ان پتھروں کی بلا سے ایک بھی نجات نہ پائیگا۔ یہ کہہ کر وہاں سے چلے گئے اور اللہ تعالیٰ نے ان کے شر کو ہم سے دفع کیا۔ پھر خدا کے حکم سے اس کوئیں کی مینڈ نیچے کو جھکی اور اس کی تہہ اوپر کو اٹھی اور دونوں ایک سیدھ میں آ کر زمین کے برابر ہو گئیں۔ یہ دیکھ کر ہم نے قدم اٹھایا اور باہر نکل آئے۔

حضرتؐ نے فرمایا اے ابوالحسنؑ پروردگارِ عالم نے اس کی عوض میں تمھارے لیے وہ فضائل اور ثواب مقرر کیے ہیں کہ اس کے سوا اور کسی کو معلوم نہیں۔ قیامت کے دن ایک منادی ندا کریگا کہ علیؑ ابن ابی طالب کے محب کہاں ہیں یہ آواز سن کر نیکو کاروں کا ایک گروہ کھڑا ہوگا اور ان سے کہا جائیگا۔ کہ میدانِ قیامت سے جس کو چاہو پکڑ کر جنت میں لے جاؤ۔ ان میں جو چھوٹے سے چھوٹا بھی آدمی ہوگا

اس کی شفاعت سے میدانِ حشر میں سے دس لاکھ آدمی نجات پا جائیں گے اسکے بعد ایک اور منادی ندا کریگا کہ علیؑ ابنِ ابی طالب کے باقی محبّ کہاں ہیں۔ اس آواز پر متوسط درجہ کے لوگوں کا ایک گروہ کھڑا ہوگا۔ ان کو خطاب ہوگا کہ جو چاہو اللہ تعالیٰ سے سوال کرو۔ تب وُہ اپنی اپنی آرزوئیں بیان کریں گے اور سب کی تمنائیں پُوری کی جائیں گی۔ پھر ہر ایک کو اُسکی آرزُو سے لاکھ گُنا اور عطا ہوگا۔ اُس کے بعد تیسرا مُنادی ندا کریگا کہ علیؑ ابنِ ابی طالب کے باقی دوستدار کہاں ہیں یہ آواز سُن کر ایک قوم اُٹھے گی جنھوں نے اپنے نفسوں پر ظلم اور تعدّی کی ہوگی۔ تب حُکم ہوگا کہ علیؑ ابنِ ابی طالب سے بُغض رکھنے والے کہاں ہیں۔ یہ سُن کر ایک لشکرِ عظیم اور گروہ کثیر حاضر ہوگا۔ پھر ندا آئے گی کہ ہم ایک محبّ علیؑ ابنِ ابی طالب کے عوض ان میں سے ایک ہزار کو فدا کرتے ہیں۔ تاکہ وُہ (مُحبّ) جنّت میں داخل ہو۔ اے علیؑ اِس طرح سے اللہ تعالیٰ تمھارے مُحبّوں کو بہشت میں داخل فرمائے گا اور تمھارے دُشمنوں کو ان پر فدا کرے گا۔

بعد ازاں حضرتؐ نے ارشاد فرمایا اس افضل واکرم کا دوست اللہ اور اُس کے رسُولؐ کا دوست ہے اور اُس کا دشمن خدا اور اُس کے رسُولؐ کا دشمن ہے اور مُحبّان علیؑ اُمتِ محمدیؐ میں تمام خلقِ خُدا سے افضل اور اشرف ہیں۔

پھر جناب امیرؑ سے مُخاطب ہو کر فرمایا کہ دیکھو اُنھوں نے نظر اُٹھا کر عبداللہ ابنِ ابی اور سات اور یہودیوں کی طرف دیکھا اور عرض کی کہ میں نے مشاہدہ کیا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں اور کانوں پر مُہر لگا دی ہے اور ان کی آنکھوں پر پردہ پڑا ہُوا ہے۔ تب حضرتؐ نے فرمایا کہ اے علیؑ تم زمین میں میرے بعد شہداؑ خُدا (یعنی وُہ لوگ جو ذات باری تعالیٰ کی گواہی دیتے ہیں) میں سب سے افضل ہو۔

الحاصل آیۂ خَتَمَ اللہُ ... الخ کا یہ مطلب ہے کہ ان نشانوں کو ملائکہ دیکھتے ہیں اور ان کو پہچان لیتے ہیں اور رسُولِ خُدا ان نشانات کو دیکھتے ہیں اور ان کے بعد خیر خلق اللہ علیؑ ابنِ ابی طالب ان کو دیکھتے ہیں۔

پھر خُدا فرماتا ہے وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ویعنی ان کے لیے آخرت میں سخت عذاب مہیا کیا گیا ہے اِس لیے کہ وُہ خدا اور اُس کے رسُولؐ کے ساتھ کُفر کرنے کی وجہ سے کاذب تھے۔

قولہ عزّوجلّ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُولُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ

بِمُؤْمِنِيْنَ ٥ یعنی بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر اور روزِ قیامت پر ایمان

لائے ہیں حالانکہ وُہ مومن نہیں ہیں۔

امام حسن عسکری علیہ السّلام نے فرمایا کہ امام عالم مُوسٰی ابنِ جعفر علیہ السّلام نے روایت کی ہے کہ جناب رسالتمآبؐ نے امیرالمومنین علیؑ ابنِ ابی طالب علیہ السّلام کو غدیر کے دن مشہور و معروف جگہ پر کھڑا کیا اور فرمایا کہ اے بندگانِ خُدا بتاؤ میں کون ہُوں اور میرا نسب بیان کرو۔ حاضرین نے جواب دیا کہ آپ محمدؐ ابن عبداللہ ابنِ عبدالمطلب ابنِ ہاشمؑ ابن عبدِ مناف ہیں۔ اُس وقت حضرتؐ نے فرمایا کہ اے لوگو! کیا میں تمھاری جانوں کا تم سے زیادہ مختار اور مالک نہیں ہُوں۔ سب نے عرض کی یا رسُولؐ اللہ بیشک آپ کو ہم سے زیادہ ہماری جانوں کا اختیار حاصل ہے۔ پھر فرمایا آیا تمھارا مالک تم سے زیادہ تم پر اختیار نہیں رکھتا۔ حاضرین نے عرض کی یا رسُولؐ اللہ مالک اور آقا کو زیادہ اختیار ہے۔ اُس وقت آنحضرتؐ نے آسمان کی طرف نگاہ کی اور جناب باری میں عرض کی کہ یا اللہ ان لوگوں کی اِس بات کا گواہ رہنا۔ اسی طرح آنحضرتؐ نے تین بار اپنے کُل کلام کو دُہرایا اور حاضرین نے بھی ویسا ہی کیا۔ بعد ازاں فرمایا۔ اے لوگو! خبردار ہو جس شخص کا میں مالک اور مختار ہوں۔ یہ علیؑ بھی اس کا مالک اور مُختار ہے۔ اے خدا اُس شخص کو دوست رکھ جو اس کو دوست رکھے۔ اور اُس سے دُشمنی رکھ جو اس سے دُشمنی رکھے اور اُس شخص کی نصُرت کر، جو اس کی نصُرت و یاری کرے اور اُس شخص کی مدد نہ کر جو اس کی مدد نہ کرے۔ پھر حضرت ابوبکرؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ علیؑ سے سرداریٔ مومنین پر بیعت کرو (یعنی ان کو امیرالمومنین سمجھ کر بیعت کرو) ابوبکر نے اُٹھ کر بیعت کی پھر عمر سے فرمایا کہ تم بھی ان سے سرداری و حکومت مومنین پر بیعت کرو۔ اس نے بھی کھڑے ہو کر بیعت کی بعد ازاں باقی سات کو امیرالمومنینؑ سے بیعت کرنے کا حکم دیا۔ ان کے بعد رؤسائے مہاجرین و انصار کو فرمان بیعت کا ملا۔ اور اسی طرح سب نے بیعت کی آخر کار عمر ابنِ خطاب نے کھڑے ہو کر کہا کہ اے علیؑ ابنِ ابی طالب مُبارک ہو کہ آپ میرے اور ہر ایک مومن مرد اور عورت کے آقا اور مختار ہو گئے۔ اس کے بعد سب متفرق ہو گئے اور سب سے پختہ عہد و پیمان لیے گئے۔ پھر ان میں سے ایک سرکش اور نافرمان گروہ نے آپس میں صلاح کی کہ جب حضرتؐ کا انتقال ہو جائے گا تو اس امر حکومت کو علیؑ سے ضرور بالضرور ہٹا دیں گے اور اِس کو اس عُہدے پر ہرگز نہ رہنے دیں گے۔ اور اللہ تعالےٰ

اس کی شفاعت سے میدانِ حشر میں سے دس لاکھ آدمی نجات پا جائیں گے اسکے بعد ایک اور منادی ندا کریگا کہ علیؑ ابنِ ابی طالب کے باقی محبّ کہاں ہیں۔ اس آواز پر متوسط درجہ کے لوگوں کا ایک گروہ کھڑا ہوگا۔ ان کو خطاب ہوگا کہ جو چاہو اللہ تعالیٰ سے سوال کرو۔ تب وہ اپنی اپنی آرزوئیں بیان کریں گے اور سب کی تمنائیں پوری کی جائیں گی۔ پھر ہر ایک کو اُسکی آرزو سے لاکھ گنا اور عطا ہوگا۔ اُس کے بعد تیسرا منادی ندا کریگا کہ علیؑ ابنِ ابی طالب کے باقی دوستدار کہاں ہیں یہ آواز سُن کر ایک قوم اُٹھے گی جنھوں نے اپنے نفسوں پر ظلم اور تعدّی کی ہوگی۔ تب حکم ہوگا کہ علیؑ ابنِ ابی طالب سے بُغض رکھنے والے کہاں ہیں۔ یہ سُن کر ایک لشکرِ عظیم اور گروہ کثیر حاضر ہوگا۔ پھر ندا آئے گی کہ ہم ایک محبّ علیؑ ابنِ ابی طالب کے عوض ان میں سے ایک ہزار کو فدا کرتے ہیں۔ تاکہ وہ (محبّ) جنّت میں داخل ہو۔ اے علیؑ اِس طرح سے اللہ تعالیٰ تمھارے محبّوں کو بہشت میں داخل فرمائے گا اور تمھارے دشمنوں کو ان پر فدا کرے گا۔

بعد ازاں حضرتؐ نے ارشاد فرمایا اس افضل واکرم کا دوست اللہ اور اُس کے رسولؐ کا دوست ہے اور اُس کا دشمن خدا اور اُس کے رسولؐ کا دشمن ہے اور محبّانِ علیؑ اُمّتِ محمدیؐ میں تمام خلقِ خدا سے افضل اور اشرف ہیں۔

پھر جناب امیرؑ سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ دیکھو اُنھوں نے نظر اُٹھا کر عبداللہ ابنِ ابی اور ساتھ اور یہودیوں کی طرف دیکھا اور عرض کی کہ میں نے مشاہدہ کیا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں اور کانوں پر مُہر لگادی ہے اور ان کی آنکھوں پر پردہ پڑا ہُوا ہے۔ تب حضرتؐ نے فرمایا کہ اے علیؑ تم زمین میں میرے بعد شہدائے خدا (یعنی وہ لوگ جو ذاتِ باری تعالیٰ کی گواہی دیتے ہیں) میں سب سے افضل ہو۔

الحاصل آیۂ خَتَمَ اللّٰهُ ... الخ کا یہ مطلب ہے کہ ان نشانوں کو ملائکہ دیکھتے ہیں اور ان کو پہچان لیتے ہیں اور رسولِ خدا ان نشانات کو دیکھتے ہیں اور ان کے بعد خیرِ خلق اللہ علیؑ ابنِ ابی طالب ان کو دیکھتے ہیں۔

پھر خدا فرماتا ہے وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ۔ یعنی ان کے لیے آخرت میں سخت عذاب مہیا کیا گیا ہے اس لیے کہ وہ خدا اور اُس کے رسولؐ کے ساتھ کُفر کرنے کی وجہ سے کاذب تھے۔

قولہ عزّوجلّ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُولُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ ۝

یعنی بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر اور روزِ قیامت پر ایمان

لائے ہیں حالانکہ وہ مومن نہیں ہیں۔

امام حسن عسکری علیہ السّلام نے فرمایا کہ امام عالم موسیٰ ابنِ جعفر علیہ السّلام نے روایت کی ہے کہ جنابِ رسالتمآبؐ نے امیرالمومنین علیؑ ابنِ ابی طالب علیہ السّلام کو غدیر کے دن مشہور و معروف جگہ پر کھڑا کیا اور فرمایا کہ اے بندگانِ خدا بتاؤ میں کون ہوں اور میرا نسب بیان کرو۔ حاضرین نے جواب دیا کہ آپ محمدؐ ابن عبداللہ ابنِ عبدالمطلب ابنِ ہاشمؑ ابن عبدِ مناف ہیں۔ اس وقت حضرتؐ نے فرمایا کہ اے لوگو! کیا میں تمھاری جانوں کا تم سے زیادہ مختار اور مالک نہیں ہوں۔ سب نے عرض کی یا رسولؐ اللہ بیشک آپ کو ہم سے زیادہ ہماری جانوں کا اختیار حاصل ہے۔ پھر فرمایا آیا تمھارا مالک تم سے زیادہ تم پر اختیار نہیں رکھتا۔ حاضرین نے عرض کی یا رسولؐ اللہ مالک اور آقا کو زیادہ اختیار ہے۔ اُس وقت آنحضرتؐ نے آسمان کی طرف نگاہ کی اور جنابِ باری میں عرض کی کہ یا اللہ ان لوگوں کی اِس بات کا گواہ رہنا۔ اسی طرح آنحضرتؐ نے تین بار اپنے کُل کلام کو دُہرایا اور حاضرین نے بھی ویسا ہی کیا۔ بعد ازاں فرمایا۔ اے لوگو! خبردار ہو جس شخص کا میں مالک اور مختار ہوں۔ یہ علیؑ بھی اس کا مالک اور مختار ہے۔ اے خدا اُس شخص کو دوست رکھ جو اس کو دوست رکھے۔ اور اُس سے دشمنی رکھ جو اس سے دشمنی رکھے اور اُس شخص کی نصرت کر، جو اس کی نصرت و یاری کرے اور اُس شخص کی مدد نہ کر جو اس کی مدد نہ کرے۔ پھر حضرت ابوبکرؓ سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ علیؑ سے سرداریٔ مومنین پر بیعت کرو (یعنی ان کو امیرالمومنین سمجھ کر بیعت کرو) ابوبکر نے اُٹھ کر بیعت کی پھر عمر سے فرمایا کہ تم بھی ان سے سرداری و حکومت مومنین پر بیعت کرو۔ اس نے بھی کھڑے ہو کر بیعت کی بعد ازاں باقی سات کو امیرالمومنینؑ سے بیعت کرنے کا حکم دیا۔ ان کے بعد روسائے مہاجرین و انصار کو فرمانِ بیعت کا ملا۔ اور اسی طرح سب نے بیعت کی آخر کار عمر ابنِ خطاب نے کھڑے ہوکر کہا کہ اے علیؑ ابنِ ابی طالب مُبارک ہو کہ آپ میرے اور ہر ایک مومن مرد اور عورت کے آقا اور مختار ہو گئے۔ اس کے بعد سب متفرق ہوگئے اور سب سے پختہ عہد و پیمان لیے گئے۔ پھر ان میں سے ایک سرکش اور نافرمان گروہ نے آپس میں صلاح کی کہ جب حضرتؐ کا انتقال ہو جائے گا تو اس امرِ حکومت کو علیؑ سے ضرور بالضرور ہٹا دیں گے اور اِس کو اس عُہدے پر ہرگز نہ رہنے دیں گے۔ اور اللہ تعالےٰ

ان کی اس تجویز کو جانتا تھا، اور ان لوگوں کا یہ دستور تھا کہ حضرتؐ کے پاس آتے تھے اور آکر عرض کرتے تھے کہ یا رسول اللہ آپ نے ایسے شخص کو ہم پر حاکم کیا ہے جو اللہ تعالیٰ اور آپ اور ہم سب کے نزدیک تمام خلقِ خدا سے زیادہ عزیز ہے اور اس کے سبب سے ہم نے ظالموں اور جابروں کے پنجے سے نجات پائی۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے باہم دیگر عداوتِ علیؑ کی تجویزیں کرنے سے معلوم کرلیا تھا کہ ان کے دل اس (علیؑ) کے برخلاف ہیں اور اس کی عداوت پر قائم رہیں گے اور امرِ خلافت کو اُس کے مستحق سے ہٹانے میں کوشش کرینگے اس لیے اپنے حبیبؐ کو ان کے حال سے مطلع فرمایا وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ یعنی بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر ایمان لائے ہیں جس نے آپ کو حکم دیا ہے کہ علیؑ کو اپنی اُمّت کا امام اور محافظ اور مدبّرِ امور مقرر کرے وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ ۘ حالانکہ وہ تمھاری اس بات کا یقین نہیں رکھتے بلکہ وہ تمھارے اور علیؑ کے مار ڈالنے کی تجویزیں کرتے پھرتے ہیں اور تمھاری وفات کے بعد علیؑ سے سرکش ہونے کی جی میں ٹھانے ہوئے ہیں۔

قولہ عزّوجلّ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ وَمَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ

وَمَا يَشْعُرُوْنَ یعنی وہ لوگ خدا کو اور مومنین کو فریب دیتے ہیں اور حقیقتِ حال یہ ہے کہ وہ فقط اپنے ہی نفسوں کو فریب دیتے ہیں اور ان کو کچھ خبر نہیں ہے۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ امام موسیٰ ابن جعفر علیہما السلام نے فرمایا کہ جب علیؑ کے معاملے میں ان کی قیل و قال اور غور و فکر کرنا اور ان کے برخلاف بُری تدبیریں کرنا رسولِ خدا کو معلوم ہُوا تو حضرتؐ نے ان کو بُلا کر دھمکایا۔ تب اُن لوگوں نے بہت بہت قسمیں کھائیں۔ اور اوّل نے عرض کی کہ یا رسول اللہ میں اپنے کسی عمل کو اس بیعت کے برابر نہیں سمجھتا اور مجھے اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے باعث قصر ہائے جنّت کو میرے لیے کُشادہ کریگا اور مجھ کو باشندگانِ جنّت میں سب سے بہتر منزل عطا فرمائے گا اور دُوسرے نے عرض کی کہ یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر سے فدا ہُوں۔ مجھ کو آتشِ جہنّم سے نجات پانے اور بہشت میں داخل ہونے کے واسطے صرف اس بیعت پر ہی اعتماد ہے۔ خدا کی قسم اگر زیرِ زمین سے لے کر عرش تک گوہرِ آب دار اور جواہراتِ فاخرہ کا انبار میرے لیے ہو تب بھی مجھے پسند نہ آئے

کہ میں اس بیعت کو توڑوں بعد اس کے کہ میں نے اس کی بابت اپنے دل میں ٹھانا ہے جو کچھ کہ ٹھانا ہے۔ اور تیسرے نے عرض کی کہ یا رسول اللہ اس بیعت کی خوشی اور خوشنودیِ خدا میں اپنی تمناؤں کے فسخ کرنے کے سبب میرا یہ حال ہے کہ میں یقین کرتا ہوں کہ اگر تمام اہلِ دُنیا کے گناہ بھی میرے اُوپر ہوں تو بھی میں اس بیعت کے سبب ان سب گُناہوں سے پاک ہو جاؤں اور اپنی اِس بات پر قسم کھائی اور اس کے خلاف کرنے والے پر لعنت کی اس کے بعد باقی جابروں اور سرکشوں نے بھی اسی قسم کے عُذر کیے۔ تب اللہ تعالیٰ نے حضرتؐ سے فرمایا کہ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ اللہ کو فریب دیتے ہیں یعنی اپنے دلی منشا کے برخلاف قسمیں کھا کر رسول اللہ کو فریب دیتے ہیں وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اور مومنوں کو بھی جن کے سردار اور افضل علیؑ ابن ابی طالب ہیں دھوکا دیتے ہیں۔ وَمَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ یعنی وہ لوگ اس فریب سے اپنے نفسوں کے سوا اور کسی کو کچھ ضرر نہیں پہنچاتے کیونکہ اللہ تعالیٰ ان سے اور ان کی نصرت سے بے نیاز اور بے پرواہ ہے۔ اگر ان کو مُہلت نہ دیتا تو وہ اپنے فسق و فجور اور سرکشی پر قادر نہ ہوتے۔ وَمَا يَشْعُرُوْنَ اور ان کو خبر نہیں ہے کہ اصل حقیقت یہی ہے اور خُدا اپنے نبی کو ان کے نفاق اور جھوٹ اور کُفر کی اطلاع کر دیتا ہے اور ان کو ظالموں اور بیعت شکنوں کے زمرہ میں شامل کر کے ان پر لعنت کرتا ہے اور دُنیا میں خدا کے برگزیدہ بندے ہمیشہ ان پر لعنت کیا کرینگے اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کے سخت عذابوں میں مُبتلا ہوں گے۔

قولہ عزّوجلّ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ ۙ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۢ بِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ

یعنی ان کے دلوں میں بیماری ہے اور اللہ نے ان کی بیماری کو اور زیادہ کر دیا ہے اور ان کو جھوٹ بولنے کے سبب دردناک عذاب ملے گا۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ امام موسیٰ ابن جعفر علیہما السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب ان منافقوں نے طرح طرح کے عُذر پیش کیے تو حضرتؐ نے آکی اتنی عزّت کی کہ ان کی ظاہری باتوں کو مان لیا۔ اور ان کے دِلوں کا مُعاملہ خُدا کے سپرد کیا لیکن جبرئیلؑ امین جانب ربّ العالمین سے نازل ہُوئے اور عرض کی کہ اے محمدؐ خدائے بزرگ و برتر بعد درود و سلام کے ارشاد فرماتا ہے کہ ان سرکشوں کو جن کی طرف سے علیؑ کے بارے میں تم کو خبریں پہنچی ہیں اور اس کی بیعت کو توڑنے

اور اُس کی مخالفت پر کمر بستہ ہونے کا حال تُم کو معلوم ہوا ہے۔ باہر لے جاؤ تاکہ علیؑ منجملہ ان کرامتوں کے جن سے اللہ تعالیٰ نے اس کو مشرف فرمایا ہے کہ زمین اور پہاڑوں اور آسمان اور تمام مخلوقات کو اس کا مطیع کیا ہے اور اسی واسطے اس کو تمہارا جانشین اور خلیفہ مقرر فرمایا ہے چند عجائبات ان کے رُوبرو ظاہر کرے تاکہ ان کو معلوم ہو کہ علیؑ کو ان کی کچھ پرواہ نہیں ہے اور وُہ ان سے انتقام لینے سے صرف اُس خُداوند متعال کے حکم سے باز رہتا ہے جو اس کے اور ان کے اُمور کا مدبّر ہے اور اس تدبیر کے انتہا تک پہنچنے والا ہے اور ہمیشہ حکمت سے کام لیتا ہے اور جو کچھ حکمت کا منشا اور مقتضا ہوتا ہے اس کو جاری کرتا ہے۔

جب یہ حکم نازل ہُوا تو حضرتؐ نے اس جماعت کو جن کی طرف سے علیؑ کے امر خلافت میں طرح طرح کی باتیں اور ان کی مخالفت کرنے کی تجویزیں اور سازشیں کرنے کی خبریں پہنچی تھیں، حکم دیا کہ باہر چل کر علیؑ کا حال دیکھو اور علیؑ سے جب کہ وُہ مدینہ کے کسی پہاڑ کی گھاٹی پر کھڑے تھے۔ فرمایا کہ اے علیؑ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو حکم دیا ہے کہ تمہاری نصرت اور یاوری کریں اور ہمیشہ تمہاری خدمت گزاری میں مشغول رہیں اور نہایت کوشش سے فرمانبرداری کا حق ادا کریں اگر یہ لوگ تمہاری اطاعت کریں تو ان کے لیے بہتر ہے کہ ملک جنان میں ابد تک سلطنت کریں گے اور خوش حال رہیں گے اور اگر مخالفت کریں تو ان ہی کے حق میں بُرا ہے کہ ہمیشہ آتش جہنم میں مُبتلا رہیں گے۔ بعد ازاں اس جماعت کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا اے لوگو آگاہ ہو اور خوب سمجھ لو اگر تم علیؑ کی تابعداری کرو گے تو کامیاب اور بہرہ ور ہو گے اور اگر ان کی مخالفت کرو گے تو شقی اور ناکام رہو گے اور اللہ تعالیٰ نے ان کو ان چیزوں کے باعث جو عنقریب تم مشاہدہ کرو گے تمہاری موافقت اور مخالفت سے بے پروا کر دیا ہے۔ پھر جناب امیرؑ سے فرمایا کہ یا علیؑ تم محمدؐ اور اس کی آلؑ اطہار کے مرتبے کا جن کے محمدؐ کے بعد تم سردار ہو واسطہ دے کر خدا سے دُعا کرو کہ ان پہاڑوں کو تمہاری مطلوبہ چیزوں کی شکل میں تبدیل کر دے۔ الغرض وُہ پہاڑ تمام چاندی کے ہو گئے پھر ان پہاڑوں نے آواز دی کہ اے علیؑ۔ اے وصی رسُولؐ ربّ العالمین اللہ جلشانہ نے ہم کو آپ کے لیے مُہیّا کیا ہے۔ اگر آپ اپنے کام میں ہم کو صرف کرنا چاہیں تو جب آپ بُلائیں ہم فوراً جواب دیں گے تاکہ آپ اپنا حکم ہم پر جاری کریں۔ پھر

سُرخ سونے کی صُورت میں بدل گئے اور وُہی باتیں کیں جو چاندی نے کی تھیں اُس کے بعد مُشک اور عنبر اور جواہر اور یاقُوت کی شکلوں میں منقلب ہُوئے اور ہر چیز آپ کو آواز دیتی تھی۔ اے ابوالحسنؑ اے برادرِ رسُولؐ ہم آپ کے محکوم ہیں جب آپ کہیں یا ہم کو خرچ کرنا چاہیں تو آواز دیں ہم فوراً جواب دیں گے اور جو چیز آپ کو مطلوب ہو گی۔ اُسی صُورت میں پلٹ جائیں گے۔ بعد ازاں آنحضرتؐ نے ان منافقوں کی طرف مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا آیا تم نے دیکھا کہ خُدائے بزرگ و برتر نے علیؑ کو یہ خزانے جو تم نے مشاہدہ کیے عطا فرما کر تمہارے مالوں سے مستغنی اور بے پروا کر دیا ہے۔ پھر امیر المومنین علیہ السّلام سے فرمایا کہ یا علیؑ اللہ تعالیٰ سے محمدؐ اور اُس کی آلؑ اطہار کا جن کے محمدؐ کے بعد تم سردار ہو واسطہ دے کر سوال کرو کہ وُہ ان پہاڑوں کے درختوں کو ہتھیار بند مردوں کی صُورت میں اور پتھروں کو شیروں اور چیتوں اور اژدہاؤں کی صُورت میں تبدیل کر دے۔ حضرتؐ کا یہ ارشاد سُن کر جنابِ امیرؑ نے دُعا کی اور تمام پہاڑ اور ٹیلے اور زمین ہتھیار بند دلاوروں سے کہ دُنیا کے دس ہزار آدمی ان میں سے ایک کا بھی مُقابلہ نہیں کر سکتے اور شیروں اور چیتوں اور اژدہاؤں سے بھر گئی۔ یہاں تک کہ وُہ پہاڑ اور زمینیں اور ٹیلے اِن سے پٹ گئے اور ہر ایک ندا دیتا تھا کہ اے علیؑ اے وصیِّ رسُولِ خداؐ۔ اللہ تعالیٰ نے ہم کو آپ کا فرماں بردار بنایا ہے۔ اور ہم کو حکم دیا ہے کہ جب آپ ان لوگوں کی بیخ کنی کے لیے جن پر ہم کو مسلّط کیا ہے حُکم دیں تعمیل کریں۔ آپ حکم دیجئے فوراً تعمیل ہو گی اور جو چاہیں فرمائیں اطاعت کو حاضر ہیں۔ اے علیؑ اے وصیِّ رسُولِ خُداؐ۔ اللہ جلّ جلالہٗ کے نزدیک آپ کی اِس قدر قدر و منزلت ہے کہ اگر آپ خُدا سے سوال کریں کہ تمام زمین کی اطراف و جوانب کو میرے واسطے کیسۂ زر کی طرح ایک سونے کا ڈلا کر دے، تو بیشک وُہ ایسا ہی کر دے۔ یا یہ دُعا کریں کہ آسمان کو زمین پر گرا دے تو فوراً آپ کی دُعا قبول ہو۔ یا آپ خدا سے سوال کریں کہ میری خاطر زمین کو آسمان کی طرف بلند کر تو وُہ رحیم و کریم ایسا ہی ظہور میں لائے، یا یہ درخواست کریں کہ سمندر کے کھارے پانی کو میری خاطر سے میٹھا پانی یا پارہ یا روغن بان کر دے یا اور کسی قسم کی پینے کی چیز یا کسی قسم کا روغن بنانے کی درخواست کریں تو اللہ تعالےٰ ضرور ویسا ہی

کر دے اور اگر آپ یہ التماس کریں کہ سمندروں کو منجمد کر دے اور باقی خشک زمین سمندر بنا دے تو پروردگارِ عالم آپ کی خاطر سے ایسا ہی ظہور میں لائے جب اللہ تعالیٰ کے نزدیک آپ کی یہ قدر و منزلت اور عزت و وقار ہے۔ تو آپ ان سرکشوں کی سرکشی اور ان مخالفوں کی مخالفت سے کچھ بھی محزون و غمگین نہ ہوں اور ان کی ذرا پرواہ نہ کریں اور ایسا خیال کریں کہ گویا ان کی مدتِ دنیا تو ختم ہو گئی ہے اور وہ اس میں کبھی موجود ہی نہ تھے اور گویا خانۂ آخرت ان پر وارد ہو چکا ہے اور وہ اس میں ہمیشہ سے تھے یا علیؑ ان لوگوں کو آپ کی اطاعت سے سرکشی کرنے کے باعث ان کے فاسق اور کافر ہونے کے باوجود اسی قادرِ مطلق و احکم الحاکمین نے مہلت دے رکھی ہے جیسے کہ فرعون ذو الاوتاد اور نمرود ابن کنعان اور دیگر سرکشان و مدعیانِ الوہیت اور سرتاج سرکشان اور سرچشمہ ضلالات یعنی ابلیس لعین کو مہلت دی ہے آپ اور وہ اس دار ناپائیدار کے لیے پیدا نہیں ہوئے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے تم سب کو اس گھر کے لیے خلق کیا ہے جو ہمیشہ رہے گا اور کبھی فنا نہ ہوگا۔ ہاں یہ بات ہے کہ ایک گھر سے دوسرے گھر کی طرف منتقل ہوتے ہو اور اللہ تعالیٰ کو کچھ حاجت نہیں ہے کہ کسی کو اپنی مخلوقات کا محافظ اور نگہبان مقرر کرے لیکن اس نے آپ کو ان پر شرف دیتے اور آپ کی فضل و کرامات کے اظہار کا ارادہ کیا ہے اور اگر وہ چاہتا تو ان سب کو ہدایت کی توفیق دیتا۔

القصہ جب اس قوم نے جناب امیر المومنین علیہ السلام کے یہ فضائل اور مدارج مشاہدہ کیے تو ان کے مرض جسمانی پر مرض قلوب کا اور اضافہ ہو۔ اس لیے حق سبحانہ و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ ان سرکشوں اور شک کرنے والوں اور اس بیعت علیؑ کے توڑنے والوں کے دلوں میں بیماری ہے۔ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا اور خدا نے ان کی بیماری کو اور زیادہ کر دیا کہ ان کے دل اس کے لیے متکبر اور مغرور ہو گئے۔ ان آیات و معجزات کے عوض جو اس نے ان کے سامنے ظاہر کیے۔ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌۢ بِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ اور ان کے لیے عذاب دردناک ہے کیونکہ وہ حضرت محمدؐ کی تکذیب کرتے ہیں اور جھوٹ موٹ کہتے ہیں کہ ہم اس بیعت اور عہد پر قائم رہیں گے۔

قولہ عزوجل وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوْا فِى الْاَرْضِ قَالُوْٓا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ۝

اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ وَلٰكِنْ لَّا يَشْعُرُوْنَ۝ یعنی اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ زمین میں فساد مت کرو تو وہ جواب میں کہتے ہیں کہ ہم تو صرف اصلاح کرنے والے ہیں۔ آگاہ ہو کہ فقط وہی فساد کرنے والے ہیں مگر ان کو اس بات کی خبر نہیں ہے۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ جب روزِ غدیر کی بیعت کے توڑنے والے لوگوں سے کہا جاتا ہے کہ لَا تُفْسِدُوْا فِى الْاَرْضِ خدا کے ضعیف الاعتقاد بندوں کے سامنے بیعت کے توڑنے کا اظہار کر کے زمین میں فساد مت برپا کرو کہ وہ بیچارے تمہاری باتوں کو سن کر اپنے دین و مذہب میں مشوش اور حیران ہو جائیں تو قَالُوْٓا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ۝ وہ کہتے ہیں کہ ہم تو صرف اصلاح اور درستی کرتے ہیں کیونکہ ہم نہ تو دین محمدیؐ کے معتقد ہیں اور نہ اس کے سوا کسی اور دین کو مانتے ہیں اور دین کے بارے میں حیران و سرگردان ہیں اس لیے بظاہر دین و شریعت محمدی کو تسلیم کر کے آنحضرتؐ کو خوش کرتے ہیں اور باطن میں اپنی خواہشوں کو پورا کرتے ہیں اور بہرہ مند اور مرفہ الحال ہوتے ہیں اور اپنی جانوں کو محمدؐ کی غلامی سے آزاد کرتے ہیں اور اس کے چچا کے بیٹے علیؑ کی متابعت سے بچاتے ہیں۔ اگر وہ دنیا میں صاحبِ دولت و حشمت ہوا تو اس کی طرف متوجہ ہوں گے اور اگر اس کا کام بگڑ گیا تو اس کے دشمنوں کی قید سے محفوظ رہیں گے اس لیے خدائے بزرگ و برتر فرماتا ہے۔ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ آگاہ ہو کہ وہی لوگ مفسد ہیں کہ وہ ایسے کام کرتے ہیں کیونکہ حق تعالیٰ اپنے نبیؐ کو ان کے منافق ہونے کی اطلاع دیگا اور وہ ان کو لعنت کرے گا اور دیگر مومنین کو بھی ان پر لعنت کرنے کا حکم دے گا اور مومنوں کے دشمن بھی ان پر اعتماد نہ کریں گے کیونکہ وہ گمان کریں گے کہ جس طرح یہ اصحاب محمدؐ سے نفاق رکھتے ہیں۔ اسی طرح ہم سے بھی نفاق رکھیں گے۔ اس لیے ان کو ان کی نظروں میں بھی کچھ وقار حاصل نہ ہوگا اور ان کا ذرا بھر اعتبار نہ کریں گے۔

قولہٗ عزوجل وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا كَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ كَمَآ اٰمَنَ السُّفَهَآءُ ۭ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَآءُ وَلٰكِنْ لَّا يَعْلَمُوْنَ۝ اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ تم ایمان لاؤ جس طرح مومن لوگ ایمان لائے ہیں۔ وہ جواب دیتے ہیں کہ کیا ہم بیوقوفوں کی

طرح ایمان لائیں۔ آگاہ ہو کہ وُہ خود ہی بیوقوف ہیں لیکن وُہ نہیں جانتے۔

امام حسن عسکری علیہ السّلام نے فرمایا کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ

وَاِذَا قِیۡلَ لَهُمۡ اٰمِنُوۡا جب ان ناکثانِ بیعت مرتضوی سے سلمانؓ اور مقدادؓ اور ابوذرؓ جیسے برگزیدہ مومنوں نے کہا کہ تم رسولِؐ خدا اور علیؑ پر جس کو اللہ تعالیٰ نے ان کا جانشین اور قائمقام مقرر کیا ہے اور دین و دُنیا کی کُل مصلحتوں کو اس سے متعلق کیا ہے ایمان لاؤ اور اِس نبیؐ پر ایمان لاؤ اور اس امام کو تسلیم کرو اور ظاہر اور باطن میں اس کو قبول کرو۔ کَمَاۤ اٰمَنَ النَّاسُ جس طرح سے کہ مومن لوگ مثلاً سلمانؓ۔ مقدادؓ۔ ابوذرؓ اور عمارؓ ایمان لائے ہیں تو وُہ منافق اِس کے جواب میں اپنے واقف کاروں اور رفیقوں سے قَالُوۡۤا اَنُؤۡمِنُ کَمَاۤ اٰمَنَ السُّفَهَآءُ کہتے ہیں نہ کہ ان مومنوں سے۔ کیونکہ ان کے سامنے ایسا جواب دینے کی ان کو جرأت نہیں ہے۔ لیکن اپنے معتقد منافقوں سے جو ان کے واقف کار اور ہم راز ہیں اور ضعیف الاعتقاد لوگوں اور اُن مومنوں سے جن پر ان کو یہ اعتماد ہے کہ وہ ہماری پردہ دری نہیں کریں گے۔ ذکر کرتے ہیں اور کہتے ہیں۔ کہ کیا ہم سفیہ اور نادان لوگوں کی طرح ایمان لے آئیں اور سفہا سے سلمانؓ اور اس کے ہمراہی مُراد لیتے ہیں۔ کیونکہ اُنھوں نے علیؑ کی سچی محبّت اور خالص فرمانبرداری اختیار کی ہے اور اس کے دوستوں کی دوستی اور دُشمنوں کی دشمنی اختیار کر کے اپنے رازوں کو ایسا فاش کیا ہے کہ اگر محمدؐ کے کام میں کچھ خرابی پڑ جائے تو اُس کے دُشمن ان کو پامال اور برباد کر ڈالیں اور دیگر سلاطین اور محمدؐ کے مخالف ان کو ہلاک کر دیں یعنی ان کے زعم میں وُہ مومن دُشمنانِ محمدؐ کی اس دار و گیر سے بالکل ناآشنا اور انجان ہیں (اس لیے وُہ منافق لوگ ان کو بیوقوف کہتے ہیں) اس لیے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَلَاۤ اِنَّهُمۡ هُمُ السُّفَهَآءُ آگاہ ہو کہ وُہ منافق ہی نادان اور بیوقوف اور ناقص العقول ہیں کہ اُنھوں نے محمدؐ کے معاملے کو نظرِ غور سے نہیں دیکھا جو وُہ اُس کی نبوّت کو پہچانتے جس سے ان کو معلوم ہوتا کہ امرِ دین و دُنیا کو جو علیؑ کے سپرد کیا ہے یہ بالکل صحیح اور درست ہے۔ اب وُہ دلائل الٰہی میں فکر و تامل نہ کرنے کے سبب جاہل اور بیخبر رہے اور محمدؐ اور اس کے اصحاب سے ڈرتے ہیں اور انکے مخالفوں سے بھی امن میں نہیں ہیں معلوم نہیں کون غالب ہوگا جو ان کو ہلاک کریگا۔ اس لیے وُہ خود ہی بیوقوف اور نادان ہیں کیونکہ

اس نفاق کے سبب نہ تو وُہ محمدؐ اور دیگر مومنین کے طرفدار تسلیم کیے جاتے ہیں اور نہ یہودیوں اور دیگر کافروں کے حامی و مددگار مانے جاتے ہیں کیونکہ وُہ آنحضرتؐ اور اُن کے مخالفین ہر دو سے نفاق رکھتے ہیں حضرتؐ کے رُوبرو ظاہر کرتے ہیں کہ ہم ان کو اور ان کے بھائی علیؑ کو دوست رکھتے ہیں اور ان کے دشمنوں یہود و نواصب سے دُشمنی رکھتے ہیں۔ اسی طرح حضرتؐ کے مخالفوں سے کہتے ہیں کہ ہم محمدؐ اور علیؑ کے دشمن ہیں اور ان کے دُشمنوں کے دوست اس لیے وُہ مخالف بھی جانچ لیتے ہیں کہ یہ لوگ جس طرح محمدؐ اور علیؑ سے نفاق رکھتے ہیں اِسی طرح ہم سے بھی وَلٰكِنۡ لَّا يَعۡلَمُوۡنَ لیکن ان منافقوں کو علم نہیں ہے کہ امرِ واقعی یہ ہے اور خدا اپنے نبیؐ کو اُن کے بھیدوں پر مطلع کر دیگا اور وُہ اُن کو شناخت کر لے گا اور ان پر لعنت کریگا اور اپنی نظر سے گرا دے گا۔

قولہ عزّوجلّ وَاِذَا لَقُوا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا قَالُوۡۤا اٰمَنَّا وَاِذَا خَلَوۡا اِلٰى شَيٰطِيۡنِهِمۡ قَالُوۡۤا اِنَّا مَعَكُمۡ اِنَّمَا نَحۡنُ مُسۡتَهۡزِءُوۡنَ ۝ اَللّٰهُ يَسۡتَهۡزِئُ بِهِمۡ وَيَمُدُّهُمۡ فِىۡ طُغۡيَانِهِمۡ يَعۡمَهُوۡنَ ۝ یعنی اور جب وُہ منافقین مومنوں سے مُلاقات کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے ہیں اور تمھاری طرح مومن ہیں اور جب خلوت میں اپنے مثل شیاطین گمراہ کرنے والے یاروں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم تو تمھارے ساتھ ہیں اور یہ جو ہم اظہارِ ایمان کرتے ہیں تو یہ تو فقط ہم ان سے ہنسی اور تمسخر کرتے ہیں۔ خُدا اِن کو ان کے ہنسی اُڑانے کی جزا دیگا۔ اور ان کو ان کی سرکشی میں پڑا رہنے دیگا کہ وُہ اسی میں حیران و سرگردان رہیں۔

امام حسن عسکری علیہ السّلام نے بیان کیا کہ امام موسیٰ ابنِ جعفر علیہما السّلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ وَاِذَا لَقُوا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا قَالُوۡۤا اٰمَنَّا جب وُہ بیعت شکن اور علیؑ کی مخالفت پر قائم رہنے والے اور امرِ خلافت کو ان سے ہٹانے والے منافق لوگ مومنوں سے مُلاقات کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم تمھاری طرح ایمان لائے ہیں اور جب سلمانؓ۔ مقدادؓ۔ ابُوذرؓ اور عمارؓ سے ملتے ہیں تو ان سے کہتے ہیں کہ یا خدا ہم محمدؐ پر ایمان لائے ہیں اور علیؑ کی بیعت اور اُسکی فضیلت کو تسلیم کرتے ہیں اور اُس کے حکم کے مُطیع و فرمانبردار ہیں جس طرح سے کہ تم لوگ ایمان لائے ہو اور اس کا باعث یہ تھا کہ ان منافقوں کا پہلا اور دوسرا اور تیسرا نویں تک کبھی کبھی راستے میں سلمانؓ اور اس کے ہمراہیوں سے دوچار ہوتے تھے اور جب ان کو دیکھتے تھے تو ناک بھوں چڑھا کر یہ

منافقوں کا امام رسولؐ سے بغض کرنا

کلمہ زبان پر لاتے تھے کہ یہ لوگ (معاذ اللہ) اِس جادوگر یعنی محمدؐ اور اِس جنگجو یعنی علیؑ کے اصحاب ہیں پھر آپس میں کہتے تھے کہ ان سے پرہیز اور کنارہ کشی کرو۔ ایسا نہ ہو کہ علیؑ کے باب میں جو کچھ محمدؐ نے کہا ہے اور ہم اِس کے منکر ہیں اس بارے میں کوئی بات بے سوچے اچانک تمھارے مُنہ سے نِکل جائے اور یہ لوگ واقف ہو جائیں اگر ایسا ہُوا تو یہ جا کر تمھاری چُغلی کھائیں گے اور یہ امر تمھاری ہلاکت کا باعث ہو گا۔ تب اول کہتا تھا کہ تم دیکھنا آج میں ان کی کیسی ہنسی اُڑاتا ہوں اور ان کے شر کو تمھارے سر سے ٹالتا ہوں۔ الغرض جب مُلاقات ہوتی تھی تو ایک کہتا تھا اے سلمانؓ خوش آمدی تم وہ فرزندِ اسلام ہو کہ جس کے باب میں سیدالانام حضرت محمدؐ نے فرمایا ہے کہ اگر دینِ خُدا ثُریا پر مُعلق ہو تو بھی فارس کے لوگ اس کو حاصل کر لیں گے اور یہ یعنی سلمانؓ اُن سب میں افضل ہو گا نیز آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ سلمانؓ ہم اہلبیتؑ میں سے ہے۔ اس طرح سے اے سلمانؓ تم کو آنحضرتؐ نے جبرئیلؑ امین کا ہمسر اور ہم رُتبہ قرار دیا۔ جس کے بارے میں روزِ عبا جبکہ اُس نے رسُولِ خداؐ کی خدمت میں عرض کی کہ یا رسُولؐ اللہ کیا میں بھی تم اہلبیتؑ میں سے ہُوں۔ حضرتؐ نے فرمایا ہاں تُو بھی ہم میں سے ہے اور جبرئیلؑ کو اس ارشاد کے سُننے سے اِس درجہ خوشی ہُوئی کہ وُہ عالمِ بالا میں جا کر فخر کرتے تھے اور کہتے تھے واہ واہ اب فرشتوں میں میرا مثل و نظیر کون ہو سکتا ہے کہ میں اہلبیتؑ محمدؐ کی شمار میں داخل ہوں۔

پھر اس (مُنافق) نے مقدادؓ سے مخاطب ہو کر کہا کہ اے مقدادؓ خوش آمدی تم وُہ شخص ہو جس کے بارے میں رسُولِ خداؐ نے علیؑ سے فرمایا کہ اے علیؑ مقدادؓ تمھارا دینی بھائی ہے اور تم کو دوست رکھتے اور تمھارے دُشمنوں کو دشمن رکھنے اور تمھارے دوستوں سے محبت کرنیکے باعث ایسا معلُوم ہوتا ہے کہ گویا وُہ تم سے شگافتہ کیا گیا ہے اور تمھارے ہی جسم کا ایک ٹکڑا ہے۔ لیکن اے مقدادؓ آسمانوں اور حجابوں کے فرشتے تم کو تمھارے علیؑ کو دوست رکھنے کی نسبت زیادہ دوست رکھتے ہیں اور جس قدر تم دُشمنانِ علیؑ سے بغض رکھتے ہو وُہ اس کی نسبت بہت زیادہ تمھارے دُشمنوں سے عداوت رکھتے ہیں۔ اے مقدادؓ تم کو مُبارک ہو اور پھر مُبارک ہو۔

بعد ازاں ابوذرؓ سے مُخاطب ہو کر کہنے لگا اے ابوذرؓ خوش آمدی تم وہ شخص ہو جس کے باب میں آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ روئے زمین پر اس چرخِ نیلی کے نیچے ابُوذرؓ سے زیادہ کوئی راستگو نہیں ہے

حضرتؐ کا یہ ارشاد سُن کر بعض اصحاب نے عرض کی یا رسُولؐ اللہ کیا سبب ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس کو اِس شرافت اور فضیلت سے ممتاز فرمایا۔ فرمایا اس کی وجہ یہ ہے کہ وُہ میرے بھائی علیؑ ابن ابی طالبؑ کے فضائل کو کثرت سے بیان کرتا ہے اور ہر حالت میں اس کی تعریف اور مدح سرائی میں مشغول رہتا ہے اور اس کے دُشمنوں کا دشمن اور اس کے دوستوں اور محبوں کا دوست اور محب ہے عنقریب اللہ تعالیٰ اسکو ساکنانِ جنت میں سب سے افضل اور اشرف درجہ عطا کریگا اور اس قدر کنیزیں اور غلام اور لڑکے خدمت کیلئے عنایت فرمائیگا جن کی تعداد خدا کے سوا اور کسی کو معلوم نہیں۔

پھر عمارؓ یاسر کی طرف متوجہ ہو کر کہا آیئے آیئے تشریف لایئے۔ اے عمار باوجود اسکے کہ تم واجبی اور سُنتی عبادتوں سے زیادہ اور کسی قسم کی عبادت بجا نہیں لاتے اور سب کو ترک کر رکھا ہے۔ مگر تاہم تم نے رسُولِ خدا کے بھائی کی محبت کے باعث وُہ عالی درجہ حاصل کیا ہے کہ کوئی ریاضت کرنے والا جو راتوں کو محرابِ عبادت میں کھڑا رہے اور دنوں کو روزہ رکھے اور کوئی سخاوت کرنے والا جو اپنے مالوں کو راہِ خدا میں صرف کر دے اگرچہ تمام دُنیا بھر کے مال اس کے تصرف میں ہوں اس درجہ کو نہیں پا سکتا تم کو مُبارک ہو کہ حضرتؐ نے تم کو علیؑ کا مخلص دوست اور اس کی طرف سے جنگ کرنے والا منتخب فرمایا ہے اور خبر دی ہے کہ تم عنقریب اس کی محبت میں قتل کئے جاؤ گے اور قیامت کے دن اس کے گروہ کے منتخب اور پسندیدہ لوگوں میں محشور ہو گے۔ اللہ تعالیٰ مجھ کو بھی تمھارے اور تمھارے ان ہمراہیوں کے اعمال کی توفیق عطا کرے۔ جو پیغمبرِ خُدا محمدؐ اور ولیِ خدا برادرِ رسُولؐ علیؑ ابنِ ابی طالب کی خدمتگزاری اور ان کے دُشمنوں کی دُشمنی اور ان کے دوستوں اور محبوں کی دوستی اور رفاقت میں نہایت سرگرم ہیں۔ اللہ تعالیٰ آج کی طرح پھر بھی عنقریب تمھاری مُلاقات سے ہم کو کامیاب اور بہرہ ور کرے گا۔

ان منافقوں کی ان ظاہری باتوں کو سلمانؓ اور اسکے ہمراہی حکمِ خدا کے موافق قبول کر لیتے تھے اور وہاں سے چلے جاتے تھے۔ ان کے جانے کے بعد منافق اول اپنے ہمراہیوں سے کہتا تھا تُم نے دیکھا میں نے کیسی ان کی ہنسی اُڑائی اور ان کے شر کو اپنے اور تمھارے نفس سے باز رکھا تب وہ کہتے کہ جب تک تُو زندہ ہے ہم چین سے رہیں گے اس کے جواب میں وُہ ان سے کہتا کہ تم بھی ان سے ایسا ہی سلوک کیا کرو اور ان کے باب میں اس قسم کی فرصت کو غنیمت جانا کرو۔ کیونکہ عاقل اور دانا

وہ شخص ہے جو اپنے غم و غصّہ میں صابر رہے۔ یہاں تک کہ فرصت پائے۔

وَإِذَا خَلَوْا إِلَىٰ شَيَاطِينِهِمْ اس کے بعد وہ اپنے منافق اور سرکش یاروں کے پاس آتے تھے جو ان احکام میں جن کو رسولِ خدا اللہ تعالیٰ کی طرف سے امیرالمومنین علیہ السلام کے فضل ہونے اور اُن کو تمام خلق کا امام مقرر کرنے کے باب میں ان کے سامنے بیان کرتے تھے آنحضرتؐ کی تکذیب کرنے اور جھٹلانے میں ان کے شریک تھے قَالُوا اور آکر اُن سے کہتے تھے کہ إِنَّا مَعَكُمْ ہم اس تجویز اور مشورے میں جو بعد انتقال محمدؐ کے علیؑ سے امر خلافت کے رفع کرنے کے باب میں کیا گیا ہے مَعَكُمْ تمہارے ساتھ شامل ہیں إِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِئُونَ اور یہ جو ہمارا ان سے درگزر کرنا اور مدارات سے پیش آنا تم سنتے اور دیکھتے ہو۔ اس سے کہیں دھوکے میں نہ پڑ جانا ہم تو یہ سب کچھ فقط ہنسی اور تمسخر کی راہ سے کرتے ہیں۔ اس لیے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے محمدؐ اللَّهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ خدا اُن کو دنیا اور آخرت میں اُن کو اس ہنسی اُڑانے کا عوض دے گا۔ وَيَمُدُّهُمْ فِي طُغْيَانِهِمْ اور اُن کو مہلت دے گا اور اپنی نرمی کے سبب اُن کو فرصت اور تاخیر عطا کریگا اور ان کو توبہ کرنے کی دعوت فرمائے گا اور جب وہ رجوع کریں گے تو ان کو بخشش کا وعدہ دیگا۔ يَعْمَهُونَ اور وہ حیران اور سرگشتہ رہیں گے کہ نہ تو امر قبیح سے بچیں گے اور محمدؐ اور علیؑ کو جو اذیت پہنچانا ان کے امکان میں ہوگا ضرور پہنچائیں گے اور ہرگز ترک نہ کریں گے۔

امام عالم یعنی موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ دُنیا میں تو ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی ہنسی کرنے کا طریق یہ ہے کہ ان کے اظہار اسلام کی وجہ سے ان پر احکام اسلام کو جاری کیا ہے اور تعریضاً اور کنایتہً رسولؐ خدا ان کے ساتھ موافقت اور مرافقت برتتے ہیں یہاں تک کہ مخلص مومنین اس تعریض و کنایہ کا مطلب سمجھ لیتے ہیں اور حکم خدا سے پیغمبر خدا ان پر لعنت کرتے ہیں۔

اور آخرت میں یہ طریق برتا جائیگا کہ جب اللہ تعالیٰ خانۂ لعنت و ذلت میں ان کو جگہ دے گا اور طرح طرح کے عذابوں سے معذّب کریگا اور ان مومنین کو بہشت میں جناب محمدؐ برگزیدہ بادشاہ و منتقم حقیقی کے حضور میں مقیم فرمائے گا۔ تو ان منافقوں کو جو دارِ دُنیا میں ان سے تمسخر اور استہزاء کرتے تھے دکھلائیگا یہاں تک کہ جب وہ ان منافقوں کو عجیب لعنتوں اور عذابوں میں مبتلا دیکھیں گے تو ان کو اس حال میں دیکھ کر ان پر ہنسی اور طعنہ زنی کر کے عجب لذت اور سرور حاصل کریں گے جیسے اپنے

خدا کا منافقوں سے دنیا و آخرت میں ہنسی کرنا

پروردگار کی نعمتہائے جنّت سے متلذذ اور مسرور ہوں گے اُس وقت وہ مومن ان کافروں اور منافقوں کے نام اور صفات کو پہچان لیں گے اور وہ طرح طرح کے عذابوں میں گرفتار ہونگے بعض کو تو جہنّم کے اژدہا اپنے دانتوں سے کاٹتے ہونگے اور بعض کو وہاں کے درندے اپنے پنجوں میں لیے ہوں گے اور ان سے کھلاڑیاں کرتے اور اُن کو پھاڑ پھاڑ کر کھاتے ہونگے اور بعض کو شعلہ ہائے جہنّم کے کوڑے اور گرز اور موگرے لگ رہے ہونگے اور ان پر پڑ پڑ کر ان کے عذاب اور ذلت کو اور بڑھا رہے ہونگے اور بعض گرم پانی کے دریاؤں میں غرق ہوں گے اور ان میں کھینچے جاتے ہونگے اور بعض پیپ اور گندی آلائش میں پڑے ہونگے کہ شعلہ ہائے جہنّم اس سے اُن کو دھکیلتے ہونگے اور بعض اور اور قسم کے عذابوں میں مبتلا ہوں گے جب وہ کافر اور منافق ادھر نظر کرینگے تو ان مومنوں کو جن پر وہ دارِ دنیا میں محمدؐ اور علیؑ اور ان کی آل اطہار کی محبت وولا کے معتقد ہونے کے سبب ہنستے تھے۔ دیکھیں گے کہ بعض تو فرشہائے جنّت پر لوٹ رہے ہیں اور وہاں کے میوے کھا رہے ہیں اور بعض بہشت کے دریچوں اور باغوں اور سیرگاہوں میں مزے اُڑا رہے ہیں اور حوریں اور کنیزیں اور لڑکے اور لونڈیاں اور غلمان ان کے سامنے حاضر ہیں اور گرد پیش خدمت کے لیے جمع ہیں اور فرشتگانِ الٰہی اس کی طرف سے طرح طرح کے عطایا اور کرامات اور عجیب و غریب تحفے اور ہدیے اور احسانات لے کر آتے ہیں اور کہتے ہیں سَلَامٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ یعنی تم پر سلامتی ہے اس لیے کہ تم نے صبر کیا اور خانۂ آخرت بہت اچھی جگہ ہے اور وہ مومن جو اُن منافقوں کو دیکھ رہے ہونگے کہیں گے۔ اے فلاں اے فلاں اے فلاں اسی طرح سب کو نام بنام پکار کر کہیں گے تم کیوں اس ذلت و خواری میں پڑے ہو۔ ادھر آؤ بہشت کے دروازے تمہارے لیے کھولتے ہیں تاکہ تم اس عذاب سے چھوٹو اور نعمتہائے جنّت میں ہمارے شریک ہو جاؤ۔ یہ سُن کر وہ منافق اور کافر جواب دیں گے۔ افسوس ہم کو یہ بات کیونکر میسّر ہو سکتی ہے وہ مومن کہیں گے ان دروازوں کو دیکھو۔ تب وہ بہشت کے دروازوں کو اس جہنّم کی طرف جس میں وہ مبتلائے عذاب ہوں گے کھلا ہوا خیال کریں گے اور گمان کریں گے کہ ہم اس عذاب سے چھوٹ کر وہاں جا سکیں گے۔ یہ خیال کر کے وہ ان گرم پانی کے دریاؤں میں تیرنے لگیں گے اور شعلہ ہائے جہنّم ان کے سامنے دوڑینگے اور ان سے ملحق ہو کر

سورۂ رعد
پارہ ۱۳
ع ۲

پارہ عم سورہ مطففین

ان گرزوں اور کوڑوں اور موگریوں سے ماریں گے۔ وہ اسی طرح ان عذابوں کی برداشت کرتے ہوئے ادھر کو چلتے جائیں گے۔ جب وہ معلوم کریں گے کہ ہم دروازوں پر پہنچ گئے تو ان کو بند پائیں گے اور شعلہ ہائے جہنم اپنے گرزوں سے ہانکتے ہوئے الٹے پاؤں لے جاکر وسط جہنم میں ڈال دینگے اور وہ مومن اپنے اپنے جلسوں میں اپنے فرشوں پر لیٹ کر ان پر ہنسیں گے اور ان سے مسخراپن کرینگے۔ الغرض اللہ تعالیٰ کے قول اَللّٰہُ یَسْتَھْزِئُ بِھِمْ اور قول فَالْیَوْمَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنَ الْکُفَّارِ یَضْحَکُوْنَ عَلَی الْاَرَآئِکِ یَنْظُرُوْنَ ۝ (یعنی آج کے دن مومن تخت ہائے جنت پر بیٹھے ہوئے کافروں سے ہنسی کریں گے اور ان کی طرف دیکھیں گے کہ وہ طرح طرح کے عذابوں میں مبتلا ہیں) کا یہی مطلب ہے۔

قولہ عزّوجلّ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَۃَ بِالْھُدٰی فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُھُمْ وَمَا کَانُوْا مُھْتَدِیْنَ ۝ یعنی وہ لوگ ہیں جنھوں نے ہدایت کے عوض گمراہی کو خریدا ہے۔ غرض ان کی سوداگری نے ان کو کچھ نفع نہ دیا اور وہ ہدایت پانے والے نہیں ہیں۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے بیان کیا کہ امام عالم یعنی موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَۃَ بِالْھُدٰی یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے ہدایت کو ضلالت کے بدلے دے ڈالا یعنی دین خدا کو فروخت کرکے اس کی عوض کفر کو بدل لیا فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُھُمْ ان کو اپنی اس سوداگری سے آخرت میں کچھ نفع حاصل نہ ہوگا کیونکہ انھوں نے جنت کے عوض جو ایمان لانے پر ان کے لیے مہیا کی گئی تھی آتش جہنم اور اسکے عذاب ہائے گوناگوں کو خریدا ہے وَمَا کَانُوْا مُھْتَدِیْنَ ۝ اور وہ طریق حق وصواب کی طرف ہدایت نہ پائیں گے۔

جب یہ آیت نازل ہوئی تو ایک جماعت نے رسول خدا کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوکر عرض کی کہ یا رسول اللہ وہ رازق پاک اور منزہ ہے آپنے سنا ہوگا کہ فلاں شخص کم مایہ اور قلیل البضاعۃ تھا وہ ایک قوم کے ساتھ ان کا خدمتگار ہوکر سمندر کے سفر میں گیا انھوں نے اسکی خدمتگاری کا حق اس کو ادا کیا اور اسے اپنے ہمراہ ملک چین کو لے گئے اور اس کیلئے اپنے مال میں کچھ حصہ مقرر کیا اور باہم چندہ جمع کرکے وہاں سے اس کے لیے کچھ اسباب خرید کردیا اور تمام اسباب صحیح سلامت پہنچ گیا اور ہر ایک چیز میں دس گنا اس کو نفع ہوا۔ اور اب وہ اہل مدینہ میں ایک مالدار اور فارغ البال شخص ہے

اسی طرح ایک اور جماعت نے حاضر خدمت ہوکر عرض کی کہ یا رسول اللہ آپنے فلاں شخص کو دیکھا ہوگا کہ اس کی حالت بہت اچھی تھی اور نہایت مالدار اور مرفہ الحال تھا اور اس کے ذریعے اور وسیلے بہت عمدہ تھے اور اس کے پاس کچھ مال و متاع موجود تھا اور ہر طرح سے اسکی خاطر جمع تھی کہ ناگاہ اس کو مال کثیر کی طلب ہوئی اور اس کی طمع میں ایسا بیخود اور از خود رفتہ ہوا کہ عین طوفان اور طغیانی کے موسم میں سمندر کا سفر اختیار کیا اور کشتی غیر استوار اور ملاح ناتجربہ کار تھے۔ جب اس کی کشتی منجدھار میں پہنچی تو باد مخالف کے جھونکوں نے اس کو سمندر کے کراڑے سے دے مارا اور شب تاریک میں وہ کشتی اس ٹکر کے صدمے سے ٹوٹ کر ریزہ ریزہ ہوگئی اور تمام مال و متاع غرق ہوگیا۔ مگر وہ شخص خود نہایت فقیر و محتاج ہوکر نیم جان کنارے پر جا لگا اور حسرت کی نگاہ سے دنیا کو دیکھتا تھا۔

یہ دونوں واقعے سن کر حضرت نے ان لوگوں سے فرمایا آیا تم چاہتے ہو کہ میں تم کو ایک ایسے شخص کے حال سے مطلع کروں جس کی حالت شخص اول سے بہت اچھی ہو اور ایک ایسے شخص کا حال بیان کروں جس کی حالت شخص دوم سے بھی بدتر ہو۔ حاضرین نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ارشاد فرمائیے۔ حضرت نے فرمایا کہ وہ شخص جس کی حالت شخص اول سے بہتر ہے وہ ہے جو صدق دل سے خدا کے رسول محمد پر اعتقاد رکھتا ہو اور اس کے بھائی اور ولی اور جانشین اور میوۂ دل یعنی علیؑ ابن ابی طالب کی تعظیم و تکریم صدق نیت سے بجا لاتا ہو۔ اللہ تعالیٰ اور اس کا نبیؐ اور اس کے نبیؐ کا وصی اس شخص کے شکر گذار ہوتے ہیں اور خدا اس حسن اعتقاد کے صلے میں دنیا اور آخرت کی بہتری اس کو عنایت فرماتا ہے اور ایسی زبان اس کو عطا کرتا ہے جو نعمتہائے الٰہی کا ذکر کرتی رہے اور ایسا دل دیتا ہے جو اس کی نعمتوں کا شکر ادا کرے اور اس کے احکام پر خوشنود اور رضامند ہو اور محمدؐ و آل محمدؐ کے دشمنوں کی تکلیفیں اور زحمتیں برداشت کرنے پر اپنے نفس کو تسلی دے الغرض اللہ تعالیٰ اپنے آسمانوں اور زمینوں کی سلطنت میں اس کو منصب جلیل پر سرفراز کرتا ہے اور اپنی خوشنودی اور کرامتیں اس کو عنایت فرماتا ہے۔ ایسے شخص کی تجارت سب سے زیادہ نفع دینے والی اور اس کا نفع سب سے بڑھ کر اور بزرگ تر ہے۔

اور وہ شخص جس کی حالت شخص دوم سے نہایت ردی اور بدتر ہے وہ ہے جو برادر رسولؐ علیؑ

ابن ابی طالب کی بیعت کرے اور اس کی موافقت اور دوستی اور اُس کے دشمنوں کی دشمنی اور مخالفت کا اظہار کرے بعد ازاں اس بیعت کو توڑ ڈالے اور اس کی مخالفت اختیار کرے اور اُس کے دشمنوں کا دوست بن جائے اور اعمالِ بد پر اس کا خاتمہ ہو اور آخر کار وہ عذاب جہنم میں مبتلا ہو جو نہ تو اُس کو ہلاک کرے اور نہ کبھی اس کو اس سے خلاصی اور نجات ملے ایسا شخص دنیا اور آخرت دونوں جگہ خسارے اور گھاٹے میں ہے اور یہی کھلم کھلا نقصان اور خسارہ ہے۔

بعد ازاں حضرتؐ نے ارشاد فرمایا اے گروہ بندگانِ خدا تم کو لازم ہے کہ اس شخص کی جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی پسندیدگی اور برگزیدگی سے مکرم و مشرف فرمایا ہے اور سردارِ انبیا محمدؐ کے بعد تمام باشندگانِ زمین و آسمان سے افضل قرار دیا ہے یعنی علیؑ ابنِ ابی طالب کی خدمت بجا لاؤ اور اس کے دوستوں اور محبوں سے دوستی رکھو اور اس کے دشمنوں سے دشمنی کرو۔ اور اپنے مومن بھائیوں کے کہ جو اسکی دوستی اور اسکے دشمنوں سے دشمنی کرنے میں تمہارے شریک ہیں حقوق ادا کرو کیونکہ علیؑ کی رعایت کرنی ان سوداگروں کے تمہارے اُس رفیق کی رعایت کرنے سے بہتر ہے جس کا تم نے ابھی ذکر کیا کہ وہ اس کو لے کر یمن کی طرف گئے اور اُس کے مالدار اور غنی کرنے کی تجویز کی اور مال سے اُس کی امداد کی۔ اے لوگو! میدانِ حشر میں قیامت کے روز ایک شیعہ وارد ہوگا کہ اُس کے میزانِ اعمال کے پلڑے میں اس قدر گناہ رکھے ہونگے جو چوٹی دار پہاڑوں اور موج خیز دریاؤں سے بہت بڑے ہونگے اور سب لوگ کہیں گے کہ یہ گناہ اس بندے کو ہلاک کر دینگے اور کسی شخص کو بھی اسکے ہلاک ہونے اور ابد تک عذابِ خدا میں مبتلا رہنے میں ذرا بھر شک نہ ہوگا۔ اسی اثنا میں جناب باری سے ندا آئے گی۔ کہ اے میرے خطا کار اور ان ہلاکتوں اور گناہوں کے مرتکب ہونیوالے بندے آیا ان گناہوں کے مقابلے میں کچھ نیکیاں بھی تیرے پاس موجود ہیں جو ان کا عوض ہو سکیں اور تو رحمت خدا کے باعث داخل بہشت ہو یا ان کے عوض سے کچھ زائد ہوں تو اس صورت میں تو وعدہ الٰہی کے بموجب جنت میں داخل ہو یہ ندا سُن کر وہ بندہ عرض کرے گا کہ مجھے کوئی نیکی معلوم نہیں ہوتی۔ تب منادیٔ پروردگار اُس کو ندا کرے گا کہ تو میدانِ قیامت میں آواز دے کہ میں فلاں ابنِ فلاں اور فلاں شہر اور فلاں گاؤں کا رہنے والا ہوں۔ میں اپنے گناہوں میں گھرا ہوں جو مثل پہاڑوں اور دریاؤں کے ہیں اور ان کے مقابلے میں کسی قسم کی نیکی میرے پاس موجود نہیں آیا اہلِ قیامت

میں کوئی شخص ایسا بھی ہے جس کے پاس میرے لیے کسی قسم کا احسان یا نیکی موجود ہو تاکہ وہ میری فریاد کو پہنچے اور اس کے عوض میں مجھ کو ان گناہوں کے پنجے سے چھڑائے۔ مجھے اس وقت اس نیکی کی نہایت سخت ضرورت ہے۔ یہ ندا سُن کر وہ شخص اہلِ محشر کو بہ طرزِ مذکور پکاریگا۔ سب سے پہلے علیؑ ابنِ ابی طالب اس کو جواب دیں گے لبیک لبیک۔ ہاں اے میری محبت میں محنت و رنج اُٹھانے والے اور میرے دشمنوں کے ظلم و ستم سہنے والے پھر وہ اس کے پاس آئیں گے اور ان کے ہمراہ لوگوں کی بھیڑ بھاڑ اور کثرت ہوگی۔ تاہم وہ اس کے مدعیوں کی تعداد سے جن کو اس شخص پر دعوے اور شکائتیں ہیں بہت ہی کم ہوں گے۔ یہ لوگ عرض کرینگے کہ اے امیرالمومنینؑ ہم اس کے مومن بھائی ہیں۔ وہ ہم سے احسان اور مروّت سے پیش آیا کرتا تھا اور نہایت تعظیم و تکریم بجا لاتا تھا اور جب ہم اس کی صحبت میں شریک ہوتے تھے تو باوجود کثرت احسان کے ہم سے نہایت تواضع اور منکسر مزاجی سے سلوک کرتا تھا اس وقت ہم اپنی تمام طاعات و عبادات اس کو مہمانی میں پیش کرتے ہیں اور دے ڈالتے ہیں۔ تب علیؑ ان لوگوں سے کہیں گے تو پھر تم خود کس طرح جنت میں جاؤ گے وہ عرض کرینگے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت واسعہ کے ذریعہ سے کہ جو اے رسول اللہؐ کے بھائی آپ کے اور آپ کی اولاد کے محبوں سے کبھی الگ نہیں ہوتی۔ اس وقت خدائے بزرگ و برتر کی طرف سے ندا آئے گی کہ اے برادر رسول اللہ اس شخص کے لیے اس کے مومن بھائیوں نے تو اس قدر صرف کیا تم اس کو کیا دیتے ہو کیونکہ میں حاکم ہوں اور اسکے اور میرے درمیان جو معاملہ ہے یعنی میرے جو گناہ اس نے کیے ہیں وہ تو میں نے تمہاری محبت کے سبب معاف کر دیئے اور اسکے اور دیگر بندوں کے درمیان جو جھگڑے اور تنازع ہیں ان کا فیصلہ کرنا نہایت ضروری اور لابدی ہے۔ تب علیؑ عرض کرینگے کہ اے میرے پروردگار ارشاد فرما مجھے کیا حکم ہے! اللہ تعالیٰ فرمائیگا کہ اے علیؑ تم اس کے مدعیوں کے اس شخص پر جو دعویٰ ہیں ان کو عوض دینے کے ضامن ہو جاؤ۔ یہ ارشاد جناب باری سُن کر علیؑ اسکی ضمانت کر لیں گے اور ان مدعیوں سے کہینگے کہ تم کو اس شخص پر جو دعوے ہیں اسکے عوض جو چاہو مجھ سے سوال کرو۔ میں وہی تم کو دوں گا تب وہ عرض کریں گے کہ اے برادر رسولِ خدا اس شخص پر جو ہمارے دعویٰ ہیں آیا آپ انکے عوض ہم کو اس رات کے اپنے ایک سانس کا ثواب دیں گے جبکہ آپ بسترِ رسولِ خدا پر سوئے علیؑ جواب دینگے کہ میں نے اس

رات کے ایک سانس کا ثواب تم کو بخشا اُس وقت اللہ تعالیٰ کی جانب سے ارشاد ہوگا کہ اے میرے بندو اب تم دیکھو کہ علیؑ نے اپنے دوست کے عوض تمہارے دعوؤں کا بدلا کیا تم کو دیا ہے پھر اس ایک سانس کے جواب میں عجیب و غریب محل اور بہشت اور نفیس چیزیں اُن کو دکھائی جائیں گی اور یہ وُہ چیزیں ہونگی جن پر اللہ تعالیٰ ان دعویدار مومنوں کو رضامند کریگا۔ بعدازاں ان کو وُہ درجے اور منزلتیں مُشاہدہ کرائی جائیں گی جو کسی نے دیکھی اور سُنی نہ ہوں اور کسی بشر کو ان کا خیال تک بھی نہ آیا ہو۔ یہ حال دیکھ کر وُہ مومن عرض کرینگے۔ اے پروردگار کوئی اور بہشت بھی باقی ہے؟ جبکہ یہ سب ہم کو مل گیا تو تیرے باقی بندگانِ مومن اور انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور نیکوکار لوگ کہاں رہیں گے۔ کیونکہ ان لوگوں کا یہ خیال ہوگا کہ ساری جنّت ہمیں کو مل گئی۔ اُس وقت جانب ربّ العزت سے ندا آئے گی کہ اے میرے بندو۔ یہ سب کچھ جو تم کو ملا ہے علیؑ کے اُس ایک سانس کا ثواب ہے جس کی تم نے اس سے درخواست کی تھی اور اُس نے تم کو دے دیا۔ اب تم اس کو لو اور دیکھو۔ یہ سُن کر وُہ سب دعویدار اور وُہ مومن جس کا مُعاوضہ علیؑ نے ان کو دیا ہے۔ ان بہشتوں میں چلے جائیں گے۔ پھر وُہ دیکھیں گے کہ خُدا نے علیؑ کے ممالکِ جنت میں اس قدر اضافہ فرمایا ہے جو اس بہشت کی مقدار سے اتنے گُنا زیادہ ہیں کہ ان کی مقدار کو اسکے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔

اس کے بعد جنابِ رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا اَذٰلِكَ خَيْرٌ نُّزُلًا اَمْ شَجَرَةُ الزَّقُّوْمِ یعنی آیا یہ (بہشتیں جو مومنین اور مخلصین و محبین اہلبیت کو مرحمت ہونگی) اچھی مہمانی ہے یا درختِ زقوم کہ جو میرے بھائی اور وصی علیؑ ابن ابی طالب کے مخالفوں کیلئے مُہیا کیا گیا ہے۔ پارہ ۲۳ سورۃ الصافات ع ۲

قولہ عزّوجلّ

مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِي اسْتَوْقَدَ نَارًا فَلَمَّا اَضَاءَتْ مَا حَوْلَهٗ ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُوْرِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِيْ ظُلُمٰتٍ لَّا يُبْصِرُوْنَ ۝ صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ

یعنی ان مُنافقوں کی مثال اُن شخصوں کی سی ہے (جو اندھیری رات میں) آگ روشن کریں جب ان کے اردگرد کی چیزیں روشن ہوجائیں تو اللہ تعالیٰ ان کی روشنی کو دُور کردے اور ان کو اندھیرے میں چھوڑ دے کہ وُہ کچھ نہ دیکھتے ہوں۔ وُہ (مُنافق) بہرے گُونگے اور اندھے ہیں اور وہ کبھی ایمان کی طرف رجُوع نہ کریں گے۔

امام حسن عسکری علیہ السّلام نے فرمایا کہ حضرت امام موسیٰ کاظم نے ارشاد فرمایا ہے کہ

مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِي اسْتَوْقَدَ نَارًا فَلَمَّا اَضَاءَتْ مَا حَوْلَهٗ ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُوْرِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِيْ ظُلُمٰتٍ لَّا يُبْصِرُوْنَ ان مُنافقوں کی مثال اُس شخص کی سی ہے جو آگ روشن کرے تاکہ اُس کو اپنے اردگرد کی چیزیں نظر آنے لگیں۔ جب اُسکو وُہ چیزیں دکھائی دینے لگ جائیں تو اللہ تعالیٰ اس آگ کی روشنی کو دُور کردے کہ ہوا یا بارش بھیج کر اُس کو بجھا دے۔ یہی حال اُن بیعت شکن منافقوں کا ہے جنھوں نے علیؑ کی بیعت کو جو اللہ تعالیٰ نے اُن سے لی تھی توڑ ڈالا اور ظاہرا شہادت دی کہ خُدا ایک ہے اور کوئی اُس کا شریک نہیں اور محمدؐ اس کا بندہ اور رسُولؐ ہے اور علیؑ اُس کا ولیعہد اور وصی اور وارث اور اُس کی اُمت میں اسکا جانشین اور اسکے فرضوں کا ادا کرنے والا اور اُس کے وعدوں کو پورا کرنے والا اور اُس کی جگہ بندگانِ خُدا کا نگہبان اور حاکم ہے۔

اس ظاہری شہادت کے ادا کرنے سے وُہ منافق مُسلمانوں کی میراث کے وارث ہوئے اور مُسلمانوں میں نکاح کیا اور مُسلمانوں نے اُسی شہادت کے باعث ان کو دوست رکھا اور اسی وجہ سے بلاؤں اور تکلیفوں کو بوجہ احسن ان سے دفع کیا اور اُن کو اپنا دینی بھائی قرار دیا اور جن جن بُرائیوں سے وُہ اپنے نفسوں کو بچاتے تھے ان سے انکو بچائے رکھا اس لیے کہ وُہ (مُسلمان) ان کی زبان سے اس شہادت (خدا اور رسُولؐ) کو سُنتے تھے۔ مگر جب پنجۂ اجل میں گرفتار ہونگے تو پروردگارِ عالمین کے حکم میں داخل ہوجائیں گے جو سب رازِ دل و بھید کا عالم ہے اور کوئی چیز اس پر پوشیدہ نہیں ہے چُونکہ وہ مُنافق دِل میں کُفر کو پوشیدہ رکھتے تھے۔ اس لیے عذابِ خدا میں مُبتلا ہوں گے۔ یہ وُہ وقت ہے کہ ان کی روشنی جاتی رہے گی اور احکامِ آخرت کی تاریکیوں میں گرفتار ہونگے اور وہاں سے نکلنے کی راہ نہ پائیں گے اور اس جگہ سے واپس آنے کی کوئی سبیل ان کو ہاتھ نہ آئے گی۔

پھر خُدا فرماتا ہے صُمٌّ یعنی عذابِ آخرت میں بہرے ہونگے بُكْمٌ یعنی آتشِ جہنّم کے طبقوں میں گُونگے ہونگے عُمْيٌ یعنی آخرت میں اندھے ہونگے چُنانچہ ایک اور مُقام پر ارشاد فرمایا ہے وَنَحْشُرُهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ عُمْيًا وَّبُكْمًا وَّصُمًّا مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنٰهُمْ سَعِيْرًا ۝ یعنی قیامت کے دن ہم ان کو مُنہ کے بل محشور کریں گے کہ وُہ اندھے گُونگے اور بہرے ہونگے اور اُن کا مقام جہنّم میں ہوگا جب اُس کی آگ مدھم ہونے لگے گی تو ہم اُس کو اور زیادہ بھڑکا دیں گے۔ پارہ ۱۵ سورۃ بنی اسرائیل ع ۱۱

اور جناب رسولِ خدا نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو مرد یا عورت ظاہر میں امیرالمومنینؑ کی بیعت کرے اور باطن میں اس کو توڑ ڈالے اور اُن سے نفاق رکھے جب ملک الموت اُس کی رُوح قبض کرنے کے لیے اُس کے پاس آتا ہے اس وقت ابلیس اور اُس کے یار و مددگار اُسکے سامنے صورت پذیر ہوتے ہیں اور آتش ہائے جہنم اور اُس کے عذابہائے گوناگوں جو اسکے آنکھوں، دل اور کانوں کے واسطے مقرر ہیں اور جہنم کے تنگ مقامات ہیں جو اسکی نشست گاہیں ہیں اس کے سامنے متمثل ہوتے ہیں اور جنت اور اس کی منزلتیں جو اس شخص کے تا ایں دم مومن اور امیرالمومنین علیہ السّلام کی بیعت پر قائم رہنے کی صورت میں اس کو ملتیں اس کے آگے شکل پذیر ہوتی ہیں اور ملک الموت اس سے کہتا ہے دیکھ یہ جنت جس کی خوشیوں اور شادمانیوں کے درجے کو بجز خدا کے جو پروردگار عالمین ہے اور کوئی نہیں جانتا تیرے واسطے مہیا کی گئی تھی اگر تو برادرِ رسولِ خدا کی ولایت اور محبت پر قائم رہتا تو قیامت کے دن تیری بازگشت اس کی طرف ہوتی۔ مگر تُو نے اُسکے رشتۂ ولایت کو توڑ ڈالا اور اس کی مخالفت کی۔ اس لیے یہ آتش ہائے جہنم اور اُس کے عذابہائے گوناگوں اور اس کے شعلے اور موگریاں اور اژدہا جو اپنے مُنہ کھولے ہوئے ہیں اور بچھو جو اپنی دُمیں اُٹھائے ہیں، اور درندے جو اپنے پنجوں کو کھولے ہوئے ہیں اور باقی اور طرح طرح کے عذاب تیرے لیے تیار ہیں اور تیری بازگشت ان کی طرف ہوگی اُس وقت وہ شخص کہتا ہے۔ يَا لَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُولِ سَبِيلًا ٥ یعنی کاش میں رسولِ خدا کی راہ اختیار کرتا اور ان کے حکم کو قبول کر لیتا اور علی کی دوستی جو مجھ پر لازم کی گئی تھی اس کو اپنے اُوپر لازم اور واجب ٹھہراتا۔

قولہٗ عزّوجلّ أَوْ كَصَيِّبٍ مِّنَ السَّمَاءِ فِيهِ ظُلُمَاتٌ وَرَعْدٌ وَبَرْقٌ ۚ يَجْعَلُونَ أَصَابِعَهُمْ فِي آذَانِهِم مِّنَ الصَّوَاعِقِ حَذَرَ الْمَوْتِ ۚ وَاللَّهُ مُحِيطٌ بِالْكَافِرِينَ ٥ يَكَادُ الْبَرْقُ يَخْطَفُ أَبْصَارَهُمْ ۖ كُلَّمَا أَضَاءَ لَهُم مَّشَوْا فِيهِ ۚ وَإِذَا أَظْلَمَ عَلَيْهِمْ قَامُوا ۚ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ وَأَبْصَارِهِمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ٥ یعنی یا ان منافقوں کی مثال اُن شخصوں کی سی ہے۔ جن پر آسمان سے مینہ برس رہا ہو اور کالی گھٹا چھائی ہو۔ بادل گرج رہا ہو۔ بجلی چمک رہی ہو اور وہ بجلی کی کڑک سے ہلاک ہونے کے ڈر سے اُنگلیاں کانوں میں دیتے ہوں اور اللہ سب

کافروں کو گھیرے ہوئے ہے۔ قریب ہے کہ بجلی ان کی آنکھوں کو چُندھیا دے جب اس (بجلی) کی چمک سے رستہ روشن ہو جاتا ہے تو وہ چلنے لگتے ہیں اور جب اندھیرا ہو جاتا ہے تو ٹھہر جاتے ہیں اور اگر خدا چاہے تو ان کے کانوں کی سماعت اور آنکھوں کی بصارت کو زائل کر دے کیونکہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

امام حسن عسکری علیہ السّلام نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے منافقوں کے لیے دوسری مثال بیان کی ہے اور فرمایا ہے کہ اس قرآن کی مثال جس میں ان منافقوں کی طرف خطاب کیا گیا ہے اور اے محمدؐ جس کو ہم نے تجھ پر نازل کیا ہے اور اس میں میری وحدانیت کا بیان اور تیری نبوت کی دلیل کی وضاحت اور اس امر کی روشن دلیل موجود ہے کہ تیرا بھائی علیؑ ابن ابی طالبؑ اس منصب اور عہدے کا جس پر تُو نے اس کو مقرر کیا ہے اور اس مرتبے کا جس پر اسکو سرفراز کیا ہے اور اس ملک رانی اور حکومت کا جس پر اس کو مُتعین کیا گیا ہے مستحق اور سزاوار ہے ان منافقوں کے حق میں ایسی ہے أَوْ كَصَيِّبٍ مِّنَ السَّمَاءِ فِيهِ ظُلُمَاتٌ وَرَعْدٌ وَبَرْقٌ يَجْعَلُونَ أَصَابِعَهُمْ فِي آذَانِهِم مِّنَ الصَّوَاعِقِ حَذَرَ الْمَوْتِ ٥ جیسے بارش جس میں کالی گھٹا سے اندھیرا چھایا ہوا اور بادل گرج رہا ہو اور بجلی چمک رہی ہو جس طرح اس بارش میں یہ چیزیں موجود ہیں اور جو شخص ان میں مبتلا ہے وُہ خوف کرتا ہے۔ ایسا ہی ان منافقوں کا حال ہے کہ وہ بیعت علیؑ کو رَد کرتے ہیں اور اس بات سے خوف کرتے ہیں کہ ایسا نہ ہو کہ اے محمدؐ تو ان کے نفاق سے واقف ہو جائے جس طرح وہ شخص جو اس قسم کے مینہ اور کڑک اور بجلی میں مُبتلا ہو ڈرتا ہے کہ ایسا نہ ہو کڑک سے دل نکل پڑے یا بجلی اس پر گر پڑے۔ اسی طرح یہ منافق خوف کرتے ہیں کہ ایسا نہ ہو تو ان کے کفر سے مطلع ہو جائے اور ان کے قتل و قمع کا باعث ہو جو شخص اس بارش میں گرفتار ہوتے ہیں وُہ اپنی اُنگلیاں کانوں میں دیتے ہیں تاکہ کڑک کے صدمے سے ان کے دل باہر نہ نکل پڑیں اور وُہ موت کے خوف سے ایسا کرتے ہیں۔ جس طرح یہ لوگ جو اِس بارش میں مُبتلا ہیں اپنے کانوں میں اُنگلیاں دیتے ہیں کہ کہیں کڑک کے صدمے سے انکے دِل باہر نہ نکل پڑیں اسی طرح یہ منافق جب سُنتے ہیں کہ تُو بیعت علیؑ کے توڑنے والوں پر لعنت کرتا ہے اور ان لوگوں کے حالات کھلنے پر عقاب و عذاب کا وعدہ دیتا ہے تو اپنی موت کے خوف سے اُنگلیاں اپنے کانوں میں دے لیتے ہیں کہ ایسا نہ ہو تیرے ان پر لعنت کرنے

اور عقاب و عذاب کا وعدہ دینے کو سُن کر ان کے چہرہ متغیر ہو جائیں اور ان کا یہ حال دیکھ کر تیرے اصحاب ان کو شناخت کریں کہ وُہ یہی لوگ ہیں جن پر لعنت کی گئی ہے اور ان کے لیے وعدۂ عذاب دیا گیا ہے۔ کیونکہ جب چہروں کے متغیر ہونے اور ان کے پیچ و تاب کھانے سے ان کا حال کھل جائیگا تو نفاق کا الزام ان پر پختہ ہو جائیگا اور پھر وُہ تیرے ہاتھ سے یا تیرے حکم سے قتل ہونے سے امن میں نہ رہیں گے پھر خدا فرماتا ہے وَاللّٰہُ مُحِیۡطٌۢ بِالۡکٰفِرِیۡنَ یعنی اللہ تعالیٰ کافروں پر احاطہ کیے ہُوئے ہے اور اس کو ان پر قدرت حاصل ہے۔ اگر وُہ چاہے تو ان میں سے منافقوں کے نفاق کو تجھ پر ظاہر کر دے اور ان کے رازوں سے تجھ کو واقف کر دے اور ان کے قتل کرنیکا تجھ کو حکم دے بعد ازاں فرمایا یَکَادُ الۡبَرۡقُ یَخۡطَفُ اَبۡصَارَہُمۡ یعنی قریب ہے کہ بجلی ان کی آنکھوں کو چندھیا دے اور یہ اُس قوم کی مثال ہے جو بجلی کی چمک میں مُبتلا ہوں اور اُنھوں نے اسکی طرف سے اپنی آنکھوں کو بند نہ کیا ہو اور ان کو اس کی چمک سے بچانے کیلئے اپنے چہروں کو نہ ڈھانپا ہو اور اپنی راہ کو جس کو وُہ بجلی کی روشنی میں طے کرنا چاہتے ہیں نہ دیکھا ہو۔ بلکہ انھوں نے فقط بجلی ہی کی طرف نگاہ کی ہو اس حال میں قریب ہے کہ بجلی انکی آنکھوں کو چُندھیا دے اسی طرح ان منافقوں کا حال ہے کہ قرآن کی جو آیاتِ محکمات تیری نبوت پر دلالت کرتی ہیں اور اپنے بھائی علیؑ کو امام مقرر کرنے پر تیری سچائی کو ظاہر کرتی ہیں اور جو معجزے تجھ سے اور تیرے بھائی علیؑ سے مشاہدہ کرتے ہیں جو اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ تیرا امر نبوت اور اسکا امر امامت بالکل حق اور دُرست ہے اور اس میں ذرا بھی شک نہیں ہے پھر بھی وُہ ان دلیلوں میں جو وُہ آیاتِ قرآنی اور تیرے بھائی علیؑ ابن ابی طالب کے مُعجزات و آیات سے مشاہدہ کرتے ہیں غور و تامل نہیں کرتے اور تیری حُجتوں اور دلیلوں میں ان کا حق سے درگزر کرنا عنقریب ان کے اور تمام اعمال کو جن کو وُہ سوچ سمجھ کر اور درست طور پر بجا لاتے ہیں باطل کر دیگا کیونکہ جو کوئی ایک حق کا انکار کرتا ہے۔ یہ انکار کرنا اس کو ہر ایک حق کے انکار پر پہنچا دیتا ہے اور اس کا منکر اس کے تمام حقوق کے باطل ہونے میں بمنزلہ اس شخص کے ہے جو آفتاب کی طرف نظر کرے اور اس سے اسکی آنکھوں کا نور جاتا رہے۔ بعد ازاں فرمایا کُلَّمَاۤ اَضَآءَ لَہُمۡ یعنی جب بجلی کی چمک سے راستہ روشن ہو جاتا ہے یعنی جب وُہ امر ظاہر ہوتا ہے جس کے مُحِقّ ہونے کا ان کو اتفاق ہے مَّشَوۡا فِیۡہِ تو اس پر قائم ہو جاتے ہیں اور ان منافقوں کا یہ دستور تھا کہ جب

ان کی گھوڑیاں بچھیریاں جنتی تھیں اور ان کی عورتوں کے ہاں لڑکے پیدا ہوتے تھے اور ان کے نخلستان بار آور ہوتے تھے اور کھیتیاں خوب پھلتی پھولتی تھیں اور تجارت میں نفع ہوتا تھا اور اُونٹنیاں بہت دُودھ دیتی تھیں تو کہتے تھے کہ یہ سب کچھ علیؑ سے ہمارے بیعت کرنے کا نتیجہ ہے۔ کیونکہ وہ خوش نصیب اور صاحبِ اقبال آدمی ہے اس لیے مناسب ہے کہ ظاہر میں ہم اُس کی اطاعت کریں تاکہ اس کے اِقبال سے نیک زندگی بسر کریں وَاِذَاۤ اَظۡلَمَ عَلَیۡہِمۡ قَامُوۡا اور جب تاریکی ہو جاتی ہے کھڑے ہو جاتے ہیں یعنی جب ان کی گھوڑیاں بچھیریاں اور عورتیں لڑکے نہ جنتیں اور تجارتوں میں نفع نہ ہوتا اور نخلستان کی کھجوریں پھل نہ لاتیں اور کھیتیاں اچھی طرح نہ پھلتی پھولتیں تب وہ اِس کلمۂ نیک سے باز رہتے اور کہتے کہ یہ سب کچھ علیؑ سے ہمارے بیعت کرنے اور محمدؐ کی تصدیق کرنے کی بدبختی اور شامت کا نتیجہ ہے اور یہ آیت ایک اور آیت کی نظیر ہے جس میں خدا
پارہ محصنت سورۂ نساء ع ۱۰ اپنے حبیبؐ کو مخاطب کر کے فرماتا ہے وَاِنۡ تُصِبۡہُمۡ حَسَنَۃٌ یَّقُوۡلُوۡا ہٰذِہٖ مِنۡ عِنۡدِ اللّٰہِ ۚ وَاِنۡ تُصِبۡہُمۡ سَیِّئَۃٌ یَّقُوۡلُوۡا ہٰذِہٖ مِنۡ عِنۡدِکَ ؕ قُلۡ کُلٌّ مِّنۡ عِنۡدِ اللّٰہِ یعنی اگر ان کو کوئی نیکی پہنچتی ہے تو کہتے ہیں کہ یہ خدا کی طرف سے ہے اور اگر کوئی بدی پہنچتی ہے تو کہتے ہیں کہ یہ بدی تیری طرف سے ہے۔ اے محمدؐ تو ان کافروں سے کہہ دے کہ یہ نیکی اور بدی سب خدا کی طرف سے ہے یعنی اسی کے حکم اور قضا سے جاری ہوتی ہے اور میری بدبختی اور برکت سے نہیں۔

پھر خدا فرماتا ہے وَلَوۡ شَآءَ اللّٰہُ لَذَہَبَ بِسَمۡعِہِمۡ وَاَبۡصَارِہِمۡ یعنی اور اگر خدا چاہے تو ان کے کانوں کی سماعت اور آنکھوں کی بصارت کو دُور کر دے تاکہ اُن کو اس بات سے بچنا میسر نہ ہو جو وُہ چاہتے ہیں کہ کہیں تو اور تیرے اصحاب اور دیگر مومنین انکے کُفر سے واقف نہ ہو جائیں کیونکہ اگر ایسا ہوا تو تو ان کو (کُفر کے باعث) قتل کرا دیگا۔ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ کیونکہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے اور کسی شئے کے عمل میں لانے سے قاصر اور عاجز نہیں ہے۔

قولہٗ عزّوجلّ یٰۤاَیُّہَا النَّاسُ اعۡبُدُوۡا رَبَّکُمُ الَّذِیۡ خَلَقَکُمۡ وَالَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِکُمۡ لَعَلَّکُمۡ تَتَّقُوۡنَ ۙ یعنی اے لوگو! اپنے پروردگار کی عبادت کرو جس نے تم کو اور اُن لوگوں کو جو تم سے پہلے گزرے ہیں پیدا کیا ہے تاکہ تم عذابِ دوزخ سے بچو۔

امام حسن عسکری علیہ السّلام نے فرمایا کہ جناب زین العابدین علی بن حسین علیہما السّلام نے اس

میں نہیں جانتا کہ میں نے آپ کو کونسی ایذا دی۔ حضرتؐ نے جواب دیا کہ اے بریدہ کیا تیرا گمان یہ ہے کہ مجھ کو صرف وہی شخص ایذا پہنچاتا ہے جو مجھ کو ہی ایذا دے کیا تجھ کو یہ معلوم نہیں ہے کہ علیؑ مجھ سے ہے اور میں علیؑ سے ہوں اور جو کوئی علیؑ کو ایذا دیتا ہے وہ مجھ کو ایذا دیتا ہے اور جو مجھ کو ایذا دیتا ہے وہ خدا کو ایذا دیتا ہے اور جو خدا کو ایذا دے اسکو آتشِ جہنم کے دردناک عذاب سے ایذا دینا خدا پر واجب اور لازم ہے۔ اے بریدہ تجھ کو زیادہ معلوم ہے یا خدا زیادہ واقف ہے یا وہ فرشتے جو لوحِ محفوظ کو پڑھتے ہیں تو زیادہ واقف ہے یا فرشتہ ارحام پھر فرمایا کہ اے بریدہ تو کیونکر اس کو خطا کار بتلاتا ہے اور ملامت اور سرزنش کرتا ہے اور اس کے فعل پر طعن و تشنیع کرتا ہے اور یہ جبرئیلؑ امین موجود ہیں اور اس کے حافظانِ اعمال کی طرف سے خبر دیتے ہیں کہ انھوں نے وقتِ ولادت سے لے کر تا ایں دم کوئی خطا اس کے نامۂ اعمال میں درج نہیں کی اور فرشتہ ارحام نے مجھ سے بیان کیا کہ اسکی پیدائش سے پہلے جبکہ اسکو ماں کے پیٹ میں مستحکم کیا گیا انھوں نے لکھا کہ اس سے ہرگز کوئی خطا سرزد نہ ہوگی اور قاریانِ لوحِ محفوظ نے شبِ معراج مجھ کو خبر دی کہ انھوں نے لوحِ محفوظ میں لکھا ہوا دیکھا کہ علیؑ ہر خطا اور لغزش سے معصوم اور پاک ہے اے بریدہ تو کیونکر اس کو خطا کار بتلاتا ہے حالانکہ پروردگارِ عالمین اور فرشتگانِ مقربین اس کو صواب اور درستی پر بتاتے ہیں اے بریدہ علیؑ سے نیکی اور خوبی کے سوا کبھی مت پیش آ۔ کیونکہ وہ تمام مومنوں کا حاکم اور تمام اوصیاء کا سردار اور مسلمانوں کا شہسوار اور بزرگان روشن رو کا پیشوا اور بہشت و دوزخ کا تقسیم کرنے والا ہے۔ قیامت کے دن آتشِ جہنم سے مخاطب ہو کر کہے گا۔ ھٰذالی وھٰذالک یہ میرے واسطے ہے اور یہ تیرے لیے اور اے بریدہ کیا تم سب مسلمانوں پر واجب نہیں ہے کہ علیؑ سے جھگڑا مت کرو اور اس سے عناد مت رکھو اور اس کو غضب میں مت لاؤ۔ مگر یہ بات تم سے بہت بعید ہے اور حقیقت حال یہ ہے کہ علیؑ کی جو قدر و منزلت تمھاری نظروں میں ہے خدا کے نزدیک اس کا رتبہ اس سے بہت زیادہ ہے کیا تم چاہتے ہو کہ میں تم کو بتاؤں کہ خدا کے نزدیک اس کی قدر و منزلت کتنی ہے اصحابہ نے عرض کی کہ ہاں یا رسولؐ اللہ بیان فرمائیے تب فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کچھ قوموں کو مبعوث کریگا کہ ان کے میزانِ اعمال گناہوں سے پُر ہوں گے اُن سے کہا جائیگا کہ یہ تو بدیاں ہیں نیکیاں کہاں ہیں ان کو لاؤ۔ ورنہ تم ہلاک ہوگے وہ عرض کریں گے کہ اے

ہمارے پروردگار ہم کو اپنی نیکیاں تو معلوم نہیں اس وقت جانب پروردگار سے ندا آئیگی کہ اے میرے بندو اگر تم اپنی نیکیوں کو نہیں جانتے تو میں تو اُن کو جانتا ہوں اور میں اُن کو تمھارے لیے زیادہ کرونگا پھر ہوا ایک چھوٹے سے رقعہ کو اڑا کر اُنکے نیکیوں کے پلہ میزان میں ڈال دے گی اور وہ پلہ ان کے گناہوں کے پلے سے آسمان و زمین کے درمیانی فاصلے سے بھی زیادہ نیچے کو جھک جائیگا پھر ان میں سے ایک شخص کو حکم ہوگا کہ اپنے ماں باپ بھائیوں خواصوں قریبیوں یاروں اور آشناؤں کا ہاتھ پکڑ اور ان کو جنت میں داخل کر یہ حال دیکھ کر اہل محشر عرض کرینگے کہ ہمارے پروردگار ہم نے اسکی بدیوں کو تو پہچان لیا مگر نیکیوں کو نہیں دیکھا کہ وہ کیا کچھ ہیں ان کے جواب میں خدا فرمائیگا کہ اے میرے بندوں میں سے ایک شخص کے ذمے اپنے بھائی کا کچھ قرض باقی تھا وہ اس لیے قرض کو لے کر اس قرضخواہ بھائی کے گھر گیا اور جا کر اس سے کہا کہ یہ اپنا باقی قرض مجھ سے لے کیونکہ میں تجھ کو علیؑ کا دوست دار ہونیکی وجہ سے دوست رکھتا ہوں یہ بات سُن کر اس قرضخواہ نے اس سے کہا کہ میں نے تجھ کو دوستدار علیؑ ہونیکے سبب وہ قرض چھوڑ دیا اور یہ میرا مال حاضر ہے جتنا تیرا جی چاہے اس میں سے لیجا اور اپنے کام میں لا اس لیے اللہ تعالیٰ ان دونوں کا شکر گزار ہوا اور اس سبب سے اُنکی خطاؤں کو معاف کر دیا اور اس کو ان کے اعمال ناموں اور میزانوں میں داخل کیا اور اُن کے لیے اور ان کے ماں باپ اور ان کے اہل و عیال کے لیے بہشت کو واجب کیا۔

بعد ازاں حضرتِ ختمی مرتبتؐ نے فرمایا اے بریدہ جو لوگ کہ بغض علیؑ کے باعث داخل جہنم ہونگے ان کی تعداد کنکریوں سے بہت زیادہ ہوگی جو جمرات کے قریب پھینکی جاتی ہیں خبردار تو ان میں سے نہ ہونا الغرض آیہ اُعْبُدُوْا رَبَّکُمُ کے یہی معنی ہیں کہ تم لوگ محمدؐ اور علیؑ ابن ابی طالب کی تعظیم کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اَلَّذِیْ خَلَقَکُمْ جس نے تم کو پیدا کیا اور بعد ازاں تم کو درست اور یکساں کیا اور بہت اچھی صورت تم کو عنایت کی وَالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ اور جس نے تم سے پہلے سب انسانی گروہوں کو پیدا کیا لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ ہ تاکہ تم آتشِ دوزخ سے بچو۔

امام فرماتے ہیں کہ اس اخیر آیت کی دو صورتیں ہیں اول یہ کہ تم کو اور تم سے پہلے لوگوں کو اس لیے پیدا کیا تاکہ تم سب کے سب متقی اور پرہیزگار ہو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اور مقام میں فرمایا ہے۔ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ ہ یعنی میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف

پارہ ۲۷
سورہ الذ
ع ۲

اِس لیے پیدا کیا ہے کہ میری معرفت حاصل کریں۔

دوم یہ کہ تم اُس ذات کی عبادت کرو جس نے تم کو اور تم سے پہلے لوگوں کو پیدا کیا ہے تاکہ تم آتشِ جہنم سے محفوظ رہو۔

اور لَعَلَّ کلامِ خدا میں واجب کے معنی میں آتا ہے۔ کیونکہ اللہ جلّ شانہٗ اس بات سے برتر ہے کہ اپنے بندے کو بے فائدہ تکلیف و مشقت میں ڈالے اور اپنے فضل و کرم کی طمع دلائے اور پھر اس کو اس سے محروم رکھے۔ دیکھو جب کوئی بندہ کسی شخص سے کہے کہ تو میری خدمت کر تاکہ تو مجھ سے اور میری خدمت سے کچھ نفع پائے اور میں اس خدمت کے عوض تجھ کو کچھ فائدہ پہنچاؤں اور وہ شخص اس کی خدمت کرے پھر وہ شخص اس (خدمتگار) کو فائدہ سے محروم رکھے اور اس کو کچھ نفع نہ پہنچائے یہ فعل اس شخص کا کس قدر قبیح اور زبون سمجھا جاتا ہے پس اللہ تعالیٰ کے افعال تو اپنے بندوں کے افعال سے بہت بزرگ و برتر اور قبیح اور زبون ہونے سے نہایت بعید ہیں۔

قولہٗ عزّوجلّ اَلَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّکُمْ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ یعنی وہ خدا جس نے تمہارے واسطے زمین کو فرش اور آسمان کو چھت بنایا اور بادلوں سے پانی برسایا اور اس سے تمہارے واسطے بہت سے پھلوں کا رزق زمین سے پیدا کیا پس تم خدا کے لیے شریک مت قرار دو۔ حالانکہ تم جانتے ہو (کہ جن کو تم خدا کا شریک بناتے ہو وہ کچھ بھی مقدور نہیں رکھتے)

امام حسن عسکری علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَلَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا یعنی وُہ خدا جس نے زمین کو تمہارے لیے فرش بنایا ہے یعنی اس کو تمہاری طبیعتوں کے مناسب اور جسموں کے موافق بنایا نہ تو زیادہ گرم ہے کہ تم کو جلا دے اور نہ زیادہ سرد ہے کہ تم کو جما دے اور نہ زیادہ خوشبودار ہے جو تمہارے سروں میں درد پیدا کرے اور نہ اتنی بدبودار ہے کہ تم کو ہلاک کرے اور نہ پانی کی طرح اتنی نرم ہے کہ تم کو ڈبو دے اور نہ ایسی بہت سخت ہے جو تم کو کھیتی باڑی کرنے مکان بنانے اور مُردوں کے دفن کرنے سے مانع ہو۔ بلکہ اس میں ایسی استواری اور متانت ہے کہ تم اس سے منتفع ہوتے ہو اور اس پر ٹھہرتے اور قیام کرتے ہو اور تمہارے بدن

اور مکان اس پر قائم ہوتے ہیں اور اللہ جلّ شانہٗ نے اِس میں ایسی نرمی رکھی ہے جو کھیتی باڑی کرنے اور قبریں بنانے میں تمہاری مطیع فرمان ہے اور اسی طرح اور بیشمار فوائد اس سے حاصل کرتے ہو۔ اسی واسطے خدا نے زمین کو تمہارے لیے فرش قرار دیا ہے۔ پھر فرماتا ہے وَالسَّمَآءَ بِنَآءً یعنی آسمان کو تمہارے اُوپر محفوظ چھت کی طرح بنایا کہ اس میں سُورج چاند اور دیگر سیاروں کو تمہارے فوائد کے لیے گردش دیتا ہے وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً یعنی بارش کو بلندی سے نازل کیا تاکہ پہاڑوں کی چوٹیوں اور ٹیلوں اور گھاٹیوں اور نشیب زمین میں ہر جگہ پانی پہنچ جائے پھر اس کو جُدا جُدا کیا کہ کبھی تو پھوہار کی طرح برستا ہے کبھی مُوسلا دھار پڑتا ہے۔ کبھی بڑی بڑی بُوندیں ہو کر گرتا ہے کبھی کم کم برستا ہے تاکہ اس سے تمہاری زمینوں کو سیراب کرے اور اس مینہ کو ایک ہی ٹکڑے کی صُورت میں تم پر نہیں برساتا۔ اگر ایسا ہو تو تمہاری زمینیں درخت کھیتیاں اور پھل سب خراب اور برباد ہو جائیں فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّکُمْ یعنی پھر اس بارش کے سبب زمین سے طرح طرح کی چیزیں اُگائیں جو تمہارا رزق ہیں فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا پس تم کو مناسب ہے کہ بُتوں کو جو نہ کچھ سمجھتے ہیں نہ سُنتے ہیں نہ دیکھتے ہیں اور نہ کچھ کر سکتے ہیں۔ خدا کے نظیر اور اُس کے شبیہ اور مثل مت بناؤ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ اور تم جانتے ہو کہ وُہ بُت ان نعمتوں میں سے جو پروردگار نے تم کو عنایت فرمائی ہیں کسی ایک کے پیدا کرنے کی بھی قدرت نہیں رکھتے۔

اور امیر المومنین علیہ السلام نے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے آیہٴ اَلَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا کی تفسیر میں ارشاد فرمایا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے پانی کو پیدا کیا تو آسمانوں اور زمینوں کی پیدائش سے پہلے اپنے عرش کو اس پر قائم کیا۔ چنانچہ ارشاد فرمایا ہے هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ وَّکَانَ عَرْشُهٗ عَلَی الْمَآءِ یعنی وُہ خدا وُہ ہے جس نے آسمانوں اور زمینوں کو چھ روز میں پیدا کیا اور ان کی پیدائش سے پہلے اس کا عرش پانی پر قائم تھا۔

سیپارہ ۱۲ سُورۃ ہُود ع ۱

پھر ہواؤں کو پانی پر بھیجا ان سے اس میں لہریں اٹھیں اور بخارات بن کر اوپر کو بلند ہوئے اور جھاگ پیدا ہوئی۔ ان بخارات سے تو ساتوں آسمان پیدا کیے اور اس جھاگ سے زمینیں خلق فرمائیں اور زمین کو پانی کے اُوپر پھیلا دیا اور پانی کو سخت پتھر پر قائم کیا اور اس پتھر کو مچھلی پر اور مچھلی کو بیل پر اور بیل کو اس سنگِ بزرگ پر جس کا ذکر لُقمان نے اپنے بیٹے سے کیا ہے چُنانچہ خدا

لقمان کی زبانی فرماتا ہے یٰبُنَیَّ اِنَّھَآ اِنْ تَکُ مِثْقَالَ حَبَّۃٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَکُنْ فِیْ صَخْرَۃٍ اَوْ فِی السَّمٰوٰتِ اَوْ فِی الْاَرْضِ یَاْتِ بِھَا اللّٰہُ ؕ یعنی اے بیٹے وہ گناہ یا نیکی اگرچہ چھٹائی میں رائی کے دانے کے برابر ہی کیوں نہ ہو اور خواہ وہ سنگِ سخت و بزرگ کے بیچ میں ہو خواہ آسمانوں میں یا زمین میں ہو۔ اُس کو اللہ تعالیٰ مقامِ حساب میں لے آئے گا۔

اور اِس پتھر کو ثرٰے پر ٹھہرایا اور خُدا کے سوا اور کسی کو معلوم نہیں کہ ثرٰے کے نیچے کیا ہے۔

الغرض جب اللہ تعالیٰ نے زمین کو خلق فرمایا تو اُس کو کعبہ کے نیچے بچھایا پھر اس کو پانی پر پھیلایا اور وہ سب چیزوں پر محیط ہو گئی۔ یہ حال دیکھ کر زمین فخر کرنے لگی اور کہنے لگی کہ میں نے سب چیزوں کو گھیر لیا ہے کہ اب مجھ پر کون غالب ہو سکتا ہے اور مچھلی کے کانوں میں ایک ایک سونے کی زنجیر پڑی ہوئی تھی جس کا ایک سرا عرش سے ملا ہوا تھا تب اللہ تعالیٰ کے حکم سے مچھلی حرکت میں آئی اس کے متحرک ہونے سے زمین اپنی تمام چیزوں سمیت ہلنے لگی جیسے کشتی پانی کی سطح پر ہلا کرتی ہے جبکہ اس میں بڑے زور کی لہریں اُٹھا کرتی ہیں اور زمین اس ہل چل کو روک نہ سکی زمین کا یہ حال دیکھ کر مچھلی فخر سے کہنے لگی کہ میں زمین پر بھی غالب آگئی جو سب چیزوں کو گھیرے ہوئے ہے ایسا کون ہے جو مجھ پر غالب آسکے۔ اُس وقت خُدا نے پہاڑوں کو خلق کیا اور اُن کو زمین پر گاڑ دیا اور ان کے سبب زمین اس قدر بھاری ہو گئی کہ پھر مچھلی اس کو نہ ہلا سکی یہ حال دیکھ کر پہاڑ فخر کرنے لگے اور بولے کہ ہم مچھلی پر بھی غالب آگئے جس نے زمین کو مغلوب کیا تھا۔ اب ہم پر کون غالب آسکتا ہے۔ تب خدا نے لوہے کو پیدا کیا اور پہاڑ اُس سے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے اور اُس کا کچھ دفعیہ اور روک تھام نہ کر سکے۔ یہ دیکھ کر لوہا فخر سے کہنے لگا کہ میں پہاڑ پر غالب آیا جس نے مچھلی کو مغلوب کیا تھا۔ اب مجھ پر کون ور ہو سکتا ہے۔ تب خلاقِ عالم نے آگ کو خلق فرمایا اور اُس نے لوہے کو پگھلا کر ریزہ ریزہ کر ڈالا اور لوہے سے اس کا کچھ چارہ نہ بن پڑا۔ آگ نے جب یہ حال مشاہدہ کیا تو فخر سے کہنے لگی کہ میں لوہے پر غالب ہوئی جس نے پہاڑ کو مغلوب کیا تھا۔ ایسا کون ہے جو مجھ پر غالب ہو سکے۔ تب اللہ تعالیٰ نے پانی کو پیدا کیا اور اُس نے آگ کو بجھا دیا پھر پانی ازراہِ فخر پکارا کہ میں آگ پر غالب آیا جس نے لوہے کو مغلوب کیا تھا۔ اب مجھ پر کون غلبہ پا سکتا ہے اُس وقت خُدا نے ہوا کو خلق فرمایا اور اُس نے پانی کو اڑایا یہ حال دیکھ کر ہوا کو بھی فخر ہوا کہ میں نے

پانی کو مغلوب کیا جو آگ پر غالب آیا تھا اب مجھ پر کون ور ہو سکتا ہے تب خلاقِ عالم نے انسان کو پیدا کیا اس نے عمارتیں بنا کر ہوا کو اُس کی گزرگاہوں سے پھیر دیا اس پر حضرتِ انسان بھی اکڑنے لگے اور فخر و تکبر کی راہ سے کہنے لگے کہ میں ہوا پر بھی غالب ہوا جس نے پانی کو مغلوب کیا تھا اب مجھ پر کون غالب ہو سکتا ہے۔ تب اللہ تعالیٰ نے ملک الموت کو خلق فرمایا اور اُس نے انسان کو مار ڈالا جب ملک الموت نے یہ حال دیکھا تو فخریہ کہنے لگا کہ میں انسان پر غالب آیا جس نے ہوا کو مغلوب کیا تھا۔ اب مجھ پر کون مغلوب ہو سکتا ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں بہت قہر کرنیوالا اور بہت غلبہ پانے والا اور بہت بخشش کرنیوالا ہوں اور سب چیزوں پر غالب ہوں (میں تجھ پر بھی غالب ہوں)

چنانچہ فرمایا ہے اِلَیْہِ یُرْجَعُ الْاَمْرُ کُلُّہٗ یعنی سب اُمور اسی کی طرف رجوع ہوں گے۔

امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ حاضرین میں سے کسی نے عرض کی یا رسول اللہ وہ مچھلی نہایت عجیب ہے اور اس میں کتنی بڑی طاقت ہے کہ زمین کو اس کی تمام چیزوں سمیت لیا متحرک کیا کہ وہ اس حرکت کو روک نہ سکی حضرتؐ نے فرمایا کیا تم چاہتے ہو کہ میں تم کو ایسی چیز کی خبر دوں جو اس مچھلی کی نسبت زیادہ قوی اور بہت بڑی اور وسیع ہے صحابہ نے عرض کی کہ ہاں یا رسول اللہ بیان فرمایئے جب خدا نے عرش کو پیدا کیا تو اس کے ساٹھ ہزار تین سو ستون خلق فرمائے اور ہر ستون کے پاس ساٹھ ہزار تین سو فرشتے ایسے قوی اور عظیم الجثہ پیدا کئے کہ اگر ان میں سے چھوٹے سے چھوٹے فرشتے کو حکم دے تو وہ ساتوں آسمانوں اور ساتوں زمینوں کو لقمہ کر جائے اور یہ اس کے حلق کے سوراخ میں ایسے معلوم ہوں جیسے ایک وسیع بیابان میں ریت کا ایک ٹیلہ پھر اللہ تعالیٰ نے ان فرشتوں کو حکم دیا کہ اے میرے بندو میرے اس عرش کو اُٹھاؤ۔ ان سب نے مل کر ہر چند زور لگایا اٹھانا تو کہاں حرکت تک بھی نہ دے سکے تب اللہ تعالیٰ نے ہر ایک فرشتے کے پاس ایک ایک فرشتہ اور پیدا کیا پھر بھی عرش کو جنبش تک نہ ہوئی بعد ازاں خدا نے ہر فرشتے کے پاس دس دس فرشتے اور پیدا کئے تب بھی نہ ہلا سکے پھر ہر ایک فرشتے کے پاس اس تمام تعداد کے برابر برابر فرشتے خلق فرمائے پھر بھی ان کو اتنی قدرت نہ ہوئی کہ عرش کو ہلا سکیں اس وقت اللہ تعالیٰ نے ان کو حکم دیا کہ تم اس کو چھوڑ دو۔ میں خود اپنی قدرتِ کاملہ سے اس کو اُٹھاؤنگا۔ غرض اُس قادرِ مطلق نے اپنی قدرت سے اسکو تھاما پھر ان میں سے آٹھ فرشتوں کو

امر فرمایا کہ اب تم اس کو اُٹھاؤ۔ اُنھوں نے عرض کی کہ اے پروردگار جبکہ ہم اس تمام خلق کثیر اور جم غفیر کے ساتھ ہو کر نہ اٹھا سکے تو بھلا ہم آٹھوں اکیلے کیونکر اُٹھا سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ میں اللہ ہوں کہ دُور کو نزدیک اور سرکش کو سرنگوں اور شدید کو خفیف اور مشکل کو آسان کر دیتا ہوں جو چاہتا ہوں کرتا ہوں اور جو چاہتا ہوں حکم دیتا ہوں میں تم کو ایسے کلمات تعلیم کروں گا کہ ان کے کہنے سے اس کا اُٹھانا تم پر سہل ہو جائے گا۔ فرشتوں نے عرض کی کہ اے ہمارے پروردگار وہ کونسے کلمات ہیں۔ فرمایا تم کہو بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهِ الطَّيِّبِيْنَ[1] تب اُنھوں نے ان کلمات کو تلاوت کرکے عرش کو اُٹھا لیا اور وہ ان کے کندھوں پر ایسا ہلکا پھلکا معلوم ہوتا تھا جیسے کسی قوی اور طاقتور آدمی کے کندھے پر بال اُگے ہوتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان باقی فرشتوں سے ارشاد فرمایا کہ عرش کو انہی آٹھ فرشتوں کو اُٹھائے رہنے دو اور تم اس کے گرد طواف کرو اور میری تسبیح اور تمجید اور تقدیس میں مصروف رہو۔ کیونکہ میں وہ خدا ہوں جو اس چیز پر قدرت رکھتا ہوں جو تم نے مشاہدہ کی اور میں ہر ایک چیز پر قادر ہوں۔

یہ سُن کر صحابہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہؐ ان عرش کے اُٹھانیوالے فرشتوں کا حال نہایت عجیب ہے کہ وہ کس قدر قوی اور کتنے عظیم الجثہ ہیں۔ فرمایا کہ یہ فرشتے باوجود اتنی بڑی طاقت کے ان صحیفوں کو نہیں اُٹھا سکتے جن میں میری اُمت کے کسی شخص کے حسنات درج ہوں۔ صحابہ نے عرض کی یا حضرتؐ فرمایئے ایسا شخص کونسا ہے تاکہ ہم اس کو دوست رکھیں اور اُسکی تعظیم و تکریم بجالائیں اور اُسکی دوستی سے قربِ خدا حاصل کریں۔ فرمایا وہ شخص وہ ہے جو اپنے ہمنشینوں سمیت بیٹھا تھا کہ میرے اہلبیتؑ میں سے ایک شخص اپنے سر کو کپڑے سے ڈھانپے ہوئے اس کے پاس سے گزرا اور اُس نے اُسکو نہ پہچانا جب وہ گزر گیا تو اُسکی پشت کو دیکھ کر پہچان لیا اور اُٹھ کر ننگے سر ننگے پاؤں اس کی طرف دوڑا اور اُس کا ہاتھ پکڑ کر بوسہ دیا پھر اسکے سر سینہ اور پیشانی کو چُوما اور کہا کہ اے برادرِ رسول اللہؐ میرے ماں باپ تجھ پر سے فدا ہوں تیرا گوشت اس کا گوشت ہے اور تیرا خون اسکا خون ہے اور تیرا علم اس کا علم ہے

[1] یعنی میں خدائے رحمٰن و رحیم کے نام سے شروع کرتا ہوں اور خدائے بلند اور بزرگ کے سوا اور کسی کو طاقت اور قوت نہیں ہے اور خدا محمدؐ اور ان کی آل اطہار پر درود بھیجے۔ (مترجم)

اور تیرا علم اس کا علم ہے اور تیری عقل اسکی عقل ہے میں خدا سے سوال کرتا ہوں کہ مجھ کو تم اہلبیت کی محبت سے بہرہ ور کرے۔ الغرض اللہ تعالیٰ نے اس کے اس فعل اور اس قول کا اس قدر ثواب اس کے لیے مقرر کیا ہے کہ اگر اس کی تفصیل صحیفوں میں درج کی جائے تو یہ تمام فرشتے جو عرش کے گرد طواف کرتے ہیں اور جو عرش کو اُٹھائے ہوئے ہیں ان صحیفوں کو نہ اُٹھا سکیں اور جب وہ اپنے مصاحبوں کے پاس وہاں سے واپس آیا تو وہ اس سے کہنے لگے کہ تو باوجود اس اپنی جاہ و جلالت اور اسلام میں اپنے مرتبے اور رسولِ خداؐ کے نزدیک اس قدر تقرب حاصل ہونیکے ایسی ناموزوں اور نازیبا حرکت کرتا ہے اُس نے جواب دیا کہ اے جاہلو اسلام لانے سے محمدؐ اور اُس شخص کی محبت کے بغیر کچھ حصول نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے اس قول کے عوض بھی اتنا ہی ثواب عنایت فرمایا جتنا اس کے اس فعل و قول کے عوض پہلے مرحمت کیا تھا پھر حضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ خدا اپنے قول میں بالکل صادق اور راستی پر ہے مثلاً اگر خدا کسی شخص کو تمام دُنیا کی عُمر سے لاکھ گُنی عمر دے اور دُنیا کے تمام مالوں سے لاکھ گُنا مال اُس کو عنایت کرے اور وہ شخص ان تمام مالوں کو راہِ خدا میں صرف کر دے اور اپنی عُمر کو عبادتِ الٰہی میں فنا کر دے اس طرح پر کہ دن کو روزہ رکھے اور رات کو عبادتِ پروردگار میں کھڑا رہے اور ان کے بجالانے میں ذرا کمی اور سُستی نہ کرے۔ پھر وہ شخص اس عبادت اور سخاوت کے بعد ایسے حال میں اللہ تعالیٰ سے ملحق ہو کر محمدؐ یا اُس شخص (جس کی تعظیم کیلئے وہ شخص گیا تھا) کی دشمنی دل میں رکھتا ہو۔ خدا اُس کے نتھنوں کے بل سرنگوں آتشِ جہنم میں ڈالے گا اور اسکے اعمال کو اسی کی طرف لوٹا دے گا اور اُنکو حبط کریگا۔ اصحاب نے عرض کی یا رسول اللہؐ وہ دونوں شخص کون کون ہیں۔ فرمایا اس فعل کا بجالانے والا تو یہ شخص ہے جو سر پر کپڑا ڈالے آ رہا ہے۔ لوگ دیکھنے کیلئے اسکی طرف جھپٹے کیا دیکھتے ہیں کہ وہ سعدؓ ابن معاذ اوسی انصاری ہے اور وہ شخص جس کے حق میں یہ کلمات کہے گئے وہ دوسرا شخص ہے جو سر پر کپڑا ڈالے اِدھر کو آ رہا ہے ناگاہ کیا دیکھتے ہیں کہ وہ علیؑ ابن ابی طالب ہے پھر فرمایا کہ بہت سے لوگ ان دونوں کی محبت کے سبب سعید اور نیک بخت ہونگے۔ اور بہت سے لوگ ان میں سے ایک کی دوستی کا دعویٰ کریں گے اور دوسرے کی دشمنی کا۔ اس سبب سے شقی اور بدبخت ہوں گے۔ کیونکہ وہ دونوں ایسے شخص کے دشمن ہونگے اور جس کے یہ دونوں دشمن ہیں۔ محمدؐ بھی اُس کا دشمن ہے اور جس کا محمدؐ دشمن ہے خدا بھی اُس کا دشمن ہے اور وہ اُس پر غالب ہے۔ اور اس نے اپنے عذاب کو اُس پر لازم اور واجب کیا۔

بعدازاں ارشاد فرمایا کہ اے خدا کے بندو اہل فضل کی فضیلت کو اہل فضل ہی پہچانا کرتے ہیں پھر سعد سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ اے سعدؓ تجھ کو بشارت ہو کہ خدا تیرا خاتمہ شہادت پر کریگا اور تیرے سبب سے کافروں کی ایک جماعت جہنم میں جائیگی اور تیرے مرنے سے عرشِ خدا حرکت میں آئیگا اور تیری شفاعت سے اس قدر لوگ بہشت میں داخل ہوں گے جنکی تعداد بنی کلیب کے حیوانات کے برابر ہوگی۔

پھر فرمایا کہ آیہ جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا کے یہ معنی ہیں کہ زمین کو تمہارے لیے فرش بنایا کہ تم رات کو سوتے وقت اور قیلولہ کرتے وقت اس پر لیٹتے ہو وَالسَّمَآءَ بِنَآءً اور آسمان کو چھت بنایا یعنی مضبوط چھت کہ حق سبحانہ تعالیٰ کی قدرت سے زمین پر گرنے سے محفوظ ہے اور سورج چاند اور دیگر ستارے اس میں گردش کرتے ہیں جو لوگوں کے نفع کیلئے مسخر کیے گئے ہیں بعدازاں حضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ اے لوگو تم خدا کے اس فعل سے متعجب اور حیران مت ہو کہ وہ آسمان کو زمین پر گرنے سے محفوظ رکھتا ہے۔ کیونکہ وہ اس سے بھی بڑی شئے کی حفاظت کرتا ہے صحابہ نے عرض کی کہ وہ کیا ہے فرمایا اس سے بزرگ تر شئے محمدؐ و آلِ محمدؐ کے محبّوں کی طاعتوں اور عبادتوں کا ثواب ہے۔ وَاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً یعنی آسمان کی طرف سے پانی نازل کیا۔ اس آیت میں مآء سے مراد بارش ہے۔ ہر ایک قطرے کے ساتھ ایک فرشتہ ہوتا ہے جو اس کو اس کی مقرّرہ جگہ میں رکھتا ہے جہاں خدا نے اس کو حکم دیا ہے۔ یہ بات سن کر حاضرین نہایت متعجب ہوئے۔ تب حضرتؐ نے ارشاد فرمایا کیا تم فرشتوں کی اِس تعداد کو زیادہ گمان کرتے ہو۔ جو فرشتے علیؑ ابن ابی طالبؑ کے دوستوں کیلئے استغفار کرتے ہیں ان کی تعداد ان فرشتوں سے بہت زیادہ ہے اور دشمنانِ علیؑ پر لعنت کرنے والے فرشتوں کی تعداد ان سے بھی زیادہ ہے۔ پھر خدا فرماتا ہے فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ یعنی اس بارش کے سبب تمہارے لیے پھلوں کا رزق زمین سے پیدا کیا۔ جناب رسالتمآبؐ نے اصحاب کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا۔ آیا تم دیکھتے ہو کہ یہ پتے اور دانے اور گھاس کس کثرت سے ہیں عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ بیشک ان کی تعداد بہت ہی زیادہ ہے فرمایا جو فرشتے آلِ محمدؐ کی خدمت کرتے ہیں ان کی تعداد ان کی نسبت بہت زیادہ ہے کیا تم جانتے ہو؟ کہ وہ ان کی کیا خدمت کرتے ہیں۔ وہ نور کے طبق اٹھاتے ہیں جن میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان (آلِ محمدؐ) کے لیے تحفے بھیجے ہوتے ہیں اور ان (طبقوں) کے اوپر نور کی قندیلیں ہوتی ہیں نیز آلِ محمدؐ جو تحفے ان میں سے اپنے شیعوں اور محبّوں کو

بھیجتے ہیں وہ اٹھا کر لے جاتے ہیں اور ایک طبق میں اس قدر نفیس چیزیں ہوتی ہیں کہ دنیا کے تمام مال اُن کے ادنے جزو کی قیمت کو بھی پورا نہیں کر سکتے۔

قولہ عزّوجلّ وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰي عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ۝ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ كُلَّمَا رُزِقُوْا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِّزْقًا قَالُوْا هٰذَا الَّذِيْ رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ وَاُتُوْا بِهٖ مُتَشَابِهًا ۝ وَلَهُمْ فِيْهَآ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّهُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ یعنی اگر تم کو اس کتاب کے بارے میں جو ہم نے اپنے بندے محمدؐ پر نازل کی ہے یہ شک ہے کہ ہم نے اس کو نازل نہیں کیا بلکہ اُس نے خود بنا لی ہے تو تم کو چاہیئے کہ تم بھی ویسی ایک سورت بنا لاؤ اور خدا کے سوا اپنے تمام حاضرینِ مجلس سے جو بڑے ادیب اور فصیح ہیں یا اپنے بتوں سے اس کام میں مدد لو۔ اگر تم اپنے اس قول میں سچے ہو اور اگر تم نہ کرسکو اور قیامت تک تم ہرگز ہرگز ایسا نہ کرسکو گے تو تم آتش جہنم سے خوف کرو جس میں ایندھن کی جگہ آدمی اور گندھک کے پتھر جھونکے جائینگے جو کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔ اور اے محمدؐ تو بشارت دے اُن لوگوں کو جو ایمان لائے ہیں اور انھوں نے نیک عمل کیے ہیں کہ اُن کو ایسی بہشتیں ملیں گی جن کے نیچے نہریں جاری ہیں جب اُن کو وہاں سے میوے کھانے کو دیئے جائیں گے تو وہ کہیں گے یہ تو وہی میوے ہیں جو ہم کو پہلے دنیا میں کھانے کو ملتے تھے اور اُن کو ایسے میوے دیئے جائیں گے جو شکل اور رنگ میں باہم ملتے جلتے ہونگے اور وہاں ان کو پاکیزہ عورتیں مرحمت ہونگی اور وہ ہمیشہ وہیں رہیں گے۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ ان لوگوں کیلئے مثالیں بیان کر چکا جو اپنے کفر کو ظاہر کرتے تھے اور آنحضرتؐ کی نبوّت کا انکار کرتے تھے اور ان ناصبیوں کے لیے جو حضرتؐ سے نفاق رکھتے تھے اور جو کچھ آپ نے اپنے بھائی علیؑ کے حق میں بیان کیا تھا اس کے منکر تھے اور جو آیات و معجزات حضرتؐ نے دکھلائے تھے اور جو نشانیاں حضرتؐ نے علیؑ کیلئے مکہ اور مدینہ میں ظاہر فرمائی تھیں اور ارشاد فرمایا تھا کہ یہ سب اللہ کی طرف سے ہیں ان کی نسبت کہتے تھے کہ

یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہیں اور ان کے دیکھنے سے ان کی سرکشی اور نافرمانی اور زیادہ ہو گئی تو حق سبحانہ وتعالیٰ نے سرکشان مکہ ومدینہ کو مخاطب کر کے فرمایا۔ وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا یعنی اگر تم کو اس چیز میں جو ہم نے اپنے بندے محمدؐ پر نازل کی ہے شک ہے یہاں تک کہ تم کہتے ہو کہ محمدؐ خدا کا رسول نہیں ہے اور قرآن جو اس پر نازل ہوا ہے وہ میرا کلام نہیں ہے باوجودیکہ میں نے مکہ میں اس پر آیات روشن کو ظاہر کیا چنانچہ سفروں میں ابر اس کے سر پر سایہ کئے رہتا تھا اور پہاڑوں اور پتھروں اور درختوں اور سنگریزوں نے جو جمادات کی قسم سے ہیں اس پر سلام کیا اور ان لوگوں کو جو اس کے قتل کا ارادہ رکھتے تھے اس نے اپنے قتل سے باز رکھا بلکہ خود ان کو ہی قتل کیا اور دو درخت جو ایک دوسرے سے فاصلے پر تھے باہم مل گئے اور اس نے ان کی آڑ میں بیٹھ کر رفع حاجت کی پھر وہ دونوں اپنی اپنی جگہ واپس چلے گئے اور ایک درخت کو اس نے پکارا وہ فوراً فرمانبردار غلاموں کی طرح سر جھکائے حاضر ہوا پھر اسکو واپس جانیکا حکم دیا وہ حکم سنتے ہی تابعدار غلاموں کی طرح اپنی جگہ پر واپس چلا گیا فَاْتُوْا اے گروہ قریش ویہود اور اے گروہ نواصب کہ تم ظاہر میں اسلام کا دعویٰ کرتے ہو اور باطن میں اس سے بیزار اور ناخوش ہو۔ اور اے عرب کے فصیحوں، بلیغوں اور زباندانوں کے گروہ بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ ایسی ایک سورت تم بھی بنا لاؤ جیسی کہ محمدؐ لایا ہے کہ جو تم ہی جیسا ایک شخص ہے اور نہ پڑھتا ہے اور نہ لکھتا ہے اور اس نے کوئی کتاب نہیں پڑھی اور کسی عالم کی صحبت میں نہیں گیا اور کسی شخص سے اس نے کچھ نہیں سیکھا اور سفر اور حضر میں تم اس کو دیکھتے رہے ہو اور اس حالت میں اس نے چالیس۴۰ برس اپنی عمر کے گزار دیئے۔ پھر وہ ایسی کتاب لایا جو علوم اولین وآخرین کی جامع ہے۔ اگر تم کو اس کی ان نشانیوں میں کچھ شبہ ہے تو تم بھی کسی ایسے ہی آدمی سے ایسا ہی کلام بنوا لاؤ تاکہ اس کا کاذب ہونا جیسا کہ تم گمان کرتے ہو ظاہر ہو جائے کیونکہ جو چیز کسی بندے کی طرف سے ہوتی ہے باقی مخلوق میں کوئی نہ کوئی اور بھی ایسا ہو گا جو ویسی چیز بنا سکے اور اے گروہ قاریانِ کتب یہود ونصاریٰ اگر تم کو اس شریعت میں جو محمدؐ تمہارے پاس لایا ہے اور اس امر میں کہ اس نے اپنے بھائی علیؑ کو جو تمام اوصیا کا سردار ہے اپنا وصی مقرر کیا ہے باوجود ان معجزوں کے مشاہدہ کرنے کے جو اس نے تمہارے سامنے ظاہر کئے چنانچہ بازوئے گوسپند جس میں زہر ملایا گیا تھا اس سے ہمکلام ہوا اور بھیڑیئے نے اس سے باتیں کیں اور جب وہ

منبر پر وعظ میں مصروف تھا۔ لکڑی (جس کے سہارے حضرتؐ قبل از تیاری منبر کھڑے ہو کر وعظ فرمایا کرتے تھے) اس کے فراق میں رونے لگی اور اللہ تعالیٰ نے اس زہر کے اثر کو جو (خیبر میں) زنِ یہودیہ نے اس کے کھانے میں ملا دیا تھا اس سے دور کیا اور بلا کو انہی (یہودیوں) پر پھیر دیا اور وہ سب ہلاک ہو گئے اور تھوڑے سے کھانے کو زیادہ کر دیا کچھ شک ہے تو تم بھی ویسی ایک سورت بنا لے آؤ یعنی توریت۔ انجیل۔ زبور، صحف ابراہیمؑ اور دیگر ایک سو چودہ۱۱۴ کتب سماوی میں سے قرآن جیسی کوئی ایک سورت نکال لاؤ کیونکہ تم کو ان سب کتابوں میں قرآن جیسی ایک سورت بھی نہ ملے گی اور اے گروہ یہود ونصاریٰ یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ محمدؐ کا کلام جو تمہارے زعم میں مُتَقَوِّل یعنی جھوٹی باتیں بنانے والا ہے اللہ تعالیٰ کے سب کلاموں اور اسکی تمام کتابوں سے افضل ہو۔

بعد ازاں سب کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا۔ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ یعنی اے مشرکو اپنے بتوں کو جن کی تم پرستش کرتے ہو بلاؤ اور اے یہود ونصاریٰ تم اپنے شیطانوں کو پکارو اور اے منافق مسلمانو جو آلؑ اطہار کے مخالف ہو تم اپنے ہم صحبت ملحدوں کو اور ان سب کو جو تمہارے منشا کے پورا کرنے میں تمہارے معین ومددگار ہیں بلاؤ۔ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ اگر تم اپنے اس قول میں سچے ہو کہ محمدؐ نے اس قرآن کو اپنی طرف سے بنا لیا ہے اور اس کو اللہ تعالیٰ نے اس پر نازل نہیں کیا اور یہ جو علیؑ کا تمام امت سے افضل ہونا بیان کیا ہے اور اس کو ان کا حاکم اور فرمانروا مقرر کیا ہے۔ یہ خدائے احکم الحاکمین کے حکم سے نہیں ہے۔

اس کے بعد خدا فرماتا ہے فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا یعنی اے حجت خدا کے نہ ماننے والو اگر تم ایسا کلام نہ لا سکو اور حقیقت یہ ہے کہ وَلَنْ تَفْعَلُوْا تم سے یہ کام ہرگز ہرگز نہ ہو سکے گا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ اس لیے تم اس آگ سے ڈرو جس میں لکڑیوں کی جگہ آدمی اور گندھک کے پتھر ڈالے جائیں گے اور وہ آگ بھڑکے گی اور اہل جہنم کو عذاب دے گی۔ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ جو کہ کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے جو کلام خدا اور اس کے نبیؐ کو جھٹلاتے ہیں اور اس کے ولی اور وصی سے عداوت رکھتے ہیں اس سے اللہ تعالیٰ ان کافروں کو جتلاتا ہے کہ تم اس قرآن کی نظیر کے لانے میں اپنے عاجز ہونے سے جان لو کہ یہ خدا کی طرف سے ہے اگر مخلوق خدا کی طرف سے ہوتا تو تم ضرور اس سے مقابلہ کر سکتے اور ویسا بنا سکتے۔

آخر کار جب وُہ سرزنش اور معارضہ کے بعد عاجز ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ قُل لَئِنِ اجْتَمَعَتِ الْإِنسُ وَالْجِنُّ عَلَىٰ أَن يَأْتُوا بِمِثْلِ هَٰذَا الْقُرْآنِ لَا يَأْتُونَ بِمِثْلِهِ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا یعنی اے محمدؐ تو ان سے کہہ دے کہ اگر تمام انسان اور جن جمع ہو کر ایسی کتاب بنانا چاہیں تو ویسی نہ بنا سکیں گے۔ اگرچہ وُہ باہمدیگر ایک دُوسرے کی امداد کریں۔ ۱۵۵ سورہ بنی اسرائیل

امام حسن عسکریؑ نے بیان فرمایا کہ میں نے اپنے والد ماجد امام علی نقی علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی کہ جو آیات و معجزات جناب رسولِ خُدا سے مکہ اور مدینہ میں ظاہر ہوئے انکی تفصیل بیان فرمایئے ارشاد فرمایا کہ کل صبح بیان کرونگا۔ غرض جب صُبح ہُوئی تو فرمایا کہ اے میرے بیٹے ابر کا قصہ اس طرح سے ہے کہ جب رسُولِ خدا خدیجہؓ بنت خویلد کی طرف سے تجارت کرنے شام کی طرف تشریف لے گئے اور مکہ سے بیتُ المقدس تک ایک مہینے کی راہ ہے اور وُہ موسم نہایت گرم تھا اور ان جنگلوں کی گرمی اہل قافلہ کو بہت ستاتی تھی اور اکثر تند ہوائیں چلتی تھیں اور ریت اور مٹی اُڑ اُڑ کر ان پر پڑتی تھی۔ ایسی حالت میں اللہ تعالیٰ اپنے رسُولؐ کے لیے ایک بادل کو بھیجتا تھا کہ وُہ آنحضرتؐ پر سایہ کیے رہتا تھا جب آپ ٹھہرتے تو وُہ بھی تھم جاتا اور جب چلتے تو چلنے لگتا آگے بڑھتے تو وُہ بھی آگے بڑھتا پیچھے ہٹتے تو وہ بھی پیچھے کو ہٹ جاتا۔ اگر دائیں کو مُڑتے تو وُہ بھی دائیں کو مُڑ جاتا اگر بائیں کو مُڑتے تو وُہ بھی بائیں کو مُڑ جاتا اور آفتاب کی گرمی کو ان پر نہ پڑنے دیتا تھا اور جو ریت اور مٹی ہواؤں سے اُڑتی تھی وُہ قریش اور اُن کی اُونٹنیوں کے مُنہ میں پڑتی تھی اور جب ہُوا آنحضرتؐ کے قریب پہنچتی تھی تو بہت ہلکی پڑ جاتی تھی اور اُس سے ذرا سی ریت اور مٹی بھی نہ اُڑتی تھی بلکہ ان پر ٹھنڈی اور ہلکی ہو کر چلتی تھی۔ یہاں تک کہ قافلے والے کہتے تھے کہ محمدؐ کا پڑوس خیمہ سے بہتر ہے۔ اس لیے وُہ حضرتؐ کے پاس پناہ لیتے تھے اور ان کے نزدیک رہتے تھے اور ان کے قریب رہنے سے ان کو راحت پہنچتی تھی۔ مگر بادل صرف آنحضرتؐ ہی کے سر پر رہتا تھا۔ اور جب اور مسافر اس قافلے میں آملتے تھے تو بادل کو اپنے سے فاصلے پر چلتا ہوا پاتے تھے۔ یہ دیکھ کر وہ کہتے تھے کہ یہ بادل جس شخص کے قریب ہے وُہ نہایت مشرف اور مُعزز ہے۔ تب قافلے والے اُن (مسافروں) سے کہتے تم بادل کی طرف دیکھو کہ اس پر اس کے مالک اور اس (مالک) کے مُصاحب اور خالص

دوست اور بھائی کے نام لکھے ہیں جب وُہ دیکھتے تو اس پر یہ کلمہ لکھے ہُوئے پاتے لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰهِ أَيَّدْتُهُ بِعَلِيٍّ سَيِّدِ الْوَصِيِّينَ وَشَرَّفْتُهُ بِأَصْحَابِهِ الْمُوَالِينَ لَهُ وَلِعَلِيٍّ وَلِأَوْلِيَائِهِمَا وَالْمُعَادِينَ لِأَعْدَائِهِمَا یعنی اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں محمدؐ خُدا کا رسُولؐ ہے میں نے علیؑ سیدِ اوصیاء کو اس کا مددگار بنایا ہے اور ان اصحاب کے ساتھ اس کو معزز اور مشرف کیا ہے جو اس کو اور علیؑ کو اور ان دونوں کے دوستوں کو دوست رکھتے ہیں اور ان کے دُشمنوں سے عداوت رکھتے ہیں۔

غرض ہر شخص خواہ صاحب سواد ہو یا بے سواد، اس تحریر کو پڑھ لیتا اور سمجھ لیتا تھا۔

اور پہاڑوں اور بڑے بڑے پتھروں اور سنگریزوں نے جو آنحضرتؐ کو سلام کیا اس کا قصہ اس طرح پر ہے کہ جب آنحضرتؐ نے تجارتِ شام سے مراجعت فرمائی اور جو کچھ ان تجارتوں سے نفع ہُوا تھا وُہ سب راہِ خدا میں تصدق کر دیا۔ ہر روز علی الصبح کوہِ حرا پر جا چڑھتے اور دیدۂ دل سے رحمتِ خداوندی کے آثار اور مخلوقاتِ الٰہی کے عجائبات اور اسکی حکمت کے نادرات کو مشاہدہ کرتے اور آسمان اور زمین کے کناروں اور سمندروں اور بیابانوں اور صحراؤں کے اطراف پر نظر ڈالتے اور ان آثارِ الٰہی کو دیکھ کر بصیرت حاصل کرتے اور ان آیات سے نصیحت پکڑتے اور معبودِ حقیقی کی عبادت کا حق ادا کرتے جب آپکی عمر چالیس ۴۰ سال کی ہو گئی تو اللہ تعالیٰ نے آپکے دل کی طرف نظر کی تو اس کو نہایت افضل اور بزرگ تر اور نہایت فرمانبردار اور سب سے زیادہ خشوع و خضوع کرنیوالا پایا اُسوقت حکمِ الٰہی سے آسمانوں کے دروازے کھُل گئے اور حضرتؐ ادھر دیکھنے لگے اور ملائکہ کو نازل ہونے کا حکم ہُوا اور آپ انکو دیکھتے تھے نیز اپنی رحمت کو نازل ہونے کا امر فرمایا۔ وہ ساق عرش سے لے کر حضرتؐ کے سر تک نازل ہُوئی اور ان کو ڈھانپ لیا پھر دیکھا کہ رُوح الامین یعنی جبرئیل جو طاؤس ملائکہ ہیں نور کا طوق پہنے اُن کی طرف نازل ہُوئے اور ان کے دونوں بازو تھام کر ان کو ہلایا اور عرض کی کہ اے محمدؐ پڑھو حضرتؐ نے فرمایا کیا پڑھوں عرض کی کہ یا محمدؐ اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ ۝ خَلَقَ الْإِنسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝ اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ ۝ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝ عَلَّمَ الْإِنسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ یعنی اپنے پروردگار کا نام پڑھ جس نے سب کو پیدا کیا ہے انسان کو جمے ہوئے خُون سے پیدا کیا ہے اے محمدؐ پڑھ اور تیرا پروردگار بہت بزرگ ہے جس نے قلم کو

پہاڑوں پتھروں اور سنگریزوں کا حضرتؐ کو سلام کرنا

پارہ عم سُورۃ علق ثلثۃ

لکھنا سکھلایا اور انسان کو وہ چیز تعلیم کی جو اس کو معلوم نہ تھی۔

الغرض اللہ تعالیٰ کو آنحضرتؐ پر جو کچھ وحی کرنی تھی اور جبرئیلؑ آسمان کی طرف پرواز کر گئے اور حضرت پہاڑ پر سے نیچے تشریف لائے اور آثار جلالت و عظمت الٰہی سے جو حضرتؐ کو گھیرے ہوئے تھے اور اُس خدائے بزرگ و برتر کی بزرگی شان کے مشاہدہ کرنے سے تپ لرزہ کی سی حالت آپ پر طاری ہو رہی تھی اور بڑا فکر یہ ہو رہا تھا کہ جب میں پیغامِ الٰہی پہنچاؤنگا۔ تو قریش میری بات کا یقین نہ کریں گے اور مجنوں اور دیوانہ بتلائیں گے اور کہیں گے کہ اس کو آسیب کا خلل ہو گیا ہے حالانکہ آپ ابتدائے عمر سے لوگوں کے نزدیک تمام خلقِ خدا سے زیادہ عاقل اور سب سے بڑھ کر معزز اور مکرم تھے اور آنحضرتؐ شیطان اور دیوانوں کے فعل و قول کو سب سے بدتر جانتے تھے۔ پس اللہ تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ ان کے سینے کو فراخ کرے اور ان کے دل کو قوی اور شجاع کرے۔ اس لیے پہاڑوں پتھروں اور ڈھیلوں کو گویا کیا اور ان میں سے جس چیز کے پاس آپ پہنچتے تھے وہ پکارتی تھی اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا وَلِیَّ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ آپ کو بشارت ہو کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو فضل و جمال اور زینت عطا فرمائی ہے اور تمام مخلوقات اوّل و آخر سے آپکو مکرم و معزز کیا آپ قریش کی اس بات سے مغموم و محزون نہ ہوں کہ وہ آپکو دیوانہ بتلائیں یا یہ کہیں کہ دین کی بابت فتنہ میں پڑ گیا ہے۔ کیونکہ صاحبِ فضیلت وہ شخص ہے جس کو خدا فضیلت دے اور صاحبِ کرامت وہ ہے جس کو حق سبحانہ کرامت عطا فرمائے یا حضرتؐ آپ قریش اور دیگر سرکشانِ عرب کے جھٹلانے سے تنگ دل نہ ہوں۔ عنقریب اللہ تعالیٰ آپکو کرامتوں اور بزرگیوں کے اعلیٰ ترین مرتبے پر پہنچا دے گا اور بلند تر درجہ عنایت فرمائیگا اور عنقریب آپکے دوست آپکے وصی علیؑ ابن ابی طالب کے سبب خوشحال اور فرحناک ہونگے اور تھوڑے عرصے میں علیؑ ابنِ ابی طالب جو شہر علوم کے دروازے اور آپکی کلید ہیں آپکے علوم کو تمام بندگانِ الٰہی اور سب شہروں میں پھیلا دینگے اور عنقریب آپکی بیٹی فاطمہؑ سے آپکی آنکھ خنک ہوگی اور اس سے اور علیؑ سے حسنؑ اور حسینؑ جو جوانانِ بہشت کے سردار ہیں پیدا ہونگے اور عنقریب آپ کا دین تمام شہروں میں پھیل جائے گا اور عنقریب آپکے اور آپکے بھائی علیؑ ابنِ ابی طالب کے دوستوں اور محبوں کے اجر و ثواب بڑھائے جائیں گے اور عنقریب حق تعالیٰ کی طرف سے لواءِ حمد آپکے ہاتھ میں دیا جائیگا اور آپ اپنے ہاتھ سے

اپنے بھائی علیؑ کے ہاتھ میں دو گے اور تمام نبی اور صدیق اور شہید اس عَلَم (لواءِ حمد) کے نیچے ہوں گے اور ان سب کو لے کر جنت میں داخل ہوں گے۔

یہ بشارت سُن کر میں نے اپنے دل میں کہا کہ اے پروردگار وہ علیؑ ابن ابی طالب کون ہے جس کا مجھ کو وعدہ دیا گیا ہے اور یہ اس وقت کا ذکر ہے کہ علیؑ پیدا ہو چکے تھے اور وہ خورد سال تھے اور وہ میرے چچا کے بیٹے تھے۔ جب علی کچھ چلنے پھرنے لگے اور وہ آنحضرتؐ کے ہمراہ تھے اس وقت حضرت نے عرض کی کہ یا خدا کیا یہ وہی ہے جس کا تو نے مجھ کو وعدہ دیا ہے الغرض ہر دفعہ جب ایسا خیال حضرت کو آتا تھا میزانِ جلال آنحضرتؐ پر نازل ہوتی تھی اور آنحضرتؐ کو اس کے ایک پلڑے میں رکھا جاتا اور علیؑ اور باقی تمام اُمت کو جو قیامت تک ہوگی۔ انکے لیے ممثل کیا جاتا اور ان سب کیساتھ آنحضرتؐ کو تولا جاتا آپ ہی ان سب سے بھاری نکلتے تھے پھر جس پلڑے میں آنحضرتؐ کو تولا گیا تھا۔ اس میں سے ان کو نکال کر علیؑ کو اس میں رکھا اور تمام اُمت کیساتھ وزن کیا گیا۔ علی سب سے وزنی نکلے۔ تب رسولِ خداؐ نے ان کی ذات اور صفات کو پہچانا اور دل میں پروردگارِ عالم کی جانب سے یہ ندا آئی کہ اے محمدؐ یہ علیؑ ابنِ ابی طالب میرا برگزیدہ بندہ ہے جس سے اس دین کی مدد کرونگا اور یہ تیرے بعد تیری تمام اُمت سے افضل اور برتر ہے۔ یہ حضرتؐ ختمی مرتبت نے فرمایا ہے کہ یہ وقت وہ تھا جبکہ ادائے رسالت کے لیے میرے سینے کو فراخ اور کشادہ کیا اور اُمت کے کار دیا کو مجھ سے ہلکا کیا اور قریش کے جابروں اور سرکشوں کے مقابلے کو مجھ پر آسان کیا۔

اس کے بعد امام علی نقی علیہ السلام نے فرمایا کہ جو لوگ آنحضرتؐ کے قتل کے درپے تھے اور اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے نبیؐ برحق کی کرامت کے باعث اور امرِ نبوّت میں آنحضرتؐ کی تصدیق کرنے کیلئے ہلاک کیا اس کا قصہ اس طرح پر ہے کہ جنابِ رسالتمآبؐ مکہ معظمہ میں تشریف رکھتے تھے اور سن شریف سات برس کا تھا اور آپنے خیر و سعادت میں ایسی نشو و نما پائی تھی کہ اطفالِ قریش میں کوئی بچہ آپکی مثل نہ تھا ان ہی دنوں میں کچھ یہودی شام مکہ معظمہ میں وارد ہوئے اور حضرتؐ کی خوبیوں اور صفتوں کو دیکھ کر خلوت میں کہنے لگے خدا کی قسم یہ وہی محمدؐ ہے جو آخری زمانہ میں خروج کریگا اور یہودیوں اور دیگر مذاہب کے لوگوں کو ذلیل و خوار کریگا۔ اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھوں دولت یہود کو زائل کرے گا اور ان کو ذلیل کرے گا اور ان کی بیخ کنی کرے گا اور انھوں نے اپنی مذہبی کتابوں میں یہ لکھا دیکھا

تھا کہ وُہ پیغمبر اُمّی، فاضل اور راست گو ہے۔ القصہ آپ کے حسد نے انکو اس بات پر آمادہ کیا کہ اس امر کو پوشیدہ رکھیں اور باہم مشورہ کیا کہ اس کی بادشاہی جاتی رہے گی اور آپس میں کہنے لگے کہ آؤ کچھ تدبیر کر کے اس کو قتل کر ڈالیں کیونکہ حق تعالیٰ جس چیز کو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے قائم کرتا ہے۔ شاید ہمارے کچھ تدبیر کرنے سے وُہ محو ہو جائے اور اس بات کا اُنھوں نے پختہ ارادہ کر لیا اور آپس میں کہنے لگے کہ اس کام میں جلدی مت کرو پہلے ہم اس کا امتحان کر لیں اور اس کے افعال کو آزما لیں کیونکہ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ شکل و صورت اور چال ڈھال میں ایک شخص دُوسرے شخص سے ملتا جلتا اور بالکل مشابہ ہوتا ہے اور ہم نے اپنی کتابوں میں دیکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ محمدؐ کو حرام اور مُشتبہ چیز سے باز رکھے گا۔ اس لیے مناسب یہ ہے کہ اس سے ملاقات کرو اور اُسکو دعوت میں بُلا کر حرام اور مُشتبہ چیز کھانے کیلئے اسکے آگے رکھو اگر وُہ دونوں کی طرف یا کسی ایک کی طرف ہاتھ بڑھائے اور اسکو کھا جائے تو جان لینا کہ یہ وُہ نہیں ہے جس کا تم کو گمان ہے بلکہ صرف شکل صُورت اور خط و خال میں اس کے مُشابہ ہے اور اگر ایسا ظہور میں نہ آیا اور اُس نے ان میں سے کوئی چیز نہ کھائی تو تم سمجھ لینا کہ یہ وہی ہے پھر تم کوئی ایسی تدبیر کرنا کہ زمین اس سے خالی اور پاک ہو جائے تاکہ یہود کی سلطنت سلامت رہے۔

آخر کار اس مشورہ کے بعد وُہ حضرت ابُوطالبؑ کی خدمت میں حاضر ہُوئے اور ان سے ملاقات کر کے دعوت میں قدم رنجہ فرمانے کی درخواست کی۔ الغرض جب رسُولِ خداؐ وہاں تشریف لائے تو اُنھوں نے ایک بہت موٹی مُرغی جس کو لکڑی سے مار مار کر مار ڈالا تھا اور پھر کباب کیا تھا۔ آنحضرتؐ اور ابوطالبؑ اور دیگر بُزرگانِ قریش کے سامنے رکھی حضرت ابوطالبؑ اور دیگر اہلِ قریش نے کھانا شروع کیا اور آنحضرتؐ جب اپنا ہاتھ اسکی طرف بڑھاتے تھے وُہ دائیں یا بائیں آ گے یا پیچھے اُوپر یا نیچے کی طرف پھر جاتا تھا اور اِس گوشت پر نہیں پہنچتا تھا۔ یہ حال دیکھ کر وُہ یہودی بولے اے محمدؐ تم اِس گوشت کو کیوں نہیں کھاتے آپ نے جواب دیا اے گروہ یہود میں نے ہر چند کوشش کی کہ میں اسکو کھاؤں۔ مگر میرا ہاتھ اس کی طرف سے پھر جاتا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ کھانا حرام ہے اور میرا پروردگار مجھ کو اس سے بچاتا ہے یہودیوں نے عرض کی کہ نہیں یہ تو حلال کھانا ہے پھر بولے کہ ہم خود لُقمہ بنا کر آپ کے مُنہ میں ڈالیں فرمایا اگر تم سے ہو سکے تو کر دیکھو تب وُہ خود اپنے

ہاتھ سے نوالہ بنا کر کھلانے پر مُستعد ہُوئے مگر ان کے ہاتھ بھی اسی طرح اِدھر اُدھر پڑتے تھے جیسے آنحضرتؐ کے ہاتھ اسکی طرف پھر جاتے تھے یہ حال دیکھ کر حضرتؐ نے فرمایا کہ اس کا کھانا میرے لیے منع ہے تمھارے پاس موجود ہو تو کوئی اور کھانا لاؤ۔ تب وُہ ایک فربہ مُرغی لائے جو کسی پڑوسی کی تھی اور وہاں موجود نہ تھا اور انھوں نے (بلا اجازت) پکڑ کر اسکو کباب کر لیا تھا اور دام دے کر خریدا نہ کیا تھا اور یہ قصد تھا کہ جب اسکا مالک آئیگا تو اُس کی قیمت ادا کر دینگے جب وُہ کباب حضرتؐ کے سامنے رکھے گئے اور آپ نے ایک لُقمہ اس میں سے لے لیا جب اسکو اُٹھانا چاہا تو وُہ بھاری ہو کر آپ کے اُوپر گرا اور ہاتھ سے چھُوٹ کر جا پڑا اور اسی طرح جب آپ نوالہ اُٹھاتے تو وُہ بوجھل ہو کر ہاتھ سے چھُوٹ پڑتا یہ حال دیکھ کر یہودیوں نے عرض کی تم کھاتے کیوں نہیں حضرتؐ نے فرمایا اس کا کھانا بھی میرے لیے ممنوع ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ مُشتبہ مال ہے اور میرا پروردگار اس سے مجھ کو بچاتا ہے وُہ بولے یہ مُشتبہ مال نہیں ہے۔ فرمائیے تو ہم آپ کو کھلائیں۔ فرمایا اگر ممکن ہو تو کھلاؤ۔ جب اُنھوں نے لُقمہ بنا کر آپکے مُنہ میں ڈالنا چاہا تو اسی طرح ان کے ہاتھ میں بوجھل ہو گیا اور وُہ اس کو نہ اُٹھا سکے تب حضرتؐ نے فرمایا بیشک جیسا کہ میں نے کہا یہ مُشتبہ مال ہے اور میرا پروردگار اِس سے مجھ کو بچاتا ہے اس واقعہ کو دیکھ کر اہلِ قریش نہایت حیران ہُوئے اور منجملہ ان اسباب کے جو آنحضرتؐ سے ان کے عداوت کرنے کے ہُوئے جس کو انھوں نے آپکے اظہارِ نبوت کے وقت ظاہر کیا ایک سبب یہ بھی تھا اور یہودی بھی اس واقعہ سے نہایت متعجب ہُوئے اور سرداران قریش کی طرف مخاطب ہو کر کہنے لگے ہم جانتے ہیں کہ اس لڑکے کی طرف سے تم پر بہت کچھ بلائیں وارد ہوں گی کہ وُہ تمھاری نعمتوں اور جانوں کو برباد اور تباہ کرے گا اور عنقریب اِس کو شانِ عظیم اور رُتبۂ جلیل حاصل ہوگا

اور امیر المومنین علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ ان یہودیوں نے مشورہ کیا کہ آنحضرتؐ کو کوہِ حرا پر آتے جاتے راستے میں قتل کر ڈالیں اور وُہ ستّر آدمی تھے غرض انھوں نے اپنی تلواروں کو زہر میں بجھایا اور ایک روز اندھیری رات میں کوہِ حرا پر حضرتؐ کی راہ میں بیٹھ گئے جب آنحضرتؐ پہاڑ پر چڑھے تو وُہ بھی چڑھ گئے اور تلواروں کو کھینچ لیا اور وُہ ستّر آدمی تمام یہودیوں میں نہایت دلیر و شجاع اور نامی پہلوان تھے جب اُنھوں نے تلواریں سونت کر حضرتؐ پر وار کرنے کا ارادہ کیا

تو پہاڑ کے دونوں کنارے باہم مل گئے اور ان کے اور آنحضرتؐ کے درمیان حائل ہو گئے جب ان کو حضرتؐ تک اپنی تلواروں کے پہنچنے کی آس نہ رہی تو لاچار ہو کر میان میں کر لیا تب پہاڑ کے دونوں کنارے جو مل گئے تھے جُدا جُدا ہو گئے۔ یہ دیکھ کر انھوں نے پھر تلواریں سونت لیں اور حضرتؐ پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا جب اُنھوں نے یہ قصد کیا تو پہاڑ کے دونوں کنارے پھر باہم مل گئے اور ان کے اور حضرتؐ کے درمیان حائل ہو گئے یہ حال مشاہدہ کر کے انھوں نے تلواریں میان میں کر لیں وُہ پھر کھل گئے اور اُنھوں نے پھر تلواروں کو کھینچ لیا اور برابر ایسا ہی وقوع میں آتا رہا یہاں تک کہ آنحضرتؐ پہاڑ کی چوٹی پر پہنچ گئے اور سنتالیس۴۷ دفعہ پہاڑ کا حائل ہونا اور کھلنا ظہور میں آیا اس کے بعد وُہ یہودی بھی پہاڑ پر چڑھے اور اُوپر پہنچکر حضرتؐ کے گرد احاطہ کر لیا تاکہ ان کو قتل کریں۔ تب رستہ ان کیلئے لمبا ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے پہاڑ کو بہت دراز کر دیا۔ اور وُہ اس کو طے نہ کر سکے۔ یہاں تک کہ حضرتؐ ذکر و ثنائے پروردگار اور عبرتوں کے حاصل کرنے سے فارغ ہُوئے اور پہاڑ سے نیچے اُترے یہ دیکھ کر وُہ یہودی بھی آپکے پیچھے اُترنے لگے اور نزدیک آکر تلواریں سونت حضرتؐ پر حملہ آور ہُوئے فوراً پہاڑ کے دونوں کنارے ملحق ہو گئے تب اُنھوں نے تلواریں میان میں رکھ لیں پھر پہاڑ بیچ سے ہٹ گیا اُنھوں نے پھر تلواریں کھینچ لیں پھر پہاڑ مل گیا اور اُنھوں نے تلواروں کو میان میں کر لیا۔ غرض سنتالیس۴۷ بار ایسا ہی وقوع میں آیا کہ جب پہاڑ کے کنارے کھل جاتے تھے تو تلواریں سونت لیتے تھے اور جب مل جاتے تھے تو ان کو میان میں رکھ لیتے تھے۔ اخیر دفعہ جب آنحضرتؐ پہاڑ سے اُتر کر پائین کوہ کے قریب پہنچے تو پھر اُنھوں نے تلواریں کھینچکر آپ پر حملہ کرنا چاہا کہ ناگاہ پہاڑ کی دونوں طرفیں آپس میں مل گئیں اور ان کو دبا دبا کر اور کُچل کُچل کر مار ڈالا پھر آواز آئی کہ اے محمدؐ پیچھے مُڑ کر دیکھ کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے ناہنجار دشمنوں کا کیا حال کیا۔ جب حضرتؐ نے مُڑ کر نگاہ کی تو دیکھا کہ پہاڑ کے دونوں کنارے اپنے قریب کی تمام چیزوں سمیت ملحق ہو گئے ہیں بعد ازاں حضرتؐ نے دیکھا کہ پہاڑ کے دونوں کنارے کھل گئے اور وُہ یہودی تلواریں ہاتھوں میں لیے نیچے آپڑے اور ان کے چہرے اور پیٹھیں، پہلو، رانیں پنڈلیاں اور پاؤں چُور چُور ہو گئے تھے اور مُردہ ہو کر زمین پر گرے اور اُن کی گردن کی رگوں سے لہو جاری تھا اور آنحضرتؐ اس جگہ سے صحیح سلامت نکل آئے اور دشمنوں کے ہاتھوں سے محفوظ اور

مصئون رہے اور پہاڑ اور اُس کے درخت اور پتھر آپ کو پُکار پکار کر کہتے تھے آپ کو مُبارک ہو کہ اللہ تعالیٰ نے دشمنوں کے مُقابلے میں ہم سے آپکی امداد کی اور عنقریب جب حضرت کا امر نبوّت ظاہر ہوگا تو جابران و سرکشان اُمّت کے مُقابلے میں علیؑ ابن ابی طالب سے آپکی نصرت فرمائیگا اور آپکے دین کے ظاہر کرنے اور اس کو عزّت دینے اور آپکے دوستوں کو مکرّم اور معظّم فرمانے اور آپکے دشمنوں کے دفع کرنے میں اس جناب کی شدّتِ اہتمام و سعی بلیغ سے حضرت کی امداد کریگا اور بہت جلد اس کو آپکا جانشین اور نظیر اور جان جو کہ آپکے دونوں پہلوؤں کے درمیان ہے اور کان جس سے آپ سُنتے ہیں اور آنکھ جس سے آپ دیکھتے ہیں اور ہاتھ جس سے کسی چیز کو پکڑتے ہیں اور پاؤں جن پر کھڑے ہوتے ہیں قرار دیگا اور قریب ہے کہ وُہ آپکے قرضوں کو ادا کرے اور وعدوں کو پورا کرے اور عنقریب وُہ آپکی اُمّت کی آرائش اور آپکے اہلِ ملّت کی زینت ہوگا اور عنقریب حق تعالیٰ اس کے سبب اس کے دوستوں کو شاد کام اور بہرہ ور اور اس کے دُشمنوں کو ہلاک اور تباہ کرے گا۔

اور ان دُو۲ درختوں کا جو آکر باہم مل گئے قصہ اس طرح پر ہے کہ آنحضرتؐ ایک روز مکّہ اور مدینے کے مابین راستے میں تھے اور آپکے لشکر میں مدینے کے منافق اور مکّہ کے کافر اور منافق موجود تھے اور وہ آپس میں محمدؐ اور ان کی آلِ اطہار اور صحابہ اخیارؓ کا ذکر کر رہے تھے۔ اسی اثنا میں ایک نے دُوسرے سے کہا کہ یہ ہماری طرح کھانا کھاتا ہے اور ہماری طرح پاخانہ اور پیشاب کرتا ہے اور اس پر دعوٰی نبوّت کرتا ہے یہ بات سُن کر ایک منافق بولا کہ یہ جنگل ہموار میدان ہے جب وُہ رفع حاجت کے لیے بیٹھے گا تو میں اس کی مقعد کی طرف نظر کرونگا اور دیکھونگا کہ اس میں سے جو چیز خارج ہوتی ہے وُہ ہماری طرح ہوتی ہے یا نہیں۔ دُوسرے نے کہا اگر تو اسکی طرف دیکھے گا تو وہ وہاں نہ بیٹھے گا کیونکہ وُہ کنواری لڑکی سے بھی زیادہ شرمیلا ہے جو غیروں کی طرف نگاہ کرنے سے روکی ہوئی ہو اور اسکی طرف کسی غیر نے نظر نہ کی ہو اللہ تعالیٰ نے اس حال سے اپنے نبیؐ کو مطلع فرمایا اور حضرتؐ نے زیدؓ ابنِ ثابت کو حکم دیا کہ ان دُو درختوں کے پاس جاؤ جو ایک دُوسرے سے دُور کھڑے ہیں اور دُو۲ درختوں کی طرف جو ایک دُوسرے سے دُور جنگل میں اُگے ہُوئے تھے اور ایک دُوسرے سے آدھ میل کے فاصلے پر تھے اشارہ کر کے فرمایا کہ تم ان دونوں کے بیچ میں کھڑے ہو کر آواز دو کہ رسُولِ خداؐ نے تم کو حکم دیا ہے کہ دونوں یہاں آکر مل جاؤ تاکہ رسُول اللہ تمھاری آڑ میں بیٹھ کر رفع حاجت کریں زیدؓ ابن ثابت نے فوراً تعمیل کی اور حضرتؐ کا

پیغام درختوں کو پہنچا دیا اُس خدائے پاک کی قسم ہے جس نے محمدؐ کو نبی برحق کر کے بھیجا ہے کہ وُہ دونوں درخت اپنی جڑوں سمیت اپنی اپنی جگہ سے اُکھڑے اور ایک دُوسرے کی طرف اس طرح دوڑے جیسے دو دوست مدّت کے بچھڑے ہُوئے نہایت اشتیاق سے دَوڑ کر ملاقات کرتے ہیں اور وہاں آکر ایک دُوسرے سے اس طرح پیوست ہو گئے گویا عاشق و معشوق ہیں کہ شدّتِ سرما میں ایک دوسرے کے ساتھ چمٹ کر لیٹے ہیں الغرض آنحضرتؐ ان کی آڑ میں جا بیٹھے یہ دیکھ کر منافق بولے کہ وُہ تو ہماری نظر سے پوشیدہ ہو گیا تب ایک نے دوسرے سے کہا کہ درختوں کے پیچھے کی طرف چل کر دیکھو جب وہ منافق اس طرف گئے تو وُہ درخت اسی طرف پھر گئے غرض وُہ درخت اُدھر ہی پھر جاتے تھے جدھر وُہ منافق جاتے تھے اور ان کو آنحضرتؐ کی شرمگاہ پر نظر ڈالنے کا موقع نہ دیتے تھے بعد ازاں انھوں نے صلاح کی کہ آؤ چل کر اس کے گرد حلقہ کرلیں تاکہ چند آدمی تو ہم میں سے اسکو دیکھ لیں تب اُنھوں نے حلقہ باندھا اور درختوں نے بھی حضرتؐ کے گرد حلقہ کر لیا اور خالی ترسل کی طرح آپکو احاطہ میں لے لیا یہاں تک کہ آپ رفعِ حاجت سے فارغ ہُوئے اور وضو کر کے وہاں سے نکلے اور لشکر میں واپس تشریف لائے اور آکر زیدؓ ابن ثابت سے فرمایا کہ جا کر ان درختوں سے کہو کہ رسُولِ خدا تم کو حکم دیتے ہیں کہ اپنی اپنی جگہ پر واپس چلے جاؤ۔ زیدؓ نے حضرتؐ کا فرمان اُن کو پہنچا یا۔ وُہ فوراً اپنے اپنے مقام کی طرف دوڑے اُس خدا کی قسم ہے جس نے محمدؐ کو سچا پیغمبر کر کے بھیجا ہے کہ وُہ دونوں ایسی تیزی سے بھاگتے تھے جس طرح وہ شخص جس کے پیچھے ایک سوار تلوار سونتے ہُوتے دوڑا آتا ہو اپنی جان بچانے کیلئے بھاگا کرتا ہے اور دونوں اپنی اپنی جگہ پر واپس آگئے۔ یہ حال دیکھ کر وُہ منافق کہنے لگے کہ محمدؐ نے اپنی شرمگاہ کے دیکھنے کا تو ہمیں موقع نہ دیا۔ چلو یہ تو دیکھیں کہ اس میں سے کیا چیز خارج ہُوئی ہے تاکہ معلوم ہو کہ وُہ اور ہم برابر ہیں القصہ جب وُہ وہاں پہنچے تو انھوں نے کسی چیز کا نشان تک بھی وہاں نہ پایا۔

جب اِس امر کے مشاہدہ کرنے سے اصحابِ رسُولؐ متعجب ہُوئے تو اُن کو آسمان کیطرف سے یہ آواز آئی کہ کیا تم ان دُو درختوں کے ایک دُوسرے کی طرف دوڑنے سے متعجب ہُوئے؟ محمدؐ اور علیؑ کے دوستوں کی طرف خدا کی کرامتیں لے کر فرشتوں کا دوڑنا۔ ان درختوں کے ایک دوسرے کی طرف دوڑنے کی نسبت بہت تیز اور تُند ہے اور قیامت کے دن علیؑ کے دوستوں اور اسکے دُشمنوں سے بیزار ہونے والوں سے شعلہ ہائے جہنم کا بھاگنا ان دونوں درختوں کے ایک دُوسرے سے ہٹنے کی نسبت زیادہ تیز ہوگا۔

اور امام علی نقی علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ ایسا ہی معجزہ جناب امیر علیہ السّلام سے بھی ظہور میں آیا جبکہ آپنے جنگ صفین سے مراجعت فرمائی اور ہمراہیوں کو اس پانی سے سیراب کیا جو ایک بڑے پتھر کے نیچے سے نکلا تھا جسکو آپنے اس غرض سے اُٹھا تھا کہ اسکی آڑ میں بیٹھ کر رفعِ حاجت کریں تو آپکے لشکر کے کسی منافق نے کہا کہ میں اسکی شرمگاہ اور اُس چیز کو جو اُس میں سے نکلتی ہے دیکھونگا کیونکہ وُہ نبیؐ کے مرتبے کا دعویٰ کرتا ہے پھر اپنے ساتھیوں کو اسکے جُھوٹ سے خبردار کرونگا۔ تب جناب امیرؑ نے قنبر کو حکم دیا کہ اے قنبر اس درخت اور اس کے سامنے کے درخت کے پاس جاؤ (اور ان دونوں میں ایک فرسخ سے زیادہ کا فاصلہ تھا) اور جا کر کہو کہ محمدؐ کا وصیؑ تم کو حکم دیتا ہے کہ دونوں آکر باہم مل جاؤ قنبر نے عرض کی کہ یا حضرتؑ کیا میری آواز ان دونوں درختوں تک پہنچے گی؟ فرمایا جو تمھاری نظر کو آسمان تک پہنچاتا ہے جو تم سے پانچسو برس کی راہ ہے وُہی تمھاری آواز کو بھی ان دونوں درختوں تک پہنچا دے گا۔ آخر کار قنبر نے جا کر اُن کو آواز دی اور وُہ ایک دُوسرے کی طرف اس تیزی سے دوڑے گویا دُو دوست ہیں جو مدّت سے بچھڑے ہُوئے ہیں اور ملنے کا نہایت اشتیاق ہے اور دونوں آکر باہم مل گئے یہ معجزہ دیکھ کر لشکر کے منافقوں کا ایک گروہ کہنے لگا کہ علیؑ اپنے آپکو (معاذ اللہ) سحر و جادو میں رسُولِ خدا کی مثل گمان کرتا ہے نہ وُہ رسُولؐ تھا اور نہ یہ امام ہے بلکہ حقیقت میں دونوں کے دونوں جادوگر ہیں لیکن ہم اسکے گرد چکر لگائیں گے تاکہ اس کی شرمگاہ اور جو کچھ اس میں سے نکلتا ہے اس کو دیکھیں اللہ تعالےٰ نے منافقوں کے اس کلام کو حضرتؑ کے کان میں پہنچا دیا اور آپنے کُھلم کُھلا قنبر سے فرمایا کہ منافقوں نے وصیِ رسُولؐ سے مکروفریب کا ارادہ کیا ہے اور ان کا گمان یہ ہے کہ میں ان کے سامنے صرف دُو درختوں کی آڑ کر سکتا ہوں اور کچھ تدبیر نہیں کر سکتا اس لیے تم جا کر ان درختوں سے کہہ دو کہ وصیِ رسُولؐ تم کو حکم دیتا ہے کہ تم اپنی اپنی جگہ واپس چلے جاؤ۔ قنبر نے ایسا ہی کیا اور وُہ دونوں درخت اپنی اپنی جگہ واپس چلے گئے اور اس طرح ایک دُوسرے سے جُدا ہُوئے جیسے کوئی بُزدل شخص کسی دلیر اور شجاع بہادر سے ڈر کر بھاگتا ہے پھر جناب امیر علیہ السّلام نے جا کر بیٹھنے کیلئے اپنے کپڑے کو اُٹھایا اور منافقوں کی ایک جماعت ان کی طرف تکنے کیلئے گئی جب حضرتؑ نے اپنا کپڑا اُٹھایا وُہ سب کے سب نابینا ہو گئے اور ان کو کچھ بھی نظر نہ آیا۔ تب اُنھوں نے اپنے منہ ادھر سے پھیر لیے اور ان کی آنکھیں اسی طرح روشن ہو گئیں جیسی پہلے تھیں پھر انھوں نے حضرت کی طرف نگاہ کی اور اندھے ہو گئے اور برابر

ایسا ہی وقوع میں آتا رہا کہ جب آپکی طرف نظر اُٹھاتے تھے اندھے ہو جاتے تھے اور جب مُنہ پھیر لیتے تھے دکھائی دینے لگتا تھا۔ یہانتک کہ حضرتؑ رفع حاجت کر کے اُٹھ کھڑے ہوئے اور اپنے مقام پر واپس تشریف لے آئے اور اسی دفعہ ہر ایک کو ایسا ہی واقعہ پیش آیا اس کے بعد انھوں نے ارادہ کیا کہ اُس جگہ جا کر دیکھیں کہ کیا چیز خارج ہوئی ہے۔ تب وُہ اپنی اپنی جگہ کھڑے کے کھڑے رہ گئے اور وہاں سے قدم نہ اُٹھا سکے اور جب واپس آنے کا ارادہ کیا تو قدم اُٹھنے لگے اور سنو بار ایسا ہی وقوع میں آیا۔ یہاں تک کہ وہاں سے کُوچ کرنے کا حکم صادر ہُوا اور وہاں سے روانہ ہوئے اور اپنی مُراد کو نہ پہنچے اور اس بات سے ان منافقوں کو سوا اس کے اور کچھ حاصل نہ ہوا کہ ان کی سرکشی اور نافرمانی زیادہ ہُوئی اور کفر و عناد اور بڑھ گیا۔ القصّہ وُہ منافق باہم ذکر کرنے لگے کہ دیکھو یہ بات کس قدر عجیب و غریب ہے کہ باوجود ان معجزات و آیات کے معاویہ اور عمرو اور یزید کے مُقابلے سے عاجز رہا۔ اللہ تعالیٰ نے اُنکی یہ بات امیر المومنینؑ کے کان میں پہنچائی اور حضرت نے حکم دیا کہ اے میرے پروردگار کے فرشتو معاویہ اور عمرو اور یزید کو لے آؤ اور ان منافقوں نے ہوا میں دیکھا کہ فرشتے حبشی سپاہیوں کی صُورت میں ہیں اور ایک ایک نے ان تینوں میں سے ایک ایک کو پکڑ رکھا ہے۔ پھر ان فرشتوں نے ان تینوں کو حضرت کے رُوبرو پیش کیا۔ ناگاہ کیا دیکھتے ہیں کہ ایک تو معاویہ ہے اور ایک عمرو اور ایک یزید ہے۔ جناب امیرؑ نے ان منافقوں سے فرمایا تم انکو دیکھو اگر میں چاہتا تو ان کو قتل کرتا مگر میں نے خود ہی ان کو چھوڑ رکھا ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے وقت معلوم تک ابلیس ملعون کو مُہلت دے رکھی ہے جو کچھ تم نے اپنے صاحب یعنی مجھ سے دیکھا یہ عاجزی اور کمزوری کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ یہ تم لوگوں کا امتحان ہے تاکہ معلوم ہو کہ تم کیا کچھ کرتے ہو اور اگر تم علیؑ پر طعن کرتے ہو تو کیا ہُوا تم سے پہلے کافروں اور منافقوں نے رسُولِ خدا پر بھی طعن کیا ہے اور کہا ہے کہ جو شخص آسمانوں کی سلطنت اور تمام جنّت کی ایک رات میں سیر کر کے واپس آجائے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ وُہ بھاگنے کی تدبیر کرے اور غار میں چھُپے اور مکّہ سے مدینہ تک کی راہ کو گیارہ روز میں طے کرے اور سب کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے جب چاہتا ہے اپنی قدرت تم کو دکھا دیتا ہے تاکہ تم کو خدا کے پیغمبروں اور اُن کے وصیوں کی راستگوئی اور صدق بیانی معلوم ہو جائے اور جب چاہتا ہے تو ایسی چیزوں سے تمھارا امتحان لیتا ہے جو تم کو مکرُوہ اور ناپسندیدہ معلوم ہوتی ہیں تاکہ دیکھے کہ تم کیونکر عمل کرتے ہو۔ نیز اس واسطے کہ حجتِ خدا تم پر ظاہر ہو جائے۔

حضورؐ کا درخت کو طلب کرنا اور اس کا حاضر ہونا

اور آنحضرت صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم نے جو درخت کو اپنی طرف بُلا لیا۔ اُسکی حکایت اس طرح پر ہے کہ بنی ثقیف میں ایک شخص حارث ابن کلدہ ثقفی بڑا نامی طبیب تھا اُس نے حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ اے محمدؐ میں تیرے (معاذ اللہ) جنون کا علاج کرنے آیا ہوں کیونکہ مجھ کو دیوانوں کے علاج میں کمال حاصل ہے اور اکثر میں نے اُن کا معالجہ کیا ہے اور وہ میرے ہاتھ سے تندرست ہو گئے ہیں۔ اُسکی یہ گفتگو سُن کر حضرتؐ نے فرمایا۔ اے شخص تو خود تو دیوانوں کے سے کام کرتا ہے اور پھر مجھ کو دیوانہ بتاتا ہے۔ حارث نے کہا کہ میں نے کونسا کام دیوانوں کا سا کیا ہے۔ فرمایا یہ کہ مجھ کو دیوانہ بتاتا ہے حالانکہ نہ میری آزمائش کی اور نہ میرے سچ اور جھوٹ میں کچھ غور کی۔ حارث نے جواب دیا کہ کیا اب بھی میں نے آپکے جھُوٹ اور جنُون کو نہیں پہچانا۔ حالانکہ آپ نبوّت کا دعویٰ کرتے ہیں اور اس پر قادر نہیں ہیں۔ فرمایا کہ تیرا یہ قول کہ میں اس پر قادر نہیں ہوں دیوانوں کا فعل ہے کیونکہ تو نے مجھ سے یہ نہیں دریافت کیا کہ تو ایسا دعویٰ کیوں کرتا ہے اور نہ اسکی کوئی دلیل مجھ سے طلب کی جس کے بتلانے سے میں عاجز اور قاصر رہا ہوں۔ حارث نے عرض کی کہ یہ تو آپ سچ فرماتے ہیں لیجیئے میں ایک معجزہ آپ سے طلب کرتا ہُوں اور اس سے آپکا امتحان کرتا ہُوں۔ اگر آپ پیغمبر ہیں تو اس درخت کو بُلا لیجئے اور ایک بڑے درخت کی طرف اشارہ کیا جس کی جڑیں زمین میں بہت نیچے تک گئی ہُوئی تھیں۔ اگر وُہ آپکے پاس آگیا تو میں جانوں گا کہ آپ خدا کے رسُولؐ ہیں اور آپکے لیے اس امر کی شہادت دُونگا ورنہ میں سمجھ لُونگا کہ آپ دیوانہ ہیں جیسا کہ میں نے سُنا ہے۔ تب حضرتؐ نے اپنا ہاتھ اُس درخت کی طرف اُٹھایا اور اس کو اپنی طرف آنے کا اشارہ کیا اُسی وقت وُہ درخت اپنی جڑوں اور ریشوں سمیت وہاں سے اُکھڑا اور بڑے زور سے زمین کو پھاڑتا اور نہر کی طرح اس کو کھودتا ہُوا چلا اور قریب آکر حضرتؐ کے سامنے ٹھہر گیا اور فصیح آواز سے پُکارا یا رسُول اللہؐ میں حاضر ہُوں۔ فرمایا کیا ارشاد ہے حضرتؐ نے فرمایا میں نے تجھے اس لیے بُلایا ہے کہ وحدانیت خُدا کی شہادت دینے کے بعد میری نبوّت کی شہادت دے۔ بعد ازاں اسکی (یعنی علیؑ کی) امامت کی شہادت ادا کرے۔ نیز اس امر کی گواہی دے کہ وہ میرا معتمد علیہ اور پُشت پناہ اور مددگار اور باعثِ فخر ہے اور اگر وُہ پیدا نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ اس مخلوقات میں سے کسی کو بھی پیدا نہ کرتا۔ اس ارشاد کے سُنتے ہی درخت پکارا کہ میں گواہی دیتا ہُوں کہ اللہ کے سوا اور کوئی

معبود نہیں اور اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اے محمدؐ تو اس کا بندہ اور رسولؐ ہے۔ اُس نے تجھ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے کہ فرمانبرداروں کو بشارت (جنّت) دے اور گنہگاروں اور نافرمانوں کو عذاب (دوزخ) سے ڈرائے اور خُدا کے حکم سے اسکی طرف اسکی خلقت کو دعوت کرے اور راہِ ہدایت کا روشن چراغ بنے اور میں گواہی دیتا ہُوں کہ تیرے چچا کا بیٹا علیؑ ابن ابی طالب تیرا دینی بھائی اور اسلام اور دین میں تمام خلقِ خدا سے زیادہ اور بڑھ کر حصّہ لینے والا ہے اور وہ حضرتؐ کا معتمد علیہ اور پُشت پناہ اور آپکے دُشمنوں کی بیخ کنی کرنیوالا اور دوستوں کی نصُرت کرنے والا اور آپ کی اُمّت میں آپ کے علوم کا دروازہ ہے اور میں شہادت دیتا ہوں کہ آپکے دوست جو اس کو دوست رکھتے ہیں اور اس کے دُشمنوں کو دشمن رکھتے ہیں جنّت میں داخل ہوں گے اور آپ کے دُشمن جو آپ کے دُشمنوں کو دوست رکھتے ہیں اور آپکے دوستوں کے دُشمن ہیں جہنّم میں بھرتی ہوں گے اس وقت جناب رسالت مآبؐ نے حارث مذکور کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا۔ اے حارث جس شخص کے ایسے معجزے ہوں کیا وُہ دیوانہ ہو سکتا ہے حارث نے عرض کی یا رسُول اللہؐ خدا کی قسم ہرگز نہیں۔ بلکہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ کے پروردگار کے رسُولؐ اور تمام مخلوقات کے سردار ہیں اور اس کا اسلام بہت اچھا ہُوا۔

معجزہ باطل کرنا زہر کا جناب امیرؑ سے اور زائل ہونی زردی

اور امام زین العابدین علی ابن حسین علیہما السّلام نے فرمایا ہے کہ ایسا ہی ایک مُعجزہ جناب امیر المومنین علیہ السّلام سے بھی ظاہر ہوا ہے۔ ایک دن کا ذکر ہے کہ آپ بیٹھے ہُوئے تھے کہ ایک شخص یُونانی جو علمِ فلسفہ اور طب کا دعویٰ کرتا تھا۔ خدمت میں حاضر ہوا اور آ کر عرض کی اے ابو الحسنؑ میں نے سُنا تھا کہ تمھارے صاحب (رسُولِ خداؐ) کو جنُون ہے اس لیے میں اسکا علاج کرنے آیا تھا سو وُہ تو انتقال کر گیا اور میں اپنے ارادے میں ناکام رہا اور میں نے سُنا ہے کہ تُم اسکے چچازاد بھائی اور داماد ہو میں دیکھتا ہوں کہ زردی تُم پر چھا گئی ہے اور دونوں پنڈلیاں ایسی پتلی ہیں کہ میں خیال نہیں کرتا کہ وُہ تمھارے جسم کے بوجھ کو اُٹھا سکیں سو اِس زردی کی دَوا تو میرے پاس ہے۔ مگر ان پتلی پنڈلیوں کے موٹا کرنے کی کوئی تدبیر نہیں ہو سکتی۔ مگر بہتر یہ ہے کہ چلنے پھرنے میں کمی کیا کرو اور جب کوئی بوجھ پیٹھ پر اُٹھاؤ یا بغل میں دباؤ تو اس میں کمی کرو اور زیادتی نہ کرو کیونکہ تمھاری پنڈلیاں بہت کمزور ہیں اور بھاری بوجھ اُٹھانے کی حالت میں ان کے ٹُوٹ جانے کا اندیشہ ہے اور زردی کی دَوا تو یہ

میرے پاس ہے یہ کہہ کر اُس نے وُہ دَوا نکالی اور بولا کہ اس سے آپکو کچھ تکلیف نہ ہوگی اور کسی قسم کا ضرر نہ پہنچائے گی مگر چالیسؔ روز گوشت سے پرہیز کرنا ضروری ہے پھر آپکی زردی زائل ہو جائیگی۔ جناب امیرؑ نے اس سے فرمایا کہ تُو نے میری زردی کے لیے اس دَوا کا مفید ہونا تو بیان کیا کوئی دَوا ایسی بھی تجھ کو معلوم ہے جو اس زردی کو زیادہ کر دے اور نقصان پہنچائے وُہ بولا کہ ہاں یہ دَوا (اور ایک اور دَوا کی طرف اشارہ کیا) اگر زردی والا آدمی اس کو کھا لے تو فوراً مر جائے اور اگر اس کی رنگت زرد نہ ہو تو اس کو زردی ہو جائے اور فوراً مر جائے۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ وُہ ضرر رساں دَوا مجھے دکھلا اُس نے وُہ دَوا حضرتؑ کے حوالے کی آپ نے پوچھا کہ یہ دَوا کتنی ہے عرض کی دو مثقال اور ایک حبّہ بھر زہر قاتل ہے اور آدمی کو مار ڈالتی ہے سُنتے ہی حضرتؑ نے اس ساری دَوا کو مُنہ میں رکھ لیا اور یُوں ہی نگل گئے اس کے کھانے سے کچھ کچھ پسینہ آپکو آیا۔ یہ حال دیکھ کر وُہ شخص خوف کے مارے کانپنے لگا اور دل میں کہتا تھا اب میں پسر ابوطالبؑ کے عوض میں پکڑا جاؤنگا۔ سب یہی کہینگے کہ تُو نے اس کو مارا اور کوئی بات نہ سُنے گا کہ دراصل وُہ خود ہی اپنے قاتل ہیں۔ اس یُونانی کا یہ اضطراب دیکھ کر حضرتؑ مُسکرائے اور فرمایا کہ اے بندۂ خُدا میں اب پہلے سے زیادہ تندرست ہُوں تو جس دَوا کو زہر قاتل گمان کرتا تھا اُس نے مجھ کو کچھ بھی ضرر نہ پہنچایا۔ اب تو اپنی آنکھیں بند کر۔ اُس نے آنکھیں بند کر لیں پھر فرمایا کھول۔ جب اُس نے آنکھیں کھولیں اور حضرتؑ کے رُوئے انور کی طرف نگاہ کی تو کیا دیکھتا ہے کہ آپکی رنگت سُرخ و سفید ہے کہ سُرخی بھری ہُوئی ہے۔ یہ سانحہ دیکھ کر وُہ شخص لرزنے لگا اور جناب امیرؑ نے اس سے مُسکرا کر فرمایا۔ اب وہ میری زردی کہاں گئی۔ اُس نے عرض کی خُدا کی قسم مجھ کو تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا آپ وہ نہیں ہیں جن کو میں نے پہلے دیکھا تھا۔ پہلے آپ کا رنگ زرد تھا۔ اب گُلاب کے پھُول کی مانند ہے۔ فرمایا میری زردی کو اس زہر نے زائل کر دیا جس کو تُو مار ڈالنے والا خیال کرتا تھا پھر پاؤں پھیلا کر پنڈلیوں کو کھول دیا اور فرمایا کہ تُو گمان کرتا ہے کہ میں اپنی پنڈلیوں کی کمزوری کے سبب چلنے پھرنے میں کمی کروں اور بھاری چیز اپنے جسم پر نہ اُٹھاؤں تاکہ وہ ٹُوٹ نہ جائیں۔ اب میں تجھ کو دکھلاتا ہُوں کہ طبابت خدا تیری طبابت کے برخلاف ہے۔ یہ کہہ کر ستون کلاں پر ہاتھ مارا جس کے اوپر اس مکان کی چھت ٹکی ہُوئی

تھی اور اُس کے اُوپر دو حجرے اُوپر تلے بنے ہُوئے تھے اور اس کو حرکت دے کر اُوپر اٹھا لیا اور چھت اور دیواریں دونوں بالاخانوں سمیت زمین سے بلند ہوئیں یہ حال دیکھ کر یُونانی پر غشی طاری ہُوئی۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ اس پر پانی چھڑکو، جب پانی کے چھڑکنے سے اس کو غش سے افاقہ ہُوا تو بولا خدا کی قسم آج جیسا عجیب واقعہ میں نے کبھی نہ دیکھا تھا۔ امیر المومنینؑ نے فرمایا اے یُونانی ان پتلی پنڈلیوں کی قوت اور ان کا بوجھ کو اُٹھانا اور اس کا برداشت کرنا دیکھا اب وہ تیری طب کہاں گئی۔ یونانی نے عرض کی کہ محمدؐ بھی کیا آپ ہی جیسے تھے آپ نے فرمایا کہ میرا علم اُن کے علم سے ہے اور میری عقل اُن کی عقل سے ہے اور میری قوت انکی قوت سے ہے۔ قبیلہ بنی ثقیف کے ایک شخص نے جو تمام عرب میں نامی طبیب تھا آنحضرتؐ کے پاس آکر عرض کی کہ اگر آپکو جنون ہے تو میں اس کا علاج کرونگا۔ حضرتؐ نے اس سے فرمایا اگر تم چاہو تو میں ایک ایسی نشانی تم کو دکھاؤں جس سے معلوم ہو جائے کہ مجھ کو تمھاری طبابت کی کچھ حاجت نہیں ہے بلکہ تم کو میری طبابت کی ضرورت ہے۔ وُہ بولا ہاں فرمایا کونسی نشانی دیکھنا چاہتے ہو اس نے کھجور کے ایک بہت اُونچے درخت کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ آپ اس کو بُلائیں حضرتؐ نے اس کو پکارا وہ درخت زمین سے اپنی جڑ کو اُکھاڑ کر زمین کو پھاڑتا ہوا حضرتؐ کے سامنے آکھڑا ہوا تب حضرتؐ نے اس سے فرمایا کیا یہ نشانی تم کو کافی ہے؟ اس نے عرض کی کہ نہیں فرمایا اور کیا چاہتے ہو بولا اس کو حکم دیجئے کہ یہ جہاں سے آیا ہے وہیں چلا جائے اور اپنی اصلی جگہ پر جا کھڑا ہو آپ نے اسکو واپس جانے کا حکم دیا وُہ جا کر اپنی جگہ قائم ہو گیا۔ یہ ارشاد جناب امیرؑ سن کر وُہ یُونانی بولا کہ یہ تو آپ آنحضرتؐ کا ذکر کرتے ہیں جن کو میں نے نہیں دیکھا۔ مگر میں آپ سے اس سے بھی ادنےٰ بات پر کفایت کرتا ہُوں اور وُہ یہ ہے کہ میں آپ سے دُور جا کر کھڑا ہوتا ہُوں آپ مجھے بُلائیں اور میں خود آپ کے بُلانے کو قبول نہ کرونگا اگر آپ نے مجھ کو اپنی طرف بُلا لیا تو یہ ایک نشانی ہو گی۔ جناب امیرؑ نے فرمایا کہ یہ نشانی فقط تمھارے ہی لیے مفید ہو گی کیونکہ تم کو اپنے نفس کا حال معلوم ہو گا کہ تم نے اپنے ارادے سے ایسا نہیں کیا اور میں نے ہی تمھارے اختیار کو زائل کیا ہے کہ نہ تو میں نے خود تم کو پکڑا ہے اور نہ کسی کو اس امر کا حکم دیا ہے اور نہ کسی اور نے جس کو میں نے حکم نہیں دیا تھا ایسا کیا ہے بلکہ جو کچھ بھی ظہور میں آیا ہے خدائے قاہر و غالب کی قدرت سے ہوا ہے لیکن ممکن ہے کہ تم ہی کہنے لگو یا

کوئی اور کہے کہ میں نے تم سے اس امر پر اتفاق کر لیا تھا اس لیے مناسب ہے کہ تم ایسی چیز طلب کرو جو تمام اہلِ عالم کے لیے ایک نشانی ہو۔ یُونانی نے عرض کی کہ اگر آپ مجھ کو ہی درخواست کرنے کا اختیار دیتے ہیں تو میں چاہتا ہوں کہ اس کھجور کے اجزاء الگ الگ ہو جائیں اور جُدا ہو کر دُور دُور جا پڑیں۔ پھر آپ ان کو بُلا کر ایک جگہ جمع کر دیں اور درخت جُوں کا تُوں ہو جائے۔ علیؑ نے فرمایا یہ نشانی ہے اور تم ہی کھجور کے پاس میرا پیغام لے کر جاؤ اور اُس سے کہو کہ رسُولِ خدا محمدؐ کا وصی تجھ کو حکم دیتا ہے کہ تیرے اجزاء جُدا ہو کر دُور دُور جا پڑیں۔ اُس نے جا کر حضرت کا پیغام اس کھجور کو پہنچایا، وُہ فوراً ٹکڑے ٹکڑے ہو کر گر پڑی اور تمام اجزاء ایک دُوسرے سے الگ ہو گئے اور ایسے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے ہُوئے کہ نشان تک بھی نظر نہ آتا تھا اور یہ حال ہو گیا کہ گویا کبھی وہاں کھجور تھی ہی نہیں۔ یہ حال دیکھ کر یُونانی کے اعضا خوف کے مارے کانپنے لگے اور عرض کی اے وصیِ رسُولؐ آپ نے میری پہلی درخواست تو منظور فرمائی۔ دُوسری عرض بھی قبول فرمایئے اور اس کھجور کو حکم دیجئے کہ فراہم ہو کر بدستور سابق پھر اپنی جگہ پر جا کھڑی ہو۔ حضرتؑ نے فرمایا اب بھی تم ہی میرا پیغام پہنچاؤ اور جا کر کہو کہ اے کھجور کے ٹکڑو وصیِ رسُولؐ تم کو حکم دیتا ہے کہ تم سب جمع ہو کر اپنی اصلی صُورت اور مقام پر عود کر جاؤ۔ الغرض یُونانی نے حضرتؑ کا پیغام ان کو پہنچایا۔ فوراً وُہ اجزاء پھیلے ہُوئے غُبار کی طرح ہوا میں بلند ہُوئے پھر ایک جزو دُوسرے جزو سے ملنے لگا۔ یہاں تک کہ شاخیں پتّے ڈنٹھلوں کی جڑیں اور خوشوں کی ڈنڈیاں صُورت پذیر ہوئیں۔ پھر ایک جگہ جا کر لمبی چوڑی ہُوئیں اور جڑیں اپنے مقام پر جا لگیں پھر ان پر تنہ کھڑا ہوا، اور تنہ پر ٹہنیاں اور ٹہنیوں پر پتّے لگ گئے اور خوشے اپنے مقام پر جا لگے اور اس سے پہلے ڈنڈیاں خالی پڑی تھیں۔ کیونکہ اُس وقت تک کھجوروں کا موسم تھا نہ گدری اور کچّی کا۔ پھر یُونانی نے عرض کی کہ میری ایک درخواست یہ ہے کہ اس کھجور کی ڈنڈیوں میں کچا پھل نکلے اور سبز سے زرد ہو جائے، پھر لال ہو کر پختہ ہو جائے اور اپنے کمال پر آجائے تاکہ حضرت خود بھی کھائیں اور مجھ کو اور دیگر حاضرین کو بھی کھلائیں فرمایا یہ کام بھی تمھارے ہی سپرد ہے تم ہی جا کر اس کو میرا یہ پیغام پہنچاؤ اور ایسا ہونے کا حکم دو یونانی نے امیر المومنینؑ کا فرمان کھجور کو پہنچایا وُہ فوراً بار در ہوئی پہلے کچے پھل نکلے پھر گدرے ہُوئے اور درجہ بدرجہ

زرد اور سُرخ ہو کر پختہ ہو گئے اور خوشے رطب تازہ سے لد گئے اُس وقت یُونانی نے عرض کی کہ اب میری یہ گذارش ہے کہ اس کے خوشے یا تو میرے ہاتھ سے قریب ہو جائیں یا میرا ہاتھ اس قدر دراز ہو جائے کہ میں ان کو پکڑ سکوں اور میں اس بات کو نہایت ہی پسند کرتا ہوں کہ ایک خوشہ تو میرے پاس اُتر آئے اور دُوسرے کی طرف میرا ہاتھ لمبا ہو کر جا پہنچے۔ حضرتؑ نے فرمایا جس ہاتھ سے تم خوشے کو پکڑنا چاہتے ہو اس کو پھیلاؤ اور یہ کلمات زبان پر جاری کرو یَا مُقَرِّبَ الْبَعِيْدِ قَرِّبْ يَدِيْ مِنْهَا یعنی اے دُور کو نزدیک کرنے والے میرے ہاتھ اس کے قریب کر دے۔ اور جس ہاتھ کی طرف خوشے کا اُتر آنا چاہتے ہو اُس کو سمیٹ لو اور کہو یَا مُسَهِّلَ الْعَسِيْرِ سَهِّلْ لِيْ تَنَاوُلَ مَا تَبَعَّدَ عَنِّيْ مِنْهَا یعنی اے مشکل کے آسان کرنے والے اس خوشے کا جو مجھ سے دُور ہے پکڑنا میرے واسطے آسان کر۔ یُونانی نے ایسا ہی کیا اور ان دعاؤں کو پڑھا۔ اُس کا دایاں ہاتھ لمبا ہوا اور خوشے پر پہنچا اور دوسرے خوشے لٹک کر زمین پر آپڑے اور اُن کی شاخیں لمبی ہو گئیں۔ اسوقت جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا اے یُونانی اب اگر تم ان کھجوروں کو کھا کر اس شخص پر ایمان نہ لائے جس نے ان عجائبات کو تیرے سامنے ظاہر کیا تو اللہ تعالیٰ جلد تر تم کو ایسے عذاب میں مُبتلا کرے گا کہ اس کی مخلوق میں سے عالم اور جاہل سب اس سے عبرت حاصل کریں گے۔ یُونانی نے عرض کی کہ یا حضرتؑ اگر ان آیات الٰہی کے مشاہدہ کرنے کے بعد بھی کافر رہوں اور ایمان نہ لاؤں تو درحقیقت میں عناد میں زیادتی کروں گا اور اپنی ہلاکت میں ساعی ہوں گا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ خدا کے برگزیدہ بندے ہیں اور اپنے تمام اقوال میں جو خُدا کی طرف سے بیان کرتے ہیں راست گو اور صادق ہیں جو آپ چاہیں مجھ کو حکم دیں میں اطاعت کرونگا۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ تم اللہ تعالیٰ کو واحد جانو اور اس امر کی شہادت دو کہ وہ بخشش کرنے والا اور صاحب حکمت ہے اور عبث اور فساد سے پاک ہے اور اپنے بندوں اور کنیزوں پر ظلم نہیں کرتا اور یہ شہادت دو کہ حضرت محمدؐ جن کا میں وصی ہوں تمام خلقت کے سردار اور اہل بہشت میں درجات و مراتب کے لحاظ سے سب سے افضل ہیں اور یہ شہادت دو کہ علیؑ جس نے یہ عجائبات تم کو مشاہدہ کرائے ہیں اور ان نعمتوں سے مالامال کیا ہے محمدؐ کے بعد تمام خلق خدا سے بہتر ہیں اور ان کے بعد سب خلقت سے بڑھ کر ان کی

جانشینی کے حقدار اور خُدا کے شرائع اور احکام کے جاری کرنے کے مستحق اور سزاوار ہیں اور اس امر کی گواہی دو کہ اس کے دوست خدا کے دوست ہیں اور اس کے دُشمن خُدا کے دُشمن اور جو مومن ان امور میں جو میں نے تم کو تعلیم کیے تمہارے شریک ہیں اور ان احکام میں تمہارے معین و مددگار رہیں وہ تمام اُمتِ محمدیؐ میں برگزیدہ اور شیعیانِ علیؑ میں چیدہ ہیں اور میں تم کو حکم دیتا ہوں کہ اپنے بھائیوں سے جو حضرت محمدؐ کی اور میری تصدیق کرنے اور ان کی اور میری پیروی کرنے میں تمہارے مطابق اور موافق ہوں۔ اس چیز میں جو اللہ تعالیٰ نے تم کو عنایت کی ہے اور جس سے تم کو اُن پر فضیلت دی ہے غمخواری اور ہمدردی کرنا اُن کی تنگدستی اور احتیاج کو دُور کرنا اور اُن کی شکستگی اور خستہ حالی کی اصلاح کرنا اور ان کی محتاجی کو رفع کرنا اور جو شخص درجہ ایمانی میں تمہارے برابر ہو۔ اس کو اپنے مال و اسباب میں اپنے نفس کے برابر جاننا اور جو کوئی مرتبہ ایمانی میں تم پر فوقیت رکھتا ہو اس کو اپنے زر و مال میں اپنے نفس پر ترجیح دینا یہاں تک کہ حق تعالیٰ کو معلوم ہو جائے کہ تم دینِ خدا کو اپنے مال سے افضل جانتے ہو اور اس کے دوستوں کو اپنے اہل و عیال سے عزیز سمجھتے ہو اور میں تم کو حکم دیتا ہوں کہ تم اپنے دین کی اور ان علوم کی جو تمہارے سپرد کیے گئے ہیں اور ہمارے اسرار کی جو تم کو بتائے گئے حفاظت کرنا اور ہمارے علوم کو ایسے شخص کے رُوبرو ظاہر نہ کرنا جو عناد سے انکا مقابلہ کرے اور ان کے سبب سے تم کو گالی گلوچ سے پیش آئے اور لعنت ملامت کرے اور تمہاری بے عزتی اور جسمانی ایذا کے درپے ہو اور ہمارے بھید کو ایسے شخص پر ظاہر نہ کرنا جو ہم کو برا بھلا کہے اور ہمارے حالات سے ناواقف ہو اور جاہلوں کے عطایا کی طمع میں ہمارے دوستوں کے ساتھ بدی سے پیش آئے اور میں تم کو حکم دیتا ہوں کہ اپنے دین میں تقیہ سے کام لینا کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكَافِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ج وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِيْ شَيْءٍ اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰىةً ط یعنی مومنوں کو چاہیے کہ وہ کافروں کو اپنا دوست نہ بنائیں اور صرف مومنوں سے دوستی رکھیں اور جو کوئی ایسا (یعنی کافروں سے دوستی رکھے گا) کریگا۔ وہ محبت خدا کا کچھ بھی حصہ نہ پائے گا۔ مگر یہ کہ تم ان کافروں سے اپنا مال و جان بچانے کے لیے ان سے دوستی کرو (تو کچھ مضائقہ نہیں)

غمخواری برادران مومن

پارہ ۳
سورۂ آل عمران
ع ۴

حکم تقیہ

اور میں تم کو اجازت دیتا ہوں کہ اگر خوف و خطر کے سبب کبھی ضرورت پڑے تو بیشک غیروں کو ہم پر فضیلت دینا اور ہم سے بیزاری ظاہر کرنا اور اگر کبھی تم کو اپنی جان پر آفات و بلیات کے وارد ہونے کا خوف ہو تو بیشک واجبی نمازوں کو ترک کر دینا کیونکہ خوف کے وقت تمہارا ہمارے دشمنوں کو ہم پر فوقیت دینا نہ ان کو کچھ نفع دیتا ہے اور نہ ہم کو کچھ ضرر پہنچاتا ہے اور حالتِ تقیہ میں تمہارا ہم سے بیزاری ظاہر کرنا ہماری فضیلت اور درجے میں کچھ کمی نہیں کرتا صرف اتنی بات ہے کہ تم ایک ساعت بھر زبان سے ہم سے بیزاری ظاہر کرتے ہو اور دل سے ہم کو دوست رکھتے ہو تاکہ اس کے بعد مہینوں اور برسوں تمہاری جان ہلاکت سے محفوظ رہے جو تمہاری حیات کا باعث ہے اور مال تلف ہونے سے بچا رہے جو تمہارے نفس کی بقا کا سبب ہے اور جاہ و منصب معرضِ زوال سے نجات پائے جو تمہاری نگہداشت کا ذریعہ ہے اور ہمارے اُن دوستوں اور بھائیوں اور بہنوں کو جو تمہارے سبب شناخت کیے جاتے ہیں اور تم ان کے سبب شناخت کیے جاتے ہو محفوظ رکھو۔ یہاں تک کہ یہ سختی اور مصیبت رفع ہو جائے اور یہ رنج و کلفت زائل ہو پس یہ امر اس بات سے بہتر ہے کہ تم اپنے آپکو معرضِ ہلاکت میں ڈالو اور اس سبب سے اعمالِ دین کے بجالانے اور اپنے مومن بھائیوں کی اصلاحِ حال سے رہ جاؤ اور پھر میں بار بار تم کو تاکید کرتا ہوں۔ خبردار اِس تقیہ کو جس کا میں نے تم کو حکم دیا ہے۔ ہرگز ہرگز ترک نہ کرنا ورنہ تم اپنے آپکو بھی معرضِ ہلاکت میں ڈالو گے اور اپنے مومن بھائیوں کو بھی اور اپنی اور انکی نعمتوں اور مالوں کو تلف اور ضائع کرو گے اور اپنے آپکو اور انکو دشمنانِ خدا کے ہاتھوں میں ذلیل و خوار کرو گے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تم کو امر فرمایا ہے کہ اپنے دینی بھائیوں کی عزت کرو۔ اب اگر تم میری اس وصیت کے برخلاف عمل کرو گے تو اس مخالفت سے تم کو اور تمہارے دینی بھائیوں کو جو ضرر پہنچے گا وہ ہمارے دشمن اور منکر کی ضرر رسانی سے بہت سخت ہوگا۔

اور بازوئے زہر آلود کا قصہ اس طرح پر ہے کہ جب جنابِ رسالتمآبؐ نے فتح خیبر کے بعد مدینہ منورہ کی طرف مراجعت فرمائی تو ایک یہودیہ عورت حاضرِ خدمت ہوئی اور اظہارِ ایمان کیا اور ایک بازوئے زہر آلود جس کو کباب کر کے ہمراہ لائی تھی حضرتؐ کے سامنے رکھا آنحضرتؐ نے فرمایا یہ کیا چیز ہے۔ یہودیہ نے عرض کی یا رسول اللہؐ میرے ماں باپ آپ پر سے فدا ہوں میں

آپکے خیبر کی طرف تشریف لے جانے سے نہایت غمگین ہوئی تھی اس لیے کہ میں جانتی تھی کہ وہ لوگ بڑے دلاور اور بہادر ہیں اور اس بکری کے بچے کو میں نے اپنے بچوں کی طرح پالا تھا اور سنا تھا کہ حضرتؐ بھنے ہوئے گوشت کو نہایت پسند کرتے ہیں خصوصاً بازوے بریاں بہت ہی بھاتا ہے۔ اس لیے میں نے خدا کے واسطے یہ نذر مانی تھی کہ اگر اللہ تعالیٰ آپکو اُن کے ہاتھ سے نجات دے اور اُن پر ظفریاب کرے تو اس بچہ کو ذبح کر کے اس کا بازو حضرتؐ کے کھانے کے لیے حاضر کروں گی اس لیے اب میں اس کو لے کر حاضرِ خدمت ہوئی ہوں تاکہ اپنی نذر کو پورا کر دوں۔

اُس وقت حضرتؐ کے پاس علیؑ ابن ابی طالب اور براء ابن معرور موجود تھے براء نے اپنا ہاتھ بڑھا کر ایک لقمہ اس میں سے اُٹھایا اور منہ میں رکھ لیا۔ اِس پر جنابِ امیرؑ نے اُس سے کہا اے براء رسولِ خدا پر سبقت مت کر۔ براء نے جو کہ اعرابی تھا جواب دیا اے علیؑ کیا تم رسولِ خدا کو بخیل جانتے ہو۔ علیؑ نے فرمایا میں حضرتؐ کو بخیل نہیں بتاتا۔ بلکہ آپ کی تعظیم و تکریم کی راہ سے کہتا ہوں۔ کیونکہ نہ مجھ کو اور نہ تجھ کو اور نہ جملہ مخلوقات میں سے کسی اور کو قول میں یا فعل میں یا کھانے میں پینے میں رسولِ خدا پر سبقت کرنی جائز نہیں ہے براء نے جواب دیا میں رسولِ خدا کو بخیل نہیں جانتا تب جنابِ امیرؑ نے اس سے فرمایا میں نے اس سبب سے منع نہیں کیا۔ بلکہ اس گوشت کو یہ عورت لائی ہے اور یہ یہودیہ ہے اور ہم کو اس کے حالات سے کچھ واقفیت نہیں ہے۔ اس لیے اگر تم حضرتؐ کی اجازت سے کھاؤ گے تو وہ اس میں تمہاری سلامتی کے ضامن ہوں گے اور اگر بلا اجازت کھاؤ گے تو اپنی جان کے خود ہی ضامن ہو۔ جنابِ امیرؑ تو یہ فرما رہے تھے اور براء اس لقمہ کو چبا رہا تھا کہ ناگاہ وہ بازو قدرتِ خدا سے گویا ہوا اور عرض کی یا رسول اللہؐ مجھ کو نہ کھائیے گا۔ کیونکہ مجھ میں زہر ملایا گیا ہے۔ اسی اثناء میں براء سکراتِ موت میں مبتلا ہو کر گرا اور مر کر ہی اُٹھا۔ تب حضرتؐ نے اس عورت کو بلوایا جب وہ حاضر ہوئی تو فرمایا تو نے کس لیے ایسا کام کیا عرض کی کہ حضرتؐ نے مجھ پر بڑا ظلم کیا ہے کہ میرے باپ چچا بھائی شوہر اور بیٹے کو قتل کر ڈالا اس لیے میں نے ایسا کیا اور میں اپنے دل میں کہتی تھی کہ اگر بادشاہ ہے تو میں بہت جلد اس سے بدلا لے لوں گی اور اگر پیغمبر ہے جیسا کہ وہ دعویٰ کرتا ہے اور فتح مکہ اور نصرت و کامیابی کا وعدہ بھی کیا ہے تو اللہ تعالیٰ اس زہر سے اس کو محفوظ رکھے گا اور کچھ ضرر نہ پہنچنے دے گا۔

حضرتؑ نے فرمایا یہ تو سچ کہتی ہے اب تو براء کے مرنے سے مغرور نہ ہونا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے رسولؐ خدا پر اس کے سبقت کرنے کے سبب اس کا امتحان کیا ہے اور اگر وہ اجازتِ رسولؐ سے کھاتا تو اس کا شر اور زہر اس سے رفع ہو جاتا۔ پھر حضرتؐ نے اپنے نیک اصحاب میں سے دس شخصوں کو طلب فرمایا کہ منجملہ ان کے سلمانؓ۔ مقدادؓ۔ عمارؓ۔ صہیبؓ۔ ابوذرؓ اور بلالؓ تھے اور علیؑ بھی وہاں موجود تھے۔ حضرتؐ نے سب کو بیٹھنے کا حکم دیا اور وہ حلقہ کر کے بیٹھ گئے پھر حضرتؐ نے اپنا ہاتھ اس بازوئے زہر آلود پہ رکھ کر دم کیا۔ اور فرمایا بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰہِ الشَّافِیْ بِسْمِ اللّٰہِ الْکَافِیْ بِسْمِ اللّٰہِ الْمُعَافِیْ بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِہٖ شَیْءٌ وَّلَا دَآءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۝[1] اس دعا کے بعد حاضرین کو حکم دیا کہ اللہ کا نام لے کر کھانا شروع کرو۔ پھر حضرتؐ نے خود بھی اس میں سے کھایا اور اصحاب نے بھی کھایا۔ یہاں تک کہ سب سیر ہو گئے۔ اس کے کھانے کے بعد سب نے پانی پیا بعد ازاں فرمایا کہ اس عورت کو بند رکھو۔ دوسرے دن جب وہ حضرتؐ کے سامنے حاضر ہوئی تو آپؐ نے اس سے مخاطب ہو کر فرمایا تو نے دیکھا کہ ان سب نے تیرے سامنے زہر کھایا اور خدا نے اپنے فضل و کرم سے اپنے نبیؐ اور اس کے اصحاب سے اس کے شر کو دفع کیا۔ اس نے عرض کی یا رسولؐ اللہ اب تک مجھ کو آپکی نبوّت میں شک تھا مگر اب مجھ کو یقین ہو گیا کہ آپ خدا کے سچے پیغمبر ہیں اور میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا اور کوئی پرستش کے لائق نہیں اور وہ ایک ہے کوئی اس کا شریک نہیں اور آپ اس کے بندے اور پیغمبر ہیں اور اس عورت کا اسلام بہت اچھا ہوا۔

امام زین العابدین علیہ السلام نے اپنے آبائے کرام سے روایت کی ہے کہ جب براؑ ابن معرور کے جنازے پر رسولِ خداؐ کو نماز کے واسطے بلایا گیا تو فرمایا کہ علیؑ ابن ابی طالب کہاں ہیں اصحاب نے

[1] میں شروع کرتا ہوں خدائے رحمٰن و رحیم کے نام سے میں شروع کرتا ہوں خدائے شافی کے نام سے میں شروع کرتا ہوں خدائے کافی کے نام سے میں شروع کرتا ہوں خدائے عافیت دہندہ کے نام سے میں شروع کرتا ہوں اس خدا کے نام سے جس کے نام کے ساتھ کوئی چیز اور کوئی دکھ ضرر نہیں پہنچاتا۔ نہ زمین میں نہ آسمان میں اور وہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔ مترجم عفی عنہ،

عرض کی وہ کسی مسلمان کے کام کے لیے قبا کی طرف گئے ہیں۔ یہ سن کر حضرتؐ بیٹھ گئے اور نماز نہ پڑھی۔ اصحاب نے عرض کی کہ آپ نماز کیوں نہیں پڑھتے فرمایا کہ میرے پروردگار نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ میں نماز پڑھنے میں اس قدر تاخیر کروں کہ علیؑ آجائیں اور ان کلمات کو جو اس میت نے رسولِ خدا کے سامنے ان کو کہے ہیں معاف کر دیں تاکہ اللہ تعالیٰ اس زہر سے اس کے مرنے کو اس کا کفارہ ٹھہرائے کسی شخص نے جو براء کی اس گفتگو کے وقت حاضر خدمت تھا عرض کی اس نے تو علیؑ سے مزاح (ہنسی) کیا تھا اور وہ باتیں حقیقی اور واقعی نہ تھیں حضرتؐ نے فرمایا اگر وہ باتیں واقعی ہوتیں تو اللہ تعالیٰ اس (براء) کے تمام اعمال کو حبط کر دیتا اگرچہ وہ ثرے سے لے کر عرش تک کے فاصلے کو سونے اور چاندی سے بھر کر راہِ خدا میں خیرات کرتا لیکن وہ مزاح تھا۔ اور علیؑ نے اسکو معاف کر دیا ہے۔ مگر میں چاہتا ہوں کہ تم میں سے کوئی شخص یہ گمان نہ کرے کہ علیؑ اس سے ناراض ہیں۔ اس لیے وہ آکر تمہارے سامنے پھر معاف کر دیں اور اسکے لیے خدا سے بخشش طلب کریں تاکہ اس کا قرب و منزلت خدا کے نزدیک اور زیادہ ہو۔ اسی اثناء میں علیؑ وہاں تشریف لائے اور جنازے کے برابر کھڑے ہو کر فرمایا۔ اے براء خدا تجھ پر رحمت کرے کہ تو بہت روزے رکھتا تھا اور بہت نماز گزار تھا اور راہِ خدا میں تو نے وفات پائی۔ بعد ازاں جنابِ رسالتمآبؐ نے فرمایا اگر کوئی مُردہ رسولؐ اللہ کی نماز سے مستغنی ہوتا تو تمہارا یہ رفیق (براء) ہوتا کیونکہ علیؑ نے اس کے حق میں دعا کی۔ پھر آپؐ نے کھڑے ہو کر اسکے جنازے پر نماز پڑھی اور دفن کیا جب وہاں سے واپس آکر اس کی تعزیت کے لیے بیٹھے تو فرمایا اے براء کے وارثو اور دوستو تم تعزیت کی نسبت مبارکباد اور تہنیت کے زیادہ مستحق ہو۔ کیونکہ تمہارے صاحب براء کے لیے آسمانِ اوّل سے لے کر ساتویں آسمان تک اور کرسی سے لے تا ساقِ عرش قبّے اور سراپردے لگائے گئے اور ان میں اسکی روح کو اوپر لے گئے پھر اس کو بہشت میں داخل کیا اور بہشت کے تمام خزانچی اس کے استقبال کو نکلے اور سب حورانِ جنّت نے غرفوں سے سر نکال کر اسکو دیکھا اور ان سب نے اس سے کلام کیا کہ خدا ہی اس کو سمجھتا اور جانتا ہے اے براء کی روح تجھ کو بشارت ہو کہ رسولِ خداؐ نے تیری خاطر علیؑ کا انتظار کیا تاکہ وہ آکر تیرے حق میں رحمت اور مغفرت کی دعا کریں۔ آگاہ ہو کہ حاملانِ عرش نے پروردگارِ عالم کی طرف سے

ہم کو خبر دی ہے کہ وُہ فرماتا ہے۔ اے میرے بندے اور اے میری راہ میں مرنے والے اگر تیرے گناہ سنگریزے اور خاک کے ذرّوں اور بارش کے قطروں اور درختوں کے پتّوں اور حیوانات کے بالوں اور ان کی نظروں اور سانسوں اور ان کی حرکات و سکنات کی شمار کے برابر بھی ہوتے تو بھی تیرے حق میں علیؑ کے دُعا کرنے کے سبب معاف کر دیتا۔

پھر حضرتؐ نے حاضرین سے متوجہ ہو کر فرمایا۔ اے بندگانِ خدا علیؑ کی دُعا کے مستحق بنو۔ اور اسکی بددُعا سے پرہیز کرو۔ کیونکہ جس کیلئے وُہ بددُعا کرینگے وُہ ہلاک ہو گا۔ اگرچہ اُسکی نیکیاں جملہ مخلوقِ خُدا کی شمار کے برابر ہوں۔ اسی طرح جس کے حق میں وُہ دُعا کریں اللہ تعالیٰ اُسکو سعادتمند اور شادکام کرے گا اگرچہ اُس کے گناہ تمام مخلوقات کی شمار کے برابر ہوں۔

بھیڑیے کا حضرت سے ہمکلام ہونا

اور بھیڑیا جو آپ سے ہمکلام ہوا اُس کا قصّہ اس طرح سے ہے کہ جناب رسُولِ خدا ایک روز بیٹھے تھے یکایک ایک چرواہا حاضرِ خدمت ہوا کہ ایک عجیب واقعہ کے دیکھنے سے اس کے تمام اعضا لرز رہے تھے۔ جب حضرتؐ نے دُور سے اُس کو آتے دیکھا تو اپنے اصحاب سے فرمایا کہ یہ شخص جو آرہا ہے اس کا قصّہ عجیب ہے۔ جب وُہ نزدیک آیا تو حضرتؐ نے اس سے فرمایا کہو تمہارے خوف کا کیا باعث ہے۔ چرواہے نے جواب دیا۔ ایک بڑے اچنبھے کی بات ہے اور وُہ یہ ہے کہ میں اپنی بکریوں میں تھا کہ ایک بھیڑیا آیا اور ایک بچّے کو اُٹھا کر لے چلا میں نے گوپھیے میں پتھر رکھ کر اُس کو مارا اور بچّے کو چھڑا لیا۔ پھر وُہ دائیں طرف سے آیا اور ایک اور بچّے کو اُٹھا کر لے چلا۔ میں نے پھر ایک پتھر گوپھیے میں رکھ کر اس کو مارا اور بچّے کو اُس کے ہاتھ سے چھڑا لیا اور دوسری طرف سے آکر ایک اور بچہ اُٹھا کر لے چلا۔ مگر میں نے پتھر مار کر چھڑا لیا۔ اسی طرح چار دفعہ اس نے کیا۔ آخر پانچویں بار اپنی مادہ سمیت آیا اور چاہتا تھا کہ بچّے کو اُٹھا لے جائے میں نے بھی اس کو پتھر مارنا چاہا۔ یہ حال دیکھ کر وُہ اپنی دُم کے بل بیٹھ گیا اور بولا کہ تجھ کو شرم نہیں آتی کہ مجھ کو اپنے رزق سے منع کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے میرے واسطے مقرّر کیا ہے۔ کیا مجھ کو غذا کھانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس بھیڑیے کی یہ بات سُن کر میں نے کہا۔ نہایت تعجب کا مقام ہے کہ یہ بھیڑیا بے زبان ہو کر آدمیوں کی طرح کلام کرتا ہے۔ تب اس بھیڑیے نے مجھ سے کہا۔ اگر تو چاہتا ہے تو میں ایسی بات بتا دوں، جو

میرے کلام کرنے سے بھی زیادہ تر عجیب ہے حضرت محمدؐ رسُول ربّ العالمین دو پتھریلی زمینوں کے مابین لوگوں کو گزشتہ اور آئندہ کی خبریں دیتے ہیں اور یہود باوجود اِس کے کہ ان کو معلوم ہے کہ وہ حضرتؐ راست گو ہیں۔ اور پروردگار عالمین کی کتابوں میں ان کا حال پڑھتے ہیں کہ وُہ حضرتؐ سب سے زیادہ راست گو اور تمام فاضلوں سے زیادہ فاضل ہیں ان کو جھٹلاتے ہیں اور ان کی نبوّت کا انکار کرتے ہیں اور وُہ ان دنوں مدینہ منوّرہ میں تشریف رکھتے ہیں اور وُہ ہر درد کو شفا اور فائدہ دینے والے ہیں۔ اے چرواہے جا اور ان پر ایمان لا تاکہ عذاب خدا سے نجات پائے اور مسلمان اور ان کا فرمانبردار ہو تاکہ عذاب دردناک کی سختی سے رہائی پائے یہ سُن کر میں نے اس بھیڑیے سے کہا۔ خدا کی قسم میں تیری باتوں سے سخت حیران ہوں اور مجھے شرم آتی ہے کہ تجھ کو اس بکری کے کھانے سے منع کیا۔ اب یہ بکریاں موجود ہیں جس کو تیرا جی چاہے کھا لے میں تجھ کو منع نہیں کرتا بھیڑیا بولا۔ اے بندۂ خُدا خدا کا شکر کر کہ اللہ تعالیٰ نے تجھ کو ان بندوں میں سے کیا جو آیاتِ الٰہی کو دیکھ کر عبرت پکڑتے ہیں اور اس کے امر کی پیروی کرتے ہیں لیکن بدترین اشقیا وُہ شخص ہے جو آیات محمدؐ کو ان کے بھائی علیؑ ابن ابی طالب کی حقیقت کے بارے میں اور ان فضائل کو جو وُہ خدا کی طرف سے پہنچاتے ہیں مشاہدہ کرتا ہے اور ان کے وفورِ علم کو جس میں کوئی بھی ان کا ہمسر نہیں ہے اور ان کی شجاعت کو جس میں کوئی ان کا ہم پلّہ نہیں ہے اور ان کی یاوریِ اسلام کو کہ ان کے برابر اس میں کسی نے حصّہ نہیں لیا دیکھتا ہے اور باوجود ان سب امُور کے یہ بھی دیکھتا ہے کہ رسُولِ خدا ان سے اور ان کے دوستوں سے دوستی کرنے اور ان کے دُشمنوں سے دُشمنی رکھنے اور بیزار ہونیکا حکم دیتے ہیں اور اس کو اس امر سے مطلع کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے مخالف کے کسی عمل کو قبول نہ کریگا۔ اگرچہ وُہ کتنا ہی بزرگ و برتر کیوں نہ ہو۔ اور پھر بھی وُہ شخص باوجود اس کے ان کی مخالفت اختیار کرے اور ان کے حق کا منکر ہو اور ان پر ظلم کرے اور ان کے دُشمنوں کو دوست رکھے اور ان کے دوستوں سے دُشمنی کرے اور یہ امر تیرا مجھ کو اپنی بکریوں کے کھانے سے منع کرنے کی نسبت بہت ہی عجیب ہے۔ چرواہا کہتا ہے کہ میں نے بھیڑیے سے کہا کیا ایسا بھی وقوع میں آئے گا اُس نے جواب دیا کہ ہاں۔ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر عنقریب ان کو اور ان کے فرزندوں کو

بے گناہ قتل کریں گے اور اُن کے اہل حرم کو قید کریں گے اور باوجود اس فعل شنیع کے مسلمانی کا دعویٰ کریں گے اور یہ امر سب امروں سے عجیب تر ہے اس لیے حق تعالیٰ نے مقرر کیا ہے کہ ہم تمام بھیڑیے آتشِ جہنم میں اُن لوگوں کو پھاڑ پھاڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کریں گے اور انکا عذاب ہمارے سرور اور لذت کا باعث ہوگا اور ان کے غم والم سے ہم شاد اور فرحناک ہونگے۔ تب میں نے کہا کہ اگر بعض بکریاں جو میرے پاس اور لوگوں کی امانت ہیں موجود نہ ہوتیں تو میں ان کو چھوڑ کر آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوتا اور ان کی قدمبوسی سے مشرف ہوتا۔ بھیڑیا بولا تو آنحضرتؐ کی خدمت میں جا اور بکریاں میرے حوالے کر جا کہ تیری طرف سے میں ان کو چراؤنگا۔ میں نے اُس سے کہا مجھے تیری امانت داری پر کیونکر اعتماد ہو۔ اُس نے جواب دیا کہ جس خدا نے مجھ کو تیری ہدایت کے لیے بولنے کی طاقت عنایت فرمائی۔ وُہی مجھ کو امانتداری کی قوت عطا کرے گا۔ کیا تو حضرت محمدؐ پر ایمان نہیں لایا اور جو آنحضرتؐ نے اپنے بھائی علیؑ کے بارے میں خبر دی ہے۔ اس میں ان کا فرمانبردار اور مطیع نہیں ہوا اب تو جا کہ میں تیری جگہ رکھوالی کرونگا اور خدا اور اس کے ملائکہ مقربین میری حفاظت کریں گے۔ کیونکہ میں علیؑ ولی خُدا کے دوست کا خادم ہوں۔ الغرض میں نے اپنی بکریاں اس بھیڑیے اور بھیڑنی کے حوالے کیں اور آپ کی طرف روانہ ہوا۔

اُسوقت جناب رسالتمآبؐ نے اپنے اصحاب کی طرف نگاہ کی اور ملاحظہ فرمایا کہ بعض تو اس واقعہ کو راست اور درست جان کر خوش ہو رہے ہیں اور بعض نے اس کو جھوٹ سمجھا ہے اور ان کو اسکی صحت میں شک ہے اس لیے ترش رُو ہو رہے ہیں اور منافق پوشیدہ طور پر باہم ذکر کرنے لگے کہ محمدؐ نے اس مرد سے پہلے سے یہ صلاح کر رکھی تھی تاکہ ضعیفوں اور جاہلوں کو اپنے دامِ فریب میں پھنسائے۔ جب آنحضرتؐ وحی کے ذریعہ ان منافقوں کی اس بات پر مطلع ہُوئے تو مسکرا کر فرمایا۔ اگر تم لوگوں کو اس چرواہے کی گفتگو میں شک ہے تو ہو مگر مجھے تو یقین ہے کہ وُہ سچ کہتا ہے اور اس کی بات کا اس شخص نے بھی یقین کر لیا ہے جو عالم ارواح میں عرش خداوند جبار کے اعلیٰ مقام میں میرے ہمراہ تھا اور دار القرار (بہشت) میں بھی زندگانی کی نہر وہیں میرے ساتھ پھرے گا اور بہشت کی طرف نیکیوں کے لیے جانے میں میرا پیرو

ہوگا اور اصلاب طاہرہ اور ارحام طیبہ میں اُسکا نور میرے نُور کے ساتھ تھا اور مدارج ترقیاتِ فضل میں میرے ساتھ ساتھ چلتا ہے اور علم حلم اور عقل کے جو خلعت مجھ کو پہنائے گئے ہیں وہی اس کو پہنائے گئے ہیں اور میرا بھائی ہے جو کہ مجھ سے اس وقت جدا ہوا جبکہ میرا نور پُشتِ عبداللہ میں منتقل ہوا اور اس کا نور صلب ابوطالب میں گیا اور محامد و مناقب کے حاصل کرنے میں میرا ہمسر اور عدیل ہے یعنی علیؑ ابنِ ابی طالب جو صدیق اکبر اور ساقی حوضِ کوثر ہے اور فاروقِ اعظم اور سید اکرم ہے اور اس کی محبت اور عداوت حلال زادے اور حرام زادے کی علامت ہے اور اس کی ولایت اور مودت مومنوں کے لیے ذخیرہ اور توشہ ہے وہ میرے دین کا ستون اور باعث قیام ہے اور میرے علوم کا زیادہ تر جاننے والا اور لڑائی میں سبقت کرنے والا ہے اور میرے دشمنوں کے مقابلے میں شیر دلیر اور اسد قمقام ہے جو سب سے پہلے ایمان لایا اور رضائے خداوند رحمان میں سب سے بڑھا ہوا ہے اور سرکشوں اور نافرمانوں کی بیخ کنی کرنے میں سب سے منفرد ہے اور اپنی روشن اور شافی دلیلوں سے اہل بہتان کے عُذرات کو قطع کرنے والا ہے میں اور وُہ شخص اس چرواہے کے کلام کی تصدیق کرتے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے میرے کان اور آنکھ اور ہاتھ کی مانند قرار دیا ہے اور میرا یاور اور معین و مددگار مقرر فرمایا ہے جب وُہ میرا موافق ہو تو اور لوگوں کے ساتھ چھوڑنے اور ترکِ امداد کرنے سے مجھ کو کچھ اندیشہ نہیں ہے اور جب وُہ میری یاوری کرے تو اوروں کے منحرف ہونے سے میں غمگین نہیں ہوتا میں اور وہ شخص اس چرواہے کے کلام کی تصدیق کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ بہشت کو اس سے اور اس کے دوستوں سے زینت دے گا اور جہنم کو اس کے دشمنوں سے پُر کرے گا میری اُمت کے کسی فرد بشر کو اس کی ہمسری اور برابری جائز نہیں ہے جبکہ یہ خوش اور کشادہ رُو ہو۔ تو مجھ کو اوروں کی ترش رُوئی اور ناک بھوں چڑھانے کی ذرا پرواہ نہیں ہے اور جب وہ مجھ سے خالص محبت کرتا ہو تو اوروں کی روگردانی سے مجھ کو کچھ خوف نہیں یہ وہ علیؑ ابن ابی طالب ہے کہ اگر تمام اہل زمین و آسمان کافر ہو جائیں تو بھی اللہ تعالیٰ اس اکیلے ہی سے اس دین کی مدد کریگا اگر تمام خلق خدا اس کی دُشمن ہو جائے تو وُہ تنہا اُن کے مقابلے میں کھڑا ہوگا اور اپنی جان کو دین ربّ العالمین کی مدد کرنے اور راہ ابلیس کے باطل کرنے میں کھپائے گا۔

بعد ازاں ارشاد فرمایا کہ اس چرواہے کا شاہد کچھ دور نہیں ہے آؤ گلے میں جا کر ان دونوں بھیڑیوں کو دیکھیں اگر انھوں نے ہم سے باتیں کیں اور ہم نے ان کو گلہ چراتے دیکھا تو اس کی تصدیق ہو جائے گی۔ ورنہ ہم پہلی بات پر قائم رہیں گے۔ الغرض جناب رسول خداؐ گروہ مہاجرین و انصار سمیت اس گلے کی طرف روانہ ہوئے جب دور سے وہ گلہ نظر آیا تو چرواہے نے عرض کی یہ میرا گلہ ہے۔ منافق بولے وہ بھیڑیئے کہاں ہیں جب قریب پہنچے تو دیکھا کہ وہ دونوں بھیڑیئے ریوڑ کے گرد پھرتے ہیں اور جو بکری الگ ہو جاتی ہے اسے ہانک کر گلے میں ملا دیتے ہیں تب حضرتؐ نے فرمایا اگر تم چاہو تو میں ظاہر کردوں کہ اس بھیڑیئے کی کلام کرنے سے سوائے میرے اور کچھ غرض نہ تھی صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہؐ ہاں (ظاہر فرمائیے) فرمایا تم میرے گرد حلقہ کرلو، تاکہ یہ بھیڑیئے مجھ کو نہ دیکھیں صحابہ نے حضرتؐ کے گرد احاطہ کرلیا۔ اس وقت آپ نے چرواہے سے فرمایا۔ تو اس بھیڑیئے سے جاکر کہہ جس محمدؐ کا تو نے مجھ سے ذکر کیا تھا وہ ان میں سے کونسا ہے۔ غرض بھیڑیا وہاں آیا۔ اور ایک شخص کے پاس آتا تھا اور اس سے الگ ہو کر دوسرے کے پاس جاتا تھا۔ پھر اس سے جدا ہو کر تیسرے کے پاس پہنچتا تھا اسی طرح رفتہ رفتہ ان کے بیچ میں داخل ہوا اور اپنی مادہ سمیت رسول خداؐ کے پاس پہنچا اور دونوں قدرتِ خدا سے بولے ہمارا سلام ہو۔ آپ پر اے رسولؐ رب العالمین اور اے بہترین جمیع مخلوقات اور اپنے رخساروں کو خاک پر رکھ کر حضرتؐ کے سامنے لوٹنے لگے اور بولے ہم لوگوں کو حضرتؐ کی طرف دعوت کرتے ہیں اور ہمیں نے اس چرواہے کو آپ کی طرف بھیجا ہے اور آپ کی خبر اس کو پہنچائی ہے۔ تب حضرتؐ اپنے ہمراہ والے منافقوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اب کافروں اور منافقوں کو عذر و حیلہ کی گنجائش نہیں رہی۔ بعد ازاں فرمایا اس چرواہے کی ایک بات تو (یعنی میری پیغمبری کی بابت) سچ نکلی اب اگر چاہو تو دوسری بات (یعنی ور باب علیؑ) میں بھی اسکی راست گوئی کی تصدیق کرلو۔ صحابہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہؐ، ہاں فرمایا ہم سب علیؑ کے گرد حلقہ کرلو۔ جب صحابہ نے ان کو حلقہ میں لے لیا حضرتؐ نے ان بھیڑیوں سے مخاطب ہو کر فرمایا جس طرح تم نے میری طرف اشارہ کیا اور ان لوگوں کو میرا نشان دیا اسی طرح علیؑ کا بھی نشان دو تاکہ یہ لوگ جان لیں کہ جو کچھ تم نے اس کی شان میں بیان کیا ہے حق ہے

یہ ارشاد سن کر بھیڑیئے آگے بڑھے اور لوگوں کے چہروں اور پاؤں میں غور اور تامل کرکے دیکھتے تھے اور چھوڑتے جاتے تھے۔ یہاں تک کہ علیؑ کے پاس پہنچے جب انکو دیکھا تو اپنے رخساروں کو خاک پر رکھ کر اُن کے سامنے لوٹنے لگے اور پکارے ہمارا سلام ہو آپ پر اے معدن کرم و سخا۔ اور محل تعقل و ذکا اور عالم صحف اُولیٰ اور وصی مصطفےٰؐ اور سلام ہو آپ پر اے وہ شخص کہ خدا نے آپکے دوستوں کو سعادتمند کیا ہے اور آپکے دشمنوں کو شقی ابدی قرار دیا ہے اور آپکو حضرت محمدؐ کی آل اور اہلبیتؑ کا سردار بنایا ہے۔ سلام ہو آپ پر اے وہ شخص کہ اگر سب اہل زمین اہل آسمان کی طرح آپکو دوست رکھتے تو وہ نیک اور برگزیدہ ہو جاتے اور اے وہ شخص کہ اگر کوئی عرش اور فرش کے مابین کی اشیاء کو راہِ خدا میں صرف کرے اور آپ کا ذرا سا بغض دل میں رکھتا ہو تو اس کو سوائے عذاب نار اور غضب جبار کے اور کچھ عوض نہ ملے۔ یہ دیکھ کر اصحاب نہایت متعجب ہوئے اور کہنے لگے کہ ہم نہ جانتے تھے کہ حیوانات بھی علیؑ کے ایسے محب اور فرمانبردار ہیں حضرتؐ نے فرمایا کہ تم صرف ایک ہی حیوان کی فرمانبرداری دیکھ کر متعجب ہوتے ہو۔ اگر تمام حیوانات بری و بحری اور ملائکہ زمین و آسمان اور فرشتگان حجاب و کرسی و عرش اعظم کے نزدیک اُن کی قدر و منزلت کو دیکھو تو نہ معلوم تمہارا کیا حال ہو۔ خدا کی قسم میں نے آسمان پر سدرۃ المنتہیٰ کے نزدیک علیؑ کی صورت دیکھی ہے کہ خدا نے فرشتوں کے اُن کے دیدار کا نہایت مشتاق ہونے کے سبب اس کو خلق فرمایا ہے اور میں نے دیکھا ہے کہ فرشتے اس صورت کے آگے اس قدر عجز و انکسار کرتے ہیں جو یہاں ان دو بھیڑیوں کے ان کے سامنے تواضع اور عاجزی کرنے سے بہت بڑھ کر ہے اور فرشتے اور تمام اہل عقل ان کے سامنے کیونکر تواضع اور عاجزی نہ کریں۔ جبکہ اللہ جل جلالہ نے اپنی ذات پاک کی قسم کھا کر فرمایا ہے کہ جو کوئی علیؑ کے سامنے بال برابر بھی فروتنی اور تواضع کریگا میں بہشت بریں میں لاکھ برس کی راہ کے برابر اُسکے درجات بلند کرونگا اور یہ تواضع جو تم نے اس وقت دیکھی اُن کی اس قدر و منزلت کے نزدیک جو تم کو بتائی جاتی ہے بہت ہی کم ہے۔

چوبِ حنانہ کا فراقِ حضرتؐ میں گریہ کرنا

اور رسول خداؐ کیلئے چوب حنانہ کے گریہ کرنے کا قصہ اس طرح پر ہے کہ آنحضرتؐ مدینہ منورہ میں جب خطبہ فرمایا کرتے تھے تو کھجور کے ایک ستون سے جو مسجد میں تھا پیٹھ لگایا کرتے تھے صحابہ نے

بعد ازاں ارشاد فرمایا کہ اس چرواہے کا شاید کچھ دور نہیں ہے آؤ گلے میں جا کر ان دونوں بھیڑیوں کو دیکھیں اگر انھوں نے ہم سے باتیں کیں اور ہم نے ان کو گلہ چراتے دیکھا تو اس کی تصدیق ہو جائے گی۔ ورنہ ہم پہلی بات پر قائم رہیں گے۔ الغرض جناب رسول خداؐ گروہ مہاجرین و انصار سمیت اس گلے کی طرف روانہ ہوئے جب دور سے وہ گلہ نظر آیا تو چرواہے نے عرض کی یہ میرا گلہ ہے۔ منافق بولے وہ بھیڑیئے کہاں ہیں جب قریب پہنچے تو دیکھا کہ وہ دونوں بھیڑیئے ریوڑ کے گرد پھرتے ہیں اور جو بکری الگ ہو جاتی ہے اسے ہانک کر گلے میں ملا دیتے ہیں تب حضرتؐ نے فرمایا اگر تم چاہو تو میں ظاہر کر دوں کہ اس بھیڑیئے کی کلام کرنے سے سوائے میرے اور کچھ غرض نہ تھی صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ہاں (ظاہر فرمائیے) فرمایا تم میرے گرد حلقہ کر لو، تاکہ یہ بھیڑیئے مجھ کو نہ دیکھیں۔ صحابہ نے حضرتؐ کے گرد احاطہ کر لیا۔ اُس وقت آپ نے چرواہے سے فرمایا۔ تو اِس بھیڑیئے سے جا کر کہہ جس محمدؐ کا تو نے مجھ سے ذکر کیا تھا وہ ان میں سے کونسا ہے۔ غرض بھیڑیا وہاں آیا۔ اور ایک شخص کے پاس آتا تھا اور اُس سے الگ ہو کر دوسرے کے پاس جاتا تھا۔ پھر اُس سے جدا ہو کر تیسرے کے پاس پہنچتا تھا اسی طرح رفتہ رفتہ ان کے بیچ میں داخل ہوا اور اپنی مادہ سمیت رسولؐ خدا کے پاس پہنچا اور دونوں قدرتِ خدا سے بولے ہمارا اسلام ہو۔ آپ پر اے رسولؐ رب العالمین اور اے بہترین جمیع مخلوقات اور اپنے رخساروں کو خاک پر رکھ کر حضرتؐ کے سامنے لوٹنے لگے اور بولے ہم لوگوں کو حضرتؐ کی طرف دعوت کرتے ہیں اور ہمیں نے اس چرواہے کو آپ کی طرف بھیجا ہے اور آپ کی خبر اس کو پہنچائی ہے۔ تب حضرتؐ اپنے ہمراہ والے منافقوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اب کافروں اور منافقوں کو عذر و حیلہ کی گنجائش نہیں رہی۔ بعد ازاں فرمایا اس چرواہے کی ایک بات تو (یعنی میری پیغمبری کی بابت) سچ نکلی اب اگر چاہو تو دوسری بات (یعنی اور بابِ علیؑ) میں بھی اسکی راست گوئی کی تصدیق کر لو۔ صحابہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہؐ ہاں فرمایا ہم سب علیؑ کے گرد حلقہ کر لو۔ جب صحابہ نے ان کو حلقہ میں لے لیا حضرتؐ نے ان بھیڑیوں سے مخاطب ہو کر فرمایا جس طرح تم نے میری طرف اشارہ کیا اور ان لوگوں کو میرا نشان دیا اسی طرح علیؑ کا بھی نشان دو تاکہ یہ لوگ جان لیں کہ جو کچھ تم نے اس کی شان میں بیان کیا ہے حق ہے

یہ ارشاد سُن کر بھیڑیئے آگے بڑھے اور لوگوں کے چہروں اور پاؤں میں غور اور تامل کر کے دیکھتے تھے اور چھوڑتے جاتے تھے۔ یہاں تک کہ علیؑ کے پاس پہنچے جب اُنکو دیکھا تو اپنے رُخساروں کو خاک پر رکھ کر اُن کے سامنے لوٹنے لگے اور پکارے ہمارا اسلام ہو آپ پر اے معدنِ کرم و سخا اور محلِ تعقل و ذکا اور عالم صحفِ اُولیٰ اور وصیِ مصطفےٰ اور سلام ہو آپ پر اے وہ شخص کہ خدا نے آپکے دوستوں کو سعادتمند کیا ہے اور آپکے دشمنوں کو شقیِ ابدی قرار دیا ہے اور آپکو حضرت محمدؐ کی آل اور اہلبیتؑ کا سردار بنایا ہے۔ سلام ہو آپ پر اے وہ شخص کہ اگر سب اہل زمین اہل آسمان کی طرح آپکو دوست رکھتے تو وہ نیک اور برگزیدہ ہو جاتے اور اے وہ شخص کہ اگر کوئی عرش اور فرش کے مابین کی اشیاء کو راہِ خدا میں صرف کرے اور آپ کا ذرا سا بغض دل میں رکھتا ہو تو اُس کو سوائے عذابِ نار اور غضبِ جبار کے اور کچھ عوض نہ ملے۔ یہ دیکھ کر اصحاب نہایت متعجب ہوئے اور کہنے لگے کہ ہم نہ جانتے تھے کہ حیوانات بھی علیؑ کے ایسے محب اور فرمانبردار ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ تم صرف ایک ہی حیوان کی فرمانبرداری دیکھ کر متعجب ہوتے ہو۔ اگر تمام حیوانات بری و بحری اور ملائکہ زمین و آسمان اور فرشتگان حجاب و کرسی و عرش اعظم کے نزدیک اُن کی قدر و منزلت کو دیکھو تو نہ معلوم تمہارا کیا حال ہو۔ خدا کی قسم میں نے آسمان پر سدرۃ المنتہیٰ کے نزدیک علیؑ کی صورت دیکھی ہے کہ خدا نے فرشتوں کے اُن کے دیدار کا نہایت مشتاق ہونے کے سبب اس کو خلق فرمایا ہے اور میں نے دیکھا ہے کہ فرشتے اِس صورت کے آگے اِس قدر عجز و انکسار کرتے ہیں جو یہاں ان دو بھیڑیوں کے ان کے سامنے تواضع اور عاجزی کرنے سے بہت بڑھ کر ہے اور فرشتے اور تمام اہلِ عقل ان کے سامنے کیونکر تواضع اور عاجزی نہ کریں۔ جبکہ اللہ جل جلالہٗ نے اپنی ذاتِ پاک کی قسم کھا کر فرمایا ہے کہ جو کوئی علیؑ کے سامنے بال برابر بھی فروتنی اور تواضع کریگا میں بہشتِ بریں میں لاکھ برس کی راہ کے برابر اُسکے درجات بلند کرونگا اور یہ تواضع جو تم نے اس وقت دیکھی اُن کی اس قدر و منزلت کے نزدیک جو تم کو بتائی جاتی ہے بہت ہی کم ہے۔

اور رسولِ خدا کیلئے چوبِ حنانہ کے گریہ کرنے کا قصہ اس طرح پر ہے کہ آنحضرتؐ مدینہ منورہ میں جب خطبہ فرمایا کرتے تھے تو کھجور کے ایک ستون سے جو مسجد میں تھا پیٹھ لگایا کرتے تھے صحابہ نے

چوبِ حنانہ کا فراقِ حضرت میں گریہ کرنا

عرض کی کہ یا رسول اللہؐ لوگوں کی کثرت ہوگئی ہے اور وہ چاہتے ہیں کہ خطبہ بیان فرماتے وقت آپ کی طرف دیکھیں۔ اگر اجازت ہو تو ہم چند پایوں کا ایک منبر بنوالیں اور آپ اُس پر تشریف لے جاکر خطبہ فرمایا کریں تاکہ سب لوگ آپ کو دیکھ سکیں۔ حضرتؐ نے ان کو اجازت دی اور منبر تیار ہوگیا۔ جب جمعہ کا دن آیا اور حضرتؐ مسجد میں تشریف لائے اور ستون کے پاس سے گزر کر منبر پر تشریف لے گئے۔ وہ چوب خرما آنحضرتؐ کی مفارقت میں رونے لگا۔ جیسے وہ عورت رویا کرتی ہے جس کا بچہ مرجاتا ہے اور اس طرح چیخنے لگا جس طرح عورت جننے کے وقت درد سے بیتاب ہوکر ڈھاڑیں مارا کرتی ہے۔ یہاں تک کہ اس کی گریہ وزاری سے تمام اہلِ مسجد رونے لگے اور بیتاب ہوکر فریاد کرنے لگے۔ جب آنحضرتؐ نے یہ حالت دیکھی منبر سے اُترے اور اس ستون کو بغل میں لیا اور اپنا دستِ شفقت اُس پر پھیرا اور فرمایا کہ رسولِ خداؐ نے تیری ذلت و استخفافِ عزت کے لیے تجھ کو ترک نہیں کیا۔ بلکہ مقصود یہ ہے کہ بندگانِ خدا کی مصلحت کامل طور پر سرانجام پائے اور تیری عزت و جلالت کسی طرح برطرف نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ تو ایک عرصے تک رسولِ خداؐ کا تکیہ گاہ رہا ہے۔ آخرکار وہ ستون خاموش ہُوا اور حضرتؐ پھر منبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا۔ اے گروہ مسلمین دیکھو یہ ستون رسولؐ ربّ العالمین کی مفارقت سے روتا ہے اور اُسکی جُدائی سے محزون ہوتا ہے اور بندگانِ خدا میں بہت سے لوگ ایسے ہیں جو اپنے نفسوں پر ظلم کرتے ہیں اور رسولؐ خدا کی نزدیکی یا دُوری کی ان کو ذرا بھی پرواہ نہیں اگر میں اس ستون کو اپنی بغل میں نہ لیتا اور اپنا ہاتھ اُس پر نہ پھیرتا تو قیامت تک بھی یہ خاموش نہ ہوتا اور برابر روتا رہتا اور خدا کے بندوں اور کنیزوں میں بعض ایسے ہیں جو رسولِ خدا محمدؐ اور ولی خدا علیؑ کی جُدائی سے اس ستون کی طرح گریاں ہوتے ہیں اور مومن کیلئے یہی بات کافی ہے کہ اسکا دل محمدؐ اور علیؑ اور انکی آل اطہار کی محبت سے وابستہ ہو۔ تم نے دیکھا کہ مفارقت رسولؐ خدا میں یہ ستون چوبی کس طرح نالہ وزاری کرتا تھا اور جب محمدؐ نے اسکو اپنی بغل میں لیا تو کیسا خاموش ہوگیا اصحاب نے عرض کی یا رسول اللہؐ بیشک۔ فرمایا مجھ کو قسم ہے اُس خدا کی جس نے مجھے سچا پیغمبر کرکے اپنی خلقت کی طرف بھیجا ہے بہشت کے خزانچیوں اور حُور و غلمان اور اسکے محلوں اور باغوں اور منزلوں کا اشتیاق وزاری محمدؐ اور اس کی آل اطہار کے دوستداروں اور اُن کے دُشمنوں سے بیزار ہونے والوں کی طرف

رسولؐ خدا کی طرف اس ستون کے اشتیاق وزاری سے کہیں بڑھ کر ہے اور جو چیز انکی گریہ وزاری کو تسکین دیتی ہے۔ وہ ہمارے شیعوں کا محمدؐ اور اس کی آل اطہار پر درود بھیجنا ہے یا نماز ہائے نافلہ جو وہ ادا کرتے ہیں یا روزے جو وہ رکھتے ہیں یا صدقات جو وہ دیتے ہیں اور سب سے زیادہ تر تسکین ان کو اس وقت ہوتی ہے جب وہ سُنتے ہیں کہ شیعہ مومنین نے اپنے برادرانِ ایمانی سے کسی طرح کا احسان کیا یا مصیبت میں ان کی امداد کی جب یہ خبریں ان کو پہنچتی ہیں تو آپس میں کہتے ہیں تم جلدی مت کرو کہ تمہارے صاحب نے آنے میں اس لیے دیر لگائی ہے کہ اپنے مومن بھائیوں سے نیکی کرنے کے سبب اس کے درجات بڑیں ہیں اور زیادہ ہوں اور مفارقتِ مومنین کے غم میں سب سے زیادہ تسلّی ان کو اس بات سے ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ساکنان و خازنانِ جنت اور حُوران و غلمان بہشت کو خبر دیتا ہے کہ شیعہ جو تمہارے مالک ہیں دشمنوں اور ناصبیوں کے پنجے میں گرفتار ہیں اور ان کے ہاتھ سے بڑی بڑی تکلیفیں اور سختیاں برداشت کر رہے ہیں اور ان کے ساتھ تقیہ سے گزارہ کر رہے ہیں اور ان کی سختیوں پر صبر کرتے ہیں یہ بات سُن کر وہ کہتے ہیں ہم بھی ان کی مفارقت میں صبر کرتے ہیں جس طرح وہ اپنے پیشواؤں اور بزرگوں کے حق میں مکروہ اور نازیبا باتیں سُن کر صبر کرتے ہیں اور اپنے غصّہ کو دبا لیتے ہیں اور اظہار حق سے سکوت کرتے ہیں جب ظالموں کے ظلم و ستم کو دیکھتے ہیں اور ان کے دفع کرنے کی قدرت اپنے آپ میں نہیں پاتے ہیں اس وقت ہمارا پروردگار ان کو ندا کرتا ہے اے میرے بہشت کے رہنے والو اے میری رحمت کے خزینہ دارو میں نے تمہارے شوہروں اور آقاؤں اور یاروں کے تمہاری طرف آنے میں بخل کے سبب تاخیر نہیں کی ہے۔ بلکہ اسکی وجہ یہ ہے کہ وہ اپنے مومن بھائیوں سے نیکیاں کرکے اور بیچاروں کی فریادرسی اور مظلوموں کی دادرسی کرکے اور فاسقوں اور کافروں سے تقیہ پر صبر کرکے میری کرامت اور رحمت کے حصّہ کو اپنے لیے کامل اور پورا کرلیں اس لیے جب وہ ان اعمال حسنہ کے سبب میری بزرگ کرامتوں کے مستحق ہوجائیں گے اس وقت ان کو بہت اچھی حالت میں تمہاری طرف منتقل کروں گا پس تم کو خوشخبری ہو۔ جب یہ آواز ان کو سُنائی دیتی ہے تو ان کی نالہ وزاری موقوف ہوجاتی ہے۔

اور جن یہودیوں نے حضرتؐ کو زہر سے قتل کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ ان پر اس زہر کے پلٹنے

یہودیوں کا حضرتؐ کو زہر سے ہلاک کرنے کا ارادہ

اور اللہ تعالیٰ کے ان یہودیوں کو اس زہر سے ہلاک کرنے کی حکایت اس طرح پر ہے کہ جب جناب رسولِ خداؐ نے مدینہ منورہ میں دین اسلام کو ظاہر کیا تو عبداللہ ابن اُبی کو آنحضرتؐ سے نہایت حسد پیدا ہُوا۔ اس لیے اس نے یہ تدبیر کی کہ اپنے گھر میں ایک گڑھا کھودے اور اسکی تہ میں زہر میں بُجھائے ہُوئے نیزے اور چھُریاں نصب کرے اور اس کے مُنہ پر ایک فرش بچھائے اور اس فرش کے ایک کنارے کو دیوار سے باندھ دے تاکہ جب رسُولِ خداؐ اور علیؑ اپنے اصحاب سمیت وہاں آئیں اور آنحضرتؐ اس فرش پر پاؤں رکھیں اس گڑھے میں جا پڑیں چنانچہ اُس نے ایسا ہی انتظام کیا اور کچھ آدمیوں کو ننگی تلواریں دے کر گھر کے حجروں میں پوشیدہ کر دیا تاکہ جب آنحضرتؐ اس گڑھے میں گر پڑیں یہ باہر نکلیں اور علیؑ اور اصحاب خاص کو جو آپکے ہمراہ ہوں قتل کر ڈالیں اور دُوسری تجویز یہ کی کہ کچھ کھانا زہر ملا کر پکوایا تاکہ اگر پہلی تجویز کارگر نہ ہو اور وُہ اس فرش پر بیٹھنا منظور نہ کریں تو سب کے سب یہ کھانا کھا کر ہلاک ہوں۔

جب یہ تجویزیں عمل میں لا چکا تو آنحضرتؐ کیخدمت میں حاضر ہُوا اور آپکو مع اصحاب دعوت میں تشریف لیجانیکی درخواست کی۔ اُس وقت جبرئیل امینؑ نازل ہُوئے اور اُسکی تمام تجویزیں حضرتؐ کے سامنے ظاہر کیں اور عرض کی اللہ تعالیٰ آپکو امر فرماتا ہے کہ جہاں وُہ عبداللہ (ابن اُبی) کہے بیٹھیں اور جو کھانا پیش کرے اُسکو کھائیں تاکہ تمھاری نشانیاں اور معجزے ظاہر ہوں اور جن لوگوں نے تمھارے قتل کی تجویز کی ہے ان میں سے بہت سے ہلاک ہوں۔ الغرض رسُولِ خداؐ علیؑ اور صحابہ سمیت اُس منافق کے گھر تشریف لے گئے اور اُس فرش پر رونق افروز ہُوئے اور صحابہ آپکے گرد بیٹھ گئے اور قدرتِ خُدا سے اس گڑھے میں گرنے سے محفوظ رہے۔ یہ حال دیکھکر عبداللہ ابن اُبی نہایت متعجب ہُوا اور اس نے دیکھا کہ اس فرش کے نیچے زمین برابر و ہموار ہوگئی ہے پھر وُہ زہر ملا ہُوا کھانا آنحضرتؐ اور علیؑ اور صحابہ کے سامنے رکھا۔ جب رسُولِ خداؐ نے کھانے کا ارادہ کیا تو اپنا ہاتھ اُس کھانے پر رکھ کر جناب امیرؑ سے ارشاد فرمایا کہ اس تعویذ نافع کو اس پر پڑھو۔ حضرتؐ نے اُسکو تلاوت کیا اور وُہ یہ ہے۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الشَّافِیۡ بِسۡمِ اللّٰہِ الۡکَافِیۡ بِسۡمِ اللّٰہِ الۡمُعَافِیۡ بِسۡمِ اللّٰہِ الَّذِیۡ لَا یَضُرُّ مَعَ اسۡمِہٖ شَیۡءٌ وَّلَا دَآءٌ فِی الۡاَرۡضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَهُوَ السَّمِیۡعُ الۡعَلِیۡمُ ٥ بعد ازاں آنحضرتؐ اور امیر المومنینؑ اور دیگر

صحابہ نے جو حضرتؐ کے ہمراہ تھے اس کھانے کو کھایا۔ یہاں تک کہ سب سیر ہو گئے اور وہاں سے بخیریت واپس آئے۔

جب عبداللہ ابن اُبی کے مُصاحبوں اور خواصوں نے دیکھا کہ اسکے کھانے سے آنحضرتؐ اور انکے صحابہ کو کچھ ضرر نہیں پہنچا تو گمان کیا کہ وُہ زہر ملانا بھُول گیا۔ یہ سمجھ کر اُنھوں نے وُہ بچا ہُوا کھانا زہر مار کیا اور عبداللہ ابن اُبی کی لڑکی نے جس کے ہاتھ سے اکثر یہ تجویزیں عمل میں آئی تھیں جب دیکھا کہ اس گڑھے کا مُنہ بند ہوگیا اور زمین کی طرح سخت ہوگیا ہے تو آکر اس فرش پر بیٹھ گئی۔ جب وُہ بیٹھ چکی تو اللہ تعالیٰ نے اس گڑھے کو اصلی حالت پر پلٹ دیا اور وُہ ملعونہ اس میں گر کر ہلاک ہُوئی اور فریاد واویلا کی صدائیں اس گھر سے بلند ہُوئیں۔ عبداللہ ابن اُبی نے اپنے گھر والوں کو تاکید کی کہ خبردار یہ نہ کہنا کہ وُہ گڑھے میں گر کر مری ہے ورنہ ہماری رسوائی ہوگی اور محمدؐ کو معلوم ہو جائیگا کہ ہم نے اسکے مارنے کیلئے یہ تجویز کی تھی۔ غرض وُہ روتے تھے اور کہتے تھے کہ عروس مر گئی جسکے ولیمہ کی تقریب میں حضرتؐ کی دعوت کی تھی اور جن لوگوں نے وُہ بچا کھچا کھانا کھایا تھا سب کے سب مر گئے۔

جب عبداللہ ابن اُبی حضرتؐ کیخدمت میں حاضر ہُوا تو حضرتؐ نے اس سے اس لڑکی اور ان لوگوں کے مرنے کا سبب دریافت کیا۔ اُس نے عرض کی کہ لڑکی تو کوٹھے سے گر پڑی اور ان لوگوں نے کھانا بہت کھایا اور امتلا کے باعث ہلاک ہُوئے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ خدا بہتر جانتا ہے کہ وُہ کس سبب سے ہلاک ہُوئے ہیں اور اصل حقیقت کو نہ جتلایا اور خاموش ہو رہے۔

امام زین العابدین علی ابن حسین علیہما السلام نے فرمایا ہے کہ ایسا ہی واقعہ علیؑ ابن ابی طالب کو جد ابن قیس کے ساتھ پیش آیا ہے اور وہ نفاق میں عبداللہ ابن اُبی کا پیرو تھا جس طرح علیؑ ابن ابی طالب کمال و جمال میں رسُول اللہؐ کے پیرو تھے۔ جد ابن قیس نے اس واقعہ کے بعد جس میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرتؐ کو انکے اصحاب سمیت سلامت رکھا اور اس بلا کو عبداللہ ابن اُبی پر پھیر دیا۔ عبداللہ ابن اُبی سے خلوت میں مُلاقات کی۔ عبداللہ نے اُس سے کہا کہ محمدؐ جادُو میں بڑا ماہر ہے اور علیؑ اُس جیسا نہیں ہے اے جد تو علیؑ کی دعوت کر اور اپنے باغ کی دیوار کی بُنیادیں کھُدوا کر کچھ آدمیوں کو دیوار کے پیچھے کھڑا کر دے کہ وُہ لکڑیوں کے سہارے دیوار کو تھامے رہیں اور جب علیؑ اپنے اصحاب سمیت کھانے میں مصروف ہوں تو اس دیوار کو ان پر گرا دیں تاکہ وُہ سب اُسکے نیچے دب کر مر جائیں۔ چنانچہ

اس شقی ازلی نے ایسا ہی کیا۔ جب جناب امیرؑ اس دیوار کے نیچے جلوہ افروز ہوئے تو بائیں ہاتھ سے اس دیوار کو تھام لیا اور گرنے سے روکے رہے۔ جب کھانا سامنے رکھا گیا تو ہمراہیوں سے فرمایا۔ بسم اللہ کر کے کھانا شروع کرو۔ اور آپ بھی ان کے ساتھ کھانے لگے۔ یہاں تک کہ سب کھا کر فارغ ہو گئے اور آپ بائیں ہاتھ سے برابر دیوار کو تھامے رہے اور وہ دیوار بیس گز لمبی اور پندرہ گز اونچی اور دو گز آنکہ ۲ تھی۔ اثنا ہیں بھی حضرتؑ کے اصحاب کھاتے وقت کہنے لگے آپ اسکو تھامے ہیں اور کھانا کھا رہے ہیں۔ آپکو اس دیوار کے بوجھ سے ستانے میں بڑی تکلیف ہو رہی ہے۔ حضرتؑ نے فرمایا مجھے یہ دیوار اپنے بائیں ہاتھ میں دائیں ہاتھ کے اس لقمہ سے بھی ہلکی معلوم ہوتی ہے اور جدا ابن قیس ڈر کے مارے وہاں سے بھاگ گیا کہ علیؑ اور اسکے اصحاب دیوار کے تلے دب کر مر جائیں گے اور آنحضرتؐ ان کا عوض لینے کے لیے مجھ کو طلب کرینگے اور عبداللہ ابن اُبے کے ہاں جا کر چھپ رہا۔ آخر کار ان کو خبر پہنچی کہ علیؑ نے دیوار کو اپنے بائیں ہاتھ سے تھام رکھا ہے اور دائیں ہاتھ سے اپنے اصحاب کے ہمراہ کھانا تناول فرما رہے ہیں اور دیوار کے نیچے نہیں دبے یہ بات سنکر ابوالشرور اور ابوالدواہی جو دراصل اس تجویز کے بانی مبانی تھے۔ بولے علیؑ محمدؐ کے جادو سے خوب ماہر ہے اس لیے ہم اس پر کسی طرح قابو نہیں پا سکتے۔ الغرض جب لوگ کھانا کھا چکے تو علیؑ نے بائیں ہاتھ سے سہارا دے کر اس دیوار کو سیدھا کھڑا کر دیا اور اس کے شگافوں اور دراڑوں کو درست کر دیا اور اپنے ہمراہیوں سمیت وہاں سے چلے آئے۔ جب رسولؐ خدا نے ان کو دیکھا تو فرمایا۔ اے ابوالحسنؑ تم آج دیوار کے درست کرنے میں بھائی خضرؑ کے مشابہ ہو گئے کہ انھوں نے بھی ایک دیوار کو درست کیا تھا اور اللہ تعالیٰ نے اس امر کو ان کے واسطے ہم اہلبیت کی دعا سے سہل کیا تھا۔

اور اللہ تعالیٰ نے تھوڑے سے کھانے کو جو حضرت محمدؐ کی خاطر سے بہت سا کیا ہے اس کا قصہ اس طرح پر ہے کہ ایک دن آنحضرتؐ اپنے اصحاب سمیت بیٹھے ہوئے تھے اور بہت سے نیکو کار مہاجر و انصار بھی وہاں حاضر تھے کہ ناگاہ حضرتؐ نے فرمایا کہ میرا جی حریرے کو چاہتا ہے جو گھی اور شہد سے تیار کیا گیا ہو۔ جناب امیرؑ نے عرض کی کہ میرا دل بھی اسی چیز کو چاہتا ہے جسکی آنحضرتؐ نے خواہش کی ہے۔ پھر حضرتؐ نے ابوالفضل سے پوچھا تم کیا چاہتے ہو۔ عرض کی کہ برۂ گوسفند کا بھنا ہوا پہلو اور ابوالشرور اور ابوالدواہی سے دریافت کیا تم کس چیز کی خواہش رکھتے ہو عرض کی کہ برے کا

بھنا ہوا سینہ پھر حضرتؐ نے حاضرین سے مخاطب ہو کر فرمایا کونسا مومن آج رسولؐ خدا اور اس کے اصحاب کی ضیافت کریگا اور ان کی خواہشوں کے مطابق انکو کھلائیگا۔ یہ سن کر عبداللہ ابن اُبے نے دل میں سوچا کہ آج موقع ہے کہ محمدؐ اور اسکے اصحاب سے کچھ مکر کروں اور ان کو قتل کر ڈالوں اور دنیا کو اس کے شر سے نجات دوں۔ یہ سوچ کر اٹھا اور عرض کی یا رسولؐ اللہ میں آپکی ضیافت کرتا ہوں میرے پاس گیہوں اور گھی حریرے کے لیے موجود ہے اور برّہ بھی ہے اسکو بریاں کرلونگا۔ حضرتؐ نے ارشاد فرمایا منظور ہے۔ الغرض عبداللہ ابن اُبے اپنے گھر گیا اور اس حریرے اور برّہ بریاں میں بہت سا زہر ملایا پھر حاضر خدمت ہو کر عرض کی تشریف لے چلیئے کھانا تیار ہے حضرتؐ نے فرمایا کس کس کو ہمراہ لے چلوں۔ عبداللہ نے عرض کی کہ آپ اور علیؑ اور سلیمانؓ اور ابوذرؓ اور مقدادؓ اور عمارؓ چلیں حضرتؐ نے ابوالشرور اور ابوالدواہی اور ابوالملاہی اور ابوالنکث کی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔ یہ لوگ نہ چلیں اس نے عرض کی کہ نہیں اور اس کے اس انکار کا باعث یہ تھا کہ یہ سب نفاق میں اس کے ساتھ شریک تھے حضرتؐ نے فرمایا میں ان سب اور ان مہاجرین و انصار کی شمولیت کے بغیر کھانا نہ کھاؤں گا اس نے عرض کی یا رسول اللہ کھانا بہت کم ہے چار یا پانچ آدمیوں سے زیادہ کے لیے کافی نہ ہوگا۔ فرمایا اے عبداللہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰؑ پر ایک خوان نازل کیا تھا کہ اس میں چند مچھلیاں اور چند روٹیاں تھیں اور پھر اس میں اتنی برکت دی کہ چار ہزار سات سو آدمی اس کو کھا کر سیر ہو گئے۔ عبداللہ نے عرض کی کہ خیر آپ کو اختیار ہے۔ حضرتؐ نے آواز دی اے گروہ مہاجرین و انصار عبداللہ ابن اُبے کے ہاں کھانا کھانے چلو غرض سات ہزار آٹھ سو آدمی صحابہ میں سے آنحضرتؐ کے ہمراہ اس منافق کے گھر کی طرف روانہ ہوئے۔ عبداللہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا اب کیا تدبیر کریں ہم تو صرف محمدؐ اور اس کے چند اصحاب خاص کو قتل کرنا چاہتے ہیں اور سب کے مارنے کا ارادہ نہیں ہے اور یہاں سب موجود ہیں کیونکہ جب محمدؐ وفات پا جائیگا تو سب میں پھوٹ پڑ جائے گی اور کوئی سے دو بھی متفق نہ رہیں گے (اس لیے ان سب کے مارنے سے کیا فائدہ) پھر اپنے ساتھیوں کو کہلا بھیجا کہ سب ہتھیار باندھ لیں تاکہ جب آنحضرتؐ زہر سے ہلاک ہو جائیں اور ان کے اصحاب انتقام لینے کا ارادہ کریں تو ان سے جنگ کر سکیں آخر کار جب حضرتؐ اسکے گھر میں داخل ہوئے

تو ایک چھوٹی سی کوٹھڑی کی طرف اشارہ کیا اور بولا کہ آپ ان چاروں یعنی علیؑ، سلمانؓ، مقدادؓ اور عمارؓ سمیت اس میں داخل ہوں اور یہ باقی صحابہ گھر اور حجرہ اور باغ میں ہو بیٹھیں اور کچھ لوگ دروازے پر ٹھہریں۔ جب کچھ لوگ کھانا کھا کر چلے جائیں تو اور ان کی جگہ آ بیٹھیں۔ حضرتؐ نے فرمایا جو خدا اس تھوڑے کھانے میں برکت دے سکتا ہے وہ اس تنگ گھر کو فراخ بھی کر سکتا ہے۔ بعد ازاں فرمایا اے علیؑ، اے سلمانؓ، اے مقدادؓ، اے عمارؓ اور اے گروہ مہاجرین و انصار اس گھر میں داخل ہو۔ وہ سب اس میں داخل ہوئے اور سب نے حضرتؐ کے گرد حلقہ کر لیا جس طرح کعبہ کے چار دور کے گرد چکر لگایا کرتے ہیں اور سب کے سب اس گھر میں آ گئے یہاں تک کہ دو دو آدمیوں کے بیچ میں ایک ایک آدمی کی جگہ خالی پڑی تھی۔ پھر عبداللہ ابن اُبے اندر آیا اور اس تنگ کوٹھڑی کی فراخی کو دیکھ کر حیران رہ گیا۔ حضرتؐ نے اس سے فرمایا جو کچھ تُو نے ہمارے لیے تیار کیا ہے لا۔ اُس نے حریرہ جو گھی اور شہد میں چرب کیا گیا تھا اور برّہ بریاں حاضر کیا اور عرض کی کہ یا رسول اللہؐ پہلے آپ کھائیں بعد ازاں علیؑ پھر آپ کے اصحاب خاص۔ حضرتؐ نے فرمایا اسی طرح ہوگا بعد ازاں اپنا ہاتھ اس کھانے پر رکھا اور آپ کے ساتھ علیؑ نے بھی اپنا ہاتھ اس پر رکھا یہ دیکھ کر عبداللہ نے کہا کہ کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ آپ اپنے اصحاب کے ساتھ کھائیں اور حضرتؐ کو اکیلا ہی کھانے دیں۔ حضرتؐ نے فرمایا اے عبداللہ علیؑ اللہ اور اس کے رسولؐ سے تیری نسبت زیادہ تر واقف ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کسی امر میں مجھ میں اور اس میں جدائی نہیں ڈالی ہے اور مجھ کو اور اس کو ایک نور سے پیدا کیا ہے اور ہمارے نور کو اہلِ زمین و آسمان و حجب و جنان و ہوا کے سامنے پیش کیا اور ان سے ہمارے واسطے عہد و پیمان لیا کہ ہمارے دوستوں کے دوست ہوں اور ہمارے دشمنوں کے دشمن اور جن کو ہم دوست رکھیں ان کو دوست رکھیں اور جن کو ہم دشمن رکھیں اُن کو دشمن رکھیں میرا اور علیؑ کا ارادہ ہمیشہ ایک ہی ہوتا ہے اور جس چیز کا میں ارادہ کرتا ہوں وہ بھی اسی کا ارادہ کرتا ہے اور جس چیز کو وہ نہیں چاہتا میں بھی اس چیز کی خواہش نہیں کرتا جس چیز سے وہ خوش ہوتا ہے میں بھی اسی سے خوش ہوتا ہوں اور جس چیز سے وہ غمگین ہوتا ہے میں بھی اس سے غمگین ہوتا ہوں پس اے عبداللہ علیؑ میرے ہمراہ کھائے گا کیونکہ وہ اپنے اور میرے حال سے تیری نسبت زیادہ

واقف ہے۔ عبداللہ نے عرض کی یا رسول اللہؐ بہت اچھا اور جدا ابن قیس اور معتب کے پاس کہلا بھیجا کہ ہم نے تو ایک کے مارنے کا ارادہ کیا تھا یہ تو دو ہو گئے۔ اب دونوں اسی دم مر جائیں گے اور ہم ان کے شر سے نجات پائیں گے اور یہ ان کی شامت اور ہماری سعادت کا وقت ہے۔ اگر علیؑ اس کے بعد زندہ رہتا تو شاید ہمارے ہمراہیوں سے جنگ کرتا۔

اور عبداللہ ابن اُبے نے اپنے اصحاب اور تابعین کو اپنے گھر کے گرد جمع کر رکھا تھا کہ جب آنحضرتؐ زہر سے انتقال کر جائیں تو وہ اصحاب رسول اللہؐ پر حملہ کریں۔

الغرض رسولِ خدا اور علیؑ نے اس حریرے کو کھایا۔ یہاں تک کہ دونوں سیر ہو گئے پھر جن و شخصوں نے پہلو اور سینے کے گوشت کی خواہش کی تھی انکے آگے بھی وہ دونوں چیزیں رکھی گئیں انھوں نے بھی پیٹ بھر کر کھایا اور عبداللہ انکی طرف دیکھتا جاتا تھا اور دل میں کہتا تھا کہ اب زہر انکو ہلاک کر دے گا۔ مگر وہ خوش و خرم تھے۔ بعد ازاں حضرتؐ نے فرمایا وہ برّہ (بچہ گوسفند) بھی لاؤ۔ جب وہ آیا تو فرمایا اے ابوالحسنؑ اس کو اس گھر کے بیچوں بیچ رکھو۔ جناب امیرؑ نے اس کو بیچ میں دھر دیا۔ عبداللہ نے عرض کی یا رسول اللہؐ ان لوگوں کے ہاتھ اس تک کس طرح پہنچیں گے۔ فرمایا جس نے اس گھر کو اتنا فراخ اور وسیع کر دیا ہے کہ وہ سب اس میں سما گئے اور پھر بھی جگہ خالی رہی وہی ان کے ہاتھوں کو بھی لمبا کر دے گا۔ القصہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھوں کو اس قدر لمبا کر دیا کہ اس برّے تک پہنچ گئے اور کھانے لگے اور خدا نے اس برّے میں ایسی برکت دی کہ ان کے لیے کافی ہوا۔ اور سب سیر ہو گئے اور صرف ہڈیاں باقی بچیں جب سب کھا چکے تو حضرتؐ نے اپنا رومال ان ہڈیوں پر ڈالا اور فرمایا اے علیؑ اس کے اوپر حریرہ ڈالو۔ آپ نے ڈال دیا اور سب نے حریرہ کھایا اور سیر ہو گئے۔ پھر اصحاب نے عرض کی یا رسول اللہؐ اب ہمارا جی دودھ پینے کو چاہتا ہے۔ فرمایا تمھارے پیغمبر کا وقار خدا کے نزدیک حضرت عیسیٰؑ کی نسبت بہت زیادہ ہے اور حق تعالیٰ نے انکی خاطر مُردے کو زندہ کیا ہے تمھارے پیغمبر کی خاطر بھی ایسا کریگا۔ پھر حضرتؐ نے اپنا دستمال ان ہڈیوں پر پھیلایا اور دعا کی کہ اے خدا جس طرح تُو نے اس حیوانات میں برکت دی اور ہم کو اس کے گوشت سے سیر کیا۔ اسی طرح اب پھر اسمیں برکت دے اور ہم کو اس کے دودھ سے سیراب کر۔ اسی وقت قدرتِ خدا سے ان ہڈیوں پر گوشت نمودار ہوا اور وہ حرکت میں آئی اور کھڑی

ہوگئی اور اس کے تھن دُودھ سے بھر گئے۔ تب حضرتؐ نے فرمایا کہ مشکیں اور برتن لے آؤ جب وُہ لائے تو آپ نے اُن کو دُودھ سے بھر دیا اور سب کو پلا کر سیراب کر دیا۔ بعد ازاں ارشاد فرمایا کہ اگر مجھ کو یہ خوف نہ ہوتا کہ میری اُمت گمراہ ہو جائے گی اور گوسالہ بنی اسرائیلؑ کی طرح اسکی پرستش کرنے لگے گی تو بیشک میں اس کو چھوڑ دیتا کہ زندہ رہے اور زمین میں ادھر اُدھر گھاس چرتی پھرے یہ فرما کر دُعا کی کہ اے خُدا اس کو پھر ہڈیاں بنا دے وُہ اسی طرح پھر خالی ہڈیاں ہوگئی اور حضرتؐ اپنے اصحاب سمیت وہاں سے رُخصت ہُوئے اسکے بعد صحابہ اس گھر کے وسیع ہونے اور اس طعام قلیل کے زیادہ ہو جانے اور اس زہر کے اثر کے دفع ہونیکا آپس میں ذکر کرنے لگے حضرتؐ نے فرمایا کہ ان حالات کا مشاہدہ مجھ کو یاد دلاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسی طرح گلزار ہائے جنت میں ہمارے شیعوں کی منزلوں کو اور جنت عدن اور جنتِ فردوس میں ان کی نعمتوں کو زیادہ کریگا اور بعض شیعہ ایسے ہیں کہ حق تعالیٰ ان کو جنت میں منزلیں، محل، درجات، حُوریں اور نفیس چیزیں اس قدر عطا کرے گا کہ تمام دُنیا اور اس کی نعمتیں ان کے مقابلے میں ایسی ہیں جیسے بیابان بے پایاں میں ریت کا ایک ذرہ اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ کسی مومن کی بہشت میں ایک منزل ہوتی ہے اور پھر وُہ (دُنیا میں) مثلاً کسی محتاج مومن بھائی کو دیکھتا ہے اور اس سے تواضع پیش آتا ہے اور اس کی تعظیم و تکریم بجا لاتا ہے اور اسکی اعانت کرتا ہے اور اس کو کسی شخص سے سوال کر کے اپنی آبرو ریزی کرنے کا موقع نہیں دیتا تو حق تعالیٰ اسکے صلے میں جنت میں اسکی منزل کو وسیع اور کئی گنا زیادہ کرتا ہے۔ جیسا کہ تم نے اس تنگ گھر اور تھوڑے سے کھانے کا زیادہ ہونا دیکھا وُہ فرشتے جو ان مکانات کی خدمات پر مامُور ہیں اُنکی وُسعت اور کثرت کو دیکھ کر عرض کرتے ہیں اے پروردگار ہم ان منزلوں میں خدمت کرنے کی طاقت نہیں رکھتے اور فرشتوں کو مقرر فرمائیے تاکہ اس کام میں وُہ ہمارے معین و مددگار رہیں۔ اس وقت خدا فرماتا ہے اے فرشتو! میں تم پر اتنا کام نہیں ڈالنا چاہتا جس کی تم سے برداشت نہ ہو سکے کہو تم کو کس قدر امداد کی ضرورت ہے وُہ عرض کرتے ہیں کہ ہماری تعداد سے ہزار گُنا فرشتے اور مقرر کیجیے اور بعض مومن ایسے ہیں کہ ان کی منازل جنت کے خدمتگار فرشتے اپنی تعداد سے دس لاکھ گُنی امداد طلب کرتے ہیں اور بعض دفعہ مومن کی قوتِ ایمانی اور اپنے مومن بھائی سے زیادتی احسان کے موافق اس سے بھی بڑھ کر

منازل و مراتب میں زیادتی ہوتی ہے اور حق تعالیٰ اُسی قدر فرشتوں سے ان کی امداد کرتا ہے اور پھر جب کبھی وُہ مومن اپنے کسی مومن بھائی سے ملتا ہے اور اس سے احسان و مروت سے پیش آتا ہے۔ خُدا اسی طرح جنت میں اسکے ممالک اور خادموں میں زیادتی کرتا ہے بعد ازاں ارشاد فرمایا کہ جب میں اس زہر آلود کھانے اور اس پر اپنے صبر کرنے اور خدا کے اس کے ضرر کو ہم سے دفع کرنے اور اس میں برکت دینے کو یاد کرتا ہوں تو مجھ کو اپنے شیعوں کا تقیہ پر صبر کرنا یاد آجاتا ہے اور حق تعالیٰ اس صبر کے صلے میں ان کو بہت بڑا آرام اور کامل تر سعادت عطا فرمائیگا کہ ان پاکیزہ نعمتوں کے باعث سے جنت میں اور لوگ ان پر رشک کریں گے اور جانب پروردگار سے ان کو خطاب ہوگا تم کو یہ لذتیں، آرام اور نعمتیں مُبارک ہوں۔ جو ان تکلیفوں اور ظلموں کے عوض میں تم کو مرحمت ہُوئی ہیں جو مخالفانِ دین کے ہاتھ سے تم نے اُٹھائے اور تقیہ کیا اور صبر کرتے رہے۔

اور امام زین العابدین علیہ السلام نے اس آیت کی تفسیر اس طرح فرمائی ہے وَاِن کُنتُم فِی رَیبٍ مِّمَّا نَزَّلنَا عَلٰی عَبدِنَا یعنی اے مُشرکو اور اے یہودیو اور اے ناصبیو جو حضرت محمدؐ کو قرآن کے بارے میں جھٹلاتے ہو اور اپنے بھائی علیؑ کو جو کہ جُملہ اہل علم و فضل پر فوقیت رکھتا ہے اور جس کو تمام جہاد کرنے والوں پر فضیلت حاصل ہے اور پرہیزگاروں کو امداد دینے اور فاسقوں اور بدکاروں کی بیخ کنی کرنے اور کافروں کے ہلاک کرنے اور اہل عالم کے درمیان دین خدا کے پھیلانے میں کوئی شخص بھی جس کا مثل و نظیر نہیں ہے سب پر فضیلت دینے میں اس کی تکذیب کرتے ہو۔ اگر تم کو اس چیز میں جو ہم نے اپنے بندے پر نازل کی ہے کچھ شک ہے یعنی قرآن میں جس میں درج ہے کہ اللہ کے سوا بُتوں کی پرستش مت کرو اور دُشمنانِ خدا سے دوستی اور دوستانِ خدا سے دُشمنی نہ کرو اور جو اس امر کی ترغیب دلاتا ہے کہ برادرِ رسُولؐ اللہ کی پیروی کرو اور اس کو اپنا امام مانو اور اسکو سب سے افضل اور برتر جانو کیونکہ حق تعالیٰ کسی شخص کے ایمان اور طاعت کو اسکی دوستی کے بغیر قبول نہ کریگا اور تم گمان کرتے ہو کہ محمدؐ اپنی طرف سے کہتا ہے اور خدا کی طرف اسکو منسوب کرتا ہے اگر بالفرض ایسا ہی ہے جیسا کہ تم گمان کرتے ہو فَاتُوا بِسُورَۃٍ مِّن مِّثلِہٖ تو محمدؐ جیسے کسی آدمی سے ایسی ایک سُورت ہی بنوا لاؤ، جو کبھی کسی صاحب

کتاب اور اہلِ علم کی صحبت میں نہیں بیٹھا اور اُس نے کسی سے کچھ نہیں سیکھا اور حضر اور سفر میں تم ہمیشہ اس کے ہمراہ رہے ہو اور تم سے الگ ہو کر کبھی کسی شہر میں نہیں گیا اگر کہیں سفر کو جاتا تھا تو تم میں سے بہت سے لوگ اسکے ساتھ ہوتے تھے جو اس کے حالات کو دیکھتے بھالتے تھے اور اسکے احوال سے خبردار اور واقف رہتے تھے پھر اب ایسی کتاب تمھارے پاس لے آیا جسمیں یہ عجائبات موجود ہیں پس اگر تمھارے گمان میں محمدؐ متقوّل ہے یعنی قرآن کو خود بنایا ہے اور خدا کی طرف منسوب کرتا ہے تو تم بھی تو بڑے فصیح و بلیغ اور شاعر و ادیب ہو کہ دیگر اقوام میں تمھارا مثل و نظیر نہیں ہے اگر وہ کاذب ہے تو یہ لغت بھی تمھارا ہی لغت ہے اور وہ (محمدؐ) بھی تمھاری ہی جنس سے ہے اور تم ہی جیسی طبیعت رکھتا ہے اور ممکن ہے کہ مقابلے کے وقت تم میں سے بہت سے شخصوں یا بعض شخصوں کا کلام اس سے بڑھ جائے یا اس کے برابر ہو۔ کیونکہ اگر وہ بشر کا کلام ہے اور خدا کی طرف سے نہیں ہے تو یہ بات ناممکن ہے کہ کوئی بشر ویسا کلام نہ بنا سکے پس تم بھی ایسا کلام بنا کر لاؤ تاکہ تم اور وہ لوگ جو تمھارے تمام حالات کے دیکھنے والے ہیں پہچان لیں کہ وہ جھوٹا ہے اور خدا پر افترا اور بہتان لگاتا ہے وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اور خدا کے سوا اپنے اور گواہوں کو بلاؤ تاکہ وہ تمھارے گمان کے موافق گواہی دیں کہ تم سچے ہو اور جو کلام تم لائے ہو۔ وہ اس کلام (خدا) کی مانند ہے جو محمدؐ لایا ہے اور تمھارے شاہد وہ ہیں جن کی نسبت تم یہ گمان کرتے ہو کہ وہ خدا کے حضور میں تمھاری بابت اس امر کی گواہی دینگے کہ یہ لوگ ہماری پرستش کرتے تھے اور اس سے تمھاری شفاعت کرینگے اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ اگر تم اپنے اِس قول میں سچے ہو کہ محمدؐ نے یہ قرآن خود ہی بنالیا ہے اور خدا کے نام لگا دیا ہے فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا پس اگر تم یہ معارضہ نہ کرسکو وَلَنْ تَفْعَلُوْا اور بیشک ایسا تم سے نہ ہو سکے گا اور ہرگز تم اس پر قادر نہ ہوگے تو تم سمجھ لینا کہ تم جھوٹے ہو اور محمدؐ، صادق اور امین اور رسالت ربّ العالمین سے مخصوص ہے اور رُوح الامین (جبرئیلؑ) اور اس کا بھائی امیر المومنین سید الوصیّین اسکے مؤید و مددگار ہیں اس لیے جن اوامر و نواہی کی اللہ تعالیٰ کی طرف سے تم کو خبر دیتا ہے اور اپنے وصیؑ اور بھائی کے جو فضائل بیان کرتا ہے ان میں اسکی تصدیق کرو۔ فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ط اور اس عمل کے سبب اس آتشِ جہنم کے عذاب سے بچو جس میں ایندھن کی جگہ آدمی اور گندھک کے

پتھر جو حرارت میں سب چیزوں سے تیز تر ہیں ڈالے جائینگے اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ جو اُن لوگوں کے لیے تیار کی گئی ہے۔ جو محمدؐ کا انکار کرتے ہیں اور اُس کی نبوّت میں شک کرتے ہیں اور اسکے بھائی علیؑ کے حق کا انکار کرتے ہیں اور اس کی امامت کے منکر ہیں بعد ازاں فرماتا ہے وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اور بشارت دے اُن لوگوں کو جو اللہ پر ایمان لائے ہیں اور انھوں نے تیری نبوّت کی تصدیق کی ہے اور تجھ کو پیغمبر جانتے ہیں اور تیری تمام باتوں کو سچ مانتے ہیں اور تیرے تمام افعال کو درست سمجھتے ہیں اور تیرے بھائی علیؑ کو تیرے بعد اپنا امام اور تیرا پسندیدہ وصیؑ جانتے ہیں اور سب احکام میں اس کی فرمانبرداری کرتے ہیں اور جو کچھ وہ ان کو حکم دیتا ہے ویسا ہی عمل میں لاتے ہیں اور نبوّت کے سوا جو صرف تجھ ہی سے مخصوص ہے اور سب خصائل اور فضائل میں اس کو تیرا ہمسر اور ہم رتبہ جانتے ہیں اور جنّت انکو جبھی ملے گی جبکہ وہ اس کو اور اس شخص کو جس کے لیے وہ اپنی اولاد میں سے نص کرے اور اسکے تمام دوستوں کو دوست رکھیں گے اور اسکے مخالفوں سے دشمنی کرینگے اور دوزخ کی آگ اُن پر جبھی سرد ہوگی اور وہ اس کے عذاب سے جبھی محفوظ رہیں گے جبکہ وہ اُس کے مخالفوں کی دوستی اور اس کے دشمنوں کی مدد کرنے سے کنارہ کشی اختیار کریں گے وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور نیک کام کیے ہیں کہ فرضوں کو ادا کیا اور امورِ حرام سے کنارہ کشی اور اجتناب کرتے رہے اور ان لوگوں کی طرح نہیں ہوئے جو تیرے منکر ہیں ان کو اس امر کی خوشخبری دے کہ اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ اُن کے لیے ایسی بہشتیں ہیں جن کے درختوں اور محلوں کے نیچے نہریں جاری ہیں كُلَّمَا رُزِقُوْا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِّزْقًا جب ان بہشتیوں کو اس بہشت کے پھل اور کھانے کو ملیں گے تو قَالُوْا هٰذَا الَّذِيْ رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ وہ بہشتی کہیں گے یہ تو وہی چیزیں ہیں جو ہم کو دنیا میں دی گئی تھیں اور ان کے نام بھی وہی دنیا کے پھلوں کے سے ہوں گے مثلاً سیب۔ بہی۔ انار وغیرہ وغیرہ اگرچہ وہاں کی چیزیں دنیاوی چیزوں سے بالکل مختلف ہونگی کیونکہ وہ نہایت لطیف اور خوشبودار ہونگی اور جس طرح دنیا کے پھل مستحیل ہو کر گندگی بن جاتے ہیں اور صفراء سودا لہو اور بلغم کی حالت میں منقلب ہو جاتے ہیں وہ اس طرح نہیں ہوتے بلکہ ان کے کھانے سے ایسا عرق پیدا ہوتا ہے جس میں سے رگوں سے بہتے وقت

مُشک سے بھی پاکیزہ تر خوشبو آتی ہے وَاُتُوْا بِہٖ مُتَشَابِھًا اور ان کو جو اُن باغوں کے پھل کھانے کو ملیں گے وُہ باہم متشابہ اور ملتے جلتے ہوں گے اس لئے کہ وُہ سب عمدہ اور پسندیدہ ہونگے اور کوئی خراب اور کم درجہ کا نہ ہوگا اس کا باعث یہ ہے کہ ان میں ہر ایک قسم کے میوے نہایت خوشبودار اور لذیذ ہیں اور ان کا دُنیا کے میووں کا سا حال نہیں ہے کہ بعض تو کچے رہ جاتے ہیں اور بعض پختگی کی حد سے بھی بڑھ جاتے ہیں اور فاسد ہو کر ترش و تلخ ہو جاتے ہیں اسی طرح قسم قسم کی خرابیاں ان میں پڑ جاتی ہیں۔ نیز بہشت کے میوے اس بات میں باہم متشابہ ہونگے کہ سب کا رنگ تو ایک ہوگا اور ذائقہ ہر ایک کا جُدا جُدا وَلَھُمْ فِیْھَآ اَزْوَاجٌ مُّطَھَّرَۃٌ اور اُن کو ان بہشتوں میں ایسی بیویاں ملیں گی جو تمام آلائشوں اور مکروہات سے پاک ہیں اور حیض ونفاس سے بالکل بَری ہونگی اور وُہ نہ تو سب کے گھروں میں گھسنے والیاں ہوں گی۔ اور نہ باہر پھرنے والیاں ہوں گی اور نہ شوہر دبدہ ہونگی اور نہ مکارہ اور سُست کار ہونگی اور نہ اپنے شوہروں سے دشمنی کرنے والی اور نہ ان کو فریب دینے والی ہوں گی اور نہ ان پر غضبناک ہونگی اور نہ بدکار اور فاحشہ ہوں گی اور تمام عیبوں اور خرابیوں سے مُبرّا ہونگی وَھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ اور وُہ ان باغوں اور بہشتوں میں ہمیشہ تک رہیں گے۔

اور امیر المومنین علیؑ ابن ابی طالب علیہ السلام نے فرمایا ہے اے ہمارے شیعو خُدا سے ڈرو اور اس آتشِ جہنّم کا ایندھن بننے سے بچو اور کافر نہ ہو اور اپنے مومن بھائیوں پر ظلم نہ کرو تاکہ اس آگ سے محفوظ رہو۔ اور جو کوئی اپنے مومن بھائی پر جو ہم سے دوستی کرنے میں اُسکا شریک ہے ظلم کریگا۔ خدا اُس کو آتشِ جہنّم میں ڈالے گا، اور بھاری بھاری بیڑیاں اور طوق اُس کو پہنائیگا اور ہماری شفاعت کے بغیر اُس سے نجات پائے گا، اور ہم ہرگز خدا سے اُسکی شفاعت نہ کرینگے جبتک کہ اس کا وُہی مومن بھائی اُسکی شفاعت نہ کریگا۔ اگر وُہ اسکی خطا مُعاف کردیگا تو پھر بیشک ہم اُسکی شفاعت کرینگے، ورنہ ایک عرصۂ دراز تک اسی عذاب میں مُبتلا رہیگا۔

اور امام زین العابدین علیہ السّلام نے فرمایا ہے اے ہمارے شیعو جنت تم کو ضرور ملے گی۔ جلدی ملے یا دیر میں مگر تم بلندیٔ درجات کے حاصل کرنیکی خواہش کرو اور جان لو کہ سب سے بلند درجہ اُس شخص کو حاصل ہوگا اور عمدہ محل اور مکانات اس کو نصیب ہونگے جو سب سے بڑھ کر

اپنے مومن بھائیوں کی درخواستوں کو قبول کریگا اور اُنکی آرزوئیں بر لائے گا اور محتاج مومنین سے زیادہ تر غمخواری اور ہمدردی سے پیش آئے گا۔ اِس لیے کہ اگر کوئی اپنے کسی مُحتاج مومن بھائی سے خوش ہو کر ایک بات کرتا ہے تو خدا اُس کے صلے میں یہ ثواب عطا فرماتا ہے کہ بہشت عنبر سرشت کو لاکھ برس کی راہ سے بھی زیادہ اُس شخص کے قریب کرتا ہے اور وُہ اس میں داخل ہوتا ہے۔ اگرچہ وُہ بندہ عذابِ جہنّم کا سزاوار ہی کیوں نہ ہو۔ پس تم کو مناسب ہے کہ اپنے دینی بھائیوں سے نیکی کرنے کو حقیر نہ جانو، کیونکہ وُہ نیکی عنقریب تم کو ایسے مقام میں نفع پہنچائے گی۔ جہاں اس کے سوا کوئی اور شئے اس کی قائم مقام نہ ہو سکے گی۔

قولہٗ عزّوجلّ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَسْتَحْیٖٓ اَنْ یَّضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوْضَۃً فَمَا فَوْقَھَا فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فَیَعْلَمُوْنَ اَنَّہُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّھِمْ وَاَمَّا الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فَیَقُوْلُوْنَ مَاذَآ اَرَادَ اللّٰہُ بِھٰذَا مَثَلًا یُضِلُّ بِہٖ کَثِیْرًا وَّیَھْدِیْ بِہٖ کَثِیْرًا وَمَا یُضِلُّ بِہٖٓ اِلَّا الْفٰسِقِیْنَ الَّذِیْنَ یَنْقُضُوْنَ عَھْدَ اللّٰہِ مِنْۢ بَعْدِ مِیْثَاقِہٖ وَیَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰہُ بِہٖٓ اَنْ یُّوْصَلَ وَیُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝

یعنی اللہ تعالیٰ مثال کے بیان کرنے میں حیا نہیں کرتا خواہ وہ مثال مچھر کی ہو یا اس سے کسی بڑی چیز کی ہو۔ پس جو لوگ مومن ہیں وُہ جانتے ہیں کہ وُہ حق ہے کہ خُدا کی طرف سے نازل ہوئی ہے اور جو لوگ کافر ہیں وُہ کہتے ہیں کہ اِس مثال کے بیان کرنے سے خُدا کا منشا کیا ہے (ان کافروں کے جواب میں فرماتا ہے کہ خدا کی غرض یہ ہے کہ) بہت سے لوگوں کو اس کے سبب گمراہ کرتا ہے (یعنی وُہ امرِ حق میں غور و تامل نہیں کرتے اور اُس کے مُنکر ہو کر خود گمراہ ہو جاتے ہیں) اور بہت کو اس کے ساتھ ہدایت کرتا ہے (یعنی جو امرِ حق کو قبول کر لیتے ہیں وہ ہدایت پا جاتے ہیں اور اس (مثال) سے صرف اُن بدکاروں کو گمراہ کرتا ہے جو خُدا کے عہد کو پختہ اور مضبوط کرنے کے بعد توڑ ڈالتے ہیں اور جس چیز کے جوڑنے اور وصل کرنے کا خُدا نے اِن کو حکم دیا ہے اس کو قطع کرتے ہیں اور زمین میں فساد برپا کرتے ہیں، یہی لوگ نقصان اُٹھانے والے ہیں۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ امام محمدؐ باقر علیہ السّلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب

اللہ تعالیٰ نے یَاۤاَیُّھَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَہٗ اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ
لَنْ یَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَہٗ (یعنی اے لوگو! مثال بیان کی گئی ہے تم اس کو سنو۔
کیونکہ تم جن کو اللہ کے ماسوا پکارتے ہو، اور انکی پرستش کرتے ہو وہ ایک مکھی کو بھی ہرگز پیدا
نہیں کرسکتے اگرچہ وہ سب اس کے پیدا کرنے اور بنانے پر متفق ہوجائیں) نازل فرمائی اور
اس میں مکھی کا ذکر کیا اور آیۂ ذیل نازل کی۔ مَثَلُ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ اَوْلِیَآءَ
کَمَثَلِ الْعَنْکَبُوْتِ اتَّخَذَتْ بَیْتًا وَاِنَّ اَوْھَنَ الْبُیُوْتِ لَبَیْتُ الْعَنْکَبُوْتِ ۵ لَوْ
کَانُوْا یَعْلَمُوْنَ ۵ (یعنی جن لوگوں نے خدا کے سوا اوروں کو دوست یعنی معبود مقرر کیا ہے
ان کی مثال مکڑی کی سی ہے جو جالا تنتی ہے اور اس میں شک نہیں کہ مکڑی کا جالا سب گھروں
سے زیادہ کمزور ہوتا ہے۔ اگر وہ کفار جانتے ہیں کہ یہ مثال واقعی اور درست ہے اور اسی
سورۂ بقر میں دو مقام پر تمثیلیں بیان کیں۔ ایک جگہ تو اَلَّذِی اسْتَوْقَدَ نَارًا یعنی کفار
کو آگ روشن کرنے والے سے تشبیہ دی اور دوسری جگہ اَوْ کَصَیِّبٍ مِّنَ السَّمَآءِ یعنی اس
مرد سے مثال دی جو بارش سے گھرا ہو۔ یہ مثالیں جب کفار و نواصب نے سنیں تو بولے کہ یہ کیا
مثالیں بیان کی گئیں ہیں اور اس بات سے ان کو رسول خدا پر طعن کرنا مقصود تھا اس لیے
اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی اِنَّ اللّٰہَ لَا یَسْتَحْیٖۤ اَنْ یَّضْرِبَ مَثَلًا یعنی اے محمدؐ خدا
مثال کے بیان کرنے میں شرم نہیں کرتا یعنی حیا کے سبب اس بات کو ترک نہیں کرتا کہ امر
حق کے لیے مثال بیان کرے اور اس طرح سے اس کو اپنے مومن بندوں کے لیے واضح کردے
مَّا بَعُوْضَۃً فَمَا فَوْقَھَا یعنی خواہ وہ مثل مچھر کی ہو یا اس سے بڑی چیز کی ہو کہ وہ مکھی ہے
جب اس مثال کے بیان کرنے میں اپنے بندوں کی بہتری اور نفع معلوم کرتا ہے تو اس کو
بیان کرتا ہے۔ فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا پس جو لوگ اللہ پر اور محمدؐ اور علیؑ اور ان کی آلؑ اطہار
کی ولایت پر ایمان لاتے ہیں اور رسولؐ خدا اور ائمہ اطہار کے احکام اور اخبار اور احوال کو
تسلیم کرتے ہیں اور ان کے امور میں ان سے مقابلہ نہیں کرتے اور ان کے اسرار میں دخل
نہیں دیتے اور جس راز سے واقف ہوتے ہیں اس کو ان کی اجازت بغیر ظاہر نہیں کرتے
فَیَعْلَمُوْنَ ایسے مومن جو صفات مذکورہ سے موصوف ہیں وہ جانتے ہیں کہ اَنَّہُ الْحَقُّ مِنْ

...رہ ۱۷
...رۂ حج
...اخیر

۲۰
...نکبوت
...ر پارہ

رَّبِّھِمْ یہ مثال جو بیان کی گئی ہے حق ہے جو ہمارے پروردگار کی طرف سے ہے اس کے بیان
کرنے سے اس کا منشا یہ ہے کہ امر حق کو ظاہر اور واضح کردے وَاَمَّا الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لیکن
جن لوگوں نے کفر کیا کہ انھوں نے حضرت محمدؐ سے علیؑ کی قدر و منزلت کے باب میں چون وچرا
کے ساتھ معارضہ کیا اور جن امور میں ان کو اس ولی خدا کی پیروی کرنیکا حکم دیا گیا تھا ان میں اس
کی اطاعت اور فرمانبرداری کو ترک کیا فَیَقُوْلُوْنَ مَاذَآ اَرَادَ اللّٰہُ بِھٰذَا مَثَلًا یُضِلُّ بِہٖ
کَثِیْرًا وَّیَھْدِیْ بِہٖ کَثِیْرًا یعنی کافر کہتے ہیں کہ اللہ اس مثال سے بہت لوگوں کو گمراہ کرتا
ہے اور بہت کو اس سے ہدایت کرتا ہے تو اس مثل سے کچھ بھی حصول نہ ہوا کیونکہ اگر اس سے
ان لوگوں کو نفع پہنچایا جن کو وہ اس سے ہدایت کرتا ہے تو جن کو اس سے گمراہ کرتا ہے ان کو
نقصان بھی تو پہنچایا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ ان کے اس قول کی تردید میں فرماتا ہے وَمَا یُضِلُّ بِہٖۤ
اِلَّا الْفٰسِقِیْنَ یعنی خدا اس مثال کے بیان کرنے سے صرف فاسقوں ہی کو گمراہ کرتا ہے جو امرِ
حق میں غور و تامل نہیں کرتے اور خدا نے اپنی ذات پاک کو جن صفات سے موصوف کرنیکا حکم دیا
ہے ان کے سوا اور صفتوں سے اس کو موصوف کرتے ہیں اور اس کے مرتکب ہو کر اپنے نفسوں پر
ظلم کرتے ہیں۔ اب اللہ تعالیٰ ان فاسقوں کے اوصاف بیان کرتا ہے جو دین خدا سے خارج ہیں
اور اس کی متابعت نہیں کرتے چنانچہ فرماتا ہے اَلَّذِیْنَ یَنْقُضُوْنَ عَھْدَ اللّٰہِ یعنی وہ لوگ
ہیں جو اللہ کے پروردگار ہونے اور محمدؐ کی نبوت اور علیؑ کی امامت اور ان دونوں کے شیعوں
کے جنتی اور معزز ہونے کے عہد کو جو ان سے لیا گیا ہے پختہ اور مضبوط کرنے کے بعد توڑ
ڈالتے ہیں وَیَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰہُ بِہٖۤ اَنْ یُّوْصَلَ اور خدا نے جن ذوی الارحام
اور قریبی رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرنے کا حکم دیا ہے کہ ان کی رعایت اور حمایت کرو اور
ان کے حقوق کو ادا کرو وہ ان کو قطع کرتے ہیں (یعنی قطع رحمی عمل میں لاتے ہیں اور انکے حقوق
کو ادا نہیں کرتے) اور جو رحم سب ارحام سے افضل ہے اور جس کے حقوق کا ادا کرنا سب سے
زیادہ واجب ہے وہ محمدؐ کا رحم ہے کیونکہ ان (ارحام محمدؐ) کا حق محمدؐ کیساتھ ایسا ہے جیسے انسان
کی قرابتوں کا حق اس کے ماں باپ کے ساتھ ہوتا ہے اور آنحضرتؐ ماں باپ کی نسبت زیادہ
حق رکھتے ہیں۔ اسی طرح ان کے رحم کا حق سب رحموں سے بڑھ کر ہے اور اسکا قطع کرنا سب رحموں کے

قطع کرنے سے بُرا اور نہایت زبُون ہے وَيُفْسِدُوْنَ فِي الْأَرْضِ اور وُہ فاسق وُہ لوگ ہیں جو اس شخص سے جسکی امامت کو خدا نے فرض کیا ہے۔ بیزار ہو کر اور جس کی مخالفت کو فرض کیا ہے اسکی امامت کا اعتقاد کر کے زمین میں فساد برپا کرتے ہیں اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ یہ لوگ جو ان صفات مذکورہ بالا سے موصُوف ہیں یہی نقصان اُٹھانیوالے ہیں کہ انھوں نے اپنے نفسوں کو نقصان پہنچایا کہ وُہ ان افعال کی بدولت آتشِ جہنم کی طرف جائیں گے اور بہشت سے محروم رہیں گے پس یہ بہت بڑا نقصان ہے کہ عذاب ابدی کیلئے لازم کیا گیا اور نعیم ابدی سے محروم رہے۔

اور امام محمدؐ باقر علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ جو شخص اپنے جمع کئے ہوئے مال کو یہ سمجھ کر ہمارے حوالے کرے کہ ہم اس کے مُستحق ہیں اور ایسے عالم ہیں کہ اس مال کو پسندیدہ طریقوں پر صرف کریں گے اس کے صلے میں اللہ تعالیٰ اس قدر قصر ہائے جنّت اس کو عطا فرمائے گا کہ وُہ شخص ان کا اندازہ نہ کر سکے گا اور خود وہ خالق اور واہب مطلق ہی ان کا اندازہ کر سکتا ہے۔

نیز جو کوئی جھگڑے رگڑے اور جنگ وجدال کو ترک کرے اور اپنے مُعاملات کو ہمارے حوالے کرے اور رنجش و آزار سے باز رہے جب وُہ پُل صراط پر روکا جائیگا اور فرشتے آ کر اس کے اعمال کی بابت اس سے جھگڑیں گے اور گُناہوں کے سبب اس سے روک ٹوک کریں گے تو ناگاہ جانب پروردگار سے ندا آئے گی۔ اے میرے فرشتو میرے اس بندے نے جھگڑا نہیں کیا اور اپنے مُعاملہ کو اپنے پیشواؤں کے سپرد کر دیا تھا تم بھی اس سے جھگڑا مت کرو اور بہشت میں لے جا کر اس کے اماموں کے حوالے کر دو تاکہ جس طرح دُنیا میں وُہ ان کو مانتا تھا اور ان کی فرمانبرداری کرتا تھا۔ اسی طرح بہشت میں ان کے قُرب سے شادمان و مفتخر ہو۔

اور جو کوئی ہمارے مُعاملات میں چُون و چرا کیساتھ معارضہ کرے (یعنی اعتراضاً یہ کہے کہ یہ بات کیوں ہے اور یہ بات کیونکر ہو سکتی ہے وغیرہ وغیرہ) یا ہمارے کسی کلام پر نقص تفصیلی کرے (یعنی اسکے کسی خاص جُملہ کو تسلیم نہ کرے) جب وُہ پلصراط سے گزرے گا تو فرشتے اس سے کہینگے کہ اے بندۂ خدا اپنے اعمال کی بابت ہم سے مجادلہ کر لے جس طرح دُنیا میں اپنے اماموں سے جو تم پر حاکم تھے مجادلہ کیا کرتا تھا۔ اُس وقت خُدا کی طرف سے ندا آئیگی کہ اے فرشتو تم اس کے مُعاملہ میں راستی پر ہو تم بھی اس سے ویسا ہی مُعاملہ کرو اور اعمال میں جرح قدح کرو۔ پھر

اس سے جرح قدح ہوگی اور اس کا حساب طُول کھینچے گا اور اس حساب میں اس کا عذاب بہت سخت اور شدید ہوگا اُس وقت اس شخص کو نہایت شرم اور پشیمانی دامنگیر ہوگی اور اس قدر سخت تاسف و حسرات میں گرفتار ہوگا کہ بجز رحمت پروردگار کوئی بھی اس کو اس تکلیف سے نجات نہ دے گا۔ اگر وُہ دنیادار دُنیا میں اپنے دین سے بالکل دست کش نہ ہو گیا ہوگا ورنہ ابد تک آتشِ جہنم کے عذاب میں مُبتلا رہے گا۔

نیز جناب امام محمد باقر علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ جس شخص نے دُنیا میں اپنی نذروں اور قسموں اور وعدوں کے عہدوں کو پُورا کیا ہے اس کے واسطے خدا اپنے فرشتوں سے فرمائے گا کہ میرے اس بندے نے دُنیا میں اپنے عہدوں کو پُورا کیا ہے اس لیے ہم نے جو وعدے اس سے کئے ہیں تم ان کو اس جگہ (آخرت میں) پُورا کرو اور اس سے نرمی اور مسامحت برتو اور جھگڑا مت کرو۔ یہ ندا سُن کر فرشتے اس کو جنّت کی طرف لے جائیں گے۔

لیکن جس شخص نے قطع رحم کیا ہے (یعنی اپنے قریبی رشتہ داروں کے حقُوق ادا نہیں کئے) اگر اس نے حضرت محمدؐ کے رحم کو وصل کیا ہے اور اپنے رحم کو قطع کیا ہے تو ارحام محمدؐ اسکے ذوی الارحام سے اس کی شفاعت کریں گے اور ان سے کہیں گے کہ تم ہماری طاعات وحسنات میں سے جس قدر چاہو لے لو اور اس کو معاف کر دو۔ تب جس قدر طاعات وحسنات کے وُہ ارحام محمدؐ سے طالب ہونگے وُہ ان کو عطا کریں گے اور ان کے عوض میں اس شخص کو مُعاف کر دیں گے اور اللہ تعالیٰ اپنی عنایت بے غایت سے ان عطا کرنے والوں کو ان کی اس عطا کا عوض عنایت فرمائے گا اور ان کے احسانات میں کمی نہ کرے گا۔

اور اگر کسی شخص نے اپنے ارحام کو وصل کیا ہے اور ارحام محمدؐ کو قطع کیا ہے اس طرح پر کہ ان کے حقُوق کا انکار کیا اور ان کو ان کے درجۂ حقُوق سے دُور رکھا اور ان کے غیر کو ان کے ناموں سے موسُوم کیا اور ان کے لقبوں سے غیروں کو ملقب کیا اور ان کے دوستوں اور محبّوں کو جو اس شخص کے مخالف تھے بُرے القاب سے پُکارا قیامت کے دن فرشتے اس سے کہینگے اے بندۂ خدا تُو نے ان اغیار کی سچائی اور صداقت کے لیے آنحضرتؐ کی آل اطہار سے جو تیرے امام اور پیشوا تھے عداوت کی اب تو انہی سے اعانت طلب کر تاکہ وہ تیری امداد کریں الغرض وُہ کوئی مددگار اور فریادرس نہ

صلۂ ارحام آل محمدؐ واجب ہے

پائے گا اور دردناک اور خوار کرنے والے عذاب میں داخل ہوگا۔

پھر فرمایا۔ اور جو کوئی ہم کو ہمارے ناموں سے نامزد کریں اور ہمارے القاب سے ہم کو ملقّب کریں اور ہمارے دشمنوں کو ہمارے ناموں اور لقبوں سے موسوم اور ملقب نہ کریں سوا ایسی خاص ضرورت کے کہ اس وقت میں ہم بھی اپنے دشمنوں کو اپنے ناموں اور لقبوں سے نامزد اور ملقّب کرتے ہیں ایسے شخصوں کے لیے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ہم سے فرمائے گا کہ تم اپنے ان دوستوں کے لیے مجھ سے اس چیز کی درخواست کرو جس سے تم ان کی امداد کرنا چاہتے ہو تب ہم ان کے لیے خدا سے اس چیز کی خواہش کریں گے جس کی عظمت و شان کے آگے تمام دنیا ایسی معلوم ہوگی۔ جیسے تمام آسمانوں اور زمینوں کے آگے رائی کا ایک دانہ اور اللہ تعالیٰ ان کو وہ چیز عطا فرمائے گا اور ان کے لیے اس کو چند در چند اور زیادہ کرے گا۔

کسی شخص نے امام باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی کہ آپکے بعض شیعہ گمان کرتے ہیں کہ اس آیت میں لفظ بَعُوضَۃً سے مراد علیؑ ہیں اور مَا فَوْقَھَا سے کہ وہ مکھّی ہے جناب رسالتمآبؐ مقصود ہیں۔ حضرتؑ نے جواب دیا کہ ان لوگوں نے ایک بات کو سنا اور اس کو اپنے مقام پر قائم نہ کیا اصل قصہ اس طرح پر ہے کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک روز بیٹھے ہوئے تھے اور علیؑ بھی حاضر خدمت تھے ناگاہ آپ نے سنا کہ ایک شخص کہہ رہا ہے مَاشَآءَ اللّٰہُ وَشَآءَ مُحَمَّدٌ یعنی جو اللہ چاہے اور جو محمدؐ چاہے اور دوسرا شخص کہتا ہے مَاشَآءَ اللّٰہُ وَشَآءَ عَلِیٌّ یعنی جو اللہ چاہے اور جو علیؑ چاہے۔ یہ سن کر حضرتؐ نے فرمایا کہ خدائے عزّوجل کا واسطہ محمدؐ اور علیؑ میں فرق نہ ڈالو بلکہ یوں کہا کرو مَاشَآءَ اللّٰہُ ثُمَّ شَآءَ مُحَمَّدٌ۔ مَاشَآءَ اللّٰہُ ثُمَّ شَآءَ عَلِیٌّ یعنی محمدؐ نے وہ چیز چاہی ہے جو اللہ نے چاہی ہے پھر علیؑ نے چاہی ہے کیونکہ مشیت الٰہی ایسی قاہر و غالب ہے کہ کوئی اس کے مساوی اور ہم رتبہ اور برابر نہیں ہوسکتا اور محمد رسول اللہ کی مقدار اللہ اور اس کی قدرت کے سامنے اتنی ہے جیسے ان ممالک وسیعہ کے آگے ایک مکھی کی مقدار اور علیؑ اللہ اور اس کی قدرت کے آگے ایسا ہے جیسے ان تمام ممالک میں ایک مچھر باوجود اس کے کہ محمدؐ اور علیؑ پر اللہ تعالیٰ کا فضل اس قدر ہے کہ ابتدائے زمانہ سے آخر زمانہ تک تمام فضل جو وہ کرے گا ہرگز اس فضل کے برابر اور ہمسر نہیں ہوسکتا۔

پس آنحضرت صلعم نے اس طرح سے مکھّی اور مچھّر کی مثال اس مقام پر بیان فرمائی تھی جو کسی طرح سے آیۂ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَسْتَحْیٖٓ اَنْ یَّضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوْضَۃً فَمَا فَوْقَھَا میں داخل نہیں ہوسکتی۔

قولہ عزّوجلّ کَیْفَ تَکْفُرُوْنَ بِاللّٰہِ وَکُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْیَاکُمْ ثُمَّ یُمِیْتُکُمْ ثُمَّ یُحْیِیْکُمْ ثُمَّ اِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ ٥ یعنی تم کیونکر خدا کا انکار کرتے ہو حالانکہ تم مردہ تھے اور اس نے تم کو زندہ کیا۔ پھر تم کو وہ مارے گا اور پھر زندہ کرے گا اور پھر اُسی کی طرف رجوع کروگے۔

امام عالی مقام ابو محمد حسن عسکری علیہ السّلام نے فرمایا کہ جناب رسالتمآبؐ نے کفارِ قریش و یہود سے ارشاد فرمایا کَیْفَ تَکْفُرُوْنَ بِاللّٰہِ تم کیونکر اللہ تعالیٰ کا انکار کرتے ہو جس نے تم کو ہدایت کی راہوں کی طرف رہنمائی کی اور اگر اس کی اطاعت کی تو تم کو ہلاکت کی راہوں سے بچا رکھا وَکُنْتُمْ اَمْوَاتًا اور تم اپنے باپوں کی پشتوں اور ماؤں کے رحموں میں مردہ تھے۔ فَاَحْیَاکُمْ پس اس نے تم کو زندہ کیا یعنی زندہ کر کے ان کی پشتوں اور رحموں سے باہر نکالا ثُمَّ یُمِیْتُکُمْ پھر اس دنیا میں تم کو مارے گا اور قبروں میں مدفون کرائیگا ثُمَّ یُحْیِیْکُمْ پھر تم کو قبروں میں زندہ کریگا۔ اور جو لوگ نبوت محمدؐ اور ولایت علیؑ پر ایمان رکھتے ہوں گے ان کو قبروں میں عیش و آرام میسر ہوگا اور نعمت ہائے الٰہی سے مالا مال اور خوش حال ہوں گے اور جو لوگ ان دونوں کے منکر ہونگے وہ اپنی قبروں میں عذاب خدا میں گرفتار ہوں گے ثُمَّ اِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ ٥ پھر تم آخرت میں اسکی طرف پھیرے جاؤ گے اس طرح سے کہ قبروں میں زندہ ہونے کے بعد پھر مارے جاؤ گے۔ بعد ازاں قیامت کے دن زندہ ہو کر اٹھو گے اور اگر تم دنیا میں طاعاتِ خدا بجا لائے ہو تو ان کے عوض میں جن ثوابوں کا اللہ تعالیٰ نے تم سے وعدہ کیا ہے وہ تم کو عطا کئے جائیں گے اور اگر تم دنیا میں ارتکاب معاصی میں مبتلا تھے تو عقاب خداوندی میں گرفتار ہوگے۔ حاضرین میں سے کسی شخص نے عرض کی کہ یا رسول اللہ کیا قبر میں بھی ثواب و عذاب ہوگا۔ فرمایا ہاں مجھے اس ذات کی قسم ہے جس نے محمدؐ کو سچا پیغمبر کر کے بھیجا ہے اور اس کو پاک و طاہر اور رہنما اور ہدایت یافتہ کیا ہے اور اسکے بھائی علیؑ کو عہد کا پورا کرنے والا

اور حق سے معمور اور حق تعالیٰ کے نزدیک برگزیدہ اور جہاد کی طرف سبقت کرنے والا اور اپنے تمام احوال میں خدا سے موافقت کرنیوالا اور جملہ فضائل و مکارم کا جامع اور دشمنان خدا کے مقابلے میں نصرت الٰہی سے کامیاب ہونیوالا اور تمام علوم پر حاوی اور اُس کے دوستوں کا دوست اور اس کے دشمنوں کا دشمن اور اعمال خیر کا بجالانے والا اور اعمال بد کا ترک کرنے والا اور شیطان کا ذلیل و خوار کرنے والا اور سرکش بدکاروں کو دفع کرنے والا اور محمدؐ کا نفس اور مصیبتوں کے وقت اس کی سپر بنایا ہے کہ میں اور میرا بھائی علیؑ ابن ابی طالب برگزیدہ ربّ الارباب اور تمام صاحبانِ عقل و ہوش سے افضل اور علوم قرآنی پر حاوی اور بعد محمدؐ کے خدائے عزیز و وہاب کا برگزیدہ ہے۔ دونوں اس بات پر ایمان لائے ہیں کہ قبر میں نعمتیں ملتی ہیں اور خدا ان سے اپنے دوستوں کو حظ وافر عطا فرماتا ہے۔ نیز قبر میں عذاب ملتے ہیں کہ اس سے اپنے دشمنوں کی شقاوت اور بدبختی کو زیادہ کرتا ہے کیونکہ شخص مومن جو محمدؐ اور اُس کی آل اطہار کو دوست رکھتا ہے اور بعد محمدؐ کے علیؑ کو اپنا امام اور پیشوا اقرار دیتا ہے کہ اس کی مانند رفتار کرتا ہے اور اس کو اپنا ایسا سردار مقرر کرتا ہے کہ اس کے اقوال کی تصدیق کرتا ہے اور اس کے افعال کو پسندیدہ اور درست جانتا ہے اور امور دین کی حفاظت اور نگہبانی کیلئے جو امام اسکی ذریت اطہار میں سے ہیں انکی اطاعت و فرمانبرداری کر کے اسکی اطاعت بجالاتا ہے۔ جب حکم خدا (موت) جس کو کوئی نہیں ٹال سکتا اسکے پاس آتا ہے اور قضائے الٰہی جو کبھی رد نہیں ہو سکتی۔ اس پر وارد ہوتی ہے اور ملک الموت اپنے اعوان و انصار سمیت اسکے پاس آتا ہے تو کیا دیکھتا ہے کہ محمدؐ رسول اللہ اس شخص کے سر کے ایک طرف موجود ہیں اور علیؑ سید اوصیا دوسری طرف ہیں اور پاؤں کے پاس ایک طرف سبط سید الانبیا حسنؑ اور دوسری طرف سید الشہداء حسینؑ موجود ہیں اور ان کے بعد ان کے برگزیدگان خاص اور وہ دوست جو سادات آل محمدؐ کے بعد اُس اُمت کے سردار ہیں اس کے اردگرد موجود ہیں اور وہ بیمار مومن ان کو دیکھتا ہے اور ان سے ہمکلام ہوتا ہے۔ مگر خدا اُس کی آواز کو حاضرین کے کانوں تک نہیں پہنچنے دیتا جیسا کہ ہم اہلبیت اور ہمارے خاص اصحاب کی رویت کو ان کی آنکھوں سے پوشیدہ رکھتا ہے تاکہ اس بات پر ان کے ایمان لانے کا ثواب اس امر میں اُن کی محنتِ شدید کے

متحمل ہونے کے باعث بہت بڑھ جائے۔ پس وہ مومن کہتا ہے یا رسولؐ اللہ میرے ماں باپ آپ پر سے فدا ہوں اور اے وصیِ رسولؐ رحمت میرے ماں باپ آپ پر سے فدا ہوں اور اے حضرت محمدؐ کے شیرو اور اُس کے ضرغامو اور اس کے بیٹو اور نواسو اور جوانانِ بہشت (جو رحمت الٰہی اور رضوان خداوندی کے مقرب ہیں) کے سردار و میرے ماں باپ آپ دونوں پر سے فدا ہوں۔ پھر اصحاب کی طرف مخاطب ہو کر کہتا ہے۔ اے حضرت محمدؐ اور علیؑ اور انکے دونوں بیٹوں کے اصحاب و مرحبا میں تمھاری زیارت کا کمال مشتاق تھا اور اس وقت تمھارے تشریف لانے سے مجھ کو نہایت خوشی ہوئی۔ یا رسولؐ اللہ یہ ملک الموت قبض رُوح کے لیے میرے پاس آیا ہے اور مجھے اس امر میں کچھ شک نہیں ہے کہ میری جلالت قدر اس فرشتے کے سینے میں موجود ہے اس لیے کہ میں آپ کو اور آپ کے بھائی علیؑ کو دوست رکھتا ہوں۔ تب رسولؐ اللہ ملک الموت سے فرماتے ہیں ہمارے غلام اور خادم اور محب اور ہماری عزت کرنے والے سے احسان کرنے میں وصیت خدا پر عمل کرو۔ ملک الموت عرض کرتے ہیں۔ یا رسولؐ اللہ آپ اس مومن کو حکم دیں کہ وُہ نظر اُٹھا کر اُن نعمتوں کو دیکھے جو بہشت میں اس کے لئے مہیا کی گئی ہیں۔ حضرت اس کو اُوپر کی طرف دیکھنے کا حکم فرماتے ہیں۔ جب وُہ آنکھ اُٹھا کر دیکھتا ہے تو اس قدر نعمتیں نظر آتی ہیں کہ عقل ان پر احاطہ نہیں کر سکتی اور شمار و حساب میں نہیں آ سکتیں۔ پھر ملک الموت کہتا ہے کہ میں ایسے شخص سے نرمی کیونکر نہ برتوں جس کا ثواب اس قدر بے حد و بیشمار ہو اور حضرت محمدؐ اور ان کی عترت اطہارؑ اس کی ملاقات کے لیے قدم رنجہ فرمائیں اگر اللہ تعالےٰ نے موت کو ایک سخت مرحلہ نہ بنایا ہوتا کہ اس کے عبور کیے بغیر جنت میں نہیں پہنچ سکتے تو میں ہرگز اس مومن کی رُوح کو قبض نہ کرتا مگر حضرتؐ کے اس خادم اور محب کے لیے آپ اور دیگر انبیاءؑ و رسل اور اولیاء کا سا طریقہ عمل میں لایا جائیگا کہ ان کو حکم خدا سے موت کا ذائقہ چکھایا گیا پھر آنحضرتؐ ملک الموت سے فرماتے ہیں ہم اپنے اس بھائی کو تیرے حوالے کرتے ہیں۔ اس سے اچھا سلوک کرنا یہ فرما کر آپ اپنے ہمراہیوں سمیت جنت کی طرف تشریف لے جاتے ہیں اور اس مومن کی آنکھوں کے سامنے سے حجاب اور پردے اُٹھ جاتے ہیں اور وہ ان حضرات کو اپنے بستر سے چلے جانے کے بعد دیکھتا ہے اور ملک الموت سے کہتا ہے۔ اے

ملک الموت میری رُوح کو بہت جلد قبض کرلے اور مجھ کو یہاں مت ٹھہرا کیونکہ اب مجھ کو آنحضرتؐ اور ان کی عترتؑ اطہار کی تاب مفارقت نہیں ہے اور جلد ان سے ملحق کر۔ تب ملک الموت اس کی رُوح کو قبض کرلیتا ہے اور اس کو اس کے بدن سے ایسی آسانی سے کھینچتا ہے جیسے آٹے میں سے بال کھینچ لیتے ہیں اگرچہ بظاہر تم دیکھتے ہو کہ وُہ نہایت تکلیف میں مُبتلا ہے۔ مگر دراصل نہایت آرام اور لذت میں ہے اور جب بندۂ مومن قبر میں داخل ہوتا ہے تو اسی طرح ان حضراتؑ کو وہاں بھی موجود پاتا ہے اور جب مُنکر و نکیر اس کے پاس آتے ہیں تو ایک دُوسرے سے کہتا ہے یہ حضرت محمدؐ و علیؑ و حسنؑ و حسینؑ اور اُن کے نیک اصحاب اس شخص کے پاس موجود ہیں ہم کو لازم ہے کہ ان حضرات کی تعظیم و تکریم بجالائیں یہ کہہ کر دونوں آتے ہیں اور پہلے جداگانہ محمدؐ پر کامل سلام و درُود عرض کرتے ہیں۔ پھر علیؑ پر بعد ازاں ہمارے باقی ہمراہیوں پر جو اصحابیوں میں سے ہمارے ساتھ ہوتے ہیں سلام کرتے ہیں پھر کہتے ہیں یارسُولؐ اللہ ہم نے آپکا اپنے اصحاب خاص سمیت اپنے خادم اور غلام کی مُلاقات کو تشریف لانا معلوم کیا مگر جو اللہ تعالیٰ کو اس شخص کے فضائل کا اظہار ان فرشتوں کے سامنے جو یہاں موجود ہیں اور جو اسکے بعد ہم سے سُنیں گے مدِ نظر نہ ہوتا تو ہم ہرگز اس سے سوال نہ کرتے لیکن امرِ الٰہی کا بجالانا ضروری ہے۔ اس لیے مجبوراً ہم اس سے سوال کرتے ہیں آخر کار وُہ اِس سے کہتے ہیں تیرا پروردگار کون ہے اور تیرا دین کیا ہے اور تیرا نبی کون ہے اور تیرا امام کون ہے اور تیرا قبلہ کونسا ہے اور تیرے بھائی کون ہیں وُہ شخص جواب دیتا ہے اللہ میرا پروردگار ہے اور محمدؐ میرا نبی ہے اور علیؑ وصی محمدؐ میرا امام ہے اور کعبہ میرا قبلہ ہے اور اسلام میرا دین ہے اور مومنین جو محمدؐ اور علیؑ اور ان دونوں کے دوستوں کو دوست رکھتے ہیں اور انکے دشمنوں کو دشمن رکھتے ہیں وُہ میرے بھائی ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا اور کوئی قابلِ پرستش نہیں ہے وُہ ایک ہے کوئی اُس کا شریک نہیں ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اس کا بندہ اور رسُولؐ ہے اور اس کا بھائی علیؑ ولیِ خدا ہے اور جن کو اس کی عترتِ اطہار اور ذریتِ اخیار میں سے امامت پر نصب کیا ہے وُہ سب اُمت کے خلیفہ اور حق کے والی اور عدل کے بہت قائم کرنے والے ہیں اس مومن کی یہ تقریر سُن کر منکر و نکیر اس سے کہتے ہیں تو نے اسی اعتقاد پر زندگی بسر کی اور اسی پر

فوت ہُوا اور انشاءاللہ اسی پر قیامت میں اُٹھایا جائیگا۔ اور جس کو تُو دوست رکھتا ہے اس کے ہمراہ کرامت و رحمتِ الٰہی کی منزل میں جاگزیں ہوگا۔ پھر آنحضرتؐ نے فرمایا کہ جو کوئی ہمارے دوستوں کا دشمن اور ہمارے دُشمنوں کا دوست ہوا اور ہمارے مُخالفوں کو ہمارے القاب سے ملقب کرتا ہو جب ملک الموت قبضِ رُوح کیلئے اس کے پاس آتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس مردِ فاجر کے سامنے اُس کے سرداروں کو جن کو وُہ ماسوا خُدا کے اپنا پروردگار مانتا تھا ایسی حالت میں متمثل کرتا ہے کہ وُہ ایسے سخت عذابہائے گوناگوں میں مُبتلا ہوتے ہیں کہ ان کی طرف آنکھ اُٹھا کر دیکھنا ہی اس کو ہلاکت کے قریب کردیتا ہے اور ان کے عذاب کی حرارت برابر اسکو پہنچتی رہتی ہے جس کی وُہ تاب نہیں لاسکتا۔ تب ملک الموت اس سے مخاطب ہو کر کہتا ہے۔ اے فاجر و کافر تُو نے دوستانِ خدا کو ترک کیا اور دشمنانِ خُدا کو اختیار کیا آج وُہ کچھ بھی تیری امداد نہیں کرسکتے اور تیری خلاصی کی کوئی سبیل نہیں ہے۔ اس وقت اس پر اس قدر عذاب الٰہی نازل ہوتا ہے کہ اگر وہ تمام اہلِ دُنیا پر تقسیم کیا جائے تو سب کو ہلاک کر ڈالے۔ پھر جب قبر میں ڈالا جاتا ہے تو اپنی قبر کی طرف جنت کا ایک دروازہ کھلا ہوا دیکھتا ہے اور اس میں سے بہشت کی نعمتیں اور اس کی نفیس چیزیں اس کو نظر آتی ہیں۔ تب مُنکر و نکیر اس سے کہتے ہیں اِدھر دیکھو جس کے لیے تو ان نعمتوں سے محرُوم کیا گیا ہے۔ بعد ازاں اس کیلئے قبر میں دوزخ کا ایک دروازہ کھولا جاتا ہے جس میں سے آتشِ جہنم کا عذاب اس کی قبر میں داخل ہوتا ہے۔ تب وُہ شخص کہتا ہے اے پروردگار قیامت نہ قائم کر (یعنی وُہ شخص اس عذاب کو دیکھ کر سمجھتا ہے کہ قیامت قائم ہوگئی۔ اِس لیے اس سے احتراز کی دُعا کرتا ہے۔

قولہٗ عزّوجلّ هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُم مَّا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا ثُمَّ اسْتَوَىٰ إِلَى السَّمَاءِ فَسَوَّاهُنَّ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝

یعنی وُہ خدا وُہ ہے جس نے تمہارے لیے زمین کی تمام چیزوں کو پیدا کیا پھر آسمان کے پیدا کرنے کا قصد کیا اور ان کو سات آسمان دُرست کیا اور وُہ ہر چیز کا عالم ہے۔

امام حسن عسکری علیہ السّلام نے بیان کیا کہ امیرالمومنین علیہ السّلام نے فرمایا ہے۔ هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُم مَّا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا یعنی وُہ خدا وُہ ہے جس نے تمہارے لیے زمین کی

تمام چیزیں پیدا کیں تاکہ تم اِن کو دیکھ کر عبرت پکڑو اور اسکی خوشنودی اور رضامندی حاصل کرو اور عذاب دوزخ سے محفوظ رہو ثُمَّ اسْتَوٰى اِلَى السَّمَآءِ یعنی پھر آسمانوں کا پیدا کرنا اور ان کو مضبوط کرنا شروع کیا اور ان کو سات آسمان بنایا وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ یعنی اور وہ ہر چیز سے خبردار ہے اور اس کو کُل اشیاء کا علم ہونے سے علم مصالح مُراد ہے۔ پس اے بنی آدمؑ جو کچھ کہ زمین میں موجود ہے وُہ سب کچھ تمھاری مصلحتوں کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔

قولہ عزّوجلّ وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً

قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَآءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ط قَالَ اِنِّيْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ٥ وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ فَقَالَ اَنْۢبِئُوْنِيْ بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ٥ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ٥ قَالَ يٰٓاٰدَمُ اَنْۢبِئْهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ ط فَلَمَّآ اَنْۢبَاَهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّيْٓ اَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ٥

یعنی اور یاد کر اے محمدؐ اُس وقت کو جبکہ تیرے پروردگار نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں زمین میں اپنا نائب مقرر کرنے والا ہوں۔ اُنھوں نے عرض کی کیا تو اس شخص کو نائب کریگا جو زمین میں فساد اور خونریزی کرے اور ہم تیری حمد کے ساتھ تسبیح کرتے ہیں اور تیری پاکیزگی بیان کرتے ہیں۔ فرمایا میں اُس بات کو جانتا ہوں جو تم کو معلوم نہیں ہے اور خدا نے حضرت آدمؑ کو تمام چیزوں کے نام تعلیم کیے۔ پھر حضرتؑ نے وہ نام ملائکہ کے سامنے پیش کر کے کہا کہ مجھ کو ان چیزوں کے ناموں سے مطلع کرو۔ اگر تم اپنے قول میں سچّے ہو انھوں نے عرض کی کہ اے خدا ہم سوائے اس کے کہ جو تُو نے ہم کو سکھایا ہے اور کچھ نہیں جانتے بے شک تُو ہی صاحب علم و حکمت ہے۔ فرمایا اے آدمؑ ان کو ان ناموں سے مطلع کر۔ جب حضرت آدمؑ نے ان کو ان ناموں سے خبردار کیا تو خدا نے فرمایا کہ میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ میں آسمانوں اور زمین کی پوشیدہ باتوں کو جانتا ہوں اور جو باتیں تم ظاہر کرتے ہو اور جن چیزوں کو تم چھپاتے ہو اُن کو بھی جانتا ہوں۔

امام حسن عسکری علیہ السّلام نے فرمایا کہ جب اُن سے کہا گیا۔ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا آخر آیت . . . تو اُنھوں نے عرض کی کہ یہ کب وقوع میں آیا تھا تو اللہ تعالےٰ نے ان کے جواب میں فرمایا کہ یہ تمام چیزیں جو زمین میں موجود ہیں۔ یہ سب تمھارے لیے اُس وقت پیدا کی گئی تھیں جبکہ تیرے پروردگار نے ان فرشتوں سے جو ابلیس کے ہمراہ زمین پر رہتے تھے۔ اور اُنھوں نے جنّوں کو جو بنی جان ہیں زمین سے نکالا تھا اور عبادت خُدا اُن پر ہلکی اور آسان ہوگئی تھی فرمایا تھا اِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً میں تمھارے عوض زمین میں اپنا نائب مقرر کرنیوالا ہوں اور تم کو وہاں سے الگ کر کے آسمان پر بُلا لونگا۔ یہ بات ان کو نہایت شاق گُزری اس لیے کہ وُہ جانتے تھے کہ جب ہم آسمان پر واپس چلے جائیں گے تو عبادتِ خُدا ہم پر بہت ثقیل اور دُشوار کر دی جائیگی فَقَالُوْٓا بنا بریں اُنھوں نے عرض کی کہ اے پروردگار اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَآءَ آیا تو ایسے شخص کو نائب اور خلیفہ مقرر کرے گا۔ جو زمین میں فساد برپا کرے گا اور خُون ریزی کرے گا جیسا کہ بنی جان کیا کرتے تھے جن کو ہم نے زمین سے نکالا ہے وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ حالانکہ ہم تیری ذات پاک کی ان صفات سے جو تیرے لائق اور سزاوار نہیں ہیں پاکی بیان کرتے ہیں وَنُقَدِّسُ لَكَ اور تیری زمین کو اُن لوگوں سے پاک کرتے ہیں جو تیری نافرمانی اور عصیان کے مرتکب ہوتے ہیں جب اللہ تعالیٰ نے ان فرشتوں کا یہ کلام سُنا تو قَالَ ان کے جواب میں ارشاد فرمایا۔ اِنِّيْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ اس خُوبی اور بہتری کو جو اس شخص کے مُقرر کرنے میں ہے جس کو میں تمھارے عوض خلیفہ کرونگا میں ہی جانتا ہوں جو تم کو معلوم نہیں ہے۔ نیز مجھ کو یہ بھی معلوم ہے کہ تم میں ایک شخص ایسا موجود ہے جو باطن میں کافر ہے اور تم نہیں جانتے اور وُہ ابلیس ملعون ہے وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا اور آدمؑ کو کُل نام تعلیم کیے یعنی تمام انبیاء اور محمدؐ علیؑ۔ فاطمہؑ حسنؑ حسینؑ اور باقی آئمہ طیبین و طاہرین اور ان کے برگزیدہ شیعوں اور ان کے سرکش اور نافرمان دُشمنوں کے نام خُدا نے حضرت آدمؑ کو سکھائے ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ پھر ان کو ملائکہ کے سامنے پیش کیا۔ یعنی محمدؐ اور علیؑ اور ائمہ اطہارؑ کے تمثلوں کو جو عالمِ ارواح میں چند نُور تھے۔ ملائکہ کے سامنے پیش کیا فَقَالَ اَنْۢبِئُوْنِيْ بِاَسْمَآءِ

هٰٓؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ اور فرمایا کہ ان کے نام بتاؤ اگر تم اپنے اس قول میں سچے ہو کہ ہم تسبیح اور تقدیس کرتے ہیں اور ہمارا زمین میں رکھنا ان لوگوں کی نسبت بہتر ہے جو ہمارے بعد مقرر ہوں گے یعنی جیسا کہ تم اس شخص کے پوشیدہ حال سے واقف نہیں ہوئے جو تم میں موجود ہے تو ان لوگوں کے پوشیدہ حالات جو ابھی تک پیدا ہی نہیں ہوئے بدرجہ اولیٰ نہ پہچانو گے جس طرح ان چند اشخاص کے ناموں کو جو تمہارے سامنے ہیں نہیں پہچانتے ہو قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ۔ تب ملائکہ نے عرض کی اے خدا تو پاک ہے ہم کو سوائے اس کے جو تو نے ہم کو سکھایا ہے اور کسی چیز کا علم نہیں ہے اور تو ہی علیم یعنی سب چیزوں کا جاننے والا اور حکیم یعنی ہر کام میں درستی اور صواب کو عمل میں لانے والا ہے۔ تب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ سے ارشاد فرمایا يٰٓاٰدَمُ اَنْۢبِئْهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ اے آدمؑ ان فرشتوں کو ان پیغمبروں اور اماموں کے ناموں سے مطلع کرو فَلَمَّآ اَنْۢبَاَهُمْ پس جب حضرت آدمؑ نے ان کو ان کے ناموں سے خبردار کیا تب انھوں نے پہچانا بعد ازاں ان سے عہد و پیمان لیا کہ ان حضرات پر ایمان لائیں اور ان کو اپنے سے افضل اور برتر سمجھیں قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّيْٓ اَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اُس وقت اللہ تعالیٰ نے ان فرشتوں سے فرمایا کہ میں نے نہیں کہا تھا کہ میں ہی آسمان اور زمین دونوں کے پوشیدہ امور کو جانتا ہوں وَاَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ اور ان چیزوں کو جانتا ہوں جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو تم پوشیدہ رکھتے ہو اور ابلیس کے اس عقیدے سے بھی واقف ہوں کہ اگر اس کو آدمؑ کی متابعت کا حکم دوں گا تو وہ انکار کرے گا اور اگر اس مردود کو آدمؑ پر مسلط کروں گا تو اس کو ہلاک کرے گا اور تمہارے اس اعتقاد کو بھی جانتا ہوں کہ ہمارے بعد کوئی مخلوق ایسی پیدا نہ ہوگی جو ہم سے افضل ہو بلکہ محمدؐ اور اُس کی آل اطہار جن کے ناموں سے آدمؑ نے تم کو واقف کیا ہے تم سب سے افضل اور بہتر ہیں۔

قولہ عزّوجلّ وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ اور اے محمدؐ اُس وقت کو یاد کرو جبکہ ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدمؑ کو سجدہ کرو سب فرشتوں نے تو سجدہ کیا مگر ابلیس نے سجدہ کرنے سے انکار کیا اور

تکبر کیا اور وہ مردود پہلے ہی کافر تھا۔

امام ابو محمد حسن عسکریؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے فرماتا ہے کہ جو چیزیں زمین میں موجود ہیں اور وہ سب تمہارے لیے پیدا کی گئی ہیں وہ اس وقت پیدا کی گئی تھیں جبکہ ہم نے فرشتوں کو حکم دیا تھا کہ آدمؑ کو سجدہ کریں یعنی اُس وقت یہ سب چیزیں تمہاری خاطر پیدا کی گئیں۔

پھر امام علیہ السّلام نے فرمایا کہ جب امام حسینؑ اپنے ہمراہیوں سمیت لشکرِ شام کی محنت و رنج میں مبتلا ہوئے جنھوں نے اس امام مظلوم کو شہید کیا اور انکے سر اقدس کو نیزے پر علم کیا اُس وقت اس جناب نے اپنے لشکریوں سے مخاطب ہو کر فرمایا میں نے تم کو اپنی بیعت سے خلاص کیا تم یہاں سے چلے جاؤ اور اپنے اہل و عیال اور احباب سے جا ملو۔ اور اپنی اہلبیت سے فرمایا تم کو بھی میری مفارقت حلال ہے۔ کیونکہ دشمن کی جمعیت کثیر اور انکی قوت بہت ہے تم کسی طرح ان کے مقابلے کی تاب نہیں لا سکتے۔ نیز ان کو میرے سوا کسی اور سے کچھ سروکار بھی نہیں ہے اس لیے تم کو مناسب ہے کہ مجھ کو تنہا چھوڑ کر یہاں سے چلے جاؤ۔ کیونکہ حق تعالیٰ میری اعانت کرے گا۔ اور اپنی نظرِ رحمت سے مجھ کو محروم نہ رکھے گا۔ جیسا کہ ہمارے اسلاف طاہرین پر ہمیشہ اپنا لطف و کرم کرتا رہا ہے۔ امام مظلوم کا یہ ارشاد سُن کر لشکریوں نے تو آپ کا ساتھ چھوڑ دیا۔ مگر اہل و عیال اور قریشی رشتہ داروں نے اس امر سے انکار کیا اور عرض کی کہ ہم آپ کا ساتھ نہ چھوڑیں گے کیونکہ آپکے غمگین ہونے سے ہم غمگین ہوتے ہیں اور آپکے رنج سے ہم کو رنج ہوتا ہے اور آپ کی خدمت میں رہنا ہی ہمارے لیے قربِ خدا کے حصول کا باعث ہے۔ جب امام مظلوم نے ان کا یہ کلام سُنا تو فرمایا کہ اگر تم نے اپنے نفسوں کو اس امر پر قائم کر لیا ہے جس پر کہ میں نے اپنے نفس کو قائم کیا ہے تو تم جان لو کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو رنج و تکلیف کے متحمل ہونے پر ہی منازلِ شریفہ عطا فرماتا ہے اور اگرچہ اُس نے مجھ کو میرے بزرگان اہلبیت کے ساتھ جن میں سے فقط ایک میں ہی دُنیا میں باقی رہ گیا ہوں۔ ایسی کرامتوں اور بزرگیوں سے مخصوص کیا ہے کہ ان کے ہوتے سختیوں اور تکلیفوں کا جھیلنا مجھ پر آسان اور سہل ہے۔ مگر کراماتِ الٰہی سے تم کو بھی کچھ حصہ ضرور ملے گا اور یہ بھی سمجھ لو کہ دُنیا کی شیرینی اور تلخی بمنزلہ خواب کے ہے اور بیداری آخرت میں ہوگی اور کامگار اور بہرہ ور وہ شخص ہے جو آخرت

میں بہرہ مند ہو۔ اور بدبخت اور شقی وہ شخص ہے جو آخرت میں بدبخت اور شقی ہو۔ اور اے میرے دوستو اور محبّو اور ہمارے دامن کو مضبوط پکڑنے والو۔ اگر تم چاہو تو میں تم کو اپنے اور تمھارے ابتدائی امر سے مطلع کروں تاکہ تم کو ان تکالیف شاقہ کا جن کا تم نے سامنا کیا ہے برداشت کرنا آسان اور سہل ہو جائے۔ سب نے عرض کی کہ اے فرزندِ رسولؐ ہاں بیان فرمائیے فرمایا جب خداوند متعال نے حضرتِ آدمؑ کو پیدا کیا اور درست کر کے تمام اشیاء کے نام ان کو تعلیم کیے اور ان کو فرشتوں کے سامنے پیش کیا تو محمدؐ۔ علیؑ۔ فاطمہؑ۔ حسنؑ اور حسینؑ کے پانچوں پتلوں کو حضرت آدمؑ کی پشت میں رکھا اور ان کے نور آسمانوں کے کناروں اور حجابوں اور بہشت اور کرسی اور عرش کو منوّر رکھتے تھے۔ پھر خدا نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدمؑ کو تعظیمی سجدہ کریں اس لیے کہ میں نے ان اشباح خمسہ یعنی پانچوں پتلوں کو جن کے نور نے تمام عالم کو منوّر کر رکھا ہے۔ اس کی پشت میں قرار دے کر۔ اس کو فضیلت دی ہے۔ یہ حکم ربّ العزت پاتے ہی سب فرشتوں نے آدمؑ کو سجدہ کیا۔ مگر ابلیس نے حق تعالیٰ کی جلال عظمت اور ہم اہلبیتؑ کے انوار کے آگے متواضع ہونے سے انکار کیا۔ حالانکہ سب فرشتوں نے ان کے آگے عاجزی اور فروتنی کا اظہار کیا۔ مگر اُس نے تکبّر کیا اور اپنے آپ کو بلند رُتبہ خیال کیا اور اسی انکار اور تکبّر کی وجہ سے کافروں میں شامل ہوا۔

امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ مجھ سے میرے باپ حسین مظلوم علیہ السلام نے حدیث بیان کی ہے کہ جناب رسالتمآبؐ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اے بندگانِ خدا جب اللہ تعالیٰ نے ہمارے اشباح خمسہ کو بالائے عرش سے پشت آدمؑ میں منتقل کیا تو انھوں نے ہمارے نوروں کو دیکھا۔ مگر پتلے نظر نہ آئے۔ تب بارگاہِ الٰہی میں عرض کی۔ اے خدا یہ انوار کیسے ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ اُن کے پتلوں کے نور ہیں جن کو میں نے اپنے عرش سے جو اشرف مقامات ہے تیری پشت میں منتقل کیا ہے اور چونکہ تو ان پتلوں کا ظرف قرار دیا گیا۔ اس لیے میں نے ملائکہ کو حکم دیا کہ وہ تجھ کو سجدہ کریں۔ یہ ارشاد باری تعالیٰ سُن کر آدمؑ نے بارگاہ احدیت میں عرض کی میں اُن کے دیکھنے کی آرزو رکھتا ہوں۔ ارشاد ہُوا۔ اے آدمؑ عرش کی طرف آنکھ اُٹھا۔ اُنھوں نے اُوپر کو نگاہ کی اور ہمارے پتلوں کا نور پشت آدمؑ سے بالائے عرش پر پڑا اور ان کا عکس

اس میں صُورت پذیر ہُوا جیسے انسان کا چہرہ صاف آئینہ میں منعکس ہوا کرتا ہے۔ تب آدمؑ نے ہمارے اشباحؑ کو دیکھا اور عرض کی یا اللہ یہ اشباح کیسے ہیں۔ فرمایا اے آدمؑ یہ ان شخصوں کے اشباح ہیں جو میری تمام مخلوقات سے افضل اور اعلیٰ ہیں۔ یہ محمدؐ ہے اور میں محمود ہوں کہ اپنے تمام افعال میں تعریف کیا گیا ہوں میں نے اس کے لیے ایک نام اپنے نام سے مشتق کیا ہے اور یہ علیؑ ہے اور میں علیّ عظیم ہوں۔ اس کے لیے ایک نام اپنے نام سے مشتق کیا ہے اور میں فاطر السمٰوات والارض (یعنی آسمانوں اور زمینوں کا پیدا کرنے والا ہوں) اور یہ فاطمہؑ یعنی قیامت کے دن میرے دشمنوں کو میری رحمت سے الگ کرنے والی ہے اور میرے دوستوں کو ان اسباب سے جُدا کرنے والی ہے جو ان کے لیے عیب اور بدکاری کا باعث ہیں۔ پس اس کے لیے ایک نام اپنے نام سے مشتق کیا ہے اور یہ حسنؑ ہے اور یہ حسینؑ ہے اور میں محسن (احسان کرنے والا) اور مجمل (نیکی کرنے والا) ہوں۔ ان دونوں کے نام بھی اپنے نام سے مشتق کیے ہیں۔ یہ پانچوں تن میری مخلوق میں منتخب اور سب سے افضل اور اکرم ہیں ان ہی کے سبب میں طاعات و عبادات خلائق کو قبول کرونگا اور انہی کے سبب بخشش کرونگا اور انہی کی خاطر عذاب کروں گا اور انہی کے باعث ثواب دُونگا پس اے آدمؑ تو بھی میری درگاہ میں ان کو اپنا وسیلہ بنا اور جب تو کسی مصیبت میں مُبتلا ہو تو ان کو میری جناب میں اپنا شفیع کر اس لیے کہ میں نے قسم حق کھائی ہے کہ جو کوئی ان کے توسّل سے اپنی آرزو مجھ سے طلب کرے گا۔ اس کو کبھی محروم نہ رکھوں گا اور جو سائل اُن سے متوسّل ہو کر سوال کریگا۔ اُس کے سوال کو کبھی رَد نہ کروں گا۔

امام فرماتے ہیں کہ یہی سبب ہے کہ جب حضرتِ آدمؑ سے خطا (ترکِ اُولیٰ) سرزد ہُوئی اور اُس نے ان حضراتِ خمسہ (پنجتن) کا واسطہ دے کر خُدا سے دُعا کی تو اللہ تعالیٰ نے اس کی توبہ کو قبول کیا۔ اور خطا معاف کر دی۔

قولہٗ عزّوجلّ وَقُلْنَا يَآ اٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝

لے انوار [illegible] (مترجم)

فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ عَنْهَا فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيْهِ وَقُلْنَا اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ وَلَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ فَتَلَقّٰى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝ قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِيْعًا فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝

یعنی اور ہم نے کہا کہ اے آدمؑ تُو اور تیری بیوی بہشت میں رہو اور اس کے میووں اور کھانوں کو جہاں سے تمہارا جی چاہے خوب سیر ہو کر اور فراغت سے کھاؤ اور اس درخت کے نزدیک نہ جاؤ، ورنہ تم ظالم بن جاؤ گے۔ مگر شیطان نے ان دونوں کو پھسلایا اور ان کو جنت سے نکال دیا اور ہم نے کہا کہ اے آدمؑ اور حوّا اور ابلیس تم بہشت سے نیچے اترو کہ تم میں سے بعض کے بعض دشمن ہیں اور تمہارے واسطے زمین ایک مدت مقررہ تک قرارگاہ اور جائے استفادہ ہے اور آدمؑ نے اپنے پروردگار سے کلمات سیکھے پس خدا نے اُسکی توبہ قبول کی۔ کیونکہ وہی توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ ہم نے کہا کہ تم سب بہشت سے نیچے اُترو پس اگر تمہارے پاس میری طرف سے ہدایت آئے تو جو لوگ میری ہدایت کو مانیں گے ان کو نہ تو کسی قسم کا خوف ہے اور نہ وہ کبھی محزون و مغموم ہونگے اور جو لوگ کفر اختیار کرینگے اور ہماری آیات کو جھٹلائیں گے وُہ اہلِ دوزخ سے ہیں اور ہمیشہ اسی میں پڑے رہیں گے

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے ابلیس کو اسکے انکار کے باعث ملعون قرار دیا اور فرشتوں کو حضرت آدمؑ کو انکے سجدہ کرنے اور اپنی اطاعت و فرمانبرداری بجالانے کے سبب معزز اور مکرم فرمایا تو حضرت آدمؑ اور حوّا کو بہشت میں جانے کا حکم دیا اور ارشاد فرمایا۔ يٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ یعنی اے آدمؑ تُو اور تیری بیوی جنت میں جا رہو۔ اور اس میں سے فارغ البالی کے ساتھ بلا مشقت جہاں سے تمہارا جی چاہے کھاؤ اور اس درخت کے نزدیک مت جاؤ یعنی درخت علم محمدؐ و آلِ محمدؐ کے کہ ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنی تمام مخلوق میں سے اس درخت کے ساتھ مخصوص کیا تھا اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ یعنی شجرۂ علم کے نزدیک نہ

جاؤ کیونکہ وُہ صرف محمدؐ اور ان کی آل اطہار کے لیے مخصوص تھا اور ان کے سوا اور کسی اور کو اس سے کچھ علاقہ نہ تھا اور حکمِ خدا سے وہی اس درخت کے پھلوں کو تناول کر سکتے تھے اور مسکین یتیم اور اسیر کو کھانا کھلانے کے بعد جو آنحضرتؐ اور علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنؑ اور حسینؑ نے تناول کیا تھا وُہ اسی درخت کا میوہ تھا کہ اس کے بعد ان کو بھوک اور پیاس اور کسی قسم کی اذیت اور تکلیف محسوس نہ ہوئی اور وُہ درخت اس بات میں جنت کے سب درختوں سے ممتاز تھا کہ اس کے سوا ہر قسم کے درختوں پر صرف ایک طرح کے پھل اور کھانے پائے جاتے تھے اور اس درخت پر اور اس قسم کے تمام اور درختوں پر گیہوں۔ انگور۔ انجیر۔ عناب اور تمام اقسام کے میوے اور کھانے موجود تھے۔ یہی سبب ہے کہ بیان کرنے والوں نے اس درخت میں اختلاف کیا ہے بعض کہتے ہیں کہ وُہ گیہوں کا درخت تھا اور بعض نے درخت انگور بیان کیا ہے۔ بعض نے انجیر کا اور کسی نے عناب کا بتایا ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ کہ تم محمدؐ اور آلِ محمدؐ کے درجہ فضیلت کی آرزو میں اس درخت کے نزدیک مت جاؤ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی تمام مخلوق میں سے صرف انہی کے لیے یہ درجہ خاص کیا ہے اور یہ ایسا درخت ہے کہ جو کوئی خدا کی اجازت سے اس کے میوے کو کھائے علم اولین و آخرین بغیر سیکھے اسکے دل میں ڈال دیا جاتا ہے اور جو کوئی بلا اجازت کھائے وُہ اپنی مُراد کو نہ پہنچے گا اور اپنے پروردگار کا نافرمان ٹھہریگا۔ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ اگر تم ایسا کرو گے تو ارتکاب معصیت اور اس درجہ کی آرزو کرنے کے سبب جس کو میں نے تمہارے سوا کسی اور کیلئے پسند کیا ہے تم دونوں ظالم بن جاؤ گے جبکہ تم بلا حکم خدا اُس کی خواہش کرو گے۔ پھر خدا فرماتا ہے فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ عَنْهَا پس شیطان نے ان دونوں کو اپنے وسوسے اور مکر اور شبہ اور دھوکا دینے سے جنت سے پھسلایا۔ اس طرح پر کہ پہلے حضرت آدمؑ کے

سیپارہ ۸ سورۂ اعراف ع ۲

پاس آکر کہنے لگا کہ مَا نَهٰىكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ خدا نے تم دونوں کو اس لیے اس درخت سے منع کیا ہے کہ اگر تم اس کا پھل کھا لوگے تو تم فرشتے بن جاؤ گے اور غیب کا علم تم کو آجائے گا اور تم کو خاصانِ خدا کی سی قدرت حاصل ہو جائیگی اَوْ تَكُوْنَا مِنَ الْخٰلِدِيْنَ یا تم ہمیشہ زندہ رہو گے اور کبھی نہ مرو گے وَقَاسَمَهُمَآ اِنِّيْ لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ اور قسم کھا کر کہنے لگا کہ میں تم دونوں کو نصیحت کرتا ہوں اور تمہارا خیر خواہ ہوں اور ابلیس اس وقت

سانپ کے مُنہ میں بیٹھا ہوا تھا اور اس نے اُس کو جنّت میں داخل کیا تھا اور حضرت آدمؑ کو یہ گمان تھا کہ سانپ ہی مجھ سے باتیں کر رہا ہے اور یہ معلوم نہ تھا کہ ابلیس اُس کے مُنہ میں چھپا ہُوا ہے۔ یہ بات سن کر حضرت آدمؑ نے سانپ کو جواب دیا اے سانپ یہ شیطانی وسوسہ ہے ہمارا پروردگار ہمارے ساتھ خیانت کیونکر کر سکتا ہے اور تو یہ خُدا کی قسم کھا کر کیونکر اس کی تعظیم کرتا ہے حالانکہ تو اس کو خیانت اور بدخواہی سے منسُوب کرتا ہے۔ باوجود اس کے کہ وُہ سب کریموں سے زیادہ کریم ہے اور میں کیونکر اس فعل کے مُرتکب ہونیکا قصد کروں جس سے اُس نے مجھ کو منع کیا ہے اور اس کے حکم کے بغیر اس کو عمل میں لاؤں۔ جب ابلیس حضرت آدمؑ کی طرف سے مایُوس ہُوا کہ وُہ میرا کہنا نہیں مانتے تو وُہ دُوسری دفعہ اسی طرح سانپ کے مُنہ میں بیٹھ کر حضرت حوّا سے مخاطب ہوا کہ ان کو گمان ہوا کہ سانپ مجھ سے باتیں کر رہا ہے۔ اے حوّا تم کو معلوم نہیں کہ خُدا نے اس درخت کو جو پہلے تم پر حرام تھا اب حلال کر دیا ہے اس لیے کہ اُس نے معلوم کیا کہ تم نے بہت اچھی طرح اسکی اطاعت کی ہے اور اس کے امر کو بُزرگ سمجھا ہے اور اسکا ثبوت یہ ہے کہ فرشتے جو اس درخت پر مؤکل ہیں اپنے حربوں سے جنّت کے تمام جانوروں کو اس کے پاس جانے سے روکتے ہیں۔ اگر تم وہاں جانے کا ارادہ کرو گے تو تم کو منع نہ کرینگے اس سے تم جان لینا کہ وُہ تمھارے لیے حلال کر دیا گیا ہے اور سنو کہ اگر تم آدم سے پہلے کھالو گی تو ان پر مُسلط ہو جاؤ گی۔ اور تمھارے اوامر و نواہی (احکام) ان پر جاری ہو جائینگے۔ یہ بات سُن کر حضرت حوّا بولیں اب میں بہت جلد اس بات کی آزمایش کرتی ہوں۔ یہ کہہ کر اُس درخت کے قریب گئیں۔ فرشتوں نے اپنے حربوں سے ان کو روکنا چاہا۔ اُس وقت خُدا نے ان کی طرف وحی نازل کی اے فرشتو تم اپنے حربوں سے فقط جانوروں کو روکا کرتے ہو جن کو عقل نہیں ہوتی جو انکو خبردار اور متنبہ کرے مگر جس کو میں نے صاحب قدرت باتمیز اور مُختار پیدا کیا ہے اسے مت روکو اور اس کی عقل پر چھوڑ دو جو میں نے اسکے لیے حُجّت قرار دی ہے اگر وُہ میری فرمانبرداری کریگا تو میرے اجر و ثواب کا مُستحق ہوگا اور اگر نافرمانی اور میرے حُکم کی مخالفت کریگا تو میرے عقاب و عذاب کا سزاوار ٹھہریگا۔ الغرض اُنھوں نے حضرت حوّا کو جانے دیا اور ان کے سدِّ راہ نہ ہُوئے اور اپنے حربے جو ان کے روکنے کیلئے نکالے تھے سامنے سے ہٹا لیے۔ یہ دیکھ کر حضرتِ حوّا نے گمان کیا کہ خدا نے جو ان فرشتوں کو میرے روکنے سے منع کر دیا ہے

تو بیشک اس درخت کو جو پہلے ہم پر حرام تھا اب ہمارے لیے حلال کر دیا ہے اور یہ سمجھ کر کہ سانپ ہی نے مجھ سے باتیں کی تھیں کہنے لگیں کہ سانپ سچ کہتا تھا اس کے بعد اس درخت کا پھل کھایا اور اپنے نفس میں اس کے کھانے سے کسی قسم کا تغیّر نہ پایا۔ تب آدمؑ سے آکر بیان کیا کہ آیا تم کو معلوم نہیں کہ اس درخت کو جو پہلے ہم پر حرام تھا۔ اب خدا نے ہمارے لیے حلال کر دیا ہے چنانچہ میں نے اسکا پھل کھایا نہ تو فرشتوں نے جو اسکے محافظ ہیں مجھ کو منع کیا اور نہ اسکے کھانے سے مجھ میں کچھ تبدیلی وقوع میں آئی۔ اُس وقت حضرت آدمؑ بھی دھوکا کھا گئے اور غلطی میں پڑ کر اس درخت کا پھل تناول کیا۔ اب جو ان دونوں کی حالت ہُوئی اس کو اللہ تعالیٰ اپنی کتاب قرآن مجید میں بیان فرماتا ہے فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ عَنْهَا فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيْهِ یعنی شیطان نے ان کو جنت سے لغزش میں ڈالا اور ان کو اپنے وسوسے اور فریب سے بہشت کی نعمتوں میں سے نکالا وَقُلْنَا اور ہم نے کہا کہ اے آدم و حوّا اور اے سانپ اور اے ابلیس اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ تم زمین کی طرف اُترو تم میں سے بعض بعضوں کے دُشمن ہیں یعنی آدمؑ اور حوّا اور ان دونوں کی اولاد سانپ اور ابلیس کے دُشمن ہیں اور ابلیس اور سانپ اور ان دونوں کی اولاد۔ اے آدمؑ و نبی آدمؑ تمھاری دشمن ہیں وَلَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ اور تمھارے لیے زمین میں منزل اور جائے معاش وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ اور منفعت مرتے دم تک ہے۔ پھر خدا فرماتا ہے فَتَلَقّٰٓى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ پس آدمؑ نے اپنے پروردگار سے کچھ کلمات سیکھے کہ ان کو زبان سے کہے حضرت آدمؑ نے ان کو اپنی زبان پر جاری کیا فَتَابَ عَلَيْهِ پس خدا نے ان کلمات کی بدولت اس کی توبہ قبول کی اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ کیونکہ وُہ توبہ قبول کرنے والا اور توبہ کرنے والوں پر رحم کرنے والا ہے۔ قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِيْعًا پہلے تو خدا نے حکم دیا تھا کہ وہی دونوں آدمؑ و حوّاؑ جنّت سے اُتریں اور دوبارہ امر فرمایا کہ سب کے سب اُترو اور کوئی ایک دُوسرے پر سبقت نہ کرے اور آدمؑ اور حوّا کا ہبوط (اُترنا) جنّت میں سے ہوا تھا اور سانپ کا ہبوط بھی وہیں سے تھا کیونکہ وُہ جنّت کے نیک ترین جانوروں میں سے تھا اور ابلیس کا ہبوط حوالیِ جنّت تھا کیونکہ جنّت میں داخل ہونا اس پر حرام تھا۔ فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى پس اے آدمؑ اور ابلیس اگر تمھارے پاس میری طرف سے ہدایت آئے

فَمَنْ تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ تو جو کوئی میری ہدایت کی پیروی کرے گا اس کو کسی قسم کا خوف نہ ہوگا۔ جبکہ مخالفت کرنے والے خائف اور ترساں ہونگے اور نہ وُہ غمگین ہونگے جبکہ مخالفت کرنے والے اندوہناک اور مغموم ہوں گے۔

امامؑ عالی مقام فرماتے ہیں کہ جب حضرت آدمؑ سے ترکِ اولیٰ سرزد ہُوا اور اُنھوں نے پروردگار عالم کی جناب میں اپنی تقصیر کا عُذر کیا تو عرض کی اے میرے پروردگار میری توبہ قبول کر اور میرا عُذر پذیرا فرما اور مجھ کو پھر میرا پہلا مرتبہ عطا کر اور اپنے نزدیک میرا درجہ بلند کر کیونکہ اس خطا کا نقص اور اس کی ذلت میرے اعضا اور تمام جسم میں ظاہر ہوگئی ہے۔ اس وقت خداوند متعال نے ارشاد فرمایا اے آدمؑ آیا تجھے یاد نہیں ہے کہ میں نے تجھ کو حکم دیا تھا کہ شدائد و مصائب کے وقت اور ایسی بلیات میں جو تجھ کو مضطر اور بیقرار کر دیں محمدؐ اور اسکی آل اطہار کا واسطہ دے کر مجھ سے دُعا کیا کر۔ حضرت آدمؑ نے عرض کی ہاں اے پروردگار یاد ہے۔ ارشاد فرمایا کہ محمدؐ۔ علیؑ۔ فاطمہؑ۔ حسنؑ۔ حسینؑ سے خاص کر کے متوسل ہو اور مجھ سے دُعا کر میں تیری دُعا کو قبول کرونگا اور تیری مُراد سے بڑھ کر عطا کرونگا آدمؑ نے عرض کی اے پروردگار اور اے اللہ ان کا مرتبہ تیرے نزدیک اس درجہ کو پہنچا ہے کہ ان کے توسّل سے میری توبہ قبول ہوگی اور ان کے واسطے سے میری خطا معاف کی جائیگی حالانکہ تُو نے فرشتوں کو حکم دیا تھا کہ وُہ مجھے سجدہ کریں اور اپنی جنت کو میرے واسطے مباح کیا اور اپنی کنیز حوّاؑ سے میرا نکاح کیا اور اپنے ملائکہ کرام کو میرا خادم مقرر فرمایا۔ اس کے جواب میں خدا نے فرمایا اے آدمؑ میں نے فرشتوں کو صرف اس وجہ سے تجھے تعظیمی سجدہ کرنیکا حکم دیا تھا کہ تو ان (پنجتن) کے نوروں کا ظرف تھا اور اگر تُو اس خطا کے سرزد ہونے سے پہلے ان کا واسطہ دیکر مجھ سے درخواست کرتا کہ مجھ کو خطا سے بچا اور میرے دُشمن ابلیس کی خواہشوں سے مجھ کو خبردار کرتا کہ میں اس سے محفوظ رہوں تو ضرور میں تیری اس دُعا کو قبول کرتا۔ لیکن جو کچھ میرے علم میں پہلے گزر چکا ہے۔ ویسا ہی ظہور میں آتا ہے۔ اب تو ان کا واسطہ دے کر دُعا کر میں ضرور قبول کرونگا۔ تب حضرت آدمؑ نے اس طرح سے دُعا کی یا اللہ محمدؐ اور ان کی آل اطہار کے مرتبے کا واسطہ اور محمدؐ۔ علیؑ۔ فاطمہؑ۔ حسنؑ۔ حسینؑ اور ان کی آل طاہرین کا واسطہ میری توبہ قبول کر کے اور میری لغزش کو معاف فرما کر اور مجھ کو میرے مرتبہ پر جو تُو نے اپنی کرامتوں سے

عطا کیا ہے پہنچا کر تفضّل و احسان کر۔ اُس کے جواب میں خُدائے عزّوجل نے فرمایا اے آدمؑ میں نے تیری توبہ قبول کی اور میں تجھ سے رضامند اور خوشنود ہوا اور اپنی بخششوں و نعمتوں کو تیری طرف پھیر دیا اور تجھ کو تیرے اصلی مرتبہ پر جو میں نے اپنی کرامتوں اور بزرگیوں سے تیرے لیے مقرر کیا ہے پھر مشرف و ممتاز کیا اور اپنی رحمتوں سے بہرہ وافر تجھ کو عطا کیا پس قول خدائے عزّوجل فَتَلَقَّىٰ آدَمُ مِن رَّبِّهِ كَلِمَاتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ إِنَّهُ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ کا یہی مطلب ہے جو بیان ہُوا۔ پھر خدا ان شخصوں سے جن کو جنت سے زمین پر اُتارا ہے کہ وُہ آدمؑ و حوّاؑ اور ابلیس اور سانپ ہیں مخاطب ہو کر فرماتا ہے وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ اور تمھارے لیے زمین میں قرارگاہ اور جائے قیام ہے کہ اس میں تم زندگی بسر کرو اور اس کے راتوں اور دنوں میں تحصیل آخرت کے لیے سعی کرو خوش نصیب وُہ شخص ہے جو اس عالمِ فانی میں رہ کر عالم باقی کے لیے توشہ اور سامان مہیا کرے وَمَتَاعٌ إِلَىٰ حِينٍ اور تمھارے لیے زمین میں مرتے دم تک نفع ہے۔ کیونکہ خُدا اس سے تمھاری کھیتیاں اُگائے گا اور میوے پیدا کرے گا اور زمین میں تم کو ناز و نعمت سے رکھیگا اور وہیں تم کو بلاؤں میں مُبتلا کر کے تمھارا امتحان کرے گا۔ اور کبھی دُنیاوی نعمتوں سے تم کو متلذذ کریگا تاکہ تم آخرت کی نعمتوں کو یاد کرو کہ جو ان عیبوں سے بالکل پاک ہیں اور جو دُنیاوی نعمتوں کو ناقص اور باطل کر دیں گے اور ان کو ترک کرا دیں گے اور حقیر و ذلیل کر دیں گے اور کبھی تم کو ایسی دُنیاوی بلاؤں سے آزمائیگا کہ ان میں رحمتیں ملی ہوں گی جو صاحبانِ بلا سے ان کے مکروہات کو رفع کریں گی تاکہ تم کو ان بلاؤں کا مزا چکھا کر عاقبت کے عذاب ابدی سے بچائے جس میں ذرا بھر آرام بھی مخلوط نہ ہوگا اور اس کے درمیان کسی قسم کی راحت اور رحمت وقوع میں نہ آئے گی۔ یہاں تک آیہ فَتَلَقَّىٰ آدَمُ . . . وَقُلْنَا اهْبِطُوا . . . کی تفسیر ختم ہو چکی۔

اب خدا فرماتا ہے وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا اور جو لوگ کہ کافر ہُوئے اور اُنھوں نے ہماری آیتوں کو جُھٹلایا جو محمدؐ کی صداقت پر دلالت کرتی ہیں کہ اس نے جو گزشتہ زمانوں کے حالات بیان کیئے ہیں اور جو کچھ کہ اس نے علیؑ اور اسکی آل طیبینؑ (جو سردار مخلوقات محمدؐ کے بعد سب فاضلین و فاضلات سے بہتر ہیں) کی فضیلت کا ذکر بندگانِ خدا کو پہنچایا ہے وُہ

سب صحیح اور درست ہے اُولٰٓئِکَ یہ لوگ جو کہ سید اوصیاء علیؑ اور اسکی ذریت طیبین وطاہرین کے برگزیدگان کی نسبت محمدؐ کی راست گفتاری اور صدق بیانی کو تسلیم نہیں کرتے اور اس کی مدافعت کرتے ہیں اَصْحٰبُ النَّارِ ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ اہلِ دوزخ ہیں اور وہ ہمیشہ اسی میں پڑے رہیں گے۔

قولہٗ عزّوجل یٰبَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ اذْکُرُوْا نِعْمَتِیَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتُ عَلَیْکُمْ وَاَوْفُوْا بِعَھْدِیْٓ اُوْفِ بِعَھْدِکُمْ وَاِیَّایَ فَارْھَبُوْنِ (ترجمہ) اے بنی اسرائیل تم میری نعمت کو جو میں نے تم کو دی ہے یاد کرو اور میرے عہد کو پورا کرو۔ میں بھی اپنے عہد کو جو میں نے تم سے کیا ہے پورا کروں گا اور مجھ سے خوف کرو۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا فرماتا ہے یٰبَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ اے یعقوب اسرائیل اللہ کی اولاد اذْکُرُوْا نِعْمَتِیَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتُ عَلَیْکُمْ تم میری نعمت کو جو میں نے تم کو عطا کی ہے یاد کرو اور وہ نعمت یہ ہے کہ میں نے محمدؐ کو پیغمبر کر کے بھیجا ہے اور اسکو تمہارے شہر میں مقیم کیا ہے اور تم کو اسکی طرف جانے اور سفر کرنے کی تکلیف نہیں دی اور اسکی رسالت کی علامتوں اور اسکی سچائی کی دلیلوں کو واضح اور روشن کیا تاکہ اس کا حال تم پر مشتبہ نہ ہو۔ وَاَوْفُوْا بِعَھْدِیْٓ اور تم میرے عہد کو پورا کرو جو میں نے تمہارے باپ دادا سے لیا تھا یعنی میری طرف سے اس زمانے کے پیغمبروں نے لیا تھا اور ان کو حکم دیا تھا کہ اس کو اپنی آیندہ نسلوں کو پہنچائیں اور وہ یہ تھا کہ وہ محمدؐ عربی قرشی ہاشمی پر ایمان لائیں جسکی نشانیاں ظاہر ہو چکی ہیں اور معجزات باہرہ سے ہم نے اس کی تائید کی ہے کہ منجملہ ان آیات ومعجزات کے چند یہ ہیں کہ بکری کے بازوے بریان نے جس میں زہر ملایا گیا تھا۔ اس سے کلام کیا اور بھیڑیے نے اس سے باتیں کیں اور منبر کے ستون نے اس کی مفارقت کے الم میں نالہ وزاری کی اور خدا نے تھوڑے سے کھانے کو اسکی خاطر سے بہت سا کر دیا اور سخت پتھروں کو اس کے لیے نرم کیا اور بہتے پانی کو اسکی خاطر جما کر سخت کر دیا اور انبیائے گزشتہ کو جو آیات ومعجزات عنایت کیے گئے تھے وہی معجزے یا ان سے بہتر اسکو دیے گئے اور علیؑ ابن ابی طالب کو جو کہ اس کے نور کا شریک بھائی اور اس کا رفیق ہے اور اسکی عقل اسکی عقل سے ہے اور اسکا علم اس کے

علم سے ہے اور اس کا حلم اُس کے حلم سے ہے جو اُس کے دشمنوں اور معاندوں کو اپنی دلیل قاہر اور علم فاضل اور فضل کامل سے قطع کرنے کے بعد شمشیر بُران سے اس کے دین کی حمایت اور اعانت کرنیوالا ہے۔ اس کے لیے سب سے اعلٰی نشانی قرار دیا۔ اُوْفِ بِعَھْدِکُمْ میں تمہارے اس عہد کو پورا کرونگا جس کے سبب میں نے اپنے خانہ کرامت اور مقام رحمت میں تمہارے لیے ابدی نعمتیں واجب کر رکھی ہیں وَاِیَّایَ فَارْھَبُوْنِ اور محمدؐ کی مخالفت کرنے میں مجھ سے خوف کرو کیونکہ میں تمہارے دشمنوں کی بلا کو جو مجھ سے تمہاری موافقت رکھنے کی حالت میں تم سے عداوت کریں تم پر سے دُور کرنے کی قدرت رکھتا ہوں اور جب تم میری مخالفت کو اختیار کرو تو وہ مجھ کو تم سے انتقام لینے سے منع نہیں کر سکتے۔

قولہٗ عزّوجل وَاٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلْتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَکُمْ وَلَا تَکُوْنُوْٓا اَوَّلَ کَافِرٍۭ بِہٖ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰیٰتِیْ ثَمَنًا قَلِیْلًا وَّاِیَّایَ فَاتَّقُوْنِ (ترجمہ) اور تم اس کتاب پر ایمان لاؤ جس کو میں نے نازل کیا ہے اور وہ اس کتاب کی جو تمہارے پاس موجود ہے تصدیق کرتی ہے اور تم اس کے ساتھ کافر ہونے اور اس کا انکار کرنے میں سبقت مت کرو اور میری آیتوں کو کم قیمت میں مت بیچو اور مجھ سے ڈرو۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے اسکی تفسیر اس طرح فرمائی کہ اللہ تعالیٰ یہودیوں سے خطاب کر کے فرماتا ہے وَاٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلْتُ اے یہودیو تم اس کتاب پر ایمان لاؤ جو میں نے محمدؐ پر نازل کی ہے۔ جس میں اسکی نبوت کا ذکر اور اس کے بھائی علیؑ اور اسکی ذریت طاہرہ کی امامت کی خبر مندرج ہے مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَکُمْ اور وہ اس کتاب کی تصدیق کرتی ہے جو تمہارے پاس موجود ہے کیونکہ ایسا ہی ذکر تمہاری کتاب (توریت) میں بھی ہے کہ محمدؐ رسول اللہ سردار اولین وآخرین ہے جس کا ناصر ومددگار سید الوصیین خلیفہ رسولؐ رب العالمین فاروق امت باب مدینہ علم وصی رسولؐ رحمت علیؑ ابن ابی طالب علیہ السلام ہے وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰیٰتِیْ ثَمَنًا قَلِیْلًا اور تم میری آیتوں کو جو محمدؐ کی نبوت اور علیؑ اور اس کی عترت طاہرہ کی امامت کے بارے میں نازل ہوئی ہیں تھوڑی سی قیمت میں مت بیچو یعنی یہ کہ محمدؐ کی نبوت اور علیؑ اور ان دونوں کی آلِ اطہار کی امامت کا انکار کرو۔ اور اس کے عوض میں دُنیا کا

زر و مال حاصل کرو اگرچہ یہ مال ظاہر میں بہت ہے مگر میں بے توشہ کرنے والا اور خسارے میں ڈالنے والا اور ہلاک کرنے والا ہوں وَاِیَّایَ فَاتَّقُوْنِ اور تم محمدؐ کی نبوّت اور اس کے وصی کی وصایت کے معاملے میں مجھ سے خوف کرو۔ کیونکہ اگر تم خوف کرو گے تو تم اس نبیؐ کی نبوّت اور اس کے وصی کی وصایت میں رد و قدح نہ کرو گے۔ بلکہ خدا کی حجتیں تم پر قائم ہو چکی ہیں اور اس کی دلیلیں اور اس کے ذریعے تم پر واضح اور روشن کیے گئے ہیں کہ انھوں نے تمھارے عذروں کو قطع کر دیا اور تمھارے مکروں اور فریبوں کو باطل کر دیا ہے۔

بعدازاں حضرتؑ نے فرمایا کہ شہر مدینہ کے ان یہودیوں نے حضرت محمدؐ کی نبوّت کا انکار کیا تھا اور آنحضرتؐ کی خیانت کی تھی اور کہتے تھے کہ ہم کو اچھی طرح معلوم ہے کہ محمدؐ پیغمبر ہے اور علیؑ اس کا وصی ہے لیکن محمدؐ تم وہ پیغمبر اور اے علیؑ تم وہ وصیِ رسولؐ نہیں ہو۔ اِس لیے اللہ تعالیٰ نے اِن کے لباسوں کو جو وہ پہنے تھے اور ان کے موزوں کو جو اُن کے پاؤں میں پڑے ہوئے تھے۔ بولنے کی طاقت عطا کی اور ہر ایک کپڑا اور موزہ اپنے پہننے والے سے کہتا تھا۔ اے دشمنِ خدا تو جھوٹا ہے یہی محمدؐ پیغمبر خدا ہے اور یہی علیؑ وصی رسولؐ ہے اگر اللہ تعالیٰ ہم کو اجازت عطا فرمائے تو ہم تم کو بھینچ بھینچ کر اور کاٹ کاٹ کر قتل کر ڈالیں۔ رسولِ خداؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اُن کو مہلت دے گا کیونکہ وہ جانتا ہے کہ عنقریب اُن کی نسل سے مومن اور پاکیزہ اولادیں پیدا ہوں گی اور اگر اُن سے جُدا ہو گئے ہوتے تو بیشک اُن کو عذاب دردناک میں مبتلا کرتا۔ نیز جلدی وہی شخص کیا کرتا ہے جس کو موقع کے فوت ہونے اور ہاتھ سے نکل جانے کا خوف ہوتا ہے۔

قولہ عزّوجلّ وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ

وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ۝ اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ وَ اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَاَنَّهُمْ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ۝ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَنِّيْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى

الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِيْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْـًٔا وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ۝ وَاِذْ نَجَّيْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ يُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ وَفِيْ ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ ۝ (ترجمہ) اور حق کو باطل کے ساتھ مت ملاؤ اور حق کو مت چھپاؤ۔ حالانکہ تم جانتے ہو (کہ یہی پیغمبر ہے جس کا توریت میں ذکر ہے) اور نماز کو قائم کرو (پڑھو) اور زکوٰۃ دو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو آیا تم لوگوں کو نیکی کرنے کا حکم دیتے ہو۔ اور خود اپنے نفسوں کو بھولتے ہو۔ حالانکہ تم کتاب کو پڑھتے ہو۔ کیا تم نہیں سمجھتے اور تم صبر اور نماز سے مدد چاہو (اپنے مقاصد دنیا و آخرت میں) اور وہ نماز لوگوں کو گراں اور بھاری معلوم ہوتی ہے۔ مگر ان عاجزی اور خشوع و خضوع کرنے والوں کو بھاری معلوم نہیں ہوتی جو گمان کرتے ہیں کہ ہم خدا سے ملاقات کرنے والے ہیں اور ہم اس کی طرف رجوع کرنے والے ہیں۔ اے اولادِ یعقوبؑ تم میری اُس نعمت کو یاد کرو۔ جو میں نے تم کو عطا کی ہے اور میں نے تم کو تمام عالم پر فضیلت دی ہے۔ اور اُس دن سے ڈرو جبکہ کوئی شخص کسی شخص کے عوض کچھ نہ دے سکے گا۔ اور اس کی طرف سے کوئی سفارش قبول نہ کی جائے گی اور اُس سے کوئی فدیہ نہ لیا جائیگا اور نہ اُن کو کسی قسم کی مدد ملے گی اور اُس وقت کو یاد کرو جبکہ ہم نے تم کو آلِ فرعون کے ہاتھوں سے نجات دی جو کہ تم کو سخت عذاب پہنچاتے تھے کہ تمھارے بیٹوں کو ذبح کر ڈالتے تھے اور عورتوں کو زندہ رکھتے تھے۔ اور اس امر میں تمھارے پروردگار کی طرف سے بڑی آزمائش تھی۔

امام حسن عسکری علیہ السّلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان آیتوں میں یہودیوں کی ایک قوم کو خطاب کرتا ہے جو حق کو باطل کے ساتھ ملاتے تھے۔ اس طور سے کہ وہ گمان کرتے تھے کہ محمدؐ پیغمبر ہے اور علیؑ اس کا وصی ہے۔ مگر وہ اس وقت سے پانچسو برس کے بعد ہونگے اس لیے جنابِ رسالتمآبؐ نے اُن سے ارشاد فرمایا کہ آیا تم میرے اور اپنے درمیان توریت کے فیصلے پر راضی ہو۔ انھوں نے عرض کی ہاں ہم راضی ہیں یہ کہہ کر وہ توریت لے آئے اور جو کچھ اس میں لکھا تھا اس کے خلاف

پڑھنا شروع کیا تب اللہ تعالیٰ نے اس کتاب کو جو دو قاریوں کے ہاتھ میں تھی ایک طرف ایک کے ہاتھ میں اور دوسری طرف دوسرے قاری کے ہاتھ میں ایک اژدہا کی صورت میں منقلب کر دیا جس کے دو سر تھے اور ہر ایک سر سے قاری کے دائیں ہاتھ کو جس میں وہ تھامے ہوئے تھا پکڑ لیا اور اُن کو چبانا اور ریزہ ریزہ کرنا شروع کیا اور دونوں شخص چیختے اور فریاد و زاری کرتے تھے اور وہاں اور صحیفے بھی موجود تھے۔ وہ قدرت خدا سے گویا ہوئے اور کہنے لگے کہ تم دونوں اسی عذاب میں مبتلا رہو گے۔ جبتک کہ محمدؐ اور اسکی نبوت اور علیؑ اور اسکی امامت کے اوصاف جو اس میں درج ہیں۔ انکو تنزیلِ الٰہی کے موافق درست اور صحیح نہ پڑھو گے۔ تب ان دونوں قاریوں نے صحیح صحیح پڑھا اور رسولِ خداؐ پر ایمان لائے اور علیؑ ولی خدا اور وصی رسول اللہؐ کی امامت کے معتقد ہوئے۔ پس خدا نے فرمایا وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ یعنی حق کو باطل کیساتھ غلط ملط مت کرو اس طرح سے کہ محمدؐ اور علیؑ کا ایک صورت سے تو اقرار کرو اور ایک صورت سے ان دونوں کا انکار کرو وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ اور اس کی نبوت اور اسکی امامت کی نسبت امر حق کو پوشیدہ کرو۔ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ حالانکہ تم جانتے ہو کہ ہم اس کو پوشیدہ کرتے ہیں اور اپنے علموں اور عقلوں سے مباحثہ اور معارضہ کرتے ہو۔ مگر جبکہ خدا نے تمھاری خبر دنکو تم پر حجت ٹھہرایا اور تم نے ان کا انکار کیا تو اس طرح سے اسکی حجت باطل نہ ہوگی بلکہ دوسری طرح سے اسکو تم پر قائم کریگا اور تم کسی طرح اپنے پروردگار پر غلبہ نہ پا سکو گے۔

بعد ازاں خدا ان لوگوں سے فرماتا ہے وَأَقِيمُوا الصَّلَوٰةَ وَآتُوا الزَّكَوٰةَ وَارْكَعُوا مَعَ الرَّاكِعِينَ اور نماز پڑھو اور زکوٰۃ دو اور رکوع کرنیوالوں کے ہمراہ رکوع کرو۔ یعنی نماز واجبی کو جو حضرت محمدؐ خدا کی طرف سے لائے ہیں ادا کرو۔ نیز محمدؐ اور ان کی آل اطہار پر کہ علیؑ اُن کے سردار اور اُن میں سب سے افضل ہیں درود بھیجو اور اپنے مالوں کی زکوٰۃ ادا کرو جبکہ واجب ہو اور بدنوں کی زکوٰۃ دو جبکہ لازم ہو جائے اور اپنی معونت اور امداد کی زکوٰۃ نکالو۔ جبکہ کوئی اس کی درخواست کرے اور رکوع کرنیوالوں کے ساتھ رکوع کرو۔ یعنی ان لوگوں کے ہمراہ جو بہترین اولیاء اللہ یعنی محمدؐ نبی اللہ اور علیؑ ولی اللہ اور ائمہؑ جو ان دونوں کے بعد سرداران اصفیاء اللہ ہیں خدائے عزوجل کی عظمت و جلالت کے آگے متواضع ہوتے ہیں تواضع

فضائل نماز و زکوٰۃ

اور فروتنی کریں۔

اور جناب رسالت مآبؐ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو کوئی پانچوں نمازیں ادا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے اُن گناہوں کو جو اُس نے کوئی سی دو نمازوں کے مابین کیے ہیں معاف کر دیتا ہے اور اس شخص کا حال اس شخص کا سا ہے جس کے دروازے پر نہر جاری ہو اور وہ اس میں ہر روز پانچ دفعہ غسل کرتا ہو اور کسی قسم کی میل کچیل اس کے جسم پر باقی نہ رہے اسی طرح اسکے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ سوائے موبقات یعنی گناہانِ ہلاک کنندہ کے جیسے انکارِ نبوت و امامت یا برادرانِ مومنین پر ظلم کرنا یا تقیہ کا ترک کرنا جبکہ اس کے ترک کرنے سے اپنے نفس کو یا اپنے برادرانِ مومنین کو کسی قسم کا ضرر پہنچے اور جو کوئی اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرتا ہے وہ اپنے گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے اور جو کوئی اپنے بدن کی زکوٰۃ ادا کرتا ہے اس طرح سے کہ اپنے مومن بھائی سے کسی ظالم کے ظلم کو رفع کرے یا اگر کسی مومن بھائی کا اسباب اس کی سواری پر سے گر پڑا ہو اور اس کے تلف ہونے یا سخت نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو اس کے لدوانے اور اٹھوانے میں اس کی مدد کرے اس کا ثواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ میدان قیامت میں فرشتوں کو مقرر کرے گا کہ وہ شعلہ ہائے آتش کو اس سے دور کریں اور تحفہ ہائے جنت اس کے روبرو پیش کریں اور مقام رحمت و رضوان الٰہی کی طرف اس کو اٹھا کر لے جائیں۔ اور جو کوئی اپنے جاہ و منصب کی زکوٰۃ ادا کرے اس طرح پر کہ اپنے مومن بھائی کی حاجت کیلئے کسی سے التماس کرے اور اسکی حاجت پوری ہو جائے یا کسی بیوقوف کتے کو جو کسی مومن پر حملہ کیے آ رہا تھا پتھر مار کر ہٹا دے اس کا ثواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ میدان حشر میں بے شمار فرشتوں کو جن کی تعداد خدا کے سوا اور کوئی نہیں جانتا اس شخص پر مبعوث کریگا اور ان فرشتوں کی مجالس بادشاہ جبار و کریم و غفار کی درگاہ میں اس شخص کی بابت مخصوص اور باعزت سمجھی جائیگی اور اسکی نسبت ان کے کلام پسند کیے جائیں گے اور وہ فرشتے اسکی بہت مدح و ثنا کریں گے اور اللہ تعالیٰ ان کے ہر قول کے عوض وہ چیز اس شخص کے لیے مقرر فرمائیگا جو اس تمام دنیا سے لاکھ گنی زیادہ ہوگی۔

اور جو کوئی تواضع کرنیوالوں کے ساتھ تواضع کرے اور نبوت محمدؐ اور علیؑ اور ان کی آل اطہار کی ولایت کا اقرار کرے اور اپنے مومن بھائیوں سے بتواضع پیش آئے اور کشادہ روئی

اور خندہ پیشانی کے ساتھ ان سے ملے اور اُن سے ایسا مانوس ہو کہ جُوں جُوں اُن سے مروت و احسان زیادہ کرے اُنس اور تواضع میں بھی زیادتی کرتا جائے اللہ تعالیٰ ایسے شخص پر اپنے بُزرگ اور مُقرّب ملائکہ کے سامنے جو عرش کے اُٹھانے والے اور جو اسکے گرد طواف کرتے ہیں بہت فخر و مُباہات کرتا ہے اور فرماتا ہے کیا تم میرے اس بندے کو جو میرے جلال عظمت کے آگے تواضع اور فروتنی کرتا ہے دیکھتے ہو کہ اس نے اپنے نفس کو اپنے محتاج مومن بھائی کے برابر کیا ہے اور اس کی عزت کی ہے اور جُوں جُوں اس سے زیادہ نیکی کرتا ہے اس کی تواضع اور فروتنی بڑھتی جاتی ہے میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے اس کے اپنے مومن بھائی سے تواضع سے پیش آنے کے عوض اپنی جنت اور رحمت اور خوشنودی کو اس قدر اس کے لیے واجب کیا کہ آرزو کرنے والے کی آرزو اس سے قاصر ہے اور اس کو بہشت میں محمدؐ سید الوریٰ اور علی المرتضیٰؑ اور اسکی عترت کے نیکو کاروں کی جو تاریکی میں مثل چراغوں کی ہیں صحبت اور برکت عطا کروں گا۔ اور یہ امر اس کو بہشت کی نعمتوں کی نسبت زیادہ پسند ہے اور اگرچہ اس کو برادر مومن کی تواضع کرنے کا اس سے لاکھ گُنا عوض دیا جائے۔

پھر خدا یہودیوں کے سرکش اور منافق گروہ سے جو مالوں کو کہ جو محتاجوں اور فقیروں کا حق تھا روکتے تھے حالانکہ خود غنی اور مالدار تھے اور لوگوں کو نیکی کرنیکے لیے کہتے تھے اور خود اس کے تارک تھے اوروں کو بدی سے منع کرتے تھے اور آپ اسکے مرتکب ہوتے تھے خطاب کر کے فرماتا ہے اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ آیا تم لوگوں کو نیکی کرنیکا حکم دیتے ہو کہ صدقے دو۔ اور امانتیں ادا کرو وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ اور اپنے نفسوں کو بھول جاتے ہو کیا تم اس بات کو جس کا اوروں کو حکم دیتے ہو خود نہیں سمجھتے وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ حالانکہ کتاب توریت کو پڑھتے ہو جو نیکیاں کرنے کا حکم دیتی ہے اور بُرے کاموں سے منع کرتی ہے اور سرکشوں اور نافرمانوں کو جو عذاب دیا جائے گا اور فرمانبرداروں اور راہِ خدا میں جد و جہد کرنے والوں کو جو شرفِ عظیم خداوند متعال کی طرف سے عطا ہوگا۔ اس کی خبر دیتی ہے اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ کیا تم اِس عذاب کو نہیں سمجھتے جس میں تم اس عمل کے باعث مبتلا ہو گے کہ جو کام خود نہیں کرتے اُسکے کرنے کا اوروں کو حکم دیتے ہو اور بُرے کاموں سے اوروں کو

منع کرتے ہو اور خود ان کے مرتکب ہو کر ہلاک ہوتے ہو اور یہ یہودیوں کے رؤساء اور علماء کا گروہ تھا کہ وُہ صدقات اور خیرات کے مالوں کو بند کر کے خود کھا گئے تھے۔ اور کچھ حصّہ الگ کر رکھا تھا۔ پھر جناب رسالت مآبؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کی قوم کے عام لوگ بھی وہاں آکر جمع ہوئے اور کہتے تھے کہ محمدؐ اپنی حد سے بڑھ گیا ہے اور اس چیز کا دعوےٰ کرتا ہے جو اس کو شایاں نہیں ہے۔ غرض سب کے سب آنحضرتؐ کی طرف روانہ ہوئے اور عوام الناس اپنے دِلوں میں یہ ٹھانے ہوئے تھے کہ آنحضرتؐ سے لڑائی کریں اور ان کو قتل کر ڈالیں۔ اگرچہ وُہ اپنے جمہور صحابہ کے درمیان موجود ہوں اور پھر ان حوادث کی جو اس قتل کے سبب وقُوع میں آئیں کچھ پرواہ نہ کریں۔ آخر کار وُہ آنحضرتؐ کے سامنے حاضر ہوئے اور ان کے رئیسوں نے ان سے صلاح کر رکھی تھی کہ جب ہم آنحضرتؐ کو لاجواب کر دیں تو تم تلواریں کھینچ کر اُن پر حملہ کرنا۔ الغرض اُن کے رؤسا نے حضرتؐ سے کہا اے محمدؐ تو اپنے آپ کو موسیٰؑ اور تمام پیغمبرانِ گزشتہ کی طرح پیغمبر جانتا ہے۔ حضرتؐ نے جواب دیا بیشک میں رسُولِ خدا ہوں۔ رہی یہ بات کہ میں موسیٰؑ اور دیگر انبیاء کی نظیر ہوں۔ سو میں اس بات کا قائل نہیں ہوں اور خدا نے جو میری قدر و منزلت بڑھائی ہے۔ یہ بات کہہ کر اسکو صغیر اور حقیر نہیں کرتا۔ بلکہ میرے پروردگار نے یہ فرمایا ہے کہ اے محمدؐ تجھ کو تمام انبیاء و رُسل اور ملائکہ پر اس طرح فضیلت ہے۔ جس طرح مجھ کو کہ میں ربّ العزت ہوں۔ میری تمام مخلوقات پر اور اسی طرح خُدا نے موسیٰؑ سے فرمایا تھا جبکہ انھوں نے گمان کیا تھا کہ میں تمام اہلِ عالم سے افضل ہوں۔ یہ کلام خیر الانام ان یہودیوں کو نہایت شاق گزرا اور وُہ تلواریں سونت کر آنحضرتؐ کے قتل پر آمادہ ہوئے۔ قدرت خدا سے ہر ایک کے ہاتھ پیٹھ کی طرف خشک ہو کر رہ گئے گویا مُشکیں بندھی ہُوئی ہیں اور ذرا حرکت نہ دے سکتے تھے۔ یہ حال دیکھ کر نہایت حیران ہُوتے۔ جب حضرتؐ نے اُن کو متحیر پایا۔ فرمایا جزع و فزع مت کرو۔ خدا نے جو سلوک تم سے کیا بہت خوب ہے کہ تم کو اپنے ولی پر حملہ کرنے سے باز رکھا اور تم کو حبس کیا تاکہ تم محمدؐ کی نبوّت اور اس کے بھائی کی وصایت کے باب میں اس کی حُجّت کو سُنو۔ بعد ازاں فرمایا اے گروہ یہود یہ تمھارے سردار کافر ہیں اور تمھارے مالوں کو تم سے روکتے ہیں اور تمھارے حقوق کو

کم کرتے ہیں اور اس مال میں سے باقی مال کی تقسیم میں تم پر ظلم کرتے ہیں کسی کو گھٹاتے ہیں اور کسی کو بڑھاتے ہیں۔ یہ سُن کر رؤسا یہود نے عرض کی اے محمدؐ اب اپنی نبوت اور اپنے بھائی کی وصایت کی دلیلیں بیان کر تیرے یہ دعوے باطل ہیں اور محض ہماری قوم کو ہماری مخالفت پر برانگیختہ کرنا مقصود ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا ہرگز نہیں۔ مگر ہاں خدا نے مجھ کو اجازت دی ہے کہ جن مالوں کے اُوپر ان ضعیف لوگوں اور ان کے رشتہ داروں نے مُہریں کی ہیں ان کو طلب کروں اور وُہ اسی وقت یہاں میرے رُوبرو حاضر ہوں اور تمہارے بہی کھاتوں کو منگاؤں اور خدا اُن کو میرے پاس موجود کرے اور جن سے تم نے ان مساکین کے مال اُڑانے میں اتفاق کر رکھا ہے ان کو طلب کروں اور ان کے اعضائے بدنی مالوں کے قطع و برید کی گواہی دیں اور اسی طرح تمہارے اعضا تمہارے مال اُڑانے کی شہادت دیں۔ **بعد ازاں** ارشاد فرمایا اے فرشتگانِ پروردگار ان ظالموں نے اپنی قوم کے عام لوگوں کے مالوں میں سے جس جس قسم کے مال اُڑائے ہیں۔ ان کو میرے پاس حاضر کرو۔ اسی وقت درہم و دینار کی تھیلیاں۔ کپڑے۔ حیوانات اور انواع و اقسام کے مال ان یہودیوں پر اُترنے لگے اور آکر ان کے سامنے ٹھہر گئے۔ پھر فرمایا اے فرشتو ان ظالموں کی بہیاں لاؤ جن سے انھوں نے ان محتاجوں کو مغالطہ میں ڈالا ہے۔ فوراً حساب کے کاغذات اُترنے شروع ہوئے۔ جب وُہ زمین پر آکر ٹھہرے فرمایا ان کاغذوں کو ہاتھ میں لو فرشتوں نے لے کر ہر شخص کا حصہ جُدا جُدا پڑھ کر سُنایا۔ پھر فرمایا اے فرشتو ان میں سے ہر شخص کے نام کے نیچے اس رقم کو درج کرو۔ جو انھوں نے ان کے مالوں میں سے چرائی ہیں اور اسکو ظاہر کرو۔ غرض صحیح حساب ظاہر ہو گیا۔ بلکہ ہر ایک شخص کے حصے کی مقدار معلوم ہو گئی اور معلوم ہوا کہ جتنا روپیہ انھوں نے حق داروں کو دیا ہے۔ اس سے دس گُنا خود خُرد برد کر گئے ہیں۔ پھر ارشاد فرمایا اے فرشتو ان موجودہ مالوں کو جُدا جُدا کرو۔ جو مال کہ اس صاحب مال اور ان ظالموں کی دستبُرد سے فاضل بچتا ہو۔ اس کو ہم حقدار کو پہنچا دیں گے۔ پس وُہ مال حرکت میں آئے اور ایک دُوسرے سے الگ ہونے لگے۔ یہاں تک کہ جس طرح حساب کی بہیوں میں درج تھے اس کے موافق جُدا جُدا ہو گئے اور ظاہر ہو گیا کہ انھوں نے اس مال کو چرایا اور اُڑایا ہے

حضرتؐ نے جو لوگ کہ وہاں موجود تھے ان کا حق ان کو دیدیا اور جو وہاں موجود نہ تھے ان کو بُلوا کر ان کا حق عطا فرمایا اور جو مر گئے تھے۔ ان کا حق ان کے وارثوں کو پہنچا دیا اور خدا نے رؤسا یہود کو رُسوا کیا اور بعض رؤسا اور بعض عوام پر شقاوت غالب ہوئی (اور وُہ ایمان نہ لائے) اور بعض کو حق تعالیٰ نے اِس بلا سے محفوظ رکھا اور وہ ایمان لائے الغرض جن سرداروں نے مسلمان ہونے کا ارادہ کیا تھا بولے اے محمدؐ ہم شہادت دیتے ہیں کہ تو نبی افضل ہے اور تیرا یہ بھائی وصی اجل و اکمل ہے خدا نے ہم کو ہمارے گناہوں کے سبب سے رسوا کیا۔ فرمائیے اگر ہم توبہ کریں اور اپنی پہلی حرکتوں سے باز آئیں تو ہمارا کیا حال ہوگا حضرتؐ نے فرمایا اگر تم ایسا کرو گے تو بہشت میں ہمارے رفیق ہو گے اور دُنیا و دین میں ہمارے بھائی سمجھے جاؤ گے اور خدا تمہارے رزقوں کو فراخ کریگا اور جو مال تم سے اسوقت لیے گئے ہیں ان سے چند در چند تم کو مرحمت ہوگا اور یہ لوگ تمہاری اُس وقت کی رُسوائی کو بھول جائیں گے اور ان میں سے کوئی بھی اس کا ذکر نہ کریگا۔ یہ ارشاد سُن کر وُہ سردار پکارے ہم گواہی دیتے ہیں کہ اللہ واحد اور لاشریک ہے اور اے محمدؐ تو اس کا بندہ اور رسُول اور برگزیدہ اور خلیل ہے اور علیؑ تیرا بھائی اور وزیر اور تیرے دین کا قائم کرنے والا اور تیرا نائب اور تیری طرف سے جنگ کرنیوالا ہے اور اس کا مرتبہ تیری نسبت ایسا ہے جیسے ہارونؑ کا مرتبہ موسیٰؑ کی نسبت تھا مگر اتنا فرق کہ تیرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ ان یہودیوں کے یہ کلمات سُن کر حضرتؐ نے فرمایا تم نجات و رُستگاری پانے والے ہو۔

اب اللہ تعالیٰ تمام یہودیوں اور کافروں اور اسلام کے اظہار کرنیوالوں سے خطاب کر کے فرماتا ہے اِسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ اور تم صبر اور نماز سے مدد مانگو یعنی امانتوں کے ادا کرنے میں حرام سے بچنے اور باطل حکومتوں در اقرار نبوت محمدؐ و وصایت علیؑ اور ان دونوں کی خدمت بجالانے اور اس شخص کی خدمت کرنے پر جس کی نسبت یہ دونوں (محمدؐ و علیؑ) تم کو حکم کریں صبر کرنے سے مدد مانگو۔ اس خدمت کے بجالانے سے تم خوشنودیٔ الٰہی اور مغفرت اور جوارِ رحمت خداوندی میں بہشت کی ابدی نعمتوں میں اور برگزیدہ مومنین کی رفاقت اور محمدؐ سردار اولین و آخرین اور علیؑ سید الوصیین کی عترت اور سادات اخیار و منتخبین یعنی ائمہؑ طیبین و طاہرین کی طرف نظر کرنے سے بہرہ ور ہونے کے مستحق اور سزاوار ہو گے۔ کیونکہ یہ

بات باقی تمام بہشتی نعمتوں کی نسبت تمہاری آنکھوں کو زیادہ خنک کرنے والی اور تمہارے سرور کو کامل تر طور پر پورا کرنے والی اور تمہاری ہدایت کی زیادہ تکمیل کرنے والی ہے۔ نیز نماز پنجگانہ کے ادا کرنے اور محمدؐ وآلِ محمدؐ پر درود بھیجنے سے اپنی نماز کے جناتِ نعیم سے قریب ہونے پر مدد طلب کرو وَاِنَّهَا اور یہ فعل یعنی نماز پنجگانہ کا ادا کرنا اور محمدؐ وآلِ محمدؐ پر درود بھیجنا جبکہ ان کے احکام کا پابند اور پیروکار ہو اور ان کے پوشیدہ اور ظاہر پر ایمان رکھتا ہو اور ان کے باب میں چون وچرا کا تارک ہو لَكَبِيرَةٌ بیشک دشوار اور نہایت ناگوار گزرتا ہے۔ اِلَّا عَلَى الْخَاشِعِينَ سوائے اُن لوگوں کے کہ جو خدا کے بزرگ تر فرض میں اُسکی مخالفت اور اُس کے عذاب وعقاب سے خوف کرتے ہیں۔ اب ان خوف کرنیوالوں کا وصف بیان فرماتا ہے اَلَّذِينَ يَظُنُّونَ اَنَّهُمْ مُلٰقُوا رَبِّهِمْ وہ لوگ جو گمان غالب رکھتے ہیں کہ ہم اپنے پروردگار سے ملاقات کرنے کے جو کہ بندوں کے لیے خدا کی سب کرامتوں سے بڑھ کر ہے اور يَظُنُّونَ (یعنی گمان کرتے ہیں) اس لیے فرمایا کہ وہ بندے بالیقین یہ نہیں جانتے کہ ہمارا انجام کیا ہوگا اور خاتمۂ آخرت ان کی نظروں سے پوشیدہ ہے وَاَنَّهُمْ اِلَيْهِ رَاجِعُونَ اور یہ گمان کرتے ہیں کہ ہم اسکی طرف رجوع کرینگے یعنی اپنے ایمان اور خشوع وخضوع کے سبب کرامات خدا اور اسکی جنت کی نعمتوں کی طرف بازگشت کرینگے اور یہ بات ان کو یقینی طور پر معلوم نہیں ہے کیونکہ وہ اپنی حالت کے تغیر وتبدل سے مامون ومصئون نہیں ہیں۔

اور جناب رسالت مآبؐ نے فرمایا ہے کہ مومن اپنے انجام کی برائی سے ہمیشہ خائف رہتا ہے اور اس کو رضوان الٰہی سے واصل اور ملحق ہونے کا کبھی یقین نہیں ہوتا جبتک کہ نزع کا وقت نہیں آتا اور ملک الموت قبض روح کے لیے اس کے سامنے ظاہر نہیں ہوتا اُسوقت اس کا خوف جاتا رہتا ہے اور رضوان الٰہی سے واصل ہونے کا اس کو یقین ہو جاتا ہے اس کا باعث یہ ہے کہ ملک الموت مومن کے پاس آتا ہے اور وہ اپنی شدت مرض میں گرفتار ہونے اور اپنے مال ومنال کے چھوڑنے اور اپنے اہل معاملہ اور اہل وعیال کے باب میں مضطرب ہونے اور اپنے نفس میں طرح طرح کی حسرتوں کے باقی رہ جانے اور اپنی باقی مرادوں اور آرزوؤں کے منقطع ہونے کے سبب نہایت تنگ دل اور سینہ فگار ہوتا ہے۔ یہ حال دیکھ کر ملک الموت

اس سے کہتا ہے تو کس لیے اس غم وغصہ میں مبتلا ہے مومن جواب دیتا ہے کہ اپنے احوال کے مضطرب ہونے اور تیرے میری سب آرزوؤں کو منقطع کرنیکے سبب تب ملک الموت اس سے کہتا ہے کہ آیا عقلمند آدمی ایک کھوٹے درہم کے گم ہو جانے سے غمگین ہوا کرتا ہے! جس کے عوض میں اس کو تمام دنیا سے دس لاکھ گنا مال مل جائے۔ مومن جواب دیتا ہے کہ نہیں یہ جواب سن کر ملک الموت اس سے کہتا ہے کہ تو اوپر کی طرف نظر اٹھا کر دیکھ جب وہ اوپر کو نگاہ کرتا ہے تو بہشت کے درجات اور اسکے مکانات دیکھتا ہے کہ تمام آرزوئیں ان سے قاصر اور کوتاہ ہیں اور ملک الموت اس سے کہتا ہے۔ یہ تیری منزلیں ہیں یہ تیری نعمتیں ہیں یہ تیرے مال ہیں یہ تیرے اہل وعیال ہیں اور دنیا میں تیرے عیال واطفال میں سے جو جو نیک اور صالح ہیں وہ بھی بہشت میں تیرے ہمراہ ہوں گے۔ اب بتا ان دنیاوی چیزوں کے عوض میں بہشت کی یہ نعمتیں لے کر بھی تو خوش ہوا وہ مومن جواب دیتا ہے۔ خدا کی قسم میں خوشنود اور رضامند ہوا۔ بعد ازاں ملک الموت اس سے کہتا ہے کہ نظر اٹھا جب وہ نظر اٹھاتا ہے تو محمدؐ اور علیؑ اور ان کی آل اطہار کو اعلیٰ علیین میں دیکھتا ہے اس وقت ملک الموت کہتا ہے دیکھ یہ تیرے سردار اور پیشوا ہیں اور یہ سب وہاں تیرے جلیس اور انیس ہوں گے۔ بتا ان لوگوں کے عوض جن سے تو مفارقت کیے جاتا ہے اب بھی خوشنود ورضامند ہوا مومن جواب دیتا ہے ہاں خدا کی قسم میں خوش ہوا اسی مطلب کو اللہ تعالیٰ اپنے کلام پاک میں اس طرح بیان فرماتا ہے۔

پارہ ۲۴ سورہ حم سجدہ ع ۴

اِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَاَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ یعنی جو لوگ کہتے ہیں کہ اللہ ہمارا پروردگار ہے اور اس قول پر ثابت اور قائم رہتے ہیں۔ ان پر فرشتے نازل ہوتے ہیں اور ان کو تسلی دیتے ہیں کہ تم کچھ خوف نہ کرو اور اپنے مالوں کا کچھ غم نہ کھاؤ تم کو ان کا پورا عوض مل گیا ہے اور جو عیال واطفال پیچھے چھوڑ چلے ہو ان کے لیے محزون ومغموم مت ہو۔ یہ چیزیں جو جنت میں تم نے اس وقت مشاہدہ کی ہیں ان کے عوض میں تم کو ملی ہیں اور حسین جنت کا تم کو وعدہ دیا گیا ہے اس سے خوش حال اور فرحناک ہو یہ تمہارے مکانات ہیں اور یہ تمہارے سردار اور انیس وجلیس ہیں۔

پھر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِیَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتُ عَلَیْكُمْ وَاَنِّیْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِیْنَ امام علیہ السّلام نے فرمایا کہ خدا فرماتا ہے کہ اے اولاد یعقوبؑ تم میری نعمتوں کو جو میں نے تم کو عطا کی ہیں یاد کرو کہ تمھاری گزشتہ نسلوں کی طرف موسیٰؑ اور ہارونؑ کو پیغمبر کر کے بھیجا اور نبوّت محمدؐ اور وصایت علیؑ اور ان کی عترت طاہرؑ کی امامت کی طرف ہدایت کی اور اس امر پر تم سے عہد و پیمان لیے گئے کہ اگر تم ان عہدوں کو پورا کرو گے تو تم بہشتوں کے بادشاہ اور خدا کی کرامتوں اور اسکی خوشنودی کے حقدار ٹھہرو گے اور میں نے تم کو اہلِ عالم پر فضیلت دی یعنی یہ بات میں نے تمھارے اسلاف سے کی کہ ان کو دینی اور دنیاوی طور پر فضیلت دی فضیلت دینی تو یہ کہ انھوں نے محمدؐ و علیؑ اور انکی آلؑ اطہار کی ولایت اور محبت کو قبول کیا اور دنیاوی فضیلت یہ کہ میں نے اُن پر بادلوں کا سایہ کیا اور من و سلویٰ کو اُن پر نازل کیا اور پتھروں میں سے آبِ شیریں نکال کر ان کو سیراب کیا اور دریا کو اُن کیلئے شق کیا اور ان کو نجات دی اور اُن کے دشمنوں فرعون اور اسکی قوم کو غرق کیا اور امورِ مذکور کے باعث انکو اُن کے اہلِ عصر پر جو انکے طریق کے مخالف اور اُنکے راستے سے جدا تھے فضیلت دی اب خدائے عزّوجل فرماتا ہے کہ جب میں نے ولایت محمدؐ و آلِ محمدؐ کے باعث اُس زمانے میں تمھارے پہلے بزرگوں کے ساتھ یہ سلوک کیا اس لیے سزاوار اور مناسب ہے کہ اب اس زمانے میں تم کو زیادہ فضیلت عطا کروں اگر تم اس عہد کو جو تم سے لیا گیا ہے پورا کرو۔ پھر فرماتا ہے وَاتَّقُوْا یَوْمًا لَّا تَجْزِیْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَیْـًٔا اور اُس روز سے ڈرو جبکہ کوئی نفس کسی نفس سے کوئی تکلیف رفع نہ کر سکے گا یعنی وقتِ نزع عذاب کو جس کا وہ سزاوار ہے اُس سے رفع نہ کرے گا۔ وَلَا یُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ اور اس کی طرف سے کوئی سفارش قبول نہ ہوگی یعنی اگر کوئی اس کے لیے تاخیرِ موت کی سفارش کرے تو ہرگز قبول نہ ہوگی وَلَا یُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ اور اس کے عوض کوئی فدیہ نہ لیا جائے گا کہ وہ (فدیہ) مر جائے اور اس کو چھوڑ دیا جائے۔

اور جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ جس دن کا اس آیت میں ذکر ہے اُس سے موت کا دن مراد ہے کہ کسی کی سفارش اور صدقہ اور فدیہ اُس روز کچھ فائدہ نہیں

دیتا مگر ہاں قیامت کے دن ہم اور ہمارے اہلبیت اپنے شیعوں سے ہر قسم کی تکلیف کو رفع کرینگے۔ اعراف پر جو جنّت اور دوزخ کے مابین ایک مقام ہے محمدؐ اور علیؑ اور حسنؑ اور حسینؑ اور انکی آلِ اطہار تشریف فرما ہونگے اور میدانِ قیامت میں اپنے بعض تقصیروار شیعوں کو سختیوں اور شدّتوں میں گرفتار دیکھیں گے۔ تب ہم اپنے نیک اور برگزیدہ شیعوں مثل سلمانؓ مقدادؓ۔ ابوذرؓ۔ عمارؓ اور ان کے امثال کو جوان کے بعد کے زمانے میں ہوئے ہونگے۔ اُن کی طرف بھیجیں گے۔ وہ فوراً باز اور شکروں کی طرح جھپٹیں گے اور اس طرح ان کو وہاں سے اُٹھا لائیں گے جیسے باز اور شکرے اپنے شکار کو اُٹھا لاتے ہیں اور جھٹ پٹ لے جا کر اُن کو جنّت میں پہنچا دیں گے۔ پھر ہم اپنے دیگر محبّوں پر اپنے اور نیک شیعوں کو مقرر کر دینگے کہ وہ مثل کبوتر کے ان کی طرح جائیں گے اور اس طرح انکو اُٹھا لائیں گے جس طرح پرندے دانوں کو چگ لیتے ہیں اور لا کر ہمارے سامنے بہشت میں چھوڑ دینگے۔ تھوڑی دیر کے بعد ہمارے شیعوں میں سے جو ہماری دوستی اور تقیہ کے بجا لانے اور حقوق برادرانِ مومنین کے ادا کرنے کے بعد دیگر اعمال میں کمی اور تقصیر کرتے تھے۔ ایک ایک کو لایا جائیگا اور اس کے مقابل میں سَو سے لے کر لاکھ تک ناصبیوں کو کھڑا کیا جائیگا اور اس مومن سے کہا جائیگا کہ یہ ناصبی آتشِ دوزخ سے تجھ کو رہا کرنے کیلئے تیرا فدیہ ہیں۔ پھر ان سب مومنوں کو جنّت میں داخل کیا جائے گا اور ان نواصب کو دوزخ میں اور آیہ رُبَمَا یَوَدُّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِیْنَ سے بھی یہی مراد ہے۔ یعنی جو لوگ کہ ولایت اہلبیت کے منکر ہوئے۔ وہ بہت آرزو کریں گے کہ کاش ہم دنیا میں مسلمان اور امامت کے مطیع اور فرمانبردار ہوتے تاکہ آج ہمارے مخالف ہمارے فدیہ میں دیئے جاتے اور ہم عذابِ دوزخ سے نجات پاتے۔

بعد ازاں خدا فرماتا ہے وَاِذْ نَجَّیْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ یَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ یُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَیَسْتَحْیُوْنَ نِسَآءَكُمْ وَفِیْ ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِیْمٌ امام علیہ السّلام نے فرمایا کہ خدا فرماتا ہے کہ اے بنی اسرائیل تم اُس وقت کو یاد کرو جبکہ ہم نے تم کو یعنی تمھارے اسلاف کو قوم فرعون کے ہاتھوں سے چھڑایا اور آلِ فرعون وہ لوگ تھے جو فرعون کے مذہب اور دین کی قرابت کے سبب اس سے منسوب تھے) کہ وہ تم کو سخت

حضرت معصومین کا اعراف پر ہونا اور اپنے شیعوں کو اعراف سے جنت میں لانا

سیپارہ ۱۴
شروع

عذابوں میں مُبتلا کرتے تھے اور بڑی بڑی تکلیفیں پہنچاتے تھے منجملہ ان عذابہائے شدیدہ کے جو فرعون کے ہاتھ سے بنی اسرائیل کو پہنچتے تھے، یہ تھے کہ ان کو عمارتوں کے بنانے اور مٹی گارے کے کاروبار کی تکلیف دیتا تھا اور بھاگنے کے خوف سے پاؤں میں بیڑیاں ڈالنے کا حکم دیا تھا اسی حال میں سیڑھیوں کی راہ کوٹھیوں پر گارا لے کر چڑھا کریں بعض وقت کوئی سیڑھیوں پر سے گر پڑتا تھا یا تو فوراً مر جاتا تھا یا اس کو سخت چوٹ آتی اور وہ لوگ اُن کے گرنے اور مرنے کی کچھ پروا نہ کرتے تھے۔ یہاں تک کہ حق تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ پر یہ وحی نازل کی کہ اے موسیٰؑ ان سے کہدے کہ وہ محمدؐ و آلِ محمدؐ پر درود بھیجے بغیر کسی کام کو شروع نہ کیا کریں تاکہ یہ کام ان پر سہل معلوم ہو اور جو کوئی درود بھیجنا بھول جائے اور گر کر مجروح ہو جائے۔ اس کے لیے حکم دیا تھا کہ اگر اس کو ممکن ہو تو خود درود بر محمدؐ و آلِ محمدؐ کو اپنے اوپر پڑھے اگر اس سے نہ ہو سکے تو کوئی دُوسرا اُس پر پڑھے۔ جب ایسا کیا جائے گا تو وہ فوراً تندرست ہو جائیگا۔ اور اسکو گرنے سے کچھ ضرر نہ پہنچے گا۔ الغرض وہ ایسا ہی کرتے تھے اور صحیح و سالم رہتے تھے۔ يُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ تمہارے بیٹوں کو ذبح کرتے تھے اور اس کا باعث یہ تھا کہ فرعون کو جتلایا گیا تھا کہ بنی اسرائیل میں ایک لڑکا پیدا ہوگا کہ تیری ہلاکت اور تیری سلطنت کا زوال اس کے ہاتھ سے وقوع میں آئیگا اِس لیے اُس نے حکم دیا تھا کہ بنی اسرائیل میں جو لڑکا پیدا ہو قتل کیا جائے۔ یہ حال دیکھ کر عورتیں دائیوں کو رشوتیں دیتی تھیں تاکہ اُن کی وہ چغلی نہ کھائیں اور اُن کے حمل کے ایام پُورے ہو جائیں۔ جب بچہ پیدا ہوتا تھا تو اُس کو جنگل میں یا کسی پہاڑ کے غار یا کسی اور پوشیدہ مقام میں ڈال دیا کرتی تھیں اور اس پر دس بار درود بر محمدؐ و آلِ محمدؐ پڑھ کر دم کیا کرتی تھیں۔ اسکی برکت سے پروردگارِ عالم ایک فرشتے کو اس لڑکے کی پرورش کے لیے مقرر فرماتا تھا اور اس کی ایک اُنگلی سے دُودھ پیدا ہوتا تھا جس کو وہ چُوستا تھا اور دوسری اُنگلی سے نرم کھانا نکلتا تھا جو اسکی غذا بنتا تھا۔ یہاں تک کہ اسی طرح بنی اسرائیل نے پرورش پائی اور اِس ترکیب سے جن بچوں نے پرورش پائی اور سلامت رہے اُن کی تعداد قتل شدہ بچوں کی تعداد سے بہت زیادہ تھی وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ اور تم (؟) عورتوں (یعنی لڑکیوں) کو زندہ رکھتے تھے۔ یعنی اُن کو نہ

مارتے تھے اور اپنی لونڈیاں بناتے تھے۔ تب بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰؑ سے جا کر فریاد کی کہ وہ ہماری بیٹیوں اور بہنوں کو اپنی بیویاں بناتے ہیں اسوقت اللہ تعالیٰ نے ان لڑکیوں کو حکم دیا کہ جب ان کی نسبت اس قسم کا ارادہ کیا جائے تو وہ محمدؐ و آلِ محمدؐ پر درود بھیجا کریں القصہ خدا ان عورتوں سے فرعونیوں کے شر کو دُور کرتا تھا کہ یا تو ان کو کسی شغل میں مشغول کر دیتا یا کسی بیماری حادثے میں گرفتار کرتا یا اُس پر کوئی خاص لُطف فرماتا پس کوئی عورت بنی اسرائیل میں سے ان کی زوجیت میں نہ آئی۔ بلکہ حق تعالیٰ نے محمدؐ و آلِ محمدؐ پر درود بھیجنے کی برکت سے ان عورتوں سے اس فعلِ بد کو دُور کیا۔ پھر خدا فرماتا ہے وَفِيْ ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ اور تم کو اس نجات دینے میں تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہارے لیے بڑی بھاری نعمت تھی۔

خلاصہ کلام یہ کہ اللہ تعالیٰ اولادِ یعقوبؑ سے فرماتا ہے کہ جب تمہارے باپ دادا پر سے محمدؐ و آلِ محمدؐ پر درود بھیجنے سے بلائیں رد اور خفیف ہو جاتی تھیں تو کیا اتنا نہیں سمجھتے کہ اب جب تم ان کو مشاہدہ کرو اور اُن پر ایمان لاؤ۔ تو خدا کی نعمتیں تم پر زیادہ ہوں گی اور اُس کا فضل بوجہ اتم تمہارے شاملِ حال ہوگا۔

قولہ عزوجل وَاِذْ فَرَقْنَا بِكُمُ الْبَحْرَ فَاَنْجَيْنٰكُمْ وَاَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ۝ وَاِذْ وٰعَدْنَا مُوْسٰٓى اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ ۝ ثُمَّ عَفَوْنَا عَنْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ وَاِذْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَالْفُرْقَانَ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝

ترجمہ۔ اور یاد کرو جب کہ ہم نے دریا کو تمہارے واسطے شگافتہ کر کے تم کو نجات دی اور آلِ فرعون کو اس میں غرق کیا اور تم ان کو دیکھ رہے تھے اور یاد کرو جبکہ ہم نے موسیٰؑ کو چالیس راتوں کا وعدہ دیا اور اس کے (طور پر) جانے کے بعد تم بچھڑے کی پُوجا کرنے لگے اور اپنے نفسوں پر ظلم کرتے تھے۔ بعد ازاں پھر ہم نے تمہاری وہ خطا معاف کر دی تاکہ تم شکر کرو، اور اُس وقت کو یاد کرو۔ جبکہ ہم نے موسیٰؑ کو کتاب اور حق و باطل میں فرق کرنے والی حجت عطا کی تاکہ تم ہدایت پاؤ۔

عذابوں میں مُبتلا کرتے تھے اور بڑی بڑی تکلیفیں پہنچاتے تھے منجملہ ان عذابہائے شدیدہ کے جو فرعون کے ہاتھ سے بنی اسرائیل کو پہنچتے تھے، یہ تھے کہ ان کو عمارتوں کے بنانے اور مٹی گارے کے کاروبار کی تکلیف دیتا تھا اور بھاگنے کے خوف سے پاؤں میں بیڑیاں ڈالنے کا حکم دیا تھا اسی حال میں سیڑھیوں کی راہ کوٹھیوں پر گارا لے کر چڑھا کریں بعض وقت کوئی سیڑھیوں پر سے گر پڑتا تھا یا تو فوراً مر جاتا تھا یا اس کو سخت چوٹ آتی اور وہ لوگ اُن کے گرنے اور مرنے کی کچھ پروا نہ کرتے تھے۔ یہاں تک کہ حق تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ پر یہ وحی نازل کی کہ اے موسیٰؑ ان سے کہدے کہ وہ محمدؐ و آلِ محمدؐ پر درُود بھیجے بغیر کسی کام کو شروع نہ کیا کریں تاکہ یہ کام ان پر سہل معلوم ہو اور جو کوئی درُود بھیجنا بھول جائے اور گر کر مجرُوح ہو جائے۔ اس کے لیے حکم دیا تھا کہ اگر اس کو ممکن ہو تو خُود درُود بر محمدؐ و آلِ محمدؐ کو اپنے اوپر پڑھے اگر اس سے نہ ہو سکے تو کوئی دُوسرا اُس پر پڑھے۔ جب ایسا کیا جائے گا تو وہ فوراً تندرست ہو جائیگا۔ اور اسکو گرنے سے کچھ ضرر نہ پہنچے گا۔ الغرض وہ ایسا ہی کرتے تھے اور صحیح و سالم رہتے تھے۔

یُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَکُمْ تمہارے بیٹوں کو ذبح کرتے تھے اور اس کا باعث یہ تھا کہ فرعون کو جتلایا گیا تھا کہ بنی اسرائیل میں ایک لڑکا پیدا ہوگا کہ تیری ہلاکت اور تیری سلطنت کا زوال اس کے ہاتھ سے وقوُع میں آئیگا اس لیے اس نے حکم دیا تھا کہ بنی اسرائیل میں جو لڑکا پیدا ہو قتل کیا جائے۔ یہ حال دیکھ کر عورتیں دائیوں کو رشوتیں دیتی تھیں تاکہ اُن کی وہ چغلی نہ کھائیں اور اُن کے حمل کے ایام پُورے ہو جائیں۔ جب بچہ پیدا ہوتا تھا تو اُس کو جنگل میں یا کسی پہاڑ کے غار یا کسی اور پوشیدہ مقام میں ڈال دیا کرتی تھیں اور اس پر دس بار درُود بر محمدؐ و آلِ محمدؐ پڑھ کر دم کیا کرتی تھیں۔ اسکی برکت سے پروردگارِ عالم ایک فرشتے کو اس لڑکے کی پرورش کے لیے مقرر فرماتا تھا اور اس کی ایک اُنگلی سے دُودھ پیدا ہوتا تھا جس کو وہ چُوستا تھا اور دوسری اُنگلی سے نرم کھانا نکلتا تھا جو اسکی غذا بنتا تھا۔ یہاں تک کہ اسی طرح بنی اسرائیل نے پرورش پائی اور اس ترکیب سے جن بچوں نے پرورش پائی اور سلامت رہے اُن کی تعداد قتل شدہ بچوں کی تعداد سے بہت زیادہ تھی وَیَسْتَحْیُوْنَ نِسَآءَکُمْ اور تمہاری عورتوں (یعنی لڑکیوں) کو زندہ رکھتے تھے۔ یعنی اُن کو نہ

مارتے تھے اور اپنی لونڈیاں بناتے تھے۔ تب بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰؑ سے جا کر فریاد کی کہ وہ ہماری بیٹیوں اور بہنوں کو اپنی بیویاں بناتے ہیں اسوقت اللہ تعالیٰ نے ان لڑکیوں کو حکم دیا کہ جب ان کی نسبت اس قسم کا ارادہ کیا جائے تو وہ محمدؐ و آلِ محمدؐ پر درُود بھیجا کریں القصہ خدا ان عورتوں سے فرعونیوں کے شر کو دُور کرتا تھا کہ یا تو ان کو کسی شغل میں مشغول کر دیتا یا کسی بیماری حادثے میں گرفتار کرتا یا اُس پر کوئی خاص لُطف فرماتا پس کوئی عورت بنی اسرائیل میں سے ان کی زوجیت میں نہ آئی۔ بلکہ حق تعالیٰ نے محمدؐ و آلِ محمدؐ پر درُود بھیجنے کی برکت سے ان عورتوں سے اس فعلِ بد کو دُور کیا۔ پھر خُدا فرماتا ہے وَفِیْ ذٰلِکُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ عَظِیْمٌ اور تم کو اس نجات دینے میں تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہارے لیے بڑی بھاری نعمت تھی۔

خلاصہ کلام یہ کہ اللہ تعالیٰ اولادِ یعقوبؑ سے فرماتا ہے کہ جب تمہارے باپ دادا پر محمدؐ و آلِ محمدؐ پر درُود بھیجنے سے بلائیں رد اور خفیف ہو جاتی تھیں تو کیا اتنا نہیں سمجھتے کہ اب جب تم ان کو مُشاہدہ کرو اور اُن پر ایمان لاؤ۔ تو خدا کی نعمتیں تم پر زیادہ ہوں گی اور اُس کا فضل بوجہ اتم تمہارے شاملِ حال ہوگا۔

قولہ عزّوجل

وَاِذْ فَرَقْنَا بِکُمُ الْبَحْرَ فَاَنْجَیْنٰکُمْ وَاَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ۝ وَاِذْ وٰعَدْنَا مُوْسٰٓی اَرْبَعِیْنَ لَیْلَۃً ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِہٖ وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ ۝ ثُمَّ عَفَوْنَا عَنْکُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِکَ لَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ ۝ وَاِذْ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتٰبَ وَالْفُرْقَانَ لَعَلَّکُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝

ترجمہ۔ اور یاد کرو جب کہ ہم نے دریا کو تمہارے واسطے شگافتہ کر کے تم کو نجات دی اور آلِ فرعون کو اس میں غرق کیا اور تم ان کو دیکھ رہے تھے اور یاد کرو جبکہ ہم نے موسیٰؑ کو چالیس راتوں کا وعدہ دیا اور اس کے (طور پر) جانے کے بعد تم بچھڑے کی پُوجا کرنے لگے اور اپنے نفسوں پر ظلم کرتے تھے۔ بعد ازاں پھر ہم نے تمہاری وہ خطا معاف کر دی تاکہ تم شکر کرو، اور اُس وقت کو یاد کرو۔ جبکہ ہم نے موسیٰؑ کو کتاب اور حق و باطل میں فرق کرنے والی حجت عطا کی تاکہ تم ہدایت پاؤ۔

جناب امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بنی اسرائیل سے مخاطب ہو کر ارشاد فرماتا ہے کہ وَاِذْ فَرَقْنَا بِكُمُ الْبَحْرَ۔ تم اُس وقت کو یاد کرو جبکہ ہم نے دریا کے پانی کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا کہ ایک ٹکڑا دوسرے ٹکڑے سے الگ ہو گیا تھا۔ فَاَنْجَيْنٰكُمْ وَاَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ اور وہاں سے تم کو نجات دی اور فرعون کو اُسکی قوم سمیت اس میں غرق کیا اور تم اُن کو ڈوبتے ہوئے دیکھ رہے تھے اور اس کا قصہ اس طرح پر ہے کہ جب حضرت موسیٰؑ دریا کے کنارے پر پہنچے خدا نے اُن پر وحی نازل کی کہ بنی اسرائیل سے کہہ دے کہ از سر نو میری توحید کی شہادت دیں اور محمدؐ جو میرے بندوں اور کنیزوں کا سردار ہے اس کے ذکر کو اپنے دلوں میں گزاریں اور اسکے بھائی علیؑ اور اسکی آلؑ اطہار کی ولایت کا اپنے نفسوں میں اعادہ کریں۔ پھر یہ کلمات اپنی زبانوں پر جاری کریں اَللّٰهُمَّ بِجَاهِهِمْ فَجَوِّزْنَا عَلٰى مَتْنِ هٰذَا الْمَآءِ اے اللہ اُن حضرات کی قدر و منزلت کا واسطہ ہم کو اس پانی کے اُوپر سے گزار دے۔ اُسی وقت یہ پانی تمہارے لیے سخت زمین کی صورت میں تبدیل ہو جائیگا۔ حضرت موسیٰؑ نے یہ فرمان ایزدی ان کو پہنچایا۔ وہ یہ حکم سن کر کہنے لگے اے موسیٰؑ تم وہی باتیں ہم پر ڈالتے ہو جن کو ہم برا سمجھتے ہیں تم کو معلوم ہے کہ ہم موت ہی کے ڈر سے قوم فرعون کے پاس سے بھاگ کر آئے ہیں۔ اب تم کہتے ہو کہ ہم یہ کلمات کہہ کر اس دریائے بے پایاں میں جا پڑیں اور ہم نہیں جانتے کہ اگر ہم ایسا کریں تو ہمارا کیا حال ہو۔ تب کالب بن یوحنا حضرت موسیٰؑ کے پاس آیا اور وہ گھوڑے پر سوار تھا اور اس خلیج کا عرض چار فرسخ تھا اور آ کر حضرت موسیٰؑ سے عرض کی یا نبی اللہ کیا تم کو خدا نے حکم دیا ہے کہ ہم ان کلمات کی تلاوت کریں اور پانی میں چلے جائیں فرمایا ہاں پھر اُس نے عرض کی تم مجھ کو ایسا کرنے کا حکم دیتے ہو۔ حضرتؑ نے فرمایا ہاں۔ یہ سن کر اُس نے کچھ توقف کیا اور اپنے دل میں وحدانیت الٰہی اور نبوت محمدیؐ اور ولایت علیؑ و آل احمدی علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تجدید کی جس کا اسکو حکم دیا گیا تھا پھر یہ دعا (اَللّٰهُمَّ بِجَاهِهِمْ جَوِّزْنِیْ عَلٰى مَتْنِ هٰذَا الْمَآءِ) پڑھ کر اپنے گھوڑے کو پانی میں ڈال دیا اسکا گھوڑا سطح آب پر دوڑتا جاتا تھا اور پانی اس کے نیچے زمین نرم کی طرح معلوم ہوتا تھا یہاں تک کہ خلیج کے پار جا پہنچا پھر دوبارہ گھوڑا اُٹھا کر واپس آیا

اور بنی اسرائیل سے کہنے لگا تم حضرت موسیٰؑ کا کہنا مانو یہ دعا درہائے جنت کی کنجی اور دوزخ کے دروازوں کا قفل اور رزقوں کے نازل ہونے کا باعث اور رضائے خداوند خلاق و مہربان کو اس کے بندوں اور کنیزوں کی طرف کھینچ لانے والی ہے ہر چند اس شخص نے سمجھایا مگر بنی اسرائیل نے نہ مانا اور کہا کہ ہم تو زمین ہی پر چلیں گے۔ اُس وقت خدا نے وحی کی کہ اے موسیٰؑ اِضْرِبْ بِعَصَاكَ الْبَحْرَ اپنے عصا کو دریا پر مار اور یہ کلمات زبان پر جاری کر اَللّٰهُمَّ بِجَاهِ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهِ الطَّيِّبِيْنَ لَمَّا فَلَقْتَهٗ یعنی اے خدا مرتبہ محمدؐ و آل محمدؐ کا واسطہ اس دریا کو پھاڑ دے۔ حضرت موسیٰؑ نے ایسا ہی کیا اور دریا کا پانی ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور خلیج کے دوسرے کنارے تک زمین نظر آنے لگی تب حضرتؑ نے اپنی قوم کو اس میں داخل ہونے کا حکم دیا۔ انھوں نے جواب دیا یہ زمین تو گیلی ہے ہم ڈرتے ہیں کہ کہیں اس میں دھنس نہ جائیں۔ اُس وقت فرمانِ خداوندی نازل ہوا کہ اے موسیٰؑ یہ دعا پڑھ اَللّٰهُمَّ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهِ الطَّيِّبِيْنَ جَفِّفْهَا یعنی اے خدا محمدؐ اور اُن کی آل اطہار کا واسطہ اس زمین کو خشک کر دے۔ حضرتؑ نے اسی طرح دعا کی اللہ تعالیٰ نے بادِ صبا کو اس زمین پر بھیجا وہ فوراً خشک ہو گئی۔ تب کلیم اللہ نے اپنی قوم سے کہا کہ اب تو داخل ہو۔ وہ بولے یا نبی اللہ ہم بارہ۱۲ قبیلے بارہ۱۲ باپوں کی اولاد ہیں اگر ہم اس میں داخل ہوں تو ایک فریق دوسرے فریق پر سبقت کرنے کی خواہش کریگا۔ اس لیے ہم کو خوف ہے کہ کہیں باہم فساد نہ ہو جائے۔ اگر ہر ایک فریق کیلئے الگ الگ رستہ ہو تو ہم اس خوف سے مطمئن ہو جائیں۔ تب بارگاہِ خداوندی سے یہ حکم صادر ہوا کہ اے موسیٰؑ اپنے عصا کو دریا پر اسی سمت میں ان کے بارہ۱۲ فرقوں کی تعداد کے موافق بارہ۱۲ دفعہ مار اور زبان سے یوں دعا کر کہ اے خدا محمدؐ اور اُس کی آل اطہار کے مرتبے کا واسطہ زمین کو ہمارے لیے ظاہر کر اور پانی کو ہماری طرف آنے سے روک دے۔ حضرت موسیٰؑ نے ایسا ہی کیا اور دریا میں بارہ۱۲ راستے ہو گئے اور بادِ صبا نے زمین کو خشک کر دیا۔ اُس وقت حضرتؑ نے بنی اسرائیل کو داخل ہونے کا حکم دیا۔ وہ بولے ہم میں سے ہر ایک فریق اپنے اپنے کوچہ میں داخل ہوگا اور ایک کو دوسرے کے حال سے اطلاع نہ ہوگی کہ اس پر کیا گزری۔ تب خدا نے فرمایا کہ اے موسیٰؑ پانی کے ان ٹیلوں پر جو ان راستوں کے مابین حائل ہیں اپنا عصا مار اور یوں دعا کر اے خدا محمدؐ اور اس کی آل اطہار کے مرتبے کا واسطہ اِس پانی میں

سیپارہ ۹
سورۂ شعرا
ع ۴

بڑے بڑے طاق بنا دیے جن میں سے یہ ایک دوسرے کو دیکھتے رہیں حضرت موسیٰؑ نے ایسا ہی کیا اور بڑے بڑے وسیع طاق پانی کے درمیان پیدا ہو گئے تاکہ وہ ایک دوسرے کو دیکھ سکیں آخرکار وہ دریا میں داخل ہوئے اور جب وہ خلیج کے دوسرے کنارے پر پہنچ گئے تو فرعون اور اسکی قوم بھی آکر دریا میں داخل ہوئے۔ جب اگلے آدمی نے دریا کے آخری سرے پر پہنچکر باہر نکلنے کا ارادہ کیا اور ادھر سب سے پچھلا آدمی دریا میں داخل ہو چکا تو خدا کے حکم سے دریا کے طبقے آپس میں مل گئے اور وہ سب اس میں غرق ہو گئے اور حضرت موسیٰؑ کے ہمراہی ان کو غرق ہوتے دیکھ رہے تھے۔

اِسی سبب سے حق تعالیٰ فرماتا ہے وَاَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ یعنی ہم نے آلِ فرعون کو غرق کیا اور اُس وقت تم ان کو دیکھ رہے تھے۔

اب اللہ تعالیٰ اُن لوگوں سے جو بنی اسرائیل میں سے حضرت محمدؐ کے زمانہ میں موجود تھے فرماتا ہے کہ جب میں نے محمدؐ کی بزرگی اور کرامت کے سبب تمہارے بزرگوں کے ساتھ یہ تمام نیک سلوک کیئے اور موسیٰؑ نے اُن کے توسل سے دُعا کی اب کہ تم نے خود اُن کو مشاہدہ کر لیا تو کیا تم اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ محمدؐ و آلِ محمدؐ پر ایمان لانا تم پر واجب اور لازم ہے۔

پھر خدا فرماتا ہے وَاِذْ وٰعَدْنَا مُوْسٰٓى اَرْبَعِیْنَ لَیْلَةً ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ ۝ اور اُس وقت کو یاد کرو۔ جبکہ ہم نے موسیٰؑ سے چالیس راتوں کا وعدہ کیا اور تم اُس کے پیچھے بچھڑے کی پوجا کرنے لگے اور اپنے نفسوں پر ظلم کیا۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ موسیٰؑ ابن عمران بنی اسرائیل سے کہا کرتے تھے کہ جب اللہ تعالیٰ تم کو اِس رنج والم سے نجات دیگا اور تمہارے دشمنوں کو ہلاک کریگا تو میں تمہارے پروردگار کی طرف سے ایک کتاب لاؤنگا جس میں اس کے اوامر و نواہی مواعظ نصائح اور مثالیں مندرج ہونگی۔ جب اللہ تعالیٰ نے انکو اس غم و اندوہ سے نجات دی تو حضرت موسیٰؑ کو حکم دیا کہ اپنے وعدہ گاہ پر حاضر ہو اور پائیں کوہ کے قریب مقیم ہو کر تیس روزے رکھو اور حضرت موسیٰؑ گمان کرتے تھے کہ ان تیس روزوں کے بعد وہ کتاب مجھ کو عطا ہو جائے گی۔ بغرض تیس روزے رکھے۔ جب اخیر روز ہوا تو قبل از افطار مسواک کی۔ خدا نے وحی نازل کی کہ اے موسیٰؑ کیا تجھ کو معلوم نہیں کہ روزہ دار کے مُنہ کی بدبو مجھ کو مُشک کی خوشبو سے بھی زیادہ پسند اور بھلی معلوم

ہوتی ہے اب دس روزے اور رکھو اور افطار کے وقت مسواک مت کر حضرت موسیٰؑ نے ایسا ہی کیا اور خدا نے اُن سے وعدہ فرمایا تھا کہ چالیس راتوں کے بعد کتاب توریت تجھ کو عطا کرونگا اس لیے اب وہ کتاب عنایت فرمائی۔ اِدھر سامری نے بنی اسرائیل کے ضعیف الاعتقاد لوگوں کو شک و شبہ میں ڈالا کہ موسیٰؑ نے تم سے چالیس رات دن کا وعدہ کیا تھا۔ سوا بیس دن اور بیس راتیں مل کر چالیس پورے ہو چکے اور وعدہ پورا نہ ہوا۔ اور موسیٰؑ نے اپنے خدا کو نہیں دیکھا اور اب تمہارا پروردگار اس ارادے سے تمہارے پاس آیا ہے کہ تم کو دکھلا دے کہ وہ بذاتِ خود تم کو اپنی طرف بلانے پر قادر ہے اور تاکہ تم کو معلوم ہو جائے کہ موسیٰؑ کو اس لیے تمہاری طرف نہیں بھیجا کہ وہ اس کا محتاج ہے۔ پھر اس بچھڑے کو جو اُس نے تیار کیا تھا اُن کے سامنے ظاہر کیا۔ یہ دیکھ کر وہ کہنے لگے کہ بچھڑا خدا کیونکر بن سکتا ہے اُس نے جواب دیا کہ صرف یہ بات ہے کہ تمھارا پروردگار اس میں سے کلام کرتا ہے جس طرح موسیٰؑ کے ساتھ درخت میں سے ہمکلام ہوا۔ جب انھوں نے اس گوسالہ کی آواز سُنی تو کہنے لگے کہ خدا اس میں داخل ہو گیا ہے جیسا کہ درخت میں داخل ہو گیا تھا اور گمراہ ہو گئے اور دوسروں کو بھی گمراہ کیا۔ جب حضرت موسیٰؑ واپس آئے تو اس بچھڑے سے مخاطب ہو کر فرمایا آیا ہمارا پروردگار تیرے بیچ میں موجود ہے۔ جیسا کہ یہ لوگ گمان کرتے ہیں وہ بچھڑا قدرتِ خدا سے گویا ہوا اور بولا اے موسیٰؑ ہمارا پروردگار اس سے پاک اور منزہ ہے کہ بچھڑا یا درخت یا کوئی مکان اس کا مقام و محل ہو۔ اے موسیٰؑ خدا کی قسم ہرگز ہرگز ایسا نہیں ہے۔

لیکن سامری نے بچھڑے کی دم کی طرف کو دیوار سے لگا رکھا تھا اور دیوار کے دوسرے طرف گڑھا کھود کر اس میں اپنے ایک یار کو جو سرکش اور خدا کا نافرمانبردار تھا اس میں پوشیدہ کر رکھا تھا وہ اسکی مقعد پر منہ رکھ کر اُن سے باتیں کرتا تھا جبکہ سامری نے اُن سے کہا تھا کہ یہ بچھڑا تمھارا اور موسیٰؑ ابن عمران کا خدا ہے۔

اے موسیٰؑ ابن عمران یہ لوگ صرف اس لیے میری عبادت کے لیے سرنگوں ہوتے ہیں اور مجھ کو خدا مانتے ہیں کہ انھوں نے محمدؐ اور انکی آل اطہار پر درود بھیجنے میں سُستی اختیار کی اور انکی دوستی اور محمدؐ کی نبوت اور انکے وصیؑ کی وصایت کا انکار کیا۔ اس لیے یہانتک نوبت پہنچی کہ انھوں نے

مجھ کو اپنا معبود قرار دیا۔ اب خدا فرماتا ہے کہ جبکہ میں نے بچھڑے کے پوجنے والوں کو محمدؐ و آلِ محمدؐ پر درود بھیجنے میں ان کے غفلت اور سستی کرنے کے سبب ذلیل و خوار کیا۔ اب کہ تم نے محمدؐ و علیؑ کو مشاہدہ کر لیا اور دونوں کی آیات و دلائل کو دیکھ لیا اور پھر اُن سے عناد و عداوت کرتے ہو کیا تم ذلّت عظیم و خذلان کبیر سے خوف نہیں کرتے۔

بعدازاں خُدا فرماتا ہے ثُمَّ عَفَوْنَا عَنْكُمْ مِّنْ بَعْدِ ذٰلِكَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ؀ یعنی پھر ہم نے اس کے بعد تمھارا قصور مُعاف کیا تاکہ شکر گزاری کرو یعنی تمھارے بزرگوں سے انکی گوسالہ پرستی کا قصور مُعاف کیا تاکہ اے بنی اسرائیل جو کہ محمدؐ کے زمانہ نبوت میں موجود ہو اس نعمت کا جو کہ تمھارے بزرگوں کو عطا کی گئی اور ان کے بعد جو تم کو دی گئی شکر ادا کرو۔

امام علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کا قصور اس لیے معاف کیا تھا کہ اُنھوں نے محمدؐ و آلِ محمدؐ کے واسطہ سے اپنے گناہوں کی مُعافی کی دُعا مانگی تھی اور محمدؐ و علیؑ اور ان کی آلؑ طاہرین کی ولایت کو اپنے دلوں میں از سرِ نو تازہ کیا تھا۔ جب انھوں نے ایسا کیا تو خُدا نے اُن پر رحم کیا اور اُن کی خطا مُعاف کر دی۔

پھر خدا فرماتا ہے وَاِذْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَالْفُرْقَانَ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ؀ اور اُس وقت کو یاد کرو جبکہ ہم نے مُوسیٰؑ کو کتاب دی تھی اور وُہ توریت تھی کہ جس پر ایمان لانے اور ان اُمور کی پیروی کرنے کا جن کو اس کتاب نے واجب ٹھہرایا تھا۔ بنی اسرائیل سے عہد لیا گیا تھا۔ نیز ہم نے اس کو فرقان دیا تھا کہ جس نے حق و باطل اور اہلِ حق اور اہلِ باطل میں فرق کیا تھا کیونکہ جب خُدا نے ان کو کتاب توریت اور اُس پر ایمان لانے اور اس کے احکام کی پیروی کرنے سے عزّت بخشی تو اسکے بعد حضرتِ مُوسیٰؑ کی طرف وحی بھیجی اے مُوسیٰؑ اس کتاب پر تو یہ لوگ ایمان لے آئے اور فرقان ابھی باقی ہے جو مومن اور کافر اور اہلِ حق اور اہلِ باطل کے درمیان فرق ظاہر کرتا ہے اب تو اُن سے از سرِ نو اُسکے لیے عہد و پیمان لے کیونکہ مَیں نے اپنی ذاتِ مُقدّس کی سچّی قسم کھائی ہے کہ کسی شخص کا ایمان اور عمل قبول نہ کرونگا جبتک کہ اُس پر ایمان نہ لائے مُوسیٰؑ نے عرض کی اے پروردگار وُہ کیا چیز ہے فرمایا اے مُوسیٰؑ بنی اسرائیل سے عہد لے کہ محمدؐ سب نبیوں سے بہتر اور سب رسُولوں کا سردار ہے اور اس کا بھائی اور وصی علیؑ

سب وصیوں سے بہتر ہے اور وُہ اولیاء جو اس کے قائمقام ہونگے وُہ جملہ مخلوقات کے سردار ہیں اور اس کے شیعہ جو اس کے جانشینوں کے فرمانبردار اور اس کے اوامر و نواہی کے تسلیم کرنیوالے ہیں وُہ فردوسِ اعلیٰ کے ستارے اور بہشت میں جنّات عدن کے بادشاہ ہوں گے۔

الغرض حضرت مُوسیٰؑ نے اس بات کا ان سے عہد لیا بعض نے تو دل و زبان سے حقیقی طور پر اس بات کا اعتقاد کیا بعض نے صرف زبان سے اقرار کیا اور دل سے اعتقاد نہ کیا جو شخص واقعی طور پر اس امر کے معتقد تھے۔ ان کی پیشانی پر ایک روشن نُور چمکتا تھا اور جس نے دل سے اعتقاد نہ کیا تھا۔ بلکہ صرف زبان سے اقرار کیا تھا۔ اُس کو یہ نور عطا نہ ہُوا تھا پس یہ فرقان تھا جو خُدا نے حضرتِ مُوسیٰؑ کو عنایت فرمایا تھا جس نے اہلِ حق و اہلِ باطل میں فرق اور تمیز کر دی تھی۔

پھر خدا فرماتا ہے لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ یعنی تاکہ تم کو معلوم ہو کہ وُہ چیز جو کہ بندے کو خُدا کے نزدیک مشرّف اور معزّز کرتی ہے۔ وُہ ان حضرات علیہم السلام کی ولایت کا اعتقاد ہے۔ جیسا کہ تمھارے بزرگوں کو اس اعتقاد کی بدولت شرف حاصل ہُوا۔

قولہٗ عزّوجلّ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ فَتُوْبُوْٓا اِلٰى بَارِئِكُمْ فَاقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ عِنْدَ بَارِئِكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ؀

(ترجمہ) اُس وقت کو یاد کرو۔ جبکہ مُوسیٰؑ نے اپنی قوم سے کہا تھا۔ اے میری قوم تم نے اس بچھڑے کو معبود مان کر اپنے نفسوں پر ظلم کیا ہے تم کو چاہیئے کہ اپنے خُدا کے آگے توبہ کرو اور آپ اپنے نفسوں کو باہم دیگر قتل کرو یہ بات تمھارے خدا کے نزدیک تمھارے حق میں بہتر ہے پھر اُس نے تمھاری توبہ قبول کی۔ کیونکہ وُہ توبہ کرنے والا اور رحم کرنیوالا ہے۔

امام علیہ السّلام نے فرمایا کہ خدائے عزّوجل فرماتا ہے وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ اے بنی اسرائیل تم اس وقت کو یاد کرو جبکہ مُوسیٰؑ نے اپنی قوم کے لوگوں سے جنھوں نے گوسالہ پرستی کی تھی کہا تھا۔ اے میری قوم تم نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا یعنی اِس گوسالہ کو معبود مان کر اپنے نفسوں کو نقصان پہنچایا

فَتُوبُوٓا اِلٰی بَارِئِکُمْ ؕ اس لیے تم کو مناسب ہے کہ اپنے خدا کے سامنے جس نے تم کو پیدا کیا ہے اور یہ صورت انسانی عطا فرمائی ہے توبہ کرلو۔ فَاقْتُلُوٓا اَنْفُسَکُمْ ؕ اور اپنے نفسوں کو قتل کردو۔ کہ تم میں سے بعض آدمی بعض کو قتل کریں یعنی جن لوگوں نے گوسالہ پرستی نہیں کی وہ ان لوگوں کو قتل کریں جنھوں نے اس کی پرستش کی ہے ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ عِنْدَ بَارِئِکُمْ ؕ یہ تمھارا بعض لوگوں کا بعضوں کو قتل کرنا تمھارے خالق کے نزدیک اس سے بہتر ہے کہ تم دنیا میں زندہ رہو اور وہ تمھاری مغفرت نہ کرے اور تمھاری بھلائی اس دنیاوی زندگانی میں ہی ختم ہوجائے اور آخرت میں جہنم میں ڈالے جاؤ۔ اور جب تم توبہ کرکے اس طرح سے قتل کیے جاؤ گے تو خدا اس قتل کو تمھارے اس قصور کا کفارہ ٹھہرائیگا اور بہشت بریں کو تمھاری منزل اور جائے بنا قرار دیگا۔ پھر خدا فرماتا ہے فَتَابَ عَلَیْکُمْ ؕ پس اس نے تمھاری توبہ قبول کی قبل اس کے کہ تمام جماعت ایک دوسرے کو قتل کردے اور تم سب کے سب مارے جاؤ اور تم کو توبہ کرنیکی مہلت عطا کی اور اپنی طاعت کے لیے باقی رکھا۔ اِنَّہٗ ھُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ؕ کیونکہ وہ خدا توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

(انجام گوسالہ پرستاں)

اور اس کا قصہ اس طرح پر ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اس بچھڑے کے معاملہ کو حضرت موسیٰؑ کے ہاتھ پر باطل کیا تو اس کو بولنے کی قوت عطا کی تاکہ سامری کا جعل فریب ظاہر ہوجائے اور حضرت موسیٰؑ نے حکم دیا کہ جن لوگوں نے گوسالہ پرستی نہیں کی وہ اسکی پرستش کرنے والوں کو قتل کریں۔ تب گوسالہ پرستوں میں سے اکثروں نے انکار کیا اور کہا کہ ہم نے اس کی پرستش نہیں کی۔ اس وقت خدا نے موسیٰؑ کو حکم دیا کہ اس سونے کے بچھڑے کو سوہن سے ریزہ ریزہ کرکے دریا میں ڈال دے۔ ان گوسالہ پرستوں میں سے جس نے اس دریا کا پانی پیا۔ اس کے دونوں ہونٹ اور ناک سیاہ ہوگیے اور اس کا قصور ظاہر ہوگیا۔ غرض اس طرح سے گوسالہ پرستوں کا پتہ لگ گیا۔ تب خدا نے بارہ۱۲ ہزار آدمیوں کو کہ انھوں نے گوسالہ پرستی نہیں کی تھی حکم دیا کہ وہ تلوار کھینچ کر باقیوں پر حملہ آور ہوں اور ان کو قتل کر ڈالیں۔ اور خدا کی طرف سے ایک منادی نے ندا دی کہ قتل شدہ لوگوں میں سے وہ شخص ملعون ہے جو قتل ہوتے وقت ہاتھ یا پاؤں سے قاتلوں کو ہٹائے اور قاتلوں میں سے اس شخص پر خدا کی لعنت ہے جو یہ دیکھے کہ

کس کو مارتا ہے اور دوست اور یگانے کو پہچان کر چھوڑ دے اور بیگانے کے مارنے میں مشغول ہو۔ الغرض گناہگاروں نے مارے جانے کے لیے اپنی گردنیں خم کیں اور بے گناہوں نے جو قاتل تھے حضرت موسیٰؑ سے عرض کی۔ اگرچہ ہم نے گوسالہ پرستی نہیں کی مگر ہمارا گناہ ان لوگوں سے بہت بڑھ کر ہے۔ کیونکہ ہم کو اپنے ہاتھوں سے اپنے ماں باپ اور بھائی بندوں کو قتل کرنا پڑا۔ اس لیے ہم اور وہ معصیت میں یکساں ہوگئے۔ تب حق تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ پر وحی نازل کی۔ اے موسیٰؑ میں نے اس سبب سے ان کو اس مصیبت عظیم میں مبتلا کیا ہے کہ جب وہ لوگ گوسالہ پرستی کرتے تھے تو یہ اُن سے الگ نہیں ہوئے اور اُن کا ساتھ نہیں چھوڑا اور اس امر میں ان کے دشمن نہیں ہوئے اب اُن سے کہدے کہ جو کوئی محمدؐ اور اسکی آل طیبینؑ کا واسطہ دے کر مجھ سے دعا کرے گا اس پر ان لوگوں کا جو اپنے گناہوں کے سبب قتل کے سزاوار ٹھہرے ہیں قتل کرنا آسان اور سہل ہوجائیگا۔ تب انھوں نے ان حضرات کا واسطہ دے کر دعا کی اور حق تعالیٰ نے ان کا قتل کرنا ان کیلئے ایسا سہل کردیا کہ ان کے مارنے سے ذرا سا غم بھی ان کو معلوم نہ ہوتا تھا جب کشت و خون ان کے درمیان قائم ہوا اور وہ چھ لاکھ آدمی تھے۔ علاوہ ان لوگوں کے جنھوں نے گوسالہ پرستی نہیں کی تھی تو حق تعالیٰ نے ان میں سے بعض شخصوں کو توفیق عطا کی کہ قبل از اختتام قتل آپس میں ذکر کرنے لگے کہ جب خدا نے محمدؐ و آل محمدؐ کے توسل کو ایسا امر قرار دیا ہے کہ جو کوئی اس کو عمل میں لائے اپنی کسی حاجت سے محروم نہ رہے اور اس کا کوئی سوال رد نہ ہو اور سب پیغمبر اور رسول سختیوں اور مصیبتوں میں اُن سے متوسل ہوتے ہیں پھر ہم کیوں نہ ان حضرات کو اپنا وسیلہ بنائیں بعد ازاں سب نے جمع ہوکر فریاد کی۔ اے ہمارے پروردگار واسطہ مرتبہ محمدؐ کا جو تیرے نزدیک گرامی ترین خلق ہے اور واسطہ مرتبہ علیؑ کا جو اس کے بعد افضل و اعظم خلق ہے اور واسطہ مرتبہ فاطمہؑ فضیلے کا اور واسطہ مرتبہ حسنؑ و حسینؑ کا جو سید الانبیاءؐ کے نواسے اور جملہ جوانانِ بہشت کے سردار ہیں اور آل طٰہٰ و یٰسٓ کی ذریت طیبین و طاہرین کے مرتبے کا واسطہ دے کر تجھ سے درخواست کرتے ہیں کہ ہمارے گناہوں کو معاف کر اور ہماری لغزشوں سے درگزر فرما اور اس قتل کی بلا کو ہمارے سروں سے ٹال اس وقت حضرت موسیٰؑ کو آسمان کی طرف سے آواز آئی۔ اے موسیٰؑ اب انکے قتل سے ہاتھ روک لے کیونکہ ان میں سے بعض نے مجھ سے درخواست کی ہے اور ایسی قسم مجھ کو دی ہے کہ اگر یہ تمام گوسالہ پرست پہلے ہی یہ قسم

مجھ کو دیتے اور گوسالہ پرستی سے محفوظ رہنے کی مجھ سے درخواست کرتے تو میں ان کو اسکی پرستش سے بچا لیتا اور اگر شیطان مجھ کو ایسی قسم دیتا تو ضرور میں اس کو ہدایت دیتا اور اگر نمرود یا فرعون ایسی قسم مجھ کو دیتے تو میں ان کو نجات دیتا۔ القصہ ان کا قتل کیا جانا بند کیا گیا اور وہ کہتے تھے کہ افسوس ہم ابتدا میں محمدؐ اور ان کی آل طاہرین کی قسم اور واسطہ دے کر دعا کرنے سے غافل رہے تاکہ خدا ہم کو اس فتنہ کے شر سے محفوظ اور مصئون رکھتا۔

قولہ عزّوجلّ وَاِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى نَرَى اللّٰهَ جَهْرَةً

(ترجمہ) اے بنی اسرائیل تم اس وقت کو یاد کرو، جبکہ تم نے یعنی تمہارے بزرگوں نے کہا کہ اے موسیٰؑ ہم ہرگز تجھ پر ایمان نہ لائیں گے جبتک کہ خدا کو ظاہری طور پر نہ دیکھ لیں۔ فَاَخَذَتْكُمُ الصّٰعِقَةُ اس پر تمہارے بزرگوں کو صاعقہ نے پکڑا وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ اور تم ان کو دیکھ رہے تھے۔ ثُمَّ بَعَثْنٰكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَوْتِكُمْ پھر ہم نے ان تمہارے بزرگوں کو مرنے کے بعد زندہ کر کے اٹھایا لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ تاکہ تمہارے بزرگ اس دوبارہ زندگی کا جس میں وہ اپنے گناہوں سے توبہ کریں اور دنیا سے تعلق قطع کر کے اپنے پروردگار کی طرف رجوع کریں شکر ادا کریں کہ وہ پہلی موت ان پر قائم نہ رہی۔ اگر ایسا ہوتا تو وہ جہنم میں جاتے اور ابد تک اسی میں پڑے رہتے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا کہ اس کا قصہ اس طرح پر ہے کہ جب حضرت موسیٰؑ نے بنی اسرائیل سے فرقان یعنی اہلِ حق اور اہلِ باطل کے درمیان فرق کرنیوالی چیز یعنی محمدؐ کی نبوت اور علیؑ اور ائمہ طاہرین علیہم السلام کی امامت کا عہد لیا تو انھوں نے جواب دیا۔ کہ اے موسیٰؑ ہم تیری اس بات کو قبول نہ کریں گے کہ یہ خدا کی طرف سے ہے جبتک کہ خدا کو ظاہر طور پر اپنی آنکھوں سے مشاہدہ نہ کر لیں اور وہ خود ہمارے سامنے اس امر کی ہم کو خبر دے تب بجلی اُن پر گری اور وہ اس کو آسمان سے اپنی طرف اُترتے ہوئے دیکھ رہے تھے اور خدا نے فرمایا اے موسیٰؑ میں اپنے دوستوں اور برگزیدوں کی تصدیق کرنے والوں کی عزت کرتا ہوں اور کچھ پرواہ نہیں کرتا اور ایسا ہی اپنے دشمنوں کو جو میرے اصفیا (برگزیدگان) کے حقوق کو دفع کرتے ہیں۔ عذاب دیتا ہوں اور کچھ پرواہ نہیں کرتا۔ اُس وقت موسیٰؑ نے باقی لوگوں سے جن پر بجلی نہیں گری تھی۔ فرمایا تم اس باب میں

کیا کہتے ہو آیا قبول کرتے ہو اور اس کے مُقر ہوتے ہو۔ ورنہ تم بھی انہی کے ساتھ ملحق ہو گے۔ اُنھوں نے جواب دیا کہ اے موسیٰؑ ہم کو معلوم نہیں کہ ان پر یہ مصیبت کس وجہ سے وارد ہوئی یہ بجلی جو تیرے سبب سے اُن پر گری ہے منجملہ آفات زمانہ کے ایک آفت ہے جو نیکو کاروں اور بدکاروں سب ہی پر پڑا کرتی ہیں اور اگر یہ صرف محمدؐ و علیؑ اور ان کی آل اطہار کے باب میں تمہاری تردید کرنے کی وجہ سے ان پر وارد ہوئی ہے تو تم اپنے پروردگار سے محمدؐ اور ان کی آل اطہار کا جن کی طرف تم ہم کو دعوت کرتے ہو واسطہ دے کر دعا کرو کہ وہ ان ضعیف لوگوں کو زندہ کرے تاکہ ہم ان سے دریافت کریں کہ یہ مصیبت تم پر کس لیے وارد ہوئی۔ تب حضرت موسیٰؑ نے ان حضرات طاہرین کا واسطہ دے کر دعا کی اور خدا نے ان کو زندہ کیا اور حضرت موسیٰؑ نے ان لوگوں سے کہا کہ اب تم ان سے اس مصیبت کے وارد ہونے کی وجہ دریافت کر لو۔ جب اُن سے پوچھا گیا تو انھوں نے جواب دیا کہ اے بنی اسرائیل یہ مصیبت ہم پر اس لیے وارد ہوئی کہ ہم نے نبوت محمدؐ کا اقرار کرنے کے بعد امامت علیؑ کے اعتقاد کرنے سے انکار کیا تھا اور ہم نے اپنے مرنے کے بعد دیکھا کہ آسمانوں اور حجابوں اور عرش و کرسی اور بہشت و دوزخ تمام ممالک پروردگار میں محمدؐ۔ علیؑ۔ فاطمہؑ۔ حسنؑ اور حسینؑ سے بڑھ کر کسی کا حکم نہیں چلتا اور سب پر انہی کو غلبہ حاصل ہے۔ جب ہم اس بجلی کے صدمے سے مر گئے تو فرشتے ہم کو آتشِ دوزخ کی طرف لے گئے۔ اسی اثنا میں محمدؐ اور علیؑ نے ان فرشتوں کو پکارا اُن لوگوں پر سے اس عذاب کو ہٹا لو۔ کیونکہ اُن کے لیے ہمارے اور ہماری آل اطہار کے توسل سے دعا کی جائیگی اور خدا ان کو دوبارہ زندہ کرے گا اس وقت تک ہم کو ہاویہ میں نہیں ڈالا گیا تھا اور روک رکھا تھا۔ یہاں تک کہ اے موسیٰؑ ابن عمران حضرت محمدؐ اور ان کی آلؑ اطہار کے توسل سے تمہارے دعا کرنے کے سبب سے خدا نے ہم کو زندہ کر دیا۔

الغرض اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے جو آنحضرتؐ کے عہدِ نبوت میں موجود تھے مخاطب ہو کر فرماتا ہے کہ جب محمدؐ اور اسکی آلؑ اطہار کا واسطہ دے کر دعا کرنے سے تمہارے بزرگوں کی جو اپنے گناہ کے باعث بجلی کے صدمہ سے ہلاک کئے گئے تھے خطا معاف ہو گئی اور خدا نے ان کو دوبارہ زندہ کر دیا۔ تو تم پر واجب و لازم ہے کہ تم ایسے حرکات سے متعرض نہ ہو جو ان کی ہلاکت کا باعث

ہوئے تھے۔

قولہ عزّوجلّ وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَأَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَمَا ظَلَمُونَا وَلٰكِنْ كَانُوا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ٥

(ترجمہ) اور اے بنی اسرائیل تم اس وقت کو یاد کرو جبکہ ہم نے تم پر بادل کا سایہ کیا اور من وسلویٰ کو تم پر نازل کیا تم ہمارے پاکیزہ رزق کو جو ہم نے تم کو دیا ہے کھاؤ اور انھوں نے ہم پر ظلم نہیں کیا۔ بلکہ وُہ اپنے نفسوں پر ظلم کرتے تھے۔

امام حسن عسکری علیہ السّلام نے فرمایا کہ خدا فرماتا ہے کہ اے نبی اسرائیل تم اس وقت کو یاد کرو جبکہ ظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ۔ ہم نے تم پر ابر کا سایہ کیا جبکہ تم صحرائے تیہ میں تھے اور وُہ ابر سُورج کی گرمی اور چاند کی خُنکی سے تم کو محفوظ رکھتا تھا وَأَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى اور تم پر من وسلویٰ کو نازل کیا۔ مَن یعنی ترنجبین جو کہ درختوں پر پڑتی تھی اور وُہ اس کو اُتار لیا کرتے تھے اور سلویٰ ایک پرندہ تھا جس کا نام عربی میں سمانیٰ ہے اور ہندی میں اُس کو بٹیر کہتے ہیں۔ اس کا گوشت سب پرندوں سے زیادہ مزے دار ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس پرندے کو ان کے لیے بھیجتا تھا اور وُہ بہت آسانی سے اسکو شکار کر کے کھا لیتے تھے۔ پھر خدا ان سے فرماتا ہے۔ كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ ہماری پاکیزہ چیزوں کو جو ہم نے تم کو عطا کی ہیں کھاؤ۔ اور میری نعمت کا شکر ادا کرو اور جن کو میں نے بزرگ کیا ہے ان کو بزرگ جانو اور جن کو میں نے وقار دیا ہے تم بھی اُن کا وقار کرو یعنی جن کی ولایت کا عہد تم سے لیا گیا ہے اور وُہ محمدؐ اور اسکی آل اطہار ہیں۔ پھر خدا فرماتا ہے وَمَا ظَلَمُونَا اور انھوں نے ہم پر ظلم نہیں کیا۔ جبکہ انھوں نے اس کلمہ کو جو ہم نے اُن سے کہا تھا بدل دیا اور کچھ اور ہی کہا اور جو عہد اُن سے لیا گیا تھا اس کو پُورا نہ کیا۔ کیونکہ کافروں کا کفر کرنا ہماری بادشاہی کو کچھ ضرر نہیں پہنچاتا۔ جیسا کہ مومنوں کا ایمان لانا ہماری سلطنت میں کچھ زیادتی نہیں کرتا وَلٰكِنْ كَانُوا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ بلکہ وُہ اپنے نفسوں پر ظلم کرتے تھے یعنی کافر ہونے اور ہمارے قول کو تبدیل کرنے کے سبب اپنی جانوں کو نقصان پہنچاتے تھے۔

اور جناب رسُولِ خداؐ نے فرمایا ہے اے بندگانِ خدا تم پر واجب ہے کہ ہم اہلبیت کی ولایت کا اعتقاد کرو اور ہمارے درمیان فرق مت کرو اور خیال کرو کہ حق تعالیٰ نے کس قدر کشائش اور وُسعت تم کو عطا فرمائی ہے کہ اپنی حجت کو تم پر واضح اور روشن کر دیا تا کہ حق کا پہچاننا تم پر سہل ہو جائے۔ پھر تمہارے لیے تقیہ میں بڑی گنجائش رکھ دی تا کہ تم خلقت کی برائیوں اور شرارتوں سے بچے رہو۔ پھر بھی اگر تم تغیّر و تبدّل کر دو۔ تو توبہ کو تمہارے سامنے پیش کرتا ہے اور اس کو قبول فرماتا ہے۔ تم کو مناسب ہے کہ خدا کی نعمتوں کا شکر ادا کرو۔

قولہ عزّوجلّ وَإِذْ قُلْنَا ادْخُلُوا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ فَكُلُوا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ رَغَدًا وَادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَقُولُوا حِطَّةٌ نَغْفِرْ لَكُمْ خَطَايَاكُمْ وَسَنَزِيدُ الْمُحْسِنِينَ ٥ فَبَدَّلَ الَّذِينَ ظَلَمُوا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِي قِيلَ لَهُمْ فَأَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا رِجْزًا مِنَ السَّمَاءِ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ ٥ وَإِذِ اسْتَسْقٰى مُوسٰى لِقَوْمِهِ فَقُلْنَا اضْرِبْ بِعَصَاكَ الْحَجَرَ ط فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا قَدْ عَلِمَ كُلُّ أُنَاسٍ مَشْرَبَهُمْ كُلُوا وَاشْرَبُوا مِنْ رِزْقِ اللّٰهِ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ ٥ وَإِذْ قُلْتُمْ يَا مُوسٰى لَنْ نَصْبِرَ عَلٰى طَعَامٍ وَاحِدٍ فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُخْرِجْ لَنَا مِمَّا تُنْبِتُ الْأَرْضُ مِنْ بَقْلِهَا وَقِثَّائِهَا وَفُومِهَا وَعَدَسِهَا وَبَصَلِهَا ط قَالَ أَتَسْتَبْدِلُونَ الَّذِي هُوَ أَدْنٰى بِالَّذِي هُوَ خَيْرٌ اهْبِطُوا مِصْرًا فَإِنَّ لَكُمْ مَا سَأَلْتُمْ ط وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ ق وَبَاءُوا بِغَضَبٍ مِنَ اللّٰهِ ط ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَانُوا يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُونَ النَّبِيِّينَ بِغَيْرِ الْحَقِّ ٥ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَكَانُوا يَعْتَدُونَ ٥ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَادُوا وَالنَّصَارٰى وَالصَّابِئِينَ مَنْ آمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ٥

(ترجمہ) اور یاد کرو جبکہ ہم نے (تمہارے باپ دادا کو) کہا کہ تم اس گاؤں (بیت المقدس) میں داخل ہو اور وہاں سے جا کر جہاں سے جی چاہے سیر ہو کر کھاؤ اور اس بستی کے دروازے میں سجدہ کرتے ہوئے داخل ہو اور کلمہ حِطَّةٌ زبان سے کہو تو ہم تمہاری خطاؤں کو بخش دیں گے اور

عنقریب نیکی کرنے والوں کا ثواب زیادہ کریں گے پس ظالموں نے اس کلمہ کو جس کے کہنے کا اُن کو حکم دیا گیا تھا بدل ڈالا۔ اس لیے ہم نے ان ظالموں پر ان کی نافرمانی اور فسق کے سبب عذابِ آسمانی نازل کیا اور اُس وقت کو یاد کرو جبکہ موسیٰؑ نے اپنی قوم کے لیے ہم سے پانی طلب کیا تب ہم نے اُس سے کہا کہ اپنا عصا پتھر پر مار (جب اُس نے عصا کو پتھر پر مارا) تو اس پتھر میں سے بارہ۱۲ چشمے جاری ہُوئے کہ ہر گروہ نے اپنے اپنے چشمے کو معلوم کیا (اُس وقت ہم نے اُن کو کہا) تم خدا کی دی ہُوئی روزی کو کھاؤ اور پیو۔ اور زمین میں فساد کرتے مت پھرو اور اُس وقت کو یاد کرو جبکہ تم نے (یعنی تمھارے باپ دادا نے) کہا کہ اے موسیٰ ہم ایک ہی کھانے پر ہرگز صبر نہ کریں گے اس لیے اپنے پروردگار سے ہمارے واسطے دُعا کرو، کہ وہ ہمارے لیے ساگ پات۔ ککڑی۔ گیہوں۔ مسور اور پیاز کہ زمین سے اُگتے ہیں پیدا کرے یہ سُن کر موسیٰؑ نے ان سے کہا آیا تم اِس عُمدہ چیز کے عوض میں ناقص چیز کو تبدیل کرنا چاہتے ہو (اُس وقت حکم ہُوا) تم شہر میں جاؤ کہ جن جن چیزوں کی تم نے درخواست کی ہے۔ وُہ سب تم کو وہاں ملیں گی اور ان پر ذلّت اور محتاجی لازم کی گئی اور خُدا کے غضب میں گرفتار ہُوئے۔ یہ اِس لیے ہُوا کہ وُہ آیات خُدا کا اِنکار کرتے تھے اور پیغمبرانِ خدا کو ناحق قتل کرتے تھے۔ اِن سب خرابیوں کا باعث یہ تھا کہ اُنھوں نے خدا کی نافرمانی اور ناشکری کی تھی اور حق سے تجاوز کرتے تھے۔ ایمان لانے والوں اور یہودیوں اور نصرانیوں اور ستارہ پرستوں میں سے جو لوگ کہ صدقِ دِل سے خُدا پر اور روزِ قیامت پر ایمان لائیں اور نیک عمل کریں ان کو خُدا کے ہاں سے اُن کو جزا ملے گی اور کسی قسم کا خوف اُن کو نہ ہوگا اور نہ وُہ مغموم و محزون ہوں گے۔

امام حسن عسکری علیہ السّلام نے فرمایا کہ خُدا فرماتا ہے ۔ اے بنی اسرائیل تم اس وقت کو یاد کرو وَاِذْ قُلْنَا جبکہ ہم نے تمھارے باپ دادا سے کہا کہ ادْخُلُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ تم اِس بستی میں داخل ہو اور وہ اریحا بلادِ شام سے ایک شہر ہے اور یہ حکم اُس وقت ہُوا تھا جبکہ وُہ صحرائے تیہ سے نکلے فَكُلُوْا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ رَغَدًا اور اِس شہر میں سے جہاں سے تمھارا جی چاہے بے زحمت و رنج پیٹ بھر کر اور سیر ہو کر کھاؤ وَّادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا اور شہر کے دروازے میں سجدہ کرتے ہُوئے اندر داخل ہو۔ اور حق تعالیٰ نے شہر کے دروازے پر

ان کے لیے محمدؐ اور علیؑ کی صورتوں کو متمثل کیا تھا اور ان کو حکم دیا تھا کہ ان مثالی صُورتوں کی تعظیم کے لیے سجدہ کریں اور ان کی بیعت اور محبّت کے ذکر کو اپنے نفسوں میں تازہ کریں اور جو اقرار ان کی ولایت و اعتقادِ افضلیت کا ان سے لیا گیا ہے اسکو یاد کریں وَقُوْلُوْا حِطَّةٌ اور حِطّہ کہو یعنی یہ کہو کہ یہ ہمارا محمدؐ و علیؑ کی مثالوں کی تعظیم کے لیے خدا کو سجدہ کرنا اور اُن کی ولایت کا اعتقاد کرنا ہمارے گُناہوں کا کھونے والا اور ہمارے قصوروں کو مٹانے والا ہے نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطٰيٰكُمْ تاکہ ہم اِس عمل سے تمھاری گزشتہ خطاؤں کو بخش دیں۔ اور پہلے گُناہوں کو زائل کر دیں وَسَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ اور جلد ہم نیکو کاروں کے ثواب کو زیادہ کرینگے یعنی جو لوگ تم میں سے ایسے ہیں کہ اُنھوں نے وُہ گناہ نہیں کیے جو مخالفانِ ولایت نے کیے ہیں اور انکی ولایت کا عہد جو اپنے نفس میں خُدا سے کیا تھا اس پر ثابت قدم رہے اِس عمل کے بجا لانے سے ہم ان کے درجات اور ثواب زیادہ کریں گے اور آیۂ سَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ سے یہی مُراد ہے۔ فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِيْ قِيْلَ لَهُمْ پس اِس گروہ نے کہ انھوں نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا تھا اِس قول کو جو اُن سے کہا گیا تھا اور طرح پر بدل دیا۔ خدا نے ان کو سجدہ کرنے کا حکم دیا۔ اُنھوں نے سجدہ نہ کیا اور جس لفظ کے کہنے کا حکم دیا تھا وُہ نہ کہا۔ بلکہ دروازے کی طرف پُشت کر لی اور پیٹھ کی طرف سے شہر میں داخل ہُوئے۔ نہ تو جُھکے اور نہ داخل ہوتے وقت سجدہ کیا اور کہنے لگے اتنے بلند دروازے کے ہوتے ہم جُھک کر کیوں داخل ہوں۔ دیکھتے یہ موسیٰؑ اور یوشعؑ ہم سے ہنسی کرتے رہیں گے اور بے کار اور فضول اُمور کے لیے ہم سے سجدہ کرائیں گے اور بجائے حِطّہ کہنے کے حنطة سمقانہ کہا یعنی لال گیہوں جو ہم کھاتے ہیں وُہ اِس قول و فعل سے زیادہ پسندیدہ ہے فَاَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ یعنی ہم نے اُن لوگوں پر کہ اُنھوں نے اس لفظ کو جو اُن سے کہا گیا تھا بدل دیا اور محمدؐ و علیؑ اور ان کی آلؑ اطہار کی ولایت کے مطیع و فرمانبردار نہ ہوئے ان کے فسق و فجور اور حکمِ اطاعت سے نکل جانے کے سبب آسمان سے عذاب اُن پر نازل کیا اور وُہ مرضِ طاعون تھا کہ ایک دن کے تھوڑے سے حصّے میں ایک لاکھ بیس۲۰ ہزار آدمی

ان میں سے اس مرض میں ہلاک ہو گئے اور یہ لوگ وُہ تھے جن کی بابت خُدا کے علم میں گزر چکا تھا کہ وُہ نہ ایمان لائیں گے اور نہ توبہ کریں گے اور جنکی بابت خدا کو یہ معلوم تھا کہ وہ توبہ کرینگے یا ان کے صلبوں سے ایسے پاک لوگ پیدا ہوں گے جو توحید الٰہی کے قائل ہونگے اور حضرت محمدؐ پر ایمان لائیں گے اور ان کے وصی اور بھائی علیؑ کی ولایت کو پہچانیں گے۔ اُن پر یہ عذاب نازل نہ ہوا۔ اب خدا فرماتا ہے وَاِذِ اسْتَسْقٰى مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ اور اس وقت کو یاد کرو، جبکہ مُوسیٰؑ نے اپنی قوم کے لیے پانی طلب کیا۔ جبکہ ان کو صحرائے تیہ میں پیاس لگی اور فریاد وزاری کرتے حضرت مُوسیٰؑ کے پاس آکر عرض کی ہم کو پیاس مارے ڈالتی ہے۔ تب موسیٰؑ نے دعا کی اے خُدا محمدؐ سیدانبیاء اور علیؑ سیداوصیاء اور فاطمہ سیدۃ النساء اور حسنؑ بہترین اولیا اور حسینؑ سید الشہدا اور اُن کی عترت طاہرہ وخلفاء کا جو بہترین ازکیا ہیں واسطہ دے کر التماس کرتا ہوں کہ اپنے ان بندوں کو پانی سے سیراب کر فَقُلْنَا اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ تب ہم نے وحی کی کہ اے مُوسیٰؑ اپنے عصا کو پتھر پر مار جب اُس نے عصا کو پتھر پر مارا فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا تو اس میں سے بارہ چشمے جاری ہو گئے قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ اور اولادِ یعقوب کے ہر گروہ نے اپنے پانی پینے کی جگہ کو معلوم کرلیا تاکہ دُوسرے گروہ اور قبیلہ سے مزاحم نہ ہوں اور باہم ایک دُوسرے سے پانی پر جھگڑا نہ کریں پھر خُدا نے ان سے خطاب کیا كُلُوْا وَاشْرَبُوْا مِنْ رِّزْقِ اللّٰهِ اس رزق کو جو خُدا نے تم کو عطا کیا ہے کھاؤ اور پیو۔ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ اور مُفسد اور عاصی ہو کر زمین میں دَوڑ دھوپ مت کرو۔

اور جناب رسالتمآبؐ نے فرمایا ہے کہ جو شخص محبت اہلبیتؑ پر قائم ہو خُدا اس کو اپنی محبت کا ایسا پیالہ پلاتا ہے کہ وُہ اس کو کسی سے تبدیل کرنا نہیں چاہتا اور اس کے سوا کسی کو اپنا کفایت کرنے والا اور نگہبان اور مددگار بنانا پسند نہیں کرتا اور جو کوئی اپنے نفس کو ہماری محبت میں سختیوں اور تکلیفوں کا متحمل بنالیتا ہے۔ خدا قیامت کے دن میدان حشر میں اس قدر درجات عالیہ اس کو عطا فرمائیگا کہ تمام اہلِ محشر کی آنکھیں اس کے درجات کے دیکھنے سے قاصر ہونگی اور ہر ایک کو اس کے درجات اس طرح احاطہ کرلیں گے جیسا کہ وُہ دُنیا میں اپنے مال ومتاع پر جو اُس کے سامنے رکھے ہوں۔ قابض اور محیط ہو۔ پھر اس کو خطاب ہوگا کہ تُو نے

محمدؐ و آلِ محمدؐ کی ولایت میں اپنے نفس کو سختیوں اور تکلیفوں کا متحمل بنایا سو اس کے عوض میں اللہ تعالیٰ نے تم کو اختیار اور قدرت دی ہے کہ اہل محشر میں سے جس کو شدت عذاب و تکلیف سے چھڑانا چاہو۔ تب وُہ اپنی آنکھ کھول کر سب کو دیکھے گا پھر ان میں سے اس شخص کو جس نے اس سے نیکی کی ہوگی یا دُنیا میں کوئی احسان اس پر کیا ہوگا خواہ فعلی ہو یا قولی یا اس سے شیریں کلامی سے بات کی ہوگی۔ یا اس کے ساتھ کسی طرح کی نرمی یا ملائمت عمل میں لایا ہوگا۔ تمام اہل محشر میں سے علیحدہ کرلے گا جیسا کہ کھرے روپیوں کو پرکھ کر کھوٹے روپیوں سے الگ کرلیتے ہیں۔ پھر اس کو کہا جائیگا کہ ان کو جنت میں لے جاؤ اور جہاں جی چاہے اُن کو ٹھہراؤ تب وُہ ان کو جنت میں لے جاکر اُتارے گا پھر اس کو ندا آئیگی ہم نے تجھ کو مختار کیا اور قدرت دی کہ جس کو تیرا جی چاہے آتشِ دوزخ میں داخل کر۔ یہ ندا سُنتے ہی وُہ آنکھ اُٹھا کر انکی طرف دیکھے گا۔ اور ہر طرف نظر مار کر ان میں سے دوزخیوں کو اس طرح چُن لے گا جس طرح روپیوں میں سے اشرفیوں کو الگ کرلیتے ہیں۔ پھر آواز آئیگی دوزخ کے جس درجے میں تیرا جی چاہے ان کو داخل کر تب وُہ جہنم کی جن تنگ ناؤں میں ان کو داخل کرنا چاہے گا کرے گا۔

الغرض خُدا بنی اسرائیل سے جو زمانہ آنحضرتؐ میں موجود تھے فرماتا ہے جبکہ تمہارے پہلے بزرگوں کو محمدؐ و آلِ محمدؐ کی موالات (دوستی) کی طرف دعوت کی گئی اب تم نے چونکہ ان کو مشاہدہ کرلیا اور ولایت محمدؐ و آلِ محمدؐ کی اعلیٰ غرض ومنشا کو پہنچ گئے اس لیے تم کو مناسب ہے کہ اہلبیت کے تقرب سے خُدائے بزرگ و برتر کا قرب حاصل کرو اور اس کے غضب و قہر کے قریب مت ہو۔ اگر ایسا کرو گے تو اُس کی رحمت سے دُور ہو جاؤ گے۔

اب خُدا فرماتا ہے وَاِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ نَّصْبِرَ عَلٰى طَعَامٍ وَّاحِدٍ اور اُس وقت کو یاد کرو جبکہ تمہارے اسلاف نے مُوسیٰؑ سے کہا کہ ہم اس من وسلویٰ کے ایک کھانے پر ہرگز صبر نہ کرینگے اور اسکے ساتھ اور چیزوں کو ملانا ضروری ہے فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُخْرِجْ لَنَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ مِنْۢ بَقْلِهَا وَقِثَّآئِهَا وَفُوْمِهَا وَعَدَسِهَا وَبَصَلِهَا اس لیے تُو اپنے پروردگار سے دُعا کر کہ وُہ زمین کی نباتات میں سے ساگ پات اور ککڑیاں اور گیہوں اور مسور اور پیاز ہمارے واسطے پیدا کرے قَالَ اَتَسْتَبْدِلُوْنَ الَّذِيْ هُوَ اَدْنٰى بِالَّذِيْ

هُوَ خَيْرٌ تو حضرت موسیٰؑ نے اُن سے کہا کہ کیا تم چاہتے ہو کہ عمدہ چیز تو تم سے لے لی جائے اور ناقص چیز تم کو مل جائے اِهْبِطُوْا مِصْرًا فَاِنَّ لَكُمْ مَّا سَاَلْتُمْ اگر تم یہی چاہتے ہو تو تم اس صحرائے تیہ سے نکل کر کسی شہر میں چلے جاؤ کہ وہاں تم کو مطلوبہ چیزیں مل جائیں گی۔
اب خدا فرماتا ہے کہ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ اس نافرمانی اور ناشکری کے عوض رسوائی اور محتاجی ان پر لازم کی گئی کہ اس کے باعث وہ خدا اور اُس کے مومن بندوں کے نزدیک رسوا ہوئے اور مسکنۃ سے فقیری اور ذلت مراد ہے۔ وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ اور اللہ کا غضب اور اُس کی لعنت ان پر ڈالی گئی ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ غضبِ خدا میں اُن کے مبتلا ہونے کا باعث یہ ہے کہ وہ ذلت و محتاجی میں پڑنے سے پہلے خدا کی نشانیوں کا انکار کرتے تھے وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ الْحَقِّ اور ناحق پیغمبروں کو قتل کرتے تھے کہ نہ تو انھوں نے ان کا کچھ قصور کیا تھا نہ کسی اور کا ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا یہ فروگزاشت اور ترکِ مدد جوان پر غالب ہوگئی تھی۔ یہاں تک کہ ان سے ایسے گناہ سرزد ہوئے جن سے باعث ذلت و محتاجی اُن کے لیے لازم کی گئی اور غضبِ خدا میں مبتلا ہوئے اس سبب سے تھی کہ وہ خدا کی نافرمانی کرتے تھے وَكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ اور حد سے گزرتے تھے کہ امرِ الٰہی سے تجاوز کرکے امرِ شیطانی بجالاتے تھے۔
اور جناب رسول خداؐ نے فرمایا ہے۔ اے میری اُمت کے لوگو تم ایسا نہ کرنا جیسا کہ بنی اسرائیل نے کیا اور اللہ کی نعمتوں کو خفیف نہ جاننا اور خدا سے من گھڑت اور اٹکل پچو سوال نہ کرنا اور جب تم میں سے کسی کی حق تعالیٰ اس کے رزق و معاش کے باب میں آزمائش کرے جس کو وہ شخص ناپسند کرتا ہے تو اس کو چاہیئے کہ کسی چیز کا اُس سے سوال نہ کرے شائد وہ چیز اس کی موت اور ہلاکت کا باعث ہو۔ بلکہ یوں دعا کرنی چاہیئے۔ اے خدا محمدؐ اور انکی آلِ اطہار کے جاہ و مراتب کی تجھ کو قسم دیتا ہوں کہ یہ جو میرے کام میں تو نے سختی ڈالی ہے اگر یہ میرے واسطے بہتر اور میرے دین کے حق افضل ہے تو مجھ کو اس پر صبر عطا فرما اور اس تکلیف کے برداشت کرنے کی توفیق اور طاقت دے اور اسکی خستگی اور درماندگی اور بارِ گراں کا اُٹھانا مجھ پر سہل کردے اور اگر اسکی برعکس حالت میرے لیے بہتر ہے تو وہ مجھ کو عطا کر اور ہر حال میں

مجھ کو اپنے حکم پر خوشنود اور رضامند رکھ پس تمام قسم کی تعریفیں تیری ہی ذات کیلیے زیبا اور سزاوار ہیں۔ جب تم اس طرح دعا کرو گے تو جو چیز تمھارے حق میں بہتر ہوگی اس کو تمھارے لیے مقرر اور مقدر کرے گا اور اس کا حاصل کرنا تمھارے لیے سہل کردے گا۔
بعد ازاں آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا۔ اے خدا کے بندو گناہوں میں منہمک اور ساعی ہونے اور ان میں تساہل اور سہل انگاری کرنے سے پرہیز کرو۔ کیونکہ گناہوں کے سبب گنہگار پر خذلان اور فروگزاشت غالب ہوتی ہے جو اس کو ایسی بلائیں مبتلا کردیتی ہے جو اُن (گناہوں) سے کہیں بڑھ کر ہے۔ پس وہ برابر گناہ کیے جاتا ہے اور تساہل فکر و گزاشت کرتا رہتا ہے۔ اور گناہوں سے بھی بھاری بلا میں پڑ جاتا ہے۔ رفتہ رفتہ یہاں تک نوبت پہنچتی ہے کہ وہ وصیِ رسول کی ولایت کی تردید اور نبیِؐ خدا کی نبوت کا انکار کرنے لگتا ہے۔ آخرکار آہستہ آہستہ وحدانیت خدا کا منکر ہو جاتا ہے اور دینِ الٰہی سے منحرف ہوکر ملحد بن جاتا ہے۔
پھر خدا فرماتا ہے اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا جو لوگ خدا پر اور اس چیز پر جس پر ایمان لانا فرض ہے اور وہ علیؑ ابنِ ابی طالب اور ان کی ذریت طاہرہ علیہم السلام کی ولایت ہے ایمان لائے وَالَّذِيْنَ هَادُوْا اور جو لوگ کہ یہودی ہوئے وَالنَّصٰرٰى اور نصرانی اور نصرانی وہ لوگ ہیں جو گمان کرتے ہیں کہ ہم دینِ خدا میں ایک دوسرے کے ناصر و مددگار ہیں وَالصّٰبِـِٕيْنَ اور ستارہ پرست اور صابئ وہ لوگ ہیں جو گمان کرتے ہیں کہ ہم دینِ خدا میں راستی پر ہیں اور دراصل وہ اپنے قول میں جھوٹے ہیں مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ ان کافروں میں سے جو کوئی خدا پر ایمان لائے گا اور اپنے کفر سے بالکل پاک ہو جائیگا اور ان مومنوں میں سے جو اپنی آئندہ عمروں میں ایمان لائیں گے اور اُس کو خالص رکھیں گے اور اس عہد کو جو محمدؐ اور علیؑ اور ان کے خلفائے طاہرین علیہم السلام کی بابت ان سے لیا گیا ہے وفا کرینگے وَعَمِلَ صَالِحًا اور ان مومنوں میں سے جو لوگ نیک عمل کرینگے فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ان کو آخرت میں خدا کے ہاں سے ان کا ثواب ملیگا۔ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ اور وہاں ان کو کچھ خوف نہ ہوگا جبکہ فاسق خائف و ترساں ہونگے اور انکو کسی قسم کا غم نہ ہوگا۔ جبکہ مخالفانِ خدا محزون و مغموم ہونگے کیونکہ انھوں نے خدا کی مخالفت میں وہ عمل نہیں کیا کہ

اس کا کرنیوالا اس (عمل) کے سبب سے خائف اور محزون ہو

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ امیر المومنین علیؑ ابن ابی طالب علیہ السلام نے ایک شخص کو دیکھا کہ آثار خوف اس سے ظاہر ہو رہے ہیں فرمایا اے شخص تجھے کیا ہوا اُس نے عرض کی میں خدا سے ڈرتا ہوں فرمایا اپنے گناہوں سے خوف کر اور بندگان خدا کے جو حقوق تیرے ذمے ہیں ان میں اپنے لیے عدل خدا سے ڈر اور جس امر کی اس نے تجھ کو تکلیف دی ہے اس میں اسکی اطاعت کر اور جس کام میں وہ تیری اصلاح کرتا ہے اس میں اسکی نافرمانی اور سرکشی مت کر اس کے بعد پھر خدا سے مت ڈر کیونکہ وہ کسی پر ظلم نہیں کرتا اور ہرگز کسی کو اسکے استحقاق سے زیادہ عذاب نہیں دیتا۔ مگر ہاں یہ کہ تو اپنی سوء عاقبت اور انجام بد سے ڈرے کہ ایسا نہ ہو میرے عقیدے میں کچھ تغیر و تبدل ہو جائے اگر تو یہ چاہے کہ خدا تجھکو سوء عاقبت سے امن و امان میں رکھے تو یہ جان لے کہ جو نیکی کہ تو کرتا ہے وہ خدا کے فضل اور اس کے توفیق دینے کے باعث ہے اور جو بدی کہ تجھ سے سرزد ہوتی ہے اسکا باعث یہ ہے کہ خدا نے تجھ کو مہلت اور فرصت دے رکھی ہے اور اپنے حلم و تحمل کے سبب تجھ سے ایک وقت مقررہ تک درگزر کر رہا ہے۔

قولہٗ عزّوجلّ

وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاذْكُرُوْا مَا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ فَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ لَكُنْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِيْنَ اعْتَدَوْا مِنْكُمْ فِي السَّبْتِ فَقُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِئِيْنَ ۝ فَجَعَلْنٰهَا نَكَالًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهَا وَمَا خَلْفَهَا وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ (ترجمہ) اور تم اس وقت کو یاد کرو جبکہ ہم نے تم سے عہد لیا اور تمہارے اوپر طور کو بلند کیا (اور تم سے کہا) کہ جو چیز ہم نے تم کو دی ہے اس کو کوشش اور قوت سے تھامو، اور جو کچھ اس میں ہے اس کو یاد کرو تاکہ تم گناہوں سے بچو پھر تم اس کے قبول کرنے کے بعد اس عہد سے پھر گئے پس اگر خدا کا فضل اور اسکی رحمت تمہارے شامل حال نہ ہوتی تو ضرور تم نقصان اٹھاتے اور بیشک تم کو ان لوگوں کا حال معلوم ہے جنھوں نے تم میں سے سنیچر کے دن ہمارے حکم سے تجاوز کیا۔ تب ہم نے ان سے کہا کہ تم ذلیل و خوار بندر بن جاؤ پس ہم نے اس قصہ کو ان لوگوں کے واسطے جو اسوقت موجود تھے اور ان کے لیے جو ان کے بعد آنے والے تھے

باعث عبرت بنایا۔ اور یہ پرہیزگاروں کیلئے نصیحت ہے۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ خدا اُن سے ارشاد فرماتا ہے کہ اے بنی اسرائیل تم اس وقت کو یاد کرو اِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ جبکہ ہم نے تمھارے باپ دادا سے عہد لیا کہ جو کچھ توریت میں لکھا ہے اُس پر عمل کریں اور اس نامہ مخصوص پر کاربند ہوں جو محمدؐ اور اس کی آل اطہار کے باب میں موسیٰؑ کو عطا کیا کہ یہ بہترین خلق اور حق کے قائم کرنے والے ہیں اور اس امر کا اقرار کریں اور اس کو اپنی اولادوں کو پہنچائیں اور انکو حکم دیں کہ پشت در پشت آخر دنیا تک اپنی آئندہ نسلوں کو پہنچاتے رہیں کہ وہ محمدؐ پیغمبر خدا پر ایمان لائیں اور جو کچھ وہ خدا کی طرف سے علیؑ ابن ابی طالب ولی خدا کے باب میں ان کو بتلائے اور جو کچھ انکو اس کے جانشینوں اور حق کے قائم کرنے والوں کی نسبت خبر دے اس کو قبول کریں لیکن انھوں نے ان باتوں کے قبول کرنے سے انکار اور استکبار کیا وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ تب ہم نے کوہ طور کو تم پر (یعنی تمھارے اسلاف پر) بلند کیا کہ جبرئیلؑ کو حکم دیا کہ کوہ فلسطین کا ایک ٹکڑا انکے لشکرگاہ کے موافق ایک فرسخ لمبا اور ایک فرسخ چوڑا جدا کر کے اس ٹکڑے کو وہاں سے علیحدہ کر کے ان کے سروں پر ہوا میں بلند کیا اس وقت موسیٰؑ نے ان سے کہا کہ جو کچھ میں نے تم کو حکم دیا ہے اس کو قبول کرو ورنہ یہ پہاڑ تم پر گرایا جائیگا۔ تب مجبوراً انھوں نے قبول کیا مگر جن کو خدا نے عناد و فساد سے محفوظ رکھا تھا۔ انھوں نے بہ طوع و رغبت اس کو مانا اس امر کے قبول کرنے کے بعد سجدے میں گرے اور اپنے رُخساروں کو خاک پر رکھا۔ اکثروں نے اپنے رخساروں کو صرف اس لیے خاک پر رکھا تھا کہ دیکھیں یہ پہاڑ ہم پر گرتا ہے یا نہیں اور خشوع و خضوع انکو مطلوب نہ تھا اور باقیوں نے جو بہت ہی کم تھے دلی ارادے اور طوع و رغبت سے سجدہ کیا۔

اور جناب رسالتمآبؐ نے فرمایا ہے اے ہمارے شیعوں کے گروہ تم خدا کا شکر کرو کہ اُس نے تم کو اس امر کی توفیق عطا فرمائی ہے کہ تم کافران بنی اسرائیل کی طرح سجدہ کرتے وقت اپنے رُخساروں کو خاک پر نہیں ملتے بلکہ ان کے نیکوں کی طرح بہ طوع و رغبت اس امر کو بجا لاتے ہو۔

پھر خدا فرماتا ہے خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ کہ جو کچھ ہم نے تم کو دیا ہے اس کو قوت سے پکڑو یعنی جو اوامر و نواہی اس امر جلیل یعنی محمدؐ و علیؑ اور انکی آل طیبین کے ذکر کی نسبت ہم نے

تم کو عطا کیے ہیں ان کو مضبوطی اور قوت سے پکڑو وَاذْكُرُوا مَا فِيهِ اور جو کتاب کہ ہم نے تم کو دی ہے جو کچھ اس میں درج ہے اس کو یاد کرو ان اوامر و نواہی کے بجالانے پر جو ثواب عظیم مقرر ہے اور ان کے انکار کرنے پر جو عذاب شدید معیّن ہے اسکو یاد کرو لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ تاکہ تم اس مخالفت سے جو عذاب شدید و عقاب مزید کا باعث ہے محفوظ رہو اور ثواب جزیل کے مستحق بنو۔ اب خدا فرماتا ہے ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ مِّنْ بَعْدِ ذَٰلِكَ پھر اس کے بعد تم پھر گئے یعنی تمھارے بزرگ اس کے بعد اس امر پر قائم ہوتے اور اس کے عہد کے پورا کرنے سے پھر گئے فَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ پس اگر خدا کا فضل اور اسکی رحمت تم پر نہ ہوتی یعنی اگر تمھارے بزرگوں پر خدا کا فضل نہ ہوتا کہ اُس نے ان کو توبہ کرنے کی مہلت دی اور پشیمانی اور انابت سے گناہوں کے محو کرنے کی فرصت دی لَكُنتُم مِّنَ الْخَاسِرِينَ تو بیشک تم نقصان اُٹھانے والوں میں داخل ہو جاتے کہ دنیا اور آخرت میں نقصان اور خسارہ اُٹھاتے کیونکہ آخرت تو تمھارے کفر اختیار کرنے کے باعث فاسد ہو جاتی اور دنیا کی نعمتیں اس لیے نصیب نہ ہوتیں کہ ہم تمھاری بیخ کنی کر دیتے اور تمھارے نفسوں کی حسرتیں اور تمھاری آرزوئیں جن کے پورا ہونے سے پہلے تم برباد ہو جاتے باقی رہ جاتے مگر ہم نے تم کو توبہ کرنے اور اپنی طرف رجوع کرنے کی مہلت دی یعنی یہ سب باتیں تمھارے باپ دادا کے ساتھ عمل میں لائی گئیں جس نے ان میں سے توبہ کی وہ نیک بخت اور سعادتمند ہوا اور جس کی پشت سے پاک اولاد کا پیدا ہونا مقدر کیا گیا تھا جو دنیا میں معاش دنیوی سے شادکام ہونے والی تھی اور طاعت خدا بجالانے کے سبب آخرت میں مراتب عالیہ پر مشرف ہونے والی تھی پیدا ہوئی۔

قصہ اصحاب سبت

امام حسن بن علی علیہما السلام نے فرمایا ہے اگر وہ محمدؐ اور انکی آل اطہار کا واسطہ دے کر اپنی صدق نیت اور صحت اعتقاد قلبی سے ان آیات و معجزات باہرہ کے مشاہدہ کرنیکے بعد اسکی معاندت اور مخالفت سے محفوظ رہنے کی دعا کرتے تو بیشک خدا اپنے جود و کرم سے ایسا ہی کر دیتا لیکن وہ دین سے پھر گئے اور ہوسِ دنیوی کو ہم پر فضیلت دی اور ہوائے نفسانی کے سبب طلب لذات میں مشغول ہو گئے۔ پھر خدا فرماتا ہے وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِينَ اعْتَدَوْا مِنكُمْ فِي السَّبْتِ

اور بیشک تم کو اُن لوگوں کا حال معلوم ہے جنھوں نے تم میں سے روز شنبہ کے حکم میں حد سے تجاوز کیا اور نافرمانی کی کیونکہ انھوں نے سنیچر کے دن مچھلیوں کا شکار کیا (جس سے ان کو منع کیا گیا تھا) فَقُلْنَا لَهُمْ كُونُوا قِرَدَةً خَاسِئِينَ پس ہم نے ان سے کہا کہ تم بندر بن جاؤ جو ہر امر خیر سے دور ہوں فَجَعَلْنَاهَا نَكَالًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهَا وَمَا خَلْفَهَا وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِينَ پس ان کا یہ مسخ ہونا جس سے ہم نے ان کو ذلیل اور اپنی رحمت سے دور اور ملعون کیا ان کے لیے باعثِ عذاب اور ان ہلاک کرنے والے گناہوں سے جو مسخ ہونے سے پہلے کرتے تھے کہ جن کے مرتکب ہونے کی وجہ سے ان عذابوں کے سزاوار ہوئے باز رکھنے کا ذریعہ اور وسیلہ بنایا اور اس قوم کو جس نے ان لوگوں کو مسخ شدہ حالت میں دیکھا اور ہمارے عذاب کا مشاہدہ کیا۔ ان اعمالِ قبیحہ سے روکنے والا تھا جن کے کرنے کے باعث وہ اس بلا میں گرفتار ہوئے اور متقی اور پرہیزگار لوگوں کے لیے باعثِ پند و نصیحت تھا کہ ان کے عقوبت و عذاب کو دیکھ کر عبرت حاصل کریں اور امورِ حرام سے بچیں۔ اور لوگوں کو نصیحت کریں اور اُن کو ہلاک کرنے والے گناہوں سے خوف دلائیں۔

اور امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ان لوگوں کا ایک گروہ تھا جو دریا کے کنارے پر رہا کرتے تھے اور خدا اور اسکے پیغمبروں نے ان کو سنیچر کے روز مچھلی کے شکار سے منع کیا تھا۔ اس لیے ان لوگوں نے ایک حیلہ بنایا کہ اسکے ذریعہ سے حرام خدا کو اپنے لیے حلال کریں اور وہ یہ تھا کہ حوضوں سے ملتی ہوئی ایسی نالیاں اور گڑھے کھودے کہ مچھلیاں ان حوضوں میں آ تو سکیں مگر نکل کر پھر دریا میں نہ جا سکیں۔ جب شنبہ کا روز ہوتا تھا تو چونکہ مچھلیاں اس روز امان خدا میں ہوتی تھیں اس لیے وہ گڑھوں اور نالیوں کی راہ سے انکے تالابوں اور حوضوں میں آ جاتی تھیں اور جب وہ دن ختم ہو جاتا تھا تو شکاریوں کے شر سے بچنے کے لیے دریا میں واپس جانا چاہتی تھیں۔ پر وہ نہ جا سکتی تھیں اور رات کو ان ہی حوضوں میں پھنسی رہتی تھیں کہ ان کو ہاتھ سے پکڑ سکتے تھے اور جال وغیرہ کی ضرورت نہ پڑتی تھی۔ جب اتوار کا دن ہوتا تھا تو وہ لوگ ان کو پکڑ لیتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم نے شنبہ کے دن تو شکار نہیں کیا۔ بلکہ یک شنبہ کو کیا ہے حالانکہ وہ دشمنانِ خدا جھوٹ کہتے تھے بلکہ انھوں نے دراصل انہی گڑھوں اور نالیوں کے

پارہ ۹ سورۂ اعراف ع ۲۰

سبب ان کو شکار کیا تھا جو شنبہ کے روز تیار کی تھیں۔ ایک عرصے تک وہ ایسا ہی کرتے رہے یہاں تک کہ بڑے مالدار اور صاحبِ ثروت ہو گئے اور فارغ البالی اور خوش حالی کے سبب بہت سی عورتوں کو اپنے تصرف میں لائے اور طرح طرح کے عیش و عشرت میں پڑ گئے اور اس شہر میں اسّی ہزار سے کچھ زیادہ آدمی آباد تھے۔ ان میں سے ستّر ہزار تو اس فعل کے مرتکب ہوئے اور باقیوں نے اس سے پرہیز کیا۔ چنانچہ خدا سورۂ اعراف میں فرماتا ہے وَاسْئَلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِي كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ إِذْ يَعْدُونَ فِي السَّبْتِ إِذْ تَأْتِيهِمْ حِيتَانُهُمْ يَوْمَ سَبْتِهِمْ شُرَّعًا وَيَوْمَ لَا يَسْبِتُونَ لَا تَأْتِيهِمْ كَذَٰلِكَ نَبْلُوهُمْ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ ○ وَإِذْ قَالَتْ أُمَّةٌ مِنْهُمْ یعنی اے محمدؐ ان لوگوں سے اس شہر کا حال دریافت کرو جو دریا کے قریب آباد تھا جبکہ وہ (اس شہر کے باشندے) سنیچر کے روز شکار کرنے کے سبب حکمِ خدا سے باہر ہو گئے جبکہ ان کی مچھلیاں شنبہ کے دن نالیوں کی راہ ان کے پاس آتی تھیں اور اس کے سوا اور دنوں میں نہ آتی تھیں۔ اسی طرح ہوتا رہا۔ باہم ان کے فسق سے انکو آزماتے تھے اور جب انکی قوم میں سے ایک جماعت نے ان کو سمجھایا اور نصیحت اور زجر و توبیخ کی اور عذابِ خدا سے ان کو ڈرایا اور اس کے انتقام لینے اور عذابِ شدید دینے سے خوف دلایا تو انھوں نے اس وعظ و پند کا یہ جواب دیا کہ لِمَ تَعِظُونَ قَوْمًا اللَّهُ مُهْلِكُهُمْ أَوْ مُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيدًا تم ایسی قوم کو کس لیے نصیحت کرتے ہو جن کو خدا اُن کے گناہوں کے سبب عذابِ استیصال سے ہلاک کریگا یعنی انکی بیخ کنی کر دے گا۔ آخرت میں عذابِ سخت میں مبتلا کرے گا تو قَالُوا ان نصیحت کرنے والوں نے جواب دیا کہ مَعْذِرَةً إِلَىٰ رَبِّكُمْ تمھارے پروردگار کے آگے عذر کرنے کیلئے کیونکہ اس نے ہم کو امرِ معروف اور نہی منکر کرنے کا حکم دیا ہے اس لیے ہم تم کو اس فعلِ بد سے منع کرتے ہیں تاکہ ہمارے پروردگار کو معلوم ہو جائے کہ ہم اس کام میں تمھارے مخالف تھے اور تمھارے اس فعل سے کراہت رکھتے تھے اور اسکو برا جانتے تھے وَلَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ نیز ہم اس لیے انکو نصیحت کرتے ہیں کہ شاید ہماری پند و نصائح ان میں اثر کرے اور وہ اس امرِ مہلک سے باز آئیں اور اسکے عقاب و عذاب سے

ڈریں۔ اب خدا فرماتا ہے۔ فَلَمَّا عَتَوْا عَنْ مَا نُهُوا عَنْهُ قُلْنَا لَهُمْ كُونُوا قِرَدَةً خَاسِئِينَ۔ جب انھوں نے ان واعظوں کی نصیحت سے روگردانی کی اور جس امر سے وہ انکو منع کرتے تھے اس میں انکی زجر و توبیخ کو نہ مانا اور تکبّر اور غرور اختیار کیا تب ہم نے ان سے کہا کہ تم بندر بن جاؤ اور تمام قسم کی نیکیوں سے دور ہو جاؤ۔ جب ان لوگوں نے جو مطیع پروردگار تھے اور جن کی تعداد دس ہزار سے کچھ زیادہ تھی دیکھا کہ یہ ستّر ہزار آدمی ہماری نصیحت کو نہیں مانتے اور ہمارے ڈرانے اور خوف دلانے کی کچھ پروا نہیں کرتے تو ان کو چھوڑ کر ایک اور شہر میں جو اس شہر کے قریب تھا چلے گئے کہ کہیں ایسا نہ ہو عذابِ خدا اُن پر نازل ہو اور ہم بھی اُن کے ہمراہ اس میں مبتلا ہو جائیں۔ اس لیے رات کو وہاں سے نکل گئے۔ خدا نے ان سب کو مسخ کر کے بندر بنا دیا اور شہر کا دروازہ اسی طرح بند رہا کہ نہ کوئی شہر میں جاتا تھا اور نہ کوئی باہر آتا تھا آس پاس کی بستیوں والے یہ حال سن کر وہاں آئے اور فصیل پر سیڑھیاں لگا کر اوپر چڑھے جب اوپر گئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ سب عورتیں اور مرد بندر بن گئے ہیں اور ادھر اُدھر پھرتے ہیں اور یہ دیکھنے والے اپنے آشناؤں۔ قریبیوں اور دوستوں کو شناخت کرتے تھے اور اگر کسی سے کہتے تھے کہ تو فلاں مرد یا فلاں عورت ہے تو وہ آنکھوں میں آنسو بھر لاتے تھے اور سر کے اشارے سے ہاں یا نہیں کا جواب دیتے تھے۔ غرض تین روز اسی حال میں رہے۔ پھر حق تعالیٰ نے ہوا اور بارش کو ان پر بھیجا کہ اس نے ان کو دریا میں لے ڈالا اور سب کو ہلاک کر دیا اور تین دن کے بعد کوئی مسخ شدہ دنیا میں باقی نہ رہا اور یہ جو ویسی صورتیں دنیا میں دیکھتے ہو یہ انکے مشابہ اور ان سے ملتی جلتی ہیں۔ بعینہ وہی اور ان کی نسل سے نہیں ہیں۔

امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ صرف مچھلی کا شکار کرنے سے ان لوگوں کے ساتھ یہ سلوک ہوا پس خدا کے نزدیک ان لوگوں کا کیا حال ہوگا جنھوں نے اولادِ رسولؐ کو قتل کیا اور انکے حرم کی ہتکِ حرمت کی۔ اگرچہ خدا نے دنیا میں ان کو مسخ نہیں کیا مگر آخرت میں جو عذاب ان کیلئے مقرر کیا گیا ہے وہ مسخ ہونیکے عذاب سے کئی گنا زیادہ ہے۔ کسی نے عرض کی اے فرزندِ رسولؐ ہم نے یہ حدیث آپکی زبان سے سنی۔ کسی ناصبی نے ہم سے کہا اگر امام حسینؑ کا قتل بیجا اور باطل تھا تو اس کا گناہ شنبہ کے دن مچھلی کے شکار کرنیکے گناہ سے بہت بڑھ کر ہوا۔ پھر کس لیے

قتلِ حسینؑ اللہ کی نظر میں مچھلی کے شکار سے بڑا گناہ ہے

اللہ تعالیٰ قاتلانِ حسینؑ پر غضب ناک نہ ہُوا جیساکہ مچھلی کے شکار کرنیوالوں پر غضبناک ہُوا تھا حضرتؑ نے فرمایا ان ناصبیوں سے کہدے کہ اگرچہ شیطان کے گناہ کافروں کے گناہوں سے جن کو اس نے بہکایا ہے بدرجہا بڑھ کر ہیں اور خُدا نے ان میں سے جس کو چاہا ہے ہلاک بھی کیا ہے مثلاً قومِ نوحؑ و فرعون۔ مگر شیطان کو کس لیے ہلاک نہیں کیا۔ حالانکہ وہ ہلاکت کا ان کی نسبت زیادہ تر مُستحق ہے۔ یہ کیا بات ہے کہ ان لوگوں کو تو ہلاک کر دیا جو اعمالِ مُہلک کے بجالانے میں شیطان سے کمتر تھے اور اس کو باقی رکھا حالانکہ رُسوا کرنے والے گناہ اس سے انکی نسبت زیادہ تر ظہُور میں آئے۔ سُنو جبکہ ہمارا پروردگار حکیم ہے تو بعض کے ہلاک کرتے اور بعض کے باقی رکھنے میں جو اس کی تدبیر ہے وُہ عین حکمت ہے پس ان شنبہ کے دن شکار کرنے والوں اور امام حسینؑ کے قاتلوں کا بھی یہی حال ہے۔ دونوں فریقوں میں جس بات کو بہتر اور قرینِ مصلحت سمجھا عمل میں لایا۔ اس کے کاروبار کی نسبت کوئی بندہ اعتراض اور سوال نہیں کر سکتا اور بندوں سے ان کے اعمال کی نسبت سوال کیا جائے گا۔

بعد ازاں فرمایا کہ اگر وُہ لوگ جنھوں نے روزِ شنبہ کے حکم میں خدا کی مخالفت کی اس فعلِ قبیح کے عمل میں لانے کا ارادہ کرنے کے وقت محمدؐ اور ان کی آلِ طیّبین کے مراتب کا واسطہ دے کر اس معصیت سے محفُوظ رہنے کی خدا سے دُعا کرتے تو ضرور حق تعالیٰ ان کو اس معصیت سے محفُوظ رکھتا اور ایسا ہی اگر وُہ لوگ جو ان کو اس فعلِ بد سے منع کرتے تھے ان حضرات کا واسطہ دے کر ان لوگوں کے حق میں اس بدی سے بچنے کی دُعا کرتے تو بیشک ان کی دُعا مقبُول ہو جاتی اور وُہ اس شر سے محفوظ رہتے۔ لیکن خدا نے ان کو اس امر کی مُہلت اور توفیق نہ دی۔ یہانتک کہ جو کچھ لوحِ محفُوظ پر ثبت ہو چکا تھا ان کے باب میں جاری ہُوا۔

اور امام محمدؐ باقر علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ جب میرے والد ماجد امام زین العابدین علیہ السّلام نے اس حدیث کو بیان فرمایا۔ تو حاضرینِ مجلس میں سے ایک شخص نے عرض کی۔ اے فرزندِ رسُولؐ کیا سبب ہے کہ اللہ تعالیٰ باپ دادا کے گناہوں اور خطاؤں پر اُن کی اولادوں کو سرزنش کرتا اور دھمکاتا ہے۔ حالانکہ وُہ خود ارشاد فرماتا ہے وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی یعنی کوئی شخص کسی دُوسرے کا بوجھ نہیں اُٹھاتا۔ حضرتؑ نے اس کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ قرآن عربی

پارہ ۸ سورۂ انعام اخیر

زبان میں ہے اس لیے اللہ تعالیٰ اس زبان والوں کو ان کے لغت میں خطاب کرتا ہے دیکھو مردِ تمیمی جبکہ اس کی قوم (بنی تمیم) نے کسی شہر کو غارت کیا ہو اور وہاں کے باشندوں کو قتل کر دیا ہو اس طرح سے کہتا ہے تم نے فلاں شہر کو لُوٹا اور فلاں قوم کو قتل کیا اور اسی طرح مرد عربی کہتا ہے ہم نے فلاں قوم کو قتل کیا اور ہم نے فلاں کی اولاد کو قید کیا اور ہم نے فلاں شہر کو برباد کیا اس بات کے کہنے سے اُسکا یہ منشا ہرگز نہیں ہوتا کہ ہم خُود اسمیں شریک تھے۔ بلکہ مقصُود یہ ہوتا ہے کہ اس قوم کو ملامت اور سرزنش کرے اور اپنی قوم کا مُصیبت جھیلنا بیان کرے کہ اسکی قوم نے ایسا کیا ہے۔

پس اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں جو کچھ ارشاد فرمایا ہے وُہ صرف ان کے باپ دادا کے لیے سرزنش ہے۔ نیز ان موجودہ لوگوں کو ملامت کرنا مطلوب ہے کیونکہ یہ وہی لغت ہے جس میں قرآن نازل ہوا ہے پس اب یہ ان کی اولاد بھی اپنے باپ دادا کے افعال پر راضی ہے اور ان کو راہِ صواب پر بتلاتی ہے اس لیے یہ کہنا جائز ہے کہ تم نے یہ کام کیا جبکہ تم ان کے افعالِ قبیحہ اور اعمالِ شنیعہ پر رضامند ہوئے۔

قولہ عزّوجلّ

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِهٖٓ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً ؕ قَالُوْٓا اَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا ؕ قَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ۝ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا هِيَ ؕ قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا فَارِضٌ وَّلَا بِكْرٌ ؕ عَوَانٌۢ بَيْنَ ذٰلِكَ ؕ فَافْعَلُوْا مَا تُؤْمَرُوْنَ ۝ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا لَوْنُهَا ؕ قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ صَفْرَآءُ ۙ فَاقِعٌ لَّوْنُهَا تَسُرُّ النّٰظِرِيْنَ ۝ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا هِيَ ۙ اِنَّ الْبَقَرَ تَشٰبَهَ عَلَيْنَا ؕ وَاِنَّآ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ لَمُهْتَدُوْنَ ۝ قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا ذَلُوْلٌ تُثِيْرُ الْاَرْضَ وَلَا تَسْقِي الْحَرْثَ ۚ مُسَلَّمَةٌ لَّا شِيَةَ فِيْهَا ؕ قَالُوا الْـٰٔنَ جِئْتَ بِالْحَقِّ ؕ فَذَبَحُوْهَا وَمَا كَادُوْا يَفْعَلُوْنَ ۝ وَاِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادّٰرَءْتُمْ فِيْهَا ؕ وَاللّٰهُ مُخْرِجٌ مَّا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ۝ فَقُلْنَا اضْرِبُوْهُ بِبَعْضِهَا ؕ كَذٰلِكَ يُحْيِ اللّٰهُ الْمَوْتٰی ۙ وَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝

(ترجمہ) اور تم اُس وقت کو یاد کرو جبکہ مُوسٰیؑ نے اپنی قوم سے کہا تھا کہ

اللہ تعالیٰ تم کو حکم دیتا ہے کہ گائے کو ذبح کرو۔ انھوں نے جواب دیا۔ اے موسیٰؑ کیا تو ہم سے ہنسی کرتا ہے موسیٰؑ نے کہا معاذاللہ کہ میں جاہلوں کا کام کروں تب وہ بولے کہ اپنے پروردگار سے درخواست کر کہ وہ اس گائے کا حال ہم پر ظاہر کرے موسیٰؑ نے کہا کہ خدا فرماتا ہے کہ وہ نہ بوڑھی ہے نہ بچھیا متوسط جوان ہے تم کو چاہیئے کہ خدا کا حکم بجالاؤ انھوں نے کہا کہ اپنے پروردگار سے دعا کر کہ وہ اس گائے کا رنگ ہم پر ظاہر کرے موسیٰؑ نے اُن سے کہا کہ خدا فرماتا ہے کہ وہ گائے شوخ زرد رنگ ہے کہ اس کا رنگ دیکھنے والوں کو خوش کرتا ہے انھوں نے جواب دیا کہ اپنے پروردگار سے دعا کر کہ وہ ظاہر کرے کہ وہ گائے کیسی ہے کیونکہ وہ ہم پر مشتبہ ہو گئی ہے اور ہم انشاء اللہ (اس گائے کی طرف) راہ پانے والے ہیں موسیٰؑ نے کہا کہ خدا فرماتا ہے کہ وہ گائے نہ تو زمین جوتنے کے لیے سدھی ہوئی ہے اور نہ کھیتی کو سیراب کرنے کے لیے اور بے عیب ہے اور کوئی داغ اس میں نہیں ہے۔ وہ بولے اب تو نے حق ظاہر کیا الغرض انھوں نے اس گائے کو ذبح کیا اور وہ اس کام کو کرنا نہ چاہتے تھے اور تم اس وقت کو یاد کرو جبکہ تم نے ایک شخص کو قتل کیا اور اس کے قتل میں اختلاف کیا اور اللہ اس امر کا ظاہر کرنے والا ہے جس کو کہ تم چھپاتے تھے پس ہم نے حکم دیا کہ اس گائے کے ایک ٹکڑے کو اس مقتول سے مس کرو (تب وہ زندہ ہو گیا) اسی طرح اللہ مردوں کو زندہ کرتا ہے اور تم کو اپنی نشانیاں دکھاتا ہے تاکہ تم سمجھو اور سوچ بچار کرو۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا مدینے میں رہنے والے یہودیوں سے مخاطب ہو کر فرماتا ہے کہ تم اُس وقت کو یاد کرو اِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِہٖٓ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَۃً جبکہ موسیٰؑ نے اپنی قوم سے کہا کہ خدا تم کو حکم دیتا ہے کہ گائے کو ذبح کرو اور اس کا ایک ٹکڑا لے کر اس مقتول کے بدن سے لگاؤ جو کہ تمھارے محلے میں پڑا ہوا ہے تاکہ حکم خدا سے زندہ ہو کر کھڑا ہو جائے اور تم کو اپنے قاتل کے نام سے خبردار کرے۔

اور یہ اُس وقت کا ذکر ہے جبکہ کوئی ایک شخص کو قتل کر کے ان کے محلے میں ڈال گیا تھا اور موسیٰؑ نے حکم خدا سے اُس قبیلہ پر جن کے درمیان سے وہ مرد ملا تھا لازم کیا تھا کہ ان کے رؤسا و شرفا میں سے پچاس۵۰ آدمی خدائے شدید و قوی کی جو کہ بنی اسرائیل کا خدا اور محمدؐ اور

اُن کی آلِ اطہار کا فضیلت دینے والا ہے قسم کھا کر کہیں کہ ہم نے نہ تو اس (مُردے) کو قتل کیا ہے اور نہ ہم اس کے قاتل کو جانتے ہیں اگر وہ قسم کھالیں تو اُس قاتل کا خون بہا دیں اور اگر قسم نہ کھائیں تو قاتل کا پتہ بتلائیں تاکہ وہ اس کے عوض میں مارا جائے۔ اگر وہ کچھ بھی نہ کریں تو ان کو ایک تنگ جیل خانہ میں قید کیا جائے یہاں تک کہ یا تو قسم کھائیں یا اقرار کریں یا قاتل کا نشان دیں۔ اس وقت انھوں نے عرض کی اے پیغمبر خداؑ کیا ہماری قسمیں ہمارے مالوں کو نہ بچائیں گی اور ہمارے مال ہم کو قسم کھانے سے محفوظ نہ رکھیں گے (یعنی ہم قسم بھی کھائیں اور خون بہا بھی دیں) حضرت موسیٰؑ نے جواب دیا کہ نہیں خدا کا حکم یوں ہی ہے۔

اور اس قتل کا قصہ اس طرح پر ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک عورت تھی جو اپنے حسن و جمال اور شرافت حسب و نسب اور پردہ نشینی اور پارسائی میں شہرۂ آفاق تھی اور بہت سے شخص اس سے نکاح کرنے کے خواستگار تھے اور اُس کے تین چچیرے بھائی تھے۔ وہ ان میں سے ایک کے ساتھ نکاح کرنے پر راضی ہو گئی جو علم اور پارسائی میں اور بھائیوں پر فوقیت رکھتا تھا باقی دونوں بھائیوں کو یہ امر نہایت شاق اور ناگوار گزرا اور شدت رشک و حسد کے باعث اُس کے قتل کے درپے ہوئے۔ آخر کار ایک روز رات کے وقت ضیافت کے بہانے اپنے گھر بلا کر اُس کو قتل کر ڈالا اور اُسکی لاش کو اٹھا کر اپنی قوم کے سب سے بڑے قبیلے کے محلے میں ڈال آئے جب صبح ہوئی اور لوگوں نے اس کی لاش دیکھی اور اسکا حال معلوم ہوا تو اُس کے دونوں چچیرے بھائی جو اس کے قاتل تھے۔ گریبان چاک کیے سروں پر خاک ڈالے وہاں آئے اور اہل قبیلہ پر اس کے خون کا دعویٰ کیا۔ حضرت موسیٰؑ نے اہلِ قبیلہ کو طلب کر کے اِس مقتول کا حال دریافت کیا۔ انھوں نے جواب دیا کہ نہ تو ہم نے قتل کیا اور نہ اس کے قاتل کا حال ہم کو معلوم ہے حضرت موسیٰؑ نے فرمایا کہ اس حادثہ کے وقوع میں لانے والے (قاتل) کے باب میں جو کچھ حکم خدا صادر ہوا ہے وہ تم کو معلوم ہو چکا۔ اب تم اس کی تعمیل کرو یعنی یا تو تم پچاس۵۰ آدمی قسم کھاؤ اور خون بہا دو۔ اور اگر یہ منظور نہیں تو قاتل کا نشان دو۔ انھوں نے عرض کی کہ جب قسم کھانے پر ہم کو خون بہا دینا پڑا تو قسم کھانے کا فائدہ کیا ہوا اور جب خون بہا کے ساتھ قسم کھانی پڑی تو خون بہا دینے سے کیا حاصل موسیٰؑ نے فرمایا کہ سب قسم کا نفع خدا کی فرماں برداری اور

اس کے امر و نہی کے قبول کرنے میں ہے۔ وہ بولے اے پیغمبرؑ خدا یہ تاوان بہت بھاری ہے حالانکہ ہمارا کچھ قصور نہیں ہے اور یہ قسم بہت سخت ہے حالانکہ کسی قسم کا گناہ ہماری گردن پر نہیں ہے۔ کیا ہی اچھا ہو اگر خدا اس کے قاتل کو ہم پر ظاہر کرے اور ہم کو اسکے بارِ گراں سے سبکدوش فرمائے پس اے موسیٰؑ تو اپنے پروردگار سے دعا کر کہ وہ اس کے قاتل کو ظاہر کرے تاکہ جس سزا کا وہ مستحق ہو تو اس کو دے اور اس کا معاملہ صاحبانِ عقل و ہوش پر منکشف ہو جائے۔ تب حضرت موسیٰؑ نے ان سے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے اس واقعہ کا حکم مجھ سے بیان فرمادیا ہے۔ مجھے شایاں نہیں ہے کہ اس کے سوا اور حکم طلب کرنے کی جرأت کروں اور اسکے فعل پر معترض ہوں کیا تم نہیں دیکھتے کہ جب اس نے شنبہ کے دن کام کرنا اور اونٹ کا گوشت کھانا ہم پر حرام کیا تو ہم کو مناسب نہیں ہے کہ اس کے حکم میں تصرف کریں اور اس کے تبدیل کرنے کی درخواست کریں۔ بلکہ ہم پر لازم ہے کہ اُس کے حکم کو قبول کریں اور جس شئے کو اس نے ہمارے لیے لازم کیا اس کو لازم اور ضروری جانیں۔

الغرض جب اس مقدمہ میں اس حکم کو جو ایسے مقدمات میں برتا جاتا تھا حضرت موسیٰؑ نے جاری کرنا چاہا۔ تو حق تعالیٰ کی طرف سے وحی نازل ہوئی کہ اے موسیٰؑ ان کی درخواست کو قبول کر اور مجھ سے اس کے قاتل کے ظاہر کرنے کی دعا کر تاکہ وہ قتل کیا جائے اور لوگ تہمت اور جرمانہ سے نجات پائیں۔ کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ ان لوگوں کی درخواست کی قبولیت کے ضمن میں تیری امت کے نیکوں میں سے ایک شخص کی (جس کا دین محمدؐ اور اسکی آل اطہار پر درود بھیجنا اور محمدؐ اور اس کے بعد علیؑ کو جمیع مخلوق پر فضیلت دینا ہے) روزی فراخ کروں اور اس قضیہ میں اسکو دنیا میں مالدار اور غنی کردوں تاکہ محمدؐ اور اسکی آلؑ اطہار کو اوروں پر فضیلت دینے کا کچھ ثواب اس کو مل جائے۔ تب موسیٰؑ نے عرض کی اے پروردگار اس (مقتول) کے قاتل کو ہم پر ظاہر کر۔ اُس وقت جانب رب العزت سے وحی ہوئی کہ اے موسیٰؑ بنی اسرائیل سے کہہ دے کہ اللہ تعالیٰ اُس کے قاتل کو تم پر ظاہر کریگا۔ مگر تم یہ کرو کہ گائے کو ذبح کر کے اس کے گوشت کا ایک ٹکڑا اس مقتول کے بدن پر مارو تاکہ میں اس کو زندہ کروں پس اگر تم حق تعالیٰ کی فرمانبرداری کرتے ہو تو اس حکم کو مانو۔ ورنہ میرے پہلے حکم کو قبول کرو۔ الغرض ان آیات کا

یہی مطلب ہے چنانچہ فرماتا ہے۔ اِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِہٖٓ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَۃً ؕ اے بنی اسرائیل تم اس وقت کو یاد کرو جبکہ موسیٰؑ نے اپنی قوم سے کہا کہ عنقریب خدا تم کو گائے ذبح کرنے کا حکم دے گا۔ اگر تم اس مقتول کے قتل کرنے والے شخص سے واقف ہونا چاہتے ہو اور وہ اس طرح پر ہوگا کہ اس گائے کے گوشت کا ایک ٹکڑا اس مُردے کے بدن پر مارنا خدا کی قدرت سے وہ زندہ ہو جائیگا اور اپنے قاتل کے حال سے تم کو آگاہ کرے گا۔ قَالُوْٓا اَتَتَّخِذُنَا ھُزُوًا ؕ یہ بات سن کر وہ لوگ کہنے لگے اے موسیٰؑ تم ہم سے مسخراپن کرتے ہو۔ جو کہتے ہو کہ خدا کا حکم ہے کہ ہم گائے کو ذبح کر کے ایک مُردے کے ٹکڑے کو دوسرے مُردے پر ماریں یہ کیونکر ہو سکتا ہے قَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ اَنْ اَکُوْنَ مِنَ الْجٰھِلِیْنَ حضرت موسیٰؑ نے جواب دیا کہ میں خدا سے پناہ مانگتا ہوں کہ میں جاہلوں کا سا کام کروں کہ جو بات خدا نے نہ فرمائی ہو اس کو اُس سے منسوب کروں۔ یا خدائے عزّ و جل کے قول کو رَد کرنے کے لیے اپنے ناقص قیاس سے جو میرے مشاہدہ کے موافق ہے۔ اس کے حکم سے انکار کروں۔ بعد ازاں حضرت موسیٰؑ نے بیان فرمایا کیا مرد اور عورت کے نطفے مُردہ نہیں ہوتے اور جب وہ دونوں رحم میں جا کر ملتے ہیں تو خداوند مطلق ان کے ملنے سے زندہ آدمی پیدا کرتا ہے اور کیا مُردہ بیجوں اور گٹھلیوں کے زمین مُردہ کے ساتھ ملنے سے زمین کو انواع و اقسام کے تر و تازہ خوشوں اور سر سبز اور ہرے بھرے درختوں سے آباد اور زندہ نہیں کرتا۔ جب حضرت موسیٰؑ نے اپنی تقریر سے ان کو لاجواب کر دیا تو قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّکَ یُبَیِّنْ لَّنَا مَا ھِیَ اُس سے کہا کہ تو اپنے پروردگار سے دعا کر کہ وہ اس گائے کی حقیقت ہم پر ظاہر کرے۔ تب موسیٰؑ نے اپنے پروردگار سے اس گائے کی نسبت سوال کیا قَالَ اِنَّہٗ یَقُوْلُ اِنَّھَا بَقَرَۃٌ لَّا فَارِضٌ وَّلَا بِکْرٌ ؕ عَوَانٌ بَیْنَ ذٰلِکَ ؕ فَافْعَلُوْا مَا تُؤْمَرُوْنَ اور اُن سے کہا کہ خدا فرماتا ہے کہ وہ گائے نہ تو بڑی عمر کی ہو اور نہ بہت چھوٹی عمر کی کہ فرز نہ ہوئی ہو بلکہ ان دونوں حالتوں کے بیچ بیچ ہو۔ تم کو چاہیئے کہ اس حکم کی تعمیل کرو جس پر تم مامور ہو قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّکَ یُبَیِّنْ لَّنَا مَا لَوْنُھَا ؕ اس پر انھوں نے حضرت موسیٰؑ سے کہا کہ اپنے پروردگار سے دعا کر کہ وہ ہم پر ظاہر کرے کہ اس گائے کا رنگ کیا ہے جس کے ذبح کرنے کے

لیے ہم کو حکم دینا چاہتے ہو قَالَ اِنَّہٗ یَقُوْلُ اِنَّھَا بَقَرَۃٌ صَفْرَآءُ فَاقِعٌ لَّوْنُھَا تَسُرُّ النّٰظِرِیْنَ حضرت موسیٰؑ نے خدا سے سوال جواب کر کے اُن کو جواب دیا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ گائے زرد رنگ کی ہے کہ اُس کی زردی بہت اچھی ہو اور رنگ ناقص سفیدی مائل نہ ہو اور نہ بہت گہرا ہو کر سیاہی مائل ہو جائے اور ایسا رنگ ہو کہ اسکے دیکھنے سے ناظرین کا دل اسکی خوش رنگی اور حسن و خوبی کے سبب خوش ہو جائے قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ یُبَیِّنْ لَّنَا مَا ھِیَ اِنَّ الْبَقَرَ تَشٰبَہَ عَلَیْنَا وَ اِنَّآ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ لَمُھْتَدُوْنَ یہ سن کر انھوں نے کہا اے موسیٰؑ ہمارے لیے اپنے پروردگار سے دُعا کر کہ وہ اس گائے کی صفات اور زیادہ تر بیان کرے کیونکہ اس گائے میں ہم کو اشتباہ ہو گیا ہے اس لیے کہ اس قسم کی گائیں بہت سی ہیں اور ہم انشاء اللہ اس گائے کی طرف ضرور راہ پائینگے جس کے ذبح کرنیکا اس نے ہم کو حکم دیا ہے قَالَ اِنَّہٗ یَقُوْلُ اِنَّھَا بَقَرَۃٌ لَّا ذَلُوْلٌ تُثِیْرُ الْاَرْضَ موسیٰؑ نے جواب دیا کہ خدا فرماتا ہے کہ وہ گائے ایسی ہے کہ اس کو زمین جوتنے اور ہل چلانے کے لیے نہیں سدھایا گیا اور یہ ریاضت اس نے نہیں کی۔ وَلَا تَسْقِی الْحَرْثَ اور نہ رہٹ اور چرسے سے کھیتی کو سیراب کرتی ہے اور ان تمام کاموں سے بری ہے مُسَلَّمَۃٌ "سب عیبوں سے پاک ہے اور کوئی عیب اسمیں پایا نہیں جاتا لَّا شِیَۃَ فِیْھَا اور سوائے اصلی رنگ کے کوئی اور رنگ اسمیں نہیں ہے۔ جب اُن لوگوں نے یہ صفات معلوم کیں تو قَالُوا الْئٰنَ جِئْتَ بِالْحَقِّ فَذَبَحُوْھَا وَمَا كَادُوْا یَفْعَلُوْنَ ۔ حضرت موسیٰؑ سے کہا اب تو نے ٹھیک پتہ دیا۔ الغرض انھوں نے اس کو لے کر ذبح کیا اور وہ گرانی قیمت کے سبب ذبح کرنا نہیں چاہتے تھے۔ مگر ان کا ہٹ کرنا اور موسیٰؑ کو اس امر کی تہمت لگانا کہ جو سوال ہم اس سے کرتے ہیں وہ اس پر قادر نہیں ہے ان کے اس گائے کو ذبح کرنے کا باعث ہوا۔

امام علیہ السلام نے فرمایا کہ جب ان لوگوں نے یہ اوصاف سنے تو عرض کی اے موسیٰؑ حق تعالےٰ نے ہم کو اس قسم کی گائے کے ذبح کرنے کا حکم دیا ہے۔ حضرت موسیٰؑ نے جواب دیا کہ ہاں اور موسیٰؑ نے ابتدا میں اُن سے یہ بات نہ کہی تھی کہ خدا نے تم کو گائے کے ذبح کرنیکا حکم دیا ہے۔ کیونکہ اگر یہ کہا جاتا تو پھر اگر وہ درخواست کرتے کہ خدا سے ہمارے لیے دُعا کر کہ وہ اس کی کیفیت اور رنگ اور حقیقتِ حال سے ہم کو آگاہ کرے تو حضرت موسیٰؑ کو خدا سے اس قسم کا سوال کرنیکی کچھ ضرورت نہ

تھی بلکہ ان کو اتنا ہی جواب دینا ضروری تھا کہ خدا نے تم کو گائے کے ذبح کرنیکا حکم دیا ہے۔ پس جس پر گائے کا نام صادق آئے اُس کے ذبح کرنے سے تم اس حکم سے نکل جاؤگے۔

الغرض جب مذکورہ بالا قسم کی گائے کا ذبح ہونا قرار پا چکا اور انھوں نے اسکو تلاش کیا تو بنی اسرائیل میں سے ایک جوان کے پاس اُس کو پایا کہ خدا نے عالم رویا میں محمدؐ اور علیؑ اور ائمہ طاہرین علیہم السلام کی زیارت سے اسکو مشرف فرمایا تھا اور ان حضرات نے اس سے فرمایا تھا کہ چونکہ تو ہمارا دوست ہے اور ہم کو اوروں پر فضیلت دیتا ہے اس لیے ہم چاہتے ہیں کہ تم کو اس عمل کا کچھ عوض دنیا میں بھی دیں۔ جب لوگ تیری گائے کی خریداری کو آئیں تو اپنی ماں کی بے اجازت فروخت نہ کرنا اگر تو ایسا کریگا تو خدا تیری ماں کے دل میں چند امور ایسے القا کر دیگا جو تیری اور تیری اولاد کی تونگری اور فراغ بالی کا باعث ہونگے۔ وہ جوان یہ مژدہ سن کر نہایت خوش ہوا جب صبح ہوئی تو بنی اسرائیل اس گائے کی خریداری کو آئے اور کہنے لگے اس کا مول کیا ہے اس نے جواب دیا کہ دو اشرفیاں اور میری ماں کو اختیار ہے وہ بولے ہم ایک اشرفی دیتے ہیں جوان نے اپنی ماں سے دریافت کیا وہ بولی چار اشرفی کو بیچ۔ جب اس نے اپنی ماں کی رائے سے بنی اسرائیل کو خبر دی تو وہ بولے ہم دو اشرفیاں دیتے ہیں۔ تب اس نے اپنی ماں کو اس حال کی اطلاع دی وہ بولی آٹھ اشرفی کو دے اس پر انھوں نے چار اشرفیاں دینی قبول کی الغرض اسکی ماں جتنا مول کہتی تھی بنی اسرائیل اسکے نصف پر راضی ہو جاتے تھے اور جوان اپنی ماں کو خبر دیتا تھا اور وہ ہر دفعہ دچند کرتی جاتی تھی یہاں تک کہ اسکی قیمت ایک بڑے بیل کی کھال پر اشرفیوں تک پہنچ گئی اور اس قیمت میں اسکو خرید کر ذبح کیا اور اسکے گوشت کا ایک ٹکڑا (کہ وہ دُم کی جڑ کا حصہ تھا جس سے آدمی پیدا ہوتا ہے اور قیامت کے دن بھی اسکے اجزائے بدنی اسی پر پیوستہ ہو کر مرکب ہونگے) لے کر اس مردے کے جسم پر مارا اور دُعا کی اے خدا محمدؐ اور انکی آلِ اطہار کے جاہ و مراتب کا واسطہ اس مُردہ کو زندہ کر اور بولنے کی طاقت عطا فرما۔ القصہ وہ جوان صحیح و سالم ہو کر سیدھا اُٹھ کھڑا ہوا۔ اور عرض کی اے پیغمبرِ خدا میرے ان دو چچیرے بھائیوں نے میری چچیری بہن کے بارے میں مجھ سے حسد کر کے مجھ کو قتل کر ڈالا اور مار کر اس قبیلہ کے محلے میں ڈال گئے تاکہ میرا خونبہا ان سے وصول کریں۔ پس موسیٰؑ نے ان دونوں قاتلوں کو گرفتار کر کے قتل کر دیا۔

اور اوّل ہی اوّل جب اِس پارۂ گوشت کو اس مُردے کے جسم پر مارا تو وُہ زندہ نہ ہُوا یہ حال دیکھ کر بنی اسرائیل پکار اُٹھے۔ اے پیغمبرِ خدا وُہ وعدہ جو تُو نے ہم سے کیا تھا۔ کہاں گیا تب حق تعالیٰ نے موسیٰؑ پر وحی نازل کی کہ میرے وعدے میں فرق نہیں ہوتا مگر جبتک اس گائے کی کھال کو اشرفیوں سے بھر کر اس کے مالک کو نہ پہنچا دینگے یہ مُردہ زندہ نہ ہوگا۔ یہ حکم سُن کر ان لوگوں نے اپنے مال جمع کیے اور خُدا نے اس کھال کو اتنا کشادہ کیا کہ پچاس لاکھ اشرفی سے وہ پُر ہُوئی۔

جب وُہ مال اس جوان کے سپُرد کر دیا گیا اور اس عُضو کے مارنے سے وہ مُردہ زندہ ہوگیا تو بنی اسرائیل میں سے بعض لوگوں نے کہا کہ ہم نہیں جانتے ان دونوں امروں میں سے کونسا امر زیادہ عجیب ہے آیا خدا کا اِس مُردے کو زندہ کرنا اور بولنے کی طاقت دینا یا اس جوان کو اس مال کثیر سے غنی اور مالدار کرنا تب خدا نے وحی بھیجی کہ اے موسیٰؑ بنی اسرائیل سے کہدے کہ تم میں سے جو شخص یہ چاہتا ہے کہ میں اس کی دُنیاوی زندگی کو بہتر اور نیک کروں اور بہشت میں مقام بزرگ میں اس کو جگہ دُوں اور آخرت میں محمدؐ و آلِ محمدؐ کا صاحب اور ہم نشین کروں اسکو مناسب ہے کہ اس جوان کی طرح سے عمل کرے کہ اس نے موسیٰ ابن عمران سے محمدؐ و علیؑ اور انکی آلؑ اطہار کا ذکر سُنا تھا پس وہ ہمیشہ اُن پر دُرود بھیجتا تھا اور ان کو تمام مخلوق جن و انس اور ملائکہ پر فضیلت دیتا تھا۔ اِس لیے یہ مالِ کثیر میں نے اس کو عطا کیا تاکہ خوشحالی اور فارغ البالی سے زندگی بسر کرے اور داد و دہش سے سرفراز ہو اور اپنے دوستوں سے نوازش اور مروّت سے پیش آئے اور اپنے مصارف سے اپنے دُشمنوں کو سرنگوں اور شرمسار کرے۔

بعد ازاں اِس جوان نے حضرت مُوسیٰؑ سے عرض کی یا نبی اللہ میں ان مالوں کی کیونکر حفاظت کروں اور حاسدوں کے حسد اور دشمنوں کی دُشمنی سے کس طرح محفوظ رہوں موسیٰؑ نے فرمایا اے جوان اِس مال پر درست اعتقاد سے محمدؐ و آلِ محمدؐ پر دُرود پڑھا کر جیسا کہ اسکے حاصل ہونے سے پیشتر پڑھا کرتا تھا پس جس خدا نے اس قول کی برکت سے تجھ کو یہ مال عطا فرمایا ہے وہی اسکی حفاظت بھی کریگا جوان نے ایسا ہی کیا جو حاسد حسد کے سبب اسکے خراب کرنے کی نیت کرتا جو چور اس کو چرانا چاہتا یا کوئی غاصب اسکو غصب کرنے کا ارادہ کرتا تو خدا یا تو کچھ ایسا لطف و کرم اس شخص کے حال پر فرماتا کہ وُہ خود ہی اس ارادے سے باز رہتا یا کسی آفت و بلا میں اس کو مُبتلا کرتا کہ

مجبوراً اس کو اپنے اِس بد ارادے سے رُکنا پڑتا۔

جب مُوسیٰؑ نے اس جوان صالح سے یہ باتیں کیں اور اللہ تعالیٰ اس کے کلام (دُرود) کے سبب اس کا محافظ ہُوا تو اِس جوان نے جو اس وقت زندہ ہوا تھا کہا میں اس جوان کی طرح محمدؐ و آلِ محمدؐ پر درود بھیجکر اور انکے انوار مقدسہ سے متوسل ہو کر تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ مجھ کو دُنیا میں زندہ رکھ کر میرے چچا کی لڑکی سے بہرہ مند کر اور مجھ کو اس کے سبب خیر کثیر عطا فرما اسوقت وحی ہوئی کہ اے موسیٰؑ اس زندہ شدہ جوان کی عُمر قتل ہونے کے بعد ساٹھ ۶۰ برس باقی رہی تھی۔ اب چونکہ اس نے محمدؐ اور اسکی آل اطہار سے متوسل ہو کر مجھ سے درخواست کی ہے اس لیے ستر برس ہم نے اسکی عُمر میں اور زیادہ کیے اور ایک سو تیس ۱۳۰ برس اسکی عمر کر دی کہ اس عرصے میں وہ صحیح و سالم رہیگا اور اسکے حواس میں کچھ فرق نہ آئے گا اور اسکے قویٰ میں ذرا بھر ضُعف نہ ہوگا اور اسکی قوتِ شہوانی قوی رہے گی اور اس دُنیا کے حلال سے بہرہ ور ہوگا اور چین سے زندگی بسر کریگا اور مرتے دم تک دونوں میں جُدائی نہ ہوگی اور دونوں ایک ہی وقت مریں گے اور پھر جنّت میں جا کر اکٹھے رہیں گے اور اسکی نعمتوں سے متنعم اور بہرہ ور ہونگے اور اے مُوسیٰؑ اگر وُہ بدبخت قاتل اس جوان کی طرح صحت اعتقاد کیساتھ ان بزرگوں کے انوار مُقدسہ سے متوسل ہو کر حسد سے محفوظ رہتے اور میرے رزق پر قناعت (جو کہ بڑی بادشاہی ہے) کرنیکا مجھ سے سوال کرتا تو بیشک میں اسکے سوال کو قبول کرتا اور حسد سے محفوظ رکھتا اور اپنے رزق مقسوم پر اسکو قانع کرتا اور اگر اس فعلِ شنیع کے مرتکب ہونیکے بعد توبہ کرتا اور ان سے متوسل ہو کر مجھ سے سوال کرتا کہ اے خدا مجھ کو رُسوا نہ کر تو بیشک میں اسکو رُسوا نہ کرتا اور ان لوگوں کے دلوں کو اظہار قاتل کے سوال کرنے سے پھیر دیتا اور اس جوان کو کسی اور ذریعہ سے اسی قدر مال سے غنی اور مالا مال کرتا اور اگر وُہ رُسوائی کے بعد بھی توبہ کرتا اور اِس جوان کی طرح ان انوار مُقدسہ سے متوسل ہو کر سوال کرتا کہ اے خُدا اس بات کو لوگوں کے دلوں سے فراموش کرا دے اور اس مقتول کے وارثوں کو مجھ پر مہربان کر کہ وُہ اس کا قصاص مجھ کو معاف کر دیں تو میں ضرور ایسا ہی کرتا اور کوئی شخص بھی اس کو اس کے فعل سے شرمندہ اور رُسوا نہ کرتا بلکہ کوئی اِس بات کا ذکر تک بھی نہ کرتا لیکن یہ (ان حضرات کی محبت اور ولایت اور ان سے متوسل ہونا) میرا فضل ہے جس کو میں چاہتا ہوں اپنی رحمت سے عطا کرتا ہوں اور میں فضلِ عظیم کا مالک و مختار ہوں اور جس سے چاہتا ہوں اسکو روک رکھتا ہوں

اور میں عادل اور صاحبِ حکمت ہوں۔

الغرض جب بنی اسرائیل نے اس گائے کو ذبح کیا جیسا کہ خدا فرماتا ہے فَذَبَحُوْهَا وَمَا كَادُوْا يَفْعَلُوْنَ ۝ پس انھوں نے اس گائے کو ذبح کیا حالانکہ وُہ کرنے والے نہ تھے۔ یعنی اس گائے کی گرانیٔ قیمت کے باعث ان کا قصد یہ تھا کہ یہ کام نہ کریں مگر اپنی لجاجت اور ہٹ دھرمی اور حضرت موسیٰؑ کو متہم کرنے کے سبب اُن کو ایسا کرنا ہی پڑا۔ اُس وقت حضرت موسیٰؑ کے پاس آکر فریاد کرنے لگے اور عرض کی کہ تمام قبیلہ مُفلس ہو گیا اور ہم اپنی لجاجت اور ہٹ دھرمی کے باعث اپنا تمام قلیل و کثیر مال اس گائے کی قیمت میں دے بیٹھے۔ اب تو ہمارے حق میں خدا سے وُسعتِ رزق کی دُعا کر۔ موسیٰؑ نے جواب دیا واہ تم لوگ عجب کوردل ہو۔ کیا تم نے اس گائے والے جوان کی دُعا نہیں سُنی اور اس کا اثر نہیں دیکھا اور اس زندہ شدہ جوان کی دُعا کو نہیں سُنا اور اس کے اثر پر نظر نہیں کی کہ اسکو عمر طویل اور سعادت اور نعمت اور اپنے حواس اور اعضائے بدنی اور عقل سے بہرہ ور ہونا نصیب ہوا تم ان دونوں جوانوں کی طرح سے دُعا کیوں نہیں کرتے اور ان حضرات کے انوارِ مُقدّسہ سے متوسّل کیوں نہیں ہوتے تاکہ خدا تمھاری تنگدستی اور محتاجی کو دُور کرے اور تمھاری روزی فراخ کرے۔ تب انھوں نے دُعا کی۔ اے خدا ہم تجھ سے التجا کرتے ہیں اور تیرے فضل پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ پس محمدؐ و علیؑ و حسنؑ و حسینؑ اور آئمہ اطہار کے جاہ و مراتب کا واسطہ ہماری تنگدستی اور محتاجی کو دُور کر اسوقت وحی نازل ہُوئی کہ اے مُوسیٰؑ ان لوگوں سے کہہ دے کہ ان کے رؤسا فلاں کھنڈرات میں جا کر فلاں جگہ کو کھودیں اور جو کچھ وہاں دفن ہے اُسکو نکال لیں اور وہ ایک کروڑ اشرفیاں ہیں اوّل یُوں کریں کہ گائے کی خریدمیں جتنا جتنا روپیہ جس جس نے دیا ہے اُن کو اتنا اتنا روپیہ واپس کر دیں تاکہ وُہ اپنی اصلی حالت پر عُود کر آئیں اور باقی پچاس لاکھ کو اسی حساب سے آپس میں تقسیم کر لیں تاکہ محمدؐ و آلِ محمدؐ سے متوسّل ہونے اور اُن کی افضلیّت کا اعتقاد کرنے کے عوض ان کا مال مضاعف (دوچند) ہو جائے۔

الغرض اس قصّہ کی طرف اشارہ کر کے خدا فرماتا ہے وَاِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادّٰرَءْتُمْ فِيْهَا اور تم اس وقت کو یاد کرو جبکہ تم نے ایک شخص کو قتل کیا پھر اسکے قاتل کے بارے میں باہم اختلاف کیا اور ہر ایک شخص اس گناہ کو اپنے اور اپنے اہل و عیال کے سر سے ٹالتا تھا اور دُوسرے

کے سر دھرتا تھا وَاللّٰهُ مُخْرِجٌ مَّا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ۝ تُم جو قاتل کی خبر کو چھپاتے تھے اور موسیٰؑ کی تکذیب کے ارادے کو پوشیدہ کرتے تھے۔ اس کو خدا ظاہر کرنیوالا ہے اس لیے کہ تم نے اس سے سوال کیا تھا کہ اس مُردے کو زندہ کر اور تمھارا گمان یہ تھا کہ خدا اس کی دُعا قبول نہ کرے گا۔

فَقُلْنَا اضْرِبُوْهُ بِبَعْضِهَا الغرض جب وُہ گائے ذبح ہو چکی تو ہم نے حکم دیا کہ اس گائے کا ایک ٹکڑا لے کر اِس مُردے کے بدن پر مارو كَذٰلِكَ يُحْيِ اللّٰهُ الْمَوْتٰى جس طرح یہاں ایک مُردے کے دُوسرے مُردے کیساتھ ملنے سے خُدا نے مُردے کو زندہ کیا ہے اسی طرح وُہ دُنیا میں زندہ کرتا ہے اور آخرت میں بھی کرے گا۔ دُنیا میں تو یہ کہ مرد کی منی عورت کی منی سے ملتی ہے اور خدا اس سے ان کو زندہ کرتا ہے جو باپوں کی پشتوں اور ماؤں کے رحموں میں موجود ہیں اور آخرت میں یہ کہ پہلی دفعہ صور پھونکنے کے بعد اور دُوسرے صور سے پہلے جبکہ تمام زندہ مُردے ہو جائیں گے بحرِ مسجور سے جو آسمان کے قریب ہے (جسکی طرف اشارہ فرمایا ہے وَالْبَحْرِ الْمَسْجُوْرِ) پارہ ۲۷ سورۂ طور ع ۱
اور وہ مرد کی منی کی مانند ہے۔ زمین پر ایک بارش برسائیگا۔ وُہ آبِ منی گلے سڑے مُردوں کے ساتھ ملیگا اور سب زمین سے روئیدہ ہو کر زندہ ہو جائیں گے پھر خدا فرماتا ہے وَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ اور تم کو اور نشانیوں کی طرح اپنی علامتیں اور نشانیاں دکھلاتا ہے جو اس کی وحدانیت اور اس کے پیغمبر موسیٰؑ کی نبوت اور محمدؐ (جو تمام بندوں اور کنیزوں کے سردار ہیں) اور اس کی آلِ اطہار کے تمام مخلوق سے افضل ہونے پر دلالت کرتی ہیں لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ تاکہ تم اس امر میں تعقّل و تفکّر سے کام لو کہ جو خدا ان عجائبات کو ظاہر کرتا ہے وُہ اپنی مخلوق کو ایسا حکم نہیں دیتا جو حکمت سے خالی ہو اور محمدؐ و آلِ محمدؐ کو اس نے اُس لیے برگزیدہ کیا ہے کہ وُہ تمام صاحبانِ عقل و شعور سے افضل اور اعلیٰ ہیں۔

قولہٗ عزّوجلّ ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً ۭ وَاِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْاَنْهٰرُ ۭ وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَاۗءُ ۭ وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ۭ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝ ترجمہ: پھر اس واقعہ کے بعد تمھارے دِل سخت ہو گئے کہ وُہ سختی میں پتھروں کی مانند تھے یا قساوت اور سختی میں ان سے بھی بڑھ کر ہیں۔ کیونکہ بعض پتھروں میں سے

تو نہریں جاری ہوتی ہیں اور بعض میں سے پانی پھوٹ کر نکلتے ہیں اور بعض پتھر خدا کے خوف
سے نیچے گر پڑتے ہیں اور اللہ تعالیٰ تمھارے عملوں سے غافل نہیں ہے۔

امام حسن عسکری علیہ السّلام نے فرمایا کہ خدا فرماتا ہے ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ مِّنْ بَعْدِ
ذٰلِكَ پھر اے گروہ یہود بعد اس کے کہ تمھارے سامنے معجزاتِ باہرہ زمانۂ موسیٰؑ میں ظاہر ہوئے
اور محمدؐ سے طرح طرح کی نشانیاں مشاہدہ کیں تمھارے دل سخت ہو گئے یعنی خیر و رحمت سے اندھے
خشک اور ترش ہو گئے فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ پس وہ خشک پتھروں کی مانند ہیں کہ ان میں سے
کسی قسم کی رطوبت نہیں نکلتی اور نہ ان میں سے کوئی ایسی چیز جدا ہوتی ہے جس سے کچھ نفع حاصل
ہو یعنی تم نہ تو اپنے مالوں سے حق خدا ادا کرتے ہو اور نہ مویشیوں کو تصدق کرتے ہو اور نہ کسی
قسم کی نیکی سے عزت حاصل کرتے ہو اور نہ کچھ جود و سخا عمل میں لاتے ہو نہ کسی محتاج و ضعیف
کو کھانا کھلاتے ہو نہ کسی مبتلائے رنج و محن سے کچھ نیک سلوک کرتے ہو اور نہ کوئی انسانوں
کی سی طرزِ معاشرت اور معاملات کرتے ہو أَوْ أَشَدُّ قَسْوَةً یا قساوت میں ان سے سخت تر ہیں
یعنی وہ دل یا تو پتھروں جیسے سخت ہیں یا قساوت اور سختی میں ان سے بھی بڑھ کر ہیں یہ بات
سامعین پر مبہم رکھی گئی ہے اور اس کو ظاہر نہیں کیا جیسا کہ اس مثال میں ہے أَكَلْتُ
خُبْزًا أَوْ لَحْمًا آیا میں نے روٹی کھائی ہے یا گوشت متکلم کا اس فقرے سے منشا نہیں
ہے کہ مجھے معلوم نہیں ہے کہ میں نے کیا چیز کھائی ہے بلکہ اسکی غرض صرف یہ ہے کہ سننے والے
پر یہ بات مبہم رہے اور اس کو یہ معلوم نہ ہو کہ میں نے کیا چیز کھائی ہے اگرچہ وہ خود جانتا ہے
جو کچھ اس نے کھایا ہے اور أَوْ أَشَدُّ قَسْوَةً میں أَوْ بلکہ کے معنے میں نہیں ہے کیونکہ
اس طرح پر کسی غلط شدہ کلام کا استدراک کیا جاتا ہے اور وہ جلّ شانہٗ اس سے برتر
اور اعلیٰ ہے کہ کسی خبر میں غلطی کرے۔ بعد ازاں اس غلطی کا اپنے نفس پر استدراک کرے
کیونکہ وہ ایسا عالم ہے کہ جو چیزیں ہو چکیں اور جو ہونگی اور نہ ہونگی اور جو تھیں وہ کیونکر
تھیں اور جو ہونگی وہ کیونکر ہونگی سب کی کیفیت اور ماہیت سے واقف ہے بلکہ اپنے
نفس پر غلطی کا استدراک کرنا صرف مخلوق ناقص العقل والعلم کا کام ہے نیز یہ أَوْ واو کے
معنے میں بھی نہیں ہے۔ کیونکہ اس حالت میں دوسرا جملہ أَوْ أَشَدُّ قَسْوَةً پہلے جملہ فَهِيَ

كَالْحِجَارَةِ کی تکذیب کرتا ہے اس لیے کہ اس نے جملۂ اوّل میں فرمایا کہ ان کے دل سختی
میں پتھروں کی مانند ہیں نہ ان سے زیادہ سخت نہ ان سے زیادہ نرم تو جب جملۂ ثانی میں أَوْ
أَشَدُّ قَسْوَةً کہا یعنی اور اس سے بھی زیادہ سخت تو قول اوّل سے جس میں فرمایا تھا کہ
وہ ان کی نسبت سخت تر نہیں ہیں رجوع کیا اور اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی کہے
لَا يَجِيْءُ مِنْكُمْ أَوْ بِكُمْ خَيْرٌ لَا قَلِيْلٌ وَّلَا كَثِيْرٌ یعنی تمھارے دلوں میں نیکی نہیں ہے نہ
تھوڑی نہ بہت غرض خدا نے اوّل فقرے میں جہاں أَوْ أَشَدُّ فرمایا ابہام رکھا اور فقرہ
ثانی میں اس کو صاف کر دیا اور ظاہر فرمایا کہ ان کے دل پتھروں سے بھی زیادہ سخت ہیں
مگر أَوْ أَشَدُّ قَسْوَةً کے کہنے سے وہ ابہام رفع نہیں ہوا بلکہ آیۂ وَإِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا
يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْأَنْهَارُ کے کہنے سے یعنی اے یہودیو تمھارے دل قساوت میں اس درجہ
بڑھے ہوئے ہیں کہ ان سے کسی قسم کی نیکی اور امرِ خیر سرزد نہیں ہوتا اور بعض پتھر ایسے ہیں کہ ان میں
سے نہریں جاری ہوتی ہیں وہ بنی آدمؑ کے حق میں خیر خواہ اور فریادرس ہیں وَإِنَّ مِنْهَا لَمَا
يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَاءُ اور بعض پتھر ایسے ہیں کہ وہ شق ہو جاتے ہیں اور ان میں سے
پانی قطرہ قطرہ ہو کر نکلتا ہے۔ یہ بھی ایک امرِ خیر ہے جو نہروں کے علاوہ ان سے ظاہر ہوتا ہے
جو کہ بعض پتھروں میں سے پھوٹ کر نکلتی ہیں اور ان کے دل ایسے سخت ہیں کہ نہ تو ان سے نہروں
کی طرح خیر کثیر ظاہر ہوتی ہے اور نہ تقاطر آب کی طرح خیر قلیل ہی ان سے آشکار ہوتی ہے بہت
نہ تھوڑی وَإِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ اور بعض پتھر ایسے ہیں کہ خوف خدا سے نیچے گر
پڑتے ہیں جبکہ ان (پتھروں) پر خدا کا یا اس کے دوستوں محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ اور ان
کی آل اطہار علیہم الصلوٰۃ والسلام کا نام لیا جائے اور تمھارے دلوں میں اس قسم کی نیکیوں کا کہیں
نشان تک بھی نہیں پایا جاتا وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝ اور اللہ تمھارے اعمال
سے غافل نہیں ہے۔ بلکہ وہ انکو جانتا ہے اور تم کو ان کی جزا دیگا۔ کیونکہ وہ عادل ہے اور ظالم
نہیں ہے کہ تمھارے حساب میں سختی اور تشدّد کرے اور عذاب و عقاب سے تم کو ایذا دے۔

جس طرح اس آیت میں خدا نے ان یہودیوں کے دلوں کا وصف بیان کیا ہے اسی طرح سورۂ
نساء میں فرماتا ہے أَمْ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّنَ الْمُلْكِ فَإِذًا لَّا يُؤْتُوْنَ النَّاسَ نَقِيْرًا

پارہ ۵
سورۂ نسا
ع ۸

یعنی اُن کے لیے سلطنت کا حصّہ نہیں ہے۔ اگر اُن کو مل جائے تو وُہ کھجُور کی گٹھلی کے گڑھے کے برابر یعنی ذرا سا بھی لوگوں کو نہ دیں۔

پارہ ۲۸ سورۂ حشر ع ۳

اور جس طرح اس جگہ احجار یعنی پتھروں کی توصیف بیان کی ہے اسی طرح سُورۂ حشر میں فرماتا ہے لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَیْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْیَةِ اللّٰهِ یعنی اگر ہم اس قرآن کو پہاڑ پر نازل کرتے تو اے محمدؐ تو دیکھتا کہ وُہ پہاڑ خوفِ خدا سے ڈر کر خشوع و خضُوع کرتا اور پھٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا اور یہ دھمکی اور ڈانٹ خدا کی طرف سے یہودیوں اور ناصبیوں کے لیے ہے جو کہ دو امروں کے جامع اور دو خطاؤں کے مُرتکب تھے۔

جب یہ آیت آنحضرتؐ پر نازل ہُوئی تو یہودیوں کو نہایت شاق گزری اور ان میں سے بہت سے رئیس اور زباں دان اور مُقرّر جمع ہو کر حاضرِ خدمت ہُوئے اور کہنے لگے اے محمدؐ تو ہماری ہجو کرتا ہے اور ہمارے دلوں کے باب میں ایسا دعویٰ کرتا ہے جو بالکل برخلاف ہے۔ حالانکہ خدا کو معلوم ہے کہ اُن میں خیرِ کثیر موجود ہے ہم روزے رکھتے ہیں اور صدقے دیتے ہیں اور فقیروں اور محتاجوں کے ساتھ غمخواری اور ہمدردی سے پیش آتے ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ امرِ خیر وُہ ہے جو محض خدا کے واسطے ہو اور اسکے حکم کے مُطابق کیا جائے اور جس عمل سے ریاکاری نامورِی شہرت اور پیغمبرِ خدا کی مخالفت اور معاندت مقصُود ہو اور اپنا غنی اور صاحبِ مقدور و جاہ ہونا اور اپنے افضل اور اشرف ہونے کا اظہار کرنا منظُور ہو وُہ عمل خیر نہیں ہے بلکہ محض شر ہے اور وُہ اپنے بجالانے کے حق میں باعثِ وبال و نکالِ آخرت ہے کہ حق تعالیٰ اس عمل کے سبب اس شخص کو عذابِ شدید میں مُبتلا کریگا۔ حضرتؐ کا یہ ارشاد سُن کر یہُودی بولے اے محمدؐ تو یہ کہتا ہے اور ہم یہ کہتے ہیں کہ جو کچھ ہم صرف کرتے ہیں۔ وُہ محض اس غرض سے ہے کہ تیرا کام باطل ہو۔ اور تیری ریاست جاتی رہے اور تیرے اصحاب سب تجھ سے الگ ہو جائیں اور یہ جہادِ اعظم ہے جس کے صلے میں ہم اُمید رکھتے ہیں کہ خدا ہم کو ثوابِ عظیم اور اجرِ جزیل عطا فرمائیگا۔ اقل درجہ ہم اس بات کو فرض کر لیتے ہیں کہ تُو اور ہم اپنے دعووں میں مساوی ہیں اب تو بتا کہ تجھ کو ہم پر کونسی فضیلت ہے۔ تب حضرتؐ نے فرمایا کہ اے یہودیو دعووں میں اہلِ حق اور اہلِ باطل بیشک برابر ہوتے ہیں مگر اللہ کی دلیلیں اور اسکی حجتیں ان دونوں کا فرق ظاہر کر دیتی ہیں اور اہلِ باطل کا کذب و بُہتان

اور اہلِ حق کی راستی اور اُن کا حق پر ہونا منکشف ہو جاتا ہے اور محمدؐ جو خُدا کا پیغمبر ہے تمہاری جہالت کی باتوں سے غمگین نہیں ہوتا اور نہ تم کو بلا دلیل اپنی پیغمبری کے تسلیم کرنے کی تکلیف دیتا ہے بلکہ تم پر خدا کی ایسی حجت قائم کرتا ہے جس کا دفعیہ تمہارے امکان میں نہیں ہے اور اس کے حاصل اور لازمی نتیجہ سے بچنا تمہاری طاقت سے باہر ہے اور اگر محمدؐ کوئی نشانی اپنے پاس سے تم کو دکھائے تو تم شک کرو گے اور کہو گے کہ وُہ تکلّف اور بناوٹ ہے اور اس میں کسی مکر و فریب سے کام لیا گیا ہے یا اوروں سے مل جُل کر ایسا کیا گیا ہے اور جب تم خود سوال کرو گے اور اپنی درخواست کے موافق دیکھ لو گے تو تم کو اپنی بات کہنے کی گنجائش نہ رہیگی کہ یہ انہی کا کام ہے یا اوروں سے مل کر ایسا کیا ہے یا اس میں کسی قسم کا مکر و فریب استعمال کیا گیا ہے۔ اب تم بتاؤ کہ کونسا معجزہ دیکھنا چاہتے ہو اور خدا نے مجھ سے وعدہ کر لیا ہے کہ جو کچھ تم درخواست کرو گے ویسا ہی ظہور میں آئیگا تاکہ تم میں سے کافروں کے عذرات منقطع ہو جائیں اور مومنوں کی بصیرت میں زیادتی ہو۔ یہودیوں نے عرض کی کہ اے محمدؐ تُو نے ہم سے انصاف کی بات کہی۔ اگر تُو نے اس وعدۂ انصاف کو جو تُو نے کیا ہے پُورا کیا تو ہماری درخواست بجالانے سے تیرے عاجز ہونے اور اپنی طرف سے جو دعویٰ نبوت کرتا ہے اس کے باطل ہونے کے سبب تُو خود دعویٰ نبوّت چھوڑ کر سب سے پہلے شمار اُمت میں داخل ہو جائیگا اور احکامِ توریت کو تسلیم کرنے لگے گا۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ دھمکانا کچھ مفید نہ ہوگا۔ بلکہ حق اور صدق تمہارے حال سے خبر دیگا۔ تم جو درخواست کرنی چاہتے ہو کرو تاکہ اس میں تمہارے عُذرات قطع ہو جائیں۔

تب اُنھوں نے عرض کی کہ اے محمدؐ تو گمان کرتا ہے کہ ہمارے دلوں میں فقیروں اور محتاجوں کی ہمدردی اور ضعیفوں کی امداد کرنے اور ابطالِ باطل اور احقاقِ حق کے لیے مال صرف کرنے کا ارادہ بالکل نہیں ہے اور پتھر ہمارے دلوں کی نسبت زیادہ تر نرم ہیں اور ہم سے بڑھ کر خدا کے مُطیع و فرمانبردار ہیں یہ پہاڑ جو ہمارے نزدیک ہیں۔ آ۔ ان میں سے ایک پہاڑ کے پاس چلیں اور اس سے اپنی راستگوئی اور ہماری دروغ بیانی کی شہادت طلب کر۔ اگر اس نے تیری تصدیق کی تو ہم پر لازم ہوگا کہ تیری متابعت کریں اور اگر اس نے تیری تکذیب کی یا خاموش رہا اور کچھ جواب نہ دیا تو، ہم جان لیں گے کہ تو جھوٹا دعویٰ کرتا ہے اور اپنی نفسانی خواہش کے سبب امرِ باطل پر لڑتا بھڑتا ہے حضرتؐ نے فرمایا بہت خُوب آؤ جس پہاڑ کی طرف چلنا چاہتے ہو چلو تاکہ میں اپنے لیے اس سے

گواہی طلب کروں ورنہ وہ تمہارے مقابلے میں میرے حق میں شہادت دے۔ تب وہ ایک پہاڑ کیطرف چلے جو بستی سے دور تھا اور وہاں پہنچکر عرض کی اے محمدؐ اس پہاڑ سے گواہی طلب کر حضرتؐ نے اس پہاڑ سے مخاطب ہو کر فرمایا اے پہاڑ میں تجھ سے محمدؐ اور اسکی آل اطہار (جن کے اسمائے گرامی کے ذکر کرنے کی برکت سے خدا نے آٹھ فرشتوں کے کندھوں پر عرش کو ہلکا کر دیا جس کو اس سے پہلے وہ مع اور فرشتوں کی جمعیت کثیر کے جن کی تعداد خدا کے سوا اور کسی کو معلوم نہیں جنبش بھی نہ دے سکتے تھے اور جن کے اسمائے گرامی کے ذکر کرنے سے خدا نے حضرت آدمؑ کی توبہ قبول کی اور ان کی خطا بخشی اور ان کو اپنا اصلی مرتبہ پھر عطا کیا اور جن کے ناموں کے ذکر کرنے اور ان کا واسطہ دے کر دعا کرنے سے خدا نے ادریسؑ کو بہشت میں مکان بلند میں پہنچایا) کے مرتبہ عالیہ کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں کہ تو ان یہودیوں کے سامنے محمدؐ کے لئے گواہی دے جو خدا نے تیرے سپرد کی ہے جس میں ان کے دلوں کی سختی کے بیان کرنے میں اسکی تصدیق اور ان یہودیوں کے منکر نبوت ہونے میں ان کی تکذیب کا بیان ہو جب حضرتؐ فرما چکے تو وہ پہاڑ حرکت میں آیا اور اس میں زلزلہ پیدا ہوا اور اس سے پانی جاری ہوا اور اس نے آواز دی اے محمدؐ میں گواہی دیتا ہوں کہ تو رسول رب العالمین اور سردار جمیع خلائق اولین و آخرین ہے اور میں شہادت دیتا ہوں کہ ان کے دل جیسا کہ حضرتؐ نے فرمایا ہے۔ پتھروں سے بھی زیادہ سخت ہیں کہ ان میں سے کسی قسم کی نیکی کی بات نہیں نکلتی جس طرح پتھروں سے کبھی پانی کے سیلاب جاری ہوتے ہیں اور کبھی تھوڑا تھوڑا پانی رستا ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ لوگ جو آپ کو خدا پر افترا اور جھوٹ باندھنے کی نسبت دیتے ہیں اپنے قول میں جھوٹے اور کاذب ہیں پھر حضرتؐ نے اس پہاڑ سے فرمایا۔ اے پہاڑ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تو یہ بیان کر کہ خدا نے تجھ کو ہر امر میں میری اطاعت کرنے کا حکم دیا ہے جس کو میں محمدؐ و آل محمدؐ کے (کہ جنکی برکت سے خدا نے نوحؑ کو کرب عظیم سے نجات دی اور حضرت ابراہیمؑ خلیل اللہ پر آگ کو سرد کیا اور اس کو ان کے لیے باعث سلامتی قرار دیا اور ان کو آگ کے درمیان ایسے تخت مزین اور فرش نرم پر متمکن کیا کہ اس بادشاہ جابر نے نہ تو اپنی سرکار میں ان کی مثل دیکھے تھے اور نہ اور بادشاہان روئے زمین نے ان کی نظیر دیکھی اور سنی تھی اور انواع واقسام کے گل وریحان اور میوجات

اس جگہ اگائے جو سال کی ہر چہار فصلوں میں جدا جدا اپنے اپنے وقت پر اگا کرتے ہیں) مرتبہ کا واسطہ دے کر تجھ سے طلب کروں۔ پہاڑ نے جواب دیا اے محمدؐ ہاں میں گواہی دیتا ہوں کہ جو کچھ تو نے کہا حق ہے۔ نیز میں شہادت دیتا ہوں کہ اگر تو اپنے پروردگار سے سوال کرے کہ تمام دنیا کے مردوں کو بندر اور سور بنا دے تو وہ بیشک ایسا ہی کر دے یا یہ سوال کرے کہ سب کو فرشتے بنا دے ایسا ہی ظہور میں آئے اور اگر تو دعا کرے کہ آگ کو یخ اور یخ کو آگ کی حالت میں منقلب کر دے تو بیشک ایسا ہی ہو جائے یا یہ دعا کرے کہ آسمان کو زمین پر گرا دے اور زمین کو آسمان پر بلند کر دے تو اسی طرح ظہور میں آئے۔ یا خدا سے تو یہ طلب کرے کہ مشرق اور مغرب اور نشیب ہائے زمین سب کو ایک تھیلی (کیسہ) کی مانند کر دے تو درحقیقت خدا ایسا ہی کر دکھائے اور میں شہادت دیتا ہوں کہ خدا نے تمام آسمانوں۔ زمینوں۔ پہاڑوں۔ دریاؤں اور جنگلوں کو تیرا فرمانبردار بنایا ہے اور ہوائیں۔ بجلیاں اور اعضائے حیوان والنسان تمام مخلوقات تیرے مطیع ہیں جو حکم تو ان کو کرے وہ اس کی تعمیل کریں گے۔

ان معجزات باہرہ کے مشاہدہ کرنے کے بعد یہودی بولے اے محمدؐ تو ہم کو دھوکا دیتا ہے تو نے پہاڑ کے پتھروں کی آڑ میں اپنے کچھ اصحاب کو بٹھا رکھا ہے کہ وہ کلام کرتے ہیں اور ہم سے کہتا ہے کہ پہاڑ باتیں کر رہا ہے اب ہم کو معلوم نہیں ہے کہ یہ آواز جو ہم کو سنائی دیتی ہے پہاڑ کی ہے یا ان مردوں کی اس قسم کی باتوں سے نادان اور ضعیف العقل لوگ ہی دام فریب میں پھنس سکتے ہیں اگر تو اپنے دعویٰ میں راستی پر ہے تو پہاڑ سے ہٹ کر دور جا کھڑا ہو اور اس کو حکم دے کہ جڑ سے اکھڑ کر تیرے پاس آئے جب وہ ہمارے روبرو تیرے آگے آ جائے تو اس کو حکم دے کہ ارتفاع میں سے دو برابر ٹکڑے ہو جائے اور نیچے والا نصف حصہ اوپر چلا جائے۔ جب چوٹی والا جڑ میں آ جائیگا اور جڑ والا حصہ چوٹی پر چلا جائے گا تو ہم جانیں گے کہ یہ بات خدا کی طرف سے ہے کسی کی شراکت اور دھوکہ باز سرکشوں کی اعانت سے ایسا ظہور میں نہیں آ سکتا تب آنحضرتؐ نے ایک پتھر کی طرف جو پانچ رطل (۲½ سیر) وزن میں تھا اشارہ کیا اور فرمایا اے پتھر گردش میں آ وہ فوراً گردش میں آیا جب قریب پہنچا تو اس یہودی سے جو حضرتؐ سے

مخاطب تھا فرمایا اس پتھر کو اُٹھا کر اپنے کان کے برابر رکھ تا کہ جو شہادت اُس پہاڑ نے دی
تھی وہی یہ پتھر بھی دے اس لیے کہ یہ بھی اسی پہاڑ کا ایک ٹکڑا ہے۔ جب اس نے اس پتھر کو اُٹھا
کر کان سے لگایا تو قدرتِ خدا سے وُہ پتھر بولنے لگا اور جو آواز پہاڑ سے پیدا ہوئی تھی کہ اس
نے یہودیوں کے دلوں کی بابت جو کچھ حضرتؑ نے فرمایا تھا اور جو آنحضرتؐ نے خبر دی تھی کہ یہودیوں
کے اخراجات جو محمدؐ کے دفعیہ کے لیے ہیں وہ بالکل فضول اور باطل ہیں بلکہ ان ہی کے لیے باعث
وبال و نکال ہیں۔ اس کی تصدیق کی تھی اس پتھر سے بعینہ وہی آواز پیدا ہوئی۔ تب حضرتؑ نے
فرمایا تو نے سُنا یہ پتھر کیا کہتا ہے۔ اب بتا اس کے پیچھے بھی کوئی آدمی بیٹھا ہے جو تجھ سے
کلام کر رہا ہے اور تجھ کو فریب دیتا ہے کہ پتھر تجھ سے کلام کرتا ہے۔ یہودی نے عرض کی یہ
یہ بات تو نہیں ہے۔ مگر جو درخواست میں نے کی ہے اُس کو پورا کر۔ تب آنحضرتؐ وہاں سے
دُور ہٹ گئے اور ایک وسیع میدان میں جا کر کھڑے ہوئے۔ پھر آواز دی اے پہاڑ میں محمدؐ اور
اُس کی آلِ اطہار کے مرتبے کا تجھ کو واسطہ دیتا ہوں (جن کے مرتبے کے باعث اور بندگانِ خدا
کے اُن کا واسطہ دے کر دُعا کرنے کے سبب خدا نے قومِ عاد پر تُند ہوائے صرصر کو بھیجا جو لوگوں
کو اکھاڑ کر گراتی تھی اور وُہ ایسے معلوم ہوتے تھے گویا کھجوروں کے کندے گرے پڑے ہیں اور
اور جبرئیلؑ کو حکم دیا کہ قومِ صالح پر ایک خوفناک چیخ مارے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور اُسکے صدمے
سے خشک گھاس کی طرح ریزہ ریزہ ہو کر رہ گئے) کہ تو حکمِ خدا سے اپنی جگہ سے اُکھڑ کر جدا ہو
اور یہاں میرے پاس آ اور ہاتھ کو اپنے سامنے زمین پر رکھ دیا وُہ پہاڑ حرکت میں آیا اور اسپ
تیز رو کی طرح نہایت تیزی سے چلا اور آ کر جہاں حضرتؐ نے نشان دیا تھا ٹھہر گیا اور اس
کی جڑ حضرتؐ کی اُنگلیوں کے نزدیک آگئی اور ان سے مُلحق ہو گئی۔ پھر قائم ہو کر عرض کی اے
رسُولِ ربُّ العالمین میں آپکے حکم کو گوشِ دل سے سُننے اور دل و جان سے آپکی فرمانبرداری کو
حاضر ہوں اگر آپ ان معاندوں کی ناکوں کو رگڑنا (یعنی انکو ذلیل و خوار کرنا) چاہیں تو مجھے حکم
دیں حضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ ان معاندوں نے درخواست کی ہے کہ میں تجھ کو حکم دوں کہ زمین
سے اُکھڑ کر برابر دو ٹکڑے ہو جا اور اُوپر کا نصف حصّہ نیچے آجائے اور نیچے کا آدھا حصّہ
اُوپر چلا جائے یعنی چوٹی جڑ میں آجائے اور جڑ چوٹی کی جگہ جا قائم ہو پہاڑ نے عرض کی

یا رسُولَ اللہ آپ مجھ کو اس امر کے بجا لانے کا حکم دیتے ہیں؟ فرمایا ہاں وُہ پہاڑ فوراً دو ٹکڑے
ہو گیا نیچے کا حصّہ اُوپر چلا گیا اور اُوپر کا حصّہ نیچے آگیا اور جڑ چوٹی کی جگہ اور چوٹی جڑ کی جگہ
جا قائم ہوئی۔ پھر پہاڑ نے آواز دی اے گروہ یہود آیا یہ معجزہ موسیٰؑ کے معجزوں سے کم ہے
جن پر تم اپنے زعم میں ایمان لائے ہو۔ یہ آواز سُن کر یہودی ایک دُوسرے کی طرف تکنے لگے
بعض نے کہا کہ اب ہم کو اس کے ہاتھ سے گریز کی صُورت باقی نہ رہی اور بعض بولے کہ یہ شخص
صاحبِ اقبال اور خوش نصیب ہے اور ایسا شخص جس چیز کا ارادہ کیا کرتا ہے وُہی اُسکے لیے مہیا
ہو جایا کرتی ہے اور صاحبِ بخت کے لیے عجائبات ظہور میں آیا کرتے ہیں تم ان عجائبات کے مُشاہدہ
کرنے سے جو اس سے ظاہر ہوئے اُس کے دامِ فریب میں مت پھنسو۔ ان کی یہ باتیں سُن کر پہاڑ
نے آواز دی اے دُشمنانِ خدا تم نے ان باتوں سے موسیٰؑ کی پیغمبری کو باطل کیا آیا تم نے موسیٰؑ
سے نہیں کہا تھا کہ عصا کا اژدہا کی صُورت میں بدل جانا اور دریا شگافتہ ہو کر اس میں راستوں
کا ظاہر ہو جانا اور پہاڑ کا سائبان کی طرح سروں پر آکر ٹھہرنا صرف اس وجہ سے ہے کہ تو
صاحبِ نصیب اور اقبال مند ہے۔ تیرے نصیب ان عجائبات کو ظاہر کرتے ہیں اس لیے ہم
تجھ سے ان عجائبات کے مشاہدہ پر فریفتہ اور گرویدہ نہیں ہوتے القصّہ وہ پہاڑ بعد اس کلام
زجر آمیز کے اُن یہودیوں کو نگل گیا اور حجّتِ پروردگار اُن پر لازم ہو گئی۔

قولہٗ عزّوجلّ أَفَتَطْمَعُونَ أَنْ يُؤْمِنُوا لَكُمْ وَقَدْ كَانَ فَرِيقٌ مِنْهُمْ
يَسْمَعُونَ كَلَامَ اللَّهِ ثُمَّ يُحَرِّفُونَهُ مِنْ بَعْدِ مَا عَقَلُوهُ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ۝ وَإِذَا
لَقُوا الَّذِينَ آمَنُوا قَالُوا آمَنَّا وَإِذَا خَلَا بَعْضُهُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ قَالُوا أَتُحَدِّثُو
نَهُمْ بِمَا فَتَحَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ لِيُحَاجُّوكُمْ بِهِ عِنْدَ رَبِّكُمْ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۝
أَوَلَا يَعْلَمُونَ أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّونَ وَمَا يُعْلِنُونَ ۝ (ترجمہ)

اے محمدؐ و اصحابِ محمدؐ کیا تم طمع کرتے ہو کہ وُہ یہودی تمھاری تصدیق کریں گے اور ایمان
لائیں گے۔ حالانکہ ان میں سے ایک فریق ایسا تھا کہ کلامِ خدا کو سُنتے تھے اور اسکے سمجھ جانے
کے بعد اس میں تحریف اور تبدیلی کر دیتے تھے اور وُہ جانتے تھے کہ یہ خُدا کا کلام ہے اور جب
یہودی مومنوں سے مُلاقات کرتے ہیں تو ان سے کہتے ہیں کہ ہم تمھاری طرح ایمان

لائے ہیں (اور توریت میں صفاتِ محمدؐ مرقوم ہیں) اور جب خلوت میں باہمدیگر ملاقات کرتے ہیں تو اور یہودی اِن ملاقات کرنے والے یہودیوں سے کہتے ہیں کیا تم ان مسلمانوں سے وُہ باتیں کرتے ہو جو خدا نے تم پر واضح کی ہیں تاکہ وُہ لوگ (کل قیامت کے دن) اس کلام سے خدا کے سامنے تم پر حجت قائم کریں۔ آیا تم نہیں سمجھتے (کہ اپنا راز دشمن کو بتاتے ہو) آیا ان یہودیوں کو یہ معلوم نہیں ہے کہ خدا ان کی پوشیدہ اور ظاہر باتوں کو جانتا ہے۔

امام علیہ السّلام نے فرمایا کہ جب رسُولِ خداؐ نے ان یہودیوں کو اپنے معجزے سے ساکت اور لاجواب کر دیا اور اپنے دلائل واضحہ اور براہین باہرہ سے ان کے عذروں کو قطع کیا تو پھر ان کو حضرتؐ سے حجت طلب کرنے اور ان کے معجزات میں اپنی تلبیسات کو داخل کرنیکی قدرت نہ رہی۔ آخر کار لاچار ہو کر عرض کی اے محمدؐ ہم ایمان لائے کہ تو رسُولِ ہادی و مہدی ہے اور علیؑ جو تیرا بھائی ہے وُہ تیرا وصی اور ولی ہے اور جب وُہ یہودی اور یہودیوں سے ملتے جلتے تھے تو ان سے کہتے تھے کہ ہم نے جو اس پر اپنا ایمان لانا ظاہر کیا ہے اس سے ہم کو اس کے فساد کے رفع کرنے پر قدرت حاصل ہو گئی اور یہ ہمارا ظاہری ایمان لانا اُسکی اور اس کے اصحاب کی بیخ کنی کرنے میں ہمارا معین و مددگار ہے کیونکہ ان کو یقین ہے کہ ہم ان کے ساتھ ہیں اس لیے وُہ اپنے رازوں کو ہم سے ذرا نہیں چھپاتے اور بلا تامّل ہم کو بتا دیتے ہیں اور ہم جا کر ان کے دشمنوں کو مطلع کر دیتے ہیں آخر کار وُہ ہماری امداد اور معاونت سے ایسے وقت میں ان پر حملہ آور ہونگے جبکہ وُہ اپنے کاروبار میں مشغول اور مضطرب الحال ہونگے اور دشمنوں کا دفعیہ اور انکی روک تھام ان کے لیے متعذّر اور مشکل ہو گی۔ اِس قسم کی باتوں سے وُہ لوگ باقی یہودیوں کے آگے حضرت کے معجزات و آیات کا جو وُہ مشاہدہ کرتے تھے انکار کرتے تھے۔

الغرض حق تعالیٰ نے انکی بداعتقادی اور بداخلاقی اور قلبی برائیوں کے حال سے اپنے رسُولؐ کو مطلع کیا اور خبر دی کہ جو شخص تیرے معجزات باہرہ اور دلائل واضحہ کو دیکھ کر تیری نبوّت کا اقرار کرتا ہے یہ لوگ اس کے رُوبرو تیرے محمدؐ ہونے کا انکار کرتے ہیں چنانچہ خدا فرماتا ہے اَفَتَطْمَعُوْنَ آیا تو اے محمدؐ اور تیرے اصحاب علیؑ اور اس کی آل اطہار یہ طمع رکھتے ہیں کہ اَنْ یُّؤْمِنُوْا لَكُمْ یہ یہودی جن کو تم نے لاجواب اور ساکت کیا ہے اور آیاتِ الٰہی اور اُسکے دلائل واضحہ سے انکو مغلوب

کیا ہے تم پر ایمان لائیں گے اور دل سے تمھاری تصدیق کرینگے اور خلوت میں جا کر اپنے مثل شیاطین یار آشناؤں سے تمھارے بزرگ اور پسندیدہ احوال کو بیان کرینگے وَقَدْ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ حالانکہ ایک فریق ان یہود اِن بنی اسرائیل میں سے ایسا تھا کہ يَسْمَعُوْنَ كَلَامَ اللّٰهِ طُورِ سینا کی جڑ میں جا کر خدا کے کلام اور اس کے اوامر و نواہی کو سُنتے تھے ثُمَّ يُحَرِّفُوْنَهٗ پھر سُننے کے بعد جب اپنے باقی لوگوں کو پہنچاتے تھے تو اُس کو بدل ڈالتے تھے مِنْۢ بَعْدِ مَا عَقَلُوْهُ بعد اس کے کہ وُہ اسکو سمجھتے اور یہ جانتے تھے کہ ہم جو کچھ کہتے ہیں وُہ جھوٹ ہے اور ہم اپنی بات میں جھوٹے ہیں۔

اور اس کا قصہ اس طرح سے ہے کہ جب وُہ موسیٰؑ کے ہمراہ کوہِ طور کی طرف گئے اور وہاں جا کر اُنھوں نے خدا کا کلام سُنا اور اُس کے اوامر و نواہی سے مطلع ہو کر واپس آئے اور وُہ احکام اپنے باقیماندہ لوگوں کو پہنچائے پس یہ امر ان کو شاق اور ناگوار گزرا لیکن ان میں جو لوگ مومن تھے وہ اپنے ایمان پر ثابت قدم رہے اور اپنے دلوں میں اس امر کی تصدیق کی اور جن یہودیوں نے اس قصہ میں رسُولِ خدا سے نفاق رکھا ان کے گزشتہ بزرگوں نے بنی اسرائیل سے بیان کیا تھا کہ خدا نے ہم سے یہ بات کہی اور اپنے اوامر کے بجا لانے اور نواہی سے باز رہنے کا حکم دیا جو ہم تم سے ذکر کر چکے اس کے بعد حکم دیا کہ اگر تم کو میرے اوامر کا بجا لانا دشوار اور ناگوار معلوم ہو تو ان کے نہ کرنے پر تم سے کچھ باز پرس نہ ہو گی اور اگر میرے نواہی سے باز رہنا تم پر شاق ہو تو اس امر منکر کے مرتکب ہونے اور اس فعل شنیع میں پڑنے سے تمھارا کچھ حرج نہیں ہے وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ان کو معلوم ہے کہ وُہ اپنے اِس قول میں جھوٹے ہیں۔ اب خدا ان کے دوسرے نفاق اور ان کی جہالت کو ظاہر کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اور جب وہ یہودی سلمانؓ مقدادؓ۔ ابوذرؓ عمارؓ جیسے مومنوں سے ملاقات کرتے ہیں تو قَالُوْٓا اٰمَنَّا ان سے کہتے ہیں کہ ہم بھی تمھاری طرح سے ایمان لائے ہیں کہ محمدؐ خدا کا پیغمبرؐ اور اس کا بھائی علیؑ ابن ابی طالب امام برحق ہے اور وُہ اس کا بھائی ہے جو خلقِ خدا کا ہادی اور رہنما ہے اور اسکا وزیر ہے جو حاکم و والیٔ خلق ہے اور اس کی اُمّت پر اس کا خلیفہ اور جانشین ہے اور اس کے وعدوں کا پُورا کرنے والا اور اس کو بری الذمہ کرنیوالا اور اس کی سیاست کے بارگراں کو اُٹھانیوالا ہے اور خلقت کے لیے ایسا پیشوا ہے کہ اگر وُہ اسکی اطاعت کریں تو غضب رحمٰن سے محفوظ رہیں اور رضائے خدا اِن کو

حاصل ہوا اور وُہ خلفاء (ائمۂ طاہرین) جو اس کے بعد ہونگے روشن ستارے اور چمکدار چاند اور نہایت پُرضیا آفتاب ہیں اور ان کے دوست خدا کے دوست ہیں اور ان کے دشمن خدا کے دشمن اور بعض یہودی کہتے تھے ہم گواہی دیتے ہیں کہ محمدؐ صاحب معجزات اور دلائل واضحہ کا قائم کرنے والا ہے اور وہ ایسا شخص ہے کہ جب کفارِ قریش اسکے قتل کرنے پر متفق ہوئے اور مار ڈالنے کے ارادے سے اس کو تلاش کیا تو خدا نے ان کے ہاتھوں اور پاؤں کو خشک کر دیا کہ کام کرنے اور چلنے پھرنے سے معذور ہو گئے اور وہاں سے خائب و خاسر بے نیل مرام واپس چلے گئے اور اگر محمدؐ چاہتا تو تن تنہا ان سب کو قتل کر ڈالتا اور وہ ایسا شخص ہے کہ جب کُفارِ قریش نے اس سے مجادلہ کیا تو بولے کہ آ ہبل کے پاس چلیں اور اسکو اپنا حکم (منصف) قرار دیں تاکہ وُہ ہماری صداقت اور تیری دروغگوئی کی شہادت دے جب وُہ ہبل کے پاس پہنچا تو وہ بُت مُنہ کے بَل گر پڑا اور اُس نے شہادت دی کہ اے محمدؐ تو نبی خدا ہے اور تیرا بھائی علیؑ امام ہے اور اس کے بعد اس کے فرزند اس کے وارث ہونگے اور اسکی سیاست اور امامت کو قائم کریں گے اور وُہ ایسا شخص ہے کہ جب قوم قریش نے اس کو شعب ابوطالب میں محصور کیا اور اس کے دروازے پر چند شخصوں کو مقرر کیا تاکہ کوئی شخص اُنکو غذا پہنچانے نہ پائے اور نہ کسی کو اندر سے نکلنے دیں تاکہ وُہ ان کے لیے کہیں سے کھانا نہ لے آئے تو حق تعالیٰ نے سب کو جو محاصرے میں تھے خواہ کافر تھے یا مومن من و سلویٰ سے بہتر اور افضل غذا عنایت فرمائی اور انواع و اقسام کے میوؤں اور کھانوں میں سے جس چیز کی وہ خواہش کرتے تھے آنحضرتؐ کی دُعا کی برکت سے ان کے لیے مُہیا کی اور لباسہائے فاخرہ ان کو پہننے کے لیے عطا فرمائے اور جب حضرتؐ نے ان لوگوں کو اس درہ کی تنگی سے دِل تنگ دیکھا تو اپنے دائیں اور بائیں ہاتھوں کو پہاڑوں کی طرف اُٹھا کر اشارہ کیا کہ یہاں سے ہٹ جاؤ وُہ فوراً ہٹ گئے اور اس درے میں ایسا وسیع جنگل پیدا ہو گیا کہ اس کے دونوں سرے نظر نہ آتے تھے پھر اپنے دستِ مُبارک سے اشارہ کیا اور فرمایا اے محمدؐ اور اس کے انصار کے امانتدار جو درخت اور میوہ جات اور گل و ریاحین اور نباتات خدا نے تمھارے سپرد کی ہیں ان کو باہر نکالو تب قُدرت خدا سے وہ تمام جنگل گھاس۔ سبزے۔ گُل و ریحان اور انواع و اقسام کے درختوں اور میوں سے پُر ہو گیا۔

جن کے مُشاہدے سے دِل اور آنکھیں بشاش اور بہرہ ور ہوں اور فکر و غم دُور ہوں اور اس جنگل میں عجیب و غریب درختوں کے موجود ہونے اور پھلوں کے گرنے اور نہروں کے جاری ہونے اور پھولوں کی طراوت اور نباتات کی تر و تازگی کے سبب وُہ لوگ سمجھتے تھے کہ ایسا میدان دُنیا کے کسی بادشاہ کو بھی نصیب نہیں ہے۔

اور محمدؐ ایسا شخص ہے کہ جب ابوجہل ملعون کا قاصد تہدید و تخویف کرتا اسکے پاس آیا اور کہنے لگا اے محمدؐ وُہ خبط جو تیرے سر میں سمائے ہیں انھوں نے مکہ میں تیرا رہنا دشوار کر دیا اور تجھ کو مدینہ میں پہنچایا اور وُہ برابر تجھ میں قائم رہیں گے۔ یہاں تک کہ تجھ کو ایسے امُور کے بجالانے پر برانگیختہ کریں جو تجھ کو گاڑ دیں اور اس درجہ پر پہنچا دیں کہ تو اس شہر کو اس کے باشندوں کے حق میں فاسد کر دے اور ان کو حزن و ملال میں مُبتلا کرے اور تو اپنی حد اور طریقے سے باہر نکل جائے اور میں جانتا ہوں کہ اس کا نتیجہ کیا ہوگا کہ قریش تیری بیخ کنی اور تیری بلاد ضرر کے دفعیہ کے ارادہ سے ایک دل ہو کر تجھ پر حملہ آور ہونگے اور تو اپنے نادان اور فریب خوردہ ہمراہیوں کیساتھ ان کے مقابل ہوگا اور جو لوگ تیری نبوّت کے مُنکر اور تیرے دُشمن ہیں وُہ بھی اس جنگ میں تیرے مددگار ہوں گے۔ اس لیے کہ ان کو خوف ہے کہ اگر تُو مارا گیا تو وُہ بھی مارے جائیں گے اور تیرے بلا میں پھنسنے سے ان کے عیال و اطفال بھی بلا میں مُبتلا ہوں گے اور تیرے اور تیرے تابعین کے محتاج ہونے سے وہ اور ان کے خویش و اقارب سب مُحتاج اور تنگدست ہو جائیں گے۔ کیونکہ ان کو یقین واثق ہے کہ تیرے دُشمن جب تجھ پر غالب ہو جائیں گے اور بقہر و غلبہ ان کے شہر میں داخل ہونگے تو وہ تیرے دوستوں اور دُشمنوں میں تمیز نہ کرینگے اور تیرے ساتھ ان کی بھی بیخ کنی کر دینگے اور جس طرح تیرے عیال و اطفال کو اسیر کرینگے اور مال و اسباب کو لُوٹیں گے اسی طرح ان کے عیال و اطفال اور مال و متاع کے ساتھ بھی یہی سلوک کریں گے۔ وَاَعْذَرَ مَنْ اَنْذَرَ وَبَالَغَ مَنْ اَوْضَحَ یعنی جس نے خوف دلایا اور ڈرایا اُس نے عذر کو پُورا کیا اور جس نے واضح طور پر بیان کیا اُس نے حقِ رسالت ادا کیا۔

جب ابوجہل علیہ اللعن کا یہ پیغام پہنچا تو حضرت مدینے کے باہر تشریف رکھتے تھے اور بہت سے اصحاب اور یہودانِ بنی اسرائیل کا ایک گروہ جو آنحضرتؐ کا مُنکر تھا وہاں موجود تھے۔

اور ابوجہل نے اپنے قاصد کو ایسا ہی حکم دیا تھا تاکہ یہودی مومنین کو بزدل کریں اور باقی کفار کو جو وہاں موجود ہوں آنحضرتؐ پر حملہ کرنے کی ترغیب دیں۔ آخر کار آنحضرتؐ نے اس قاصد سے فرمایا آیا تو اپنی بات تمام کر چکا اور اپنے پیغام کو پورا پہنچا دیا۔ وہ بولا ہاں حضرتؐ نے فرمایا اب میرا جواب سُن ابوجہل تو مجھ کو مصیبتوں اور ہلاکتوں سے ڈراتا ہے اور پروردگار عالمین مجھ کو نصرت و ظفر کا وعدہ دیتا ہے اور خدا کی خبر بہت ہی سچی ہے اور امر الٰہی کا قبول کرنا انسب اور اَولیٰ ہے۔ محمدؐ کو کسی شخص کے امداد نہ کرنے اور اُس کے غضبناک ہونے سے کچھ ضرر نہیں ہے جبکہ خدا اس کا معین و مددگار ہو اور اپنے جود و کرم سے اُس پر فضل و احسان کرے۔ اے قاصد تو اس سے جا کر کہہ دینا کہ اے ابوجہل تو نے مجھ کو وہ پیغام دیا جو شیطان نے تیرے دل میں ڈالا تھا اور میں تجھ کو وہ جواب دیتا ہوں جو خدائے رحمٰن نے میرے دل میں القا کیا ہے (اور وہ یہ ہے) کہ میرے اور تیرے درمیان اُنتیس ۲۹ دن تک لڑائی ہوگی اور تجھ کو میرا ایک نہایت ضعیف اصحابی قتل کریگا اور تو عنقریب عتبہ، شیبہ، ولید اور فلاں فلاں کو لے کر ہمارے مقابلے کو آئے گا اور حضرتؐ نے چند آدمیوں کے نام لیے جو چاہ بدر کے معرکہ میں شامل ہوئے تھے تم میں سے ستّر شخصوں کو قتل کرونگا اور ستّر کو قید کروں گا اور بھاری فدیہ لے کر چھوڑوں گا۔ بعد ازاں مومنین اور یہود و نصاریٰ اور دیگر حاضرین کو جو وہاں موجود تھے آواز دی اگر تم ان مقتولوں کا مقامِ قتل دیکھنا چاہتے ہو تو آؤ مقام بدر میں چلو کیونکہ وہ مقام معرکہ آرائی اور میدانِ جنگ ہے اور وہیں یہ بلائے عظیم وارد ہوگی تاکہ میں ہر ایک مقتول کے قتل گاہ پر اپنا قدم رکھوں اس کے بعد بہت جلد تم کو معلوم ہو جائے گا کہ ٹھیک وہی مقام ہے نہ زیادہ ہوگا نہ کم اور نہ کسی قسم کا تغیر اس میں ہوگا اور نہ ایک لحظہ آگے اور نہ پیچھے ہوگا۔ اور نہ اس سے تھوڑا ہوگا۔ نہ بہت حاضرین میں سے کسی نے بھی اس بات کو آسان نہ سمجھا اور سوائے علیؑ ابنِ ابی طالب کے اور کسی نے قبول نہ کیا۔ مگر اس ولیِ خدا نے عرض کی ہاں یارسولؐ اللہ بسم اللہ تشریف لے چلیئے اور باقی سب نے کہا کہ ہم کو سواری اور سامانِ سفر اور اخراجات کی ضرورت ہے ورنہ ہم کسی طرح وہاں نہیں جا سکتے کیونکہ وہ یہاں سے کئی دن کی راہ ہے۔ پھر حضرتؐ نے یہودیوں سے مخاطب ہو کر فرمایا تمھاری کیا رائے ہے وہ بولے ہم اپنے

گھر ہی رہنا چاہتے ہیں۔ ہم کو اس چیز کے دیکھنے کی کچھ حاجت نہیں ہے جس کے دعویٰ میں تو جھگڑ ہے۔ حضرتؐ نے جواب دیا تم کو وہاں تک پہنچنے میں ایک قدم اُٹھانے سے زیادہ کی تکلیف نہ ہوگی۔ اس لیے حق تعالیٰ زمین کو تمھاری خاطر سکیڑ دیگا اور دوسرے قدم میں وہاں پہنچا دیگا۔ حضرتؐ کا یہ ارشاد سُن کر مخلص مومن بولے حضرتؐ سچ فرماتے ہیں اب ہم اس آیت الٰہی سے مشرف و ممتاز ہونگے اور کفار و منافقین نے کہا اب ہم اس جھوٹ کا امتحان کرائینگے تاکہ محمدؐ کا عذر قطع ہو جائے اور اس کا اسی پر حجت ہو اور اس کے جھوٹ کو واضح اور آشکار کر دیں الغرض اُن لوگوں نے جب پہلے قدم کے بعد دوسرا قدم طے کیا تو ناگاہ اپنے آپ کو چاہ بدر کے پاس پایا۔ یہ معجزہ دیکھ کر سب حیران ہوئے اُس وقت حضرتؐ نے فرمایا اس کوئیں کو اپنا نشان مقرر کرو اور اس سے اتنے گز کا فاصلہ ناپو جب پیمائش ختم ہوئی تو فرمایا۔ یہاں ابوجہل مارا جائے گا۔ اور اسکو فلاں انصاری زخمی کریگا۔ اور میرا نہایت ضعیف صحابی عبداللہ ابن مسعود اسکو قتل کریگا۔ بعد ازاں فرمایا کوئیں سے فلاں اور فلاں طرف اتنے اور اتنے گز ناپو جب ناپ چکے تو فرمایا یہ عتبہ کی قتل گاہ ہے یہ شیبہ کی اور یہ ولید کی اور عنقریب فلاں اور فلاں مارے جائینگے اور ستّر کفار کے نام گنوائے اور فلاں اور فلاں قید ہونگے اور ستّر کافروں کے نام اور ان کے باپ دادا کے نام مع انکی صفات کے بیان فرمائے اور جو لوگ انکے آبا و اجداد سے منسوب تھے۔ اُن کے نسب اور ان کے دوستوں کے نسب بھی ذکر کیے بعد ازاں فرمایا تم میری ان باتوں سے واقف ہو گئے۔ سب نے عرض کی کہ ہاں یارسولؐ اللہ۔ حضرتؐ نے فرمایا یہ بات حق ہے اور خدا کا وعدہ حتمی اور قضائے لازمی ہے جو اٹھائیس ۲۸ دن کے بعد اُنتیسویں دن ظہور میں آئیگا۔ پھر فرمایا اے مسلمانو اور یہودیو جو کچھ تم نے سُنا اس کو لکھ لو۔ انھوں نے عرض کی یارسولؐ اللہ ہم نے سُنا اور اس کو اپنے دلوں میں قائم کر لیا۔ حضرتؐ نے فرمایا لکھی ہوئی بات زیادہ تر یاد رہتی ہے انھوں نے عرض کی یارسولؐ اللہ اس وقت قلم و دوات اور کاغذ کہاں سے لائیں فرمایا یہ کام فرشتوں کے ذمے ہے بعد ازاں فرشتوں سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا اے فرشتگانِ پروردگار اس قصے کو جو تم نے سُنا ہے کاغذوں پر لکھ کر ان لوگوں میں سے ہر ایک کی آستین میں ایک ایک پرچہ رکھ دو۔ بعد ازاں فرمایا۔ اے مسلمانو! اپنی اپنی آستینوں کو دیکھو اور جو کچھ ان میں ہے اس کو نکال کر پڑھو۔ جب انھوں نے اپنی آستینوں کو ٹٹولا تو کیا دیکھتے ہیں کہ ہر ایک شخص کی آستین میں

ایک ایک پرچہ موجود ہے جب اُس کو نکال کر پڑھا تو اُس میں بعینہٖ وہی مضمون مندرج تھا جو آنحضرتؐ نے فرمایا تھا نہ اس سے ذرا کم نہ زیادہ نہ مُقدّم نہ مؤخر پھر حضرتؐ نے حکم دیا کہ ان پرچوں کو پھر اپنی آستینوں میں رکھ لو کہ یہ تحریر تُم پر حُجّت ہو گی۔ اور جو تم میں سے مومن ہیں ان کیلئے باعثِ شرف و عزّت اور تمھارے دُشمنوں پر حُجّت ہو گی۔ اس کے بعد وہ پرچے ان کے پاس رہے۔ جب بدر کا معرکہ پیش آیا تو سب اُمور اسی طرح پر ظہور میں آئے جس طرح سے آنحضرتؐ نے بیان فرمایا تھا اور اس میں کسی قسم کی کمی بیشی اور کچھ تقدیم و تاخیر نہ ہُوئی۔ مُسلمانوں نے ان یہودیوں کی اس ظاہری شہادت کو تسلیم کر لیا اور اُن کے باطنی حال کو خالق غیب دان کے سپرد کیا۔ جب ان یہودیوں میں سے بعض لوگ اپنی قوم کے اور شخصوں سے ملے تو انھوں نے اُن سے کہا کہ تُم یہ کیا کام کرتے ہو کہ اَتُحَدِّثُوْنَهُمْ بِمَا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ وُہ دلیلیں جو محمدؐ کی نبوت اور اُس کے بھائی علیؑ کی امامت کے بارے میں خدا نے تم پر واضح کی ہیں۔ ان سے مُسلمانوں کو مطلع کرتے ہو لِيُحَاجُّوْكُمْ بِهٖ عِنْدَ رَبِّكُمْ تاکہ وُہ خدا کے آگے تم پر حُجّت قائم کریں کہ تم اس سے واقف تھے اور اس کو تُم نے مشاہدہ کیا تھا پھر بھی تم اس پر ایمان نہ لائے اور اُس کی اطاعت نہ کی۔

وُہ لوگ اپنی جہالت کے سبب یہ گمان کرتے تھے کہ اگر یہ ہمارے ہم قوم لوگ مُسلمانوں کو یہ نشانیاں نہ بتائیں تو رسُولِ خدا اور کسی جہت سے ان پر حُجّت قائم نہ کر سکیں گے۔

پھر خدا ارشاد فرماتا ہے اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ آیا تم نہیں سمجھتے کہ نبوت محمدؐ کی دلیلیں جو خدا نے تُم پر ظاہر کی ہیں اور تم ان کو مسلمانوں کو بتاتے ہو۔ وُہ تمھارے پروردگار کے نزدیک تم پر حجت ہونگی۔ پھر خدا فرماتا ہے اَوَلَا يَعْلَمُوْنَ کیا وُہ یہودی جو اپنے بھائیوں سے کہتے ہیں کہ تم مسلمانوں کو وُہ دلیلیں جو خدا نے تم پر ظاہر کی ہیں بتاتے ہو اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ یہ نہیں جانتے کہ خدا کو معلوم ہے کہ وُہ محمدؐ سے پوشیدہ طور پر عداوت رکھتے ہیں اور اپنے اظہارِ ایمان سے اُس کو پوشیدہ کرتے ہیں تاکہ آنحضرتؐ اور اس کے اصحاب کی بیخ کنی اور بربادی پر دسترس حاصل ہو۔ وَمَا يُعْلِنُوْنَ اور ایمان کے اظہار سے ان کی یہ غرض ہے کہ مُسلمانوں سے مانوس ہو کر ان کے بھیدوں اور راز کی باتوں سے واقف ہو جائیں تاکہ ان کے رازوں کو ان کے دشمنوں پر جو انکی ضرر رسانی کے درپے ہیں ظاہر کر دیں اور یہ بات ان کو معلوم نہیں ہے کہ جب خدا

کو اُن کی یہ بات معلوم ہو گی تو وُہ محمدؐ کے امر کو تمام کرنے کی تدبیر کرے گا اور اس کے معبُوث کرنے سے جو غرض ہے اس کو سرانجام دیگا اور اس کے امر کو مکمل کرے گا اور اتمام کو پہنچائے گا اور ان کے نفاق اور کید و فریب سے اس کو ضرر نہ پہنچے گا۔

قولہٗ عزّوجلّ وَمِنْهُمْ اُمِّيُّوْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ الْكِتٰبَ اِلَّآ اَمَانِيَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ ۝ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ يَكْتُبُوْنَ الْكِتَابَ بِاَيْدِيْهِمْ ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ لِيَشْتَرُوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۝ فَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا كَتَبَتْ اَيْدِيْهِمْ وَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا يَكْسِبُوْنَ ۝ (ترجمہ) اور ان میں سے بعض لوگ ناخواندہ اور محض جاہل ہیں کہ کتاب خدا (توریت) کو اپنی نفسانی آرزوؤں کا مجموعہ جانتے ہیں اور وُہ صرف ظن و گمان کرتے ہیں۔ پس عذاب ہے اُن لوگوں کے لیے جو کتاب کو اپنے ہاتھوں سے لکھتے ہیں پھر کہتے ہیں کہ یہ خدا کی طرف سے ہے تاکہ اس کے عوض میں دُنیا کے سرمایۂ قلیل کو خریدیں پس ان عُلماء کے لیے عذاب ہے بسبب اس تحریر کے جس کو ان کے ہاتھوں نے لکھا ہے اور بسبب اس مال کے جس کو وُہ اس تحریف و تبدیل کے عوض میں حاصل کرتے ہیں۔

امام حسن عسکری علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ خدا آنحضرتؐ سے مخاطب ہو کر فرماتا ہے اے محمدؐ وَمِنْهُمْ اُمِّيُّوْنَ ان یہودیوں میں سے بعض لوگ محض اَن پڑھ ہیں کہ وُہ لکھنا پڑھنا کچھ نہیں جانتے جیسے اُمّی ہوتا ہے جو کہ اُمّ سے منسُوب ہے یعنی ایسا ہے جیسے ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے کہ اس کو لکھنا پڑھنا کچھ نہیں آتا لَا يَعْلَمُوْنَ الْكِتَابَ اور وُہ لوگ ایسے ہیں کہ وہ کتاب آسمانی اور اس کی تکذیب کرنے والی کتاب کو نہیں جانتے اور ان دونوں میں وہ کچھ تمیز نہیں کر سکتے اِلَّآ اَمَانِيَّ مگر یہ کہ کوئی ان کو پڑھ کر سُنا دے اور یہ کہہ دے کہ یہ کتاب خدا اور اس کا کلام ہے اور اس کتاب میں جو مضمون درج ہے اگر اس کے برخلاف ان کو پڑھ کر سُنایا جائے تو وہ ہرگز شناخت نہیں کر سکتے وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ اور وُہ لوگ محض ظنّی باتیں کرتے ہیں یعنی ان کے سردار محمدؐ کی نبوت اور اس کی عترت طاہرہ کے سردار علیؑ ابن ابی طالب کی امامت کی تکذیب کے باب میں جو کچھ ان سے کہتے ہیں وہ لوگ ان کی تقلید کرتے ہیں حالانکہ ان کی تقلید ان پر حرام ہے۔

کسی شخص نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی اے فرزند رسولؐ کیا سبب ہے کہ خدا عوام یہود کی مذمت کرتا ہے کہ وہ اپنے علما سے سنے بغیر کتاب خدا کو پہچان نہیں سکتے اور ان کو اس کے سوا اور کچھ چارہ بھی نہیں ہے۔ پھر ان کی تقلید کرنے اور ان کے اقوال کو ماننے میں ان کی مذمت کیوں کی گئی حالانکہ ان کے عوام ہمارے عوام کی طرح ہیں کہ اپنے عالموں کی پیروی کرتے ہیں۔ جبکہ ان کے لیے اپنے علماء کے قول کا قبول کرنا جائز نہیں رکھا تو ان (مسلمانوں) کے لیے بھی جائز نہ ہوا کہ اپنے علماء کے قول کو تسلیم کریں۔ حضرتؑ نے فرمایا ہمارے عوام اور ہمارے علماء اور ان کے عوام اور ان کے علماء میں ایک طرح سے فرق ہے اور ایک جہت سے دونوں مساوی ہیں مگر جس صورت میں کہ وہ دونوں مساوی ہیں اس میں خدا نے ہمارے عوام کی بھی اپنے علماء کی تقلید کرنے کے باب میں مذمت کی ہے جس طرح ان کے عوام کو برا کہا ہے۔ مگر جس صورت میں عوام اور علماء میں فرق ہے وہاں ہمارے عوام کی تقلید علماء کے بارے میں مذمت نہیں کی گئی اس شخص نے عرض کی اسکا سبب بیان فرمائیے حضرتؑ نے فرمایا کہ عوام یہود اس بات کو جانتے تھے کہ ان کے علما صریح جھوٹ بولتے ہیں اور حرام مال کھاتے ہیں اور رشوت لیتے ہیں اور کسی کی سفارش سے یا کسی پر مہربانی کر کے یا رشوت لے کر احکام خدا میں تغیر و تبدل کر دیتے ہیں اور وہ جانتے تھے کہ ان کے علماء سخت متعصب ہیں کہ اس تعصب کے باعث اپنے دین سے الگ ہو جاتے ہیں اور جب وہ تعصب پر آتے ہیں تو جس کے ساتھ تعصب کا طریق برتا ہے اس کے حقوق کو زائل کر دیتے ہیں اور جس کی طرفداری منظور ہوتی ہے ناحق غیر کا مال اس کو دے ڈالتے ہیں اور اس کی خاطر حقدار پر ظلم کرتے ہیں نیز ان کو معلوم ہے کہ وہ عالم فعل حرام کے مرتکب ہوتے ہیں پھر باوجود اس کے کہ ان کے دل اس بات کو پہچانتے ہیں کہ جو کوئی ان علماء کے سے عمل کرے وہ فاسق ہے اور خدا اور اسکے انبیا کی جو اسکے اور اسکی مخلوق کے مابین واسطہ ہوتے ہیں تصدیق نہیں کرتا پھر بھی وہ ان کی تقلید کرتے ہیں اسی سبب سے حق تعالیٰ نے انکی مذمت کی ہے کیونکہ انھوں نے ان لوگوں کی تقلید کی جن کو وہ جانتے تھے اور جن کی بابت ان کو معلوم تھا کہ انکی خبر کو قبول کرنا اور انکی بات کو تصدیق کرنا اور جس شخص کو انھوں نے مشاہدہ نہیں کیا اسکی بابت جو باتیں وہ عالم ان کو

پہنچاتے ہیں ان پر عمل کرنا جائز نہیں ہے اور رسول اللہؐ کے بارے میں غور کرنا خود ان پر واجب تھا کیونکہ آنحضرتؐ کے دلائل پوشیدہ نہ تھے بلکہ عین روشن اور صاف واضح تھے اور نہایت مشہور و معروف تھے اور انکی نظروں میں خوب واضح ہو چکے تھے اور اس امت مرحومہ کے عوام کے واسطے بھی یہی حکم ہے کہ جب وہ معلوم کر لیں کہ ان کے علماء ظاہر طور پر فسق و فجور میں مبتلا ہیں اور سخت تعصب کے مرتکب ہوتے ہیں اور اموال دنیوی اور افعال حرام کی خاطر کھلم کھلا عداوتیں کرتے ہیں اور جس سے تعصب کرتے ہیں اس کو ہلاک کر دیتے ہیں اگرچہ وہ شخص اس بات کا مستحق و سزاوار تھا کہ اس کے امر کی اصلاح کی جاتی اور جس کی پاسداری اور رعایت کرتے ہیں اس سے احسان اور مروت سے پیش آتے ہیں خواہ وہ ذلت و اہانت کا سزاوار ہی کیوں نہ ہو پس جو لوگ ہمارے عوام میں سے ایسے فقہاء کی تقلید کرتے ہیں وہ عوام یہود کی مانند ہیں جن کی خدا نے اپنے فاسق و فاجر علماء کی تقلید کرنے کی وجہ سے مذمت بیان کی ہے۔ لیکن جو عالم ایسے ہوں کہ اپنے نفسوں کی حفاظت کرتے ہوں اور اپنے دین کے محافظ اور مخالفانِ دین کے مخالف ہوں اور امر الٰہی کے مطیع و فرمانبردار ہوں عوام پر لازم ہے کہ ان کی تقلید کریں اور یہ صفات شیعوں کے فقط بعض علماء میں پائی جاتی ہیں نہ کہ سب میں کیونکہ جو عالم عامہ کے فاسق فقہا کی طرح فواحش و قبائح کا مرتکب ہو ان کی زبانی ہمارے کسی حکم کو مت قبول کرو اور نہ ان کی کسی قسم کی تعظیم و تکریم کرو صرف اسی تعظیم کی غرض کے پورا کرنے کیلئے ہم اہلبیتؑ کے اقوال و احکام میں لوگوں نے اپنی طرف سے بہت کچھ شامل کر دیا ہے کیونکہ فاسقوں کو جو ہمارے احکام پہنچتے ہیں وہ اپنی جہالت کے سبب ان کو بالکل تبدیل کر دیتے ہیں اور اپنی کم عقلی کے باعث چیزوں کو بے موقع رکھ دیتے ہیں اور بعض دیدہ و دانستہ ہم پر افترا کرتے ہیں تاکہ اس کے ذریعے سے مال و متاع دنیوی کو حاصل کریں جو ان کے لیے جہنم کا زادِ راہ بنے گا اور ایک فرقہ ناصبیوں کا ہے کہ وہ ہمارے حق میں کسی قسم کے رد و قدح کرنے پر قادر نہیں ہیں۔ مگر ہمارے صحیح علوم کو سیکھ لیتے ہیں اور پھر اس کو لے کر ہمارے شیعوں کے پاس جاتے ہیں اور ہمارے دشمنوں سے ہمارے نقص بیان کرتے ہیں پھر اسمیں چند در چند ایسے جھوٹی باتیں شامل کرتے ہیں جن سے ہم بالکل پاک اور سخت بیزار ہیں اور ہمارے بعض فرمانبردار اور مطیع شیعہ ان باتوں کو ہم اہلبیتؑ کا علم سمجھ کر قبول کر لیتے

ہیں پس ایسے لوگ خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور ان کو بھی گمراہ کرتے ہیں اور اس قسم کے لوگ ہمارے ضعیف شیعوں کو اسکی نسبت بہت زیادہ ضرر پہنچاتے ہیں جتنا کہ لشکرِ یزید پلید علیہ اللعن والعذاب الشدید نے امام حسین علیہ السلام اور ان کے اصحاب باوفا علیہم الرضوان کو پہنچایا کیونکہ وُہ ان کی جانوں اور مالوں کو چھین لیتے ہیں اور ان لوگوں کا جن کے مال و جان کو ان ناصبیوں نے چھین لیا ہے ان کے دُشمنوں کے ہاتھ سے ضرر پہنچنے کے سبب بہت بڑا رتبہ ہے اور یہ خبیث عُلمائے نواصب اپنے آپ کو ہمارے دوست اور ہمارے دُشمنوں کے دُشمن ظاہر کر کے ہمارے ضعیف شیعوں کے اعتقادات میں طرح طرح کے شک ڈال کر اُن کو گمراہ کرتے ہیں اور اُن کو حق اور پاک طریق پر چلنے سے روکتے ہیں۔ مگر اُن گمراہ شدہ عوام میں سے جس کے دل کی نسبت خدا کو یہ علم ہے کہ اس کا ارادہ اور منشا یہ ہے کہ دینِ خدا کی حفاظت کرے اور ولیٔ خدا کی تعظیم اور عزت کرے اس کو ایسے پُر تلبیس کافر کے ہاتھ میں نہیں رہنے دیتا بلکہ اس کے لیے ایک مومن کو مقرر فرماتا ہے جو اس کو راہ صواب اور طریق حق سے واقف کرتا ہے پھر اس کو اس مومن کی باتوں کے تسلیم کرنے کی توفیق دیتا ہے اور اس طرح سے اس شخص کے واسطے دُنیا اور آخرت دونوں جگہ کی بہتری اور اس بہکانے والے مردود کے لیے دُنیا کی لعنت اور آخرت کا عذاب جمع کرتا ہے بعدازاں امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ ہماری اُمت کے علمارِ شرار وُہ عالم ہیں جو لوگوں کو ہماری طرف سے گمراہ کرتے ہیں اور ہماری طرف کی راہوں کو قطع کرتے ہیں اور ہمارے ناموں اور لقبوں سے ہمارے اضداد کو نامزد اور مُلقب کرتے ہیں اور ان (ہمارے دُشمنوں) پر درود و سلام بھیجتے ہیں حالانکہ وُہ لعنت کے سزاوار ہیں اور ہم پر لعنت کرتے ہیں۔ حالانکہ ہم کرامات و افضال خدا میں مستور اور مغمور ہیں اور خُدا اور اسکے فرشتوں کے درود و سلام کے باعث ان کے دُرود و سلام سے مستغنی اور بے پروا ہیں۔

اور کسی شخص نے جناب امیر علیہ السلام سے عرض کی کہ ائمہ اطہار علیہم الصلوٰۃ والسلام (جو خلق خُدا کے ہادی اور تاریکی کفر و ضلالت میں مشعلوں کی مانند ہیں کے بعد کون لوگ تمام مخلوق سے بہتر اور افضل ہیں۔ فرمایا کہ عالم نیکوکار اور صالح۔ پھر اس شخص نے عرض کی

کہ ابلیس۔ فرعون۔ نمرود اور ان اشقیائے اُمت کے بعد جو آپ حضرات اہلبیت کے ناموں اور لقبوں سے نامزد اور ملقب ہوئے اور انھوں نے آپکے عہدوں اور منصبوں کو لے لیا اور آپکی سلطنت پر حکمران ہوئے ایسا کون ہے جو تمام خلقِ خدا سے بدتر ہے فرمایا عُلمائے مُفسد جو امُورِ باطلہ کا اظہار کریں اور امُورِ حق کو چھپائیں اور انہی کے حق میں خدا نے فرمایا ہے أُولَٰئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللَّهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللَّاعِنُونَ إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا وَأَصْلَحُوا وَبَيَّنُوا فَأُولَٰئِكَ أَتُوبُ عَلَيْهِمْ وَأَنَا التَّوَّابُ الرَّحِيمُ یعنی یہ وُہ لوگ ہیں جن پر خدا لعنت کرتا ہے اور لعنت کرنے والے بھی کہ وُہ ملائکہ اور مومنین جن و انس ہیں اُن پر لعنت کرتے ہیں مگر اُن میں سے جو لوگ توبہ کریں اور نیک اور صالح بنیں اور حق کو ظاہر کریں ان کی توبہ کو میں قبول کرتا ہوں اور میں توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا ہوں۔

اب خدا فرماتا ہے فَوَيْلٌ لِّلَّذِينَ يَكْتُبُونَ الْكِتَابَ بِأَيْدِيهِمْ ثُمَّ يَقُولُونَ هَٰذَا مِنْ عِندِ اللَّهِ لِيَشْتَرُوا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا ۖ فَوَيْلٌ لَّهُم مِّمَّا كَتَبَتْ أَيْدِيهِمْ وَوَيْلٌ لَّهُم مِّمَّا يَكْسِبُونَ ۝ (ترجمہ) پس وائے ہے اُن لوگوں پر جو کتاب کو اپنے ہاتھوں سے لکھتے ہیں پھر لوگوں سے کہتے ہیں کہ یہ خدا کی طرف سے ہے تاکہ اس کے عوض میں سرمایہ قلیل خرید کریں۔ پس وائے ہے اُن پر بسبب اس اپنے ہاتھوں کی تحریر کے اور وائے ہے اُن پر بسبب اس متاعِ قلیل کے جس کو وُہ اس تحریف کردہ کتاب کے عوض میں حاصل کرتے ہیں۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ خُدا ان آیات میں اُن یہودیوں کا ذکر کرتا ہے کہ اُنھوں نے کچھ صفات لکھیں اور گمان کیا کہ وُہ محمدؐ کی صفات ہیں حالانکہ وُہ آنحضرتؐ کی صفات کے برخلاف تھیں اور اپنے ضعیف الاعتقاد لوگوں سے کہا کہ یہ نبی آخر الزمان کی صفتیں ہیں کہ وُہ دراز قد اور بڑے ڈیل ڈول والا اور بزرگ شکم اور سُرخ بالوں والا ہوگا۔ اور محمدؐ میں یہ اوصاف موجود نہیں ہیں اور وُہ پیغمبر اب سے پانسو برس کے بعد ہوگا اور اس بات سے ان کو صرف یہ مقصود تھا کہ ضعفائے قوم پر سرداری قائم رہے اور ان لوگوں سے ہمیشہ آمدنی ہوتی رہے اور جو روپیہ رسُولِ خدا اور ان کے خواص کی خدمات میں صرف ہوتا ہے وُہ

ان ہی کے کام آئے۔ اِس لیے خدا فرماتا ہے فَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا كَتَبَتْ أَيْدِيهِمْ پس اِس سبب سے کہ ان کے ہاتھوں نے ان صفات محرفہ کو جو صفات محمدؐ و علیؑ کے برخلاف ہیں لکھا وُہ سخت ترین عذاب میں مُبتلا ہوں گے اور جہنّم میں بدترین مُقام میں معذب ہونگے اور پھر فرماتا ہے وَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا يَكْسِبُونَ اور پھر دوبارہ ان کے لیے سخت تر عذاب عذابِ اوّل میں اضافہ کیا جائے گا۔ اس سبب سے کہ وُہ اپنے عوام کو محمدؐ کی نبوّت اور اُن کے وصی اور بھائی علیؑ ولی خُدا کی وصایت اور امامت کے انکار پر ثابت اور قائم رکھ کر اُن سے مال و زر حاصل کرتے ہیں۔

قولہ عزّوجل وَقَالُوا لَن تَمَسَّنَا النَّارُ إِلَّا أَيَّامًا مَّعْدُودَةً قُلْ أَتَّخَذْتُمْ عِندَ اللَّهِ عَهْدًا فَلَن يُخْلِفَ اللَّهُ عَهْدَهُ أَمْ تَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ۝ بَلَىٰ مَن كَسَبَ سَيِّئَةً وَأَحَاطَتْ بِهِ خَطِيئَتُهُ فَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝

(ترجمہ) اور ان یہودیوں نے کہا کہ ہم کو آتش دوزخ صرف چند روز مس کرے گی۔ اے محمدؐ تو ان یہودیوں سے کہدے کہ کیا تم نے خدا سے اس بات کا عہد لے لیا ہے کہ وُہ اپنے عہد کے خلاف ہرگز نہ کرے گا یا خُدا کی شان میں وُہ باتیں کہتے ہو جن کا تم کو علم نہیں ہے۔ ہاں جو لوگ کہ گناہ کریں گے اور ان کی خطائیں ان کو احاطہ کرلیں گی۔ وُہ اہلِ دوزخ ہیں کہ وُہ ہمیشہ اس میں رہیں گے اور جو لوگ کہ ایمان لائیں گے اور اعمال نیک کریں گے وُہ اہلِ جنّت ہیں اور اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

امام حسن عسکری علیہ السّلام نے فرمایا کہ خدا فرماتا ہے وَقَالُوا اور ان یہودیوں نے جو اپنی باتوں پر اصرار کرتے تھے اور ظاہر میں اظہار ایمان کرتے تھے اور باطن میں نفاق رکھتے تھے اور رسُولِ خدا اور ان کے اہلبیتؑ کے برخلاف ایسی تدبیریں کرتے تھے جو ان حضرات کی ہلاکت کا باعث ہوں یہ بات کہی کہ لَن تَمَسَّنَا النَّارُ إِلَّا أَيَّامًا مَّعْدُودَةً آتش دوزخ ہم کو فقط چند روز مس کرے گی اور ان لوگوں کے اس قول کا باعث یہ تھا کہ مُسلمانوں میں ان کے رضاعی بھائی اور سمدھی رشتہ دار موجود تھے جو انسی رشتہ داری اور سمدھیانے کی رعایت سے

اِن کے کُفر کو آنحضرتؐ اور ان کے اصحاب سے چھپاتے تھے حالانکہ خُود اچھی طرح سے واقف تھے اِن مُسلمانوں نے ان یہُودیوں سے کہا کہ تم نے یہ طریق نفاق کیوں اختیار کیا ہے حالانکہ تم کو معلوم ہے کہ تم اسکی وجہ سے غضب خداوندی کے سزاوار اور عذابِ دوزخ میں گرفتار ہو گئے وہ یہُودی اِن مسلمان رشتہ داروں کے جواب میں کہتے تھے کہ ان گُناہوں کے عوض میں جو عذاب ہم کو دیا جائیگا اسکی میعاد چند روزہ ہوگی جس کے ختم ہونے پر ہم بہشت کی نعمتوں کی طرف منتقل ہو جائیں گے اس لیے ہم اس عذاب سے بچنے کے لیے جو فقط ہمارے گناہ کرنے کی مُدّت کے موافق ہوگا۔ مکروہات دُنیوی کی طرف عجلت اور جلد بازی نہیں کرتے کیونکہ وُہ مُدّت عذاب تو ختم اور منقضی ہو جائیگی اور ایسا طریق اختیار کرنے سے ایک تو ہم نے خدمت سے آزاد رہنے کی لذّت حاصل کی اور دُوسرے دُنیوی نعمتوں سے متلذذ اور متنعم ہوئے پھر بعد میں عذاب کی بھی ہم کو چنداں پروا نہیں ہے کیونکہ جب وُہ ہمیشہ کے لیے نہ ہوگا تو گویا وُہ فنا ہی ہو گیا الغرض خدا فرماتا ہے اے محمدؐ قُلْ أَتَّخَذْتُمْ عِندَ اللَّهِ عَهْدًا ان یہودیوں سے کہدے کہ آیا تم نے خدا سے کوئی عہد لے لیا ہے کہ محمدؐ کی نبوّت کے منکر ہونے اور اسکی نشانیوں کے رفع کرنے میں جو اسکی نبوّت اور علیؑ اور اُس کے باقی خلفاء و اولیاء کی امامت کے باب میں ہیں جو عذاب کہ تم کو ملیگا وُہ ہمیشہ تک نہ رہیگا اور چند روز کے بعد اس کی میعاد ختم ہو جائیگی نہیں بلکہ وہ ہمیشہ تک رہیگا کہ کبھی رفع نہ ہوگا۔ اِس لیے تم کو مناسب یہ ہے کہ خدا اور رسولؐ اور اسکے ولی کے (جو اس کے بعد اسکی اُمت میں اس کا جانشین ہوگا تاکہ ان کی حفاظت اور نگہبانی کرے جس طرح کہ مہربان اور رحیم و کریم باپ اپنی اولاد کی حفاظت کرتا ہے اور مشفق و مہربان دوست اپنے خواصوں کی رعایت اور نگہداشت کیا کرتا ہے) مُنکر ہو کر گناہوں اور بدکاریوں پر جرأت مت کرو۔ فَلَن يُخْلِفَ اللَّهُ عَهْدَهُ کہ خُدا اپنے عہد کے برخلاف ہرگز نہ کریگا پس اسی واسطے تم اپنے ان گناہوں کی نسبت عذاب کے فنا ہونے کا دعویٰ کرنے کے سبب امن و امان میں ہو أَمْ تَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ یا تم خدا پر تُہمت اور افترا کر کے وُہ بات کہتے ہو جو تم کو معلوم نہیں ہے یعنی یا تو تم نے عہد لے لیا ہے یا تم خود ہی اس بات کے قائل ہو بلکہ درحقیقت تمھارے یہ دونوں دعویٰ جھوٹے ہیں۔ اب خدا ان یہودیوں کی تردید میں فرماتا ہے

بَلٰی مَنْ کَسَبَ سَیِّئَۃً وَّ اَحَاطَتْ بِہٖ خَطِیْٓئَتُہٗ ہاں جو لوگ کہ خطا کریں اور انکی خطائیں ان کو احاطہ کرلیں اور وُہ سیئہ (گناہ) جو آدمی کو احاطہ کرلیتا ہے وُہ ہے جو اس کو دینِ خدا سے خارج کردے اور ولایت الٰہی سے باہر نکال دے اور سخط و غضب خداوندی میں مُبتلا کردے اور سخط یہ ہے کہ وُہ شرک و کُفرِ الٰہی اختیار کرے اور محمدؐ رسُول خدا کی نبوت اور علیؑ ابن ابی طالب کی ولایت کا انکار کرے اور ان مذکورہ بالا خطاؤں میں سے ہر ایک خطا اس شخص کو یعنی اُس کے اعمال کو احاطہ کرلیتی ہے اور ان کو باطل اور نیست و نابود کردیتی ہے فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ پس یہ لوگ جو اِن خطاؤں کو جو ان کے اعمال کو احاطہ نیست و نابُود کردیتی ہیں عمل میں لاتے ہیں اہل دوزخ ہیں اور وُہ ہمیشہ اسی میں پڑے رہیں گے۔

اور رسُول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ علیؑ کی دوستی ایسا حسنہ ہے کہ اسکے ہوتے کوئی گناہ ضرر رساں نہیں اگر وُہ گناہ بہت ہی بڑے ہوں مگر ایسے گنہگاروں کو ان گُناہوں سے پاک کرنے کے لیے کچھ دُنیاوی تکلیفیں پہنچتی ہیں اور کچھ عذاب آخرت میں ملتا ہے یہانتک کہ اپنے آقایانِ طیّبین و طاہرین علیہم السّلام کی شفاعت سے ان گُناہوں سے بری ہوجاتے ہیں اور دُشمنانِ علیؑ کی محبت اور علیؑ کی مخالفت ایسا گُناہ ہے کہ اسکی موجودگی میں کسی قسم کی نیکی نفع نہیں دیتی مگر ان (دُشمنان علیؑ) کی اطاعت سے تنا فائدہ ضرور ہوتا ہے کہ دُنیا میں طرح طرح کی نعمتوں اور تندرستی سے مُستفیض ہوتے ہیں اور جب عالمِ آخرت میں جاتے ہیں تو عذاب ابدی میں گرفتار ہوتے ہیں۔ بعدازاں ارشاد فرمایا کہ ولایت علیؑ کا مُنکر جنّت کو آنکھ سے بھی ہرگز نہ دیکھیگا۔ مگر اتنا ضرور دکھایا جائیگا جس سے وُہ یہ شناخت کرلے کہ اگر میں اس ولی خدا کو دوست رکھتا تو یہ میرا محل اور آرام گاہ ہوتا اور اس کے معلوم کرنے سے اسکی حسرت اور ندامت زیادہ ہوگی اور جو کوئی علیؑ کو دوست رکھیگا اور اس کے دُشمنوں سے بیزار ہوگا اور اسکے اولیاء کرام علیہم السّلام کو تسلیم کریگا وہ آتش جہنّم کو آنکھ سے بھی نہ دیکھے گا۔ مگر اتنا ضرور ہوگا کہ اسکو دکھلا کر یہ کہا جائیگا کہ اگر تو اس کے مخالف طریق پر ہوتا تو یہ تیری منزل اور جائے پناہ ہوتی اور اگر اس شخص نے کُفر کے سوا اور گُناہوں کا مُرتکب ہوکر اپنے نفس پر ظلم کیا ہوگا تو اسکو جہنّم میں بھیجا جائیگا اور اتنی مُدّت تک اس میں رہیگا کہ آتش جہنّم اس کو گناہوں سے پاک کردے جیسا کہ بدن کی کثافت کو حمام کا گرم

حضرت علیؑ کی دوستی ایسی حسنہ ہے کہ اسکے ہوتے کوئی گناہ ضرر رساں نہیں اور دشمنی علیؑ ایسی بدی ہے کہ اسکے ہوتے کوئی نیکی نفع نہیں دیتی

پانی صاف کردیتا ہے بعدازاں اپنے مولایان کرام علیہم السّلام کی شفاعت سے جنّت میں داخل ہوگا۔ اس کے بعد حضرت نے فرمایا اے ہمارے شیعوں کے گروہ تم خدا سے ڈرو بہشت ضرور تم کو ملے گا خواہ اپنے اعمالِ قبیحہ کے باعث دیر میں میسر ہو پس تم کو چاہیئے کہ اسکے درجات کے حاصل کرنے کی خواہش کرو حاضرین میں سے کسی نے عرض کی یا رسُول اللہؐ آپکے اور علیؑ کے دوستوں میں سے بھی کوئی جہنّم میں جائیگا۔ فرمایا ہاں جس شخص نے محمدؐ و علیؑ کی مخالفت سے اپنے نفس کو ناپاک اور پلید کیا ہو اور محرمات کا مرتکب ہوا ہو اور مومن مردوں اور عورتوں پر ظلم کیا ہو اور ہماری شریعت کی رسموں کی خلاف ورزی کی ہو۔ وہ شخص ناپاک اور آلائش میں لتھڑا ہوا میدانِ حشر میں وارد ہوگا اس سے محمدؐ اور علیؑ کہیں گے اے شخص تو گندہ اور آلائشوں میں آلُودہ ہے تو اپنے موالیان خیار کی رفاقت اور حُوران خوب رُو کے معانقے اور ملائکہ مقربین کی مُلاقات کے قابل نہیں ہے اور تجھ کو وہاں پہنچنا نصیب نہ ہوگا جبتک کہ ان نجاستوں سے پاک نہ ہو یعنی ان گناہوں سے جو تیرے ذمّے ہیں بری نہ ہو تب اس کو جہنّم کے اوپر والے طبقے میں داخل کیا جائے گا اور اپنے بعض گناہوں کے عوض وہاں عذاب میں مُبتلا ہوگا اور ان میں سے بعض گنہگاروں کو ان کے بعض گناہوں کے عوض میدانِ حشر کی سختیاں پہنچائی جائیں گی۔ پھر وہاں سے ان کو نیک شیعہ جن کو کہ موالیانِ کرامؑ نے بھیجا ہوگا۔ اس طرح اُٹھا لئے جائیں گے جس طرح پرندے دانوں کو چُن لیتے ہیں اور بعض شیعوں کے گناہ بہت ہی کم اور نہایت خفیف ہوتے ہیں اور وہ بادشاہوں وغیرہ کی سختیوں اور تکلیفوں کے پہنچنے اور دُنیا میں جسمانی آفتوں اور بلاؤں میں مُبتلا ہونے کے سبب پاک ہوجاتے ہیں تا کہ قبر میں گناہوں سے پاک ہوکر دفن ہوں اور بعض شیعہ ایسے ہیں کہ مرتے وقت تک گناہ ان کے ذمّے باقی رہ جاتے ہیں سو ان کو جانکنی کی شدّت ہوتی ہے اور وہی ان کے گناہوں کا کفّارہ بنتی ہے اور اگر پھر بھی کچھ گناہ کسی کے ذمّے باقی رہ جائیں اور وُہ گناہ سخت ہوں اور روزِ وفات مرضِ اسہال یا اضطراب اس کو لاحق ہو اور جو لوگ وہاں موجُود ہوں وہ اس وجہ سے وہاں سے چلے جائیں اور اس سبب سے اس کو ذلّت لاحق ہو پس یہ بھی اس کے گناہوں کا کفّارہ ہوگا اگر پھر بھی کچھ گنُاہ باقی رہ جائیں تو

جب اُس کو لحد میں رکھا جائے اور سب لوگ اس کو وہاں اکیلا چھوڑ کر متفرق ہو جائیں تو اُس تنہائی کی تعب کی وجہ سے وُہ گناہوں سے بالکل پاک ہو جائیگا اور یہ بات اُس کے گناہوں کا کفارہ ہو جائیگی اور اگر اس کے گناہ بہت زیادہ اور نہایت عظیم ہوں تو میدان قیامت کی شدائد کے پہنچنے سے ان سے پاک ہو جائیگا اور اگر اس سے بھی زیادہ ہوں تو جہنم کے اُوپر کے طبقے میں ڈال کر گناہوں سے پاک کیا جائیگا اور یہ عذاب ہمارے محبّوں کے لیے سب سے بڑھ کر ہے اور یہی لوگ ان میں سب سے بڑھ کر گنہگار ہیں اور یہ لوگ ہمارے شیعہ نہیں ہیں بلکہ وُہ ہمارے محب کہلاتے ہیں اور ہمارے دوستوں کے دوست اور ہمارے دشمنوں کے دُشمن ہیں۔ کیونکہ ہمارے شیعہ وُہ لوگ ہیں جو ہماری پیروی کریں اور ہمارے طریقوں کی مُتابعت عمل میں لائیں اور ہمارے اعمال کی تقلید کریں۔

ایک دن کسی شخص نے آنحضرتؐ کی خدمت میں عرض کی کہ فلاں شخص فلاں شخص کے حرم کی طرف نظر کرتا ہے اور اگر اسکو حرام میں پڑنا ممکن ہو تو وُہ کبھی اس سے باز نہ رہے۔ یہ بات سُن کر رسولِ خدا غضبناک ہُوئے اور اُس کے حاضر کرنیکا حکم دیا اسی اثنا میں دوسرے شخص نے عرض کی وُہ شخص تو تمھارے شیعوں میں سے ہے اور آنحضرتؐ اور علیؑ کی دوستی کا معتقد ہے اور تمھارے دُشمنوں سے بیزاری ظاہر کرتا ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا اس کو ہمارا شیعہ مت کہہ وُہ اپنے اس دعوٰی میں جھُوٹا ہے۔ ہمارا شیعہ وُہ شخص ہے جو ہماری پیروی کرے اور ہمارے اعمال کا تابع ہو۔ اور یہ بات جو تُو نے اُس شخص کی نسبت ذکر کی ہمارے اعمال میں سے نہیں ہے۔

اور جناب امیرؑ سے کسی نے عرض کی یا امیر المومنینؑ فلاں شخص مُہلک گناہوں کا مُرتکب ہو کر اپنے نفس پر ظلم کرتا ہے اور باوجود اس کے وُہ حضرتؑ کے شیعوں میں داخل ہے۔ حضرتؑ نے فرمایا تجھ پر ایک جھُوٹ یا دو جھُوٹ لکھے گئے۔ اگر وہ شخص گناہ کر کے اپنے نفس پر ظلم کرتا ہے اور ہم کو دوست رکھتا ہے اور ہمارے دُشمنوں کا دُشمن ہے تو یہ ایک جھُوٹ ہُوا کیونکہ وُہ ہمارا مُحب ہے نہ کہ ہمارا شیعہ اور اگر وُہ ہمارے دُشمنوں کو دوست رکھتا ہے اور تمھارے بیان کے موافق گناہوں کا مُرتکب نہیں ہے تو یہ بھی جھُوٹ ہُوا۔ کیونکہ وُہ گناہ کر کے اپنے نفس پر ظلم نہیں کرتا اور نہ ہم کو دوست رکھتا ہے اور نہ ہمارے دُشمنوں کا

دُشمن ہے اس صُورت میں دو جھُوٹ تم سے سرزد ہُوئے۔

ایک شخص نے اپنی بیوی سے کہا کہ جا جناب فاطمۃُ الزہراؑ ابنتِ رسُول اللہؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر میری نسبت دریافت کر کہ کیا میں تمھارے شیعوں میں سے نہیں ہُوں چنانچہ اس عورت نے ایسا ہی کیا۔ صدیقہ کُبریٰ صلوٰت اللہ علیہا نے اس کے جواب میں فرمایا اپنے شوہر سے کہہ کہ اگر تو ہمارے اوامر کو عمل میں لاتا ہے اور ہمارے منع کیے ہُوئے امُور سے باز رہتا ہے تو بیشک تو ہمارے شیعوں میں داخل ہے۔ ورنہ تو ہمارا شیعہ نہیں ہے اُس عورت نے واپس آکر اپنے شوہر کو جناب صدیقہ طاہرہؑ کے ارشاد سے مُطلع کیا۔ یہ سُن کر اُس کا شوہر بولا وائے ہو مجھ پر کون شخص گناہوں اور خطاؤں سے خالی ہو سکتا ہے۔ پس میں ہمیشہ آتشِ جہنم میں جلوں گا کیونکہ جو کوئی ان کے شیعوں میں داخل نہیں ہے وُہ ہمیشہ جہنّم میں رہے گا بعد ازاں اس کی بیوی پھر جناب فاطمہؑ کی خدمت میں حاضر ہُوئی اور اپنے شوہر کا قول اس معصُومہ سے عرض کیا جناب فاطمہؑ نے فرمایا اس سے کہہ دے یہ بات نہیں ہے جو تُو کہتا ہے اصل حقیقت یہ ہے کہ ہمارے شیعہ برگزیدگان اہلِ جنّت سے ہیں اور ہمارے تمام مُحب اور ہمارے دوستوں کے دوست اور ہمارے دشمنوں کے دُشمن اور ہم کو دل و جان سے قبول کرنے والے اگر ہمارے اوامر و نواہی کی مخالفت کریں تو وہ ہمارے شیعہ تو نہیں ہیں مگر پھر بھی وُہ جنّت میں جائیں گے۔ لیکن بعد اس کے کہ ان کو بلاؤں اور مصیبتوں میں مُبتلا کر کے اُن کے گناہوں سے پاک کیا جائے یا تو میدانِ قیامت کی انواع و اقسام کی سختیاں جھیل کر یا جہنّم کے اُوپر کے طبقے میں عذاب میں مُبتلا رہ کر یہاں تک کہ ہماری محبت کے سبب وہاں سے رہائی پا کر ہماری درگاہ میں حاضر ہوں۔

اور ایک شخص نے امام حسن مجتبیٰؑ ابنِ علی مرتضیٰؑ علیہما التحیۃ والثنا کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی اے فرزندِ رسُولِ خدا میں آپکے شیعوں میں سے ہُوں حضرتؑ نے جواب دیا اے بندۂ خُدا اگر تو ہمارے اوامر و نواہی میں ہمارا مطیع و فرمانبردار ہے تو بیشک تُو نے سچ کہا اور اگر ایسا نہیں ہے تو خواہ مخواہ اس بزرگ مرتبہ کا جس کے تُو قابل نہیں ہے دعوٰی کر کے اپنے گناہوں کو مت بڑھا اور مت کہہ کہ میں تمھارے شیعوں میں سے ہُوں۔ بلکہ یہ کہہ کہ میں تمھارا دوست

اور مُحبّ اور تمہارے دُشمنوں کا دشمن ہوں اور اس حالت میں بھی تُو خیر میں داخل ہے اور خیر کی طرف ہے۔

اور کسی نے جناب سیّد الشّہدا مظلومِ کربلا حسینؑ ابنِ علی علیہما التحیۃ والثنا کی خدمت میں عرض کی اے فرزندِ رسولؐ اللہ میں آپکا شیعہ ہُوں۔ فرمایا خدا سے ڈر اور ایسی چیز کا دعویٰ مت کر جس کے دعویٰ کرنے سے خُدا تجھ کو کاذب اور فاجر بتلائے۔ کیونکہ ہمارے شیعہ وہ ہیں جن کے دِل ہر قسم کے غِل و غش اور دغل و فریب سے سلامت ہوں۔ مگر ہاں یہ کہہ کہ مَیں تمہارا مُحبّ ہوں۔

اور ایک شخص نے امام زین العابدین سیّد الساجدین علی ابن حسین علیہما السّلام سے عرض کی اے فرزندِ رسولِ خُداؐ مَیں تمہارا مخلص شیعہ ہوں۔ فرمایا اے بندۂ خدا تب تو تو ابراہیم خلیل اللہ کی مانند ہو گیا جس کے بارے میں خدا فرماتا ہے وَاِنَّ مِنۡ شِیۡعَتِہٖ لَاِبۡرٰہِیۡمَ ۘ اِذۡ جَآءَ رَبَّہٗ بِقَلۡبٍ سَلِیۡمٍ ۝ اور بیشک اس کے شیعوں میں سے ابراہیمؑ ہے اور اُس وقت کو یاد کرو۔ جبکہ وہ اپنے پروردگار کی طرف قلبِ سلیم سے رجُوع ہُوا۔ پس اگر تیرا دل خلیل اللہ کے دِل کی طرح سلیم ہے۔ تو بیشک تو ہمارا شیعہ ہے اور اگر تیرا دل ویسا نہیں ہے جو کہ غل و غش سے کلّی طور پر پاک تھا۔ تو ہرگز تو ہمارا شیعہ نہیں ہے اور سُن اگر تُو نے جان بوجھ کر یہ جھُوٹ بولا ہے تو تُو فالج کے عارضے میں مبتلا ہوگا جس سے مرتے دم تک تجھ کو خلاصی نہ ہوگی یا جذام میں گرفتار ہوگا تاکہ تیرے اس جھُوٹ کا کفارہ ہو۔

پارہ ۲۳ سورۃ الصّٰفّٰت ع ۳

اور امام محمد باقر علیہ السّلام نے ایک شخص سے جو فخریہ کہتا تھا کہ مَیں شیعہ آلِ طیّبین محمدؐ ہوں فرمایا پروردگارِ کعبہ کی قسم تیرا اس بات پر فخر کرنا علاوہ جھُوٹ بولنے کے غش کا بھی اضافہ کرنا ہے اے بندۂ خدا آیا تجھ کو اپنے مال کا اپنے نفس کے لیے صرف کرنا زیادہ بھلا معلوم ہوتا ہے یا اپنے مومن بھائیوں کے لیے اس کا خرچ کرنا زیادہ پسند ہے اس نے عرض کی بلکہ اپنے نفس کیلئے اس کا صرف کرنا زیادہ خوش آتا ہے تو پس تو ہمارا شیعہ نہیں ہے کیونکہ ہم اپنے برادرانِ ایمانی کیلئے جو کچھ خرچ کرتے ہیں وُہ ہم کو اپنے نفس پر خرچ کرنے سے زیادہ بھلا معلوم ہوتا ہے۔ لیکن اے شخص تو یہ کہہ کہ مَیں تمہارا مُحبّ ہُوں اور تمہاری محبت کے سبب نجاتِ عقبیٰ کا اُمیدوار ہُوں

اور امام جعفر صادق علیہ السّلام سے کسی شخص نے عرض کی کہ عمار دہنی ایک روز ابولیلیٰ قاضی

کُوفہ کی عدالت میں شہادت کے لیے حاضر ہُوا۔ قاضی نے اسکو دیکھ کر کہا اے عمار یہاں سے اُٹھ کھڑا ہو ہم تیری گواہی نہ لیں گے کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ تو رافضی ہے عمار یہ سُن کر کھڑا ہو گیا اور اُس وقت اُس کے اعضا لرز رہے تھے اور نہایت رقت اُس پر طاری تھی۔ یہ حال دیکھ کر قاضی نے اُس سے کہا اے عمار تو ایک مردِ صاحبِ علم و حدیث ہے اگر تجھ کو رافضی کہلانا بُرا معلوم ہوتا ہے تو رفض کو ترک کر دے پھر تو ہمارا بھائی ہے عمار نے جواب دیا اے قاضی میرا یہ خیال نہیں ہے جو تو نے گمان کیا بلکہ مَیں تجھ پر اور اپنے نفس پر روتا ہُوں۔ اپنے لیے اسواسطے کہ تو نے مجھ کو اس بزرگ مرتبے سے نسبت دی جسکے مَیں قابل نہیں ہوں تو گمان کرتا ہے کہ مَیں رافضی ہوں۔ وائے ہو تجھ پر امام جعفر صادق علیہ السّلام نے مجھ سے بیان فرمایا ہے کہ سب سے پہلے جو لوگ رافضی کے نام سے نامزد ہوئے وہ جادوگر تھے (جن کو فرعون نے حضرت موسیٰؑ کے مقابلے کے لیے بُلایا تھا) جب انھوں نے عصائے موسیٰؑ کا معجزہ دیکھا تو اُس پر ایمان لائے اور اُسکی متابعت اختیار کی اور امرِ فرعون کو ترک کیا اور جو بلا اُن پر وارد ہوئی اسکو نہایت خوشی سے تسلیم کیا۔ تب فرعون نے اُن کو رافضی کے نام سے نامزد کیا کیونکہ انھوں نے اس مردود کے دین کو ترک کر دیا تھا الغرض رافضی وہ شخص ہے جو ان اُمور کو ترک کرے جن کو خدا مکروہ جانتا ہے اور وہ اُمور عمل میں لائے جنکے عمل میں لانے کا اُس نے حکم دیا ہے۔ سو اس زمانے میں اس قسم کا آدمی کہاں ہے مَیں صرف اس خوف سے اپنے نفس پر رویا کہ مبادا خدا میرے دل سے مطلع ہو اور مَیں نے اس بزرگ نام سے اپنے آپکو ملقب کیا ہو اور میرا پروردگار مجھ کو عقاب و عذاب میں گرفتار کرے اور یہ کہے کہ اے عمار آیا تو رافضی یعنی تمام اُمورِ باطلہ کا تارک تھا اور تمام طاعتوں کو عمل میں لاتا تھا جیسا کہ اُسنے تجھ کو (رافضی) کہا پس یہ امر میرے درجات میں کمی کر دے گا۔ اگر اُس نے مجھ سے نرمی اور مہربانی کا طریق برتا اور جو اس نے مواخذہ اور مناقشہ کیا تو اس صُورت میں میرے واسطے شدتِ عذاب کا باعث ہوگا۔ مگر ہاں جو میرے آقایانِ نامدار میری شفاعت قبول کریں تو بیشک خلاصی کی اُمید ہو سکتی ہے اور میرا رونا تیرے حال پر اس وجہ سے ہے کہ تُو نے میری نسبت بڑا جھُوٹ بولا کہ مجھ کو میرے غیر نام سے نامزد کیا۔ نیز اس لیے کہ مَیں تیرے عذابِ خدا میں گرفتار ہونے سے ڈرا اس سبب سے کہ تُو نے ایک بڑے بزرگ نام کو گھٹا کر نہایت رذیل قرار دیا۔ نہ معلوم تیرا بدن اس

مرحبا اے میرے بھائیو اور اے میرے دوستو آؤ اُوپر آؤ اور برابران کو اُوپر کی طرف بُلاتے رہے یہاں تک کہ ان کو اپنے ساتھ ملالیا۔ پھر دربان سے فرمایا تُو نے کتنی دفعہ ان کو روکا اس نے عرض کی کہ برابر ساٹھ دفعہ فرمایا۔ اب تو ان کو سلام کر اور میرا سلام ان کو پہنچا کیونکہ ان کے گناہ ان کے اِستغفار اور توبہ کرنے کے سبب محو ہو گئے اور ہماری محبت اور دوستی کے باعث کرامت اور بخشش کے مُستحق ہو گئے پھر ان کے اور اُن کے عیال کے حالات دریافت کیے اور ان کو بہت سا روپیہ اور جائداد اور انعام واکرام عطا فرمایا اور ان کے ضرر و تکلیف کو رفع کیا۔

اور ایک دفعہ ایک شخص شاداں و فرحاں امام محمد تقی علیہ السّلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی اے فرزندِ رسُولؐ میں نے آپکے والد ماجد کو یہ کہتے ہُوئے سُنا ہے کہ بندے کو اُس دن سب سے زیادہ خوش ہونا چاہیئے جس دن خدا اس کو صدقات وخیرات کرنا اور اپنے برادرِ ایمانی کی حاجات کا رفع کرنا نصیب کرے۔ سو آج میرے دینی بھائیوں میں سے دس عیالدار محتاج شخص فلاں شہر سے میرے پاس آئے میں نے اِتنا اِتنا ہر ایک سے سلوک کیا اس لیے میں خوش ہوں۔ یہ سُن کر حضرتؑ نے فرمایا میں اپنی جان کی قسم کھا کر کہتا ہُوں کہ تُجھ کو خوش ہونا اُس وقت زیبا ہے جبکہ تُو نے اس نیکی کو حبط نہ کیا ہو یا اس وقت کے بعد حبط نہ کر دے۔ اس نے عرض کی میں نے اپنی نیکی کو کیونکر حبط کر دیا حالانکہ میں تمہارا مخلص شیعہ ہوں۔ فرمایا یہ لو تُم نے اپنے بھائیوں سے اپنی کی ہُوئی نیکی اور صدقات وخیرات کو باطل کر دیا۔ اُس نے عرض کی اے فرزندِ رسُولؐ وہ کیوں فرمایا یہ آیت پڑھ یَآاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقَاتِکُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰی یعنی اے مومنو اپنے صدقات وخیرات کو احسان واذیت سے باطل مت کرو۔ اس نے عرض کی اے فرزندِ رسُولِ خدا میں نے اُن لوگوں پر جنکو میں نے خیرات دی ہے کسی قسم کا احسان نہیں جتلایا اور نہ ان کو کسی قسم کی ایذا دی ہے۔ حضرتؑ نے فرمایا خدا نے تو اس آیت میں صرف یہ فرمایا ہے کہ اپنے صدقوں کو مطلق احسان اور اذیت سے باطل نہ کرو اور یہ نہیں فرمایا کہ خاص اُن صدقہ لینے والوں پر احسان جتلا کر یا اُن کو ایذا پہنچا کر اپنے صدقات کو باطل مت کرو۔ بلکہ ہر ایک ایذا مُراد ہے۔ اب تو دیکھ کہ ان صدقہ لینے والوں کو تیرا ایذا دینا زیادہ بُرا ہے یا اپنے محافظ اور نزدیک کے فرشتگانِ خدا کو تیرا ایذا دینا یا تیرا ہم کو ایذا پہنچانا۔ اس نے عرض کی اے فرزندِ رسُولؐ آپ کو ایذا دینا سب سے بڑا گناہ ہے۔ فرمایا تُو نے مجھ کو اور ان فرشتوں کو

اذیت پہنچائی اور اپنے صدقات کو باطل کیا۔ اُس نے عرض کی وہ کیونکر۔ فرمایا تیرے اس قول نے جو تُو نے کہا تھا کہ میری نیکیاں کیونکر حبط ہونگی حالانکہ میں تمہارا مخلص شیعہ ہوں۔ وائے ہو تجھ پر کیا تجھ کو معلوم نہیں کہ ہمارا مخلص شیعہ کون ہے۔ عرض کی نہیں۔ فرمایا ہمارے مخلص شیعہ مثل مومن آلِ فرعون اور صاحب یٰسٓ جس کے باب میں خدا فرماتا ہے وَجَآءَ رَجُلٌ مِّنْ اَقْصَی الْمَدِیْنَۃِ یَسْعٰی (یعنی آخر شہر سے ایک شخص دوڑا ہُوا آیا) اور سلمانؓ اور ابوذرؓ اور مقدادؓ اور عمارؓ ہیں۔ جب تُو نے اپنے آپ کو ان لوگوں کے برابر کر دیا تو کیا تُو نے ان فرشتوں کو اور ہم کو ایذا نہ دی تب اُس شخص نے عرض کی میں خُدا سے مغفرت طلب کرتا ہُوں اور اپنے اس فعل سے تائب ہوتا ہوں۔ اب فرمایئے اور کس طرح سے کہوں۔ فرمایا یُوں کہہ کہ میں تمہارا دوست اور مُحبّ اور تمہارے دُشمنوں کا دُشمن اور تمہارے دوستوں کا دوست ہوں۔ عرض کی اے فرزندِ رسُولؐ میں اسی طرح کہتا ہوں اور میں ایسا ہی ہوں اور اس قول سے جس کو آپ نے اور فرشتوں نے ناپسند کیا میں نے توبہ کی اور اس قول کو تمہارا ناپسند کرنا خُدا کی ناپسندیدگی کی وجہ سے تھا حضرتؑ نے فرمایا۔ اب تیرے صدقات کے ثواب تیری طرف عود کر آئے اور اُن کا حبط ہونا زائل ہُوا۔

ابو یعقوب یُوسف ابن زیاد اور علی ابن سیار راویانِ تفسیر کہتے ہیں کہ ہم ایک دفعہ رات کے وقت امام حسن عسکری علیہ السّلام کے بالاخانے پر حاضر تھے اور اس زمانے کا بادشاہ اور اس کے ارکانِ دولت حضرت کی بہت تعظیم وتکریم کرتے تھے۔ اسی اثناء میں والیِ شہر جو بحرین کا حاکم تھا وہاں سے گزرا اور اس کے ہمراہ ایک شخص تھا جسکی مشکیں بندھی تھیں اور امام علیہ السّلام بالاخانے سے باہر کو سر نکالے نیچے کو جھانک رہے تھے جب والیِ شہر نے حضرت کو دیکھا تو آپکی تعظیم کے سبب جھٹ گھوڑے سے کود پڑا حضرت نے سوار ہونیکا حکم دیا تب وہ سوار ہو گیا اور نہایت ادب سے عرض کی اے فرزندِ رسُولِ خدا میں نے اس شخص کو اس رات ایک صراف کی دُکان کے دروازے پر دیکھا اور اس تہمت میں اسکو گرفتار کیا کہ اسکا ارادہ نقب لگانے اور چوری کرنے کا ہے اور میرا قاعدہ ہے جسکو تہمت میں گرفتار کرتا ہوں اسکو پانسو کوڑے لگایا کرتا ہوں تاکہ اسکو اپنے بعض گناہوں کا عوض مل جائے پیشتر اس کے کہ کوئی ایسا شخص میرے پاس آئے جسکو میں ہٹا نہ سکتا ہوں پس حسبِ دستور

میں نے اسکو پانسو کوڑے لگانے کا ارادہ کیا تو بولا خدا سے ڈر اور غضب خداوندی میں گرفتار مت ہو کیونکہ
میں امیر المومنین علیؑ اور ان کے فرزند امام حسن عسکری والد ماجد قائمؑ آل محمد علیہم السلام کا شیعہ ہوں
یہ سن کر میں باز رہا اور اس سے کہا کہ تجھ کو ان کے پاس لے چلتا ہوں۔ اگر انھوں نے تیرا شیعہ ہونا
قبول کیا تو تجھ کو چھوڑ دونگا۔ ورنہ ہزار کوڑے لگوا کر ہاتھ پاؤں کٹواؤں گا۔ اے فرزند رسولؐ خدا
میں اس وقت اس لیے حاضر ہوا ہوں فرمائیے کیا وہ درحقیقت شیعہ علیؑ ہے جیسا کہ وہ کہتا ہے
امام علیہ السلام نے فرمایا معاذ اللہ یہ شیعہ علیؑ نہیں ہے اور خدا نے اسی سبب سے اسکو تیرے ہاتھ میں گرفتار
کیا ہے کہ وہ اپنے دل میں اپنی نسبت شیعہ علی ہونیکا اعتقاد رکھتا ہے والی نے عرض کی اس وقت
حضرت نے مجھ کو اسکو پانسو کوڑے لگانے کی زحمت سے بچالیا بخیر اس میں میرا کچھ حرج نہیں ہے
پھر وہاں سے کچھ دور جا کر اس کے اوندھا لٹانے کا حکم دیا فوراً اسکو اوندھا لٹایا گیا بعد ازاں دو جلاد
اس کے دائیں اور بائیں کھڑے کرکے ان سے کہا کہ اسکو اذیت پہنچاؤ وہ اپنے اپنے سونٹے لے کر اس
پر پل پڑے مگر ایک بید بھی اس کے چوتڑوں پر نہ لگتا تھا اور سب زمین پر پڑتے تھے یہ حال دیکھکر
والی نہایت دل تنگ ہوا اور ان سے کہا کہ تم زمین پر کیوں مار رہے ہو اسکے چوتڑوں پر مارو تب انکے
ہاتھ ادھر سے مڑ گئے اور وہ آپس میں ایک دوسرے کو مارنے لگے اور انھوں نے چیخنا اور آہ و زاری
کرنا شروع کیا۔ یہ ماجرا دیکھ کر والی پکارا وائے ہو تم پر کیا تم دونوں دیوانے ہو جو ایک دوسرے کو مارتے ہو
اس شخص کو مارو وہ بولے ہم تو اسی کو مارتے ہیں اور یہی ارادہ کرتے ہیں مگر ہمارے ہاتھ پھر جاتے ہیں
اور ہم ایک دوسرے کو مارنے لگتے ہیں تب والی نے چار اور شخصوں کو بلایا اور اب وہ چھ ہو گئے
اور انھوں نے صلاح کرکے اس شخص کو گھیرے میں لے لیا اور مارنا شروع کیا مگر انکے ہاتھ پھر جاتے
تھے اور بید اوپر کی طرف اٹھ جاتے اور والی کو آ کر لگتے تھے۔ یہاں تک کہ وہ اپنے گھوڑے سے گر
پڑا اور پکارا تم نے مجھ کو قتل کیا۔ خدا تم کو قتل کرے یہ کیا کر رہے ہو وہ بولے ہم تو اسی کو مار رہے ہیں لیکن
بعد اس نے اور جلادوں کو اس کے بید لگانے کا حکم دیا وہ آئے اور والی ہی کو مارنے لگے پکارا تم تو
مجھ ہی کو مارتے ہو وہ بولے خدا کی قسم ہم تو اسی شخص کو مارتے ہیں والی نے کہا اگر تم نے مجھ کو نہیں مارا تو
یہ زخم میرے سر چہرے اور بدن پر کہاں سے آگئے۔ وہ بولے خدا کرے ہمارے ہاتھ شل ہو جائیں
جو ہم نے آپکو مارنے کا قصد کیا ہو۔ اس وقت وہ شخص پکارا کہ اے بندۂ خدا والی شہر تو

خدا کی ان مہربانیوں سے عبرت حاصل نہیں کرتا جنکے باعث سے یہ ضربیں میری طرف سے پھر جاتی
ہیں وائے ہو تم پر تم مجھ کو میرے امام کے پاس پھر لے چلو اور میری نسبت جو حکم وہ کریں اسکی تعمیل کرو
غرض والی اسکو پھر امام کی خدمت میں لایا اور عرض کی اے فرزند رسولؐ تعجب ہے کہ آپ نے اس
شخص کی نسبت اپنا شیعہ ہونے سے انکار کیا اور جو کوئی تمہارا شیعہ نہیں وہ شیعہ ابلیس ہے اور وہ
جہنم میں جائیگا اور میں نے اس شخص سے وہ معجزے دیکھے جو پیغمبران خدا سے ہی ظاہر ہوا کرتے ہیں
حضرت نے فرمایا کہ یوں کہہ جو انبیا اور اوصیا ہی سے ظاہر ہوا کرتے ہیں پھر حضرت نے والی شہر
سے فرمایا اے بندۂ خدا اس نے اپنے تئیں ہمارا شیعہ ہونے کا دعوےٰ کرنے میں ایک جھوٹ
بولا۔ اگر وہ جان بوجھ کر ایسا کرتا تو تیری سب سزاؤں کو بھگتتا اور تیس برس قید خانے میں رہتا
لیکن خدا ایک کلمہ کے اطلاق سے جو اس نے کہا اور اس کو جھوٹ جان کر اس نے نہیں کیا۔
اس پر رحمت کی اور اے بندۂ خدا تجھ کو معلوم رہے کہ خدا نے اسکو تیرے ہاتھ سے چھڑایا اب
تو اس سے درگزر کر کیونکہ وہ ہمارا دوست اور محب ہے اور ہمارا شیعہ نہیں ہے والی نے عرض کی
کہ محب اور شیعہ ہمارے نزدیک تو یکساں ہی ہیں ان میں کیا فرق ہے حضرت نے فرمایا ان کا فرق
سن ہمارے شیعہ تو وہ لوگ ہیں جو ہمارے آثار کی متابعت کرتے ہیں اور ہمارے تمام اوامر و نواہی
میں ہماری اطاعت بجالاتے ہیں۔ ایسے لوگ ہمارے شیعہ ہوتے ہیں لیکن جو لوگ بہت سے فرائض خدا
میں ہماری مخالفت کرتے ہیں وہ ہمارے شیعہ نہیں ہیں پھر حضرت نے والی سے فرمایا تو نے ایک
جھوٹ بولا اگر تو دانستہ اسکو عمل میں لایا ہوتا تو خدا بیشک تجھ کو ہزار کوڑوں کی ضربیں اور تیس برس
کی قید میں مبتلا کرتا اس نے عرض کی ایسے فرزند رسولؐ وہ کونسی بات ہے فرمایا تیرا یہ گمان کرنا کہ
اس سے معجزات ظہور میں آئے یہ اس کے معجزے نہ تھے بلکہ ہمارے تھے جو خدا نے اس کے ہاتھ پر ظاہر
کئے اور یہ اسکی نشانیاں ہیں جو ہمارے حجت کے اظہار اور ہماری جلالت اور شرافت کے آشکار
کرنے کے لیے ظاہر ہوئیں اور اگر تو یہ کہے کہ میں نے اس شخص میں معجزے مشاہدہ کیے تو میں تیری
اس بات کا انکار نہیں کرتا اب تو بتا کہ مردہ کو زندہ کرنا عیسیٰؑ کا معجزہ تھا یا نہیں پس وہ معجزہ
عیسیٰؑ کا تھا یا مردے کا کیا وہ مٹی سے پرندے کی صورت نہ بناتے تھے اور وہ خدا کے حکم سے پرندہ
بن جاتا تھا۔ اب وہ پرندے کا معجزہ تھا یا عیسیٰؑ کا آیا جو لوگ ذلیل و خوار بندر بنائے گئے

میں نے اسکو پانسو کوڑے لگانے کا ارادہ کیا تو بولا خدا سے ڈر اور غضب خداوندی میں گرفتار مت ہو کیونکہ
میں امیر المومنین علیؑ اور ان کے فرزند امام حسن عسکری والد ماجد قائم آل محمد علیہم السلام کا شیعہ ہوں
یہ سن کر میں باز رہا اور اس سے کہا کہ تجھ کو ان کے پاس لے چلتا ہوں۔ اگر انھوں نے تیرا شیعہ ہونا
قبول کیا تو تجھ کو چھوڑ دونگا۔ ورنہ ہزار کوڑے لگوا کر ہاتھ پاؤں کٹواؤں گا۔ اے فرزند رسولؐ خدا
میں اس وقت اس لیے حاضر ہوا ہوں فرمائیے کیا وہ درحقیقت شیعہ علیؑ ہے جیسا کہ وہ کہتا ہے
امام علیہ السلام نے فرمایا معاذ اللہ یہ شیعہ علیؑ نہیں ہے اور خدا نے اسی سبب سے اسکو تیرے ہاتھ میں گرفتار
کیا ہے کہ وہ اپنے دل میں اپنی نسبت شیعہ علی ہونیکا اعتقاد رکھتا ہے والی نے عرض کی اس وقت
حضرت نے مجھ کو اسکو پانسو کوڑے لگانے کی زحمت سے بچا لیا خیر اس میں میرا کچھ حرج نہیں ہے
پھر وہاں سے کچھ دور جا کر اس کے اوندھا لٹانے کا حکم دیا فوراً اسکو اوندھا لٹایا گیا بعد ازاں دو جلاد
اس کے دائیں اور بائیں کھڑے کر کے ان سے کہا کہ اسکو اذیت پہنچاؤ وہ اپنے اپنے سونٹے لے کر اس
پر پل پڑے مگر ایک بید بھی اس کے چوتڑوں پر نہ لگتا تھا اور سب زمین پر پڑتے تھے یہ حال دیکھکر
والی نہایت دل تنگ ہوا اور ان سے کہا کہ تم زمین پر کیوں مار رہے ہو اسکے چوتڑوں پر مارو تب انکے
ہاتھ ادھر سے مڑ گئے اور وہ آپس میں ایک دوسرے کو مارنے لگے اور انھوں نے چیخنا اور آہ و زاری
کرنا شروع کیا۔ یہ ماجرا دیکھ کر والی پکارا وائے ہو تم پر کیا تم دونوں دیوانے ہو جو ایک دوسرے کو مارتے ہو
اس شخص کو مارو وہ بولے ہم تو اسی کو مارتے ہیں اور یہی ارادہ کرتے ہیں مگر ہمارے ہاتھ پھر جاتے ہیں
اور ہم ایک دوسرے کو مارنے لگتے ہیں تب والی نے چار اور شخصوں کو بلایا اور اب وہ چھ ہو گئے
اور انھوں نے صلاح کر کے اس شخص کو گھیرے میں لے لیا اور مارنا شروع کیا مگر انکے ہاتھ پھر جاتے
تھے اور بید اوپر کی طرف اٹھ جاتے اور والی کو آ کر لگتے تھے۔ یہاں تک کہ وہ اپنے گھوڑے سے گر
پڑا اور پکارا تم نے مجھ کو قتل کیا۔ خدا تم کو قتل کرے یہ کیا کر رہے ہو وہ بولے ہم تو اسی کو مار رہے ہیں لیکن
بعد اس نے اور جلادوں کو اس کے بید لگانے کا حکم دیا وہ آئے اور والی ہی کو مارنے لگے پکارا تم تو
مجھ ہی کو مارتے ہو وہ بولے خدا کی قسم ہم تو اسی شخص کو مارتے ہیں والی نے کہا اگر تم نے مجھ کو نہیں مارا تو
یہ زخم میرے سر چہرے اور بدن پر کہاں سے آ گئے۔ وہ بولے خدا کرے ہمارے ہاتھ شل ہو جائیں
جو ہم نے آپکو مارنے کا قصد کیا ہو۔ اس وقت وہ شخص پکارا کہ اے بندۂ خدا وائے والی شہر تو

خدا کی ان مہربانیوں سے عبرت حاصل نہیں کرتا جنکے باعث سے یہ ضربیں میری طرف سے پھر جاتی
ہیں وائے ہو تم پر تم مجھ کو میرے امام کے پاس پھر لے چلو اور میری نسبت جو حکم وہ کریں اسکی تعمیل کر دو
غرض والی اسکو پھر امام کی خدمت میں لایا اور عرض کی اے فرزند رسولؐ تعجب ہے کہ آپ نے اس
شخص کی نسبت اپنا شیعہ ہونے سے انکار کیا اور جو کوئی تمہارا شیعہ نہیں وہ شیعہ ابلیس ہے اور وہ
جہنم میں جائیگا اور میں نے اس شخص سے وہ معجزے دیکھے جو پیغمبران خدا سے ہی ظاہر ہوا کرتے ہیں
حضرت نے فرمایا کہ یوں کہہ جو انبیا اور اوصیا ہی سے ظاہر ہوا کرتے ہیں پھر حضرت نے والی شہر
سے فرمایا اے بندۂ خدا اس نے اپنی تئیں ہمارا شیعہ ہونے کا دعوے کرنے میں ایک جھوٹ
بولا۔ اگر وہ جان بوجھ کر ایسا کرتا تو تیری سب سزاؤں کو بھگتتا اور تیس برس قید خانے میں رہتا
لیکن خدا ایک کلمہ کے اطلاق سے جو اس نے کہا اور اس کو جھوٹ جان کر اس نے نہیں کیا۔
اس پر رحمت کی اور اے بندۂ خدا تجھ کو معلوم رہے کہ خدا نے اسکو تیرے ہاتھ سے چھڑایا اب
تو اس سے درگزر کر کیونکہ وہ ہمارا دوست اور محب ہے اور ہمارا شیعہ نہیں ہے والی نے عرض کی
کہ محب اور شیعہ ہمارے نزدیک تو یکساں ہی ہیں ان میں کیا فرق ہے حضرت نے فرمایا ان کا فرق
یُن ہمارے شیعہ تو وہ لوگ ہیں جو ہمارے آثار کی متابعت کرتے ہیں اور ہمارے تمام اوامر و نواہی
میں ہماری اطاعت بجا لاتے ہیں۔ ایسے لوگ ہمارے شیعہ ہوتے ہیں لیکن جو لوگ بہت سے فرائض خدا
میں ہماری مخالفت کرتے ہیں وہ ہمارے شیعہ نہیں ہیں پھر حضرت نے والی سے فرمایا تو نے ایک
جھوٹ بولا اگر تو دانستہ اسکو عمل میں لایا ہوتا تو خدا بیشک تجھ کو ہزار کوڑوں کی ضرب اور تیس برس
کی قید میں مبتلا کرتا اس نے عرض کی اے فرزند رسولؐ وہ کونسی بات ہے فرمایا تیرا یہ گمان کرنا کہ
اس سے معجزات ظہور میں آئے یہ اس کے معجزے نہ تھے بلکہ ہمارے تھے جو خدا نے اس کے ہاتھ پر ظاہر
کئے اور یہ اسکی نشانیاں ہیں جو ہمارے حجت کے اظہار اور ہماری جلالت اور شرافت کے آشکار
کرنے کے لیے ظاہر ہوئیں اور اگر تو یہ کہے کہ میں نے اس شخص میں معجزے مشاہدہ کیے تو میں تیری
اس بات کا انکار نہیں کرتا اب تو بتا کہ مردہ کو زندہ کرنا عیسیٰؑ کا معجزہ تھا یا نہیں پس وہ معجزہ
عیسیٰؑ کا تھا یا مردے کا کیا وہ مٹی سے پرندے کی صورت بناتے تھے اور وہ خدا کے حکم سے پرندہ
بن جاتا تھا۔ اب وہ پرندے کا معجزہ تھا یا عیسیٰؑ کا آیا جو لوگ ذلیل و خوار بندر بنائے گئے

کیا وُہ معجزہ نہ تھا اب وہ بندروں کا معجزہ تھا یا اُس زمانے کے پیغمبر کا حضرت کا یہ ارشاد سُن کر والی نے عرض کی ہیں خدا سے اپنے گناہوں کی بخشش چاہتا ہوں اور اس کی طرف توبہ اور رجوع کرتا ہُوں۔

پھر امام علیہ السلام نے اُس شخص سے جو شیعہ علیؑ ہونے کا دعویٰ کرتا تھا۔ فرمایا اے بندۂ خدا تو شیعہ علیؑ نہیں ہے بلکہ تو ان کا محب ہے اور شیعۂ علیؑ وہ لوگ ہیں جن کے بارے میں خدا فرماتا ہے وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۔ یعنی جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک اعمال کئے وُہ اہلِ بہشت ہیں اور وہ ہمیشہ اس میں رہیں گے اور وُہ لوگ وُہ ہیں جو خدا پر ایمان لائے اور اسکی صفات ثبوتیہ سے اسکو موصوف کیا اور اس کی خلاف صفتوں سے اسکی تنزیہ اور تقدیس کی اور محمدؐ کے تمام اقوال کی تصدیق کی اور ان کے تمام افعال کو درست اور صواب جانا اور علیؑ کو آنحضرتؐ کے بعد سید اور امام سرافراز جانا اور صاحب ہمت سمجھا کہ اُمتِ محمدیؐ میں نہ تو کوئی ایک اور نہ سب کے سب مل کر اسکے ہمسر اور ہم پلہ ہو سکتے ہیں جب ان کو ایک پلۂ میزان میں اور اس جناب کو دُوسرے پلڑے میں رکھ کر وزن کیا جائے تو ہرگز برابر نہ نکلیں بلکہ جناب امیرؑ کی طرف کا پلڑا اتنا جھک جائیگا جیسے آسمان و زمین کو ایک چاول پر ترجیح ہوتی ہے اور شیعیان علیؑ ایسے ہوتے ہیں کہ راہِ خدا میں ان کو اس بات کی پروا نہیں ہوتی کہ موت اُن پر آپڑے یا وُہ موت پر جا پڑیں اور شیعیانِ علیؑ وہ لوگ ہیں جو اپنے ایمانی بھائیوں کو اپنے نفسوں پر ترجیح دیتے ہیں اگرچہ خود تنگی میں مُبتلا ہوں۔

اور وہ لوگ ہیں کہ جہاں سے خدا نے ان کو منع کیا ہے وہ اس طرف نظر نہیں کرتے اور جہاں کے لیے اُن کو حکم دیا گیا ہے وہاں سے غائب نہیں ہوتے اور وہ ایسے ہوتے ہیں کہ اپنے دینی بھائیوں کے اکرام و اعزاز میں علیؑ کی پیروی کرتے ہیں اور میں یہ بات اپنی طرف سے نہیں کہتا بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے قول کو بیان کرتا ہوں اور قولِ خدا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ کے یہ معنی ہیں کہ انھوں نے بعد اقرار توحید و اعتقاد نبوّت و امامت کے تمام فرائض کو ادا کیا اور برادران ایمانی کے حقوق کا ادا کرنا اور دُشمنانِ دین سے کہ جو دُشمنانِ خدا ہیں تقیہ کرنا اعلیٰ ترین فرائض ہے۔

اور جناب رسُول خدا نے فرمایا ہے کہ جو مومن تقیہ نہیں کرتا وُہ گویا ایک جسم ہے کہ اُس پر سر نہیں ہے اور جو مومن کہ برادران ایمانی کے حقوق کی رعایت نہیں کرتا اسکی مثال اس شخص کی سی ہے جس کے حواس تو سب دُرست ہیں مگر وہ اپنی عقل سے تامل نہیں کرتا اور اپنی آنکھ سے نہیں دیکھتا اور کانوں سے نہیں سُنتا اور زبان سے اپنی حاجت کو بیان نہیں کرتا اور اپنے دلائل و براہین کی وساطت سے اپنے نفس سے مکروہات و تکلیفات کو رفع نہیں کرتا اور اپنے ہاتھوں سے کسی چیز کو نہیں پکڑتا اور پاؤں سے چل کر کہیں نہیں جاتا ایسا شخص گویا ایک پارہ گوشت ہے جس سے سب قسم کے نفع فوت ہو گئے ہیں اور بمنزلہ اس چیز کے ہے جو جگہ گھیرے ہوئے ہے پس یہ مومن جب اپنے بھائیوں کے حقوق کو نہیں پہچانتا کیونکہ وہ انکے حقوق کو فوت کرتا ہے تو اسکی مثال اُس پیاسے کی سی ہے جو ٹھنڈے پانی کے پاس ہو اور اسکو پی کر اپنی پیاس کو نہ بجھائے اور بمنزلہ اس صاحب ہوش و حواس کے ہے جو مکروہات کے دُور کرنے اور اپنی خواہشوں کے حاصل کرنے میں ان سے کام نہ لے اور تمام نعمتوں کو زائل کر دے اور ہر آفت میں مُبتلا ہو۔

اور امیر المومنین علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ مومن کے لیئے تقیہ تمام اعمال سے بڑھ کر ہے کہ اس سے اپنے نفس کو اور اپنے بھائیوں کو بدکار اور بدعمل لوگوں سے محفُوظ رکھتا ہے اور بھائیوں کے حقوق کا ادا کرنا پرہیزگاروں کے تمام اعمال سے اشرف ہے جس سے ملائکہ مُقربین کی محبت اور حور العین کے اشتیاق کو حاصل کرتا ہے۔

اور امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ وُہ تقیہ جس سے خُدا ایک گروہ کے کام کو درست کرے اس کے عمل میں لانے والے کو ان سب کے برابر ثواب ملتا ہے اور بعض وقت اس کے ترک کرنے سے ایک گروہ ہلاک ہو جاتا ہے۔ اس کا ترک کرنے والا اُن لوگوں کے ہلاک کرنیوالے کے گُناہ میں شریک ہوتا ہے اور برادران ایمانی کے حقُوق کی معرفت خداوند رحمان کو پسند ہے اور بادشاہ و منتقم حقیقی کے قرب کو زیادہ کرتی ہے اور ان کا ترک کرنا خدائے رحیم کی عداوت کا موجب اور اُس کریم منان کے نزدیک کمی مراتب کا باعث ہے۔

اور امام حسین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اگر تقیہ نہ ہوتا تو ہمارے دوست اور دشمن میں تمیز ہوتی اور اگر معرفت حقوق برادران ایمانی نہ ہوتی تو تمام قسم کے گناہوں پر عقاب و عذاب دیا جاتا لیکن خدا

فرماتا ہے وَمَآ اَصَابَکُمۡ مِّنۡ مُّصِیۡبَۃٍ فَبِمَا کَسَبَتۡ اَیۡدِیۡکُمۡ وَیَعۡفُوۡا عَنۡ کَثِیۡرٍ یعنی جو مُصیبت تم کو پہنچتی ہے وہ تمھارے اعمال کی بدولت پہنچتی ہے اور وہ تمھارے بہت سے گناہوں کو مُعاف کر دیتا ہے۔

اور امام زین العابدین علی ابنِ حسین علیہما السّلام نے فرمایا ہے کہ خدا مومن کے تمام گناہ مُعاف کر دیتا ہے اور اُس کو دنیا اور آخرت میں ان سے پاک کر دیتا ہے سوائے دو گناہوں کے کہ وُہ تقیہ کا ترک کرنا اور برادرانِ ایمانی کے حقوق کا ادا کرنا ہیں۔

اور امام محمدؑ باقر علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ آئمہ اور ہمارے بُزرگ اور افضل شیعوں کے اخلاق میں سے سب سے بُزرگ تر خُلق تقیہ کا استعمال اور اپنے نفس کو حقوقِ برادرانِ ایمانی کے ادا کرنے پر مجبُور کرنا ہے۔

اور امام جعفر صادق علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص برادرانِ ایمانی کی حفاظت کے لیے تقیہ کا استعمال کرے اگر وُہ کسی خوف زدہ کی حمایت کرتا ہے تو یہ سب عادات و خصائل کریمہ سے اشرف اور اعلیٰ ہے اور برادرانِ ایمانی کے حقُوق کی معرفت تمام صدقات اور زکوٰۃ اور نماز اور حج اور جہادوں سے افضل ہے۔

ایک دفعہ ایک محتاج مومن نے امام مُوسیٰ کاظم علیہ السّلام کی خدمت میں حاضر ہو کر کچھ خیرات طلب کی آپ نے ہنس کر اُس سے فرمایا میں تجھ سے ایک مسئلہ دریافت کرتا ہوں اگر تُو نے اس کا ٹھیک جواب دیا تو تیری درخواست سے دس گنا دُونگا اور اگر دُرست جواب نہ دیا تو صرف سوال کے موافق ملے گا اور اس نے سَو درہم کا سوال کیا تھا کہ اس کو اپنا سرمایہ بنا کر زندگی بسر کرُونگا اس شخص نے عرض کی فرمائیے وُہ مسئلہ کیا ہے۔ فرمایا اگر دنیا میں تجھ کو اختیار دیا جاتا کہ جس چیز کو تیرا جی چاہے طلب کر وُہی تجھ کو عطا ہوگی۔ تو بتا تُو کس چیز کی تمنا کرتا اُس نے عرض کی میں یہ طلب کرتا کہ مجھ کو دین میں تقیہ کرنا اور برادرانِ ایمانی کے حقوق کو ادا کرنا نصیب ہو فرمایا کیا سبب ہے کہ تُو نے ہم اہلبیت کی ولایت کی خواہش نہ کی۔ عرض کی وُہ تو مُجھ کو مل چکی ہے اور یہ بات مجھ کو عطا نہیں ہوئی جو چیز کہ مل چکی ہے اُس پر شکر خدا ادا کرتا ہُوں اور جو چیز مجھ کو نہیں ملی اس کے واسطے خدا سے سوال کرتا ہُوں اُس شخص کا یہ جواب سُن کر حضرت نے فرمایا تُو نے خوب کہا اور اُس کو دُو ہزار درہم دے کر

فرمایا ان کو عفص (مازُو) میں صرف کرنا کہ وُہ کھوٹا سرمایہ ہے اور ناقص ہو کر پھر درست ہو جاتا ہے اور سال بھر تک اس کو ڈال رکھنا اور ہر روز ہمارے ہاں آیا کر اور اپنا وظیفہ لے جایا کر الغرض اُس نے ایسا ہی کیا ابھی سال تمام نہ ہونے پایا تھا کہ مازُو کی قیمت پندرہ گُنی ہو گئی۔ اِس نے سارا مازُو جو دو ہزار کو خریدا تھا تیس ہزار کو فروخت کیا۔

اور امام رضا علیہ السّلام کے ہاں ایک سرکش گھوڑا تھا اور وہاں کا کوئی چابک سوار اس پر سوار ہونے کی جُراَت نہ کرتا تھا اور اگر کوئی سوار ہوتا تھا تو ڈر کے مارے اس کو چلاتا نہ تھا کہ کہیں تلف نہ ہو جائے اور گرا کر سُموں میں نہ کچل ڈالے اور وہاں ایک لڑکا تھا جس کی عمر سات برس کی تھی اُس نے عرض کی اے فرزند رسُولؐ اگر آپ اجازت دیں تو میں اس پر سوار ہو کر اسکو چلاؤں اور اپنے قابو میں لاؤں فرمایا تُو ایسا کریگا اس نے عرض کی کہ ہاں فرمایا وُہ کیونکر عرض کی کہ میں نے اس پر سوار ہونے سے پہلے اس سبب سے اِس پر اعتماد کر لیا ہے کہ میں نے محمدؐ اور انکی آلِ طیبین و طاہرین پر سَو بار درود و سلام بھیجا ہے اور تم اہلبیت کی ولایت کو از سرِ نو اپنے نفس میں تازہ کیا ہے اس لڑکے کا یہ کلام سُن کر حضرت نے اس کو سوار ہونے کی اجازت دی اور وہ سوار ہو گیا پھر چلانے کا حکم دیا اس نے اسکو چلایا اور برابر دوڑاتا رہا یہاں تک کہ وُہ گھوڑا تھک گیا اور پکارا اے فرزند رسُولؐ آج مجھ کو اس لڑکے نے تنگ کر دیا اسکے پنجے سے چھڑایئے ورنہ اسکے نیچے صبر کرنے کی دُعا کیجیے لڑکا بولا اُس چیز کا سوال کر جو تیرے حق میں بہتر ہو وُہ یہ کہ تجھ کو مومن کی سواری میں دے امام علیہ السّلام نے فرمایا لڑکا سچ کہتا ہے۔ پھر حضرت نے دُعا کی کہ اے خدا فلاں گھوڑے کو صبر عطا کر اور وُہ دوڑتا رہا آخر کار جب وُہ لڑکا اس پر سے اُترا تو حضرت نے اُس سے فرمایا اے لڑکے میرے گھر کے گھوڑوں غلاموں کنیزوں اور میرے خزانہ کے مال و اسباب میں سے جس چیز کو تیرا دل چاہے طلب کر کیونکہ تُو مومن ہے اور خدا نے ایمان کے ساتھ دُنیا میں تجھ کو مشہور کیا ہے لڑکے نے عرض کی اے فرزندِ رسُولؐ آیا میں اور جو چاہوں سوال کر سکتا ہوں فرمایا اے جوان جو تیرا جی چاہے سوال کر کیونکہ خدا تیرے دل کو نیک سوال کی توفیق دے گا اُس نے عرض کی یا حضرت آپ میرے حق میں خدا سے دُعا کریں کہ وُہ مجھ کو تو تقیہ حسنہ اور دینی بھائیوں کے حقوق کی معرفت عطا فرمائے اور ان میں سے جس کو میں پہچانوں اس پر چلنے اور عمل کرنے کی توفیق دے حضرت نے فرمایا خدا نے

تمھاری درخواست قبول کرلی تو نے اُس وقت وہ سوال کیا جو نیک لوگوں کا سب سے افضل طریقہ ہے

اور امام محمد تقی علیہ السلام سے کسی نے عرض کی کہ فلاں شخص نے اپنے ہمسایہ میں کسی کے گھر میں نقب لگائی۔ انھوں نے اِس تہمت میں اسکو گرفتار کر کے سو کوڑے لگائے فرمایا یہ جہنم کے دس کروڑ کوڑوں سے نہایت آسان ہیں اس سے اس کو توبہ کرنے کی تنبیہ ہوگئی تاکہ یہ اس کے گناہ کا کفارہ ہو حاضرین نے عرض کی اے فرزندِ رسولؐ اس کا واقعہ کیونکر ہے۔ فرمایا جس روز اُس پر یہ حادثہ گزرا اُس نے اس دن صبح کے وقت ایک مومن بھائی کے حق کو ضائع کیا اور ابوالفضیل اور ابوالدواہی اور ابوالشرور اور ابوالملاہی کو کھلم کھلا بُرا بھلا کہا اور تقیہ کو ترک کیا اور اپنے بھائیوں اور دوستوں کی پردہ پوشی نہ کی اور ان کو مخالفوں کے نزدیک متہم کیا اور ان کو ان پر لعنت کرنے اور بُرا بھلا کہنے اور ایذا پہنچانے کا موقع دیا اور خود بھی اِن بلاؤں میں مبتلا ہوا۔ پس انہی لوگوں نے اس کو بلا میں ڈالا اور اس پر تہمت لگائی۔ اب تم جاؤ اور اس کو اس کے گناہ سے مطلع کرو تاکہ وہ توبہ کرے اور جس بات میں اُن سے تقصیر ہوگئی ہے اس کی تلافی کرے۔ اور اگر وہ اس امر پر راضی نہ ہو تو اپنے نفس کو قیدخانہ میں پانسو کوڑے کھانے کے لیے تیار رکھے کہ وہاں رات اور دن میں تمیز نہ کر سکے گا۔ الغرض اس نے وہاں حاضر ہو کر توبہ کی اور اپنے بھائی کے حق میں جو کمی کی تھی اس کو ادا کیا جونہی وہ شخص توبہ سے فارغ ہوا چور بھی گرفتار ہوگیا اور اُس سے مال برآمد ہوا اور جن لوگوں نے اس شخص کی چغلی کھائی تھی وہ اس کے پاس آئے اور عُذر کیا۔

اور امام علی نقی علیہ السلام سے کسی شخص نے پوچھا نیک خصال لوگوں میں سب سے کامل کون ہے فرمایا جو تقیہ کو کام میں لاتا ہے اور اپنے بھائیوں کے حقوق کو سب سے بڑھ کر ادا کرتا ہے۔

اور امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا ہے جو کوئی اپنے بھائیوں کے حقوق سب سے زیادہ پہچانتا ہے اور سب سے بڑھ کر ان کو ادا کرتا ہے اُس کی شان خدا کے نزدیک سب سے بزرگ تر ہے اور جو کوئی دنیا میں اپنے بھائیوں سے تواضع اور فروتنی سے پیش آئے فی الحقیقت وہ شخص خدا کے نزدیک شیعیانِ علیؑ اور صدیقوں میں داخل ہے۔

اور ایک دفعہ دو برادرانِ ایمانی کہ وہ باپ بیٹا تھے جناب امیرالمومنین علیہ السلام کی خدمت میں

حاضر ہوئے حضرت ان کو دیکھتے ہی کھڑے ہو گئے اور انکی تعظیم و تکریم کی اور صدرِ مجلس میں بٹھایا اور خود ان کے سامنے جلوہ افروز ہوئے پھر کھانا منگایا جب کھانے سے فارغ ہوئے تو قنبرؓ نے ایک طشت اور ایک چوبی آفتابہ اور ایک دستمال حاضر کیا اور اس شخص کے ہاتھ دُھلانے کا قصد کیا مگر حضرت نے بڑھ کر لوٹا اٹھا لیا تاکہ خود اس کے ہاتھ دُھلائیں یہ تواضع اور انکسار اس مقتدائے انس و جان کا دیکھ کر وہ شخص خاک پر لوٹنے لگا۔ اور عرض کی یا امیرالمومنینؑ یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ خدا مجھ کو اس حالت میں دیکھے کہ آپ میرے ہاتھوں پر پانی ڈالتے ہوں۔ فرمایا اُٹھ کر ہاتھ دھو کہ خدا تجھ کو دیکھتا ہے۔ بحالیکہ تیرا بھائی جو تجھ سے جُدا ہے اور دراصل تجھ سے الگ نہیں اس خدمت کے بجالانے سے جنت میں اس کے خادموں کی تعداد میں اہل دنیا کی شمار سے دس گنی زیادتی ہوگی اور اسی حساب سے اس کے ممالک بہشت بڑھائے جائیں گے یہ سُن کر وہ شخص اُٹھ بیٹھا تب حضرت نے اُس سے فرمایا اے شخص میں تجھ کو اپنے حق عظیم کی جس کو تو نے پہچانا ہے اور اس کو اپنی چادر بنایا ہے اور خدا کے سامنے تیرے عجز و نیاز کر نیکی جس کے عوض میں مجھ کو تیری خدمت پر مامور کیا اور اس سے تجھ کو مشرف اور معزز کیا قسم دیتا ہوں کہ تو ایسے اطمینان سے ہاتھ دھو جیسے اس صورت میں جبکہ قنبر پانی ڈالتا اطمینان سے دھوتا اس نے حضرت کے حکم کی تعمیل کی۔ جب وہ ہاتھ دھو چکا تو آفتابہ اپنے فرزند ارجمند محمد ابن حنفیہ کو دے کر فرمایا اے بیٹا اگر یہ لڑکا اپنے باپ سے علیحدہ میرے پاس آتا تو میں خود اس کے ہاتھ دھلاتا لیکن خدا کو یہ منظور نہیں ہے کہ باپ بیٹے کے ساتھ یکساں سلوک کیا جائے جبکہ وہ ایک جگہ جمع ہوں۔ چونکہ باپ کے ہاتھ باپ نے دُھلائے ہیں اس لیے مناسب ہے کہ بیٹا بیٹے کے ہاتھ دُھلائے تب محمد حنفیہ نے اس لڑکے کے ہاتھ دُھلائے۔

اور حسن ابن علی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی علیؑ کی متابعت کرے وہ بیشک شیعہ ہے

قولہ عزّوجلّ وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَ بَنِي إِسْرَائِيلَ لَا تَعْبُدُونَ إِلَّا اللَّهَ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَقُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ إِلَّا قَلِيلًا مِنْكُمْ وَأَنْتُمْ مُعْرِضُونَ ؕ

(ترجمہ) اور اے محمدؐ اس وقت کو یاد کر جبکہ ہم نے بنی اسرائیل سے اس بات کا عہد لیا کہ اللہ کے سوا

سوال کرنے کی فرصت نہ ہو، خداوند متعال اس کو سوال کرنے والوں سے بہتر عطا فرماتا ہے۔ اور خدا اپنے عرش پر سے ندا کرتا ہے اے میرے بندو تم میری عبادت کرو جس طرح میں نے تم کو حکم دیا ہے اور اپنے امور کی مصلحتوں کو مجھے مت بتلاؤ۔ کیونکہ میں تم سے زیادہ اُن سے واقف ہوں اور ان (مصلحتوں) میں تم سے بخل نہیں کرتا۔

اور جناب فاطمہ زہرا صدیقہ کبریٰ علیہا التحیۃ والثناء نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو کوئی اپنی خالص عبادت کو خدا کی طرف بھیجتا ہے خدا اُس کی عمدہ ترین مصلحت کو اُس کی طرف نازل کرتا ہے۔

اور امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہے جو کوئی خدا کی عبادت کرتا ہے خدا تمام چیزوں کو اُس کا فرماں بردار اور مطیع کر دیتا ہے۔

اور امام حسین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو کوئی خدا کی عبادت کرتا ہے جیسا کہ حقِ عبادت ہے اللہ تعالیٰ اس کو اُسکی آرزو حد کفایت سے بڑھ کر عطا فرماتا ہے۔

اور امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ میں اس عبادت کو بُرا سمجھتا ہوں جس سے میرا مقصود صرف ثوابِ آخرت ہو۔ اگر میں ایسا کروں تو میں اُس غلام کی مانند ہوں گا جو طمع کے سبب فرمانبرداری کرے۔ اگر کچھ طمع ہوئی تو کام کیا ورنہ خیر۔ اور اس بات کو میں مکروہ جانتا ہوں کہ صرف خوفِ عذاب سے اللہ کی عبادت کروں۔ اس حالت میں میری مثال اُس بُرے غلام کی سی ہوگی جو خوف کے وقت تو کام کرے اور جب خوف نہ ہو تو کبھی بھی نہ کرے کسی نے عرض کی پھر آپ کس لیے خدا کی عبادت کرتے ہیں۔ فرمایا اس لیے کہ وہ مجھ پر انعام و احسان کرنے کی وجہ سے عبادت کے قابل ہے۔

اور امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ بندہ حق عبادات نہیں کر سکتا جبتک کہ تمام مخلوقات سے منقطع ہو کر اُس کی طرف رجوع نہ کرے۔ جب بندہ اپنے خدا کی طرف اس طرح سے رجوع کرتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ بندہ میرے لیے خالص ہو گیا ہے۔ پھر اپنے کرم سے اُس کی طرف متوجہ ہوتا ہے

اور امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ بندہ پر اللہ تعالیٰ کی اس سے بڑھ کر اور کوئی نعمت اور بخشش نہیں ہے کہ اس کے دل میں خدا کے سوا اور کسی کو دخل نہ ہو۔

اور کسی کی عبادت نہ کرو اور نماز پڑھو اور زکوٰۃ دو۔ پھر تھوڑے شخصوں کے سوا (اے بنی اسرائیل) تم اس عہد سے پھر گئے اور راہِ حق سے اعراض (روگردانی) کر گئے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا کہ خدائے عزوجل بنی اسرائیل سے فرماتا ہے کہ تم اس وقت کو یاد کرو وَاِذْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَ بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ جب ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا جس میں ان کو تاکید کی گئی تھی لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰہَ کہ تم اللہ کے سوا اور کسی کی پرستش نہ کرو۔ یعنی اس کو اس کی مخلوقات کے مشابہ مت کرو، اور اس کو اپنے حکم میں حق سے تجاوز کرنے والا مت سمجھو اور الیسا مت کرو کہ جس عمل سے اُسکی خوشنودی مقصود ہو اس سے اُسکے غیر کی خوشنودی کا ارادہ کرو (یعنی ریا نہ کرو) وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا نیز ہم نے ان سے عہد لیا کہ اپنے ماں باپ کے ساتھ احسان کرو۔ ان احسانات و انعامات کے عوض میں جو انھوں نے تم سے کیے ہیں اور تم کو آرام دینے اور تمھاری نگہبانی کرنے میں جو جو سختیاں اور تکلیفیں انھوں نے جھیلی ہیں اس کا بدلا دو وَبِذِی الْقُرْبٰی اور والدین کے قریبی رشتہ داروں سے والدین کی تعظیم کے سبب احسان اور مروّت سے پیش آؤ۔ وَالْیَتٰمٰی اور یتیموں سے نیکی کرو اور یتیم وہ شخص ہے جس کا باپ مر جائے جو اس کے امور کا کفیل تھا اور اُسکے کھانے دانے کا سامان اس کو پہنچاتا تھا اور اُس کی معاش کو درست کرتا تھا وَالْمَسٰکِیْنِ اور مسکین اور محتاج لوگوں کے ساتھ نیکی سے پیش آؤ۔ وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا اور ایسے لوگوں سے جن کا نان و نفقہ تمھارے ذمے نہیں ہے نرمی اور خوش خلقی سے بات کرو وَّاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ اور پانچوں نمازوں کو ادا کرو۔ نیز اپنے غیظ و غضب اور خوشنودی اور سختی اور راحت اور دلوں کو تنگ کرنیوالے غموم و ہموم کی حالتوں میں محمدؐ و آلِ محمدؐ پر درود بھیجا کرو وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ اور اپنے مالوں کی زکوٰۃ ادا کرو ثُمَّ تَوَلَّیْتُمْ اِلَّا قَلِیْلًا مِّنْکُمْ پھر اے یہودیو تم چند آدمیوں کے سوا اس عہد کے پورا کرنے سے جو تمھارے باپ دادا نے تم کو پہنچایا ہے پھر گئے وَاَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ اور تم اس عہد سے روگرداں اور اس کے تارک، اور اس سے غافل ہو۔

اور خدا فرماتا ہے لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰہَ یعنی صرف خدا کی عبادت کرو۔

جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس کسی کو اللہ کی عبادت کے سبب

اور امام موسیٰ کاظم علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ شریف تر عمل یہ ہے کہ بندہ عبادتِ خدا کے ذریعے اُس کا قرب حاصل کرے۔

اور امام رضا علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ آیۂ اِلَیْہِ یَصْعَدُ الْکَلِمُ الطَّیِّبُ یعنی کلماتِ پاکیزہ اس کی طرف صعود کرتے ہیں۔ میں کلماتِ طیّبہ سے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ عَلِیٌّ وَّلِیُّ اللّٰہِ وَخَلِیْفَۃُ مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰہِ حَقًّا وَّخُلَفَاۤؤُہٗ خُلَفَاۤءُ اللّٰہِ کا کہنا مُراد ہے اور وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ یَرْفَعُہٗ (اور عمل نیک اس کو بلند کرتا ہے) میں عملِ صالح سے مُراد دِل کا عمل ہے کہ یہ جو کچھ میں نے زبان سے کہا ہے وہ سب صحیح اور دُرست ہے۔

نیز اسی جناب نے فرمایا ہے کہ زمین پر بہت سے ریاکار بندے ہیں جو خدا کے نزدیک ایک پیرِ ضعیف زار و نزار اور خستہ کے برابر بھی قدر نہیں رکھتے۔

اور امام محمد تقی علیہ السّلام کا قول ہے کہ اخلاص افضل عبادت ہے۔

اور امام علی نقی علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ اگر لوگ وادیوں اور غاروں میں سے چلیں تو میں اُس شخص کے راستے پر چلونگا جو اپنے خدائے وحدہٗ لاشریک کی خالص مخلص عبادت کرتا ہو۔

اور امام حسن عسکری علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ اگر میں تمام دُنیا کو ایک لُقمہ بناؤں اور اس کو خدا کی خالص عبادت کرنیوالے کو کھلادُوں تو بھی میں خیال کرتا ہوں کہ میں نے اس کے حق میں کمی کی اور اگر کافر کو اس (دنیا) سے منع کروں۔ یہاں تک کہ وُہ بھوکا پیاسا مر جائے اور میں اس کو دُنیا سے ایک پیاس بھر پانی پلادُوں تو بھی سمجھتا ہوں کہ میں نے فضول خرچی کی۔

اور خدا فرماتا ہے وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا یعنی والدین کے ساتھ نیکی کرو۔

جناب رسالت مآبؐ نے فرمایا ہے کہ تمہارے والدین سے بہتر اور اُن سے بڑھ کر تمہاری شکر گزاری کے حق دار محمدؐ اور علیؑ ہیں۔

اور علیؑ ابنِ ابی طالب علیہ السّلام نے روایت کی ہے کہ میں نے رسُولِ خدا کو کہتے سُنا ہے کہ میں اور علیؑ اس اُمت کے دو باپ ہیں اور ہمارا حق اُن والدین سے جو اُن کی ہستی کا باعث ہیں بہت زیادہ ہے کیونکہ ہم اُن کو اگر وہ ہماری اطاعت کریں آتشِ جہنّم سے چھُڑا کر بہشت میں کہ وُہ دار القرار ہے پہنچادیں گے اور درجۂ غلامی سے نکال کر نہایت نیک آزاد لوگوں سے ملحق کریں گے۔

اور فاطمہ زہرا علیہا السّلام نے فرمایا ہے کہ محمدؐ اور علیؑ اس اُمّت کے دو باپ ہیں جو ان کی ناراستی اور کجی کو سیدھا کرتے ہیں اور اگر یہ لوگ ان کی اطاعت کریں تو عذابِ دائمی سے ان کو نجات دیتے ہیں اور اگر ان سے موافقت رکھیں تو بہشت کی دائمی نعمتوں کو انکے لیے مباح کرتے ہیں۔

اور امام حسن مجتبیٰ علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ محمدؐ اور علیؑ اس اُمّت کے دو باپ ہیں۔ پس خوشا حال اُس شخص کا جو ان کے حق کا عارف ہو اور ہر حال میں ان کی اطاعت کرے کیونکہ خدا اُس کو اپنی جنّت کے اعلیٰ باشندوں اور ساکنین میں سے قرار دیگا اور اپنی کرامتوں اور خوشنودی سے اس کو بہرہ ور اور کامیاب فرمائے گا۔

اور امام حسین علیہ السّلام نے فرمایا ہے جو شخص اپنے دو افضل باپوں یعنی محمدؐ اور علیؑ کا حق پہچانے اور اُن کی اطاعت کرے جو اطاعت کرنے کا حق ہے۔ قیامت کے دن اُس سے کہا جائے گا جا بہشت میں جہاں تیرا جی چاہے چین سے رہ۔

اور امام زین العابدین علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ اگر والدین کا اپنی اولاد پر اُن کے احسانات کی وجہ سے بڑا حق ہے تو چونکہ محمدؐ اور علیؑ کا احسان اس اُمّت پر بہت ہی زیادہ اور بزرگ ہے اس لیے وُہ دونوں اسکے باپ ہونے کے زیادہ حقدار اور سزاوار ہیں اور انکے حق کی رعایت نہایت ضروری ہے۔

اور امام محمد باقر علیہ السّلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو کوئی خدا کے نزدیک اپنی قدر و عزّت کو معلوم کرنا چاہے اُس کو غور کرنا چاہیئے کہ محمدؐ اور علیؑ جو اس اُمّت کے دو افضل باپ ہیں ان کی میرے نزدیک کتنی قدر و منزلت ہے (یعنی جتنی ان کی قدر اس کے نزدیک عظیم ہے اسی نسبت سے اس کی قدر خدا کے نزدیک بزرگ تر ہے)

اور امام جعفر صادق علیہ السّلام نے فرمایا ہے جو کوئی اپنے دو افضل باپوں محمدؐ اور علیؑ کے حق کی رعایت کرے اس کو اپنے نفسانی والدین اور باقی بندگانِ خدا کے حقوق میں کمی کرنا کچھ ضرر نہیں پہنچاتا کیونکہ وُہ دونوں بزرگوار باپ قیامت کے دن سب کو اپنی سعی و کوشش سے اس شخص سے رضامند کرادیں گے۔

اور امام موسیٰ کاظم علیہ السّلام نے فرمایا ہے نماز گزار کو اُسکی نماز کا ثواب اس کے اپنے دو افضل باپوں محمدؐ اور علیؑ کی تعظیم کرنے کے موافق ملتا ہے یعنی جس قدر وُہ ان کی تعظیم میں زیادتی

کرتا ہے اُسی کے موافق اس کے ثواب میں زیادتی ہوتی ہے۔

اور امام رضا علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ آیا تم میں سے کسی کو اپنے جسمانی والدین سے جدا کیا جانا بُرا معلوم نہیں ہوتا۔ حاضرین نے عرض کی۔ خدا کی قسم بیشک بُرا معلوم ہوتا ہے۔ فرمایا پس اس شخص کو یہ کوشش کرنی چاہیئے کہ اپنے ان دو باپوں سے جو جسمانی والدین سے افضل ہیں الگ نہ کیا جائے۔

اور امام محمد تقی علیہ السّلام سے کسی شخص نے عرض کی میں محمدؐ اور علیؑ کو ایسا دوست رکھتا ہوں کہ اگر مجھ کو ٹکڑے ٹکڑے اور قینچی سے کاٹ کر ریزہ ریزہ بھی کر دیا جائے تو بھی میں ان کی محبت سے دستبردار نہ ہوں گا۔ حضرت نے فرمایا کہ محمدؐ و علیؑ بھی تجھ کو تیری محبت کے موافق عوض عطا کریں گے کہ قیامت کے دن تیرے لیے ایسے مراتبِ عالیہ اور درجاتِ عظیمہ کی درخواست کریں گے کہ تیری محبت کا سارا عمل ان کے لاکھویں جزو کے برابر بھی نہ ہوگا۔

اور امام علی نقی علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ جس شخص کے نزدیک اسکے دو دینی باپ محمدؐ اور علیؑ اس کے نسبی والدین سے گرامی تر نہ ہوں خدا کے نزدیک اُسکی ذرا بھر عزت و حُرمت نہ ہوگی۔

اور امام حسن عسکری علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی اپنے دو دینی باپوں کی اطاعت کو اپنے نسبی والدین کی اطاعت پر اختیار کرے خداوند متعال اس کو خطاب کرتا ہے کہ میں تجھ کو اختیار کرتا ہوں جیسا کہ تو نے ان دونوں کو اختیار کیا اور تجھ کو تیرے دو دینی باپوں کے حضور میں مشرف کرتا ہوں جیسا کہ تو نے اپنے نسبی والدین کی محبت پر ان کی محبت کو اختیار کر کے اپنے نفس کو مشرّف کیا۔

بعد ازاں امام علیہ السّلام نے ارشاد فرمایا کہ قولِ خدائے عزّوجل وَذِی الْقُرْبٰی میں والدین کے قریبی رشتہ دار مُراد ہیں اور بندے کو حکم دیا گیا ہے کہ اِنکے حقوق پہچانے چنانچہ بنی اسرائیل سے اِس بات پر عہد لیا گیا تھا اور اے اُمتِ محمدؐ تم سے بھی عہد و پیمان لیا گیا ہے کہ محمدؐ کے اقربا کا حق پہچانو اور وُہ اقربا ائمہ طاہرینؑ ہیں جو آنحضرتؐ کے بعد ہوئے نیز وُہ لوگ جو اِن حضراتِ علیہم السّلام کے بعد برگزیدگانِ دین میں سے ان سے مُلحق ہیں۔

اور جناب رسالتمآبؐ نے فرمایا ہے کہ جو کوئی اپنے والدین کے خویش واقارب کے حق کی رعایت کرے خدا بہشت میں ہزار درجے اس کو عطا کریگا کہ ہر دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہوگا کہ تیز رو گھوڑا سو سال میں اس کو طے کر سکے۔ ایک درجہ چاندی کا ہوگا اور ایک سونے کا اور ایک مروارید کا اور ایک زبرجد کا اور ایک زمرد کا اور ایک مُشک کا اور ایک عنبر کا اور ایک کافور کا غرض یہ درجات انہی مختلف اقسام کی چیزوں سے بنے ہوئے ہیں۔

اور جو کوئی محمدؐ اور علیؑ کے خویش واقارب کے حقوق کی رعایت کرے اللہ تعالیٰ اس کے درجات اور ثوابوں میں اس قدر زیادتی کرتا ہے جس قدر کہ محمدؐ اور علیؑ کو اسکے نسبی والدین پر فضیلت اور بزرگی حاصل ہے۔

اور جناب فاطمہ زہراؑ نے ایک عورت سے فرمایا کہ اپنے دو دینی باپوں محمدؐ اور علیؑ کو خوشنود اور رضامند کر خواہ نسبی والدین ناخوش ہوں اور اپنے دو دینی باپوں کو غضبناک کر کے نسبی والدین کو رضامند مت کر کیونکہ اگر تیرے نسبی والدین تجھ سے ناراض ہونگے تو محمدؐ اور علیؑ اپنی ایک ساعت کی طاعت کے دس ہزارویں حصہ کا ثواب اُن کو دے کر تجھ سے رضامند کرا دینگے اور اگر تیرے دونوں دینی باپ تجھ سے ناراض ہوں تو تیرے نسبی والدین ان کے خوش کرنے پر قادر نہیں ہیں تمام دُنیا کی طاعتوں کا ثواب اُن کے غضب کی برابری نہیں کر سکتا۔

اور امام حسن مجتبیٰ علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ تجھ پر اپنے دو دینی باپوں محمدؐ اور علیؑ کے قریبیوں سے نیکی کرنا لازم ہے اگرچہ تو اپنے نسبی والدین کے اقربا کے حقوق کو ضائع کر دے اور خبردار اپنے نسبی والدین کے قریبی رشتہ داروں کے حقوق کی تلافی کرنے میں اپنے دو دینی باپوں کے اقارب کے حقوق کو ہرگز ہرگز ضائع نہ کرنا اِس لیے کہ اس جماعت کا تیرے دو دینی باپوں محمدؐ اور علیؑ کے آگے تیرا شکرگزار ہونا ان نسبی رشتہ داروں کے تیرے نسبی والدین کے آگے شکرگزار ہونے سے زیادہ فائدہ مند ہے۔ کیونکہ جب تیرے دو دینی باپوں کے قریبی رشتہ داران کے پاس تیرے شکرگزار ہوں گے تو ان کی ایک تھوڑی سی نظرِ شفقت کرنے سے تیرے تمام گُناہ زائل ہو جائینگے اگرچہ وُہ اتنے زیادہ ہوں کہ ثریٰ اور عرش کے مابین کو پُر کر دیں اور اگر تو نے دو دینی باپوں کے اقارب کے حقوق کو چھوڑ کر نسبی والدین کے اقربا کے حقوق ادا کئے ہوں تو اُن کی شکرگزاری تجھ کو کچھ نفع نہ بخشے گی۔

اور امام زین العابدین علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ ہمارے دو دینی باپوں کے قریبیوں اور ان کے دوستوں کے حقوق کا ادا کرنا نسبی والدین کے قریبیوں کے حقوق کے ادا کرنے سے زیادہ سزاوار ہے کیونکہ ہمارے دو دینی باپ محمدؐ اور علیؑ ہم سے ہمارے نسبی والدین کو رضامند کرا دیں گے اور ہمارے نسبی

والدین ہمارے دُو دینی باپوں محمدؐ اور علیؑ کو ہم سے رضامند کرانے پر قادر نہیں ہیں۔

اور امام محمدؑ باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جس شخص کے نزدیک اس کے دُو دینی باپ محمدؐ اور علیؑ اور ان کے اقربا اپنے نسبی والدین اور انکے قریبی رشتہ داروں سے زیادہ برگزیدہ اور مکرم ہیں۔ حق تعالیٰ اس کو خطاب کرتا ہے۔ اے میرے بندے تُونے افضل کو فضیلت دی۔ مَیں بھی تجھ کو افضل قرار دونگا اور تُونے ان لوگوں کو اختیار کیا جن کا اختیار کرنا بہتر تھا پس مناسب یہ ہے کہ مَیں تجھ کو بہشت میں اپنے دوستوں کا ہم نشین اور ہم صحبت بناؤں۔

اور امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی تنگدستی کے باعث پدرانِ دینی و نسبی دونوں کے قریبیوں کے حقوق کی رعایت نہ کر سکے اس کو چاہیئے کہ پدرانِ دینی کے قریبیوں کے حقوق کی رعایت کو نسبی والدین کے قریبیوں پر مقدم کرے۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرشتوں سے فرمائے گا جس طرح اُس نے اپنے دونوں دینی باپوں کے اقربا کو نسبی والدین کے اقربا پر مقدم رکھا۔ اسی طرح اس کو میرے بہشتوں کی طرف مقدم رکھو۔ الغرض اس کے لیے جو کچھ پہلے مُہیا کیا گیا تھا اُس سے دس لاکھ گنا اِس میں اور زیادہ کریں۔

اور امام مُوسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اگر کسی شخص کے سامنے دُو سودے پیش کئے جائیں اور کُل ہزار درہم اُن کے پاس ہوں اور وہ ایک سودے کو کافی ہو سکتے ہوں اب وُہ پوچھے کہ ان دونوں میں سے کونسے سودے میں زیادہ نفع ہے اور لوگ اس کو جواب دیں کہ اس سودے کے خریدنے میں دُوسرے سودے کی نسبت ہزار گُنا فائدہ ہوگا۔ اب بمقتضائے عقل اسکو بہتر سودا اختیار کرنا چاہیئے یا نہیں؛ حاضرین نے عرض کی بیشک حضرت نے فرمایا تو بس اسی طرح نسبی والدین پر اپنے دونوں دینی باپوں کے اختیار کرنے کا ثواب اس سے بدرجہا بڑھ کر ہے۔

اور ایک شخص نے امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی یا حضرت آپ چاہتے ہیں کہ میں آپ کو زیاں کار و پسماندہ شخص سے آگاہ کروں۔ فرمایا وُہ کون ہے عرض کی فلاں شخص کے پاس دس ہزار اشرفیاں تھیں اُس نے وہ اشرفیاں دے کر انکے عوض میں دس ہزار درہم لے لیئے یہ سُن کر حضرت نے فرمایا اگر وُہ دس ہزار اشرفیاں ہزار درہم کو بیچے تو اُس کو اس سے زیادہ نقصان ہوگا یا نہیں حاضرین نے عرض کی بیشک زیادہ نقصان ہوگا۔ فرمایا کیا میں تم کو ایسی صورت بتاؤں جس کا

نقصان اور اُس کی حسرت اس سے بھی زیادہ ہو حاضرین نے عرض کی فرمائیے فرمایا اگر اس کے پاس ہزار پہاڑ سونے کے ہوں اور وُہ ان کو ہزار حبّہ کھوٹی چاندی کے عوض بیچ ڈالے آیا اس صورت میں اس کو پہلے کی نسبت بہت زیادہ نقصان اور حسرت نہ ہوگی۔ حاضرین نے عرض کی بیشک پھر فرمایا آیا اس سے بھی زیادہ تر نقصان اور حسرت کی صُورت سے تم کو مطلع کروں اُنھوں نے عرض کی فرمائیے۔ فرمایا اس سے بڑھ کر زیاں کار اور پُر حسرت وہ شخص ہے جو تردّد احسان کرنے میں اپنے نسبی والدین کے قریبیوں کو اپنے دُو دینی باپوں محمدؐ اور علیؑ کے قریبیوں پر فوقیت دے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ محمدؐ اور علیؑ کے اقربا کو نسبی والدین کے اقربا پر اس سے زیادہ فضیلت حاصل ہے جتنی کہ سونے کے ہزار پہاڑوں کو ہزار حبّہ کھوٹی چاندی پر۔

اور امام محمد تقی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو کوئی اپنے دینی باپوں محمدؐ اور علیؑ کے قریبیوں کو اپنے نسبی والدین کے قریبیوں پر اختیار کرے۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن سب کے سامنے اس کو اپنی کرامت کے خلعتوں سے مشہور اور سرفراز فرما کر اس کو اپنے تمام بندوں پر شرف عطا فرمائے گا۔ سوا اُس شخص کے جو اس کے فضیلت میں اسکی مثل یا اس سے بڑھ کر ہو۔

اور امام علی نقی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ دونوں دینی باپوں محمدؐ اور علیؑ کے قریبیوں کو نسبی والدین کے قریبیوں پر ترجیح دینا جلالِ خداوندی کی تعظیم میں داخل ہے اور نسبی والدین کے اقربا کو دونوں دینی باپوں کے اقربا پر ترجیح دینا حقارت جلال خداوند متعال کو شامل ہے۔

اور امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ایک شخص کا کُنبہ بھوکا تھا وُہ ان کے واسطے کچھ کمانے گھر سے نکلا اور ایک درہم کمایا اور روٹی سالن خرید کر گھر کو روانہ ہُوا۔ راہ میں ایک مرد اور ایک عورت سے جو محمدؐ اور علیؑ کے قریبیوں میں سے تھے ملاقات ہوئی اور وُہ دونوں بھُوکے تھے یہ دیکھ کر اُس نے دل میں کہا کہ یہ میرے قریبیوں سے زیادہ مستحق ہیں یہ سوچ کر وُہ روٹی اور سالن جو خرید کیا تھا اُن کو دے ڈالا۔ اور حیران تھا کہ گھر والوں کو کیا جواب دُوں گا کہ جو درہم کمایا تھا وُہ کیا کیا۔ اسی فکر میں آہستہ آہستہ چل کر تھوڑی دُور گیا تھا کہ ناگاہ ایک قاصد کو دیکھا کہ اُس کی تلاش کرتا پھرتا ہے۔ جب اُس کو پتا لگا

والدین ہمارے دُو دینی باپوں محمدؐ اور علیؑ کو ہم سے رضامند کرانے پر قادر نہیں ہیں۔

اور امام محمدؑ باقر علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ جس شخص کے نزدیک اس کے دُو دینی باپ محمدؐ اور علیؑ اور ان کے اقربا اپنے نسبی والدین اور انکے قریبی رشتہ داروں سے زیادہ برگزیدہ اور مکرّم ہیں۔ حق تعالیٰ اس کو خطاب کرتا ہے۔ اے میرے بندے تُو نے افضل کو فضیلت دی۔ مَیں بھی تجھ کو افضل قرار دونگا اور تُو نے ان لوگوں کو اختیار کیا جن کا اختیار کرنا بہتر تھا پس مناسب یہ ہے کہ مَیں تجھکو بہشت میں اپنے دوستوں کا ہم نشین اور ہم صحبت بناؤں۔

اور امام جعفر صادق علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی تنگدستی کے باعث پدرانِ دینی و نسبی دونوں کے قریبیوں کے حقُوق کی رعایت نہ کر سکے اس کو چاہیئے کہ پدرانِ دینی کے قریبیوں کے حقوق کی رعایت کو نسبی والدین کے قریبیوں پر مُقدّم کرے۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرشتوں سے فرمائے گا جس طرح اُس نے اپنے دونوں دینی باپوں کے اقربا کو نسبی والدین کے اقربا پر مقدّم رکھا۔ اسی طرح اس کو میرے بہشتوں کی طرف مقدّم رکھو۔ الغرض اس کے لیے جو کچھ پہلے مُہیا کیا گیا تھا اُس سے دسؔ لاکھ گنا اِس میں اور زیادہ کریں۔

اور امام مُوسیٰ کاظم علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ اگر کسی شخص کے سامنے دُو سَودے پیش کئے جائیں اور کُل ہزار درہم اُن کے پاس ہوں وروہ ایک سَودے کو کافی ہو سکتے ہوں اب وُہ پوچھے کہ ان دونوں میں سے کونسے سَودے میں زیادہ نفع ہے اور لوگ اس کو جواب دیں کہ اس سَودے کے خریدنے میں دُوسرے سَودے کی نسبت ہزار گُنا فائدہ ہوگا۔ اب بمقتضائے عقل اسکو بہتر سودا اختیار کرنا چاہیئے یا نہیں؟ حاضرین نے عرض کی بیشک حضرت نے فرمایا تو بس اسی طرح نسبی والدین پر اپنے دونوں دینی باپوں کے اختیار کرنے کا ثواب اس سے بدرجہا بڑھ کر ہے۔

اور ایک شخص نے امام رضا علیہ السّلام کی خدمت میں عرض کی یا حضرت آپ چاہتے ہیں کہ مَیں آپ کو زیاں کار و پسماندہ شخص سے آگاہ کروں۔ فرمایا وُہ کون ہے عرض کی فلاں شخص کے پاس دسؔ ہزار اشرفیاں تھیں اُس نے وہ اشرفیاں دے کر اُنکے عوض میں دس ہزار درہم لے لیئے یہ سُن کر حضرت نے فرمایا اگر وُہ دسؔ ہزار اشرفیاں ہزار درہم کو بیچے تو اُس کو اس سے زیادہ نقصان ہوگا یا نہیں حاضرین نے عرض کی بیشک زیادہ نقصان ہوگا۔ فرمایا کیا مَیں تم کو ایسی صُورت بتاؤں جس کا

نقصان اور اُس کی حسرت اس سے بھی زیادہ ہو حاضرین نے عرض کی فرمائیے فرمایا اگر اس کے پاس ہزار پہاڑ سونے کے ہوں اور وُہ ان کو ہزار حبّہ کھوٹی چاندی کے عوض بیچ ڈالے آیا اس صورت میں اس کو پہلے کی نسبت بہت زیادہ نقصان اور حسرت نہ ہوگی حاضرین نے عرض کی بیشک پھر فرمایا آیا اس سے بھی زیادہ تر نقصان اور حسرت کی صُورت سے تم کو مطلع کروں اُنھوں نے عرض کی فرمائیے۔ فرمایا اس سے بڑھ کر زیاں کار اور پُر حسرت وہ شخص ہے جو تردّد احسان کرنے میں اپنے نسبی والدین کے قریبیوں کو اپنے دُو دینی باپوں محمدؐ اور علیؑ کے قریبیوں پر فوقیت دے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ محمدؐ اور علیؑ کے اقربا کو نسبی والدین کے اقربا پر اس سے زیادہ فضیلت حاصل ہے جتنی کہ سونے کے ہزار پہاڑوں کو ہزار حبّہ کھوٹی چاندی پر۔

اور امام محمد تقی علیہ السّلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو کوئی اپنے دینی باپوں محمدؐ اور علیؑ کے قریبیوں کو اپنے نسبی والدین کے قریبیوں پر اختیار کرے۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن سب کے سامنے اس کو اپنی کرامت کے خلعتوں سے مشہور اور سرفراز فرما کر اس کو اپنے تمام بندوں پر شرف عطا فرمائے گا۔ سوا اُس شخص کے جو اس فضیلت میں اسکی مثل یا اس سے بڑھ کر ہو۔

اور امام علی نقی علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ دونوں دینی باپوں محمدؐ اور علیؑ کے قریبیوں کو نسبی والدین کے قریبیوں پر ترجیح دینا جلالِ خداوندی کی تعظیم میں داخل ہے اور نسبی والدین کے اقربا کو دونوں دینی باپوں کے اقربا پر ترجیح دینا حقارت جلال خداوند متعال کو شامل ہے۔

اور امام حسن عسکری علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ ایک شخص کا کُنبہ بھوکا تھا وُہ انکے واسطے کچھ کمانے گھر سے نکلا اور ایک درہم کمایا اور روٹی سالن خرید کر گھر کو روانہ ہُوا۔ راہ میں ایک مرد اور ایک عورت سے جو محمدؐ اور علیؑ کے قریبیوں میں سے تھے مُلاقات ہُوئی اور وُہ دونوں بھُوکے تھے یہ دیکھ کر اُس نے دل میں کہا کہ یہ میرے قریبیوں سے زیادہ مُستحق ہیں یہ سوچ کر وُہ روٹی اور سالن جو خرید کیا تھا اُن کو دے ڈالا۔ اور حیران تھا کہ گھر والوں کو کیا جواب دُوں گا کہ جو درہم کمایا تھا وُہ کیا کیا۔ اسی فکر میں آہستہ آہستہ چل کر تھوڑی دُور گیا تھا کہ ناگاہ ایک قاصد کو دیکھا کہ اُس کی تلاش کرتا پھرتا ہے۔ جب اُس کو پتا لگا

تو ایک چٹھی اور پانسو اشرفیوں کی تھیلی اس کو دی اور کہا کہ یہ تیرے چچیرے بھائی کا جو مصر میں فوت ہو گیا ہے بقیہ مال ہے اور ایک لاکھ دینار اس کے تاجران مکہ و مدینہ کے ذمے قرض ہیں اور اس سے بہت زیادہ جائداد اور زمینیں اور مال مصر میں ہیں الغرض وُہ پانسو اشرفیاں لے کر گھر گیا اور اپنے عیال کے لیے خوب ساز و سامان کیا۔ جب رات کو سویا خواب میں محمدؐ اور علیؑ کو دیکھا کہ فرماتے ہیں تُو نے جو ہمارے قریبیوں کو اپنے قریبیوں پر ترجیح دی تو دیکھ ہم نے بھی تجھ کو کیسا غنی اور مالدار کر دیا۔ پھر مکہ اور مدینہ میں وُہ لاکھ دینار جس جس شخص کے ذِمّے تھے ان میں سے ہر ایک محمدؐ اور علیؑ کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں اگر تُو نے صبح کو فلاں شخص کا جو حقِ میراث تیرے ذمّے ہے اس کو نہ پہنچایا تو صبح ہم تجھ کو ہلاک اور مستاصل کر ڈالیں گے اور تیری نعمت کو تجھ سے زائل کر دیں گے اور تجھ کو تیرے جاہ و حشم سے الگ کر دینگے۔ آخر کار جب صبح ہُوئی تو ہر ایک قرضدار اپنے اپنے قرض کے موافق رقم لے کر اس کے پاس حاضر ہُوا اور وہ لاکھ دینار اُسی روز جمع ہو گئے اور مصر میں جس جس کے پاس اس کا مال آیا تھا آپ دونوں حضرات ان کو خواب میں نظر آئے اور نہایت تہدید اور تاکید سے حکم دیا کہ جہاں تک ہو سکے بہت جلد اُس شخص کا مال اُس کو پہنچاؤ۔ بعد ازاں پھر دونوں حضرات اُس مردِ مومن (جس نے قرابتِ رسُولؐ کو اپنی قرابت پر فوقیت دی تھی) کے خواب میں تشریف لائے اور فرمایا تو نے صنعتِ الٰہی کو اپنی نسبت کیسا پایا۔ ہم نے سب مصریوں کو جن کے پاس تیرا مال تھا حکم دے دیا ہے کہ وُہ بہت جلد تیرے پاس پہنچا دیں۔ اب اگر تیرا منشا ہو تو ہم حاکمِ مصر کو حکم دیں کہ وہ تمہاری زمینوں اور ملکوں کو فروخت کر کے ان کا روپیہ تیرے پاس مدینہ میں بھجوا دے کہ تو ان کے عوض یہاں املاک و جائداد خرید لے۔ اُس نے عرض کی ہاں میں چاہتا ہوں۔ الغرض محمدؐ اور علیؑ نے عالمِ رویا میں حاکمِ مصر کو حکم دیا کہ اس کی املاک کو فروخت کر کے روپیہ اس کے حوالے کرے حاکم نے وُہ تمام املاک تین لاکھ دینار میں فروخت کر کے قیمت اس کے پاس بھیج دی اور وُہ شخص تمام اہلِ مدینہ سے زیادہ مالدار ہو گیا۔ پھر رسُولِ خداؐ نے اس سے خواب میں فرمایا تُو نے جو میری قرابت کو اپنی قرابت پر ترجیح دی یہ تو اس کی جزا دُنیا میں ہے اور آخرت میں

اِس مال کے ہر حبّہ کے عوض بہشت میں ہزار ہزار محل عطا کروں گا۔ ان میں سب سے چھوٹا محل تمام دُنیا سے بہت بڑا ہو گا۔ اور اُن کا ایک سُوئی برابر حصّہ دُنیا و مافیہا سے بہتر ہو گا۔

اور جنابِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے وَالْيَتَامٰى کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ خُدائے عزّوجل نے یتیموں سے نیکی کرنے کی ترغیب اس لیے دی ہے کہ وُہ اپنے ماں باپ سے جُدا ہو گئے ہیں پس جو کوئی ان کی حفاظت کرے خدا اُس کی حفاظت کرتا ہے اور جو کوئی ان کا اکرام و اعزاز کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا اعزاز و اکرام فرماتا ہے اور جو کوئی محبت اور مہربانی سے یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرے حق تعالیٰ اُس شخص کو ہر بال کے عوض جو اُس کے ہاتھ کے نیچے ہیں بہشت میں ایک محل عطا کرے گا جو دُنیا و مافیہا سے زیادہ تر وسیع ہو گا اور وہاں ہر قسم کی نعمتیں اُس کے لیے مُہیّا ہوں گی اور وُہ اُن سے متلذّذ اور کامیاب ہو گا وَفِيهَا مَا تَشْتَهِيهِ الْأَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْأَعْيُنُ وَأَنْتُمْ فِيهَا خَالِدُونَ اور جنّت میں ہر قسم کی چیزیں موجود ہیں جن کی بہشتی لوگوں کے نفس خواہش کرتے ہیں اور ان کی آنکھیں ان سے لذّت پاتی ہیں اور وہ اُس میں ہمیشہ رہیں گے۔

پھر امام علیہ السّلام نے فرمایا سب یتیموں سے بڑھ کر وُہ یتیم ہے جو اپنے امام سے جُدا ہو جائے اسکے پاس نہ پہنچ سکے! اور جن مسائلِ شرعی کی اسکو ضرورت پڑتی ہے ان میں اسکو یہ معلوم نہ ہو کہ امام کا حکم کیا ہے پس جو شخص ہمارے علوم کا عالم ہو یہ جاہل شیعہ ... جو ہماری حضُوری سے دُور ہے اسکے پاس ہو اُس کو چاہیئے کہ اس کو ہدایت کرے اور آگاہ ہو کہ جو کوئی اس کو ہدایت کرے اور راہِ راست پر لگائے وُہ جنّت کے اعلیٰ طبقے میں ہمارا رفیق اور ہم نشیں ہو گا اس حدیث کو مجھ سے میرے باپ نے بیان کیا اور اُنھوں نے اپنے آبائے کرام کی زبانی رسُولِ خداؐ سے روایت کی ہے۔

اور جنابِ امیر المومنین علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ ہمارے شیعوں میں جو کوئی ہماری شریعت کا عالم ہو اور ہمارے ضعیف شیعوں کو انکی تاریکی جہالت سے نکال کر اس علم کی روشنی کی طرف لائے جو ہم نے اس کو عطا کیا ہے قیامت کے دن وُہ شخص اس طرح واردِ محشر ہو گا کہ نور کا ایک تاج اسکے سر پر ہو گا۔ جسکی روشنی تمام اہلِ محشر تک پہنچے گی اور ایسا حُلّہ زیبِ تن کئے ہو گا کہ تمام دُنیا و مافیہا

اس کے ادنےٰ تار کی قیمت کا مقابلہ بھی نہیں کر سکتی پھر ایک مُنادی ندا کرے گا اے بندگانِ خدا آگاہ ہو یہ عالم آلِ محمدؐ میں سے کسی کا شاگرد ہے جن جن کو دُنیا میں اُس نے حیرتِ جہالت سے نکالا ہے۔ اُن کو چاہیئے کہ اس کے نوُر سے متمسک ہو جائیں تاکہ یہ اُن کو اس عرصۂ محشر کی حیرتِ ظلمت سے نکال کر گلگشتِ جناں کی طرف لے جائے۔ الغرض جس جس کو اس نے کوئی امرِ خیر تعلیم کیا ہوگا یا جس کے دل سے جہالت کا قفل کھولا ہوگا یا کسی شبُہ کو رفع اور واضح کیا ہوگا ان سب کو وہاں سے نکال کر بہشت میں لے جائیگا۔

اور ایک عورت نے جناب فاطمہ زہرا صدیقہ کبریٰ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ میری ماں ضعیف ہے اور نماز کے ایک مسئلہ میں اسکو کچھ شبہ ہو گیا ہے اس کے دریافت کرنے کیلئے مجھ کو آپکی خدمت میں بھیجا ہے۔ جناب صدیقہ نے اس مسئلہ کا جواب دیا۔ اُس نے پھر پوچھا اس معصومہ نے پھر جواب دیا اس نے پھر دریافت کیا۔ آپنے پھر جواب دیا۔ یہانتک کہ اُس نے دسؔ بار تکرار کیا اور برابر جواب [illegible] یا۔ پھر اس عورت نے کثرتِ سوال سے شرمندہ ہو کر عرض کی اے بنتِ رسولؐ میں اب آپکو تکلیف دینا نہیں چاہتی جناب فاطمہؑ نے اُس سے فرمایا کوئی مُضائقہ نہیں جو جی میں آئے پوچھ اگر کسی شخص کو ایک لاکھ اشرفی اُجرت مقرر کر کے کہا جائے کہ اس بھاری بوجھ کو کوٹھے پر چڑھادے کیا اسکو یہ بات ناگوار گزرے گی اس نے عرض کی کوئی نہیں۔ فرمایا میرے واسطے ہر مسئلہ کے عوض اس قدر موتی اُجرت میں مقرر ہوئے ہیں جو ثریٰ اور عرش کے درمیانی خلا کی پُری سے بھی ہوں اس لیے مجھ کو مسائل کا جواب دینا بدرجہا اُولیٰ ناگوار نہ معلوم ہونا چاہیئے اور میں نے اپنے والد بزرگوار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو یہ بات فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ قیامت کے دن ہمارے علماء شیعہ کو ان کے کثرتِ علوم اور ہدایت بندگان میں انکی سعی و کوشش کے موافق خلعتہائے کرامت عطا ہونگے یہانتک کہ ایک ایک پر ہزار حلّے نور کے ہونگے پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک مُنادی ندا کریگا۔ اے یتیمانِ آلِ محمدؐ کی کفالت اور پرورش کرنیوالو جبکہ وہ اپنے آبائے حقیقی یعنی ائمہ کرام علیہم السلام سے جُدا ہو گئے تھے۔ یہ تمہارے شاگرد اور وُہ یتیم جنکی تم نے کفالت اور پرورش کی ہے حاضر ہیں پس جس طرح تم نے دُنیا میں خلعتہائے علوم سے انکو مزین کیا تھا اسی طرح اب خلعت ہائے جنت سے آراستہ کرو۔ تب وُہ علماء ان یتیموں اور شاگردوں کو ان کی تحصیل علوم کے

مُطابق اعلیٰ حسبِ مراتب خلعت پہنائیں گے۔ یہاں تک کہ بعض یتیم لاکھ لاکھ خلعت پا جائیں گے اسیطرح یہ یتیم اپنے شاگردوں کو خلعت تقسیم کریں گے۔ بعد ازاں خدا پھر حکم کرے گا کہ ان یتیموں کے کفالت کرنے والے علماء کو پھر خلعت دو۔ تب ان کو خلعت ملیں گے۔ یہاں تک کہ ان کے خلعت پورے کر کے ان کو دُوگنا کر دیا جائے گا اور شاگردوں کو تقسیم کرنے سے پہلے جس قدر خلعت اُن کے پاس ہوں گے اس قدر پورے کر کے دوچند کر دیا جائے گا۔ اسی طرح اعلیٰ قدر مراتب ان کے خلعت یافتہ شاگردوں کا حال ہوگا۔

پھر جناب فاطمہؑ نے اس عورت سے فرمایا۔ اے کنیزِ خُدا ان خلعتوں کا ایک تار ان تمام اشیائے سے جن پر آفتاب چمکتا ہے لاکھ مرتبہ افضل اور اعلیٰ ہے کیونکہ وُہ چیزیں مکدر اور منغص ہیں۔

اور امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہے جو کوئی کسی یتیم آلِ محمدؐ کی جو اپنے آقاؤں و راماموں سے الگ ہو اور صحرائے جہالت میں سرگرداں و پریشان ہو کفالت کرے کہ اس کو اس کی جہالت سے نکالے اور اس کے اُمورِ مشتبہ کو اس پر واضح کر دے۔ اس کو اس شخص پر جو کسی یتیم کا کفیل ہو کر اس کو کھانا کھلائے اور پانی پلائے اس قدر فضیلت ہے جیسے آفتاب کو سُہا ستارے پر۔

اور امام حسین ابنِ علی علیہما السلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی ہمارے کسی یتیم کی جس کو ہمارے پوشیدہ ہونے نے ہم سے جُدا کیا ہے کفالت کرے اور اس کو ہمارے علوم جو اس کو پہنچے ہیں تعلیم کرے یہاں تک کہ اس کو راہِ راست اور طریق مستقیم پر لے آئے اللہ تعالیٰ اس سے فرماتا ہے اے میرے کریم اور غمخوار بندے میں کرم و بخشش کے لیے اولیٰ تر ہوں۔ اے میرے فرشتو اس کے لیے ہر حرف کے عوض جو اس نے تعلیم کیے ہیں لاکھ محل بہشت میں تیار کرو اور تمام قسم کی نعمتیں جو وہاں کے مناسب ہوں ان میں مُہیا کرو۔

اور امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ خدا نے حضرت مُوسیٰؑ پر وحی نازل کی کہ اے مُوسیٰؑ مجھ کو میری مخلوق کا محبُوب بنا اور میری مخلوق کو میرا محبُوب کر۔ موسیٰؑ نے عرض کی اے پروردگار میں کس طرح کروں۔ ارشاد ہوا کہ ان کو میری نعمتیں اور بخششیں یاد دِلا اگر تو میرے دروازے سے کسی بھاگنے والے یا میری درگاہ سے کسی بھٹکے ہُوئے کو میری طرف پھیر لائے تو یہ عمل تیرے لیے سَو برس کی عبادت سے کہ دن کو روزہ رکھے اور راتوں کو محرابِ عبادت میں

کھڑا ہے بہتر اور افضل ہے۔ عرض کی اے پروردگار وُہ بندہ کونسا ہے جو تجھ سے گریز کرتا ہے۔ وحی ہُوئی جو عصیان اور سرکشی کرتا ہے۔ موسیٰؑ نے عرض کی وہ بندہ کونسا ہے جو تیری درگاہ سے بھٹکا ہے۔ فرمایا وُہ شخص جو اپنے زمانہ کے امام کو نہیں پہچانتا جو شریعت کے طریقے اور وُہ امور جن سے عبادت پروردگار کی جائے اور جن کی وجہ سے خدا کی رضامندی سے متوسل ہو سکے تعلیم کرتا یا بعد اس کے کہ اس کو پہچان لیا ہے۔ اس سے دُور ہو گیا ہے اور اس کے دین کے طریقے سے ناواقف ہے۔

اور امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے ہمارے علمار شیعہ کے گروہ کو ثواب اعظم اور جزائے اوفر کی بشارت دو۔

اور امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ عالم اُس شخص کی مانند ہے جس کیساتھ شمع ہو کہ وُہ اُس سے لوگوں کو روشنی پہنچاتا ہے۔ پس جس کسی کو اپنی شمع سے روشنی پہنچاتا ہے وُہ اسکے لیے نیک دُعا کرتا ہے اسی طرح عالم اپنی شمع علم سے جہالت اور حیرت کی تاریکی کو زائل کرتا ہے پس جس کسی کو وُہ اپنی شمع کی روشنی پہنچاتا ہے اور وُہ اس کے سبب حیرت سے نکلتا ہے یا جہالت سے نجات پاتا ہے وہ شخص آتشِ جہنم سے اس کا آزاد کردہ ہے اور اللہ تعالیٰ اس عالم کو اس کی جزا میں اس شخص کے جس کو اس نے آتشِ جہنم سے آزاد کیا ہے ہر بال کے عوض اس قدر ثواب عطا کریگا جو لاکھ تھیلیاں صدقہ کرنے کے ثواب سے بہتر ہوگا جو ایسی جگہ صرف کی جائیں جہاں کے لیے خدا نے حکم نہ دیا ہو۔ بلکہ اس قسم کا صدقہ اس کے دینے والے پر وبال ہوگا۔ لیکن اللہ تعالیٰ اسکو اس قدر ثواب عطا فرمائیگا جو کعبہ کے سامنے نماز ادا کرنے کے ثواب سے زیادہ ہوگا۔

اور امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے۔ ہمارے شیعہ عالم اس حد میں چڑھائی کرنوالے ہیں جو ابلیس اور اسکے جنگجو دیوؤں کی سرحد سے ملتی ہے اور ان کو ہمارے ضعیف شیعوں پر خروج کرنے سے باز رکھتے ہیں اور ابلیس اور گروہ نواصب کو ان پر مسلط نہیں ہونے دیتے۔ پس جو کوئی ہمارے شیعوں میں سے اس کام کے لیے مستعد ہو وہ اہلِ روم و ترکستان و خزر کے ساتھ جہاد کرنیوالوں سے لاکھ مرتبہ بہتر ہے کیونکہ یہ ہمارے محبّوں کے دین کو دُشمنانِ دین کے حملوں سے بچاتے ہیں اور وُہ ان کے بدلوں سے دُشمنوں کے رنج و آزار کو دُور کرتے ہیں۔

اور امام مُوسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ایک عالم جو ہمارے کسی یتیم کو جو ہماری صحبت سے الگ ہے ایسی تعلیم دے کہ جسکی اس کو ضرورت ہے گمراہی اور جہالت سے چھڑاتا ہے وُہ ابلیس پر ہزار عابد سے زیادہ گراں ہے کیونکہ عابد صرف اپنے نفس کو بچانا چاہتا ہے اور عالم یہ چاہتا ہے کہ اپنے نفس کو نیز دیگر بندگان و کنیزان خدا کو ابلیس اور اُسکے سرکش شاگردوں کے ہاتھ سے نگاہ رکھے اور اسی طرح خدا کے نزدیک وہ لاکھ عابدوں سے بہتر ہے۔

اور امام رضا علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن عابد سے کہا جائیگا کہ تو بہت اچھا آدمی تھا کہ تُو نے اپنے نفس کی غمخواری کی اور لوگوں کو اپنی تکلیف سے بچایا پس تُو جا اور بہشت میں داخل ہو حالانکہ اس عالم نے لوگوں پر اپنی خیر کو جاری کیا ہے اور ان کو دشمنوں کے ہاتھ سے چھڑایا ہے اور جنّت کی نعمتوں کو ان پر زیادہ کیا ہے اور خوشنودئ خدا کو ان کے لیے حاصل کیا ہے۔ پھر اس عالم کو خطاب ہوگا۔ اے یتیمان آل محمدؐ کی کفالت کرنیوالے اور ان کے ضعیف محبّوں اور دوستوں کو ہدایت کرنے والے ذرا توقف کر اور جس جس نے تجھ سے کچھ حاصل کیا ہے یا کچھ سیکھا ہے ان کی شفاعت کر یہ ندا سُن کر وُہ ٹھہر جائے گا اور ان کی شفاعت کرنے کے بعد جنّت میں داخل ہوگا اور اس کے ہمراہ دس[1] قیام آدمی ہونگے اور یہ وہ لوگ ہونگے جنھوں نے اس سے علوم حاصل کیے ہونگے اور قیامت تک جو اس کے شاگردوں کے شاگرد ہوتے رہے ہونگے اب تم دیکھو کہ ان دونوں درجوں میں کتنا فرق ہے۔

اور امام محمد تقی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو لوگ یتیمان آلِ محمدؐ کی (جو اپنے امام سے جُدا ہوں اور اپنی جہالت میں متحیّر اور سرگرداں ہوں اور اپنے شیطانوں اور ہمارے دشمن ناصبیوں کے ہاتھ میں گرفتار ہوں) کفالت کریں اور ان کو ان کے پنجے سے چھڑائیں اور اُن کو انکی حیرت اور سرگردانی سے نجات دیں اور شیاطین کے وسوسوں کو رد کر کے انکو مغلوب کریں اور اپنے پروردگار کی حجتوں اور اپنے اماموں کی دلیلوں کے ذریعہ ناصبیوں پر غالب آئیں ان کو خدا کے نزدیک بندوں پر آسمان کے زمین سے افضل ہونے اور عرش کرسی اور حجابوں سے زیادہ تر فضیلت حاصل ہے اور ان کو عابد پر ایسی فضیلت ہے جیسی چودھویں رات کے

[1] قیام آدمیوں کا گروہ اور حدیث میں ایک لاکھ فرمایا ہے۔ کذا فی مجمع البحرین۔ مترجم عفی عنہ،

چاند کو آسمان کے ایک مدہم ستارے پر۔

اور امام علی نقی علیہ السّلام نے فرمایا ہے اگر تمھارے قائم علیہ السّلام کی غیبت کے بعد ایسے عُلما جو لوگوں کو اس کی طرف دعوت کرتے ہیں اور ان کو اس کی طرف رہبری کرتے ہیں اور دلائل و براہین الٰہی کیساتھ اس کے دین کی حفاظت کرتے ہیں اور خدا کے ضعیف بندوں کو ابلیس اور اس کے سرکش شاگردوں اور ناصبیوں کے دامِ فریب سے نکالتے ہیں موجود نہ ہوتے تو کوئی فرد بشر دینِ خدا پر قائم نہ رہتا اور سب مُرتد ہو جاتے لیکن وہ ضعیف شیعوں کے دلوں کی باگ ڈور کو تھامتے ہیں جیسے ملاح اپنی کشتی کے دنبالہ کو تھاما کرتا ہے۔ یہی لوگ خدا کے نزدیک افضل اور اعلیٰ ہیں۔

اور امام حسن عسکری علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ ہمارے عُلمائے شیعہ جو ہمارے ضعیف محبّوں اور دوستوں کی خبر گیری کرتے ہیں وُہ قیامت کے دن اسی طرح واردِ محشر ہونگے کہ ہر ایک کے سر پر ایک خوبصورت تاج دھرا ہوگا کہ نُور اس سے ساطع ہوتا ہوگا اور ان تاجوں کے نُور تمام میدانِ قیامت میں جس کا دورہ تین لاکھ برس کی راہ ہوگی پھیل جائیں گے اور جس جس یتیم کی اُنھوں نے کفالت کی ہے اور علم کے نُور سے اسکو تاریکیٔ جہالت سے نجات دی ہے اور گمراہی اور دھوکے کی حیرت سے اسکو نکالا ہے وُہ سب انکے نوروں کی ایک ایک شاخ میں چمٹ جائیں گے اور وُہ اُنکو اُٹھا کر اتنا بلند کریگا کہ فوقِ جناں کے مقابل ہو جائیں گے پھر ان کو اُنکی منزلوں میں جو ان کے اُستادوں اور معلّموں کے ہمسایہ اور ان اماموں کے حضُور میں جنکی طرف ان کو بُلایا جاتا تھا ان کے واسطے تیار کی گئی ہونگی لے جا کر اُتار دیں گے اور جس جس ناصبی کو ان کے تاجوں کی شعاعیں پہنچیں گی وُہ اندھے بہرے اور گونگے ہو جائیں گے اور آگ کے سخت ترین شعلوں کو اُن پر مقرر کیا جائیگا جو ان کو اٹھا کر دھکیلتے ہوئے زبانیہ کی طرف لے جائیں گے اور وُہ ان کو وسطِ جہنم میں ڈال دے گا۔

بعد ازاں امام علیہ السّلام نے وَالْمَسَاکِیْنِ کی تفسیر میں فرمایا کہ مسکین وہ شخص ہے کہ فقر اور تنگدستی اس کی حرکت کو ساکن کر دے جو کوئی اپنے زائد مال سے اسکی غمخواری کرے۔ اللہ تعالیٰ اپنی جنّت کو اس کیلئے فراخ کریگا اور اپنی مغفرت اور خوشنودی اُسکو عطا فرمائے گا۔

اور جناب محمدؐ اور علیؑ کے محبّوں میں جو مسکین ہیں انکی غمخواری کرنا مسکین فقرا کی غمخواری کرنے سے بہتر ہے اور وُہ وُہ لوگ ہیں جن کے اعضا اور قوا دُشمنانِ خدا کے مُقابلے سے عاجز اور ضعیف

ہو گئے ہیں جو اُن کو ان کے دین کے بارے میں سرزنش کرتے ہیں اور انکی عقلوں کو سفاہت سے نسبت دیتے ہیں جو شخص اپنے فقہ اور علم سے ان کو ایسا قوی کر دے کہ انکی مسکنت زائل ہو جائے اور انکو دُشمنانِ ظاہری یعنی نواصب اور دُشمنانِ باطنی یعنی ابلیس اور اس کے سرکش مددگاروں پر مُسلط اور غالب کر دے یہاں تک کہ دینِ خدا کے قُرب و جوار سے اُنکو بھگا دیں اور آلِ رسُولؐ کے دوستوں کے پاس سے اُن کو دُور کر دیں۔ پس اللہ تعالیٰ اس مسکینی کو مومنین سے دُور کر کے ان کے شیطانوں پر ڈال دیتا ہے اور ان کو ان کے گمراہ کرنے سے عاجز کر دیتا ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسُولؐ کی زبانی اپنا سچا حکم فرمایا ہے۔

اور جناب امیر المومنین علیہ السّلام نے فرمایا ہے جو کوئی کسی دینی مسکین اور ضعیف المعرفت شخص کو اس کے مخالف ناصبی کے مقابلے میں ایسا قوی کر دے کہ وُہ اس کو خاموش اور لاجواب کر دے اللہ تعالیٰ اس شخص کو اُس روز جبکہ وہ قبر میں رکھا جائے گا یہ تلقین کرے گا کہ اے میرے بندے کہہ اللہ میرا رب ہے اور محمدؐ میرا نبیؐ ہے اور علیؑ میرا ولی ہے اور کعبہ میرا قبلہ ہے اور قرآن میرا سرمایہ شادمانی اور زادِ راہ ہے اور مومنین میرے بھائی ہیں اس وقت خدا اس سے خطاب کرے گا۔ اے بندے تجھ کو حجّت بتا دی گئی میں نے اپنی جنّت کا ایک دروازہ تیرے لیے واجب کیا پس اس وقت اس کی قبر گلشنِ جنّت سے بہتر ہو جائے گی۔

اور جناب فاطمہ زہراؑ کی خدمت میں دو عورتیں ایک دینی مسئلے میں جھگڑتی ہوئی حاضر ہوئیں ایک مومنہ تھی اور دوسری معاندِ اہلبیتؑ۔ جناب فاطمہؑ نے مومنہ پر اسکی دلیل کو واضح کر دیا کہ اس کے ذریعہ سے وُہ اس معاندہ پر غالب آگئی اور اس فتحیابی سے نہایت مسرور اور شادکام ہوئی۔ جناب صدیقہ طاہرہؑ نے اس سے فرمایا تیرے اس مخالف عورت پر فتحیاب ہونے سے فرشتوں کو جو خوشی حاصل ہوئی وُہ تیری خوشی سے کہیں بڑھ کر ہے اور اسکو اپنے شکست پانے سے جو رنج و ملال لاحق ہوا ہے اس سے ابلیس اور اس کے سرکش معاونوں کا رنج و ملال بہت زیادہ ہے اور خدا نے اپنے فرشتوں کو حکم دیا ہے کہ فاطمہؑ نے جو اُس مسکین اور اسیر عورت پر اس کی دلیل کو واضح کیا ہے اسکے صلے میں بہشت میں اس قدر سامان اسکے لیے مہیا کرو جو ان چیزوں سے جو میں نے اس کیلئے تیار کی ہیں لاکھ گنے زیادہ ہوں اور ہر ایک شخص کے لیے جو کسی اسیر و مسکین پر

دلائل دینی کو واضح کر کے اس کو معاند مذہب پر غالب کرا دے یہی قاعدہ مقرر ہے کہ جو سامان بہشت میں اس کے لیے تیار ہو چکا ہے اس لیے لاکھ گنا زیادہ کیا جائے۔

اور امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کی خدمت میں ایک شخص کچھ تحفہ لے کر حاضر ہوا حضرت نے اس سے فرمایا اے شخص تجھ کو ان دو باتوں میں سے کونسی بات زیادہ تر پسند ہے کہ میں اس تحفہ کے عوض بیس ہزار درہم دیدوں جو اسکی قیمت سے بیس گنے ہیں یا علم کا ایک دروازہ تیرے لیے کھول دوں جس کے ذریعے سے تو فلاں ناصبی پر جو تیری بستی میں رہتا ہے غالب ہو جائے اور وہاں کے رہنے والے ضعیف شیعوں کو اس کے ہاتھ سے چھڑائے اگر تو نے بہتر چیز کو پسند کیا تو میں دونوں چیزیں تجھ کو دونگا اگر تو نے پسند کرنے میں غلطی کی تو میں تجھ کو اختیار دیتا ہوں ان میں سے ایک جس کو تیرا جی چاہے لے لے اس نے عرض کی اے فرزند رسولؐ کیا میرا اس ناصبی کو مغلوب کرنے اور ان ضعیف شیعوں کو اس کے پنجے سے چھڑانے کا ثواب بیس ہزار درہم کے برابر ہے؟ فرمایا بلکہ تمام دنیا سے بیس لاکھ دفعہ بڑھ کر تب اس نے عرض کی اے فرزند رسولؐ یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ میں اعلیٰ کو چھوڑ کر ادنےٰ کو اختیار کروں بلکہ میں تو اس کلمۂ بزرگ کو اختیار کرتا ہوں جس کے ذریعے دشمنِ خدا کو مغلوب کروں اور اس کے شر کو دوستانِ خدا سے دفع کروں اس کی یہ تقریر سُن کر حضرت نے فرمایا تو نے بہت اچھا انتخاب کیا اور اس کو وہ کلمہ بھی تعلیم کیا اور بیس ہزار درہم بھی عطا فرمائے اس نے وہاں جا کر اس ناصبی کو لاجواب کیا اور یہ خبر امام علیہ السلام کو بھی پہنچی جب وہ حاضر خدمت ہوا تو اس سے فرمایا اے بندۂ خدا تیری طرح کسی نے نفع نہیں پایا اور جو بات تم نے حاصل کی وہ کسی دوست کو حاصل نہیں ہوئی اوّل تو نے محبت الٰہی حاصل کی دوسرے محبت محمدؐ و علیؑ تیسرے ان دونوں کی آل اطہار کی محبت چوتھے ملائکہ مقربین کی محبت پانچویں اپنے مومن بھائیوں کی محبت اور تمام مومنوں اور کافروں کی تعداد کے موافق ایسی چیزیں حاصل کیں کہ ان میں سے ہر ایک اس دنیا سے بہتر ہے خدا تجھ کو یہ نعمتیں مبارک اور گوارا کرے۔

اور امام حسین علیہ السلام نے ایک شخص سے فرمایا تجھ کو ان دو باتوں میں سے کونسی بات زیادہ پسند ہے ایک شخص کسی ضعیف و مسکین کو جو نہایت زار و نزار ہے قتل کرنا چاہتا ہے اور تو اس کو اس ظالم کے پنجے سے نجات دیتا ہے یا ایک ناصبی ہمارے ضعیف شیعوں میں سے کسی مسکین

مومن کو گمراہ کرنا چاہتا ہے اور تو اس (مومن) کو ایسی بات بتاتا ہے جس کے ذریعہ وہ مسکین بچ جائے اور اس ناصبی کو ساکت کر دے اور دلائل الٰہی سے اس کو شکست دے اس شخص نے عرض کی میں اس مسکین مومن کو اس ناصبی کے ہاتھ سے چھڑانا پسند کرتا ہوں کیونکہ خدا فرماتا ہے وَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَا اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا یعنی جس نے ایک نفس کو زندہ کیا اس نے گویا تمام آدمیوں کو زندہ کیا پس جس شخص نے ایک نفس کو زندہ کیا اور اس کو کفر سے ایمان کی طرف ہدایت کی گویا اس نے تمام آدمیوں کو زندہ کیا بیشتر اس سے کہ ان کو آہنی تلواروں سے قتل کرے۔

پارہ ۶ سورۂ مائدہ ۵

اور امام زین العابدین علیہ السلام نے کسی شخص سے فرمایا تجھ کو ان دوستوں میں سے کونسا دوست عزیز ہے۔ ایک تو ایسا دوست ہے کہ جب تجھ کو دیکھتا ہے اشرفیوں کا توڑا تیرے حوالے کر دیتا ہے اور ایک ایسا ہے کہ جب کبھی تجھ سے ملاقات کرتا ہے شیطانوں کے دامِ فریب سے تجھ کو نکالنے میں تیری مدد کرتا ہے اور وہ باتیں تجھ کو بتاتا ہے جنکے ذریعہ تو ان کے مکروں کو باطل کر دے اور ان کے جالوں کو توڑ ڈالے اور ان کی رسیوں کو قطع کر دے اس نے عرض کی یا حضرت میں تو اس دوست کو اچھا سمجھتا ہوں جو ہر وقت ملاقات مجھ کو یہ تعلیم کرے کہ میں شیطان کو کیونکر ذلیل و خوار کر کے اپنے نفس سے ٹالوں اور اسکی بلا کو اپنے اوپر سے دفع کروں۔ اس کے بعد حضرت نے فرمایا تجھ کو ذیل کی دو باتوں میں سے کونسی بات زیادہ پسند ہے۔ ایک مسکین کو جو کفار کے ہاتھ میں گرفتار ہے قید سے چھڑانا یا ایک مسکین کو ناصبیوں کی قید سے رہا کرانا۔ اس نے عرض کی اے فرزند رسولؐ آپ میرے لیے خدا سے دعا کیجئے کہ وہ مجھ کو جواب باصواب کی توفیق عطا فرمائے حضرت نے دعا کی اے خدا اس کو توفیق دے۔ تب اس نے عرض کی کہ مسکین کو ناصبی کے ہاتھ سے چھڑانا مجھ کو زیادہ تر پسند ہے کیونکہ اس صورت میں اس پر جنت کی نعمتیں زیادہ ہونگی اور وہ آتش جہنم سے نجات پائے گا اور دوسری صورت میں اس پر دنیا کی زندگی زیادہ ہوگی اور دنیاوی ظلم اس سے رفع ہوگا حالانکہ خدا اس مظلوم کو ان ظلموں کے بدلے میں جو کفار کے ہاتھوں سے اس نے اٹھائے ہیں چند در چند ثواب جنت میں عطا کریگا اور اپنے عدل و انصاف کے موافق اس ظالم سے انتقام لے گا اس شخص کا یہ جواب سُن کر حضرت نے فرمایا خدا تجھے توفیق دے تو نے بالکل اس کے موافق جواب دیا جو میرے سینے میں تھا اور اس باب میں جو کچھ جناب رسالتمآبؐ نے فرمایا تھا تو نے اس میں سے ایک حرف بھی کم نہیں کیا۔

اور امام محمد باقر علیہ السلام سے کسی شخص نے سوال کیا کہ محبانِ اہلبیت میں سے ایک مومن کا ناصبی کے ہاتھ سے جو اپنی فضیلتِ لسانی سے اس کو گمراہ کرنا چاہتا ہے چھڑانا بہتر ہے یا ایک قیدی کا اہلِ رُوم کے ہاتھ سے رہا کرانا حضرت نے اُس سے فرمایا تو مجھے یہ بتا کہ ایک شخص نے کسی برگزیدہ اور نیکوکار مومن اور ایک چڑیا کو دیکھا کہ دونوں دریا میں ڈوب رہے ہیں اور وہ شخص ان دونوں کو غرق ہونے سے نہیں بچا سکتا اگر ایک کے نکالنے میں مشغول ہوتا ہے تو دوسرا ڈوب جاتا ہے آپ تیری رائے میں کس کا بچانا بہتر ہے اس نے جواب دیا کہ نیک کردار مومن کا بچانا افضل ہے۔ تب حضرت نے فرمایا تو نے جو سوال کیا ہے اِس کی فضیلت اس دوسری صورت کی فضیلت سے بدرجہا بڑھ کر ہے کیونکہ مومن کو بہکانے والے ناصبی کے ہاتھ سے چھڑانے والا اس مومن پر اُس کے دین اور پروردگار کے بہشت کو زیادہ کرتا ہے اور آتشِ جہنّم سے اس کو نجات دیتا ہے اور وہ مظلوم جو کفّارِ روم کی قید میں گرفتار ہے سیدھا جنّت کو جائے گا۔

اور امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے جو شخص اپنی ہمت کو ہم اہلبیت کے مسکین محبوں کے مقابلے میں ناصبیوں کے شکست دینے میں مصروف کرے کہ انکی طرف سے انکو شکست دے اور اُن کی رُسوائیوں اور ننگ و عار کی باتوں کو ظاہر کرے اور محمدؐ و آلِ محمدؐ کے امر کو بزرگ کرے اللہ تعالیٰ اس کے صلے میں جنت کے فرشتوں کی ہمت کو اسکے لیے محل اور مکان تعمیر کرنے میں مشغول کرے اور دُشمنانِ خدا کے مقابلے میں جو دلائل اُس نے پیش کیے ہونگے اُنکے ہر ایک حرف کے عوض اِس قدر فرشتے اس کام میں لگانے جنکی تعداد اہلِ دُنیا کے شمار سے زیادہ ہو اور ہر فرشتے کی قوت آسمانوں اور زمینوں کے اُٹھانے کی قوت سے زیادہ ہو اب ان مکانوں اور محلوں کی تعداد پروردگارِ عالم کے سوائے اور کون جان سکتا ہے۔

اور امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا ہے جو کوئی ہمارے کسی محب کی ہمارے کسی دُشمن کے مقابلے میں مدد کرے اور اسکو اس قدر قوی اور دلیر کرے کہ وہ حق کو جو ہماری فضیلت پر دال ہو بوجہ احسن ظاہر کرے اور باطل کو جس کے ذریعے ہمارے دشمن ہمارے حق کو ہٹانا چاہتے ہیں بدترین صورت میں ظاہر کرے جس کو سنکر غافل متنبہ اور خبردار ہو جائیں اور طالبانِ علم کو بصیرت حاصل ہو اور علماء کی بصیرت زیادہ ہو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسکو بہشت کی اعلیٰ منزلوں میں مبعوث کرے گا۔ اور اس سے مخاطب ہو کر فرمائیگا۔ اے میرے دشمنوں کو شکست دینے والے اور میرے دوستوں کی

مدد کرنیوالے اور خیر الانبیاء محمدؐ کی فضیلت اور افضل اولیاء علیؑ کی بزرگی کو بیان کرنیوالے اور ان دونوں کے دُشمنوں اور ان دونوں کے اور ان کے جانشینوں کے ناموں سے نامزد ہونیوالوں اور ان کے القاب سے ملقب ہونیوالوں کی دُشمنی کو ظاہر کرنیوالے بندے خدا اس آواز کو تمام اہلِ محشر کے کانوں میں پہنچائے گا۔ یہ آواز سُن کر تمام فرشتے اور جابر لوگ اور سارے شیطان اس دُشمنانِ محمدؐ کو شکست دینے والے پر درود بھیجیں گے اور دُنیا میں ناصبیانِ محمدؐ و علیؑ میں سے جو لوگ اُس سے لڑتے بھڑتے تھے اُن پر لعنت کریں گے۔

اور امام رضا علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ہمارا محب اور دوست عالم جو اعمال اپنے فقر و فاقہ اور ذلّت و مسکنت کے دن کے لیے آگے روانہ کرتا ہے ان میں سب سے بہتر عمل یہ ہے کہ وہ دنیا میں ہمارے کسی مسکین محب کی فریاد کو پہنچے جو ناصبیوں کے ہاتھ میں گرفتار ہو جو دشمنانِ خدا و رسول ہیں۔ قیامت کے دن جب وہ عالم اپنی قبر سے نکلے گا تو فرشتے کنارۂ قبر سے لے کر اس کی منزلِ بہشت تک صف باندھے ہوں گے اور اس کو اپنے بازوؤں پر اُٹھا لیں گے اور اُس سے کہیں گے مرحبا خوشا حال تیرا اے نیک لوگوں سے ناپاک کتّوں کو دفع کرنیوالے اور اپنے آئمہ کرامؑ کی حمایت و یاری کرنیوالے۔

اور امام محمد تقی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ دینِ خدا کے دلائل و براہین کو بہت بڑا غلبہ ہوتا ہے کہ انکی وساطت سے خدا اسکو اپنے بندوں پر مسلط کرتا ہے پس جس کو ان کا زیادہ حصہ ملا ہے وہ اپنے دل میں یہ نہ سمجھے کہ خدا نے مجھ کو میری دلیل کی وجہ سے اس پر فضیلت دی ہے گو اس کو بزرگی اور مال و جمال کے پہاڑ کی بلند چوٹی پر ہی کیوں نہ پہنچا دیا ہو کیونکہ اگر وہ ایسا خیال کریگا تو اُس نے خدا کی نعمتِ بزرگ کو حقیر سمجھا اور اس کا اس علم کی مدد سے جو اُس نے ہم اہلبیت کے علوم سے سیکھا ہے ہمارے ناصبی دُشمنوں میں سے ایک دشمن کا دفع کرنا اسکے لیے اس مال سے بہتر ہے جو اس شخص کے پاس موجود ہے جس پر اسکو فضیلت دی گئی ہے اگرچہ وہ اس سے ہزار گنا مال تصدق کرے۔

اور ایک دفعہ امام علی نقی علیہ السلام کو خبر پہنچی کہ ایک شیعہ عالم کی کسی ناصبی سے بحث ہوئی اور اُس نے اپنے دلائل قویہ سے اس ناصبی کو لاجواب کر کے سب کے سامنے اسکو رُسوا کیا آخر کار وہ عالم حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت صدرِ مجلس میں ایک مسندِ عظیم نصب کی ہوئی تھی

اور حضرتؑ خود مسند سے الگ تشریف رکھتے تھے اور بہت سے ہاشمی اور علوی وہاں موجود تھے۔ حضرتؑ نے اِس عالم کو آگے کرتے کرتے عین اس مسند پر لا بٹھایا اور آپ اسکے سامنے ہو بیٹھے یہ امر اُن بزرگان قوم کو نہایت ناگوار اور شاق گزرا علویوں نے تو باوجود غصہ کے اس کی تعظیم قبول کر لی۔ مگر ہاشمیوں میں سے ایک بوڑھا بولا۔ اے فرزندِ رسولؐ تم سادات بنی ہاشم پر جو اولادِ ابوطالبؑ و عباسؓ ہیں ایک عام آدمی کو اس طرح ترجیح دیتے ہو؟ حضرت نے اسکے جواب میں فرمایا خبردار اُن لوگوں میں مت داخل ہو جن کے بارے میں خدا فرماتا ہے اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ اُوْتُوْا نَصِیْبًا مِّنَ الْکِتَابِ یُدْعَوْنَ اِلٰی کِتَابِ اللّٰہِ لِیَحْکُمَ بَیْنَھُمْ ثُمَّ یَتَوَلّٰی فَرِیْقٌ مِّنْھُمْ وَھُمْ مُّعْرِضُوْنَ۔ یعنی کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن کو کچھ حصہ کتابِ خدا کا دیا گیا ہے کہ وہ کتابِ خدا کی طرف دعوت کیے جاتے ہیں تاکہ وہ کتاب ان کے درمیان حکم کرے اور پھر ان میں سے ایک گروہ پھر جاتا ہے اور وہ حق سے روگردانی کرنے والے ہیں۔

سپارہ ۳ سورۂ آلِ عمران ع ۳

کیا تم کتابِ خدا کو اپنا حکم بنانے پر رضامند نہیں ہو سب نے عرض کی ہم راضی ہیں تب حضرت نے فرمایا کہ کیا خدا نہیں فرماتا ہے کہ یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِذَا قِیْلَ لَکُمْ تَفَسَّحُوْا فِی الْمَجَالِسِ فَافْسَحُوْا یَفْسَحِ اللّٰہُ لَکُمْ وَاِذَا قِیْلَ انْشُزُوْا فَانْشُزُوْا یَرْفَعِ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ یعنی اے ایمان والو جب تم سے کہا جائے کہ مجلسوں میں کشادگی کرو تو تم کشادگی کر دو۔ خدا تمہارے لیے کشادگی کرے گا اور جب کہا جائے کہ تم اُٹھ کھڑے ہو۔ تو تم کھڑے ہو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ تم میں سے مومنوں اور علم والوں کے درجے بلند کریگا پس اللہ تعالیٰ جب ہی خوشنود اور رضامند ہوتا ہے کہ مومن عالم کو مومن غیر عالم پر ترجیح اور فوقیت دی جائے جیسے مومن کو غیر مومن پر فوقیت دیئے بغیر رضامند نہیں ہوتا اب تم مجھے بتاؤ کہ خدا نے قرآن میں یَرْفَعِ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ (یعنی خدا اہلِ علم کے درجے بلند کرتا ہے) فرمایا ہے یا یَرْفَعِ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اُوْتُوْا شَرَفَ النَّسَبِ دَرَجَاتٍ (یعنی خدا بزرگ نسب والے لوگوں کے درجے بلند کرتا ہے) فرمایا ہے۔

پارہ ۲۸ سورۂ مجادلہ ع ۲

اور کیا قرآن میں یہ نہیں فرمایا ہے قُلْ ھَلْ یَسْتَوِی الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ وَالَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ

پارہ ۲۳ سورۂ زمر ع ۱

یعنی اے محمدؐ کہہ دے کہ کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے برابر ہوتے ہیں جبکہ میں نے اس شخص کا درجہ بلند کیا جیسا کہ خدا نے اس کا رتبہ بلند کیا ہے تو پھر تم کیونکر اس امر کو برا جانتے ہو جو دلیلیں میں نے اس شخص کو تعلیم کی تھیں ان کے ذریعہ سے اس نے جو فلاں ناصبی کو شکست دی ہے وہ بزرگی اس کے لیے تمام نسبی شرافتوں سے بہتر ہے۔ یہ سن کر عباسیوں نے عرض کی۔ اے فرزندِ رسولؐ تو نے کم نسب شخص کو ہم پر شرف دیا حالانکہ وہ نسب میں ہمارے برابر نہیں ہے اور ابتدائے اسلام سے یہ دستور چلا آیا ہے کہ بزرگ نسب والا شخص کم نسب والے آدمی پر مقدم رکھا جاتا ہے حضرت نے فرمایا سبحان اللہ کیا خوب بھلا عباسؓ نے ابوبکرؓ کی بیعت نہ کی تھی حالانکہ ابوبکر تیمی تھا اور عباس ہاشمی کیا عبداللہ بن عباس عمر بن خطاب کی خدمت نہیں کیا کرتا تھا۔ حالانکہ وہ ہاشمی اور خلیفوں کا باپ تھا اور عمر عدوی اور یہ کیا بات ہے کہ عمرؓ نے بعید النسب قریشیوں کو تو شوریٰ میں داخل کیا اور عباسؓ کو شامل نہ کیا۔ اب اگر ہمارا غیر ہاشمی کو ہاشمی پر فوقیت دینا تمہارے نزدیک برا ہے تو مناسب ہے کہ عباسؓ نے جو ابوبکرؓ کی بیعت کی اور عبداللہ بن عباسؓ نے اول عمرؓ کی بیعت کی پھر اس کی خدمت گزاری کرتا رہا۔ ان دونوں باتوں کو بھی برا سمجھو اور اگر وہ دونوں امر جائز تھے تو یہ بھی جائز اور درست ہے۔

جب اس بوڑھے ہاشمی نے حضرت کی یہ تقریر سنی تو کچھ جواب نہ بن آیا اور اس طرح خاموش رہ گیا گویا پتھر کا لقمہ اس کے منہ میں ٹھونسا گیا ہے۔

ایک روز کا ذکر ہے کہ بہت سے محبان و دوستانِ آلِ رسولؐ جمع ہو کر امام حسن عسکری علیہ السلام کے حضور میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ اے فرزندِ رسولؐ ہمارا ایک ہمسایہ ناصبی ہے وہ ہم کو اذیت پہنچاتا ہے اور جناب امیرؑ سے اول و ثانی و ثالث کے افضل ہونے کی دلیلیں ہمارے سامنے پیش کرتا ہے اور ایسے اعتراض وارد کرتا ہے کہ ہم ان کے جواب میں عاجز اور قاصر رہ جاتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا میں تمہارے پاس ایک شخص کو بھیجونگا جو اس کو تمہارے مقابلے میں لاجواب کر کے اس کی وقعت کو تمہاری نظر میں کم کر دے گا پھر اپنے ایک شاگرد کو بلا کر اس سے فرمایا۔ جب یہ لوگ جمع ہوں تو ان کے پاس سے گزرنا اور ان کی باتیں سننا یہ لوگ تجھ سے کچھ تقریر کرنے کی درخواست کرینگے۔ اُس وقت تقریر کرنا اور اُن کے مقرر کو لاجواب کر دینا اور اُس کی چرب زبانی کو

توڑ دینا اور اُس کی تیزی کو کُند کر دینا اور اُس کی کوئی سبیل و حجّت باقی نہ چھوڑنا۔

الغرض وُہ شاگرد حسبُ الارشاد اس مجمع میں حاضر ہوا اور اس ناصبی سے مباحثہ کرکے اسکو ساکت کر دیا اور اسکی ایسی گت بنائی کہ اسکو یہ معلوم نہ رہا کہ میں آسمان پہ ہوں یا زمین پر۔

وُہ لوگ راوی ہیں کہ ہم کو اس واقعہ سے اتنی خوشی حاصل ہُوئی کہ جس کا اندازہ خدا کے سوا اور کسی کو معلوم نہیں اور جتنی ہم کو خوشی ہُوئی اُسی قدر اس ناصبی اور اس کے پیرؤں کو رنج و ملال لاحق ہُوا جب ہم پھر امام علیہ السّلام کی خدمت میں حاضر ہُوئے تو حضرت نے فرمایا کہ اس دُشمن خدا کے شکست پانے سے آسمانوں پر جو خوشیاں ہو رہی ہیں وُہ تمھاری نسبت بہت زیادہ ہیں اور ابلیس اور اُس کے نافرمان و سرکش شیطانوں کو اس واقعہ سے جو حزن و ملال لاحق ہوا ہے وُہ اُن لوگوں کی نسبت زیادہ تر ہے اور آسمانوں اور حجابوں اور کرُسی کے فرشتوں نے اس شکست دینے والے شخص پر دُرود بھیجا اور خُدا نے اس کو قبُول فرمایا اور اس کی بازگشت بزرگ کی اور اس کے ثواب کو زیادہ کیا اور انہی فرشتوں نے اس شکست یافتہ دُشمنِ خُدا پر لعنت کی اور خُدا نے اس کو قبُول کیا اور اس کی ذِلت و خواری کو سخت کیا اور اُس کا عذاب بڑھایا۔

پھر خُدا فرماتا ہے۔ وَقُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا اور لوگوں سے خوُبی کیساتھ کلام کرو۔

امام جعفر صادق علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ ہر ایک شخص سے نیکی اور خوش اخلاقی سے بات کرو۔ خواہ مؤمن ہو یا مخالف مومنین سے تو کشادہ رُوئی اور خندہ پیشانی سے پیش آئے اور مخالفوں سے چاپلوسی اور مدارات سے کلام کرے تاکہ وُہ ایمان کی طرف میل کریں اگر اس بات سے نا اُمید ہو تو ان کی شرارتوں سے اپنے نفس کو اور اپنے ایمانی بھائیوں کو تو بچائے رہے گا۔

امام حسن عسکری علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ دُشمنان دین کی مدارات کرنا اپنے نفس اور اپنے دینی بھائیوں کے لیے صدقہ دینے سے بہتر ہے۔

ایک دن کا ذکر ہے کہ عبد اللہ ابن ابی ابن ابی سلول جناب رسالتمآبؐ کے درِ دولت پر آکر طالبِ اذن ہوا حضرت نے فرمایا بہت بُرا آدمی آیا ہے اس کو اندر آنے کی اجازت دو۔ جب اجازت ملی اور وُہ اندر آیا تو حضرت نے اسکو بٹھایا اور اس کو دیکھ کر بشاش ہُوئے۔ جب وُہ مُنافق وہاں سے چلا گیا تو عائشہ نے عرض کی یا رسُول اللہؐ مجھے تعجب ہے کہ حضرت نے پہلے اسکی

مذمت کی اور پھر اُس سے اِس قدر بشاشت اور کُشادہ رُوئی سے پیش آئے حضرت نے جواب دیا اے عُویش اے حمیرا قیامت کے دن خُدا کے نزدیک سب سے بُرا آدمی وُہ سمجھا جائے گا جو بدی سے پرہیز کرنے کو بُرا جانے۔

اور امیر المومنین علیہ السّلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ ہم بہت سے لوگوں کے سامنے شکر گذاری کرتے ہیں حالانکہ دل سے ہم اُن کو دشمن رکھتے ہیں۔ یہ لوگ دُشمنانِ خدا ہیں ہم ان سے اپنے بھائیوں کے بچاؤ کے لیے تقیہ کرتے ہیں نہ کہ اپنے نفس کے لیے۔

اور جناب فاطمہ علیہا السّلام نے فرمایا ہے کہ مومن کو دیکھ کر بشاش ہونا اس شخص پر جنّت کو واجب کرتا ہے اور معاند اور دُشمن کو دیکھ کر خوش ہونا آدمی کو عذاب دوزخ سے محفوظ رکھتا ہے۔

اور امام حسن مجتبیٰ علیہ السّلام نے روایت کی ہے کہ جناب رسالتمآبؐ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں کو صرف اس وجہ سے تمام مخلوقات پر فضیلت دی ہے کہ وُہ اعدائے دین سے کمال تواضع اور مدارات سے پیش آتے ہیں اور اپنے دینی بھائیوں کیلیے ان سے تقیہ پسندیدہ عمل میں لاتے ہیں۔

اور زہری نے روایت کی ہے کہ میں نے امام زین العابدینؑ کا نہ تو کوئی ولی دوست دیکھا اور نہ کوئی ظاہری دُشمن اس لیے کہ جو شخص آپ کے فضائل باہرہ کو پہچانتا تھا اس کو ضرور حضرت کی تعظیم کرنی پڑتی تھی نیز اس کا یہ بھی باعث تھا کہ آپ نہایت مدارات اور حسن معاشرت سے سلوک کرتے تھے اور نہایت نیک اور پسندیدہ تقیہ عمل میں لاتے تھے اور کوئی شخص ایسا نہ تھا جو ظاہر میں اُن کو دوست رکھتا ہو اور باطن میں ان کے فضائل کے تمام مخلوقات کے فضائل سے مضاعف ہونے کے باعث ان سے حسد نہ رکھتا ہو۔

اور امام محمّد باقر علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی اپنے دوستوں سے ان کے مانوس کرنے کیلئے شیریں کلامی اور خوش گفتاری سے پیش آئے اور اپنے مخالفوں سے کُشادہ رُوئی سے مُلاقات کرے تاکہ وُہ خود اور اس کے دینی بھائی ان کی شرارت سے امن میں رہیں۔ وُہ شخص خدا کے نزدیک اس قدر نیکیاں اور درجات عالیہ جمع کرتا ہے جس کا اندازہ اُس غیب داں کے سوا اور کسی کو معلوم نہیں ہو سکتا۔

اور ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ جناب امام جعفر صادقؑ کے سامنے ایک مخالف نے ایک شیعہ سے

سوال کیا کہ تو اصحابِ عشرہ کے بارے میں کیا کہتا ہے اس نے جواب دیا کہ میں اُنکو اُس خیر جمیل سے یاد کرتا ہوں جس کے باعث خدا میرے گناہوں کو معاف کرے اور میرے درجات کو بلند کرے۔ یہ جواب سُن کر وہ سائل بولا میں خدا کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اُس نے مجھ کو تیرے بُغض سے نجات دی میں تو تجھ کو بعض صحابہ کے بارے میں رافضی سمجھتا تھا۔ تب اُس شخص نے کہا آگاہ ہو جو کوئی اُن میں سے ایک کے ساتھ بُغض رکھے اُس پر خدا کی لعنت ہو مخالف بولا شاید تو کچھ تاویل کرتا ہے تو اُس شخص کی بابت کیا کہتا ہے جو اصحابِ عشرہ سے بُغض رکھے اس مرد شیعہ نے جواب دیا جو کوئی عشرہ یعنی دسوں سے دُشمنی رکھے اس پر خدا اور فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہو۔ یہ بات سُنتے ہی وہ شخص اُٹھ کھڑا ہوا اور دوڑ کر اُس شیعہ کے سر پر بوسہ دیا اور کہنے لگا کہ میں نے جو تجھ کو آج سے پہلے رافضی ہونے کی تہمت لگائی تھی اس سے مجھ کو معاف کر اور میری خطا بخشدے شیعہ نے کہا میں نے تجھ کو معاف کیا اور تو میرا بھائی ہے۔ بعد ازاں وہ شخص وہاں سے چلا گیا اُسکے جانے کے بعد حضرت نے اس مومن سے فرمایا شاباش جزاک اللہ کیا خوب جواب دیا تیرے حسن توریہ اور عُمدہ تلطف نے (جس نے تجھ کو اس کے ہاتھ سے چھڑایا اور تیرے دین میں کچھ رخنہ اندازی نہ کی) فرشتگان سماوی کو نہایت متعجب کیا خُدا نے ہمارے مخالفوں کے لیے نہایت رنج والم بڑھایا اور ہمارے دوستداروں کی مُراد کو ان کے تقیہ میں ان سے مخفی رکھا۔ حضرت کا یہ ارشاد سُن کر بعض اصحاب نے عرض کی اے فرزند رسولؐ ہماری رائے میں تو اس کا کلام اس ناصبی اور دشمن خدا و رسولؐ کے موافق ہی تھا حضرتؑ نے جواب دیا کہ اگر تم اس کی مُراد کو نہیں سمجھتے تو ہم تو سمجھتے ہیں اور خدا اس کا شاکر ہے کیونکہ ہمارا دوست جو ہمارے دوستوں کا دوست اور ہمارے دُشمنوں کا دشمن ہوتا ہے جب خدا اس کو امتحاناً مخالفانِ دین کے ساتھ مبتلا کرتا ہے تو اس کو ایسے جواب کی توفیق عطا کرتا ہے جس میں اُس کا دین اور عزت سلامت رہیں اور اللہ تعالیٰ اس تقیہ کے عوض اسکو ثواب عظیم عطا فرماتا ہے دیکھو تمہارے اس رفیق نے پہلے یہ کہا تھا کہ جو کوئی ان میں سے ایک کو دُشمن رکھے اُس پر خدا کی لعنت ہو یعنی جو کوئی ان میں سے ایک کو عیب لگائے اور وہ امیرالمومنین علیؑ ابن ابی طالب علیہ السلام ہیں اور اُس نے دوسری دفعہ یہ کہا تھا کہ جو کوئی ان دسوں کو عیب لگائے یا گالی دے اس پر خدا کی لعنت ہو

اور یہ اُس نے سچ کہا کیونکہ جس نے ان دسوں کو عیب لگایا۔ اُس نے علیؑ کو بھی بلا ریب عیب لگایا اس لیے کہ وہ بھی اس تعداد میں شامل ہیں اور جب علیؑ کو عیب نہ لگایا اور ان کی مذمت نہ کی تو ان سب کو عیب نہ لگایا۔ بلکہ صرف بعض کو معیوب ٹھہرایا اور خزبیل یا خرقیل مومن آلِ فرعون نے جبکہ اُنھوں نے فرعون سے اس کی چغلی کھائی ایسا ہی توریہ برتا تھا خرقیل ان کو اس امر کی دعوت کرتا تھا کہ خدا ایک ہے اور موسیٰ پیغمبر خدا ہے اور محمدؐ رسول خدا جمیع رسولانِ خدا اور تمام مخلوق الٰہی سے افضل ہیں اور علیؑ ابن ابی طالب اور تمام ائمہ کرام تمام پیغمبروں کے وصیوں سے افضل اور اعلیٰ ہیں اور فرعون کی ربوبیت سے بیزار ہونا چاہیئے چغلخوروں نے فرعون کے پاس اس کی چغلی کھائی اور یہ کہا کہ خرقیل ہم کو تیری مخالفت کے لئے کہتا ہے اور تیرے دُشمنوں کو تیرے خلاف مدد دیتا ہے فرعون نے ان سے کہا کہ وہ میرا چچیرا بھائی اور میری سلطنت میں میرا جانشین اور ولیعہد ہے اگر اس نے ایسا ہی کہا ہے جیسا کہ تم کہتے ہو تو وہ میری کُفرانِ نعمت کے سبب سخت تر عذاب کا سزاوار ہے اور اگر تم نے اُس پر جھوٹی تہمت لگائی ہے تو تم نہایت سخت عذاب و عقاب کے مستوجب ہو گے کیونکہ تم نے اس کی بُرائی کو اختیار کیا الغرض خرقیل اور چغلخوروں کو اپنے سامنے حاضر کیا اور انھوں نے اس سے جھگڑنا شروع کیا اور کہا کہ اے خرقیل تو فرعون بادشاہ کی ربوبیت کا انکار کرتا ہے اور اس کا کفرانِ نعمت کرتا ہے خرقیل نے فرعون سے مخاطب ہو کر کہا اے بادشاہ تُو نے کبھی میرا جھوٹ دیکھا ہے۔ فرعون نے کہا کبھی نہیں اس نے کہا ان سے پُوچھ کہ تمھارا پروردگار کون ہے وہ بولے کہ فرعون پھر اس نے پوچھا کہ تمھارا خالق کون ہے انھوں نے جواب دیا کہ فرعون پھر پُوچھا کہ تمھارا رازق جو تمھاری معاشوں کا کفیل ہے اور مکروہات کو تم سے دُور کرتا ہے کون ہے اُنھوں نے جواب دیا کہ یہی فرعون اسکے بعد خرقیل نے فرعون سے کہا کہ اے بادشاہ میں تجھ کو اور ان تمام حاضرین کو شاہد کر کے کہتا ہوں کہ جو ان کا پروردگار ہے وُہی میرا پروردگار ہے اور جو ان کا خالق ہے وُہی میرا خالق ہے اور جو ان کا رازق ہے وُہی میرا رازق ہے اور جو ان کی معاشوں کی اصلاح کرتا ہے وہی میری معاش کا مُصلح ہے ان کے پروردگار اور خالق اور رازق کے سوا اور کوئی میرا پروردگار اور خالق اور رازق نہیں ہے اور میں تجھ کو اور ان تمام حاضرین کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ میں ان کے پروردگار اور خالق اور رازق کے سوا اور ہر ایک

پروردگار اور خالق اور رازق اور اُس کی ربوبیت سے بیزار ہوں اور اُسکی الوہیت کا منکر ہوں۔ حزقیل کا اس بات کے کہنے سے یہ مطلب تھا کہ ان سب کا پروردگار وہی ہے جو میرا پروردگار ہے اس لیے یہ نہ کہا کہ انھوں نے جسکو اپنا پروردگار کہا ہے وہ میرا پروردگار ہے بلکہ یہ کہا کہ ان کا پروردگار اور یہ بات فرعون اور جملہ حاضرین پر پوشیدہ رہی اور انھوں نے یہ گمان کیا کہ وہ یہ کہتا ہے کہ فرعون میرا رب اور خالق اور رزاق ہے القصہ فرعون نے ان چغلخوروں سے کہا کہ اے بد آدمیوں اور اے میرے ملک میں فساد کے چاہنے والو اور میرے اور میرے چچیرے بھائی کے درمیان جو میرا قوت بازو ہے فتنہ ڈلوانیکا ارادہ کرنیوالو تم ہی میرے عذاب و عتاب کے سزاوار ہو اسلئے کہ تم نے ارادہ کیا تھا کہ میری سلطنت میں فساد ہو اور میرا چچیرا بھائی مارا جائے اور میری سلطنت میں رخنہ پڑجائے بعد ازاں اُس کے حکم سے ان میں سے ہر ایک کی پنڈلی اور چھاتی میں ایک ایک میخ ٹھونکی گئی پھر لوہے کے آروں والے جلادوں کو ان پر مقرر کیا اور انھوں نے ان کے بدنوں کا گوشت چیر چیر کر ریزہ ریزہ کر ڈالا۔ اسی واقعہ کو اللہ تعالیٰ قرآن میں ذکر فرماتا ہے فَوَقٰهُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِ مَا مَكَرُوْا بِهٖ یعنی اللہ تعالیٰ نے حزقیل کو اُن چغلخوروں کے مکر و فریب سے بچالیا جبکہ انھوں نے اسکے مروانے کے لئے فرعون سے اُسکی چغلی کھائی وَحَاقَ بِاٰلِ فِرْعَوْنَ سُوْٓءُ الْعَذَابِ اور آلِ فرعون کو جنھوں نے فرعون کے پاس اُسکی چغلی کھائی تھی سخت عذاب نے گھیر لیا کہ فرعون نے اُن کے جسموں میں میخیں گڑوائیں اور لوہے کے آروں سے ان کے جسموں کے گوشت پارہ پارہ کروا ڈالے۔

اور ایک خاص شیعہ نے خلوت میں امام موسیٰ کاظم سے عرض کی اور لرزے کے مارے اس کا بدن کانپ رہا تھا۔ اے فرزندِ رسولؐ خدا مجھ کو آپکی وصیت اور امامت کے اعتقاد کے اظہار میں فلاں پسر فلاں کے منافق ہونے نے نہایت خوفزدہ کیا ہے حضرت نے فرمایا اس کا واقعہ بیان کر اُس نے عرض کی کہ میں آج اس کے ہمراہ بغداد کے فلاں رئیس کی مجلس میں شامل ہوا صاحبِ مجلس نے اُس سے کہا کہ تو موسیٰ ابن جعفرؑ کو امام جانتا ہے اور اس خلیفہ کو جو بغداد کی گدی پر بیٹھا ہے امام نہیں مانتا تب حضرت کے اس رفیق نے جواب دیا کہ میں اس بات کا قائل نہیں بلکہ میں گمان کرتا ہوں کہ موسیٰ ابن جعفرؑ غیر امام ہیں اور اگر میں اس کے غیر امام ہونیکا معتقد نہ ہوں تو مجھ پر اور اس شخص پر جو اس بات کا معتقد نہ ہو خدا اور تمام فرشتوں اور سارے آدمیوں کی لعنت ہو صاحبِ مجلس نے یہ بات سن کر اس سے کہا خدا تجھ کو

جزائے خیر دے اور تیری چغلی کھانیوالے پر خدا کی لعنت ہو حضرت نے جب سرگزشت سنی تو اس شخص سے فرمایا وُہ بات نہیں ہے جو کہ تو گمان کرتا ہے۔ بلکہ تیرا ساتھی تجھ سے زیادہ دانشمند ہے اُس نے جو یہ کہا کہ موسیٰؑ ابنِ جعفرؑ غیر امام ہے اس کے یہ معنی ہیں کہ جو شخص کہ امام نہیں ہے مگر امام بن بیٹھا ہے موسیٰؑ ابنِ جعفر اس امام کا غیر ہے نتیجہ یہ ہوا کہ وُہ خود امام ہے۔ پس اس قول سے اُس نے میری امامت کا اثبات کیا اور غیر کی امامت کی نفی کی۔ اے بندۂ خدا یہ جو تُو نے اپنے اس مومن بھائی کی نسبت منافق ہونے کا گمان کیا ہے یہ تجھ سے کب زائل ہوگا۔ خدا کے آگے توبہ کر یہ سن کر وُہ شخص اس بات کے مطلب کو سمجھ گیا اور اپنے کئے پر نہایت مغموم و محزون ہوا اور عرض کی اے فرزندِ رسولؐ میرے پاس مال تو موجود نہیں جو میں دے کر اس کو خوش کر لوں۔ مگر میں نے عبادتِ خدا اور تم اہلبیت پر درود بھیجنے اور تمھارے دشمنوں پر لعنت کرنے کے جو تمام عمل کئے ہیں ان کا ایک حصہ اس کو ہبہ کرتا ہوں حضرت نے فرمایا اب تُو آتشِ دوزخ سے رہا ہوا۔

امام علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھ سے ایک شخص نے بیان کیا کہ ہم امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھے اسی اثنا میں ایک شخص نے حاضرِ خدمت ہو کر عرض کی اے فرزندِ رسولؐ آج میں نے ایک شخص سے جو ہمارے ساتھ رہتا تھا اور ہم سے کہتا تھا کہ میں محبِ آلِ محمدؐ ہوں اور ان کے دشمنوں سے بیزار ہوں۔ ایک عجیب بات دیکھی آج کے دن میں نے اُس کو دیکھا کہ خلعتِ شاہی پہنے ہے اور بغداد میں پھرایا جا رہا ہے اور اس کے آگے آگے کچھ لوگ پکار پکار کر کہتے جاتے ہیں اس رافضی کی توبہ سنو پھر اُس سے کہتے ہیں کہ کہہ تب وُہ کہتا کہ خَيْرُ النَّاسِ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَبَا بَكْرٍ جب وُہ کہہ چکتا ہے تو وہ لوگ نہایت غل مچاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اُس نے رافضی ہونے سے توبہ کی ہے اور ابوبکر کو علیؑ ابنِ ابی طالب پر فضیلت دی ہے حضرتؑ نے اُس شخص سے فرمایا کہ خلوت میں پھر اس بات کا ذکر کرنا جب خلوت ہوئی تو اُس نے پھر عرض کی حضرت نے فرمایا میں نے اِس لیے اُن بیوقوف لوگوں کے سامنے اس شخص کے کلام کی تفسیر نہیں بیان کی کہ ایسا نہ ہو کوئی جا کر ان مخالفوں سے کہہ دے اور وُہ اس کے حال سے واقف ہو جائیں اور اس کو ایذا پہنچائیں۔ دیکھو اگر اُس شخص نے یہ کہا ہوتا کہ خَيْرُ النَّاسِ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَبُوْبَكْرٍ تو بیشک ابوبکر کو علیؑ پر فضیلت دیتا لیکن اُس نے تو یہ کہا ہے کہ خَيْرُ النَّاسِ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَبَا بَكْرٍ یعنی اے ابوبکر رسولِ خداؐ کے بعد سب آدمیوں سے بہتر۔۔۔ اور

اِس سے وُہ مطلب نہیں نکلتا جو عوام سمجھتے ہیں اور یہ اس لیے کیا گیا تاکہ عام جہال جو اس کے سامنے جارہے ہیں خوش ہوجائیں اور وُہ ان کی شرارتوں سے محفوظ رہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس قسم کے توریہ کو ہمارے شیعوں اور محبّوں کا محافظ مُقرّر کیا ہے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ کسی شخص نے امام محمد تقی علیہ السّلام سے عرض کی کہ اے فرزندِ رسُولؐ میں جو آج محلّہ کرخ میں سے گزرا تو لوگوں نے مجھے دیکھ کر کہا کہ یہ شخص محمدؑ ابنِ علیؑ امام روافض کا ہمنشین ہے۔ اس سے پُوچھو کہ رسُولِ خُداؐ کے بعد سب سے بہتر کون ہے اگر اُس نے جواب دیا کہ علیؑ بعد رسُولِ خداؐ سب سے بہتر ہے تو اسکو قتل کرنا اور اگر کہا کہ ابوبکر ہے تو چھوڑ دینا۔ غرض ایک جمعیت کثیر نے مجھ پر ہجوم کیا اور مجھ سے سوال کیا کہ بعد رسُولؐ مختار صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم خیر النّاس کون شخص ہے۔ تب میں نے اُن کو جواب دیا کہ خَیْرُ النَّاسِ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ابوبکر وعمر وعثمان (تینوں ناموں کو مقامِ استفہام میں کہا) اور اتنا کہہ کر خاموش ہوگیا اور علیؑ کا نام نہ لیا۔ یہ سُن کر بعض کہنے لگے کہ یہ تو ہم پر فوقیت لے گیا ہم تو اِس جگہ علیؑ کو بھی ذکر کرتے ہیں۔ میں نے ان سے کہا کہ اس میں مجھ کو کچھ تامّل ہے میں یہ نہیں کہنے کا تب وُہ باہم کہنے لگے کہ یہ تو ہم سے بھی زیادہ مُتعصّب ہے ہمارا خیال اس کی نسبت غلط نکلا یہ کہہ کر وُہ سب چلے گئے اور اس طرح سے میں نے اُن کے پنجے سے رہائی پائی۔ اے فرزندِ رسُولؐ اس میں میرا کچھ حرج تو نہیں ہُوا۔ اس فقرے سے میرا مقصود استفہام تھا نہ کہ اخبار یعنی کیا رسُولِ خداؐ کے بعد فلاں وفلاں وفلاں سب سے بہتر تھے حضرت نے اس سے فرمایا خدا تیرے اس جواب کا شاکر ہوا اور اس کا اجر تیرے لیے لکھا اور اس کو کتابِ حکیم یعنی لوحِ محفوظ میں ثبت کیا اور تیرے اس جواب کے ہر حرف کے عوض اس قدر چیزیں تیرے لیے واجب کیں کہ تمنّا کرنے والوں کی تمنائیں اس سے قاصر ہیں اور آرزومندوں کی آرزوئیں وہاں تک نہیں پہنچتیں۔

اور ایک شخص نے امام علی النقی علیہ السّلام کی خدمت بابرکت میں عرض کی آج میں شہر کے عام لوگوں کی ایک جماعت میں جا پھنسا اور انھوں نے مجھ کو پکڑ لیا اور کہنے لگے اے شخص کیا تو ابوبکر بن ابوقحافہ کی امامت کا قائل نہیں ہے۔ اے فرزندِ رسُولؐ ان کی یہ بات سُن کر میں ڈرا اور میں نے نہیں کا ارادہ کر کے از روئے تقیہ کہہ دیا کہ ہاں اس کا قائل ہوں تب اُن میں سے ایک اپنا ہاتھ میرے مُنہ پر رکھ کر بولا تو تحریف کر کے کلام کرتا ہے جو میں تجھے بتاؤں اسطرح سے لوگوں کو جواب دے یا نہ اس سے

کہا کہ کہہ تب اُس نے مجھ سے کہا کیا تُو قائل ہے کہ ابوبکر بن قحافہ رسُولِ خداؐ کے بعد امام حق وعدل ہے اور علیؑ کا امامت میں بیشک کوئی حق نہیں ہے میں نے اسکے جواب میں نَعَمْ اور اُس کو ہاں کے معنی میں نہیں رکھا تھا۔ بلکہ اس سے اُونٹ، گائے، بھیڑ وغیرہ چوپائے جانور مُراد لی تھی وُہ شخص بولا میں اِس پر بس نہ کروں گا جبتک تو قسم نہ کھائے اب تو اس طرح کہہ کہ میں اُس خدا کی قسم کھاتا ہوں کہ اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے اور وُہ طالب اور غالب اور ذِلّت دینے والا اور پلٹنے والا اور ہلاک کرنیوالا اور پوشیدہ اور ظاہر کا یکساں جاننے والا ہے میں نے جواب دیا نَعَمْ اور میری اسکے کہنے سے چوپایہ مُراد تھی نہ کہ ہاں پھر اُس نے کہا کہ میں اس پر بھی بس نہیں کرتا جبتک کہ تو یوں نہ کہے کہ قسم ہے اُس خدا کی کہ اُسکے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے اور یہی قسم کھا کر نہ کہے کہ ابوبکرؓ ابن ابوقحافہ ہی امام ہے۔ تب میں نے جواب دیا کہ ابوبکر بن ابوقحافہ امام ہے ہاں وُہ اُس شخص کا امام ہے جو اُس کا پیرو ہو اور اُسکو امام مانے قسم ہے اُس خدا کی جسکے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے اور دیگر صفات الٰہی اپنی زبان پر جاری کیں یہ سُن کر وُہ خاموش ہوئے اور مجھ کو جزاک اللہ خیرا کہا اور میں نے انکے پنجے سے نجات پائی۔ یا حضرت اب فرمایئے خدا کے نزدیک میرا کیا حال ہے فرمایا تیرا حال نیک ہے خدا نے تیرے عُمدہ تقیہ کے عوض اعلیٰ علیّین میں تجھ کو ہمارا رفیق اور ہمنشین کیا۔

ابو یعقوبؑ اور علیؑ راویان تفسیر روایت کرتے ہیں کہ ایک دن ہم امام حسن عسکری علیہ السّلام کی خدمت میں حاضر تھے کہ حضرت کے ایک اصحاب نے عرض کی کہ ہمارا ایک شیعہ بھائی جہالِ عامہ میں مُبتلا تھا اور وُہ امامت کے باب میں اسکی آزمایش کرتے تھے اور اسکو قسمیں دلاتے تھے اس نے مجھ سے کہا کہ ہم کیا تدبیر کریں جو انکے ہاتھ سے خلاصی ہو میں نے پوچھا وُہ کیا کہتے ہیں وُہ بولا مجھ سے کہتے ہیں اے شخص کیا تو قائل ہے کہ رسُولِ خداؐ کے بعد فلاں ہی امام ہے پس مجھ کو نعم کہنے کے سوا اور کچھ بن نہیں پڑتا ورنہ وُہ مجھے مارتے ہیں اور جب میں نے نعم کہا تو بولے کہ وَاللّٰہِ کہہ تب میں نے کہا نعم اور میرا منشا اس نعم کے کہنے سے اُونٹ، گائے، بھیڑ وغیرہ چوپائے جانور تھا میں نے اس شخص سے کہا کہ جب وہ وَاللّٰہِ کہلائیں تو وَاللّٰہِ (جیسے وَلِّی تَرِیْدُ عَنْ اَمْرِکَذَا یعنی زید فلاں کام سے پھر گیا) کہہ دیا کر وُہ اسکو تمیز نہ کر سکیں گے اور تو سلامت رہیگا۔ یہ سُن کر اس نے مجھ سے کہا کہ اگر وُہ میری اس بات کو معلوم کر لیں اور کہیں کہ وَاللّٰہِ کہہ اور ہا کو ظاہر کر میں نے جواب دیا کہ وَاللّٰہُ بہ ضمہ ہا کہہ دیا کر کیونکہ جب ہا پر کسرہ نہ ہوگا تو

قسم میں داخل نہ ہوگا۔ یہ سن کر وُہ چلا گیا اور واپس آکر کہنے لگا کہ اُنھوں نے اس امر کو میرے سامنے پیش کیا اور مجھ کو قسم دلائی اور جس طرح تو نے تعلیم دی تھی میں نے اُسی طرح سے کیا۔

اس شخص کی یہ تقریر سُن کر حضرتؑ نے اس سے فرمایا کہ تو موجب حدیث جناب رسالت مآبؐ اَلدَّالُّ عَلَی الْخَیْرِ کَفَاعِلِہٖ (نیکی کی طرف رہبری کرنیوالا گویا خود اس نیکی کا بجالانے والا ہے) گویا خود اس فعل کا عمل میں لانے والا ہے خدا نے تیرے اس ساتھی کیلئے اس تقیہ کے عوض اس قدر نیکیاں اس کے نامۂ اعمال میں درج کیں کہ ان کی تعداد ہمارے تقیہ کرنیوالے شیعوں اور محبّوں اور دوستوں کے مقام تقیہ میں استعمال کردہ الفاظ کے حروف اور اُن تقیہ کرنیوالوں کی تعداد کے برابر ہے کہ اگر صد سالہ گناہ بھی ان میں سے ایک ادنیٰ نیکی کے مقابل ہوں تو البتہ معاف ہو جائیں اور چونکہ تو نے اس کو ہدایت کی ہے اس لیے تجھ کو بھی اس کی مانند ثواب ملا۔

اور قول خدا وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ کے معنی یہ ہیں کہ نماز کو ادا کرو اس طرح پر کہ اس کے رکوع اور سجود کو کامل طور پر بجا لاؤ اور اوقات کی پابندی کرو اور اس کے ان حقوق کو ادا کرو جن کے ادا نہ کرنے سے پروردگار عالم نماز کو قبول نہیں کرتا آیا تم جانتے ہو کہ وُہ کونسے حقوق ہیں؟ وُہ حقوق یہ ہیں کہ نماز کے بعد محمدؐ اور علیؑ اور ان کی آل اطہار پر درود بھیجو مگر ساتھ ہی یہ بھی اعتقاد رکھو کہ وہ حضرات علیہم السلام برگزیدگان خدا میں سب سے بہتر اور افضل ہیں اور خدا کے حقوق کو قائم کرنے والے اور دین خدا کے ناصر و مددگار ہیں۔

وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ اور اپنے مال اور مرتبے اور قوت بدنی کی زکوٰۃ ادا کرو مال سے اپنے دینی بھائیوں کی غمخواری کرو اور مرتبے سے انکو انکی دلی حاجتوں تک پہنچاؤ کہ اپنے ضعف و ناتوانی کے سبب وُہ وہاں تک پہنچنے اور ان کے پورا کرنے سے عاجز ہیں اور قوت سے اپنے بھائی کی یُوں امداد کرو کہ جس کا گدھا مثلاً کسی نہر میں گر پڑا ہو یا اس کا بوجھ کسی جنگل یا کسی رستے میں پڑا ہو اور وہ فریاد کرتا ہو اور کوئی اسکی فریاد کو نہ پہنچتا ہو اور تو اسکی امداد کرے۔ یہاں تک کہ اس کا بوجھ اس پر لدوا دے اور اسکو سوار کرا دے اور ہنکا کر قافلہ سے ملا دے اور باایں ہمہ تو محمدؐ و آلِ محمدؐ طیبین و طاہرین کی دوستی کا معتقد ہو اور یہ اعتقاد بھی رکھتا ہو کہ تیرے ان کے دوست رکھنے اور ان کے دشمنوں سے تبرّا اور بیزاری کرنے سے خدا تمھارے اعمال کو پاکیزہ اور دو چند کر دیتا ہے۔

پھر خدا فرماتا ہے۔ ثُمَّ تَوَلَّیْتُمْ اِلَّا قَلِیْلًا مِّنْکُمْ وَاَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ۔ پھر اے گروہ یہود کہ تُم سے وہی عہد لیا گیا ہے جو تمھارے پہلے بزرگوں سے لیا گیا تھا تم اس عہد سے پھر گئے تھوڑے سے آدمیوں کے سوا کہ وُہ اس پر قائم رہے اور تم حکم خدائے عزّوجل سے جو اُس نے فرض کیا تھا روگرداں ہو گئے۔

جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا ہے کہ جب صبح ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سمیت اپنے بندوں کی طرف متوجہ ہوتا ہے تاکہ اگر بندہ اپنی نماز کو پروردگار کے سامنے پیش کرے تو وہ اپنی رحمت کو اسکی طرف متوجہ کرے اور اپنی کرامت سے اسکو مستفیض کرے اگر بندہ اپنے عہد کو وفا کرتا ہے اور نماز کو اسکے مقررہ طریق کے موافق ادا کرتا ہے تو خدا ان فرشتوں سے جو خازنانِ جنت اور حاملانِ عرش ہیں۔ فرماتا ہے دیکھو میرے بندے نے اپنا عہد پورا کیا اب تم بھی اپنے عہد (ثواب) کو پورا کرو اور اگر کوئی بندہ اپنے وعدہ کو وفا نہیں کرتا تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ میرے اس بندے نے اپنا اقرار پورا نہیں کیا۔ مگر میں حلیم و کریم ہوں اگر وُہ توبہ کرے تو میں قبول کروں گا اور اگر وُہ میری عبادت کی طرف متوجہ ہوا تو میں بھی اپنی خوشنودی اور رحمت کو اس کی طرف متوجہ کروں گا۔

بعد ازاں حضرتؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اگر میرا بندہ میرے منشا کے پورا کرنے میں سُستی کرتا ہے تو میں اس کے محلوں کی خوبصورتی رونق اور عظمت میں کمی کر دیتا ہوں اور جنت میں مشتہر کر دیتا ہوں کہ ان کا مالک مُقصّر یعنی کوتاہی کرنیوالا ہے۔

اور جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا ہے کہ جب شب معراج جبرئیلؑ نے حکمِ خدا سے مجھ کو قصور جنت کی سیر کرائی تو میں نے دیکھا کہ وُہ محل سونے اور چاندی کے بنے ہوئے ہیں اور چُونے اور گارے کی جگہ مشک و عنبر لگا ہُوا ہے مگر یہ بات ہے کہ بعض تو نہایت پُررونق اور عالیشان ہیں اور بعض اس شرافت سے بالکل خالی ہیں۔ تب میں نے جبرئیلؑ سے پوچھا اے بھائی یہ محل بے شرف کیوں ہیں ان میں محلوں کی سی شاندار کیوں نہیں اس نے جواب دیا یا رسول اللہؐ یہ اُن نماز گزاروں کے محل ہیں جو بعد ادائے فرض تجھ پر اور تیری آلؑ پر درود بھیجنے میں سُستی اور کاہلی کرتے ہیں اگر وُہ محمدؐ اور اُسکی آلِ اطہار پر درود بھیجکر اس شرف کے بنا کرنے کا مادّہ بھیجیں گے تو اُنکو شرف دیا جائیگا ورنہ اسی طرح پڑے رہیں گے جب اہل جنت دیکھیں گے تو اُن سے کہا جائیگا کہ وہ محل بے شرف ہیں جن کے مالک نماز کے بعد

محمدؐ و آلِ محمدؐ پر درود بھیجنے میں کاہلی کرتے تھے۔

اور میں نے بہشت میں کچھ محل ایسے دیکھے جو نہایت بلند اور شرف دار اور خوبصورت تھے مگر نہ تو ان کے آگے دہلیز تھی اور نہ انکے پیچھے باغ لگا ہوا تھا میں نے جبرئیلؑ سے پوچھا کیا باعث ہے کہ ان مکانوں کے آگے نہ تو دہلیز ہے اور نہ ان کے پیچھے کی طرف باغ ہے اس نے جواب دیا کہ اے محمدؐ یہ اُن نمازیوں کے مکان ہیں جو پانچوں نمازوں کو ادا کرتے ہیں اور اپنی وُسعت کا کچھ حصّہ اپنے دینی بھائیوں کے حقوق کی ادائیگی میں صرف کرتے ہیں مگر پوری قوت کو صرف نہیں کرتے اس لیے ان کے محل اس طرح پر تعمیر کیے گئے ہیں کہ نہ تو ان کے آگے دہلیز ہے اور نہ پیچھے باغ۔

نیز جناب رسالتمآبؐ نے فرمایا ہے اے لوگو آگاہ ہو صرف ہماری ولایت ہی پر بھروسا نہ کرو۔ بلکہ اس کے بعد فرائضِ خدا کو ادا کرو اور اپنے دینی بھائیوں کے حقوق کو پورا کرو اور تقیہ کا استعمال کرو۔ کیونکہ یہ دونوں (آخری) باتیں اعمال کو کامل اور ناقص کرتی ہیں (یعنی ان کے بجا لانے سے اعمال کامل ہوتے ہیں اور ترک کرنے سے ناقص)

قولہٗ عزوجلّ وَاِذْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَکُمْ لَا تَسْفِکُوْنَ دِمَآءَکُمْ وَلَا تُخْرِجُوْنَ اَنْفُسَکُمْ مِّنْ دِیَارِکُمْ ثُمَّ اَقْرَرْتُمْ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ ۝ ثُمَّ اَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ تَقْتُلُوْنَ اَنْفُسَکُمْ وَتُخْرِجُوْنَ فَرِیْقًا مِّنْکُمْ مِّنْ دِیَارِهِمْ تَظَاهَرُوْنَ عَلَیْهِمْ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۝ وَاِنْ یَّاْتُوْکُمْ اُسٰرٰی تُفٰدُوْهُمْ وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَیْکُمْ اِخْرَاجُهُمْ اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْکِتٰبِ وَتَکْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ فَمَا جَزَآءُ مَنْ یَّفْعَلُ ذٰلِکَ مِنْکُمْ اِلَّا خِزْیٌ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَیَوْمَ الْقِیٰمَةِ یُرَدُّوْنَ اِلٰٓی اَشَدِّ الْعَذَابِ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ اشْتَرَوُا الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا بِالْاٰخِرَةِ فَلَا یُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ یُنْصَرُوْنَ ۝

ترجمہ: اور اے بنی اسرائیل اُس وقت کو یاد کرو جبکہ ہم نے تم سے عہد لیا تھا کہ تم خون نہ گرانا (یعنی آپس میں خونریزیاں نہ کرنا) اور اپنے نفسوں (بھائی بندوں) کو اپنی ولایت سے نہ نکالنا پھر تم نے اس عہد کا اقرار کیا اور تم اس کے شاہد ہو پھر تم ایسے لوگ ہو کہ اپنے نفسوں کو قتل کرتے ہو اور ایک فریق کو اپنی ولایت سے نکالتے ہو اور ان کے مقابلے پر گناہ اور سرکشی کے سبب مخالف کی مدد کرتے ہو اور اگر وُہ تمھارے پاس قیدی ہو کر آتے ہیں تو تُم ان کا فدیہ دیتے ہو حالانکہ ان کا وطن سے نکالنا تم پر حرام ہے آیا تم کتاب کے بعض حصے پر ایمان لاتے ہو اور بعض کا انکار کرتے ہو تم میں سے جو لوگ اِس کارِ بد کو عمل میں لائیں ان کا عوض اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ زندگی دنیا میں تو ان کو رُسوائی ہوگی اور آخرت میں سخت ترین عذاب کی طرف پھیرے جائیں گے اور خدا تمھارے اعمال سے غافل نہیں ہے۔ یہ ایسے لوگ ہیں کہ اُنھوں نے زندگانی دنیا کو آخرت کے عوض خرید لیا ہے پس اُن پر سے عذابِ آخرت ہلکا نہ کیا جائے گا اور نہ کوئی انکی امداد کریگا۔

امام حسن عسکری علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ خدا فرماتا ہے وَاِذْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَکُمْ لَا تَسْفِکُوْنَ دِمَآءَکُمْ وَلَا تُخْرِجُوْنَ اَنْفُسَکُمْ مِّنْ دِیَارِکُمْ کہ اے بنی اسرائیل اسوقت کو یاد کرو جبکہ ہم نے تمھارے بزرگوں سے اور انکی اولاد میں سے جن کو یہ خبر پہنچے کہ تم بھی ان میں داخل ہو یہ عہد لیا کہ تم آپس میں خونریزی نہ کرنا اور ایک دوسرے کو اپنے ملک سے نہ نکالنا ثُمَّ اَقْرَرْتُمْ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ پھر تمُ نے اس عہد کا اقرار کیا جیسا کہ تمھارے پہلے بزرگوں نے کیا تھا اور ان کی طرح سے اسکا التزام کیا اور تم اپنے بزرگوں اور اپنے نفسوں پر اس امر کے شاہد ہو اَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ تَقْتُلُوْنَ اَنْفُسَکُمْ وَتُخْرِجُوْنَ فَرِیْقًا مِّنْکُمْ مِّنْ دِیَارِهِمْ تَظٰهَرُوْنَ عَلَیْهِمْ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ پھر اے یہودیو تم وہ لوگ ہو کہ باہمدیگر ایک دُوسرے کو قتل کرتے ہو اور قہر و غضب سے اپنی قوم کے ایک فرقہ کو ان کے مُلک سے نکالتے ہو اور تم جن کو جلاوطن کرتے ہو انکے جلاوطن کرنے پر اور جن کو ان میں سے ناحق کرتے ہو ان کے قتل پر تم میں سے بعض بعضوں کو گُناہ اور سرکشی کیساتھ مدد دیتے ہیں وَاِنْ یَّاْتُوْکُمْ اُسٰرٰی تُفٰدُوْهُمْ اور اگر وُہ لوگ جن کو تم نکالتے ہو اور یہ تمھارا ان کو نکالنا اور قتل کرنا ظلم کی راہ سے ہے اگر قید ہو کر آئیں کہ ان کو تمھارے اور ان کے دشمن قید کر لیں تو تم اپنے مالوں سے ان کا فدیہ دے کر دشمنوں کے ہاتھ سے اُنکو چھڑا لیتے ہو وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَیْکُمْ اِخْرَاجُهُمْ حالانکہ ان کا جلاوطن کرنا تم پر حرام کیا ہے اِس آیت میں لفظ اِخْرَاجُهُمْ لایا گیا اور هُوَ مُحَرَّمٌ عَلَیْکُمْ پر اکتفا نہ کی کیونکہ اگر ایسا کیا جاتا تو یہ معنی ہوتے کہ مُحَرَّمٌ عَلَیْکُمْ مُفَادَاتُهُمْ یعنی فدیہ دینا حرام ہے حالانکہ یہ بات نہیں ہے۔ اب خُدا فرماتا ہے اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْکِتٰبِ وَتَکْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ کیا تم کتابِ خدا کے

بعض احکام پر تو ایمان لاتے ہو اور بعض کا انکار کرتے ہو کہ ہم نے مفادات (فدیہ دینا) کو تم پر واجب کیا ہے اور اس کو تم مانتے ہو اور ان کا قتل کرنا اور جلاوطن کرنا حرام کیا ہے اور اس کے تم منکر ہو الغرض خدا فرماتا ہے کہ جب ہماری کتاب (توریت) نے قتل نفوس اور جلاوطنی کو حرام کیا ہے اور قیدیوں کا فدیہ دینا اُس نے واجب کیا ہے تو کیا باعث ہے کہ تم بعض احکام میں تو اس کی پیروی کرتے ہو اور بعض میں اسکی نافرمانی اور عصیاں اختیار کرتے ہو گویا تم بعض احکام میں تو کافر ہو اور بعض میں مومن پھر فرماتا ہے فَمَا جَزَآءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰٓى اَشَدِّ الْعَذَابِ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ پس اے یہودیو جو لوگ کہ تم میں سے یہ کام کریں ان کی جزا اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ وُہ زندگانی دنیا میں تو ذلیل و خوار اور رُسوا ہوں اور قیامت کے دن ایسے عذاب میں ان کو ڈالا جائے جو سب قسم کے عذابوں سے سخت تر ہو کیونکہ وُہ (عذاب) گناہوں کی کمی اور زیادتی کے موافق کم و بیش اور متفاوت ہوتے ہیں اور اے یہودیو خدا تمھارے اعمال سے غافل نہیں ہے پھر اللہ تعالیٰ ان یہودیوں کے اوصاف بیان کرتا ہے کہ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ۝ وُہ وُہ لوگ ہیں جنھوں نے دُنیاوی زندگانی کو آخرت کے عوض خرید لیا اور جنت کی نعمتوں کے عوض جو طاعاتِ الٰہی کے صلے میں ملتی ہیں دُنیا اور اُس کے قلیل مال و اسباب پر راضی ہو گئے پس عذابِ آخرت اُن پر سے کم نہ کیا جائیگا اور نہ کوئی اُنکی امداد کریگا کہ عذاب کو ان سے ہٹا دے۔

جب یہ آیت یہودیوں کے باب میں نازل ہوئی جنھوں نے عہدِ خدا کو توڑ ڈالا تھا اور اسکے رسُولوں اور پیغمبروں کو قتل کیا تھا تو جناب رسُولِ خدا نے ارشاد فرمایا اے لوگو تم چاہتے ہو کہ میں تم کو ان لوگوں کے حال سے مطلع کروں جو میری اُمّت میں ان یہودیوں کے مشابہ ہونگے صحابہ نے عرض کی یا رسُول اللہؐ فرمائیے فرمایا میری اُمّت میں سے کچھ لوگ ہونگے جو میرے دین پر ہونیکا دعویٰ کریں گے اور با اینہمہ میری ذریت کے بزرگتر اور میرے خاندان کے پاکیزہ تر لوگوں کو قتل کرینگے اور میری شریعت اور سُنّت کو تبدیل کر دینگے اور میرے دونوں فرزندوں حسنؑ اور حسینؑ کو قتل کریں گے جس طرح ان یہودیوں کے باپ دادا نے زکریاؑ اور یحییٰؑ کو قتل کیا آگاہ ہو کہ جس طرح خدا نے ان یہودیوں پر لعنت کی ہے اسی طرح ان پر بھی لعنت کریگا اور ملاعنہ کی باقی اولادوں پر قیامت سے پہلے حسینؑ مظلوم کی اولاد سے ایک

ہادی مہدی کو مبعوث کریگا جو کہ اپنے دوستوں کی تلواروں کی مدد سے انکو آتشِ جہنم کی طرف روانہ کریگا۔ آگاہ ہو کہ حُسینؑ کے قاتلوں اور ان ملعونوں کے دوستوں اور مددگاروں اور ان لوگوں پر جو بغیر تقیہ کے ان ملاعنہ پر لعنت کرنے سے ساکت اور خاموش رہیں خدا لعنت کرے اور جو لوگ اس مظلوم کربلا پر از روئے رحمت اور شفقت کے روئیں اور اس کے دُشمنوں پر لعنت کریں اور ان پر نہایت غضبناک اور پُرخشم رہیں اُن پر خدا رحمت کرے اور اے لوگو سُنو جو لوگ قتلِ حسینؑ سے خوش اور رضامند ہوں وُہ اس کے قاتلوں میں شامل ہیں سُنو حسینؑ کے قاتل اور ان کے مددگار اور پیروکار جو اُن ملعونوں کی پیروی کریں وُہ سب دینِ خدا سے بیزار اور ناراض ہیں۔ اللہ تعالیٰ ملائکہ مقربین کو حکم فرماتا ہے کہ حسینؑ کے مصیبت میں رونے والوں کے آنسو لیکر بہشت کے خزانچیوں کو دے دو۔ اور وہ اُن کو لے کر آبِ حیوان میں ملا دیتے ہیں اور اس سبب سے اس پانی کی شیرینی اور خوشبو ہزار گنی زیادہ ہو جاتی ہے اور جو لوگ قتلِ حسینؑ سے خوش ہوتے ہیں اور اُس پر ہنستے ہیں فرشتے ان کے آنسوؤں کو ہاویہ میں لے جاتے ہیں اور اس کے آب گرم اور اس کی صدید اور غساق اور غسلین (پیپ) میں ملاتے ہیں اس سے اسکی حرارت اور شدتِ عذاب ہزار گنی زیادتی ہو جاتی ہے اور جو دشمنانِ آلِ محمدؐ داخلِ جہنم ہونگے اس سے اُن کے عذاب میں شدت اور زیادتی ہوگی۔ یہ سُن کر ثوبان خادمِ رسُولِ خدا نے کھڑے ہو کر عرض کی یا رسُول اللہؐ میرے ماں باپ آپ پر سے فدا ہوں۔ فرمائیے قیامت کب ہوگی۔ رسُولِ خدا نے اسکے جواب میں فرمایا۔ اے ثوبان تُو نے اس کیلئے کیا سامان تیار کیا ہے جو اس کا وقت دریافت کرتا ہے اس نے عرض کی یا رسُول اللہؐ میں نے اس کے لیے بہت بڑا عمل تیار کیا ہے کہ میں خدا اور اُسکے رسُولؐ کو دوست رکھتا ہوں۔ حضرتؐ نے فرمایا تیری محبت رسُولِ خدا سے کس درجہ کو پہنچی ہے اس نے عرض کی مجھے قسم ہے اُس ذات کی جس نے آپکو سچا پیغمبر کر کے بھیجا ہے۔ میرے دل میں حضرتؐ کی محبت اس درجہ کو پہنچ گئی ہے کہ اگر مجھ کو تلواروں سے کاٹا جائے اور آروں سے چیرا جائے اور قینچیوں سے کُتر کر ریزہ ریزہ کیا جائے اور آگ میں جلایا جائے اور پتھر کی چکیوں میں پیسا جائے تو یہ سب تکلیفیں مجھ کو نہایت گوارا اور آسان ہیں بہ نسبت اس کے کہ میں آپکی دشمنی یا آپکے کسی اصحاب یا آپ کے اہلبیتؑ یا ان کے سوا اور مومنین میں سے کسی کا کینہ یا کھوٹ یا عداوت اپنے دل میں معلوم کروں اور آپکے بعد مجھ کو تمام

مخلوق سے زیادہ وہ شخص پیارا ہے جو آپکو سب سے زیادہ پیارا ہے اور جو کوئی آپکو دوست نہ رکھے اُس کو میں سب سے زیادہ دُشمن رکھتا ہوں جو کوئی آپ سے یا آپکے کسی دوست سے بغض رکھے میں بھی اُس سے بغض رکھتا ہوں۔ اگر اس عمل کو قبول کر لیا گیا تو میں ضرور سعادتمند اور کامیاب ہونگا اور اگر کوئی اور عمل طلب کیا گیا تو اس کے سوا اور کوئی عمل میں ایسا بجا نہیں لاتا جو اعتماد اور شمار کے قابل ہو اور میں آپکو اور آپ کے اصحاب کو دوست رکھتا ہوں اگرچہ میرے اعمال اُن (صحابہ) اعمال کے مُطابق نہیں ہیں۔ حضرتؐ نے اُس سے فرمایا اے ثوبان تجھے بشارت ہو اس لیے کہ ہر شخص قیامت کے دن اُس شخص کیساتھ محشور ہوگا جسکو وُہ دوست رکھتا تھا۔ اے ثوبان اگر تیرے گُناہ اتنے زیادہ ہوں کہ ثریٰ سے لیکر عرش تک کے درمیانی فاصلہ کو پُر کر دیں تو وُہ سب اس محبّت کے سبب اسکی نسبت بہت جلد زائل اور منتشر ہو جائینگے جیسے دُھوپ پڑنے سے ہموار اور یکساں پتھر پر سے سایہ جلد ڈھل جاتا ہے اور سُورج کے غرُوب ہونے سے دُھوپ اس پر سے زائل ہو جاتی ہے۔

قولہ عزّوجلّ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتَابَ وَقَفَّيْنَا مِنْ بَعْدِهٖ بِالرُّسُلِ وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنَاتِ وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ۝ اَفَكُلَّمَا جَآءَكُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰٓى اَنْفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ فَفَرِيْقًا كَذَّبْتُمْ وَفَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ ۝

(ترجمہ) اور البتّہ ہم نے مُوسیٰ کو کتاب توریت دی اور اسکے پیچھے بہت سے پیغمبر بھیجے اور عیسیٰ ابن مریمؑ کو معجزے عطا کیئے اور رُوح القدس سے اسکو مدد دی جب ہمارا پیغمبر تمھارے پاس وہ چیز لے کر آیا جس کو تمھارے نفس نہیں چاہتے تھے تو تم نے غرور اور استکبار کیا پس پیغمبروں کے ایک فریق کو تو تم نے جھٹلایا اور ایک فریق کو قتل کیا۔

امام حسن عسکری علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ خدا اُن یہودیوں سے جن کو آنحضرتؐ نے ان پہاڑوں کے جن کا ذکر پہلے گزرا نزدیک جا کر مُعجزات دکھلائے تھے مخاطب ہو کر فرماتا ہے اور انکو توبیخ اور سرزنش کرتا ہے وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتَابَ اور ہم نے مُوسیٰؑ کو کتاب توریت عطا فرمائی تھی جس میں ہمارے احکام اور محمدؐ اور اُسکی آلؑ اطہار کی فضیلت اور علیؑ ابن ابی طالب اور اس کے جانشینوں کی امامت اور اس کے ماننے والوں کی خوشحالی اور اس کے مخالفوں کی بدحالی کا ذکر درج تھا۔ وَقَفَّيْنَا مِنْ بَعْدِهٖ بِالرُّسُلِ اور اس کے بعد ہم نے یکے بعد دیگرے بہت سے پیغمبروں کو بھیجا

وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنَاتِ اور عیسٰیؑ ابنِ مریم کو آیاتِ واضحہ اور معجزاتِ باہرہ عطا کیئے جیسے مُردوں کو زندہ کرنا مادر زاد اندھوں اور بہروں کا تندرست کرنا اور کھائی ہُوئی اور گھروں میں جمع کی ہُوئی چیزوں کی خبر دینا وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ اور رُوح القدس یعنی جبرئیلؑ سے ہم نے اس کی مدد کی جبکہ وہ اس کو گھر کے ایک روزن سے نکال کر آسمان پر لے گیا اور جس شخص نے اس کے قتل کا ارادہ کیا تھا اس کو عیسیٰؑ کی صُورت بنا دیا اور وہ اُس کے عوض مارا گیا اور لوگ اُس کو جادُوگر بتلاتے تھے۔

پھر امام علیہ السّلام نے فرمایا کہ پیغمبران سلف کو خدا کی طرف سے کوئی معجزہ ایسا عطا نہیں ہُوا جسکی نظیر یا اس سے بڑھ کر محمدؐ اور علیؑ کو عنایت نہ ہوا ہو۔ یہ بات سُن کر کسی شخص نے عرض کی اے فرزندِ رسُولِ خداؐ بیان فرمائیے کہ محمدؐ اور علیؑ کو کونسا معجزہ عنایت ہوا جو کہ عیسیٰؑ کے معجزات کی نظیر ہے کہ وہ مُردوں کو زندہ کرتے تھے اور مادر زاد اندھے اور جذامی کو تندرست کر دیتے تھے اور کھائی ہوئی چیزوں اور گھروں کے ذخیروں سے خبر دیتے تھے۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ جناب رسالتمآبؐ شہر مکہ میں چلے جا رہے تھے اور ان کے بھائی علیؑ ابن ابی طالب آپکے ساتھ تھے اور حضرتؐ کا چچا ابولہب ملعون آنحضرتؐ کو پیچھے سے پتھر مارتا تھا اور پُکار پکار کر کہتا تھا کہ اے گروہ قریش یہ جادُوگر اور جھُوٹا ہے تم اس کو دُور کرو اور اس سے الگ ہو جاؤ اور اس کے جادو سے پرہیز کرو اور اوباش قریشیوں کو برانگیختہ کر کے انکے پیچھے لگا دیا اور وُہ کمبخت ان دونوں حضرت پر پتھر پھینکنے لگے پس جو پتھر آنحضرتؐ کو مارتے تھے وُہی جناب امیرؑ کو بھی لگتا تھا تب ایک شریر پکارا اے علیؑ کیا تو محمدؐ کا پیرو اور اسکی طرف سے جنگ کرنیوالا اور ایسا بہادر نہیں ہے کہ باوجود نوجوانی اور کسی جنگ میں شریک نہ ہونیکے کوئی تیرا مثل و نظیر نہیں ہے۔ کیا سبب ہے کہ اب تو محمدؐ کی مدد نہیں کرتا اور اس پر سے اس آفت کو نہیں ٹالتا اس مردُود کی یہ تقریر سُن کر جناب امیرؑ نے ان ملعونوں کو آواز دی۔ اے اوباش قریشیوں میں آنحضرتؐ کا ایسا فرمانبردار ہوں کہ کبھی نافرمانی اور سرکشی نہیں کرتا اگر وُہ حکم دیں تو تم کو عجائبات دکھلاؤں الغرض وہ تمام اوباش پیچھے لگے چلے گئے۔ یہاں تک کہ آپ مکہ سے باہر نکل گئے قدرت خدا سے پہاڑ کے پتھر خود بخود آنحضرتؐ کی طرف لڑھکنے لگے۔ یہ حال دیکھ کر وہ لوگ آپس میں کہنے لگے اب یہ پتھر محمدؐ

اور علیؑ پر آگریں گے اور اُن کو ہلاک کریں گے ورہم اُن کے ہاتھ سے نجات پائیں گے آخر کار وُہ لوگ
اِس خوف سے کہ کہیں یہ پتھر ہم پر نہ آپڑیں ایک طرف ہو گئے۔ پھر کیا دیکھتے ہیں کہ وُہ پتھر محمدؐ اور علیؑ
کے آگے آئے اور ہر پتھر پکارتا تھا اَلسَّلام علیک یا محمد ابن عبد اللہ ابنِ عبد المطلب
ابنِ ہاشم ابنِ عبدِمناف اَلسَّلام علیک یا علی ابن ابی طالب ابن عبد المطلب
ابن ہاشم ابن عبدِ مناف اَلسَّلام عَلَیکَ یا رسُول ربِ العالمین و خیر الخلقِ
اجمعین اَلسَّلام عَلَیکَ یا سید الوصیین و یا خلیفۃ رسُول رَبِ العَلمِینِ ۵
یہ آوازیں سُن کر وُہ قریشی نہایت غمگین ہوئے۔ آخر اُن میں سے دسؔ سرکش اور نا فرمان بولے
یہ پتھر نہیں بول رہے۔ بلکہ محمدؐ نے اِن پتھروں کے پاس زمین کے نیچے کسی گڑھے میں کچھ مردوں
کو چھُپا رکھا ہے وُہ کلام کر رہے ہیں تاکہ ہم کو دھوکہ دے کر اپنے دامِ فریب میں پھنسائے
جب یہ ناشائستہ کلام ان ملعونوں نے اپنی زبان پر جاری کیا تو ان پتھروں میں سے دسؔ پتھر
اُنکی طرف بڑھے اور حلقہ باندھ کر اُن دسوں کلام ناشائستہ کرنے والوں کے سروں پر بلند ہُوئے
اور ان کے سروں پر گرتے تھے اور پھر بلند ہوتے تھے اور گر کر ان کے سروں کو ریزہ ریزہ
کرتے تھے یہاں تک کہ ہر ایک ملعون کا دماغ اور خون ناک کے نتھنوں میں سے بہنے لگا
اور اس کا سر پیشانی اور چندیا پولی ہو گئی اور وُہ سب کے سب جہنّم واصل ہوئے۔ یہ حال سُن
کر ان کے اہل و عیال اور کُنبے والے روتے پیٹتے اور فریاد کرتے وہاں آئے اور کہنے لگے کہ
ہم کو ان کے مرنے کی نسبت زیادہ اِس بات کا رنج ہے کہ محمدؐ خوش ہوتا ہے اور فخر کرتا ہے
کہ وُہ ان پتھروں سے مارے گئے جو میری نشانی اور دلیل اور معجزہ ہیں تب اللہ تعالیٰ نے ان
کے تابُوتوں کو گویا کیا اور وُہ پکارے کہ محمدؐ سچا ہے اور وُہ جھُوٹا نہیں اور تم جھُوٹے ہو اور سچے
نہیں پھر وُہ تابُوت لرزے میں آئے اور ان مُردوں کو زمین پر گرا دیا اور ان تابُوتوں سے صدا
پیدا ہوئی۔ ہم اس واسطے نہیں ہیں کہ دشمنانِ خُدا کو اٹھا کر عذابِ خدا کی طرف لے جائیں یہ واقعہ
دیکھ کر ابو جہل ملعون بولا کہ محمدؐ نے ان تابُوتوں پر بھی جادُو کر دیا ہے جس طرح ان پتھروں پر کیا
تھا جس کے باعث ان سے طرح طرح کے کلام سرزد ہُوئے اگر ان پتھروں کا ان لوگوں کو قتل کرنا
محمدؐ کا معجزہ اور اسکے قول کی تصدیق اور اسکی نبوّت کا ثبوت ہے تو تم اس سے کہو کہ جس نے ان کو پیدا

کیا ہے اُس سے دُعا کرے کہ وُہ پھر اِن کو زندہ کر دے اُنکی یہ درخواست سُنکر حضرتؐ نے جناب امیرؑ سے فرمایا
اے ابوالحسنؑ تم نے سُنا کہ یہ جاہل کیا سوال کرتے ہیں اور یہ دسؔ آدمی ہیں جو اس وقت مارے گئے ہیں
اب یہ بتاؤ کہ ان لوگوں نے جو پتھر ہماری طرف پھینکتے تھے ان سے کتنے زخم تمھارے جسم پر لگے جنابِ
امیرؑ نے عرض کی کہ کُل چار زخم مجھے لگے ہیں جنابِ رسُولؐ خدا نے فرمایا چار زخم تم کو لگے اور چھ زخم مجھ
کو لگے ہیں۔ اس لیے ہم میں سے ہر ایک کو خدا سے دُعا کرنی چاہیئے کہ جتنے زخم مجھ کو لگے ہیں اُتنے
مُردے ان دسوں میں سے زندہ کر دے۔ بغرض حضرتؐ نے چھ کیلئے دُعا کی اور علیؑ نے چار کے لیے اور دُو
زندہ ہو کر اُٹھ بیٹھے۔ پھر اُن زندہ ہُوئے شخصوں نے آواز دی اے مُسلمانوں محمدؐ اور علیؑ کی اُن ممالک
میں جہاں ہم تھے بڑی قدر و منزلت ہے ہم نے دیکھا کہ محمدؐ کا ایک پُتلا ایک تخت پر بیت المعمُور
کے پاس ہے اور ایک عرش کے پاس اور علیؑ کے کئی ایک پُتلے بیت المعمور اور کُرسی در فرشتگان
سمٰوٰت اور حجب و عرش کے نزدیک ہیں اور وُہ ان دونوں حضرات کے پُتلوں کے گرد جمع ہیں اور
اُن کی تعظیم و تکریم بجالاتے ہیں اور ان پر درُود بھیجتے ہیں اور ان کے احکام پر چلتے ہیں اور اپنی
حاجتوں کے طلب کرنے میں خُدا کو ان کی قسمیں دیتے ہیں القصہ ان میں سے سات آدمی ایمان
لائے اور باقیوں پر شقاوت غالب ہُوئی۔
اور اللہ تعالیٰ نے عیسٰیؑ کی جو رُوح القدس سے مدد کی اسکی نظیر آنحضرتؐ کو یہ عطا ہُوئی کہ
جبرئیلؑ ایک روز حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہُوئے اور اُس وقت حضرتؐ عبائے قطوانی اوڑھے
ہُوئے تھے اور علیؑ۔ فاطمہؑ اور حسنؑ و حسینؑ کو اس میں ڈھانپ رکھا تھا اور دُعا کرتے تھے کہ اے
خُدا یہ میرے اہلبیتؑ ہیں جو ان سے لڑے اُس سے میں بھی لڑتا ہوں اور جو ان سے صُلح رکھے اُس سے میری
بھی صُلح ہے اور جو ان کو دوست رکھے اُس کا میں دوست ہوں اور جو ان سے دُشمنی کرے اُس
کا دُشمن ہوں تو بھی اِنکے ساتھ لڑنے والوں سے لڑائی رکھ اور ان سے صُلح رکھنے والوں سے صُلح رکھ
اور ان کے دوستوں کا دوست ہو اور انکے دُشمنوں کا دُشمن تب اللہ تعالیٰ نے وحی نازل کی کہ اے محمدؐ میں
نے تیری اِس دُعا کو قبول کیا اسی اثنا میں اُمِ سلمہؓ نے عبا کا ایک گوشہ اُٹھا کر اس میں داخل ہونے
کا ارادہ کیا حضرتؐ نے عبا کو اسکے ہاتھ سے چھُڑا کر فرمایا تیرا یہ مقام نہیں ہے مگر ہاں تیرا حال نیک ہے
تیری عاقبت بھی بخیر ہے اُس وقت جبرئیلؑ کملی اوڑھے ہُوئے حاضر ہُوئے اور عرض کی یا رسُول اللہؐ

اشارہ طرف حدیث کساء

مجھ کو بھی اپنے اہلبیت میں داخل کر لو فرمایا تو ہم میں داخل ہے عرض کی تو میں عبا اٹھا کر بیچ میں آجاؤں فرمایا ہاں الغرض جبرئیلؑ عبا میں داخل ہوئے بعد ازاں وہاں سے نکل کر آسمان کے ملکوت اعلیٰ کی طرف پرواز کی اور اُس کا حسن اور چہرہ کی رونق دوچند ہو گئی تھی فرشتوں نے اس سے پوچھا کیا باعث ہے کہ یہاں سے جاتے وقت جو تمہارا جمال تھا۔ اب وہ بالکل بدل گیا ہے جبرئیلؑ نے جواب دیا کیونکر ایسا نہ ہو کہ اب میں آل محمدؐ اور ان کی اہلبیت میں شامل کیا گیا ہوں یہ سن کر آسمانوں اور حجابوں اور عرش و کرسی کے فرشتے کہنے لگے۔ جبکہ یہ بات ہے جیسا کہ تم کہتے ہو تو یہ شرف و منزلت تم کو زیبا اور سزاوار ہے اور جناب امیر علیہ السلام جب کسی جنگ میں تشریف لے جاتے تھے تو جبرئیلؑ ان کے داہنے اور میکائیلؑ بائیں اور اسرافیلؑ ان کے پیچھے اور عزرائیلؑ آگے آگے رہتے تھے۔

حضرت عیسیٰؑ کا جو یہ معجزہ تھا کہ کور مادرزاد اور جذامی کو تندرست کر دیتے تھے اس کی نظیر پر یہ معجزہ شاہد ہے منقول ہے کہ جناب رسالتمآبؐ مکہ معظمہ میں تشریف فرما تھے کہ مشرکوں نے حاضر خدمت ہو کر عرض کی کہ اے محمدؐ ہمارا پروردگار ہبل ہے جو ہمارے مریضوں کو تندرست کرتا ہے اور ہمارے مردوں کو نجات دیتا ہے اور ہمارے زخمیوں کا علاج کرتا ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا تم جھوٹ کہتے ہو۔ ہبل ان باتوں میں سے ایک بھی نہیں کرتا بلکہ خدا ان امور میں سے جو چاہتا ہے تمہارے ساتھ سلوک کرتا ہے یہ بات سرکش مشرکوں کو نہایت گراں گزری اور کہنے لگے اے محمدؐ ہم کو نہایت خوف ہے کہ ہبل تیرے اس کے برخلاف دعویٰ کرنے سے تجھ کو لقوہ۔ فالج۔ جذام۔ کوڑی اور طرح طرح کی بلاؤں میں مبتلا نہ کر دے۔ فرمایا اسکو ان امور میں سے کسی ایک کی بھی قدرت نہیں ہے مگر ہاں اللہ تعالیٰ قادرِ مطلق ہے جو چاہے سو کرے۔ تب اُن مشرکوں نے عرض کی کہ اے محمدؐ اگر تیرا کوئی پروردگار ہے جس کی تو عبادت کرتا ہے اور اُس کے سوا کوئی اور پروردگار نہیں ہے تو تو اُس سے درخواست کر کہ وہ ہم کو مذکورہ بالا مرضوں اور بلاؤں میں مبتلا کرے پھر ہم جا کر ہبل سے التماس کریں کہ وہ ہم کو ان بلاؤں سے نجات دے تا کہ تجھ کو معلوم ہو کہ ہبل تیرے اس پروردگار کا شریک ہے جسکی طرف تو اشارہ کرتا ہے اُسوقت جبرئیل امینؑ نے حاضر ہو کر عرض کی یارسول اللہؐ ان میں سے بعض کے لیے آپؐ بددعا کریں اور بعض کیلئے علیؑ تب آنحضرتؐ نے بیس مشرکوں کیلئے اور علیؑ نے دس کیلئے بددعا کی اور ابھی وہ اپنے گھر تک نہ پہنچے تھے کہ برص۔ جذام لقوہ اور کوڑی کے امراض میں مبتلا ہوئے

اور انکے ہاتھ اور پاؤں الگ ہو کر گر پڑے اور زبانوں اور کانوں کے سوا ان کے جسموں کا کوئی عضو بیماری سے نہ بچا الغرض جب وہ لوگ ان بلاؤں میں مبتلا ہوئے تو انکو ہبل کے پاس اٹھا کر لے گئے اور اس سے اسکی تندرستی کی درخواست کی اور کہا کہ یہ لوگ محمدؐ اور علیؑ کی بددعا سے ان آفات میں مبتلا ہوئے ہیں تو انکو شفا دے۔ تب ہبل قدرت خدا سے گویا ہوا اور پکارا اے دشمنان خدا مجھ کو کسی چیز کے کرنے کی قدرت نہیں ہے مجھ کو اُس ذات کی قسم ہے جس نے محمدؐ کو تمام مخلوقات پر مبعوث کیا ہے اور اسکو تمام نبیوں اور رسولوں سے بہتر اور افضل قرار دیا ہے اگر وہ میرے لیے بھی بددعا کریں تو بیشک میرے اعضائے بدنی اور اجزائے جسمانی جدا جدا اور ریزہ ریزہ ہو جائیں اور ہوائیں مجھ کو اٹھا کر اور میرے ذروں کو اڑا کر لیجائیں یہانتک کہ میرا وجود تو کہاں نشان تک بھی نظر نہ آئے اگر خدا میرے ساتھ ایسا سلوک کرے تو میرا ایک بڑا حصہ رائی کے دانے کے سویں حصے سے بھی کم ہو جائے۔ جب اُن مشرکوں نے ہبل کی یہ تقریر سنی تو مجبوراً روتے پیٹتے حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے کہ اب ہماری اُمیدیں سب طرف سے قطع ہو گئیں اور تیرے سوا ہمارا کوئی معین و مددگار نہیں تو ہماری فریادرسی کر اور ہمارے ان ساتھیوں کے لیے اللہ سے صحت کی دعا کر اس کے بعد وہ کبھی آپکی ایذا رسانی کے درپے نہ ہونگے۔ اس وقت حضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ جس طرح یہ بیمار ہوئے ہیں اسی طرح یہ تندرست بھی ہونگے بیس ۲۰ میرے ذمے ہیں اور دس علیؑ کے ذمے آخر کار انھوں نے بیس ۲۰ بیماروں کو تو حضرتؐ کے سامنے کھڑا کیا اور دس ۱۰ کو علیؑ کے روبرو پیش کیا رسول خداؐ نے ان بیس ۲۰ شخصوں سے فرمایا کہ اپنی آنکھیں بند کر لو اور اس طرح دعا کرو کہ اے خدا اس شخص کے مرتبے کا واسطہ جسکی خاطر سے تو نے ہم کو ان آزاروں میں مبتلا کیا ہے محمد و علیؑ اور اُن کی آل اطہار کی خاطر سے ہم کو ان امراض سے صحت عطا کر اسی طرح جناب امیرؑ نے اُن دس شخصوں سے فرمایا اور انھوں نے اسی طرح عمل کیا اور وہ فوراً تندرست ہو کر اس طرح کھڑے ہو گئے گویا رسیوں سے چھوٹے ہیں اور ان کو ذرا بھر کسی قسم کا مرض باقی نہ رہا اور ایسے تندرست ہو گئے کہ ان بلاؤں میں مبتلا ہونے سے پیشتر بھی ایسے نہ تھے اور تیسوں شخص اور کچھ اُن کے بھائی بند حضرتؐ پر ایمان لائے اور باقیوں پر شقاوت غالب ہوئی۔

اور حضرت عیسیٰؑ کا جو یہ معجزہ تھا کہ وہ لوگوں کو انکی کھائی ہوئی چیزوں اور گھروں کے ذخیرے سے خبر دیتے تھے اسکی نظیر پر یہ معجزہ دال ہے کہ جب ان بیماروں نے شفا پائی تو حضرتؐ نے ان سے فرمایا کہ مجھ پر ایمان لاؤ۔ انھوں نے عرض کی کہ ہم ایمان لائے فرمایا تم چاہتے ہو کہ میں تمہاری بصیرت کو اور زیادہ

کروں اُنھوں نے عرض کی کہ ہاں فرمایا میں تم کو خبر دیتا ہوں کہ ان لوگوں نے کیا غذا کھائی ہے کیا دوا پی ہے اور فلاں نے یہ کھایا ہے اور فلاں نے یہ دوا پی ہے اور اس قدر اس کے پاس باقی ہے اسی طرح ان سب کا ذکر کیا پھر فرمایا اے پروردگار کے فرشتو ان کی بقیہ غذاؤں اور دواؤں کو جو ان کے طباقوں اور خوانوں میں دھری ہیں میرے پاس لے آؤ۔ فرشتوں نے فوراً ان چیزوں کو حاضر کیا اور ان کے لقایا کھانے اور دوائیں آسمان سے آ لائے اور عرض کی یہ انکی بچی ہوئی غذائیں اور دوائیں موجود ہیں بعد ازاں حضرتؐ نے ان طعاموں سے مخاطب ہو کر فرمایا تجھ میں سے اُنھوں نے کتنا کھایا ہے طعام نے جواب دیا کہ اسقدر تو مجھ سے کھالیا ہے اور باقی یہ آپکے سامنے موجود ہے اور ایک طعام نے عرض کی یا رسول اللہؐ میرے اس مالک نے اتنا تو مجھ سے کھالیا ہے اور باقی میں موجود ہوں پھر حضرتؐ نے فرمایا میں کون ہوں طعام اور دوا نے جواب دیا کہ آپ خدا کے پیغمبر ہیں خدا آپ پر اور آپکی آل اطہار پر رحمت نازل کرے پھر حضرتؐ نے جناب امیرؑ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا یہ کون ہے طعام اور دوا نے عرض کی یہ آپ کا بھائی سردار اوّلین و آخرین ہے اور آپکا وزیر ہے کہ سب وزیروں سے افضل ہے اور آپ کا خلیفہ اور جانشین ہے کہ سب خلیفوں کا سردار ہے۔

اب اللہ تعالیٰ ان یہودیوں کو جن کا ذکر آیہ ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ اور اس قصے میں گزرا ملامت کرتا ہے اور فرمایا اَفَكُلَّمَا جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ بِمَا لَا تَهْوٰٓى اَنْفُسُكُمُ تو کہ جب تمھارے پاس ہمارے پیغمبر وہ احکام لے کر آئے جو تمھاری نفسانی خواہشوں کے برخلاف تھے اور وہ عہد پیمان تم سے لے گئے جن کو تم پسند نہ کرتے تھے کہ اسکے افضل دوستوں اور منتخب اور برگزیدہ بندوں یعنی محمدؐ اور اسکی آل اطہار کی اُنکے تمام اقوال میں اطاعت کرو جیسا کہ تمھارے بزرگوں نے تم کو پہنچایا کہ محمدؐ و آل محمدؐ کی ولایت اور دوستی ہی اصلی غرض اور اعلیٰ مطلب ہے اور اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات کو اسی لیے پیدا کیا ہے اور تمام پیغمبروں کو انکی طرف اس واسطے بھیجا ہے کہ ان کو محمدؐ اور علیؑ اور اس کے جانشینوں کی طرف دعوت کریں اور اس بات کا ان سے عہد لیں کہ وہ اس پر قائم رہیں گے اور سب اُمتوں کے عوام اس پر عامل ہونگے۔ مگر تم نے اس بات سے اِسْتَكْبَرْتُمْ غرور کیا جس طرح تمھارے پہلے بزرگوں نے غرور کیا تھا یہانتک کہ انھوں نے یحییٰؑ اور زکریاؑ کو قتل کیا اور تم نے مغرور ہو کر محمدؐ اور علیؑ کے قتل کا ارادہ کیا مگر خدا نے تمھاری کوشش کو بیکار کیا اور تمھارے مکر و فریب کو تمھاری گردنوں پر ڈالا فَفَرِيْقًا كَذَّبْتُمْ

وَفَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ تم نے ان میں سے ایک جماعت (پیغمبروں) کی تکذیب کی اور ایک فریق کو قتل کیا اس آیت میں لفظ تَقْتُلُوْنَ قَتَلْتُمْ (یعنی تم نے قتل کیا) کے معنی میں ہے مثلاً جب کسی کو سرزنش کرنی منظور ہوتی ہے تو کہتے ہو وَيْلَكَ كَمْ تَكْذِبُ وَكَمْ تَمْخَرِقُ یعنی وائے ہو تجھ پر تو کب تک جھوٹ بولیگا اور دروغ کہے گا اور اس سے تیرا مطلب اس کا اس وقت کے بعد کا فعل نہیں ہے بلکہ صرف یہ مقصود ہے کہ كَمْ فَعَلْتَ وَاَنْتَ عَلَيْهِ مُوْطِنٌ یعنی تو نے اس قدر کیا اور تو اس پر قائم ہے

بعد ازاں امام علیہ السلام نے فرمایا کہ شب عقبہ کافران بدکار نے ارادہ کیا رسولِ خداؐ کو عقبہ (گھاٹی) پر قتل کر ڈالیں اور ان میں سے جو سرکش منافق مدینے میں پیچھے رہ گئے تھے انھوں نے علیؑ ابن ابی طالب کے قتل کا ارادہ کیا۔ مگر وہ ملاعنہ اپنے پروردگار پر غالب نہ آسکے (کہ وہ ان دونوں حضرات کا محافظ تھا اس کا باعث یہ تھا کہ رسولِ خداؐ نے جو جناب امیرؑ کو منصب جلیل اور عہد عظیم عطا کیا اور ان کو سب میں سے منتخب فرمایا تو ان کو حسد پیدا ہوا۔ اس لیے کہ جب آنحضرتؐ بہ عزم جنگ تبوک مدینہ منورہ سے باہر تشریف لائے اور علیؑ کو مدینہ میں اپنا جانشین مقرر کیا اور فرمایا کہ جبرئیلؑ مجھ پر نازل ہوئے اور یہ پیغام پروردگار لائے کہ خدائے علی الاعلیٰ بعد تحفہ درود و سلام کے ارشاد فرماتا ہے کہ اے محمدؐ یا تو تو باہر جائے اور علیؑ کو مدینہ میں چھوڑے یا علیؑ باہر جائے اور تو مدینے میں رہے اور اس کے سوا کچھ چارہ نہیں ہے کیونکہ میں نے علیؑ کو ان دونوں امور میں سے ایک کے لیے منتخب کیا ہے جو کوئی ان دونوں امروں میں میری اطاعت کریگا اس کے کُنہ جلالت اور عظمتِ ثواب کو میرے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔

آخر کار جب رسولِ خداؐ علیؑ کو مدینہ منورہ میں اپنا خلیفہ کر کے خود جنگ تبوک کو روانہ ہوئے تو منافقوں نے اس باب میں بہت سی باتیں کیں اور کہنے لگے کہ محمدؐ کو علیؑ سے کچھ رنجش ہو گئی ہے اور وہ اُسکی صحبت سے ناراض ہے اس لیے اس کو اس سفر میں اپنے ہمراہ نہیں لے گیا۔ جناب امیرؑ کو ان باتوں کے سُننے سے نہایت رنج ہوا اور آنحضرتؐ کے پیچھے روانہ ہوئے اور نواح مدینہ میں اُن سے جا ملے حضرتؐ نے ان کو دیکھ کر فرمایا تم نے اپنی جگہ سے کیوں حرکت کی عرض کی یا رسول اللہؐ میں نے لوگوں سے ایسی ایسی باتیں سُنیں اور میں اُن کا متحمل نہ ہو سکا۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ اے علیؑ کیا تم اس بات پر رضامند نہیں ہو کہ تم مجھ سے ایسے ہو جیسے ہارونؑ موسیٰؑ سے تھے۔ مگر یہ بات ہے کہ میرے بعد نبوت نہ ہوگی۔ القصہ علیؑ مدینہ کو واپس تشریف لائے اور منافقوں نے تجویز کی کہ راستے میں اس جناب کو قتل کر ڈالیں اور ایک گڑھا پچاس گز لمبا راستے میں

منافقوں کا جناب امیرؑ کے قتل کی تدبیر کرنا اور ظہور معجزۂ حضرتؑ

کھودا اور اسکا منہ بوریاؤں سے ڈھانپ دیا اور تھوڑی تھوڑی مٹی اُن پر بچھا کر ان کو ذرا پوشیدہ کر دیا۔ اور یہ گڑھا اُس جگہ کھودا گیا تھا جہاں سے آپکو ضرور ہی گزرنا تھا اور وہ نہایت گہرا کھودا گیا تھا تاکہ جب حضرت اپنے گھوڑے سمیت اس میں گریں تو ضرور ہی ہلاک ہو جائیں اور وہ گڑھا ایسی جگہ واقع تھا کہ اس کے گرد و نواح میں پتھر بہت تھے تاکہ جب حضرتؑ اُس میں جا پڑیں تو پتھر اُوپر سے ڈال دیں اور آپکے جسم مُبارک کو پتھروں کے نیچے پوشیدہ کر دیں آخر کار جب جناب امیرؑ اس گڑھے کے قریب پہنچے تو گھوڑے نے اپنی گردن کو موڑا اور قدرتِ خدا سے وہ اتنی لمبی ہو گئی کہ اس کا منہ حضرت کے کان کے پاس پہنچ گیا پھر عرض کی یا امیر المومنینؑ منافقوں نے یہاں ایک گڑھا کھودا ہے اور آپکے قتل کی تدبیر کی ہے اور آپ بہتر جانتے ہیں۔ آپ یہاں سے عبُور نہ کریں۔ حضرت نے فرمایا خدا تجھے جزائے خیر دے کہ تُو میرا خیر خواہ ہے اور میری بھلائی کی تدبیر کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تجھ کو اپنے لُطف جلیل سے خالی نہ رکھے گا۔ پھر گھوڑے کو ہنکایا۔ یہاں تک کہ گڑھے کے کنارے پر جا پہنچے اور گھوڑا گڑھے میں گرنے کے خوف سے کھڑا ہو گیا۔ حضرت نے اس سے فرمایا کہ خُدا کے حکم سے چل کر تُو صحیح و سلامت اس پر سے گزر جائیگا اور خدا تیری شان کو عجیب اور تیرے امر کو نادر کریگا آخر کار حضرت کا گھوڑا اس پر دوڑنے لگا اور اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے زمین کو سخت اور اُستوار کر دیا تھا اور اس گڑھے کو بھر کر باقی اور زمینوں کی طرح بنا دیا تھا جب حضرت امیرؑ اُس پر سے عبُور کر گئے تو گھوڑے نے اپنی گردن کو موڑ کر اپنا منہ حضرت کے کان پر رکھدیا اور عرض کی پروردگارِ عالمین کے نزدیک آپکا درجہ کس قدر بزرگ ہے کہ اس خالی گڑھے پر سے آپکو گزار دیا۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تجھ کو میری اس خیر خواہی کا اجر دیا ہے کہ تو اس پر سے صحیح گزر گیا پھر گھوڑے کا منہ پیچھے کی طرف پھیرا اور وُہ لوگ جنھوں نے یہ تدبیر کی تھی آپکے ہمراہ تھے بعض آگے تھے بعض پیچھے۔ حضرتؑ نے اُن سے فرمایا کہ اس جگہ کو کھولو۔ جب کھولا تو کیا دیکھتے ہیں کہ وُہ اندر سے خالی ہے اور اگر کوئی اُس پر پاؤں دھرتا تو وہ گڑھے میں جا گرتا یہ معجزہ دیکھ کر منافقوں نے نہایت خوف اور تعجب ظاہر کیا پھر حضرتؑ نے اُن سے دریافت کیا تم جانتے ہو کس نے یہ کام کیا ہے؟ وُہ بولے ہم کو معلوم نہیں فرمایا میرا گھوڑا تو جانتا ہے کس نے یہ کام کیا ہے پھر گھوڑے سے مخاطب ہو کر فرمایا یہ معاملہ کیونکر ہے اور کس نے ایسا کیا ہے گھوڑے نے عرض کی یا امیر المومنینؑ خدا جب کسی کام کو مضبوط کرنا چاہتا ہے اور جاہل لوگ اس کو خراب کرنا چاہیں یا جس کام کو جاہل مضبوط کرنا چاہیں اور خدا اُس کو

معجزۂ امیرؑ

خراب کرنا چاہے تو خدا ہی غالب ہوتا ہے اور تمام خلقت مغلوب ہو جاتی ہے یا امیر المومنینؑ یہ کام فلاں فلاں شخصوں کا ہے اور دس منافقوں کے نام لیے اور چوبیس ۲۴ آدمیوں کی رائے اور مشورے سے یہ کام ہوا ہے جو رسُولِ خدا کے ہمراہ گئے ہیں اور اُنھوں نے تجویز کی ہے کہ آنحضرت کو عقبہ پر قتل کریں اور اللہ تعالیٰ اپنے رسُولؐ اور ولی کا محافظ ہے یہ بات سُن کر امیر المومنینؑ کے بعض اصحاب نے عرض کی کہ حضرتؐ کو یہ حال لکھ بھیجیے اور ایک تیز رو قاصد کو روانہ فرمائیے امیر المومنینؑ نے فرمایا کہ خدا کا قاصد اور اس کا نامہ میرے قاصد اور نامے سے جلد تر رسُولِ خدا کے پاس پہنچیگا تم کچھ غم نہ کرو۔ وہ لوگ ہرگز ایسا نہ کر سکیں گے۔

الغرض جب آنحضرتؐ اس عقبہ کے قریب پہنچے جہاں منافقوں اور کافروں نے حضرتؐ کے قتل کی تدبیر کی تھی تو اسکے نیچے فروکش ہوئے اور ان منافقوں کو جمع کر کے فرمایا کہ یہ روح الامین جانب رب العالمین سے خبر دے رہے ہیں کہ منافقوں نے امیر المومنینؑ کے ہلاک کرنے کیلئے حوالئ مدینہ میں ایسی تدبیر کی تھی اور پروردگارِ عالم نے اپنے لطف و کرم سے اس زمین کو انکے گھوڑے اور انکے اصحاب کے قدموں کے نیچے سخت کر دیا اور صحیح سلامت اس پر سے گزر گئے پھر مُڑ کر اس جگہ کو کھولا اور گڑھے کو دیکھا اور حق تعالیٰ نے اس کو اسی طرح خالی کر دیا جس طرح منافقوں نے تیار کیا تھا اور ان کا مکر مومنین پر ظاہر ہو گیا اور بعض مومنوں نے ان سے عرض کیا کہ اس واقعہ کو رسُولِ خداؐ کو لکھ بھیجو مگر اُنھوں نے جواب دیا کہ خدا کا قاصد اور اس کا نامہ میرے قاصد اور نامے سے انکے پاس جلد پہنچے گا اور آنحضرتؐ نے اس واقعہ سے جو امیر المومنینؑ نے مدینہ کے دروازے پر اپنے اصحاب کو بتلایا تھا انکو مطلع نہ کیا کہ رسُولِ خداؐ کے ہمراہ چند منافق ہیں جو ان کے قتل کا ارادہ رکھتے ہیں اور حق تعالیٰ ان کے مکر کو ان سے دفع کریگا جب ان چوبیس ۲۴ منافقوں نے جو اصحاب عقبہ تھے حضرت کی یہ تقریر سُنی جو آنحضرتؐ نے علیؑ کے بارے میں بیان فرمائی تھی تو آپس میں کہنے لگے کہ محمدؐ (معاذ اللہ) مکر و فریب میں کس قدر ماہر ہے ابھی کوئی تیز رو قاصد یا نامہ بر کبوتر اس کے پاس خبر لایا ہے کہ علیؑ اس طرح سے مارا گیا اور یہ وُہی بات ہے جسکی ہمارے ساتھیوں نے صلاح کی تھی اور اب اصلی بات کو ہم سے چھپاتا ہے اور اس کو بدل کر بیان کرتا ہے تاکہ اسکے ہمراہی مطمئن رہیں اور اس پر دست درازی نہ کریں یہ بات بہت بعید ہے اور ہرگز ایسا نہیں ہے قسم خدا کی علیؑ کو اسکی موت نے مدینہ میں رکھا ہے اور اس کو اس کی اجل یہاں لے کر آئی ہے اور علیؑ بیشک وہاں مارا گیا ہے اور یہ بھی ضرور یہاں مارا جائیگا لیکن خیر آؤ چلیں اور علیؑ کے بارے میں اس سے خوشی کا اظہار کر آئیں تاکہ اس کا دل ہماری طرف سے مطمئن

ہو جائے اور ہم آسانی سے اپنی تدبیر کو اس کے بارے میں پورا کریں آخر کار حاضر خدمت ہوئے اور حضرتؐ کو دشمنوں کے ہاتھ سے علیؑ کے سلامت رہنے پر مبارکباد دی۔ پھر عرض کی کہ یا رسول اللہؐ فرمائیے علیؑ افضل ہے یا ملائکہ مقربین فرمایا ملائکہ کو صرف اس وجہ سے شرف ملا ہے کہ وہ محمدؐ اور علیؑ کو دوست رکھتے ہیں اور انھوں نے ان دونوں کی ولایت کو قبول کیا ہے اور علیؑ کا کوئی محب ایسا نہیں ہے جس کا دل غل و غش اور کینہ کی کثافت اور گناہوں کی نجاست سے پاک کیا گیا ہو اور وہ ملائکہ سے پاکیزہ تر اور نیکو تر نہ ہو اور ملائکہ کو جو حکم ہوا تھا کہ آدمؑ کو سجدہ کریں وہ صرف اسی وجہ سے تھا کہ انھوں نے اپنے دل میں یہ بات ٹھانی تھی کہ اگر خدا ان کو زمین سے اُٹھا لے گا اور کسی اور کو ان کے عوض زمین میں پیدا کریگا تو بیشک ملائکہ ان سے افضل اور خدا اسکے دین سے اسکی نسبت زیادہ واقف ہونگے۔ پس خدا نے ارادہ کیا کہ ان کو معلوم کرا دے کہ ان کا یہ گمان اور اعتقاد غلط ہے اس لیے آدمؑ کو پیدا کیا اور تمام نام اسکو سکھائے پھر ان ناموں والوں کو ملائکہ کے روبرو پیش کیا اور وہ ان کو شناخت کرنے میں عاجز رہے بعد ازاں آدمؑ کو حکم دیا کہ انکو ان ناموں اور نام والوں کا شناسا کر دے اور اس طرح سے ملائکہ کو معلوم کرا دے کہ آدمؑ کو علم میں ان پر فضیلت حاصل ہے پھر آدمؑ کے صلب سے ایک ذریت کو پیدا کیا کہ ان میں پیغمبر اور رسولؐ اور خدا کے نیک بندے کو محمدؐ و آلِ محمدؐ ان سب میں افضل ہیں اور خدا کے برگزیدہ بندے کہ اصحاب و نیکو کاران اُمتِ محمدؐ ان میں سے ہیں داخل تھے اور اس طرح سے ملائکہ کو معلوم کرا دیا کہ وہ ملائکہ سے افضل ہیں جبکہ وہ تکالیف شاقہ جو اُن پر ڈالی گئی ہیں ملائکہ پر ڈالی جائیں اور جن بلاؤں میں انکو مبتلا کیا گیا ہے۔ ملائکہ کو مبتلا کیا جائے اور وہ بلائیں یہ ہیں کہ شیاطین سے معارضہ کرینگے اور نفس امارہ سے مجاہدہ کرینگے اور عیالداری کی تکلیفیں اُٹھائینگے اور طلب حلال میں سعی کرینگے اور چور اور ظالم اور جابر بادشاہوں کی جو ان کے دشمن ہیں سختیاں سہینگے اور اپنی اور اپنے عیال و اطفال کی معاش وجہ حلال سے پیدا کرنے کے لیے تنگ راہوں۔ پہاڑوں۔ ٹیلوں۔ دریاؤں اور جنگلوں کی دشواریاں اٹھائیں گے الغرض خدا نے ان کو تنبیہ کی کہ نیک اور مومن بندے ان بلاؤں کے متحمل ہونگے اور ان سے خلاصی چاہیں گے اور شیطانوں سے محاربہ کر کے ان کو پسپا کرینگے اور اپنے نفسوں سے مجاہدہ کرینگے اور ان کو اپنی خواہشوں اور شہوتوں سے باز رکھیں گے اور ان پر غالب ہونگے باوجود اس کے کہ خدا نے شہوت جماع اور محبت لباس و خوراک اور خواہش عزت و ریاست و فخر و غرور و تکبر کو ان کے خمیر میں مرکب کیا ہے اور شیطان اور اسکے اعوان و انصار کے ہاتھ سے طرح طرح کے رنج اور بلائیں اٹھائینگے کہ وہ اُن کے دلوں میں وسوسے ڈالیں گے اور

انکو بہکائیں گے اور انکے گمراہ کرنے میں ساعی ہونگے اور یہ اسکے مکروں کو دفع کرینگے اور دشمنانِ خدا کا طعن و ملامت کرنا اور انکا دوستانِ خدا کو گالیاں دینا اور سرود و غنا سن کر صبر کر کے غم والم اُٹھائیں گے اور معاش کی طلب اور اعدائے دین سے بھاگنے اور ان مخالفانِ دین کی تلاش میں جن سے وہ اپنے معاملے میں کسی قسم کی اُمید رکھتے ہیں سفروں کی سختیاں جھیلیں گے پھر اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے خطاب کیا اے میرے فرشتو تم ان سب جھگڑوں سے بری ہو نہ تو شہوت جماع تم کو بے قرار کرتی ہے اور نہ خواہش طعام تم کو بیتاب کرتی ہے اور نہ دشمنانِ دین و دنیا کا خوف تم کو اضطراب میں ڈالتا ہے اور نہ شیطان کو میرے فرشتوں کے بہکانے کے لیے میرے ملکوت آسمانی و ارضی میں کچھ دخل ہے جن کو میں نے انکے ہاتھ سے محفوظ و مصئون کیا ہے اے فرشتو بنی آدم میں سے جو کوئی میری اطاعت کریگا اور اپنے دین کو ان آفتوں اور بلاؤں سے نگاہ رکھے گا وہ میری محبت کی راہ میں ایسے چند امور کا متحمل ہوا ہے جنکے تم متحمل نہیں ہوئے اور اس نے میرے قرب سے ایسی چند چیزیں حاصل کی ہیں جو تم نے حاصل نہیں کیں الغرض جب اللہ تعالیٰ نے اپنے فرشتوں کو اُمت محمدؐ کے نیکو کاروں اور علیؑ اور اس کے جانشینوں کے شیعوں کی فضیلت اور اپنے پروردگار کی محبت کے راستے میں ایسی مشقتوں کا متحمل ہونا جن کے فرشتے متحمل نہیں ہوئے معلوم کرا کر ظاہر کر دیا کہ پرہیزگاران و نیکو کارانِ بنی آدمؑ ان سے افضل ہیں تو بعد ازاں ان کو حکم دیا کہ وجوہات مذکورۂ بالا کی وجہ سے تم آدمؑ کو سجدہ کرو کیونکہ اس میں ان لوگوں کے انوار شامل ہیں جو تمام خلائق سے بہتر اور افضل ہیں اور ان کا سجدہ آدمؑ کے لیے نہ تھا۔ بلکہ وہ ان کا قبلہ تھا کہ اسکی طرف خدا کو سجدہ کرتے اور آدمؑ کے لیے یہ سجدہ تعظیمی تھا اور مخلوقات میں سے کسی کو سزاوار نہیں ہے کہ وہ خدا کے سوا کسی اور کو سجدہ کرے اور کسی کے لیے ایسا خشوع و خضوع کرے جیسا کہ خدا کیلئے کرتا ہے اور کسی کی ایسی تعظیم کرے جیسی سجدہ کر کے خدا کی تعظیم کرتا ہے اگر میں کسی کو حکم دیتا کہ وہ خدا کے سوا کسی اور کو سجدہ کرے تو میں حکم دیتا کہ ہمارے ضعیف اور تمام مکلّف شیعہ اُس شخص کو سجدہ کریں جو وصی رسول اللہؐ کے علوم کا واسطہ ہو اور محمدؐ کے بعد بہترین خلق اللہ یعنی علیؑ ابن ابی طالب کی خالص محبت رکھتا ہو اور حقوق خدا کے اظہار کی تصریح میں شدائد و بلیات کا متحمل ہو اور جو اپنے حقوق میں نے اس پر ظاہر کئے ہیں اُن میں سے کسی ایک کا منکر نہ ہو خواہ وہ پہلے سے اس حق کو جانتا ہو یا نہ جانتا ہو۔

بعد ازاں جناب رسالتمآبؐ نے فرمایا کہ ابلیس نے حق تعالیٰ کی نافرمانی کی اور ہلاک ہوا اس لیے کہ اسکی معصیت یہ تھی کہ اس نے حضرت آدمؑ پر تکبر کیا تھا اور حضرت آدمؑ نے درخت کا پھل کھانے میں خدا کی معصیت کی اور بچ گئے

کیونکہ انھوں نے اپنی معصیت کو محمدؐ و آلِ محمدؐ پر تکبر کرنے کیساتھ شامل نہ کیا تھا اس لیے کہ حق تعالیٰ نے آدمؑ کو وحی کی تھی کہ شیطان نے تیرے حق میں نافرمانی کی اور تجھ پر تکبر کیا اس لیے وہ ہلاک ہوا اور اگر وہ میرے حکم سے تیرے سامنے متواضع ہوتا اور میری عزت و جلالت کی تعظیم کرتا تو ضرور رستگار ہوتا جیسا کہ تو رستگار ہوا اور تو نے درخت کا پھل کھلاتے ہیں میری نافرمانی کی اور محمدؐ و آلِ محمدؐ کے واسطے فروتنی اور تواضع کرنے کے باعث نجات پائی اور اس لغزش کا ننگ و عار جو تجھ سے سرزد ہوئی تھی زائل ہو جائے گا پس تجھ کو چاہیئے کہ محمدؐ و آلِ محمدؐ کا واسطہ دے کر مجھ سے دعا کرتا کہ میں تیری حاجت پوری کروں۔ غرض حضرت آدمؑ نے محمدؐ و آلِ محمدؐ کو اپنا شفیع بنایا اور ان کا واسطہ دے کر دعا کی اور فلاح اور رستگاری کا اعلیٰ درجہ حاصل کیا اس لیے کہ اس نے ہم اہلبیتؑ کی محبت کے رستے کو مضبوط کر کے پکڑا۔

بعدازاں حضرتؐ نے اپنے اصحاب کو حکم دیا کہ رات کے نصف آخری کے شروع میں کوچ کریں اور تمام مسلمانوں میں منادی کرا دی کہ کوئی شخص آنحضرتؐ سے پہلے عقبہ پر نہ جائے اور جب تک حضرتؐ عقبہ سے نہ گزر لیں کوئی وہاں سے نہ گزرے۔ پھر حذیفہ کو حکم دیا کہ عقبہ کی جڑ میں بیٹھ کر دیکھتا رہ کہ کون شخص حضرتؐ سے پہلے عقبہ پر سے گزرتا ہے اور حضرتؐ کو آکر خبر دے اور حضرتؐ نے حذیفہؓ کو یہ حکم دیا تھا کہ ایک پتھر کے پیچھے چھپ رہے حذیفہؓ نے عرض کی کہ میں حضرتؐ کے لشکر کے سرداروں کے چہروں سے علاماتِ شر معلوم کرتا ہوں۔ اور یا رسول اللہؐ میں ڈرتا ہوں کہ اگر میں بن کوہ میں بیٹھوں تو جن لوگوں نے حضرتؐ کے قتل کی تدبیر کیلئے آپ سے پہلے وہاں جانے کا خوف ہے۔ ان میں سے کوئی میرے پاس آکر مجھ کو دیکھ لے اور مجھ کو آپکی خیر خواہی سے متہم جان کر اور خیال کر کے کہ میں انکے حال سے آپکو مطلع کر دونگا مجھ کو قتل کر ڈالے۔ تب حضرتؐ نے اس سے فرمایا کہ جب تو عقبہ کی جڑ میں پہنچے تو وہاں ایک بڑے پتھر کے پاس جانا جو بن عقبہ کی طرف ہے اور اس سے کہنا کہ رسولِ خداؐ تجھ کو حکم دیتا ہے کہ تو میرے لیے شگافتہ ہو جا تا کہ میں تیرے اندر داخل ہو جاؤں پھر اس سے کہنا کہ نیز رسولِ خدا یہ حکم دیتے ہیں کہ ایک سوراخ اپنے بیچ میں رکھنا جس میں سے میں عقبہ پر سے گزرنے والوں کو دیکھتا رہوں اور اس میں سے میرے سانس لینے کیلئے ہوا بھی آتی رہے تا کہ میں گھٹ کر نہ مر جاؤں جب تو پتھر سے جا کر یہ کہے گا تو وہ پروردگارِ عالم کے حکم سے تیرے کہنے کے موافق ہو جائے گا۔ الغرض حذیفہؓ نے حضرتؐ کا پیغام پتھر کو پہنچایا اور جو کچھ حضرتؐ نے فرمایا تھا اسی طرح وقوع میں آیا اور وہ پتھر کے جوف میں بیٹھ گیا

اور چوبیس آدمی اپنے اپنے اونٹوں پر سوار ہو کر آئے اور انکے پیادے ان کے آگے آگے تھے اور باہم فکر کرتے جاتے تھے یہاں جس کسی کو دیکھو خواہ کوئی ہو قتل کر ڈالو تا کہ کہیں جا کر محمدؐ کو ہمارے حال کی خبر نہ کر دے اور وہ یہ بات سن کر لوٹ جائے اور دن چڑھے بغیر عقبہ پر نہ چڑھے اور ہماری تدبیر یونہی بیکار جائے حذیفہؓ نے انکی یہ باتیں سنیں اور ان ملعونوں نے ہرچند تلاش کیا۔ مگر کسی کو نہ پایا اور حق تعالیٰ نے حذیفہؓ کو پتھر کے اندر چھپا رکھا تھا بعدازاں وہ لوگ جدا جدا ہو گئے بعض تو اس پہاڑ کے اوپر چڑھ گئے اور بعض راہِ متعارف سے پھر گئے اور بعض دامن کوہ میں دائیں اور بائیں کھڑے ہو گئے اور باہم کہنے لگے دیکھو محمدؐ کی موت کے سامان کیونکر بہم پہنچ گئے کہ وہ خود لوگوں کو اپنے سے پہلے عقبہ پر چڑھنے سے منع کرتا ہے تا کہ ہمارے لیے خلوت ہو جائے اور ہم آسانی سے اپنی تدبیر اس کے لیے عمل میں لائیں اور اس کے اصحاب کے پہنچنے سے پہلے پہلے اپنے کام سے فارغ ہو جائیں۔ اور خدا ان تمام دور و نزدیک کی آوازوں کو حذیفہؓ کے کانوں تک پہنچاتا تھا اور وہ یاد کرتا جاتا تھا۔ جب وہ لوگ پہاڑ میں اپنی اپنی مقررہ جگہوں پر قائم ہو گئے تو وہ پتھر قدرتِ خدا سے گویا ہوا اور حذیفہؓ سے کہا کہ رسولِ خداؐ کے پاس جا اور جو کچھ تو نے دیکھا اور سنا ہے اُن سے بیان کر حذیفہؓ نے اس سے کہا میں باہر کیونکر نکلوں کیونکہ اگر وہ لوگ مجھ کو دیکھ لیں گے تو اپنی جانوں کے خوف سے مجھ کو قتل کر ڈالیں گے کہ کہیں میں جا کر انکا حال حضرتؐ سے عرض نہ کر دوں۔ پتھر نے جواب دیا کہ جس خدا نے تجھ کو میرے اندر جگہ دی ہے اور اس سوراخ میں سے جو اس نے میرے اندر پیدا کیا ہے ہوا کو تیرے پاس پہنچایا ہے۔ وہی تجھ کو حضرتؐ تک پہنچا دے گا اور دشمنوں کے ہاتھ سے بچائے گا آخر کار جب حذیفہ نے اٹھنے کا ارادہ کیا۔ پتھر شگافتہ ہو گیا اور خدا نے اس کو ایک پرندے کی صورت میں تبدیل کر دیا اور وہ ہوا میں اڑنے لگا اور حضرتؐ کے پاس پہنچ کر زمین پر اترا اور حق تعالیٰ نے اس کو اصلی صورت میں منتقل کر دیا۔ پس حذیفہ نے جو کچھ دیکھا اور سنا تھا سب حضرتؐ کو سنایا۔ حضرتؐ نے فرمایا کیا تو نے سب کو ان کے چہرے دیکھ کر شناخت کیا۔ عرض کی انھوں نے اپنے چہروں پر نقاب ڈال رکھے تھے اور میں اکثر کو ان کے اونٹ دیکھ کر پہچانتا تھا۔ پھر جب انھوں نے اس مقام کو اچھی طرح دیکھ بھال لیا اور کسی کو وہاں نہ پایا تو نقاب اپنے چہروں سے اٹھا دیئے تب میں نے انکے منہ دیکھے اور سب کو پہچان لیا اور وہ فلاں فلاں چوبیس ۲۴ آدمی ہیں یہ سن کر حضرتؐ نے فرمایا اے حذیفہؓ جبکہ اللہ تعالیٰ محمدؐ کو قائم رکھنا چاہتا ہے تو یہ لوگ مجملہ مخلوقات سمیت بھی اسکو اپنی جگہ سے حرکت نہ دے سکتے۔

کیونکہ خدا اپنے امر کو محمدؐ کے بارے میں جاری کریگا اگرچہ کافر ناپسند کریں۔ پھر فرمایا اے حذیفہؓ تو اور سلمانؓ اور عمارؓ میرے ہمراہ چلو اور خدا پر توکل کرو اور جب ہم اس دُشوار گزار عقبہ (گھاٹی) سے گزر جائیں تو اور لوگوں کو ہمارے پیچھے آنے کی اجازت دو۔ پھر حضرتؐ اپنے ناقہ پر سوار ہو کر اُوپر کو چلے اور حذیفہؓ اور سلمانؓ دونوں میں سے ایک تو ناقہ کی مُہار پکڑے اسکو کھینچتا تھا اور دُوسرا پیچھے سے ہانکتا تھا اور عمارؓ ناقہ کے برابر برابر چلتے تھے اور وہ ملعون منافق اپنے اونٹوں پر سوار تھے اور ان کے پیادے اس عقبہ کے مختلف ٹیلوں پر مُقیم تھے اور جو لوگ کہ راستے کے اُوپر تھے انھوں نے مشکوں میں پتھر ڈال رکھے تھے کہ جب حضرتؐ ناقہ پر سوار ہو کر یہاں پہنچیں گے تو یہ مشکے اُوپر سے لڑھکا دینگے تاکہ ناقہ ڈر کر رسُولِ خدا سمیت اس کھوہ میں جا گرے جو اس قدر گہری ہے کہ اسکے دیکھنے سے جی ہَول کھاتا ہے آخر کار جب وہ پتھروں بھرے مشکے ناقہ کے قریب پہنچے تو حکمِ خدا سے بہت اُونچے ہو گئے اور جب ناقہ گزر گیا تو کھوہ میں جا گرے اور سب کا یہی حال ہُوا اور ان مشکوں کی کھڑکھڑاہٹ اس ناقہ کو محسُوس تک بھی نہ ہُوئی۔ پھر آنحضرتؐ نے عمارؓ سے فرمایا کہ پہاڑ پر چڑھ کر اپنا عصا ان کی اُونٹنیوں کے مُنہ پر مارے اور انکو نیچے گرا دے عمارؓ نے ایسا ہی کیا ناقے رم کرنے لگے اور بعض ان پر سے نیچے گر پڑے کسی کا بازو ٹوٹا کسی کا پاؤں اور کسی کا پہلو اور اس سبب سے ان کو نہایت تکلیف ہُوئی اور زخم بھرتے اور اچھا ہو جانے پر بھی مرتے دم تک نشان باقی رہے یہی سبب ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ حذیفہؓ اور امیر المومنینؑ کو منافقوں کا حال سب سے زیادہ معلوم ہے کیونکہ اس نے عقبہ کے نیچے بیٹھ کر ان لوگوں کو دیکھا تھا جو رسُولِ خدا سے پہلے اس پر چڑھے تھے اور خدا نے ان منافقوں کے شر سے اپنے حبیب اور رسُولؐ کو محفوظ رکھا اور حضرت بخیریت تمام مدینہ منورہ میں واپس تشریف لائے اور خدا نے ان لوگوں کو جو آنحضرتؐ کے ساتھ جنگ میں نہ گئے تھے جامہ ننگ و عار پہنایا نیز جن لوگوں نے علیؑ کے مارنے کی تدبیر کی تھی ان کے شر کو ولی خدا سے دُور کر کے ان کو ذلیل و خوار کیا۔

قولہٗ عزّوجلّ وَقَالُوا قُلُوبُنَا غُلْفٌ بَلْ لَّعَنَهُمُ اللهُ بِكُفْرِهِمْ فَقَلِيلًا مَّا يُؤْمِنُونَ

ترجمہ: اور ان یہودیوں نے کہا کہ ہمارے دل غلاف میں ہیں یا ظروفِ خیر و علوم ہیں ایسا نہیں بلکہ خدا نے ان کے کُفر کے باعث انکو خیر سے دُور کیا ہے۔ پس ان کا ایمان تھوڑا ہے اور تھوڑی چیزوں پر ایمان لائے ہیں۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَقَالُوا اور ان یہودیوں نے جنکو رسُولِ خدا نے

بہت سے معجزے دکھائے تھے جنکا ذکر آیہ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ کی تفسیر میں گزرا کہا کہ قُلُوبُنَا غُلْفٌ[1] ہمارے دل نیکیوں اور علموں کے برتن ہیں کہ ان کو گھیرے ہیں اور انکو شامل ہیں باوجود اس دعوے کے پھر بھی اے محمدؐ وہ لوگ تیری فضیلتوں کو نہیں پہچانتے جو کسی آسمانی کتاب میں درج ہوں یا کسی پیغمبر کی زبان سے نکلی ہوں۔ اب اللہ تعالیٰ ان کے دعویٰ کی تردید کرتا ہے اور فرماتا ہے بَلْ لَّعَنَهُمُ اللهُ بِكُفْرِهِمْ فَقَلِيلًا مَّا يُؤْمِنُونَ ان کے دل جیسا کہ وہ کہتے ہیں خیر و علوم کے ظروف نہیں ہیں بلکہ خدا نے ان کے کفر کے باعث ان کو خیر سے دُور کر دیا ہے۔ پس ان کا ایمان کم ہے خدا کی نازل کی ہوئی بعض چیزوں پر تو ایمان لاتے ہیں اور بعض کا انکار کرتے ہیں جبکہ انھوں نے محمدؐ کو اس کے سب اقوال میں جھٹلایا تو اکثر امور میں تو تکذیب کی (جو کہ محمدؐ پر نازل ہوئے تھے) اور بہت تھوڑے امور میں اس کی تصدیق کی (جو ان کے انبیا کے صحف میں درج تھے۔

اور جبکہ غُلْفٌ بسکون لام پڑھا جائے تو آیہ قَالُوا قُلُوبُنَا غُلْفٌ کے یہ معنی ہوں گے کہ یہودیوں نے کہا کہ ہمارے دِل پردے میں ہیں اس لیے ہم تیرے کلام اور تیری بات کو نہیں سمجھتے چنانچہ
پارہ ۲۴ سورۂ حم سجدہ ع ۱ خدا دوسرے مقام پر ان کے اس قول کو نقل فرماتا ہے وَقَالُوا قُلُوبُنَا فِي أَكِنَّةٍ مِّمَّا تَدْعُونَا إِلَيْهِ وَفِي آذَانِنَا وَقْرٌ وَمِن بَيْنِنَا وَبَيْنِكَ حِجَابٌ اور انھوں نے کہا کہ ہمارے دِل اس چیز سے جس کی طرف تو ہم کو بُلاتا ہے پردے میں ہیں اور ہمارے کانوں میں گرانی ہے (بہرے ہیں) اور تیرے اور ہمارے درمیان پردہ حائل ہے اور دونوں قرآتیں دُرست ہیں اور اس کے یعنی بسکون لام اور اس کے یعنی بضمتین دونوں کے قائل ہوتے ہیں۔

پھر جنابِ رسالتمآبؐ نے فرمایا اے یہودیو تم رسُولِ ربّ العالمین سے عناد رکھتے ہو اور پھر اس امر کا اقرار کرتے ہو کہ ہم اپنے گناہوں سے جاہل ہیں اور حقیقتِ حال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اجہل گناہاں کی صورت میں کسی کو عذاب نہ دیگا اور رسُولؐ سے عناد رکھنے والے سے اپنے عذاب کو بھی زائل نہ کریگا۔ دیکھو آدمؑ اپنے پروردگار سے اپنے گناہ کی مغفرت کا سوال توبہ کیساتھ کیا مگر تم باوجود اسکے کہ رسُولِ خدا سے عناد رکھتے ہو۔ کیونکر اپنی مغفرت طلب کرتے ہو کسی نے عرض کی یا رسُولؐ اللہ حضرت آدمؑ نے کیونکر توبہ کی تھی اس کی حکایت بیان فرمائیے حضرتؐ نے فرمایا کہ جب حضرتِ آدمؑ سے خطا (ترکِ اولیٰ) سرزد ہُوئی اور وُہ جنت سے نکالے گئے

[1] غلف بضمتین جمع غلاف بمعنی ظروف مجمع البحرین ۱۲

اور ان پر عتاب ہوا اور ان کو سرزنش کی گئی تو آدمؑ نے عرض کی اے پروردگار اگر میں توبہ کرلوں اور اپنے آپکو درست کرلوں پھر بھی تو مجھ کو جنت میں بھیج دیگا ارشاد ہوا اے آدم بیشک عرض کی اے پروردگار میں کیونکر کروں جو تائب ہوں اور تو میری توبہ کو قبول کرے۔ خدائے عزوجل نے فرمایا۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ میری ایسی تسبیح کر جسکے میں لائق ہوں اور اپنی خطا کا ایسا اقرار کر جسکے تو قابل ہے پھر میرے ان افضل مخلوقات بندوں کو میری طرف اپنا وسیلہ بنا جن کے نام میں نے تجھ کو سکھائے ہیں اور جن کے سبب سے میں نے تجھ کو فرشتوں پر فضیلت دی ہے اور وہ محمدؐ اور اسکی آلؑ اطہار اور اُس کے اصحاب اخیار ہیں غرض خدا کی توفیق سے آدمؑ نے اس طرح دُعا کی یاربِّ[1] لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَکَ وَبِحَمْدِکَ عَمِلْتُ سُوْٓءً وَّظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَارْحَمْنِیْ اِنَّکَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہِ الطَّیِّبِیْنَ وَخِیَارِ اَصْحَابِہِ الْمُنْتَجَبِیْنَ سُبْحَانَکَ وَبِحَمْدِکَ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ عَمِلْتُ سُوْٓءً وَّ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَتُبْ عَلَیَّ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَّاَصْحَابِہِ الْخَیِّرِیْنَ جب آدم علیہ السّلام دُعا سے فارغ ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اے آدم میں نے تیری توبہ قبول کرلی اور اُسکی علامت یہ ہے کہ میں تیرے بشرے کو جو متغیر ہوگیا ہے پاک صاف کردونگا اور اُس روز ماہِ رمضان کی تیرھویں تاریخ تھی تجھ کو چاہیئے کہ ان کے اگلے تین دنوں کے روزے رکھ اور یہ ایامِ بیض ہیں خدا ہر روز تیرے بشرے کا کچھ حصہ صاف کردیگا غرض آدمؑ نے روزے رکھے اور ہر روز ایک تہائی بشرہ صاف ہو جاتا تھا جب حضرت آدمؑ نے یہ حال دیکھا تو عرض کی کہ اے میرے پروردگار محمدؐ اور اُس کی آلؑ اطہار اور اُن کے اصحابؓ اخیار کی شان کس قدر بزرگ اور عظیم ہے۔ تب خدا نے وحی نازل کی اے آدمؑ اگر تو میرے بندے محمدؐ اور اسکی آل اطہار و اصحابؓ اخیار کے کنہ جلالت کو پہچانے تو تو اسکو ایسا درست رکھیگا جو تیرے سب اعمال سے افضل ہوگا۔ آدمؑ نے عرض کی اے پروردگار میرے سامنے بیان فرما تاکہ میں اُس کو پہچانوں ارشاد فرمایا اے آدمؑ اگر محمدؐ کو تمام نبیوں اور رسُولوں اور مقرب فرشتوں اور میرے تمام نیک اور

[1] یعنی اے پروردگار تیرے سوا کوئی قابلِ عبادت نہیں ہے تو پاک ہے اور میں تیری حمد کرتا ہوں میں نے گناہ کیا ہے اور اپنے نفس پر ظلم کیا ہے پس تو مجھ پر رحم کر کیونکہ تو ہی سب رحم کرنیوالوں سے زیادہ تر رحم کرنے والا ہے۔ واسطہ محمدؐ اور اُنکی آل اطہار اور اُن کے اصحاب نیکو کار و منتجبین کا تو پاک ہے اور میں تیری حمد کرتا ہوں۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا ہے پس تو محمدؐ اور آلِ محمدؐ اور انکے اصحاب اخیار کا واسطہ میری توبہ قبول کر۔ مترجم عفی عنہ

صالح بندوں کے ساتھ جو ابتدائے زمانہ سے آخر زمانہ تک ہونگے اور ثریٰ سے لیکر عرش تک تمام دُنیا کے ساتھ رکھ کر وزن کیا جائے تو محمدؐ ہی وزنی نکلے گا اور اگر ان کو اور اِن آلِ محمدؐ میں سے کسی ایک شخص کو تمام انبیاؑ کی آل کیساتھ تولا جائے تو وُہی زیادہ ہوگا اور اگر اسکے برگزیدہ اصحاب میں سے کسی ایک کو تمام انبیاؑ کے اصحاب کیساتھ وزن کیا جائے تو وُہ ایک ہی سب سے وزنی ہوگا۔ اے آدمؑ اگر کوئی ایک کافر یا انکی تمام جمعیت آلِ محمدؐ اور اس کے اصحابؓ اخیار میں سے کسی ایک کو دوست رکھے تو خدا اس عمل کے عوض میں اُسکا خاتمہ توبہ اور ایمان پر کرے اور پھر اسکو بہشت میں داخل کرے۔ کیونکہ حق تعالیٰ ہر شخص کو جو محمدؐ اور اُسکی آل اور اسکے اصحاب اخیار کا دوست ہے اس قدر اپنی رحمت سے مستفیض کرتا ہے کہ اگر ابتدائے زمانہ سے لیکر آخر زمانہ تک کی تمام مخلوق پر اس کو تقسیم کیا جائے اور وہ سب کافر ہوں تو سب کو کافی ہو اور انکی عاقبت بخیر ہو جائے یعنی وُہ خدا پر ایمان لے آئیں اور جنت کے حقدار ہو جائیں اور جو شخص کہ اس کی آلِ اطہارؑ واصحابؓ اخیار سے یا ان میں سے کسی ایک سے بُغض رکھتا ہو اس کو حق تعالیٰ ایسے سخت عذاب میں مُبتلا کریگا کہ اگر اُس کو تمام مخلوقِ خدا پر بانٹا جائے تو سب کو ہلاک کردے۔

قولہٗ عزّوجلّ وَلَمَّا جَآءَ ھُمْ کِتٰبٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰہِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَھُمْ وَکَانُوْا مِنْ قَبْلُ یَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَی الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فَلَمَّا جَآءَ ھُمْ مَّا عَرَفُوْا کَفَرُوْا بِہٖ فَلَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْکٰفِرِیْنَ ؁

ترجمہ: اور جب اُنکے پاس خدا کیطرف سے ایک کتاب آئی جو اُس کتاب کی تصدیق کرتی ہے جو ان کے پاس ہے اور وُہ خود کافروں پر فتحیابی طلب کیا کرتے تھے۔ مگر جب انکے پاس وہ چیز آئی جس کو وُہ پہچانتے تھے تو وُہ اسکے منکر ہوگئے (کافر ہوگئے) پس کافروں پر خُدا کی لعنت ہے۔

امام حسن عسکری علیہ السّلام نے فرمایا کہ خُدا یہودیوں کی مذمت کرتا ہے اور فرماتا ہے وَلَمَّا جَآءَ ھُمْ کِتٰبٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰہِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَھُمْ جب مذکورہ بالا یہودیوں اور دیگران کے یہودی بھائیوں کے پاس خُدا کی طرف سے ایک کتاب آئی کہ وُہ قرآن ہے جو کتاب توریت کی جو ان کے پاس موجود ہے اور جس میں بیان کیا گیا ہے کہ محمدؐ اُمی جو اولادِ اسمٰعیلؑ سے ہے علیؑ ولی خدا کیساتھ جو اسکے بعد تمام خلقِ خدا سے بہتر ہے تائید کیا گیا ہے تصدیق کرتی ہے وَکَانُوْا مِنْ قَبْلُ یَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَی الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اور یہ یہودی محمدؐ کی رسالت کے ظہور سے پہلے خُدا سے دُعا کرتے تھے کہ انکو ان کے کافر دشمنوں پر فتح و ظفر عطا فرما اور خدا ان کو ان کے دُشمنوں پر منصور اور فتحیاب کرتا تھا اب خدا فرماتا ہے فَلَمَّا جَآءَ ھُمْ مَّا عَرَفُوْا کَفَرُوْا بِہٖ

کہ جب ان یہودیوں کے پاس محمدؐ کی وہ نعت وصفات جنکو وہ پہچانتے تھے آئیں تو از روئے حسد اور سرکشی کے اسکی نبوّت کے منکر ہوگئے۔ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۝ پس کافروں پر خدا کی لعنت ہے۔

امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ کو اسکے ظہور سے پہلے یہودیوں کے اس پر ایمان رکھنے اور اس کے ذکر کرنے اور اس پر اور اسکی آلؑ اطہار پر درود بھیجنے سے اپنے دشمنوں پر فتح وظفر طلب کرنیکی خبر دی ہے۔ اور حق تعالیٰ نے اُن یہودیوں کو جو زمانۂ موسیٰؑ میں یا اسکے بعد ہوئے حکم دیا تھا کہ جب کوئی امر درپیش ہو یا کوئی مصیبت وارد ہو تو محمدؐ اور اسکی آل اطہار کا واسطہ دیکر مجھ سے دعا کیا کرو اور ان حضرات کے توسّل سے مدد مانگا کرو اور وہ برابر ایسا ہی کیا کرتے تھے۔ یہانتک کہ مدینہ کے یہودی آنحضرتؐ کے ظہور سے پہلے بہت برسوں تک ایسا کرتے رہے اور بلاؤں اور سخت مصیبتوں کو ٹالتے تھے اور حضرتؐ کے ظہور سے دس۱۰ برس پہلے کا ذکر ہے کہ مشرکوں کے ۲ دو قبیلے بنی اسد و بنی غطفان ان یہودیوں کے دشمن تھے اور ان کی ایذا رسانی کے درپے تھے مگر وہ محمدؐ و آلِ محمدؐ کا واسطہ دے کر خدا سے ان کے رفع شر کی دعا کرتے تھے۔ یہانتک کہ ایک دفعہ بنی اسد و بنی غطفان تین ہزار سوار لے کر حوالیٔ مدینہ میں یہودیوں کے ایک گاؤں پر حملہ آور ہوئے۔ یہودی بھی تین ۳۰۰ سو سوار لے کر ان کے مقابل ہوئے اور محمدؐ و آلِ محمدؐ سے متوسل ہو کر خدا سے دعا کی اور انکو شکست دی اور ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔ پھر ان دونوں قبیلوں نے صلاح کی کہ آؤ ان کے مقابلے کے لیے تمام قبائل سے مدد لیں سب قبیلوں نے انکو مدد دی اور وہ بہت ہو گئے یہانتک کہ انکی جمعیت تیس۳۰ ہزار تک پہنچ گئی اور اس جمعیت کثیر کو لے کر یہودیوں کے اس گاؤں پر چڑھ گئے وہ بیچارے ڈر کے مارے اپنے گھروں میں محصور ہو گئے اور ان مشرکوں نے پانی کی نہریں جو گاؤں میں جاتی تھیں بند کر دیں اور اشیائے خوردنی کا جانا بند کر دیا۔ یہودیوں نے امن کی درخواست کی۔ مگر اُنھوں نے قبول نہ کی اور جواب دیا کہ ہم تم کو قتل کرینگے اور قیدی بنائیں گے اور تمہارے اسباب لوٹ کر لیجائیں گے۔ ان کی یہ بات سُن کر یہودی آپس میں کہنے لگے۔ بتاؤ اب کیا تجویز کریں۔ انکے بزرگوں اور ذی رائے لوگوں نے جواب دیا کیا موسیٰؑ نے تمھارے اسلاف اور اخلاف کو یہ حکم نہ دیا تھا کہ محمدؐ و آلِ محمدؐ کے توسل سے طلب نصرت کیا کرنا اور شدائد و تکالیف کے موقع پر ان کا واسطہ دے کر خدا سے دعا مانگا کرنا وہ بولے اسی طرح کرو پھر انھوں نے اس طرح سے دعا کی اے پروردگار محمدؐ اور اسکی آلِ اطہار کا واسطہ ہم کو پانی سے سیراب کر کہ ظالموں نے ہمارے پانی کو روک لیا ہے اور پیاس کے مارے ہمارے جوان ضعیف اور بچے کمزور ہو گئے ہیں اور ہم سب جاں بہ لب

ہیں اُس وقت حق تعالیٰ نے ایک بہت بھاری اور مُوسلادھار بارش برسائی جس سے انکے حوض گھڑے اور نہریں اور تمام برتن بھانڈے پانی سے بھر گئے یہ حال دیکھ کر وہ کہنے لگے کہ یہ ایک نیکی ہے پھر اپنے کوٹھوں پر چڑھ کر اس لشکر کو جو ان کو محاصرہ کئے تھا دیکھنے لگے ناگاہ کیا دیکھتے ہیں کہ بارش نے انکو سخت ایذا دی ہے اور ان کے اسباب ہتھیاروں اور مال ومتاع کو خراب کر دیا ہے اور اس سبب سے بعض آدمی لشکر سے واپس چلے گئے اور اس کا باعث یہ تھا کہ یہ بارش بے وقت عین شدت گرما میں ہوئی تھی جبکہ مکہ میں نہیں برسا کرتی باقی لشکر والوں نے ان یہودیوں سے کہا بالفرض تم پانی سے سیراب ہو گئے کھانا کہاں سے کھاؤ گے اور اگر یہ لوگ یہاں سے چلے گئے ہیں تو ہم تو جبتک کہ تم پر اور تمھارے عیال واطفال اور مال ومتاع پر غالب نہ آجائیں اور تم کو ہلاک کر کے اپنے غیظ وغضب فرو نہ کر لیں یہاں سے ہٹ کر نہ جائیں گے۔ یہودیوں نے جواب دیا جس قادرِ مطلق نے محمدؐ و آلِ محمدؐ کا واسطہ دے کر ہمارے دُعا کرنے کے سبب ہم کو پانی سے سیراب کیا ہے وہی ہم کو کھانا پہنچانے پر بھی قادر ہے اور جسنے تم میں سے کچھ لوگوں کو یہاں سے واپس بھیج دیا ہے۔ وہی باقیوں کے واپس کرنے کی بھی قدرت رکھتا ہے بعد ازاں اُنھوں نے محمدؐ و آلِ محمدؐ کا واسطہ دے کر خدا سے دُعا کی کہ ہم کو طعام عطا فرما۔ فوراً انکی دُعا قبول ہوئی اور ایک بڑا قافلہ غلّہ لے کر وہاں آیا کہ دو ہزار اُونٹ، خچّر اور گدھے گیہوں اور آٹے سے لدے ہوئے انکے ہمراہ تھے اور ان کو اس لشکر کی کچھ خبر نہ تھی اور جب وہ قریب پہنچے تو اہلِ لشکر سو رہے تھے اور انکو ان کے آنے کی ذرا بھی خبر نہ ہوئی کیونکہ خدا نے انکی نیند کو بہت غافل کر دیا تھا یہانتک کہ قافلہ گاؤں میں داخل ہوا اور کوئی ان سے مزاحم نہ ہوا اور وہاں پہنچ کر اپنے بوجھوں کو وہاں ڈالا اور اہلِ قریہ کے ہاتھ فروخت کر کے وہاں سے روانہ ہو گئے اور لشکر سوتا چھوڑ کر دُور نکل گئے اور ان میں سے کسی کی آنکھ تک نہ کھلی جب قافلہ دُور نکل گیا تو لشکر والے بیدار ہوئے اور یہودیوں سے لڑنے کی تیاریاں کرنے لگے اور باہم ایک دوسرے سے کہتے تھے جلدی کرو جلدی کرو وہ بولے ارے انکو بھوک کی شدت ہو رہی ہے وہ جلدی مطیع ہو جائیں گے۔ یہودیوں نے جواب دیا کہ یہ بات بہت بعید ہے بلکہ ہمارے پروردگار نے ہم کو کھانا بھیجدیا ہے اور تم سوتے ہی رہے اور ہمارے پاس فلاں فلاں اناج پہنچ گئے اور اگر ہم تم کو قتل کرنا چاہتے تو کر سکتے تھے مگر ہم نے تم پر ظلم کرنا ناپسند کیا اب تم یہاں سے پھر جاؤ ورنہ ہم محمدؐ و آلِ محمدؐ کا واسطہ دے کر تمھارے حق میں بد دُعا کرینگے اور ان کے واسطہ سے خدا سے نصرت طلب کریں گے کہ وہ تم کو ذلیل وخوار کرے جیسا کہ اسنے ہم کو آب وطعام سے سیر وسیراب کیا اہل لشکر نے طغیان اور سرکشی کی راہ سے

انکار کیا تب انھوں نے محمدؐ و آلِ محمدؐ کا واسطہ دے کر ان کے حق میں خدا سے بد دُعا کی اور ان حضراتؑ کے واسطے سے نصرت طلب کی بعد ازاں وہ تین سو یہودی ان تیس ہزار کے مقابلے کو نکلے بعض کو قتل کیا اور بعض کو قید کر لیا اور ان کو شکست دے کر پسپا کیا اور اُن سے اپنے قیدیوں کیلئے عہد لیا اس لیے وہ یہودیوں کے قیدیوں کو اپنے قیدیوں کے ڈر سے کچھ تکلیف نہ دیتے تھے مگر جب آنحضرتؐ نے ظہور فرمایا تو اُن سے حسد کرنے لگے اس لیے کہ آپ اہلِ عرب سے تھے اور ان کی تکذیب کی۔

اور جناب رسُولِ خدا نے فرمایا ہے کہ جب یہودیوں نے محمدؐ و آلِ محمدؐ کا ذکر کر کے مُشرکوں پر فتحیاب ہونیکی دُعا کی تو خُدا نے ان کی کیسی نصرت کی۔ اے اُمتِ محمدؐ آگاہ ہو جب تم پر مُصائب اور شدائد وارد ہوں تو تم بھی محمدؐ و آلِ محمدؐ کا ذکر کیا کرو تا کہ اللہ تعالیٰ اس ذکر کی بدولت تمہارے فرشتوں کو ان شیطانوں پر جو تمہارے آزار کے درپے ہیں منصور اور فتحیاب کرے اور تم میں سے ہر ایک کے ساتھ ایک فرشتہ دائیں طرف ہوتا ہے جو اسکی نیکیاں لکھتا رہتا ہے اور ایک فرشتہ بائیں طرف ہوتا ہے جو اسکی بُرائیاں درج کرتا ہے اور ہر ایک کے ساتھ ابلیس کی طرف سے دو شیطان بھی رہتے ہیں جو اس کو بہکاتے ہیں جب وہ بندے کے دل میں وسوسہ ڈالیں اور وہ خدا کا ذکر کرے اور کہے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ وَ صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهِ الطَّيِّبِيْنَ[1] تو وہ دونوں شیطان ذلیل ہو کر واپس چلے جاتے ہیں اور جا کر ابلیس لعین سے شکایت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم اسکے مُعاملے میں عاجز ہو گئے ہیں تو اور شیطانوں سے ہماری مدد کر پھر وُہ مردُود اُن کی امداد کرتا ہے یہانتک کہ ردو بدل ہوتے ہوتے ہزار سرکش دیو ان کی مدد کیلئے روانہ کرتا ہے تب وہ جمع ہو کر اس بندے کی طرف آتے ہیں اور جب وہ اس کا ارادہ کرتے ہیں تو وہ اللہ کا ذکر کرتا ہے اور محمدؐ و آلِ محمدؐ پر درُود بھیجتا ہے اس سبب سے راہ چارہ ان ملاعنہ پر مسدُود ہو جاتی ہے اور وہ اس پر قابُو نہیں پا سکتے آخر کار ابلیس سے جا کر کہتے ہیں کہ یہ تیرے سوا اور کسی کا کام نہیں ہے تُو ہی اپنے لشکر سمیت جا کر اسکو راہِ حق سے پھرا اور بہکا تب وہ اپنا لشکر لے کر ادھر کا ارادہ کرتا ہے اس وقت خدا ندا کرتا ہے اے میرے فرشتو دیکھو ابلیس ملعون اپنا لشکر لے کر میرے فلاں بندے یا کنیز کیطرف چلا ہے تم بھی ان سے جنگ کرو الغرض اللہ تعالیٰ ہر شیطان رجیم کے مُقابلے میں ایک لاکھ فرشتوں کو بھیجتا ہے اور وہ آگ کے گھوڑوں پر سوار ہاتھوں میں آگ کی تلواریں۔ نیزے۔ کمانیں۔ تیز چھُریاں

[1] خُدائے بلند و بزرگ کے سوا اور کسی کو طاقت اور قوت نہیں ہے اور خدا محمدؐ اور اسکی آل اطہار پر درُود بھیجے۔

اور دیگر ہتھیار لیے ہوتے ہیں اور برابر ان سے ان ملعُونوں کو زخمی کرتے ہیں اور انکو قتل کرتے ہیں اور ابلیس کو قید کر کے ان ہتھیاروں کے نیچے اس کو دھر لیتے ہیں۔ تب وہ عرض کرتا ہے اے میرے پروردگار تُو نے وعدہ کیا ہے کہ میں تجھ کو روزِ قیامت تک زندہ رکھونگا۔ اس وقت حق تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے اے فرشتو میں نے اس سے یہ وعدہ کیا ہے کہ اسکو موت نہ دُونگا اور یہ وعدہ نہیں کیا کہ اس پر ہتھیاروں اور عذابوں اور درد و آلام کو مُسلط نہ کرونگا تم اسکو اپنے حربوں سے زخمی کرو میں اس کو مارنے کا نہیں تب وُہ اس کو زخم لگاتے ہیں اور چھوڑ دیتے ہیں اور وہ برابر اپنے لیے اور اپنی قتل شُدہ اولاد کیلئے اشکہائے گرم آنکھوں سے برساتا رہتا ہے اور اس کا کوئی زخم مندمل نہیں ہوتا جبتک کہ مُشرکوں کے کفر کی آوازیں اُس کے کان میں نہیں پہنچتیں اگر وہ مومن ہمیشہ طاعت و ذکرِ خدا پر قائم رہے اور محمدؐ و آلِ محمدؐ پر درُود بھیجا کرے تو ابلیس کے وُہ زخم برابر موجود رہتے ہیں اور اگر وُہ بندہ غافل ہو جائے اور مخالفت و عصیانِ الٰہی میں پڑ جائے تو اس ملعون کے سب زخم بھر جاتے ہیں پھر وُہ اس بندۂ مومن پر قابُو پا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ گھوڑے کی طرح اس کے مُنہ میں لگام دیتا ہے اور اُسکی پیٹھ پر زین رکھ کر سوار ہو جاتا ہے پھر آپ اُتر پڑتا ہے اور اپنے کسی شاگرد شیطان کو اسکی پُشت پر سوار کرتا ہے اور اپنے اصحاب سے مخاطب ہو کر کہتا ہے تم کو یاد ہوگا کہ اس شخص کی طرف سے ہم کو کس قدر ذلت اُٹھانی پڑتی تھی اور اب یہ ہمارا ایسا مطیع ہو گیا ہے کہ ہم اس پر سوار ہوتے ہیں۔

پھر آنحضرتؐ نے فرمایا اگر تم چاہو کہ ابلیس کو ہمیشہ آنکھوں کی گرمی اور زخموں کے الم میں مُبتلا رکھو تو تُم ہمیشہ طاعتِ الٰہی اور ذکرِ خداوندی میں مشغول رہو اور محمدؐ و آلِ محمدؐ پر درُود بھیجا کرو اور اگر تم اس سے غافل ہوئے تو ابلیس کے قیدی بن جاؤ گے اور اس کے بعض سرکش شاگرد تمہاری پُشت پر سوار ہو کر رہینگے

اور جناب امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ زمانۂ سلف میں یہ بات مشہور و معروف تھی کہ جب محمدؐ اور علیؑ اور انکی آل اطہار کا واسطہ دے کر خدا سے سوال کیا جائے تو دُعا قبول ہو جاتی ہے اور سب حاجتیں پوری ہو جاتی ہیں یہانتک کہ جب کسی شخص کی مصیبتوں کو طُول ہو جاتا تھا تو کہا کرتے تھے کہ یہ طول اس وجہ سے ہے کہ محمدؐ اور ان کی آل اطہار کا واسطہ دے کر خدا سے دُعا کرنا اس کو فراموش ہو گیا ہے۔

اور ان حضرات کا واسطہ دے کر دُعا کرنے سے تین شخصوں کو عجیب کشائش حاصل ہُوئی ہے جو کسی جنگل میں پہاڑ کی طرف چلے جاتے تھے کہ پانی کے ایک سیلاب نے انکو آ لیا اور انکو ایک غار میں جس کو وہ جانتے تھے پناہ لینی پڑی

غرض وہ غار میں داخل ہوئے تاکہ بارش سے محفوظ رہیں اور غار کے اُوپر ایک بہت بڑا پتھر تھا جسکے پیچھے مٹی تھی اور وہ اس مٹی کے اُوپر دھرا تھا وہ مٹی پانی سے تر ہوگئی اور پتھر اپنی جگہ سے لڑھک کر غار کے مُنہ پر آرہا اور اسکو بند کردیا اور تمام غار میں تاریکی چھاگئی یہ حال دیکھ کر وہ آپس میں کہنے لگے کہ ہمارا نشان مٹ گیا اور خبر معدوم ہوگئی اور ہمارے گھر والوں کو ہمارا حال معلوم نہ ہوگا اور اگر معلوم بھی ہوا تو بھی ہم کو کچھ فائدہ نہ ہوگا کیونکہ آدمیوں میں اس پتھر کو یہاں سے الٹ دینے کی طاقت کہاں۔ خدا کی قسم یہ ہماری قبر ہے اسی میں ہم مریں گے اور یہیں سے قیامت کو اٹھیں گے پھر باہم ذکر کرنے لگے کہ کیا مُوسیٰ ابن عمران اور اسکے بعد کے پیغمبروں نے یہ حکم نہیں دیا کہ جب کوئی مصیبت پیش آیا کرے تو محمدؐ و آلِ محمدؐ کا واسطہ دے کر خدا سے دُعا کیا کریں وہ بولے کہ ہاں پھر کہنے لگے کہ ہم نہیں جانتے اس سے بڑھ کر اور کونسی مصیبت ہوگی۔ آؤ محمدؐ اشرف و افضل مخلوقات اور انکی آل اطہار کا واسطہ دے کر خدا سے دُعا کریں اور ہم میں سے ہر شخص اپنی ایک ایک نیکی کو جو محض خدا کے لیے کی گئی ہو ذکر کرے اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری مصیبت کو دُور کرے تب ایک نے عرض کی اے خدا تجھ کو معلوم ہے کہ میں ایک بڑا مالدار شخص تھا اور میری حالت بہت اچھی تھی اور محل و مکانات اور حویلیاں تعمیر کراتا تھا اور بہت سے مزدور میرے ہاں کام پر لگے ہوئے تھے اور ان میں ایک شخص تھا جو دو آدمیوں کے برابر کام کرتا تھا۔ جب شام ہوئی تو میں نے اکہری مزدوری اسکے سامنے پیش کی۔ مگر اُس نے نہ لی۔ اور بولا کہ میں نے دو مزدوروں کے برابر کام کیا ہے۔ اِس لیے میں دوہری اُجرت چاہتا ہوں۔ میں نے اس سے کہا کہ میں نے تو ایک آدمی کے کام کی شرط کی ہے دُوسرے کا تجھے اختیار ہے اسکی اُجرت کچھ نہ ملے گی۔ یہ بات سُن کر وہ شخص ناراض ہوگیا اور اپنی مزدوری میرے ذمے چھوڑ کر چلا گیا۔ بعد ازاں میں نے اس کی مزدوری کے داموں کے گیہوں خریدے اور اس کو بویا اور وہ بہت بڑھے اور خوب نشو و نما پائی پھر جو گیہوں پیدا ہوئے ان کو پھر زمین میں بو دیا اور وہ خوب بڑھے پھر جو پیدا ہوئے ان کو پھر بویا اور وہ خوب پھُولے پھلے اور میں برابر ایسا ہی کرتا رہا یہاں تک کہ میں نے اس کی قیمت میں بہت سی زمینیں مجل۔ گاؤں۔ گھر۔ مکانات۔ حویلیاں۔ اُونٹوں۔ گاؤں اور بکریوں کے گلے۔ لدو اُونٹوں اور چار پاؤں کے ریوڑ گھر کے سامان اور اسباب۔ غلام اور لونڈیاں۔ فرش و آلات اور بڑی بڑی نعمتیں اور بے شمار درہم و دینار خرید کیے۔ چند سال کے بعد وہ مزدور پھر میرے پاس آیا اور اس کی حالت بہت ردی ہوگئی تھی اور نہایت کمزور اور ضعیف ہو رہا تھا اور

مُفلسی اور تنگدستی اُس پر غالب آگئی تھی اور نظر کمزور ہوگئی تھی اور آکر مجھ سے کہنے لگا آیا تُو مجھے پہچانتا ہے میں وُہی تیرا مزدور ہوں جو اُس روز اکہری اُجرت پر ناراض ہو کر اور اپنی بے پروائی کے سبب اس کو یہیں چھوڑ کر چلا گیا تھا آج میں محتاج ہوں اور اُتنی ہی پر راضی ہوں لاؤ وُہی دیدے۔ میں نے جواب دیا کہ اے بھائی سنبھال یہ تمام زمینیں۔ گاؤں۔ محل و مکان۔ حویلیاں۔ عمارتیں۔ اُونٹ۔ گائے اور بکریوں کے گلّے۔ لدو اُونٹوں اور چار پاؤں کے ریوڑ اور یہ تمام اسباب اور سامان۔ لونڈیاں اور غلام۔ فرش اور آلات اور یہ بڑی بڑی نعمتیں اور یہ تمام درہم و دینار ہائے کثیر تیرا ہی مال ہے ان کو سنبھال خدا تجھ کو مُبارک کرے یہ سب تیرے ہی ہیں۔ میری یہ بات سُن کر وہ شخص رو پڑا۔ اور بولا اے بندۂ خدا تُو نے میری مزدوری اتنے دنوں تک روکے رکھی۔ اب بھی مجھ سے ہنسی کرتا ہے میں نے کہا میں کیا ہنسی کرتا ہوں میں تو واقعی امر بیان کرتا ہوں لے یہ سب کچھ تیری مزدوری کا نتیجہ ہیں۔ یہ تمام اسی سے پیدا ہوتے ہیں۔ اصل چیز تیری تھی اور یہ تمام فروعات اس اصل کے تابع ہیں اس لیے یہ بھی تیرے ہی ہیں آخر کار میں نے وہ تمام چیزیں اس کے حوالے کر دیں۔ اے اللہ اگر تیرے نزدیک یہ کام میں نے تیرے ثواب کی اُمید اور تیرے عذاب کے خوف سے کیا ہے تو محمدؐ کا واسطہ جو افضل و اکرم خلائق اور سردار اولین و آخرین ہے اور جس کو تُو نے سب پر شرف دیا ہے اور اسکی آل کا واسطہ جو تمام انبیا کی آل سے افضل ہے اور اس کے اصحاب کا واسطہ جو تمام انبیا کے اصحاب سے مکرم ہیں اور اسکی اُمت کا واسطہ جو تمام اُمتوں سے بہتر ہے ہم سے اِس بلا کو دُور کر غرض اس شخص کی دُعا قبول ہوئی اور اس پتھر کا تیسرا حصہ ہٹ گیا اور روشنی اندر داخل ہوئی اور اُجالا ہوگیا۔

پھر دُوسرا شخص یُوں عرض کرنے لگا اے خدا تجھ کو معلوم ہے کہ میرے پاس ایک گائے تھی اور میں شام کو اس کا دُودھ نکال کر پہلے اپنی ماں کے پاس لے جایا کرتا تھا پھر اس کا جھُوٹا اور بچا ہُوا دُودھ اپنے اہل و عیال اور بال بچوں کے لیے لے کر جاتا تھا۔ ایک رات کا ذکر ہے کہ مجھ کو کسی وجہ سے دیر ہوگئی اور میری ماں سو گئی اور میں دُودھ لیے اسکے سرہانے کھڑا رہا اور اس کے جاگنے کا منتظر رہا اور میں نے یہ جرأت نہ کی کہ اس کو میٹھی نیند سے بیدار کروں اور میرے بال بچے بھُوکے اور پیاسے چیختے رہے مگر میں نے اُن کے رونے پیٹنے کی ذرا پروا نہ کی اور اسی طرح کھڑا رہا۔ یہانتک کہ وہ بیدار ہوئی اور میں نے دُودھ اس کو پلایا اور باقی بچا ہوا لے کر اپنے کنبے اور بال بچوں کے پاس گیا اے خدا اگر تیرے نزدیک

میں نے یہ کام محض تیرے ثواب کی اُمید اور تیرے عذاب کے خوف سے کیا ہے تو محمدؐ کا واسطہ جو افضل و اکرم خلائق اور سردارِ اوّلین و آخرین ہے اور جس کو تُو نے سب پر شرف دیا ہے اور اسکی آل کا واسطہ جو تمام پیغمبروں کی آل سے افضل ہے اور اسکے اصحاب کا واسطہ جو تمام انبیا کے اصحاب سے مکرّم اور افضل ہیں اور اُس کی اُمّت کا واسطہ جو تمام اُمتوں سے بہتر ہے ہم سے اس بلا کو دور کر پس اُس کی دُعا قبول ہُوئی اور وُہ پتھر ایک تہائی اور ہٹ گیا اور اُن کو نجات کی امید قوی ہو گئی۔

پھر تیسرا کہنے لگا اے خدا تجھ کو معلوم ہے کہ میں نے بنی اسرائیل میں سے ایک نہایت خوبصورت عورت کی خواہش کی اور اسکی طرف راغب ہوا۔ عورت نے سو دینار مجھ پر لازم کئے اس وقت میرے پاس کچھ بھی موجود نہ تھا۔ اس لیے میں نے تری خشکی۔ میدان اور پہاڑ کو طے کیا اور بڑے بڑے خطروں میں اپنی جان کو ڈالا اور جنگل اور بیابان طے کئے اور چار برس تک طرح طرح کے مہالک اور مخاطر میں پڑا۔ جب جاکر وُہ سَو دینار جمع کر کے اُس کو دیئے اور اس کے نفس پر قابو پایا۔ جب میں اُس مقام پر بیٹھا جہاں مرد اپنی عورت کے بیٹھا کرتا ہے تو اس کے اعضا لرزنے لگے اور مجھ سے کہنے لگی اے بندۂ خدا میں کنواری لڑکی ہوں۔ خدا کی مُہر کو حکمِ خدا کے بغیر مت توڑ مجھ کو حاجتمندی اور سختی نے اس امر پر مجبور کیا ہے جو میں نے تجھ کو اپنے بدن پر مختار کیا۔ اس کی یہ بات سن کر میں اس کو چھوڑ کر وہاں سے اُٹھ کھڑا ہُوا اور وُہ سو دینار بھی اس کے پاس چھوڑے۔ اے اللہ اگر تیرے نزدیک میں نے یہ کام محض تیرے ثواب کی اُمید اور تیرے عذاب کے خوف سے کیا ہے تو محمدؐ کا واسطہ جو افضل و اکرم خلائق اور سردارِ اوّلین و آخرین ہے اور جس کو تُو نے سب پر شرف دیا ہے اور اُسکی آل کا واسطہ جو تمام پیغمبروں کی آل سے افضل ہے اور اسکے اصحاب کا واسطہ جو تمام انبیا کے اصحاب سے مکرّم اور افضل ہیں اور اسکی اُمت کا واسطہ جو تمام اُمتّوں سے بہتر ہے ہم سے اِس بلا کو دُور کرو۔ جب اُسکی دُعا ختم ہُوئی تو اس پتّھر کا باقی حصہ بھی ہٹ گیا اور لڑھک گیا اور ایسی فصیح زبان سے جو صاف سمجھ میں آتی تھی کہتا تھا تم نے اپنی نیک نیتوں کی بدولت نجات پائی اور محمدؐ افضل و اکرم خلائق سیّدِ اوّلین و آخرین اور اس کی آل افضل آل جملہ انبیا اور اسکے اصحاب مومنین و بزرگ ترین اور اس کی اُمت کے نیکو کاروں کے واسطے سے کامیابی حاصل کی اور درجاتِ عالیہ پر فائز ہُوئے۔

قولہٗ عزّوجلّ بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ اَنْ يَّكْفُرُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بَغْيًا اَنْ يُّنَزِّلَ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۚ فَبَآءُوْ بِغَضَبٍ عَلٰى غَضَبٍ ؕ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝ ترجمہ: وُہ چیز بُری ہے جس کے عوض اُنھوں نے اپنے نفسوں کو بیچا اور وُہ خدا کی نازل کی ہُوئی کتاب کا انکار کرنا ہے اس بات پر سرکشی کے سبب کہ خدا اپنے فضل کو جس بندے پر چاہتا ہے نازل کرتا ہے۔ پس ان پر ایک غضب پر دُوسرا غضب پڑا اور ذلیل و خوار کرنے والا عذاب خاص کافروں کے واسطے ہے۔

امام حسن عسکری علیہ السّلام نے فرمایا کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ یہودیوں کی مذمّت کرتا ہے اور ان کے محمدؐ کی نبوت کے مُنکر ہونے میں ان کے فعل کو عیب لگاتا ہے اور فرماتا ہے بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ وُہ چیز بُری ہے جس کے عوض میں انھوں نے اپنے نفسوں کو فروخت کیا ہے۔ یعنی ان کو لغو اور فضول امور کے عوض بیچا جو ان کو پہنچتے تھے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اِن کو حکم دیا تھا کہ ان کو طاعتِ خداوند کے عوض خدا کے ہاتھ بیچ ڈالیں تاکہ ان کے نفس اور ان کے عوض آخرت کی نعمتوں سے بہرہ ور ہونا ان کے ہاتھ میں رہے مگر انھوں نے وُہ سودا نہ کیا بلکہ ان کو اس چیز کے عوض فروخت کیا جس کو عداوت رسُولِ خدا میں خرچ کیا تاکہ اُن کی دنیوی عزت اور جاہلوں پر ان کی سرداری بنی رہے اور محرمات کو حاصل کریں اور انھوں نے کمینہ لوگوں سے ناندہ مالوں کو حاصل کیا اور ان کو راہِ ہدایت سے منحرف کیا اور گمراہی کے رستوں پر ان کو قائم کر دیا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بَغْيًا اَنْ يُّنَزِّلَ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ۔ اور وُہ بُری چیز ان کا خدا کی نازل کردہ چیز کا انکار کرنا ہے جو خدا نے حضرتِ موسیٰؑ پر نازل کی ہے اور وہ تصدیقِ محمدؐ ہے اور ان کا انکار بغاوت اور سرکشی کے باعث تھا اور خدا اپنے فضل کو جس بندے پر چاہتا ہے نازل کرتا ہے ان کا یہ مُنکر ہونا صرف اس چیز کے اوپر سرکشی اور حسد کرنے کی وجہ سے تھا جسکو خدا نے اپنے فضل سے اپنے نبیؐ پر نازل کیا اور وہ قرآن ہے جس میں اسکی نبوت کو بیان کیا ہے اور اسکے ذریعہ سے اسکے آیات و معجزات کو ظاہر کیا ہے فَبَآءُوْ بِغَضَبٍ عَلٰى غَضَبٍ پس انھوں نے اس حالت میں رجوع کی کہ ان پر خدا کی طرف سے ایک غضب پر دُوسرا غضب تھا غضب اوّل کا وقت وُہ تھا جبکہ انھوں نے عیسیٰ ابنِ مریمؑ کی تکذیب کی پس حق تعالیٰ نے ان کو ذلیل و خوار بندر بنا دیا اور عیسیٰؑ ابنِ مریمؑ کی زبانی اُن پر لعنت کی اور غضب دوم

اُس وقت نازل ہُوا جبکہ اُنھوں نے حضرت محمدؐ کو جھٹلایا تب اللہ تعالیٰ نے محمدؐ اور اس کی آل اور اصحاب اور امّت کی تلواروں کو اُن پر مسلّط کیا۔ یہاں تک کہ اُنھوں نے بزورِ شمشیر ان کو اپنا مطیع کیا یا تو بطوع و رغبت مسلمان ہوگئے یا ذلّت و خواری کے ساتھ جزیہ ادا کیا۔

اور جناب امیر المومنین علیہ السلام نے روایت کی ہے کہ مَیں نے جناب رسالت مآبؐ کو کہتے ہُوئے سُنا ہے کہ جس شخص سے کسی علم کی بابت سوال کیا جائے اور وہ اس کو پوشیدہ کرے حالانکہ ظاہر کرنا واجب ہو اور تقیہ کا عُذر بھی زائل ہو چکا ہو۔ جب وُہ میدانِ حشر میں وارد ہوگا تو آگ کی لگام اُس کے مُنہ میں پڑی ہوگی۔

اور جابرؓ ابنِ عبداللہ انصاری خدمت امیر المومنین علیہ السّلام میں حاضر ہوا۔ جناب امیرؑ نے اس سے فرمایا اے جابرؓ اِس دُنیا کا قیام چار شخصوں پر ہے اوّل وُہ عالم جو اپنے علم کو استعمال کرے دوئم وُہ جاہل جو علم سیکھنے سے انکار نہ کرے۔ سوئم وہ مالدار جو اپنے مال سے بخشش کرے۔ چہارم وُہ فقیر جو اپنی آخرت غیر کی دُنیا کے بدلے نہ بیچ ڈالے۔ اے جابرؓ جس بندے پر خدا کی نعمتیں زیادہ ہوتی ہیں لوگ اکثر اپنی حاجتیں لے کر اسکی طرف جاتے ہیں پس اگر وُہ شخص ایسے کام کرتا ہے جو خدا نے اس پر واجب کیئے ہیں تو ان نعمتوں کو دائمی اور باقی رہنے والی کر لیتا ہے اور اگر واجبات الٰہی کے ادا کرنے میں کوتاہی کرتا ہے تو ان کو معرضِ زوال و فنا میں ڈالتا ہے۔ اس کے بعد حضرتؑ نے یہ اشعار فرمائے۔

اشعار اَحسَنَ الدُّنیَا وَاِقبَالَهَا اِذَا اَطَاعَ اللّٰہَ مَن نَّالَهَا یعنی دُنیا اور اس کا اِقبال بہت ہی اچھا ہے جبکہ اس کا حاصل کرنے والا اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرے۔ مَن لَّم یُوَاسِ النَّاسَ مِن فَضلِهٖ عَرَّضَ لِلاِدبَارِ مِن اِقبَالِهَا جو کوئی کہ اپنی بزرگی اور فضل سے لوگوں کی غمخواری نہ کرے وُہ اپنے اِقبال کو معرضِ ادبار میں ڈالتا ہے فَاحذَر زَوَالَ الفَضلِ یَا جَابِرُ وَاَعطِ مِن دُنیَاکَ مَن سَالَهَا اے جابرؓ فضیلت کے زائل ہونے سے ڈر اور اپنی دولت دُنیا میں سے سائلوں کو عطا کر فَاِنَّ ذَا العَرشِ جَزِیلُ العَطَآءِ یُضعِفُ بِالجَنَّةِ اَمثَالَهَا کیونکہ خداوندِ عرش بڑی بخشش کرنے والا ہے اس سے چند در چند نعمتیں جنت میں عطا فرمائے گا۔ بعد ازاں ارشاد فرمایا۔ اے جابرؓ جبکہ عالم علم کو اس کے اہل سے پوشیدہ کرے اور جاہل ضروری اور لابدی علم کے سیکھنے سے باز رہے اور مالدار نیکی کرنے میں بُخل کرے اور مُحتاج اپنے دین کو غیر کی دُنیا کے

عوض بیچ ڈالے تو خدا کی بلائیں اور اس کے عذاب جلیل اور عظیم ہو جاتے ہیں۔

قولہٗ عزّوجلّ وَاِذَا قِیلَ لَهُم اٰمِنُوا بِمَآ اَنزَلَ اللّٰهُ قَالُوا نُؤمِنُ بِمَآ اُنزِلَ عَلَینَا وَیَکفُرُونَ بِمَا وَرَآءَهٗ وَهُوَ الحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَهُم قُل فَلِمَ تَقتُلُونَ اَنبِیَآءَ اللّٰهِ مِن قَبلُ اِن کُنتُم مُّؤمِنِینَ ۝ ترجمہ اور جب ان یہودیوں سے کہا جاتا ہے کہ تم اس چیز پر ایمان لاؤ جس کو خدا نے نازل کیا ہے تو وہ جواب میں کہتے ہیں کہ ہم اس چیز پر ایمان لاتے ہیں جو ہم پر نازل کی گئی ہے اور وہ اس کے ماسوا کے مُنکر ہیں حالانکہ وہ حق ہے اور اس چیز کی تصدیق کرتی ہے جو ان کے پاس موجود ہے۔ اے محمدؐ تو ان سے کہہ دے کہ اگر تم مومن ہو تو تم (یعنی تمھارے آباؤ اجداد) اس سے پہلے پیغمبرانِ خدا کو کیوں قتل کیا کرتے تھے۔

امام حسن عسکری علیہ السّلام نے فرمایا کہ خدا فرماتا ہے وَاِذَا قِیلَ لَهُم کہ جب یہودیوں سے جن کا ذکر پہلے گزرا کہا جاتا ہے کہ اٰمِنُوا بِمَآ اَنزَلَ اللّٰهُ تم اس کتاب پر ایمان لاؤ جو خدا نے محمدؐ پر نازل کی ہے اور وہ قرآن ہے جو حلال و حرام اور فرائض و احکام پر مشتمل ہے تب وہ یہودی قَالُوا نُؤمِنُ بِمَآ اُنزِلَ عَلَینَا وَیَکفُرُونَ بِمَا وَرَآءَهٗ وَهُوَ الحَقُّ جواب دیتے ہیں کہ ہم توریت پر ایمان لاتے ہیں جو ہم پر نازل ہوئی ہے اور وہ اس کے ماسوا پر ایمان نہیں لاتے حالانکہ وہ کتاب جس کو وُہ یہودی ماسوا میں داخل کرتے ہیں وہ حق ہے کیونکہ وہ کتاب منسوخ کی جس کو خدا نے پہلے بھیجا تھا۔ ناسخ ہے اب خدا اپنے پیغمبرؐ سے خطاب کر کے فرماتا ہے اے محمدؐ قُل فَلِمَ تَقتُلُونَ اَنبِیَآءَ اللّٰهِ مِن قَبلُ اِن کُنتُم مُّؤمِنِینَ ۝ ان یہودیوں سے کہدے کہ اگر تم توریت پر ایمان رکھتے ہو تو اس سے پہلے تمھارے بزرگ پیغمبرانِ خدا کو کس لیے قتل کرتے تھے یعنی توریت میں تو پیغمبروں کے قتل کرنے کا کہیں حکم نہیں دیا گیا جبکہ تم نے انبیاء کو قتل کیا تو ثابت ہوا کہ تم توریت پر جو تم پر نازل ہوئی ہے ایمان نہیں لائے کیونکہ اس میں قتل انبیا کی حُرمت درج ہے ایسا ہی جب تم محمدؐ اور قرآن پر جو اُس پر نازل ہوا ہے ایمان نہ لائے حالانکہ اُس کتاب (توریت) میں اُس پر ایمان لانے کا حکم دیا گیا ہے تو اس سے بھی یہی نتیجہ نکلا کہ تم اب بھی توریت پر ایمان نہیں رکھتے۔

جناب رسُولِ خدا نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ جو کوئی قرآن پر ایمان نہیں لاتا وہ توریت پر بھی ایمان نہیں رکھتا کیونکہ خدا نے ان سے عہد لے لیا ہے کہ میں اُس شخص کا ایمان قبول نہ کرونگا جو

ایک پر ایمان لائے جبتک کہ وہ دوسری پر بھی ایمان نہ رکھتا ہو اسی طرح اللہ تعالیٰ نے علیؑ ابن ابی طالب کی ولایت پر ایمان لانا فرض کیا ہے جس طرح محمدؐ پر ایمان لانا فرض کیا ہے پس جو کوئی یہ کہے کہ میں نبوت محمدؐ پر ایمان رکھتا ہوں اور علیؑ کی ولایت کا منکر ہوں وہ محمدؐ کی نبوت پر بھی ایمان نہیں لایا کیونکہ جب خدا قیامت کے دن تمام مخلوقات کو محشور کرے گا تو پروردگارِ عالم کی طرف سے ایک منادی ایسی ندا کریگا جس سے اُن کے ایمان اور کفر میں تمیز ہو جائیگی اور وہ کہے گا اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اور دوسرا منادی پکاریگا اے گروہ ہائے مخلوقات تم بھی اس کلمہ کے کہنے میں اس کا ساتھ دو۔ اس وقت دہریہ اور معطلہ[1] فرقے تو گونگے ہو جائیں گے اور ان کی زبانیں نہ چلیں گی باقی سب لوگ ان کلمات کو کہیں گے اس طرح دہریہ گونگے پن کے سبب باقی مذاہب والوں سے جدا ہو جائیں گے بعد ازاں منادی ندا کریگا اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اس کلمۂ شہادت کو مشرکانِ مجوس و نصاریٰ اور بت پرستوں کے سوا سب لوگ کہیں گے اور مشرک لوگ سب گونگے ہو جائیں گے اور اس طرح جملہ خلائق سے الگ ہو جائیں گے پھر منادی ندا کریگا اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ تمام مسلمان اس شہادت کو اپنی زبان پر جاری کرینگے اور یہود و نصاریٰ اور تمام مشرکین گونگے پن کے سبب اس کو ادا نہ کر سکیں گے پھر آخر میدانِ قیامت سے ایک ندا آئیگی کہ انکو جنت کی طرف لے چلو۔ اسی اثنا میں ناگاہ خدا کی طرف سے ایک اور ندا آئیگی کہ وَقِفُوْھُمْ اِنَّھُمْ مَّسْئُوْلُوْنَ انکو ٹھہراؤ کہ ان سے سوال کیا جائے گا۔ یہ ندا سن کر وہ فرشتے جو ان لوگوں کو انکے نبوتِ محمدؐ کی شہادت دینے کے سبب جنت میں لے جانے کو کہتے تھے عرض کریں گے اے پروردگار یہ لوگ کیوں ٹھہرائے جائیں اتنے میں ایک اور ندا جانب پروردگار سے آئیگی کہ وَقِفُوْھُمْ اِنَّھُمْ مَّسْئُوْلُوْنَ عَنْ وِلَایَۃِ عَلِیِّ ابْنِ اَبِیْ طَالِبٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ ان کو ٹھہراؤ کہ ان سے علیؑ ابن ابی طالب اور آلِ محمدؐ کی ولایت کی بابت سوال کیا جائیگا اے میرے بندو اور اے میری کنیزو میں نے ان کو محمدؐ کی شہادت کیساتھ ایک اور شہادت کا بھی حکم دیا ہے اگر اس کو ادا کرینگے تو اپنے ثوابوں کو زیادہ کریں گے اور اپنی موجودہ نیکیوں کو بڑھائینگے اور اگر اس کو ادا نہ کیا تو نبوتِ محمدؐ اور میری ربوبیت کی شہادت دینے سے انکو کچھ حاصل نہیں ہے جو کوئی اس شہادت کو لے کر آیا ہے وہ کامیاب اور رستگار ہوگا اور جو کوئی اس کو نہیں لایا وہ ہلاک ہوگا۔ اس وقت ایک پارہ ۲۳ سورہ والصّٰفّٰت ع ۲

[1] معطلہ وہ فرقہ ہے جو وجودِ خدا کا تو قائل ہے مگر یہ سمجھتا ہے کہ جو کچھ اس کو کرنا تھا کر چکا۔ اب اس کو کام کی ضرورت نہیں ہے۔ لہٰذا اب بیکار ہی بیٹھا ہے۔ ۱۲ سید محمد ہارون قبلہ مدظلہ العالی۔

شخص کہے گا کہ میں علیؑ کی ولایت کا شاہد اور آلِ محمدؐ کا محب ہوں حالانکہ وہ اس دعویٰ میں کاذب ہوگا اور اس کو گمان ہوگا کہ میں جھوٹ بول کر نجات پا جاؤنگا۔ اس سے پروردگارِ عالم فرمائے گا۔ اے شخص ہم تیرے اس دعویٰ پر علیؑ سے شہادت لیں گے پھر فرمائیگا اے ابوالحسنؑ تو شہادت دے وہ عرض کرینگے اے پروردگار جنت خود ہی میرے دوستوں کی شاہد ہے اور دوزخ میرے دشمنوں کا گواہ ہے جو ان میں سے راست گو ہے اسکی طرف جنت کی ہوائیں آئیں گی اور اس کو اٹھا کر بہشت کی بلند منزلوں اور غرفوں میں لے جائیں گی اور فضلِ خدا سے دار المقامہ میں اس کو اتاریں گی کہ اس میں نہ کسی قسم کی تکلیف پہنچے گی اور نہ کسی طرح کی سستی اور درماندگی عارض ہوگی اور جو لوگ ان میں جھوٹے ہیں جہنم کی گرم ہوائیں اور گرم پانی اور اس کا سایہ (دوزخ کی آگ کا دھواں) جو تین شاخوں والا ہے کہ نہ وہ سایہ کرتا ہے اور نہ شعلوں سے بچاتا ہے اس کی طرف آئینگے اور اس کو اٹھا کر ہوا میں اونچا کریں گے اور آتشِ جہنم میں جا کر ڈال دینگے۔

جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا ہے اے علیؑ اس سبب سے تم قَسِیْمُ النَّار ہو کہ تم جہنم سے کہو گے کہ یہ شخص تیرے واسطے ہے اور یہ میرے واسطے۔

اور جابرؓ ابن عبداللہ انصاری نے روایت کی ہے کہ ایک دن عبداللہ ابن صوریا جناب رسولِ خداؐ کی خدمت میں حاضر ہوا حضرتؐ نے فرمایا اے کانڑے یہودی کے لڑکے یہودی گمان کرتے ہیں کہ تو کتب سماوی اور علوم انبیا کا سب سے زیادہ ماہر ہے تب اس نے بہت سے مسئلے آزمائشی طور پر حضرتؐ سے دریافت کیے حضرتؐ نے ایسے جواب دیئے جن میں اس کو مجالِ انکار نہ ہوئی پھر عرض کی اے محمدؐ خدا کی طرف سے یہ خبریں کون تیرے پاس لاتا ہے۔ فرمایا جبرئیلؑ عرض کی اگر کوئی اور فرشتہ یہ خبریں لایا کرتا تو میں آپ پر ایمان لے آتا مگر منجملہ تمام فرشتوں کے جبرئیلؑ تو ہمارا دشمن ہے اگر میکائیل وغیرہ سوائے جبرئیلؑ کے آپکے پاس خبریں لایا کرتا تو میں آپؐ پر ایمان لے آتا فرمایا تم نے جبرئیلؑ کو اپنا دشمن کس وجہ سے قرار دیا اس نے عرض کی کہ وہ بنی اسرائیل پر بلائیں اور شدتیں نازل کرتا تھا اور اس نے دانیال کو بخت نصر کے قتل سے منع کیا یہاں تک کہ اس نے زبردست اور قوی ہو کر بنی اسرائیل کو ہلاک کیا اسی طرح ہر خوف اور سختی جبرئیل ہی لیکر نازل ہوتا ہے اور میکائیل ہم پر رحمت لیکر آیا کرتا ہے حضرتؐ نے فرمایا وائے ہو تجھ پر تو امر الٰہی سے جاہل اور ناواقف ہے اور اگر جبرئیلؑ ان امور میں جو خدا تمہارے باب میں کرنا چاہتا ہے خدا کی اطاعت کرے تو اس کا کیا گناہ دیکھو ملک الموت بھی تمہارا دشمن ہے کہ خدا نے اس کو تمام مخلوق کی روحیں قبض کرنے کے لیے مقرر کیا ہے جن میں تم بھی داخل ہو۔ تم نے دیکھا ہوگا

کہ ماں باپ اپنی اولاد کی بھلائی کی خاطر زجر و توبیخ کر کے انکو مکروہ اور ناگوار دوائیں پلاتے ہیں تو کیا یہ درست ہے کہ اولاد اس سختی کے سبب ماں باپ کو اپنا دشمن سمجھے مگر تم لوگ اللہ سے ناواقف ہو اور اسکی حکمت سے غافل۔ میں شہادت دیتا ہوں کہ جبرئیل اور میکائیل خدا کے حکم سے کام کرتے ہیں اور اس کے مطیع و فرمانبردار ہیں اور جو کوئی ان دونوں میں سے کسی ایک کو دشمن رکھتا ہے وہ دوسرے کا بھی دشمن ہے اور جو کوئی یہ گمان کرتا ہے کہ میں ایک کا دوست ہوں اور دوسرے کا دشمن وہ جھوٹا ہے۔ دیکھو محمدؐ رسول اللہ اور علیؑ دونوں بھائی ہیں جس طرح جبرئیلؑ اور میکائیل دونوں بھائی ہیں اور جو کوئی ان دونوں کو دوست رکھے وہ دوستانِ خدا میں داخل ہے اور جو کوئی دونوں سے بغض رکھے وہ دشمنانِ خدا میں شامل ہے اور جو کوئی کسی ایک سے بغض رکھے اور گمان کرے کہ دوسرے کو دوست رکھتا ہوں وہ جھوٹا ہے اور وہ دونوں اُس سے بیزار ہیں، اور اسی طرح جو کوئی مجھ اور علیؑ دونوں میں سے کسی ایک سے بغض رکھے پھر گمان کرے کہ میں دوسرے کو دوست رکھتا ہوں ہم دونوں اس سے بیزار ہیں اور خدا اور اس کے فرشتے اور نیک بندے سب اس سے بیزار اور ناخوش ہیں۔

قولہٗ عزّوجلّ وَلَقَدْ جَآءَكُمْ مُّوسٰى بِالْبَيِّنٰتِ ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ ۝

ترجمہ: اور البتہ موسیٰؑ تمہارے پاس معجزات لے کر آیا تھا پھر تم نے اس کے پیچھے گوسالہ پرستی اختیار کی تھی اور اپنے نفسوں پر ظلم کیا تھا۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ مذکورہ بالا یہودیوں سے فرماتا ہے وَلَقَدْ جَآءَكُمْ مُّوسٰى بِالْبَيِّنٰتِ البتہ موسیٰؑ تمہارے پاس معجزات باہرہ لے کر آیا تھا جو اسکی نبوّت اور محمدؐ کے اشرف و افضل خلائق ہونے پر دلالت کرتے تھے اور جن سے علیؑ کی خلافت اور وصایت کا ذکر اور اس کے بعد کے ائمہ علیہم السلام کا حال معلوم ہوتا تھا ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِهٖ پھر اس کے پہاڑ پر جانے کے بعد تم نے بچھڑے کو خدا قرار دیا اور اس کے خلیفہ (ہارونؑ) کی مخالفت کی جس کی خلافت پر اس نے نص کیا تھا اور اس کو اپنے بعد تم پر اپنا جانشین کر دیا تھا اور وہ ہارون تھا وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ اور تم اس فعل کے مرتکب ہونے سے کافر اور ظالم ہو گئے۔

ایک دن کا ذکر ہے کہ رسولِ خداؐ کسی باغ میں تشریف لے گئے جو نہایت آراستہ و پیراستہ تھا علیؑ نے عرض کی یا رسول اللہؐ یہ باغ کیسا اچھا ہے! فرمایا اے علیؑ تمہارے واسطے جنّت میں اس سے بہتر باغ ہے پھر حضرتؐ دوسرے باغ میں تشریف لے گئے اور وہاں بھی جناب امیرؑ نے اس باغ کی تعریف کی اور وہی جواب پایا یہاں تک کہ

حضرتؐ کا گزر سات باغوں سے ہوا اور علیؑ ہر دفعہ عرض کرتے تھے یہ باغ کیا ہی خوب ہے اور حضرتؐ ہر دفعہ ارشاد فرماتے تھے یا علیؑ تمہارے لیے جنّت میں اس سے بہتر باغ موجود ہے پھر رسولِ خداؐ پر اس قدر رقت طاری ہوئی کہ امیر المومنینؑ بھی اُن کے رونے سے رونے لگے پھر عرض کی یا رسول اللہؐ آپ کس لیے گریہ فرماتے ہیں فرمایا اے میرے بھائی اے ابوالحسنؑ قوم کے سینوں میں تیرے کینے بھرے ہیں جنکو وہ میرے بعد ظاہر کریں گے عرض کی میرا دین تو سلامت رہیگا؟ فرمایا ہاں تیرا دین سلامت رہیگا عرض کی یا رسول اللہ جبکہ میرا دین سلامت ہے تو مجھ کو کچھ غم نہیں ہے فرمایا اسی لیے تو خدا نے تجھ کو محمدؐ کا تابع اور اپنی خوشنودی اور مغفرت کی دعوت کرنیوالا حلال زادوں کو (تم سے محبت رکھنے کے سبب) جزا دینے والا اور حرامزادوں کو (تم سے بغض رکھنے کے سبب) سزا دینے والا اور قیامت کے دن محمدؐ کے عَلم کا اُٹھانیوالا اور پیغمبر اور رسولوں اور صابروں کو میرے عَلم کے سایہ میں جنّت کی طرف لیجانے والا مقرر کیا ہے یا علیؑ موسیٰؑ کے بعد اسکے اصحاب نے گوسالہ پرستی اختیار کی اور اسکے خلیفہ ہارونؑ کی مخالفت کی اور عنقریب میری اُمت بھی گوسالہ کو اختیار کریگی۔ اسکے بعد ایک اور گوسالہ کو اور اسکے بعد ایک اور کو اور تیری مخالفت کریگی اور تو میرا خلیفہ ہے یہ میری اُمت کے لوگ گوسالہ کو اختیار کرنے میں قوم موسیٰؑ کے مشابہ ہیں مگر جو لوگ تیرے موافق اور مطیع ہونگے وہ جنت رفیع اعلیٰ میں میرے ہمراہ ہونگے اور جو لوگ میرے بعد گوسالہ کو اختیار کرینگے اور تیری مخالفت کرینگے اور کبھی اس سے تائب اور پشیمان نہ ہونگے وہ قوم موسیٰؑ کے ان گوسالہ پرستوں کے ساتھ محشور ہونگے جو اپنے اس فعل سے تائب نہ ہوئے اور وہ ہمیشہ آتشِ جہنّم میں رہیں گے۔

ابو یعقوب راوی تفسیر روایت کرتا ہے کہ میں نے امام حسن عسکریؑ سے عرض کی اے فرزندِ رسولؐ آیا رسولِ خداؐ اور امیر المومنینؑ کے بھی ایسے معجزے تھے جو موسیٰؑ کے معجزات و آیات کے مشابہ تھے حضرتؑ نے فرمایا کہ علیؑ نفسِ رسولؐ ہے اور رسولِ خداؐ کے معجزے عین علیؑ کے معجزے ہیں اور علیؑ کے معجزے رسولِ خداؐ کے معجزے ہیں اور کوئی معجزہ ایسا نہیں ہے جو خدا نے کسی نبی یا رسول گزشتہ کو عطا کیا ہو اور اس کے مشابہ یا اس سے بہتر محمدؐ کو عنایت نہ کیا ہو۔ دیکھو موسیٰؑ کا عصا اژدہا بن کر جادوگروں کی تمام لاٹھیوں اور رسّیوں کو نگل گیا آنحضرتؐ کو اس سے افضل اور بہتر معجزہ عطا ہوا تھا اور اس کا قصہ اس طرح سے ہے کہ ایک دفعہ یہودیوں کا ایک گروہ حاضرِ خدمت ہوا اور حضرتؐ سے بہت سے سوال کئے اور مجادلہ کیا اور حضرتؐ نے ان کے سوالوں کے انہی کی کتاب سے جواب دیئے۔ پھر اُنھوں نے عرض کی اے محمدؐ اگر تو پیغمبر ہے تو ہم کو عصائے

موسیٰؑ کی نظیر دکھلا۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ میں جو کتاب تمہارے پاس لے کر آیا ہوں وہ عصائے موسیٰؑ سے بہتر ہے کیونکہ وہ میرے بعد قیامت تک باقی رہے گی اور تمام دشمنانِ و مخالفانِ دین سے متعرض ہوگی اور کوئی شخص اس کی ایک صورت کے مقابلے پر بھی قادر نہ ہوگا اور عصائے موسیٰؑ جاتا رہا اور اُس کے بعد باقی نہ رہا جو اس کو کوئی آزما سکے۔ جس طرح قرآن باقی رہے گا اور برابر اُس کی آزمائش ہوتی رہے گی تاہم میں ایک معجزہ دکھاتا ہوں جو عصائے موسیٰؑ سے بڑا اور نہایت عجیب ہوگا۔ یہودیوں نے عرض کی دکھلایئے۔ فرمایا موسیٰؑ اپنے عصا کو ہاتھ سے ڈال دیا کرتے تھے اور قبطی کافر کہتے تھے کہ موسیٰؑ اپنے عصا میں کچھ فریب کرتا ہے جو اس سے ایسا وقوع میں آتا ہے اور اللہ تعالیٰ میری حقیقت کے لیے لکڑیوں کو اژدہا بنائے گا کہ نہ تو میں ان کو اپنا ہاتھ لگاؤں گا اور نہ خود وہاں موجود ہوں گا۔ جب تم اپنے گھروں کو واپس جاؤ گے اور رات کو اُس مکان میں جمع ہوگے تو خدا اسکی چھت کی سب کڑیوں کو اژدہا بنا دیگا اور وہ کڑیاں تسو سے کچھ زیادہ ہیں ان کو دیکھ کر تم میں سے چار آدمی کے پتے پھٹ کر مر جائیں گے اور باقی تم سب کل صبح تک غش میں پڑے رہو گے۔ پھر اور یہودی تمہارے پاس آئیں گے اور تم سارا ماجرا اُن سے بیان کرو گے اور وہ تمہاری بات کا یقین نہ کریں گے بعد ازاں دوسری دفعہ وہ کڑیاں تمہارے اور اُن کے سامنے اژدہا بن جائیں گی جس طرح رات کو بنی تھیں یہ حال دیکھ کر ان میں سے بہت سے آدمی مر جائیں گے اور بہت سے دیوانے ہو جائیں گے اور بہت سے غش کر جائیں گے امام علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اُس خدا کی قسم ہے جس نے محمدؐ کو سچا نبیؐ کر کے بھیجا ہے یہ بات سُن کر وہ یہودی حضرتؐ کے سامنے بیباک ہو کر ہنسنے لگے نہ ذرا شرم کی اور نہ کچھ خوف کیا اور آپس میں کہنے لگے دیکھو اس نے بڑا دعویٰ کیا ہے اور کیسا اپنی حد سے باہر نکل گیا ہے حضرتؐ نے ان سے فرمایا اگرچہ تم اس وقت ہنستے ہو مگر عنقریب روؤ گے اور حیران ہوگے۔ پس جس پر یہ حالت طاری ہو اور اپنی موت اور دیوانگی سے خوف کرے اس کو چاہیئے کہ اس طرح سے دُعا کرے کہ اے خدا محمد مصطفےٰؐ اور علی مرتضیٰؑ اور ان کے جانشینوں کا واسطہ کہ جو کوئی ان کے امر امامت کو ان کے سپرد کرے اس کو تو برگزیدہ اور پسندیدہ کرتا ہے مجھ کو اس حادثہ کے دیکھنے کی قوت عطا فرما اور اگر ان مُردوں میں سے کوئی اس کا دوست ہو اور وہ اس کا زندہ ہونا چاہے۔ اس کو چاہیئے کہ اسی طرح سے دُعا کرے حق تعالیٰ اس کو زندہ کر دے گا اور قوت عطا کرے گا۔

الغرض وہ لوگ وہاں سے جا کر اس جگہ جمع ہوئے اور آنحضرتؐ اور ان کے اس قول پر کہ کڑیاں اژدہا بن جائیں گی ہنسنے لگے ناگاہ انھوں نے سُنا کہ چھت میں حرکت پیدا ہوئی اور یکایک تمام کڑیاں اژدہا بن گئیں اور اپنے سروں کو دیواروں پر لٹکا لیا اور ان کی طرف بڑھے کہ جا کر ان کو لقمہ کر لیں جب ان کے پاس پہنچے تو پہلے ان کو چھوڑ کر گھر کے مٹکوں۔ گھڑوں۔ کوزوں۔ چوڑے چوڑے پتھروں۔ کرسیوں اور لکڑیوں۔ چوکھٹوں اور کواڑوں کا قصد کیا اور ان سب چیزوں کو نگل گئے اور جو کچھ حضرتؐ نے فرمایا تھا ظہور میں آگیا کہ چار آدمی تو مر گئے اور کچھ دیوانے ہو گئے اور بہت سے اپنی جانوں سے ڈرے اور حضرتؐ کے ارشاد کے موافق دُعا کی اور ان کے دل قوی ہو گئے۔ پھر کسی نے ان چار مُردوں پر وہی دُعا پڑھی اور وہ زندہ ہو گئے۔ جب انھوں نے یہ حال دیکھا تو بولے کہ یہ دُعا مستجاب ہے اور محمدؐ سچا پیغمبر ہے مگر اس کی تصدیق اور پیروی ہم کو دشوار معلوم ہوتی ہے اس لیے مناسب ہے کہ ہم اسی طرح سے دُعا کریں تا کہ ہمارے دل اس پر ایمان لانے اور اس کی تصدیق کرنے اور اس کے اوامر و نواہی کی اطاعت کرنے کے لیے نرم ہو جائیں۔ آخر کار انھوں نے دُعا کی اور خدائے بزرگ و برتر نے ایمان کو ان کا محبوب بنایا اور اس کو ان کے دلوں میں پاکیزہ کیا اور کفر کو ان کے لیے مکروہ اور ناپسندیدہ کیا اور وہ خدا اور اس کے رسولؐ پر ایمان لائے۔

جب صبح ہوئی تو اور یہودی وہاں آئے اور کڑیاں رات کی طرح اژدہاؤں کی صورت ہو گئیں تو وہ یہ حال دیکھ کر حیران و ششدر رہ گئے اور شقاوت ان پر غالب ہوئی۔

اور ید بیضا کی نظیر جو معجزہ آنحضرتؐ کو عطا ہوا تھا وہ اس سے افضل اور ہزار دفعہ بڑھ کر تھا۔ کیونکہ جب کبھی حضرتؐ اندھیری رات میں حسنؑ اور حسینؑ سے ملنا چاہتے تھے اور وہ حضرات اپنے گھر ہوتے تھے تو اُن کو آواز دیتے تھے اے ابو محمدؑ اور اے ابو عبداللہؑ میرے پاس آؤ اور باوجود اس فاصلے کے آپکی آواز اُن حضرات تک پہنچتی تھی اور وہ آواز سُنتے ہی آنحضرتؐ کی طرف روانہ ہوتے تھے اُس وقت حضرتؐ انہ انگشتِ شہادت سے اشارہ کرتے تھے اور اس کو دروازے سے باہر نکال دیتے تھے تب چاند اور سورج سے بھی کہیں زیادہ روشنی پھیل جاتی تھی اور اس روشنی میں وہ دونوں سردارانِ جوانانِ بہشت اپنے نانا کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے بعد ازاں اُنگلی اپنی اصلی حالت پر آجاتی تھی جب حضرتؐ ان کی ملاقات اور باتوں سے اپنا مطلب پورا کر چکتے تھے تو دونوں شہزادوں کو

گھر واپس جانے کی اجازت دیتے تھے۔ پھر اپنی انگشتِ شہادت کو اسی طرح دروازے سے باہر نکال دیتے تھے اور سورج اور چاند سے زیادہ تر روشنی پھیل جاتی تھی اور وہ دونوں معصومؑ اس روشنی میں اپنے گھر واپس جاتے تھے بعد ازاں اُنگلی اپنی اصلی حالت پر عود کر جاتی تھی۔

معجزۂ طوفان

اور طوفان جیسا کہ خدا نے قبطیوں پر بھیجا تھا اسی طرح آنحضرتؐ کے معجزے کے طور پر مشرکوں پر بھی بھیجا اور اس کا قصہ اس طرح سے ہے کہ آنحضرتؐ کے اصحاب ثابت بن افلح نے کسی جہاد میں ایک مُشرک کو قتل کیا تھا اور اس مقتول کی عورت نے نذر مانی تھی کہ اس قاتل کی کھوپڑی میں شراب پیونگی جب اُحد کا معرکہ ہوا اور مسلمانوں کو اس میں سخت صدمہ پہنچا تو ثابت مذکور بھی کسی ٹیلے پر مارا گیا۔ جب مُشرک چلے گئے اور آنحضرتؐ اپنے اصحاب سمیت اپنے ہمراہیوں کی تجہیز و تکفین میں مصروف ہوئے تو وہ عورت ابوسفیان کے پاس آئی اور آکر اس سے درخواست کی کہ کسی آدمی کو میرے غلام کے ہمراہ ثابت کی لاش بھیجدے کہ وہ جا کر اس کا سر کاٹ لائے تاکہ میں اپنی نذر پوری کردوں اور اس کی کھوپڑی میں شراب پیوں اور جب اس کے غلام نے ثابت کے قتل کی بشارت اس کو پہنچائی تھی تو اس کو آزاد کر دیا تھا اور ایک لونڈی اُس کو عطا کی تھی۔ الغرض جب اس نے آ کر ابوسفیان سے درخواست کی تو اُس نے رات کے وقت اپنے ہمراہیوں میں سے دو سو دلیر اور قوی ہیکل جوانوں کو روانہ کیا کہ ثابت کا سر کاٹ لائیں اور لا کر اُس عورت کو دیدیں آخرکار وہ لوگ روانہ ہوئے اسی اثنا میں ایک ایسی آندھی چلی کہ اس لاش کو نشیب میں اُڑا کر لے گئی وہ لوگ ثابت کا سر کاٹنے کے ارادہ سے لاش کے پیچھے چلے اتنے میں بارش برسنے لگی اور اس قدر پانی برسا کہ وہ دو سو مرد سب کے سب غرق ہو گئے اور اس لاش اور ان دو سو مردوں کا کہیں نشان تک نہ ملا اور خدا نے اس مشرکہ کے ارادہ کو پورا نہ ہونے دیا۔ پس حضرتؐ کا معجزہ قبطیوں کے طوفان سے بہت بڑھ کر ہے۔

معجزۂ ٹڈی دل

اور ٹڈی دل جو بنی اسرائیل پر بھیجا گیا تھا خدا نے اس سے بہت بڑا اور عجیب نبی محمدؐ کے دشمنوں پر بھیجا کیونکہ ان پر ٹڈی کو اس لیے بھیجا تھا کہ ان کو کھا جائے اور موسیٰؑ کے ٹڈی دل نے قبطیوں کے آدمیوں کو نہیں کھایا تھا بلکہ اُس نے ان کی زراعت کو چٹ کیا تھا اور اس کا قصہ اس طرح سے ہے کہ ایک دفعہ آنحضرتؐ شام کی طرف سفر کو تشریف لے گئے جب وہاں سے مکہ کو واپس آنیکا ارادہ کیا تو دو سو نفر یہودی حضرتؐ کے قتل کرنے کے ارادہ سے پیچھے لگ گئے کہ ایسا نہ ہو کہ خدا دولتِ یہود کو ان کے ہاتھ سے برباد کر دے۔ اس لیے حضرتؐ کے قتل پر کمربستہ ہوئے حالانکہ حضرتؐ ہمیشہ قافلہ میں رہتے تھے مگر ان کو آپ پر ہاتھ اُٹھانے کی جرأت نہ پڑتی تھی اور حضرتؐ کا دستور تھا کہ جب رفع حاجت کا ارادہ کرتے تھے تو لوگوں سے دور فاصلے پر تشریف لے جاتے تھے یا درختوں میں یا کسی دور کے کھنڈرات میں پوشیدہ ہو جایا کرتے تھے۔ القصہ ایک روز معمول کے موافق قافلہ سے دور تشریف لے گئے اور دشمنانِ دین پیچھے لگے اور جا کر ہر طرف سے احاطہ کر لیا اور تلواریں سونت کر قتل پر آمادہ ہو گئے اس وقت اللہ تعالیٰ نے حضرتؐ کے پاؤں کے نیچے سے اس ریگستان میں بیشمار ٹڈیوں کو ظاہر کیا اور انھوں نے نکل کر ان یہودیوں کو گھیر لیا اور کھانے لگیں۔ یہ حال دیکھ کر ان کو اپنی پڑ گئی اور ادھر کا خیال چھوٹ گیا جب حضرتؐ رفع حاجت سے فارغ ہوئے تو اُن کو ٹڈی دل میں چھوڑ قافلہ میں تشریف لائے۔ قافلے والوں نے دریافت کیا کہ وہ لوگ جو آپ کے پیچھے گئے تھے کیا ہوئے کہ اُن میں سے کوئی بھی واپس نہ آیا۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ وہ میرے قتل کرنے کے ارادے سے آئے تھے۔ خدا نے ان پر ٹڈیوں کو مسلط کیا ہے اور آپ اپنی بلا میں گرفتار ہیں جب انھوں نے جا کر دیکھا تو کیا دیکھتے ہیں کہ بعض تو مر گئے ہیں اور بعض مرنے کے قریب ہیں اور ٹڈیاں انکو کھا رہی ہیں وہ کھڑے دیکھتے رہے یہاں تک کہ ٹڈیاں ان کو خرد بُرد کر گئیں اور ایک ذرہ بھی ان کے جسم کا باقی نہ چھوڑا۔

اور معجزہ قمل (جُوں) کی نظیر اس طرح وقوع میں آئی کہ جب آنحضرتؐ نے اپنے امرِ نبوت کو مدینہ میں ظاہر کیا اور آپ کی شان و منزلت وہاں بہت بڑھ گئی تو ایک روز اپنے اصحاب سے خدا کا اپنے انبیا کے امتحان کرنے اور اطاعتِ خدا کے باعث اذیتوں میں انکے صبر کرنیکا حال بیان کیا اور اثنائے وعظ میں ارشاد فرمایا کہ رکن و مقام کے مابین ستر پیغمبروں کی قبریں ہیں جو فقط بھوک اور جوؤں کے صدمے سے فوت ہوئے ہیں جب یہ بات بعض یہودی منافقوں اور قریشی سرکش کافروں نے سُنی تو آپس میں مشورہ کیا کہ محمدؐ کو بھی ان ہی سے ملحق کرو۔ چلو اپنی تلواروں سے اسکو قتل کریں تاکہ جھوٹی باتیں نہ بنایا کرے۔ آخرکار یہ صلاح ٹھہری کہ جب کبھی آنحضرتؐ کو مدینہ کے باہر اکیلا پائیں سب چل کر گرد سے احاطہ کر لیں اور وہ سب دو سو آدمی تھے ایک روز کا ذکر ہے کہ آپ تن تنہا مدینے کے باہر تشریف لے گئے اور ان مردودوں نے پیچھا کیا اتفاقاً ان میں سے ایک کو اپنے کپڑوں میں جوئیں نظر پڑیں پھر اس نے جوؤں کے سبب اپنے

بدن اور پیٹھ کو کھجلانا شروع کیا اور اس کو اپنے ساتھیوں سے شرم آئی اور حیا کے مارے الگ ہو کر چلا گیا بعد ازاں ایسا ہی ہوتا رہا کہ ایک کے کپڑے میں جوئیں معلوم ہوتی تھیں اور وہ علیحدہ ہو کر چلا جاتا تھا۔ آخر رفتہ رفتہ سب چلے گئے بعد ازاں ان پر جوؤں کی اور زیادتی ہوئی۔ یہاں تک کہ جوؤں نے اُن پر غلبہ پایا اور اُن کے حلق بند ہو گئے کہ کھانا پینا موقوف ہو گیا اور دو ماہ کے عرصہ میں سب مر گئے کوئی پانچ دن میں کوئی دس دن میں کوئی کم میں اور کوئی زیادہ میں غرض دو ماہ سے زیادہ کوئی نہ جیا اور ان جوؤں کی اذیت اور بھوک پیاس کے صدمے سے سب کے سب ہلاک ہو گئے۔ یہ جوئیں تھیں جن کو اللہ تعالیٰ نے بطور ایک آیتِ الٰہی کے آنحضرتؐ کے دشمنوں پر نازل کیا تھا۔

مینڈکوں کے معجزے کی نظیر

اور مینڈکوں کے معجزے کی نظیر کو بھی اللہ تعالیٰ نے دشمنانِ محمدؐ پر جو آپکے قتل کا ارادہ رکھتے تھے نازل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے چوہے بھیج کر ان کو ہلاک کیا ہے اور اس کا قصہ اس طرح سے ہے کہ کفارِ عرب اور یہودیوں اور دیگر اقوام میں سے دو سو آدمی حج کے موسم میں مکہ میں جمع ہوئے اور اپنے دلوں میں حضرتؐ کے قتل کا ارادہ کیا اور مدینہ منورہ کا رُخ کیا۔ چلتے چلتے ایک منزل میں جو اُترے تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہاں کے حوض کا پانی اس پانی سے جو ان کے پاس موجود تھا نہایت صاف اور خوشگوار ہے یہ دیکھکر جو پانی پاس تھا سب گرا دیا اور اپنی مشکوں اور توشدانوں کو اس پانی سے بھر لیا اور وہاں سے روانہ ہوئے آخر چلتے چلتے ایک جگہ پہنچے جہاں چوہے بہت تھے اور ڈیرے ڈالدیئے۔ خدا نے انکی مشکوں اور توشدانوں پر چوہوں کو مسلّط کیا اور اُنھوں نے ان سب کو کاٹ کاٹ کر چھلنی کر دیا اور سارا پانی اس سنگلاخ زمین میں بہ گیا اور اُن کو کچھ خبر نہ ہوئی۔ جب پیاس لگی اور مشکوں میں پانی نہ پایا تو ہٹ کر انہی حوضوں پر گئے جہاں سے وہ پانی بھرا تھا۔ مگر چوہے وہاں پہلے ہی سے پہنچ گئے تھے اور حوضوں کے کناروں میں سوراخ کر کے تمام پانی اس سنگلاخ زمین پر بہا دیا تھا۔ تب وہ پانی سے نا اُمید ہو گئے اور پیاسے مر گئے اور صرف ایک آدمی جیتا پھرا جو اپنی زبان اور پیٹ پر محمدؐ کا نام لکھتا تھا اور کہتا تھا اے پروردگار محمدؐ و آلِ محمدؐ میں نے محمدؐ کی ایذا رسانی سے توبہ کی محمدؐ و آلِ محمدؐ کے مرتبے کا واسطہ اس بلا کو مجھ سے دور کر اسی طرح وہ سلامت رہا اور خدا نے اس کی پیاس کو بجھا دیا اور وہاں پر ایک قافلہ وارد ہوا اور وہ اُس کو ان سب (مُردوں) کے اسباب اور اونٹوں سمیت اُٹھا لائے اور وہ پیاس میں اپنے ناقوں کی نسبت زیادہ صابر تھا پھر مدینہ میں آ کر حضرتؐ پر ایمان لایا حضرتؐ نے وہ سب اونٹ

اور سارا اسباب اس کے حوالے کیا۔

نظیر معجزۂ خون

اور معجزہ دم یعنی خون کی نظیر یہ ہے کہ ایک دفعہ رسولِ خداؐ نے پچھنے لیے اور جو خون نکلا وہ ابو سعیدؓ خدری کو دیا کہ اس کو لیجا کر کہیں دبا دے اس نے لے جا کر پی لیا حضرتؐ نے پوچھا تو نے خون کیا کیا عرض کی میں نے پی لیا فرمایا میں نے دبانے کو کہا تھا۔ عرض کی میں نے اسکو محفوظ برتن میں پوشیدہ کیا ہے حضرتؐ نے فرمایا خبردار پھر کبھی ایسا نہ کرنا بعد ازاں فرمایا اے ابو سعیدؓ خدا نے تیرے گوشت اور خون کو آتشِ جہنم پر حرام کر دیا کیونکہ میرا گوشت اور خون اس میں مل گیا ہے۔ یہ بات سُن کر چالیس منافق حضرتؐ پر ہنسنے لگے اور کہنے لگے کہ وہ گمان کرتا ہے کہ خدری کے خون میں میرا خون ملنے کے سبب اس کو آتشِ جہنم سے نجات ملی حالانکہ وہ محض کذاب اور مفتری ہے ہم تو اس کے خون کو گندہ جانتے ہیں۔ جب آنحضرتؐ کو وحیِ خدا سے یہ حال معلوم ہوا تو ارشاد فرمایا کہ خدا ان لوگوں کو خون کے عذاب میں گرفتار کرے گا اور اسی سے ان کو ہلاک کریگا۔ اگرچہ قبطی عذابِ خون سے ہلاک نہیں ہوئے تھے اس واقعہ کو کچھ عرصہ نہ گزرا تھا کہ ان کو دائمی نکسیر اور داڑھوں سے خون بہنے کا عارضہ لاحق ہوا اور یہ خون انکے کھانے پینے کی چیزوں میں مل جاتا تھا اور وہ اسی طرح کھاتے جاتے تھے آخر کار چالیس روز اسی عذاب میں مبتلا رہ کر جہنم واصل ہوئے

نظیر معجزۂ قحط

اور قحط سالی اور کمی میوجات کے معجزے کی نظیر یہ ہے کہ آنحضرتؐ نے بنی مضر کے حق میں بددعا کی کہ اے خدا اپنے عذاب کو ان پر سخت کر اور زمانۂ یوسفؑ کا سا قحط اُن پر ڈال دے۔ الغرض خدا نے ان کو قحط سالی اور بھوک میں مبتلا کیا اور ہر ملک سے غلہ وہاں آتا تھا۔ جب وہ لوگ غلہ خرید کر اس پر قابض ہو جاتے تو ابھی گھر تک پہنچنے نہ پاتا تھا کہ کیڑا اس میں لگ جاتا اور وہ گندہ اور بدبودار ہو جاتا تھا اور زردیہ مفت برباد جاتا تھا اور ان کو اس غلہ سے کچھ حاصل نہ ہوتا تھا۔ رفتہ رفتہ قحط سالی اور سخت بھوک سے یہاں تک نوبت پہنچی کہ مُردہ کُتے کھائے اور مُردوں کی ہڈیاں جلا کر اور مُردہ لاشوں کو قبروں سے نکال نکال کر کھا گئے یہاں تک کہ بعض اوقات عورتیں اپنے بچوں کو چٹ کر گئیں آخر کار رؤسائے قریش جمع ہو کر گروہ گروہ حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی اے محمدؐ بالفرض ہمارے مردوں کا تو تُو دشمن ہے مگر عورتوں اور بچوں اور چوپاؤں کا کیا قصور حضرتؐ نے جواب دیا کہ تمھارے لیے تو یہ عذاب ہے اور تمھارے بچوں اور حیوانوں کے لیے عذاب نہیں ہے بلکہ اُن کے لیے سراسر نفع ہے جب پروردگار چاہے گا دُنیا یا آخرت میں ان کو اس مصیبت کا عوض دے گا پھر حضرتؐ نے بنی مضر کا قصور معاف کیا اور دُعا کی کہ اے خدا

ان پر سے اس بلا کو دور کرا الغرض قحط سالی جاتی رہی اور ارزانی اور خوشحالی اور رفاہیت از سر نو عود کر آئی چنانچہ خدا ان کی نعمتوں کا ذکر کرتا ہے اور فرماتا ہے فَلْيَعْبُدُوا رَبَّ هَٰذَا الْبَيْتِ الَّذِي أَطْعَمَهُم مِّن جُوعٍ وَآمَنَهُم مِّنْ خَوْفٍ پس سزاوار ہے کہ وہ اس گھر (کعبہ) کے مالک کی عبادت کریں جس نے اُن کو بھوک میں کھانا دیا اور خوف سے ان کو امن دیا۔

اور امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ معجزہ طلمس جس سے قوم فرعون کا مال واسباب پتھر بن گیا تھا اسکی نظیر بھی محمدؐ و علیؑ کو خدا نے عطا فرمائی ہے اور اس کا قصہ اس طرح سے ہے کہ ایک بوڑھا آدمی اپنے بیٹے کو لے کر حضرت کیخدمت میں حاضر ہوا اور رو رو کر عرض کرتا تھا یا رسول اللہ میں نے اپنے اس بیٹے کی بچپن میں پرورش کی اور بہت پیار اور عزت سے رکھا اور مال کثیر سے اسکی امداد کی اب جبکہ یہ زبردست اور مالدار ہوگیا اور میری قوت اور مال سب اس پر صرف ہو چکا اور ضعف کے مارے میری یہ حالت ہوگئی جو کہ آپ دیکھتے ہیں تو اس نے میری طرف سے رُخ پھیر لیا ہے اور اتنی قوت (خوراک) سے بھی میری غمخواری نہیں کرتا جو میرے سدِ رمق کو کافی ہو تب جناب رسالتمآبؐ نے اس جوان سے فرمایا تو کیا کہتا ہے عرض کی یا رسول اللہ میرے پاس اور میری اور میرے عیال کی قوت سے زیادہ موجود نہیں ہے تب حضرتؐ نے اس کے باپ سے فرمایا اے شیخ اب کیا کہتا ہے بوڑھے نے عرض کی یا رسول اللہ اس کے پاس گیہوں جو۔ خرما اور انجیر و نکے انبار اور بہت کچھ نقد درہم و دینار موجود ہیں اور یہ بڑا مالدار ہے یہ سُنکر حضرت نے لڑکے سے فرمایا اب بتا اس نے جوابدیا کہ یا رسول اللہ ان میں سے ایک چیز بھی میرے پاس نہیں ہے حضرتؐ نے اس سے فرمایا اے جوان خدا سے ڈرو اور اپنے محسن باپ کے ساتھ نیکی سے پیش آ خدا تجھ سے نیکی کریگا اس نے عرض کی میرے پاس کچھ نہیں حضرت نے فرمایا خیر اس مہینے تو تیری طرف سے ہم دیدیتے ہیں بعد ازاں تم خود دیا کرنا پھر اسامہ کو حکم دیا کہ اس بوڑھے کو ایک مہینے کا نفقہ (خرچ) سو درہم دیدے تا کہ وہ اور اسکے عیال کھائیں پئیں اور ایسا ہی ہوا جب دوسرا مہینہ شروع ہوا تو بوڑھا لڑکے کو لیکر پھر حاضر ہوا اور لڑکے نے کہا کہ میرے پاس کچھ نہیں حضرتؐ نے اس سے فرمایا کہ تیرے پاس اس وقت تو مال بہت ہے مگر آج شام کو تو اپنے باپ سے بھی زیادہ تنگدست اور محتاج ہو جائے گا کہ دراصل کوئی شئے تیرے پاس نہ رہیگی آخر کار وہ جوان واپس چلا گیا ناگاہ وہ لوگ جو اسکے غلے کے ذخیرے کے پڑوس میں رہتے تھے جمع ہو کر آئے اور بولے کہ یہاں سے اپنا اناج اُٹھا کر کہیں اور لیجا کہ ہم اس کی بدبو سے مرے جاتے ہیں جب وُہ وہاں گیا تو کیا دیکھتا ہے کہ گیہوں جو۔ خرما اور انجیر تمام گندے اور بدبودار ہو گئے ہیں اور اُن لوگوں نے اس کو غلوں وغیرہ کے وہاں سے اُٹھا لینے پر مجبور کیا تو اُس نے سارا روپیہ صرف کر کے مزدور لگائے اُنھوں نے اس غلے وغیرہ کو اُٹھا کر شہر سے کچھ فاصلے پر جا ڈالا پھر مزدوروں کو ساتھ لے کر گھر گیا کہ درہم و دینار کی تھیلیوں میں سے روپیہ نکال کر ان کی مزدوری ادا کرے۔ ناگاہ کیا دیکھتا ہے کہ وہ روپیہ پیسہ سب پتھر بن گیا ہے اور حمالوں نے اُجرت کے لیے زور دیا لاچار سب کپڑے فرش۔ گھر بار وغیرہ فروخت کر کے ان کی مزدوری ادا کی اور آپ بالکل خالی ہاتھ باہر آیا اور ایسا محتاج اور تنگ دست ہو گیا کہ ایک دن کی روٹی بھی دستیاب نہ ہوتی تھی اور اسی غم میں کُڑھ کُڑھ کر بیمار ہو گیا۔ پھر آنحضرتؐ نے فرمایا۔ اے ماں باپ کے عاق اور نافرمان لوگو عبرت پکڑو اور جان لو کہ جس طرح دُنیا میں اس جوان کے مال تباہ ہو گئے ہیں۔ اسی طرح جنت میں جو درجات اس کے لیے تیار کیے گئے تھے ان کے عوض درکات جہنم مُہیا کیے گئے۔

بعد ازاں حضرتؐ نے فرمایا کہ خُدا یہودیوں کی مذمت کرتا ہے کہ اُنھوں نے ان آیات کے دیکھنے کے بعد بھی خُدا کو چھوڑ کر گوسالہ پرستی اختیار کی تھی۔ خبردار تم ان کے مشابہ نہ ہو جانا۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ہم کیونکر ان کے مُشابہ ہو سکتے ہیں۔ فرمایا اس طرح سے کہ خُدا کے گنہگار بن کر کسی مخلوق کی اطاعت کرو اور خدا کے سوا اس پر بھروسہ کرو اگر ایسا کرو گے تو تم بھی ان کے مُشابہ ہو جاؤ گے۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ اس معجزے کی نظیر جناب امیرؑ سے اس طرح پر ظاہر ہوئی کہ آپکے ایک مُحب نے ملک شام سے یہ عریضہ لکھا یا امیر المومنینؑ میں اپنے عیال میں مشغول ہو رہا ہوں اگر چھوڑ کر جاتا ہوں تو ان کے تباہ اور برباد ہونے کا ڈر ہے میری عدم موجودگی میں مال و متاع کے بھی لُٹ جانے کا اندیشہ ہے اور میرا ارادہ یہ ہے کہ آپ سے مُلحق ہوں اور آپکے پاس رہ کر حضرت کی خدمت گزاری میں مصروف رہوں یا امیر المومنینؑ میری اعانت کیجیے حضرتؑ نے اسکو کہلا بھیجا کہ اپنے اہل و عیال کو جمع کر اور تمام مال ان کے حوالے کر کے سب پر اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَّعَلَىٰ آلِ مُحَمَّدٍ پڑھ اور خدا سے عرض کر کہ یا اللہ میری یہ تمام چیزیں تیرے بندے اور ولی علیؑ ابن ابی طالب کے حکم کے موجب تیرے پاس امانت ہیں بعد ازاں وہاں سے اُٹھ کر میری طرف چلا آ۔ اس مردِ مومن نے ایسا ہی کیا اور روانہ

پارہ عم سورۂ القریش

ان پر سے اس بلا کو دور کرا الغرض قحط سالی جاتی رہی اور ارزانی اور خوشحالی اور رفاہیت از سر نو عود کر آئی چنانچہ خدا ان کی نعمتوں کا ذکر کرتا ہے اور فرماتا ہے فَلْيَعْبُدُوا رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ الَّذِيْٓ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ وَّاٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ پس سزاوار ہے کہ وہ اس گھر (کعبہ) کے مالک کی عبادت کریں جس نے اُن کو بھوک میں کھانا دیا اور خوف سے ان کو امن دیا۔

اور امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ معجزہ طلمس جس سے قوم فرعون کا مال واسباب پتھر بن گیا تھا اسکی نظیر بھی محمدؐ و علیؑ کو خدا نے عطا فرمائی ہے اور اس کا قصہ اس طرح سے ہے کہ ایک بوڑھا آدمی اپنے بیٹے کو لے کر حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور رو رو کر عرض کرتا تھا یا رسول اللہؐ میں نے اپنے اس بیٹے کی بچپن میں پرورش کی اور بہت پیارا اور عزت سے رکھا اور مال کثیر سے اسکی امداد کی اب جبکہ یہ زبردست اور مالدار ہوگیا اور میری قوت اور مال سب اس پر صرف ہو چکا اور ضعف کے مارے میری یہ حالت ہوگئی جو کہ آپ دیکھتے ہیں تو اس نے میری طرف سے رُخ پھیر لیا ہے اور اتنی قوت (خوراک) سے بھی میری غمخواری نہیں کرتا جو میرے سدِ رمق کو کافی ہو تب جناب رسالتمآبؐ نے اس جوان سے فرمایا تو کیا کہتا ہے عرض کی یا رسول خدا میرے پاس اور میری اور میرے عیال کی قوت سے زیادہ موجود نہیں ہے تب حضرتؐ نے اس کے باپ سے فرمایا اے شیخ اب کیا کہتا ہے بوڑھے نے عرض کی یا رسول اللہؐ اس کے پاس گیہوں جو خرما اور انجیر کے انبار اور بہت کچھ نقد درہم و دینار موجود ہیں اور یہ بڑا مالدار ہے یہ سنکر حضرتؐ نے لڑکے سے فرمایا اب بتا اس نے جواب دیا کہ یا رسول اللہؐ ان میں سے ایک چیز بھی میرے پاس نہیں ہے حضرتؐ نے اس سے فرمایا اے جوان خدا سے ڈرو اور اپنے محسن باپ کے ساتھ نیکی سے پیش آ خدا تجھ سے نیکی کریگا اس نے عرض کی میرے پاس کچھ نہیں حضرتؐ نے فرمایا خیر اس مہینے تو تیری طرف سے ہم دیدیتے ہیں بعد ازاں تم خود دیا کرنا پھر اسامہ کو حکم دیا کہ اس بوڑھے کو ایک مہینے کا نفقہ (خرچ) سو درہم دیدے تاکہ وہ اور اسکے عیال کھائیں پئیں اور ایسا ہی ہوا جب دوسرا مہینہ شروع ہوا تو بوڑھا لڑکے کو لیکر پھر حاضر ہوا اور لڑکے نے کہا کہ میرے پاس کچھ نہیں حضرتؐ نے اس سے فرمایا کہ تیرے پاس اس وقت تو مال بہت ہے مگر آج شام کو تو اپنے باپ سے بھی زیادہ تنگدست اور محتاج ہو جائے گا کہ دراصل کوئی شئے تیرے پاس نہ رہیگی آخر کار وہ جوان واپس چلا گیا ناگاہ وہ لوگ جو اسکے غلے کے ذخیرے کے پڑوس میں رہتے تھے جمع ہو کر آئے اور بولے کہ یہاں سے اپنا اناج اُٹھا کر کہیں اور لیجا کہ ہم اس کی بدبو سے مرے جاتے ہیں جب وہ وہاں گیا تو کیا دیکھتا ہے کہ گیہوں جو۔ خرما اور انجیر تمام گندے اور بدبودار ہو گئے ہیں اور اُن لوگوں نے اس کو غلوں وغیرہ کے وہاں سے اُٹھا لینے پر مجبور کیا تو اُس نے سارا روپیہ صرف کر کے مزدور لگائے اُنھوں نے اس غلے وغیرہ کو اُٹھا کر شہر سے کچھ فاصلے پر جا ڈالا پھر مزدوروں کو ساتھ لے کر گھر گیا کہ درہم و دینار کی تھیلیوں میں سے روپیہ نکال کر ان کی مزدوری ادا کرے۔ ناگاہ کیا دیکھتا ہے کہ وہ روپیہ پیسہ سب پتھر بن گیا ہے اور حمالوں نے اُجرت کے لیے زور دیا لاچار سب کپڑے فرش۔ گھر بار وغیرہ فروخت کر کے ان کی مزدوری ادا کی اور آپ بالکل خالی ہاتھ باہر آیا اور ایسا محتاج اور تنگ دست ہوگیا کہ ایک دن کی روٹی بھی دستیاب نہ ہوتی تھی اور اسی غم میں کڑھ کڑھ کر بیمار ہوگیا۔ پھر آنحضرتؐ نے فرمایا۔ اے ماں باپ کے عاق اور نافرمان لوگو عبرت پکڑو اور جان لو کہ جس طرح دنیا میں اس جوان کے مال تباہ ہو گئے ہیں۔ اسی طرح جنت میں جو درجات اس کے لیے تیار کیے گئے تھے ان کے عوض درکات جہنم مہیا کیے گئے۔

بعد ازاں حضرتؐ نے فرمایا کہ خدا یہودیوں کی مذمت کرتا ہے کہ اُنھوں نے ان آیات کے دیکھنے کے بعد بھی خدا کو چھوڑ کر گوسالہ پرستی اختیار کی تھی۔ خبردار تم ان کے مشابہ نہ ہو جانا۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہؐ ہم کیونکر ان کے مشابہ ہو سکتے ہیں۔ فرمایا اس طرح سے کہ خدا کے گنہگار بن کر کسی مخلوق کی اطاعت کرو اور خدا کے سوا اس پر بھروسہ کرو اگر ایسا کرو گے تو تم بھی ان کے مشابہ ہو جاؤ گے۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ اس معجزے کی نظیر جناب امیرؑ سے اس طرح پر ظاہر ہوئی کہ آپکے ایک محب نے ملک شام سے یہ عریضہ لکھا یا امیر المومنینؑ میں اپنے عیال میں مشغول ہو رہا ہوں اگر چھوڑ کر جاتا ہوں تو ان کے تباہ اور برباد ہونے کا ڈر ہے میری عدم موجودگی میں مال و متاع کے بھی لٹ جانے کا اندیشہ ہے اور میرا ارادہ یہ ہے کہ آپ سے ملحق ہوں اور آپکے پاس رہ کر حضرت کی خدمت گزاری میں مصروف رہوں یا امیر المومنینؑ میری اعانت کیجیے۔ حضرتؑ نے اسکو کہلا بھیجا کہ اپنے اہل و عیال کو جمع کر اور تمام مال ان کے حوالے کر کے سب پر اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ پڑھ اور خدا سے عرض کر کہ یا اللہ میری یہ تمام چیزیں تیرے بندے اور ولی علیؑ ابن ابی طالب کے حکم کے موجب تیرے پاس امانت ہیں بعد ازاں وہاں سے اُٹھ کر میری طرف چلا آ۔ اس مرد مومن نے ایسا ہی کیا اور روانہ

ہُوا مخبروں نے جاکر معاویہ کو خبر دی کہ فلاں شخص علیؑ ابن ابی طالب کی طرف بھاگ گیا ہے معاویہ نے حکم دیا کہ اس کے عیال کو اسیر کر کے غلام بنایا جائے اور مال و اسباب لوٹ لیا جائے۔ جب معاویہ کے آدمی وہاں گئے تو خدا نے ان کو معاویہ کے عیال اور یزید کے خاص مصاحبوں کے عیال کے مشابہ کر دیا۔ وہ لوگ کہتے ہیں کہ وہ مال ہم نے لوٹا اور اس پر قابض ہو گئے۔ رہا اس کا عیال سو اس کو اسیر کر کے بازار میں بکنے کے لیے بھیج دیا مگر جب لوگوں نے مشابہت دیکھی تو اس کے خریدنے سے باز رہے اور اللہ تعالیٰ نے اس شخص کے عیال کو یہ بات معلوم کرا دی کہ ان کو عیال معاویہ اور یزید کے خواص کے عیال کے مشابہ کر دیا گیا ہے۔ جب انھوں نے اس مخمصے سے نجات پائی تو یہ خوف ہوا کہ کہیں چور ہمارے مال کو نہ چرا لے جائیں اس کے لیے خدا نے یہ انتظام کیا کہ جب چور اس کے مال چرانے کے ارادے سے وہاں آتے تھے تو وہ بچھوؤں اور سانپوں کی صورت میں بدل جاتا تھا اور وہ ان کو ڈنک مارتے اور کاٹتے تھے اس طرح بہت سے چور مر گئے اور باقی کمزور اور ضعیف ہو گئے اور خدا نے اس طریق سے اس شخص کے مال کو محفوظ رکھا آخر کار ایک روز جناب امیرؑ نے اس شخص سے فرمایا تو چاہتا ہے کہ تیرا عیال اور مال یہاں آجائے اُس نے عرض کی کہ ہاں اس وقت حضرت نے یہ کلمہ زبان مبارک پر جاری کیا اَللّٰھُمَّ اَئۡتِ بِھِمۡ اے خدا ان کو لا۔ ناگاہ وہ سب اپنے مال و اسباب سمیت اس شخص کے سامنے آموجود ہوئے اور اس کے مال میں ایک ذرہ بھی کم نہ ہوا تھا پھر اس کے گھر والوں نے اپنی تمام سرگزشت اس سے بیان کی کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو معاویہ اور اس کے خواص کے عیال کے مشابہ کر دیا تھا اور ہمارے مال کو بچھوؤں اور سانپوں کی شکل میں بدل دیا تھا جو چوروں کو چرانے کے ارادے سے وہاں آتے تھے کاٹتے تھے اور ڈستے تھے۔

اور جناب امیر علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ بعض وقت اس قسم کی باتیں بعض مومنوں کے لیے ظاہر کرتا ہے تاکہ ان کی بصیرت زیادہ ہو اور بعض کافروں کے لیے ایسا کرتا ہے تاکہ اُن کے عذر کے قطع کرنے میں کوئی دقیقہ باقی نہ رکھے۔

قولہٗ عزّوجلّ وَاِذۡ اَخَذۡنَا مِیۡثَاقَکُمۡ وَرَفَعۡنَا فَوۡقَکُمُ الطُّوۡرَ ؕ خُذُوۡا مَاۤ اٰتَیۡنٰکُمۡ بِقُوَّۃٍ وَّ اسۡمَعُوۡا ؕ قَالُوۡا سَمِعۡنَا وَ عَصَیۡنَا ٭ وَ اُشۡرِبُوۡا فِیۡ قُلُوۡبِہِمُ الۡعِجۡلَ بِکُفۡرِہِمۡ ؕ قُلۡ بِئۡسَمَا یَاۡمُرُکُمۡ بِہٖۤ اِیۡمَانُکُمۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِیۡنَ ۝ **ترجمہ** اور اس وقت کو یاد کرو جبکہ ہم نے تم سے عہد لیا اور کوہِ طور کو تم پر بلند کیا جو چیز کہ ہم نے تم کو دی ہے اسے قوت سے پکڑو اور سنو انھوں نے کہا کہ ہم نے سُنا اور سرکشی کی اور ان کے دلوں میں ان کے کفر کے سبب بچھڑے کی محبت پلائی گئی۔ اے محمدؐ ان سے کہہ دے کہ وہ چیز بُری ہے جس کے لیے تمھارا ایمان حکم دیتا ہے اگر تم مومن ہو۔

امام حسن عسکری علیہ السّلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بنی اسرائیل سے کہتا ہے کہ تم اس وقت کو یاد کرو وَاِذۡ اَخَذۡنَا مِیۡثَاقَکُمۡ وَرَفَعۡنَا فَوۡقَکُمُ الطُّوۡرَ (جبکہ ہم نے تمھارے بزرگوں سے عہد لیا اور کوہ طور کو ان پر بلند کیا جبکہ انھوں نے یہ حرکت کی کہ موسیٰؑ جو دینِ خدا اور احکامِ الٰہی ان کے پاس لایا اور ان کو امر کیا کہ محمدؐ اور علیؑ اور ان کے جانشین تمام مخلوقات سے افضل ہیں تو وہ منکر ہو گئے خُذُوۡا مَاۤ اٰتَیۡنٰکُمۡ بِقُوَّۃٍ اور ہم نے اُن سے کہا تھا کہ یہ فرائض جو ہم نے تم کو بھیجے ہیں ان کو اس قوت سے پکڑو جو ہم نے تم کو عطا کی ہے اور جس کے سبب تم کو صاحبِ مقدور کیا ہے اور اس کو تمھارے جسم میں مرکّب کر کے تمھاری بیماریوں کو دُور کر دیا ہے وَاسۡمَعُوۡا اور جو بات تم سے کہی جائے اور جو حکم تم کو دیا جائے اس کو سنو قَالُوۡا سَمِعۡنَا وَعَصَیۡنَا انھوں نے کہا کہ ہم نے تیرے قول کو سُنا اور تیرے حکم کو نہ مانا یعنی انھوں نے بعد میں سرکشی کی یا اس وقت بھی وہ عصیاں اور نافرمانی کو پوشیدہ رکھتے تھے وَاُشۡرِبُوۡا فِیۡ قُلُوۡبِہِمُ الۡعِجۡلَ بِکُفۡرِہِمۡ اور ان کے دلوں میں گوسالہ کی محبت ان کے کُفر کے سبب پلائی گئی اور اس پانی کے پینے کا ان کو حکم ملا تھا تاکہ شناخت ہو جائے کہ کس نے اس کی عبادت کی ہے اور کس نے نہیں کی اور یہ حکم ان کو کفر کی وجہ سے ملا تھا قُلۡ بِئۡسَمَا یَاۡمُرُکُمۡ بِہٖۤ اِیۡمَانُکُمۡ اے محمدؐ ان سے کہہ دے کہ تمھارا یہ موسیٰؑ پر ایمان لانا جو تم کو حکم دیتا ہے کہ محمدؐ اور علیؑ اور ان اولیاء اللہ کا جو ان دونوں کی اولاد میں ہیں انکار کرو وہ بُرا ہے اِنۡ کُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِیۡنَ اگر تم توریت موسیٰؑ پر ایمان رکھتے ہو۔ لیکن پناہ بخدا تمھارا توریت پر ایمان لانا تم کو یہ حکم نہیں دیتا کہ محمدؐ اور علی علیہما الصلوٰۃ والسّلام کا انکار کرو۔

اور امیر المومنین علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ بنی اسرائیل کو جو زمانہ آنحضرتؐ میں موجود تھے انکے بزرگان سلف کا حال یاد دلاتا ہے جو زمانہ موسیٰؑ میں گزرے ہیں کہ ہم نے ان سے محمدؐ اور علیؑ اور ان کی آل اطہار کے لیے جو خلقت کی خلافت کیلئے منتخب کیے گئے ہیں اور ان کے اصحاب اور شیعوں کے لیے

اور باقی اُمتِ محمدیؐ کے واسطے کیونکہ عہد و پیمان لیا چنانچہ فرماتا ہے وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ یعنی اُس
وقت کو یاد کرو جبکہ ہم نے تمہارے آبا و اجداد سے عہد لیا وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ اور جب انہوں
نے ہمارے منشا کے قبول کرنے اور اسکے مقر ہونے سے انکار کیا تو ہم نے کوہِ طور کو ان پر بلند کیا خُذُوْا
مَاۤ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاسْمَعُوْا جو چیز کہ ہم نے تم کو عطا کی ہے اس کو اس قوت سے پکڑو جو ہم
نے تم کو عنایت فرمائی ہے اور اس امر کے شایان ہے اور اس میں ہماری اطاعت کرو قَالُوْا سَمِعْنَا
وَعَصَيْنَا انھوں نے کہا کہ ہم نے کانوں سے سُنا اور دلوں سے نافرمانی کی۔ الغرض ظاہر میں ان
سب نے نہایت ذِلّت و خواری سے اطاعت کی پھر خدا فرماتا ہے وَاُشْرِبُوْا فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْعِجْلَ
بِكُفْرِهِمْ وہ بچھڑا جس کی اُنھوں نے پرستش کی بھتی پینے کے لیے ان کو دیا گیا یہاں تک کہ جو حصہ
اس کا انھوں نے پیا تھا وہ ان کے دلوں تک پہنچا۔

بعد ازاں ارشاد فرمایا کہ جب حضرت موسیٰؑ نے کوہِ طور سے مراجعت کی اور بنی اسرائیل نے
اس کے پیچھے گوسالہ پرستی کی اور واپس آنے پر اسکی عبادت سے ہٹ گئے تب موسیٰؑ نے ان سے کہا
کہ تم میں سے کس کس نے اس کی پُوجا کی ہے تاکہ میں اُن پر حکم خدا کو جاری کردوں مگر وہ حکم خدا کے
جاری ہونے سے خوف کھا کر اس کی پرستش کا صاف انکار کر گئے اور ہر ایک یہی کہتا تھا کہ میں نے
تو اس کی پرستش نہیں کی ہاں میرے سوا اور لوگوں نے بیشک کی ہے اور ایک دوسرے کی چغلیاں
کھائیں چنانچہ اللہ تعالیٰ موسیٰؑ کے اس قول کو جو اس نے سامری سے کہا تھا نقل فرماتا ہے۔
وَانْظُرْ اِلٰۤى اِلٰهِكَ الَّذِیْ ظَلْتَ عَلَيْهِ عَاكِفًا لَنُحَرِّقَنَّهٗ ثُمَّ لَنَنْسِفَنَّهٗ فِی الْيَمِّ نَسْفًا پارہ ۱۶ سورۂ طٰہٰ ع ۵
یعنی اے سامری اپنے معبود کو جس کی تو عبادت کرتا تھا دیکھ کہ ہم اس کو جلائیں گے۔ پھر ریزہ ریزہ
کر کے دریا میں ڈال دینگے آخر حکم خدا سے اس کو سوہان سے رگڑوایا اور اس کے بُرادہ کو لے کر
دریائے شیریں میں ڈلوایا پھر ان کو حکم دیا کہ اس پانی کو پیو۔ جب اُنھوں نے وہ پانی پیا تو جس
جس نے اس کی پرستش کی بھتی ان میں سے جس کے ہونٹ اور ناک سفید رنگ تھے سیاہ رنگ
ہو گئے اور جس جس کے پہلے سے سیاہ تھے وہ سفید ہو گئے اس وقت حضرت موسیٰؑ نے
حکمِ خدا کو ان کے درمیان جاری کیا۔
اب خدا اُن یہودیوں سے جو زمانۂ رسولِ خدا میں تھے ارشاد فرماتا ہے قُلْ بِئْسَمَا يَاْمُرُكُمْ بِهٖۤ

اِيْمَانُكُمْ اے محمدؐ ان یہودیوں سے جو اس عہد کو جو تیرے اور علیؑ اور تمہاری آل اور شیعوں کے باب
میں ان کے اجداد سے لیا گیا تھا سُن کر پھر تجھ کو جھٹلاتے ہیں کہدے کہ تمہارا ایمان جو تم کو یہ حکم دیتا
ہے کہ محمدؐ کا انکار کرو اور علیؑ اور اس کی آل اور اس کے شیعوں کو خفیف و حقیر جانو اس کا یہ حکم
بُرا ہے اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ اگر تم اپنے گمان کے مطابق موسیٰؑ اور توریت پر ایمان رکھتے ہو۔

بعد ازاں ارشاد فرمایا کہ موسیٰؑ نے بنی اسرائیل سے وعدہ کیا تھا کہ جب تم کو فرعون اور اسکی قوم کے ہاتھ
سے نجات ہوگی تو میں خدا کی طرف سے ایک کتاب لاؤنگا جس میں اُس کے اوامر و نواہی اور حدود و فرائض
مندرج ہونگے آخر کار جب اُنھوں نے وہاں سے نجات پائی اور شام کے قریب پہنچے تو حضرت موسیٰؑ نے
حسب وعدہ خدا کی طرف سے کتاب لا کر انھیں دی جس میں لکھا تھا کہ میں اس شخص کے کسی عمل کو قبول نہیں
کرتا جو محمدؐ اور علیؑ اور ان دونوں کی آلِ اطہار کی تعظیم نہ کرے اور ان کے اصحاب اور شیعوں اور محبوں
کی تعظیم و تکریم جیسی کہ چاہیئے بجا نہ لائے اے میرے بندو آگاہ ہو اور گواہ رہو کہ محمدؐ میری تمام مخلوق
سے بہتر اور افضل ہے اور علیؑ اس کا بھائی اور وصی اور اس کے علوم کا وارث اور اس کی اُمت
میں اُس کا جانشین اور اس کے بعد تمام مخلوقات سے بہتر ہے اور اس کی آل سب پیغمبروں کی آل
سے اور اس کے اصحاب تمام پیغمبروں کے اصحاب سے اور اس کی اُمت ساری اُمتوں سے بہتر
اور افضل ہے بنی اسرائیل نے کہا کہ اے موسیٰؑ ہم اس امر کو قبول نہیں کرتے یہ نہایت عظیم ہے اور
ہم کو گراں معلوم ہوتا ہے بلکہ ان میں سے صرف ان احکام کو تسلیم کرتے ہیں جو ہم کو ہلکے معلوم ہوتے
ہیں اور جب ہم اس شریعت کو قبول کریں گے تو اس طرح سے کہیں گے کہ ہمارا پیغمبر سب پیغمبروں
سے بہتر ہے اور اسکی آل اور اس کے اصحاب سب پیغمبروں کی آل اور اصحاب سے افضل ہیں اور ہم
جو اسکی اُمت ہیں سب انبیا کی اُمتوں سے اشرف اور بزرگ تر ہیں اور ہم اُس قوم کی شرافت اور فضیلت
کا اقرار نہیں کرتے جن کو ہم نے نہ تو دیکھا ہے اور نہ ہم ان کو پہچانتے ہیں۔ اس وقت حق تعالیٰ نے جبرئیلؑ
کو حکم دیا اور اُس نے کوہستان فلسطین میں سے پہاڑ کا ایک ٹکڑا جو حضرت موسیٰؑ کے لشکر گاہ کے
موافق ایک فرسخ لمبا اور ایک فرسخ چوڑا تھا جُدا کیا اور اسکو اٹھا کر ان کے سروں پر ہوا میں رکھا اور
آواز دی کہ یا تو موسیٰؑ کے لائے ہوئے احکام کو قبول کرو۔ ورنہ یہ پہاڑ تم پر گرا کر تم کو اس کے نیچے
کچل ڈالتا ہوں۔ یہ سانحہ دیکھ کر ان کو اضطراب اور بیقراری لاحق ہوئی جو ایسے موقعوں پر

ہوا کرتی ہے اور حضرت موسیٰؑ سے عرض کی اب ہم کیا کریں۔ موسیٰؑ نے حکم دیا کہ تم خدا کے آگے سجدہ کرو، پہلے اپنی پیشانیاں زمین پر رکھو۔ پھر دائیں رُخسارے بعد ازاں بائیں رُخساروں کو خاک پر ملو، اور زبان سے کہو کہ اے ہمارے پروردگار ہم نے سُنا اور اطاعت کی اور قبول کیا اور اقرار کیا اور تسلیم کیا اور تیرے احکام پر راضی ہوئے۔ اُنھوں نے ایسا ہی کیا سجدہ بھی کیا اور وہ کلمات بھی زبان سے کہے مگر اکثروں کا ظاہری فعل ان کے قلبی فعل کے برخلاف تھا زبان سے تو اسی طرح کہتے تھے اور دل سے کہتے تھے۔ ہم نے سُنا اور نافرمانی کی جو زبان سے کہنے کے برخلاف تھا اور اپنے رُخساروں کو جو زمین پر رکھا تو اُن کا یہ فعل خدا کے سامنے عجز و انکسار اور اپنی خلاف ورزی پر شرمساری اور ندامت کی غرض سے نہ تھا۔ بلکہ یہ مقصود تھا کہ دیکھیں پہاڑ ہم پر گرتا ہے یا نہیں پھر اسی مطلب کیلئے بائیں رُخساروں کو خاک پر رکھا اور ان افعال کو اس طور پر بجا نہ لائے جس طرح ان کو حکم دیا گیا تھا۔ یہ حال دیکھ کر جبرئیلؑ نے موسیٰؑ سے عرض کی کہ ان میں سے اکثر آدمی خدا کے فرمانبردار ہیں مگر اللہ تعالیٰ نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ دُنیا میں ان کے اس ظاہری اقرار کے سبب اس پہاڑ کو ان پر سے ہٹالوں کیونکہ خدا دُنیا میں ان سے صرف ان کے ظاہری احوال کے موافق سلوک کرتا ہے تاکہ ان کے خون محفوظ اور یہ خود امن و امان میں رہیں اور آخرت میں ان کا معاملہ خدا کے سپرد ہے کہ ان کے اعتقادوں اور دلی ارادوں پر ان کو عذاب دے گا۔ پھر انھوں نے دیکھا کہ وہ پہاڑ دو ٹکڑے ہوگیا ایک ٹکڑا تو سراسر در آبدار بن گیا اور اُونچا ہوتے ہوتے آسمانوں کو چیر کر نکل گیا اور وُہ برابر اس کو دیکھ رہے تھے۔ آخر کار ایسے مقام پر پہنچ گیا جہاں نظر کام نہ کرتی تھی اور دُوسرا ٹکڑا آگ بن کر ان کے سامنے زمین پر گر پڑا اور اس کو پھاڑ کر بیچ میں گھس گیا اور نظروں سے غائب ہوگیا یہ دیکھ کر وہ کہنے لگے یہ کیا بات ہے کہ پہاڑ کا ایک ٹکڑا تو موتی بن کر اُوپر چڑھ گیا اور دوسرا ٹکڑا آگ بن کر زمین میں گھس گیا۔ موسیٰؑ نے جواب دیا کہ جو ٹکڑا اُوپر کو گیا ہے وہ آسمان پر پہنچا اور اس کو پھاڑ کر جنت میں جا شامل ہُوا۔ اور اتنے گُنا زیادہ کیا گیا کہ اس کے اضعاف (گنوں) کی تعداد خدا کے سوا اور کسی کو معلوم نہیں اور اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ اس سے اِس کتاب (توریت) کے احکام پر واقعی اور حقیقی ایمان لانے والوں کے لیے بہشت میں محل و مکان اور مسکن اور حویلیاں تعمیر کی جائیں جن میں انواع و اقسام کی نعمتیں موجود ہوں جن کا پرہیزگار بندوں سے وعدہ کیا گیا ہے اور وُہ

درخت اور باغ اور میوہ جات اور حسین حوریں اور ہمیشہ رہنے والے لڑکے جو بکھرے ہُوئے موتیوں کی طرح معلوم ہوتے ہیں اور جنت کی اور نعمتیں اور وہاں کے عجائب و غرائب اور نفیس چیزیں ہیں اور جو ٹکڑا زمین پر اُترا تھا وہ اس کے طبقوں کو پھاڑتا ہوا چلا گیا اور جہنم میں جا ملا اور خدا نے اس کو کئی گنا زیادہ کر دیا اور حکم دیا ہے کہ اس کتاب (توریت) کے احکام کو نہ ماننے والوں کے لیے محل۔ حویلیاں منزلیں اور مکانات اس سے تعمیر کئے جائیں جن میں سے ہر ایک میں قسم قسم کے عذاب موجود ہوں جن کا کافروں کے لیے وعدہ کیا گیا ہے۔ مثلاً آگ کے دریا اور غسلین (وُہ پیپ جو اہل دوزخ کے بدن سے رواں ہوگی) اور غساق (گندی پیپ) کے حوض اور پیپ اور خون اور زخموں کی پیپ کی نہریں اور شعلے جو گُرز ہاتھ میں لیے ہیں اور زقوم اور ضریع کے درخت اور سانپ اور افعی بیڑیاں اور طوق اور زنجیریں اور تکلیفیں اور طرح طرح کی بلائیں اور عذاب جو وہاں مُہیا کیے گئے ہیں۔

پھر رسُولِ خدا نے بنی اسرائیل سے فرمایا کہ تم جو محمدؐ اور علیؑ اور ان کی آلِ اطہار کے فضائل مختصہ کا انکار کرتے تھے تو کیا تم کو عذاب و عقاب خدائے قہار کا کچھ خوف نہیں ہے۔

کسی نے عرض کی کہ یا امیر المومنینؑ بنی اسرائیل میں سے جو لوگ اوامر الٰہی کو قبول نہ کرتے تھے انکے سروں پر یہ پہاڑ کا بلند کرنا حضرت موسیٰؑ کا ایک معجزہ تھا کیا آنحضرتؐ سے بھی کوئی ایسا معجزہ ظہور میں آیا ہے۔ جناب امیرؑ نے فرمایا اُس خدا کی قسم ہے جس نے اسکو برحق پیغمبر کیا ہے کہ آدمؑ سے لے کر حضرت محمدؐ تک جتنے پیغمبر گزرے ہیں ان میں سے کسی کو کوئی ایسا معجزہ نہیں دیا گیا جس کی مثل یا اس سے بہتر آنحضرتؐ کو نہ دیا گیا ہو اور بیشک آنحضرتؐ سے بھی ایک ایسا معجزہ مع اور نشانیوں کے ظہور میں آیا ہے اور اس کا قصہ اس طرح پر ہے کہ جب آنحضرتؐ نے مکہ معظمہ میں نبوت کا دعویٰ کیا اور خدا کے منشا کو ظاہر فرمایا تو تمام اہل عرب نے حضرتؐ کے لیے اپنی عداوت کے تیر کمانوں میں جوڑے اور ہر طرح سے آپ کے دفع کرنے کی تدبیریں عمل میں لائے آخر کار ایک دن اُن کے قتل کا ارادہ کیا اور میں نے سب سے پہلے اسلام کو قبول کیا تھا اور دوشنبہ کے دن حضرت کی بیعت کی تھی اور منگل کے دن آپ کے ہمراہ نماز پڑھی تھی اور سات برس تک میں اکیلا آپ کے ہمراہ نماز پڑھتا رہا یہاں تک کہ چند لوگ مسلمان ہُوئے اور بعد ازاں حق تعالیٰ نے اپنے دین کی حمایت کی الغرض مُشرکوں کی ایک قوم حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگی۔ اے محمدؐ تو گمان کرتا ہے کہ میں رسُول ربّ العالمین

انبیائے سلف کے معجزات کا آنحضرتؐ سے ظاہر ہونا

ہوں اور پھر اس پر بھی راضی نہیں ہوتا یہاں تک کہ تو اپنے آپ کو سب پیغمبروں کا سردار اور سب سے افضل خیال کرتا ہے اگر تو نبی ہے تو جس طرح اور انبیائے گزشتہ کے تو معجزے بیان کرتا ہے خود بھی کوئی معجزہ دکھلا۔ جیسے تو کہتا ہے کہ نوحؑ نے طوفان کا معجزہ دکھلایا کہ سب کفار تو غرق ہو گئے اور خود مومنوں سمیت کشتی میں بیٹھ کر نجات پا گیا اور جیسے تو نے ابراہیمؑ کا ذکر کیا ہے کہ آگ اس پر سرد ہو گئی اور وہ صحیح سلامت رہا اور موسیٰؑ کی نسبت خیال کرتا ہے کہ پہاڑ اس کے اصحاب کے سروں پر بلند کیا گیا یہاں تک کہ انھوں نے ذلیل و خوار ہو کر اسکی دعوت قبول کی۔ اور عیسیٰؑ کی بابت کہتا ہے کہ وہ کھائی ہوئی چیزوں اور گھروں کے ذخیروں کی خبر دیا کرتا تھا اور ان مشرکوں کی چار ٹولیاں بن گئیں۔ ایک جماعت کہتی تھی کہ ہمارے لیے معجزۂ نوحؑ ظاہر کر اور دوسرا فرقہ کہتا تھا کہ ہم کو معجزہ موسیٰ دکھلا اور ایک فرقہ معجزہ ابراہیمؑ کا طالب تھا اور ایک جماعت معجزہ عیسیٰؑ کی طلبگار تھی حضرتؐ نے ان سب سے فرمایا کہ میں ظاہر ڈرانے والا ہوں اور ایک روشن نشانی لے کر تمھاری طرف آیا ہوں اور وہ قرآن ہے کہ تم اور دیگر امتیں اور تمام اہلِ عرب اس کے مقابلے سے عاجز ہیں حالانکہ وہ تمھاری ہی زبان اور لغت میں ہے پس وہ تم پر اور اُن لوگوں پر جو تمھارے بعد ہونگے ظاہر حجت ہے اور اس کے سوا دیگر آیات کے لیے پروردگار سے سوال کرنا مجھ کو مناسب نہیں ہے پیغمبر کے لیے یہی ضروری ہے کہ اپنی سچائی کی حجت اور راستی کی آیت کے اقرار کرنیوالوں کی طرف پیغامِ خدا کو ظاہر طور پر پہنچا دے اور یہ اس کا فرض نہیں ہے کہ حجت کے قائم کرنیکے بعد اپنے پروردگار سے ایسی درخواست کرے جو ایسے لوگ اس سے طلب کریں جن کو یہ خبر نہیں کہ ہماری اس درخواست میں کچھ بہتری کی صورت ہے یا خرابی کی اسی اثنا میں جبرئیل امینؑ نازل ہوئے اور عرض کی کہ اے محمدؐ خدائے علی الاعلیٰ بعد تحفہ درود و سلام کے ارشاد فرماتا ہے کہ میں ابھی ان نشانیوں کو ان لوگوں کے واسطے ظاہر کرونگا اور یہ ان کا انکار کرینگے مگر ہاں جس کو خدا بچائے وہ محفوظ رہے گا لیکن میں تیری حجتوں کو تعداد میں بڑھا کر اور خوب واضح کر کے انھیں دکھلاؤنگا۔ اب تو ان لوگوں سے جو معجزۂ نوحؑ کے طالب ہیں کہدے کہ کوہِ ابوقبیس کی طرف جائیں۔ جب تم پائین کوہ کے قریب پہنچو گے تو بہت جلد تم کو معجزۂ نوحؑ نظر آئیگا اور جب تم گردابِ ہلاکت میں گھر جاؤ تو تم اس (علیؑ) کو اور ان دو لڑکوں کو جو اسکے آگے ہونگے پکڑ لینا یعنی اُن سے اپنی حفاظت طلب کرنا اور جو فریق معجزۂ ابراہیمؑ کا

طالب ہے ان سے کہدے کہ مکہ کے باہر جہاں تمھارا جی چاہے چلے جاؤ وہیں آتشِ ابراہیمؑ کا مشاہدہ کرو گے اور جب تم بلا میں گرفتار ہو گے تو تم کو ہوا میں ایک عورت نظر آئیگی جو اپنی چادر کا پلہ لٹکائے ہوگی تم اس پلے کو تھام لینا اس طرح تم ہلاکت سے بچ جاؤ گے اور آگ تم سے ہٹ جائے گی اور تیسرے فریق سے کہدے کہ تم کعبہ کے نزدیک جاؤ کہ وہاں تم عنقریب معجزۂ موسیٰؑ کا مشاہدہ کرو گے اور میرا چچا امیر حمزہؓ تم کو وہاں سے نجات دے گا اور چوتھے فریق سے جن کا سردار ابوجہل ہے کہدے کہ تم میرے پاس رہو تاکہ ان تینوں کی خبریں تم کو معلوم ہوں اور جس معجزے کی تم نے درخواست کی ہے وہ یہیں میرے سامنے ظہور میں آئے گا۔ تب ابوجہل ملعون نے ان تینوں فریقوں سے کہا کہ الگ الگ ہو کر اپنے اپنے مقام پر جاؤ تاکہ تم کو محمدؐ کا جھوٹ معلوم ہو جائے۔

الغرض فریقِ اول کوہ ابوقبیس کی طرف روانہ ہوا جب پہاڑ کے دامن میں پہنچے تو ان کے نیچے سے پانی کا چشمہ نکلنے لگا اور اوپر آسمان سے بغیر بادل کے مینہ برسنا شروع ہوا اور پانی کی یہ کثرت ہوئی کہ اُن کے مُنہ تک پہنچ گیا اور ان کو بند کر دیا اور ناچار پہاڑ کی چوٹی پر ان کو پناہ لینی پڑی کیونکہ اس کے سوا اور کوئی صورت رہائی کی نظر نہ آئی جوں جوں پہاڑ پر چڑھتے تھے پانی اور اونچا ہوتا جاتا تھا یہاں تک کہ وہ چوٹی پر جا پہنچے اور پانی نے ان کے منہ تک چڑھ کر ان کے سانس بند کر دیئے اور ان کو غرق ہونے کا یقین ہو گیا تھا کیونکہ مفر کی کوئی صورت نظر نہ آتی تھی ناگاہ کیا دیکھتے ہیں کہ علیؑ پہاڑ کی چوٹی کے اوپر سطحِ آب پر تشریف رکھتے ہیں اور ان کے دائیں اور بائیں ایک ایک لڑکا موجود ہے پس علیؑ نے ان کو آواز دی کہ میرا یا دونوں لڑکوں میں سے جس کا چاہو ہاتھ پکڑ لو ان لوگوں کو جب اس کے سوا کوئی اور تجویز نہ بن پڑی تو مجبور ہو کر کسی نے تو علیؑ کا ہاتھ پکڑا اور کسی نے ایک لڑکے کا کسی نے دوسرے کا اور ان حضرات نے ان مشرکوں کو لیکر پہاڑ سے نیچے اُترنا شروع کیا اور پانی بھی ان کے آگے سے اُترتا جاتا تھا یہاں تک کہ انکو زمین پر پہنچا دیا اور پانی کچھ تو زمین میں داخل ہو گیا اور کچھ آسمان پر اُڑ گیا اور وہ اپنی اصلی حالت میں زمین پر آ گئے۔ اس کے بعد علیؑ ان کو لے کر رسولؐ خدا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور وہ لوگ رو رو کر کہتے تھے کہ ہم شہادت دیتے ہیں کہ آپ تمام پیغمبروں کے سردار اور تمام مخلوقات سے بہتر ہیں ہم نے طوفانِ نوحؑ کی نظیر دیکھ لی اور ہم کو اس شخص (علیؑ) نے اور دو بچوں نے جو اس کے ہمراہ تھے اور

اب نظر نہیں آتے اِس طوفان سے نجات دی حضرت نے فرمایا وہ حسنؑ اور حسینؑ تھے جو عنقریب میرے اس بھائی کے گھر پیدا ہوں گے اور وہ دونوں بہشت کے جوانوں کے سردار ہیں اور ان کا باپ اِن دونوں سے بہتر ہے۔ اے لوگو تم کو معلوم ہے کہ دُنیا بحرِ عمیق ہے کہ اس میں خلقِ کثیر غرق ہو چکی ہے اور اِس سے نجات پانے کا سفینہ آلِ محمدؐ ہے کہ وہ علیؑ اور اسکے دونوں لڑکے جو تم نے دیکھے ہیں اور وہ عنقریب پیدا ہونگے اور میری اہلبیت کے باقی افضل اور اکرم لوگ ہیں جو کوئی اس کشتی میں سوار ہوگا وُہ نجات پائے گا اور جو اس سے منحرف ہوگا وہ غرق ہوگا۔

بعدازاں حضرت نے فرمایا کہ اسی طرح آخرت کے بہشت اور دوزخ سمندر کی مثل میں اور یہ لوگ میری اُمت کی کشتیاں ہیں کہ یہ اپنے دوستوں اور محبّوں کو جہنّم سے پار لیجا کر جنّت میں پہنچا دیں گے پھر ابُوجہل سے فرمایا تُو نے سُنا یہ لوگ کیا کہتے ہیں وہ بولا ہاں سُنا اب دُوسرے اور تیسرے فرِیق کا منتظر ہوں اسی اثنا میں دُوسرا فریق گریہ کرتا ہُوا آیا اور وہ کہتے تھے کہ ہم شہادت دیتے ہیں کہ آپ تمام پیغمبروں کے سردار اور ساری مخلوقات سے افضل ہیں۔ ہم آپکے قول کا تذکرہ کرتے ہوئے ایک نرم اور ہموار صحرا میں پہنچے ناگاہ کیا دیکھتے ہیں کہ آسمان شق ہوا اور اُس میں سے آگ کی چنگاڑیاں گرنی شروع ہوئیں اور زمین کو دیکھا کہ وُہ شگافتہ ہوئی اور اُس میں سے آگ کے شعلے نکلنے لگے یہاں تک کہ زمین آگ سے معمُور ہوگئی اور ہم کو اس سے نہایت گرمی محسُوس ہوئی۔ رفتہ رفتہ یہ نوبت پہنچی کہ شدتِ حرارت سے ہماری کھال کے جوش کھانے کی آوازیں ہمارے کانوں میں آنے لگیں اور ہم کو یقین ہوگیا کہ جل بھُن کر خاک ہو جائیں گے اور نہایت متعجّب تھے کہ باوجود اس کثرت کے وُہ آگ ہمارے سروں تک نہیں پہنچی اسی اثنا میں یکایک ہوا میں ہمارے لیے ایک عورت کا وجُود بلند ہوا جس نے اپنی چادر کو لٹکا رکھا تھا۔ پھر اس نے ایک پلّے کو ہمارے قریب کیا کہ وُہ ہمارے ہاتھوں تک پہنچ گیا اور آسمان سے ایک مُنادی نے ندا دی کہ اگر نجات چاہتے ہو تو چادر کی تاروں کو تھام لو۔ تب تو ہر ایک، ایک ایک تار میں لٹک گیا اور وہ عورت ہم کو لے کر ہوا میں بلند ہوئی اور ہم آگ کی چنگاریوں اور اُس کے شعلوں کو چیرتے ہوئے جا رہے تھے مگر اُس کے شرارے ہم کو محسوس نہ ہوتے تھے اور نہ اُسکی چنگاریاں اور اسکی حرارت ہم کو کچھ ایذا دیتی تھی اور نہ ہم اس چادر کی تاروں پر جن کو ہم تھامے ہوئے تھے بھاری معلوم

ہوتے تھے اور نہ وُہ تار باوجود باریک ہونے کے ہمارے ہاتھ سے چھُوٹتے تھے۔ الغرض اسی طرح ہم کو اس آگ سے پار لگا دیا اور ہم سب کو اپنے اپنے گھر کے صحن میں بہ خیر و عافیت اور صحیح سلامت جا چھوڑا بعدازاں ہم گھروں سے نکلے اور جمع ہو کر آپ کی طرف روانہ ہوئے اور ہم کو معلوم ہو گیا کہ تیرے دین سے اور تجھ سے کہیں مفر نہیں ہے اور تو سب سے بہتر جائے پناہ اور بعد خدا کے سب سے عمدہ سہارا اور جائے اعتماد ہے اور اپنے اقوال میں سچا اور اپنے افعال میں حکیم ہے۔ تب حضرتؐ نے ابوجہل سے فرمایا یہ دُوسرا فریق ہے جس کو اللہ نے اپنی نشانیاں دکھائی ہیں۔ ابوجہل بولا۔ میں تیسرے فرقے کو دیکھنے اور اُن کی باتیں سُننے کا منتظر ہوں۔ پھر حضرتؐ نے اس دوسرے فریق سے جبکہ وُہ ایمان لے آئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جس عورت کے ذریعے تمھاری فریاد رسی کی آیا تم کو معلوم ہے کہ وُہ کون عورت ہے۔ اُنہوں نے عرض کی کہ نہیں ہم نہیں جانتے۔ فرمایا یہ میری بیٹی فاطمہؑ ہے جو پیدا ہوگی اور وہ تمام زنانِ عالم کی سردار ہے۔ جب پروردگارِ عالم قیامت کے دن تمام اگلی اور پچھلی خلقت کو محشور کریگا تو عرش کے تلے سے ایک منادی پروردگار ندا کریگا۔ اے تمام مخلوقات تم سب اپنی آنکھیں بند کر لو تا کہ فاطمہؑ بنت محمدؐ سیدۃ النساء العالمین پُل صراط سے گزر جائے تب تمام خلقت خدا آنکھیں بند کر لے گی اور فاطمہؑ صراط سے گزُر جائے گی اور اُس وقت کوئی شخص ایسا نہ ہوگا جو اپنی آنکھیں بند نہ کرے۔ مگر ہاں محمدؐ۔ علیؑ۔ حسنؑ۔ حسینؑ اور اُن کی اولاد اطہار اپنی آنکھیں بند نہ کرینگے کیونکہ وہ اُس کے محرم ہیں جب وُہ جنّت میں داخل ہو جائے گی۔ تو اُس کی چادر صراط پر پھیلی ہوگی کہ اس کا ایک کنارہ جنّت میں اس معصُومہ کے ہاتھ میں ہوگا اور دُوسرا کنارہ میدانِ حشر میں۔ تب ایک منادی جانبِ پروردگار سے ندا کرے گا اے فاطمہؑ کے محبّو فاطمہؑ سیدۃ النساء العالمین کی چادر کے تاروں میں لٹک جاؤ یہ ندا سُن کر فاطمہؑ کے سارے محبّ اِس چادر کے تاروں میں چمٹ جائیں گے اور وُہ دو ہزار فیام سے بھی زیادہ ہوں گے انہوں نے عرض کی یا رسُول اللہؐ فیام کتنے کا ہوتا ہے فرمایا دس لاکھ آدمیوں کا ایک فیام ہوتا ہے۔

بعدازاں تیسرے فریق کے لوگ روتے ہوئے حاضر ہوئے اور وُہ کہتے تھے کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ تو خدا کا رسُولؐ اور تمام مخلوقات کا سردار ہے اور علیؑ تمام نبیوں کے وصیوں سے افضل ہے اور تیری آل جُملہ انبیا کی آل سے برتر ہے اور تیرے اصحاب تمام پیغمبروں کے اصحاب سے بہتر ہیں اور

تیری اُمت تمام پہلی اُمتوں سے افضل اور اکرم ہے اور ہم نے تیرے ایسے معجزے اور نشانیاں دیکھیں جن سے ہم کو کسی طرح مفر نہیں ہے۔ حضرتؐ نے ان سے فرمایا کہو تم نے کیا دیکھا۔ انھوں نے عرض کی کہ ہم خانہ کعبہ کے سایہ میں بیٹھے آپ کا ذکر کر رہے تھے اور تیری خبروں اور تیرے آیت موسٰیؑ کی نظیر کے اپنے لیے دعویٰ کرنے پر ہنس رہے تھے اسی اثنا میں کعبہ اپنی جگہ سے اُٹھ کر بلند ہوا اور ہمارے سروں پر آرہا اور ہم اپنی جگہ پر بیٹھے کے بیٹھے رہ گئے اور ہم کو اتنا مقدور نہ ہوا کہ وہاں سے حرکت کریں۔ اتنے میں حضرتؐ کا چچا امیر حمزہؓ وہاں آیا اور اُس نیزے کی بھال سے جو آپ کے پاس ہے اس کو اُٹھا لیا اور باوجود اس کے کہ وہ بہت بڑا تھا۔ اُس کو نیزے پر تول کر ہوا میں ہمارے سروں پر اونچا کیے رہا اور ہم سے کہا کہ نکل جاؤ تب ہم اُس کے نیچے سے نکلے۔ پھر کہا کہ دور ہٹ جاؤ۔ ہم وہاں سے دور ہٹ گئے۔ پھر حمزہؓ نے نیزے کی بھال کو اس کے نیچے سے نکالا اور وہ اُتر کر اپنی اصلی جگہ پر جم گیا۔ یہ معجزہ دیکھ کر ہم مسلمان ہو گئے اور خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے تب حضرتؐ نے ابوجہل سے فرمایا۔ یہ تیسرا فرقہ بھی تیرے پاس آگیا اور جو کچھ انھوں نے مشاہدہ کیا تھا تجھ سے بیان کیا۔ ابوجہل بولا کیا معلوم کہ یہ سچ کہتے ہیں یا جھوٹ۔ دراصل ایسا وقوع میں آیا ہے یا ان کو محض خیال ہی ہو گیا ہے۔ مگر ہاں میں نے جو تجھ سے معجزہ عیسٰیؑ ابنِ مریمؑ کی درخواست کی ہے۔ اگر اس کو میں مشاہدہ کر لوں تو بیشک مجھ پر لازم ہو جائے گا کہ تجھ پر ایمان لاؤں ورنہ ان لوگوں کی تصدیق کرنی مجھ پر لازم نہیں ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا اے ابوجہل اگر باوجود ان لوگوں کی کثرت اور تیزیٔ عقل کے انکی تصدیق تجھ پر لازم نہیں ہے تو تو نے اپنے باپ دادا کی خوبیوں اور اپنے گزشتہ دشمنوں کی بُرائیوں کی کیونکر تصدیق کی اور جب ملکِ چین اور عرب اور شام کا ذکر کیا جاتا ہے تو کیونکر اسکی تصدیق کرتا ہے حالانکہ وہاں کے حالات کی خبر دینے والے ان معجزات کی خبر دینے والوں سے کم ہی ہونگے باوجودیکہ اُن کیساتھ اور بہت سے ایسے لوگوں نے انکو مشاہدہ کیا ہے جو کبھی امرِ باطل پر مجتمع نہیں ہوتے جو وہ اٹکل پچو ہانکیں کیا کوئی ان کے پاس سے ایسا شخص نہیں گزرا جو ان کی تکذیب کرتا اور انکے برخلاف بیان کرتا اے ابوجہل خبردار ہو کہ ان میں سے ہر ایک فریق پر وہ معجزے جو انھوں نے مشاہدہ کیے ہیں حجت ہیں اور تو نے جو ان کے مشاہدوں کا ذکر سنا وہ تجھ پر حجت ہے۔

پھر فریقِ سوم کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ اس حمزہؓ عمِ رسول اللہ کو محمدؐ اور علیؑ ابنِ ابی طالب کی

زیادتی محبت نے منازل رفیعہ اور درجاتِ عالیہ پر پہنچایا ہے اور فضائل و محاسن کریمہ پر فائز کیا ہے دیکھو میرے چچا حمزہؓ نے جس طرح کعبہ کو تمہارے اوپر گرنے سے روکا اسی طرح قیامت کے دن اپنے محبوں کیلئے جہنم کو دفع کریگا۔ انھوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ یہ کیونکر ہو گا۔ فرمایا کہ وہ قیامت کے دن اپنے محبوں کے ایک گروہ کثیر کو جنکی تعداد خدا کے سوا اور کسی کو معلوم نہیں پل صراط کی طرف دیکھے گا کہ ان میں سے اکثر گنہگار ہونگے اور آتشِ جہنم کی دیواریں انکے سامنے حائل ہونگی اور انکو صراط پر گزر کر جنت میں جانے سے مانع ہونگی۔ تب وہ پکارینگے کہ اے حمزہؓ تم دیکھتے ہو کہ ہم کس حالت میں ہیں اور حمزہؓ مجھ سے اور علیؑ ابنِ ابی طالب سے کہیگا تم دیکھتے ہو کہ میرے دوست کیونکر مجھ سے فریاد کر رہے ہیں۔ یہ سُن کر میں علیؑ ولی اللہ سے کہونگا کہ اپنے چچا کی امداد کر کہ وہ اپنے دوستوں کی فریاد رسی کرے اور انکو آتشِ جہنم سے نجات دے۔ تب علیؑ ابنِ ابی طالب وہ نیزہ جسکے ساتھ حمزہؓ دشمنانِ خدا سے جنگ کرتا ہے لیکر آئیگا اور اپنے چچا کو دے کر اس سے کہیگا کہ اے رسولِ خدا اور اسکے بھائی کے چچا اس اپنے نیزے کی مدد سے اپنے دوستوں سے جہنم کو پرے ہٹا جس طرح دنیا میں دوستانِ خدا سے دشمنانِ خدا کو ہٹایا کرتا تھا آخر کار حمزہؓ نیزہ لے کر اسکی انی کو اُن دیواروں پر رکھے گا جو اسکے دوستوں کو صراط پر سے گزرنے اور جنت میں داخل ہونے سے مانع ہونگی اور انکو ایسا دھکا دے گا کہ وہ پانچسو برس کی راہ کے برابر ان سے پرے ہٹ جائیں گی۔ پھر اُن لوگوں سے جو دنیا میں اسکو دوست رکھتے تھے۔ کہے گا کہ چلو صراط پر سے گزرو اور وہ صحیح سلامت اس پر سے گزریں گے کہ جہنم کی آگ اور دوزخ کے ہول اور اس کی دہشتیں اُن سے دور اور نہایت بعید ہونگی اور فتح و ظفر اور کامیابی کے ساتھ جنت میں وارد ہوں گے۔

بعد ازاں حضرتؐ نے ابوجہل سے فرمایا اس تیسرے فریق نے بھی آیاتِ خدا اور معجزاتِ رسول اللہ کو مشاہدہ کر لیا اب تیری درخواست باقی رہی ہے۔ بتا کونسی نشانی دیکھنی منظور ہے۔ وہ بولا تو کہتا ہے کہ عیسٰیؑ ابنِ مریم کھائی ہوئی چیزوں اور گھر کے ذخیروں کا حال بتا دیا کرتا تھا۔ سو اب تو بتا کہ میں نے آج کیا کھایا ہے اور کیا اپنے گھر میں جمع کیا ہے اور چونکہ تو خیال کرتا ہے کہ خدا نے تجھ کو عیسٰیؑ ابنِ مریم پر فوقیت دی ہے اس لیے یہ بھی بتا تا کہ میں نے کھانا کھا کر کیا کام کیا ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا میں تجھ کو خبر دونگا کہ تو نے کیا کھایا ہے اور آج خدا تجھ کو تیری اس درخواست میں رسوا کریگا مگر جو تو خدا پر ایمان لے آیا تو اس رسوائی سے تجھ کو کچھ ضرر نہ پہنچے گا اور اگر تو نے اپنے کفر پر اصرار کیا تو دنیوی رسوائی پر آخرت کی

رُسوائی زیادہ کی جائیگی جس سے ابد تک تجھ کو رہائی نہ ہوگی ابوجہل نے کہا میرے سوال کا جواب دے حضرتؐ نے فرمایا اے ابوجہل آج تُونے ایک فربہ مُرغی کباب کروائی تھی جب تو اس کو کھانے بیٹھا اور ہاتھ اسکی طرف بڑھایا تو تیرے بھائی ابوالبختری بن ہشام نے دروازے پر آکر آواز دی اور اندر آنے کی اجازت چاہی تجھ کو بُخل کے سبب یہ خوف ہوا کہ کہیں وُہ اِس میں سے نہ کھالے اس لیے اس کو دامن کے نیچے چھُپالیا اور جبتک وہ نہ گیا دامن اُس پر سے نہ اٹھایا یہ سُن کر ابوجہل بولا اے محمدؐ یہ تونے جھوٹ کہا اس میں سے نہ کم نہ زیادہ کچھ بھی وقوع میں نہیں آیا اور نہ میں نے مُرغی کھائی ہے اور نہ اس میں سے کچھ بچا کر رکھا ہے خیر اب یہ بتا کہ کھانے کے بعد تیرے خیال میں میں نے کیا کیا حضرتؐ نے فرمایا کہ تیرے پاس تین سَو دینار تو اپنے تھے اور دس ہزار دینار لوگوں کے امانت تھے کسی کے سَو تھے کسی کے دو سو کسی کے پانچسو کسی کے سات سَو اور کسی کے ہزار وغیرہ وغیرہ اور ہر ایک کا مال جُدا جُدا تھیلیوں میں ہے اور تو نے ان امانتوں میں خیانت کرنے کا ارادہ کیا ہے اور ان سب کو جواب دیدیا ہے اور کسی کو کچھ نہیں دیا اور آج جو مُرغی تو نے کھائی ہے اس کا سینہ تو کھایا ہے اور باقی کو رکھ چھوڑا ہے اور اس تمام مال کو خیانت کر کے اور یہ سمجھ کر کہ اب یہ میرا ہوگیا ہے خوشی خوشی زمین میں دفن کر دیا ہے اور خدا کی تدبیر تیری تدبیر کے برخلاف ہے۔ ابوجہل نے کہا اے محمدؐ یہ بات بھی تُو نے سچ نہیں کہی اس میں سے نہ تھوڑا نہ بہت کچھ بھی نہیں ہوا اور میں نے کوئی چیز زمین میں دفن نہیں کی اور وُہ دس ہزار دینار جو لوگوں کی امانتوں کے میرے پاس تھے ان کو چور لے گئے۔ حضرتؐ نے فرمایا اے ابوجہل میں یہ باتیں اپنی طرف سے نہیں کرتا جو تو مجھ کو جھٹلاتا ہے۔ یہ جبرئیلؑ امین موجود ہے اور خدا کی طرف سے یہ خبریں پہنچا رہا ہے اور اپنی شہادت کی صحت اور بات کی تحقیق اس کے ذمّے ہے بعد ازاں حضرتؐ نے جبرئیلؑ سے فرمایا اُس مرغی کو لا جس میں سے اس نے کھایا ہے ناگاہ وُہ مُرغی حضرتؐ کے رُوبرو آموجود ہوئی تب حضرتؐ نے فرمایا اے ابوجہل تو اِس کو پہچانتا ہے وُہ بولا نہیں اور میں نے اس مُرغی میں سے نہیں کھایا اور تُو نے کچھ نہیں بتایا اور ایسی مُرغیاں جن میں سے کچھ حصہ کھایا ہو دنیا میں بہت ہیں اسکی یہ تقریر سُن کر حضرتؐ نے فرمایا اے مُرغی ابوجہل نے مجھ کو جبرئیلؑ کے باب میں اور جبرئیل کو پروردگارِ عالم کے بارے میں جھٹلایا ہے اب تو محمدؐ کی راستگوئی اور ابوجہل کے جھوٹ کی شہادت دے۔ تب وہ مُرغی قدرتِ خدا سے گویا ہوئی اور اس نے عرض کی اے محمدؐ میں شہادت دیتی ہوں کہ تو رسُولِ ربّ العالمین اور سردار جمیع مخلوقات ہے

اور یہ ابوجہل دُشمن و معاند خداوند متعال ہے اور اس امر واقعی کا جو اس کو معلوم ہے انکار کرتا ہے میری اس طرف کو تو اس نے کھالیا ہے اور باقی کو رکھ چھوڑا ہے اور تُو نے اس کو اس حال کی خبر دی ہے اور مجھ کو اس کے سامنے حاضر کیا ہے۔ پھر اس نے اس امر کی تکذیب کی اس پر خدا کی اور تمام لعنت کرنیوالوں کی لعنت ہو کیونکہ یہ باوجود کافر ہونے کے بخیل بھی ہے جب اس کے بھائی نے اندر آنے کی اجازت چاہی تو اس ڈر سے کہ کہیں وُہ مجھ میں سے کوئی لقمہ نہ کھالے مجھ کو دامن کے نیچے چھُپالیا پس اے رسُولِ خُدا تو تمام مخلوق سے زیادہ راست گو ہے اور ابوجہل کاذب مفتری اور ملعُون ہے پھر حضرتؐ نے ابوجہل سے فرمایا کہ کیا تجھ کو یہ معجزہ کافی نہیں ہے۔ اب تو ایمان لا تاکہ عذابِ خُدا سے امن میں رہے۔ ابوجہل نے جواب دیا کہ میں تو ان باتوں کو وہم و خیال سمجھتا ہوں حضرتؐ نے فرمایا کہ کیا تو خود اس مُرغی کو دیکھنے اور اس کی گفتگو سُننے میں اور اپنے آپکو اور تمام قریش اور اہل عرب کو دیکھنے اور ان کا کلام سُننے میں کچھ فرق پاتا ہے وہ بولا کچھ نہیں فرمایا تو جو کچھ تو دیکھتا ہے اور اپنے حواس سے دریافت کرتا ہے وہ سب تخیلات ہیں بولا کہ وُہ تو تخیلات نہیں حضرتؐ نے فرمایا تو یہ بھی تخیل نہیں ورنہ یہ کیونکر صحیح ہوگا کہ تو دنیا میں کس چیز کو دیکھے اور اس پر اعتماد کرے بعد ازاں حضرتؐ نے اِس مرغی کی کھائی ہوئی جگہ پر اپنا ہاتھ پھیرا وہاں پہلے کی نسبت زیادہ تر گوشت پیدا ہوگیا پھر فرمایا اے ابوجہل تُو نے یہ معجزہ دیکھا؟ وُہ بولا اے محمدؐ مجھے کچھ توہم سا ہے اور اعتماد اور وثوق نہیں ہے۔ بعد ازاں حضرتؐ نے جبرئیلؑ سے فرمایا کہ جو مال اِس دُشمن حق نے دفن کئے ہیں میرے سامنے لا۔ شاید کہ وہ ایمان لے آئے ناگاہ جن دس ہزار تین سو دیناروں کا حضرتؐ نے اس سے ذکر کیا تھا ان کی تمام تھیلیاں حضرتؐ کے سامنے آموجود ہوئیں حضرتؐ نے ابوجہل کے سامنے ایک تھیلی اٹھا کر فرمایا کہ فلاں ابنِ فلاں کو بُلا دو وُہ حاضر ہُوا۔ اور وُہ اس تھیلی کا مالک تھا حضرتؐ نے اُس سے فرمایا لے یہ وُہ تھیلی ہے جس میں ابوجہل نے تیری خیانت کی تھی۔ یہ کہہ کر اُس کا مال اس کے حوالے کیا پھر ایک ایک کر کے سب کو بُلایا اور وُہ دس ہزار دینار سب کے سب اُن مالکوں کے سپُرد کئے اور ابوجہل کو اُن کے سامنے نہایت رُسوا کیا اور تین سو دینار حضرتؐ کے سامنے رہ گئے۔ تب اُس سے فرمایا کہ اب تو ایمان لا۔ تاکہ یہ تین سو دینار تجھ کو مل جائیں اور اللہ تعالٰی تیرے املاک میں برکت عطا کرے اور تو اہلِ قریش میں سب سے بڑھ کر

امیر اور مالدار ہو جائے وُہ مردُود ازل بولا کہ مَیں ایمان تو نہیں لاتا مگر ہاں اپنے دینار لے لیتا ہوں کہ وُہ میرے ہی ہیں۔ جب وُہ ملعُون ان کے لینے کے لیے آگے بڑھا حضرتؐ نے مُرغی کو آواز دی کہ ابوجہل کو روک اور اس کو دینار نہ لینے دے اور اس کو پکڑ لے حضرتؐ کا یہ ارشاد سُنتے ہی مُرغی جھپٹی اور ابوجہل کو اپنے پنجوں میں پکڑ لیا اور اُٹھا کر اُونچا کیا اور لے جا کر اُس کے گھر کے کوٹھے پر جا چھوڑا اور حضرتؐ نے وہ دینار محتاج مومنوں کو بانٹ دیئے۔

بعد ازاں آپنے اصحاب سے فرمایا اے صحابہ اس معجزے کو پروردگارِ عالم نے ابوجہل کیلئے ظاہر فرمایا مگر وُہ معاند ہی رہا اور ایمان نہ لایا اور یہ جانور جو زندہ ہوا ہے جنّت کے پرندوں میں سے ہوگا اور وہاں اُڑتا پھریگا۔ اور جنّت میں بہت سے پرندے اُونٹنیوں جیسے ہیں کہ ان پر زنگار رنگ کی دھاریاں اور چتّیاں پائی جاتی ہیں اور وُہ جنّت کے آسمان و زمین کے مابین اُڑتے پھرتے ہیں جب کوئی مومن مُحبّ محمدؐ و آلِ محمدؐ ان میں سے کسی کو کھانا چاہتا ہے تو وُہ پرندہ اپنے آپ کو اس محبّ کے سامنے ڈال دیتا ہے اور اس کے پر و بال سب الگ ہو جاتے ہیں اور صاف ہو جاتا ہے پھر بھُن جاتا اور پختہ ہو جاتا ہے اُس کی ایک جانب سے تو وُہ خشک گوشت کھاتا ہے اور دوسری طرف سے بغیر آگ کے بھُنا ہوا تنا دل کرتا ہے۔ جب اس مومن کی خواہش پوری ہو چکتی ہے اور وُہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ کہتا ہے تو وُہ پرندہ زندہ ہو کر اپنی اصلی حالت پر آجاتا ہے اور ہوا میں اُڑنے لگتا ہے اور جنّت کے اور پرندوں پر فخر کرتا ہے اور کہتا ہے میری مانند اور کون ہو سکتا ہے کہ خدا کے دوست نے خدا کے حکم سے میرا گوشت کھایا ہے۔

بعد ازاں ارشاد فرمایا اے لوگو تم ہمارے ساتھ ہمارے دوستوں کو بھی دوست رکھو۔ یہ زید ابن حارثہؓ اور اس کا بیٹا اسامہؓ ہمارے خاص دوستوں میں سے ہیں تمُ ان دونوں کو دوست رکھو۔ مجھے اُس خدا کی قسم ہے جس نے مجھ کو سچّا پیغمبر کر کے بھیجا ہے کہ ان دونوں کی محبّت تم کو نفع دیگی صحابہؓ نے عرض کی ان کی محبت کیونکر ہم کو نفع دے گی۔ فرمایا یہ دونوں قیامت کے دن اپنے دوستوں کی ایک جمعیّت کثیر کو (جن کی تعداد بنی ربیعہ اور بنی مضر کے تمام قبیلوں سے زیادہ ہوگی) لے کر علیؑ کے پاس آئیں گے اور کہیں گے اے برادرِ رسُولؐ خدا یہ لوگ رسُولِ خدا اور تم کو دوست رکھتے ہیں تب علیؑ ان کے لیے صراط پر سے گزرنے کا حکم دینگے اور وہ صحیح سلامت اس پر سے گزر کر جنّت میں داخل

ہوں گے اور میری تمام اُمّت میں سے کوئی شخص جنّت میں نہ جائیگا جبتک کہ علیؑ اسکو صراط پر سے نہ گزاریں اگر تم صحیح سلامت صراط پر سے گزُرنا اور بہ خیر و خوُبی جنّت میں داخل ہونا چاہو تو محمدؐ و آلِ محمدؐ سے محبّت رکھنے کے بعد ان کے دوستوں کو دوست رکھو۔ پھر اگر تم یہ چاہتے ہو کہ محمدؐ تمہارے مراتب و منازل کو خدا کے نزدیک بزرگ کرا دے تو محمدؐ اور علیؑ کے شیعوں کو دوست رکھو اور اپنے دینی بھائیوں کے حقُوق کے ادا کرنے میں کوشش کرو۔ پس اے ہمارے شیعو اور مُحبّو! جب خدا تمُ کو جنّت میں داخل کر دیگا تو وہاں ایک مُنادی ندا کریگا کہ اے میرے بندو تمُ میری رحمت کے سبب جنّت میں داخل ہوُئے ہو۔ اب تمُ اس کو اپنے شیعیانِ محمدؐ و علیؑ کو دوست رکھنے اور برادرانِ ایمانی کے حقوق کو ادا کرنے کے موافق باہم تقسیم کر لو۔ غرض ان میں سے جو کوئی ہمارے شیعوں کو محض برائے خُدا زیادہ دوست رکھتا ہوگا۔ اور برادرانِ ایمانی کے حقوق اس نے بوجہ احسن ادا کیے ہوں گے۔ اُس کے درجات سب سے اعلیٰ ہوں گے۔ یہانتک کہ ان میں سے بعض کے سیرگاہ اور محل و مکان بعض کے محل و مکانات سے اس قدر بلند ہوں گے کہ ان میں ایک لاکھ برس کی راہ کا فاصلہ ہوگا۔

قولہٗ عزّوجلّ قُلْ اِنْ كَانَتْ لَكُمُ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ عِنْدَ اللّٰهِ خَالِصَةً مِّنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۝ وَلَنْ یَّتَمَنَّوْهُ اَبَدًا بِمَا قَدَّمَتْ اَیْدِیْهِمْ ط وَاللّٰهُ عَلِیْمٌ بِالظّٰلِمِیْنَ ۝ وَلَتَجِدَنَّهُمْ اَحْرَصَ النَّاسِ عَلٰى حَیٰوةٍ ط وَمِنَ الَّذِیْنَ اَشْرَكُوْا یَوَدُّ اَحَدُهُمْ لَوْ یُعَمَّرُ اَلْفَ سَنَةٍ ج وَمَا هُوَ بِمُزَحْزِحِهٖ مِنَ الْعَذَابِ اَنْ یُّعَمَّرَ تف وَاللّٰهُ بَصِیْرٌۢ بِمَا یَعْمَلُوْنَ ۝ **ترجمہ:** اے محمدؐ ان یہودیوں سے کہہ دے کہ اگر خانہ آخرت خدا کے نزدیک خاص تمہارے ہی واسطے ہے اور دُوسرے آدمیوں کا اس میں کچھ دخل نہیں ہے تو تُم اگر اپنے اس قول میں سچے ہو تو مرنے کی خواہش کرو۔ حالانکہ وہ اپنے ان اعمالِ بد کے سبب جو انھوں نے آگے بھیجے ہیں کبھی مرنے کی آرزو نہ کریں گے اور اللہ ظالموں کو خوُب طرح جانتا ہے اور البتّہ تو ان (یہودیوں) کو تمام لوگوں اور مشرکوں سے زیادہ جینے کا حریص پائے گا۔ اور ان میں سے بعض یہ تمنّا کرتے ہیں کہ ہزار برس کی عمر ہو۔ حالانکہ وُہ بڑی عمر کا جینا ان کو عذابِ خُدا سے نہ چھُڑائے گا۔ اور اللہ تمہارے اعمال سے خوُب واقف ہے۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولِ برحق حضرت محمدؐ کی زبانی ان یہودیوں کی سرزنش فرمائی اور ان کے عذرات کو قطع کیا اور واضح دلیلوں کو ان پر قائم کیا جن سے ثابت ہوتا تھا کہ محمدؐ تمام پیغمبروں کا سردار اور ساری مخلوقات سے بہتر ہے اور علیؑ سب اوصیا کا سردار اور حضرت کے بعد سب مخلوق سے افضل ہے اور اسکی آلِ اطہار دینِ خدا کے قائم کرنے والے اور بندگانِ خدا کے پیشوا ہیں اور ان کے سب عذرات باطل کر دیئے اور وہ کوئی حجت اور شبہ وارد نہ کر سکے۔ تب وہ مکابرہ پر آمادہ ہوئے اور کہنے لگے کہ ہم تیری بات کو نہیں سمجھتے لیکن ہم یہ کہتے ہیں کہ بہشت خاص ہمارے واسطے ہے اور اے محمدؐ تیرا اور علیؑ کا اور تیرے دین و ملت والوں کا اور تیری اُمت کا اس میں کچھ دخل نہیں اور ہم کو تمہارے ساتھ مبتلا کیا ہے اور آزمائش میں ڈالا ہے اور ہم خدا کے خالص دوست اور اس کے برگزیدہ بندے ہیں اور ہماری دُعائیں مقبول ہیں اور ہمارا پروردگار ہمارے کسی سوال کو رد نہیں کرتا جب انھوں نے یہ گفتگو کی تو خدا نے اپنے نبیؐ پر وحی نازل کی قُلْ اِنْ کَانَتْ لَکُمُ الدَّارُ الْاٰخِرَۃُ اے محمدؐ ان یہودیوں سے کہہ دے کہ اگر جنت اور اسکی نعمتیں خَالِصَۃً مِّنْ دُوْنِ النَّاسِ خالص تمہارے لیے مخصوص ہیں اور محمدؐ اور علیؑ اور ائمہ اطہار اور دیگر اصحاب و مومنین اُمتِ محمدیؐ کا اس میں کچھ دخل نہیں ہے اور محمدؐ اور اس کی ذریت طاہرہ کے ذریعہ تمہارا امتحان لیا گیا ہے اور تمہاری دُعا کبھی ردّ نہیں ہوتی اور ہمیشہ قبول ہو جاتی ہے فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ تو اپنی قوم میں سے اور اپنے مخالفوں میں سے کاذبوں کے مرنے کی تمنا کرو کیونکہ محمدؐ اور علیؑ اور ان دونوں کے اہلبیت کہتے ہیں کہ ہم ہی دوستانِ خدا ہیں اور وہ لوگ جو ہمارے دین کے مخالف ہیں ان میں داخل نہیں اور ہماری دُعائیں مقبول ہیں۔ الغرض اے گروہ یہود اگر تم کو یہ دعویٰ ہے تو تم ان لوگوں کے لیے جو تم میں سے اور تمہارے مخالفوں میں سے جھوٹے ہوں موت کی آرزو کرو۔ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ اگر تم اپنے اس دعویٰ میں سچے ہو کہ مخالفوں کے لیے تمہاری بددعا جلد قبول ہو جاتی ہے اور تم اس طریق سے دُعا کرو کہ اے خدا ہم میں سے اور ہمارے مخالفوں میں سے جو جھوٹے ہوں ان کو موت دے تاکہ ہم میں جو اہل صدق ہیں وہ راحت پائیں اور تیری حُجت اور زیادہ تر واضح ہو جائے جو پہلے صحیح اور واجب ہو چکی ہے۔ پھر حضرتؐ نے اس بات کو ان کے سامنے پیش کرنے کے بعد فرمایا کہ جو کوئی تم

میں سے اس طرح سے کہیگا وہ فوراً تھوک گلے میں اٹک کر اسی جگہ مر جائیگا اور یہودی خوب جانتے تھے کہ محمدؐ اور علیؑ اور ان دونوں کی تصدیق کرنے والے ہی سچے ہیں اس لیے ان کو اس طرح دُعا کرنے کی جرأت نہ ہوئی کیونکہ وہ جانتے تھے کہ اگر ہم دُعا کریں گے تو خود ہی مر جائیں گے۔ پھر خدا فرماتا ہے وَلَنْ یَّتَمَنَّوْهُ اَبَدًا بِمَا قَدَّمَتْ اَیْدِیْهِمْ اور خدا اور اس کے رسولؐ اور نبی اور صفی محمدؐ اور اس کے نبی اور صفی کے بھائی علیؑ اور ائمہ طیبین و طاہرین کے کفر و انکار کے اعمال جو ان یہودیوں نے کیے ہیں اس لیے وہ کبھی موت کی تمنا نہ کریں گے وَاللّٰهُ عَلِیْمٌۢ بِالظّٰلِمِیْنَ اور خدا یہودی ظالموں سے خوب واقف ہے کہ وہ جھوٹے کی موت کی تمنا کرنے کی جرأت اور دلیری نہ کرینگے کیونکہ ان کو معلوم ہے کہ ہم خود ہی جھوٹے ہیں اسی لیے اس نے تجھ کو حکم دیا ہے کہ ان کو اپنی حُجت باہرہ سے ساکت کر دے اور ان سے کہدے کہ کاذب کے لیے بددعا کریں تاکہ وہ دُعا کرنے سے باز رہیں اور ضعیف لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ وہی جھوٹے ہیں۔ پھر خدا فرماتا ہے کہ اے محمدؐ وَلَتَجِدَنَّهُمْ اَحْرَصَ النَّاسِ عَلٰی حَیٰوۃٍ تو ان یہودیوں کو سب لوگوں سے بڑھ کر زندگی کا حریص پائے گا اور اس کا باعث یہ ہے کہ وہ کفر میں ساعی ہونے کی وجہ سے نعیم جنت کے ملنے سے ناامید ہیں کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ اس (کفر) کے ہوتے جنت کی نفیس اشیا میں سے ہم کو کچھ بھی حصہ نہ ملیگا وَمِنَ الَّذِیْنَ اَشْرَکُوْا اور وہ مشرکوں یعنی مجوس کی نسبت زیادہ تر زندگی کے حریص ہیں کیونکہ وہ نعمتوں کو دنیا ہی میں سمجھتے ہیں اور آخرت کی بھلائی کی ان کو کچھ اُمید نہیں ہے اس سے سب لوگوں سے بڑھ کر ان کو زندگی کی طمع ہے اب خدا پھر یہودیوں کا وصف بیان کرتا ہے یَوَدُّ اَحَدُهُمْ لَوْ یُعَمَّرُ اَلْفَ سَنَۃٍ وَمَا هُوَ بِمُزَحْزِحِهٖ مِنَ الْعَذَابِ اَنْ یُّعَمَّرَ کہ ان میں سے بعض یہ تمنا کرتے ہیں کہ ہزار برس کی عمر پائیں حالانکہ بڑی عمر پانا عذابِ خدا سے نہ بچائے گا اور اس آیت میں جو وَمَا هُوَ بِمُزَحْزِحِهٖ مِنَ الْعَذَابِ اَنْ یُّعَمَّرَ فرمایا اور صرف بِمُزَحْزِحِهٖ نہ فرمایا اس کا سبب یہ ہے کہ اگر وَمَا هُوَ بِمُزَحْزِحِهٖ وَاللّٰهُ بَصِیْرٌ فرماتا تو یہ احتمال ہو سکتا تھا کہ آیت کی تاویل یہ ہے کہ وَمَا هُوَ مَعَ وُدِّهٖ وَتَمَنَّاهُ بِمُزَحْزِحِهٖ مِنَ الْعَذَابِ یعنی وہ باوجود خواہش اور آرزو کرنے کے عذاب سے نہ چھوٹے گا مگر چونکہ ان کا منشا درازیٔ عمر کا ہے

اِس لیے فرمایا وَمَاھُوَ بِمُزَحْزِحِہٖ مِنَ الْعَذَابِ اَنْ یُّعَمَّرَ بعد ازاں خدا فرماتا ہے وَاللّٰہُ بَصِیْرٌ بِمَا یَعْمَلُوْنَ اور اللہ ان کے عملوں سے خوب واقف ہے اس لیے ان کو ان کے اعمال کے موافق جزا دے گا اور ان کے ساتھ عدل کرے گا اور کسی قسم کا ظلم نہ کرے گا۔

امام حسن علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جب یہودی اس تمنا کے کرنے سے خائف ہوئے اور خدا نے انکے عذروں کو قطع کر دیا تو ان میں سے ایک گروہ خائف اور عاجز ہو کر آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی اے محمدؐ بس تُو اور تیرے خالص مومن اور تیرا بھائی اور وصی علیؑ جوان کا سردار اور اُن سب سے افضل ہے مستجاب الدعوات ہیں فرمایا ہاں وہ بولے اے محمدؐ اگر ایسا ہی ہے جیسا کہ تیرا گمان ہے تو علیؑ سے کہہ کہ وہ ہمارے اس رئیس کے بیٹے کے لیے دُعا کرے کہ وہ نہایت حسین شکیل بزرگ اور وجیہ جوان ہے اور اس کو برص اور جذام کا عارضہ لاحق ہو گیا ہے اس لیے اس کو الگ کر دیا ہے اور کوئی اس کے نزدیک نہیں جاتا اور ایسا چھوڑا ہے کہ کوئی اس سے معاشرت نہیں کرتا نیزے کی بھال پر رکھ کر اس کو روٹی دی جاتی ہے حضرتؐ نے فرمایا اس کو یہاں لاؤ وہ جا کر اس کو لے آتے اور رسولِ خُدا اور اصحاب نے دیکھا کہ اسکی شکل نہایت قبیح کریہ اور بدصورت ہے پھر حضرتؐ نے جنابِ امیرؑ سے فرمایا اے ابوالحسنؑ اس کے لیے صحت کی دُعا کرو کیونکہ وہ قادرِ مطلق اسکے حق میں تمہاری دُعا کو قبول فرمائیگا۔ جنابِ امیرؑ نے اس کیلئے دعا کی ابھی دُعا ختم نہ ہونے پائی تھی کہ اس جوان کی تمام بیماریاں اور نقص جاتے رہے اور پہلے سے زیادہ حسین شکیل جمیل اور خوبصورت ہو گیا رسولؐ خُدا نے اس جوان سے فرمایا کہ اے جوان اُس خدا پر ایمان لا جس نے تجھ کو اس بلائے بے درمان سے نجات بخشی اُس نے عرض کی یا رسولؐ اللہ میں ایمان لایا اور اس کا ایمان بہت اچھا ہوا۔ یہ حال دیکھ کر اس کا باپ بولا اے محمدؐ تُو نے مجھ پر ظلم کیا۔

(یہاں کی عبارت مفقود ہو گئی۔ مترجم)

اور عبادت خدا بجا لاؤ تا کہ وہ تم کو ثوابہائے عظیم عطا فرمائے اور جہاد میں دُشمنانِ خدا سے مقابلہ کر کے دُنیا میں اپنی عمروں کو کم کر دو تا کہ جنت کی دائمی نعمتوں میں آخرت کی عمرِ طویل کو حاصل کرو اور لازمی حقوق میں اپنے مال صرف کرو تا کہ جنت میں تمہاری دولت زیادہ ہو۔ حضرتؐ کا یہ ارشاد سُن کر بہت سے لوگ کھڑے ہو گئے اور عرض کی یا رسولؐ اللہ ہمارے بدن ضعیف ہیں اور ہم جہاد میں نہیں جا سکتے

[illegible]

اور ہمارے مال بہت کم ہیں اور اہل و عیال کے خرچ سے کچھ بچت نہیں ہوتی فرمائیے ہم کیا کریں فرمایا تم کو دل اور زبان سے صدقے دینے چاہئیں عرض کی وہ کیونکر فرمایا دلوں میں خدا اور اسکے رسول محمدؐ اور ولی خدا اور وصیِ رسول اللہ علیؑ ابن ابی طالب اور دینِ خدا کے قیام کے چاہنے والوں اور ان کے شیعوں اور محبّوں اور اپنے دینی بھائیوں کی محبت رکھو اور کینہ اور دشمنی کے اعتقادات سے انکو باز رکھو اور زبانوں سے خُدا کا ذکر کرو جس کے وُہ قابل ہے اور اس کے نبی محمدؐ اور وصی علیؑ اور اسکی آل اطہار پر درود بھیجا کرو ایسا کرنے سے خُدا تم کو درجاتِ عالیہ پر پہنچائے گا اور مراتبِ عظیمہ تم کو عطا فرمائے گا۔

قولہٗ عزّوجلّ قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيلَ فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلَىٰ قَلْبِكَ بِإِذْنِ اللَّهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى وَبُشْرَىٰ لِلْمُؤْمِنِينَ ۝ مَن كَانَ عَدُوًّا لِّلَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَرُسُلِهِ وَجِبْرِيلَ وَمِيكَالَ فَإِنَّ اللَّهَ عَدُوٌّ لِّلْكَافِرِينَ ۝ ترجمہ اے محمدؐ کہہ دے کہ جو کوئی جبرئیلؑ کا دُشمن ہے وُہ اپنے غیظ و غضب میں مر جائے اس واسطے کہ اُس نے خدا کے حکم سے اس (قرآن) کو تیرے دِل پر نازل کیا ہے جو اپنے سے پہلی آسمانی کتابوں کی تصدیق کرنے والا اور مومنوں کو ہدایت کرنے والا اور خوشخبری دینے والا ہے جو کوئی کہ خاص خدا کا اور اس کے فرشتوں اور پیغمبروں اور جبرئیل اور میکائیل کا دشمن ہے وُہ کافر ہے اور خدا کافروں کا دُشمن ہے۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان آیتوں میں یہودیوں کی مذمت بیان فرماتا ہے کہ وہ جبرئیلؑ سے بغض رکھتے ہیں جو ان کے باب میں احکامِ خُدا کو جن کو وُہ مکروہ جانتے تھے۔ جاری کرتا تھا نیز انکی اور ناصبیوں کی مذمت کرتا ہے کہ وُہ جبرئیل و میکائیل اور دیگر فرشتگانِ خدا کے جو کفّار کے مقابلہ میں علیؑ ابنِ ابی طالب کی مدد کیلئے نازل ہوتے تھے اور وُہ حضرت اِن دُشمنانِ خدا و رسولؐ کو اپنی شمشیرِ بُراں سے ذلیل و خوار کرتے تھے۔ دشمن ہیں اور فرماتا ہے قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيلَ اے محمدؐ کہہ دے کہ جو یہودی جبرئیلؑ کا دشمن ہے اس لیے کہ اُس نے دانیال کو بخت نصر کے ماننے سے منع کیا جس کا کوئی قصور سرزد نہیں ہوا تھا یہانتک کہ یہودیوں کے بارے میں جو حکمِ الٰہی ہو چکا تھا اس کا وقت پہنچ گیا اور جو کچھ اس کے علم میں پہلے گذر چکا تھا وُہ اِن پر وارد ہوا نیز جو کوئی باقی فرقاتِ کفار اور نواصب دُشمنانِ محمدؐ و علیؑ میں سے جبرئیلؑ کا دُشمن ہے اس واسطے کہ خدا نے اس کو علیؑ کی مدد اور اپنے دُشمنوں پر اسکو نصرت دینے کیلئے بھیجا اور جو کوئی جبرئیلؑ کا اس لیے

دشمن ہے کہ اُس نے محمدؐ اور علیؑ کی یاری و مددگاری کی اور بندگانِ خدا میں سے اُس کے دشمنوں کے ہلاک کرنے کے لیے پروردگار عزّ وجل کی قضا (حکم) کو جاری کیا وُہ اپنے غیظ و غضب میں مرے فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ کیونکہ اے محمدؐ اس نے اس قرآن کو بحکم خدا سے تیرے دل پر نازل کیا ہے چنانچہ اسی طرح اور مقام پر فرماتا ہے نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ یعنی اس قرآن کو جبرئیلؑ امین نے تیرے دل پر نازل کیا ہے تاکہ تو صاف عربی زبان میں لوگوں کو خوفِ خدا سے ڈرائے۔ پھر خدا فرماتا ہے مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ یعنی جبرئیلؑ نے اس قرآن کو تیرے دل پر نازل کیا ہے جو توریت۔ انجیل۔ زبور۔ صحفِ ابراہیم و کُتبِ شیثؑ وغیرہ سابقہ کُتب سماوی کی تصدیق کرنیوالا اور ان کے موافق ہے۔

اور جناب رسالت مآبؐ نے فرمایا ہے کہ یہ قرآن نورِ مبین اور حبل متین اور عروۃ وثقٰی اور درجہ علیا اور شفائے اشفٰی اور فضیلت کبریٰ اور سعادت عظمیٰ ہے جو کوئی اس سے روشنی طلب کریگا وُہ اسکو منور اور روشن کرے گا اور جو کوئی اپنے امور کو اس سے وابستہ کریگا وُہ اسکو محفوظ رکھیگا اور جو کوئی اسکو مضبوط کر کے پکڑیگا وُہ اسکو نجات دے گا اور جو کوئی اس کے احکام سے جُدائی نہ کریگا خدا اُسکے مراتب کو بلند کریگا اور جو کوئی اُسکے وسیلے سے شفا طلب کریگا خدا اسکو شفا دیگا اور جو اسکے ماسوا کتابوں پر اسکو ترجیح اور فوقیت دیگا خدا اسکو ہدایت دیگا اور جو کوئی اسکے سوا اور کتب میں ہدایت کی تلاش کریگا خدا اس کو گمراہی میں پڑا رہنے دیگا اور جو کوئی اس کو اپنا شعار و دثار یعنی لباس بنائے گا خدا اس کو نیک بخت اور کامیاب کریگا اور جو کوئی اس کو اپنا امام اور پیشوا اور معتمد اور پشت و پناہ بنائے گا خدا اس کو جناتِ نعیم اور عیشِ سلیم میں پہنچائیگا اسی لیے خدا فرماتا ہے وَهُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ یعنی یہ قرآن مومنوں کے لیے موجب ہدایت ہے اور آخرت میں ان کیلئے باعثِ بشارت ہوگا۔

اور قیامت کے دن ایک نحیف و زار شخص کو خدا کے سامنے حاضر کیا جائیگا اور قرأتِ قرآن (قرآن کا پڑھنا) عرض کریگی۔ اے پروردگار میں نے اس شخص کو دنوں کو پیاسا رکھا اور راتوں کو جگایا اور تیری رحمت کی طمع اس کیلئے قوی کرتی رہی اور تیرے بخشش کے باب میں اسکی امیدوں کو وسیع کرتی رہی اب اے پروردگار میرا اور اس کا تیری نسبت جو گمان ہے اسکو پورا کر تب خدا حکم دیگا کہ بادشاہی اس کے داہنے ہاتھ میں اور خلد اس کے بائیں ہاتھ میں دو اور اس کو حوروں سے جو اس کی بیویاں

۱۹۰ سورۂ شعراء ۱۱

فضیلت قرآن و قرأت قرآن و حفظ قرآن

ہیں ملحق کرو اور اُس کے ماں باپ کو ایسا حُلّہ پہناؤ کہ دُنیا اپنی تمام اشیا سمیت اس کا لگا نہیں کھاتی اُسوقت تمام خلقت انکی طرف دیکھے گی اور ان پر رشک کرے گی اور خود بھی اپنی طرف دیکھ کر متعجب ہونگے اور عرض کرینگے اے پروردگار یہ حُلّہ ہم کو کیونکر مرحمت ہوا۔ ہمارے اعمال تو اس قابل نہ تھے اُس وقت حکمِ خدا سے تاجِ کرامت ان کے سروں پر رکھا جائیگا کہ اسکی مثل نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سُنا ہوگا اور نہ کسی کے خیال میں گزرا ہوگا۔ تب خدا فرمائیگا کہ یہ سب کچھ اس بات کا نتیجہ ہے کہ تم نے اپنے فرزند کو قرآن کی تعلیم دی اور اُس کو دینِ اسلام کی بصیرت دلائی اور محمدؐ رسول اللہ اور علیؑ ولی اللہ کی محبت پر ریاضت کرائی اور ان کے فقہ کا اس کو عالم کیا کیونکہ وُہ دونوں میرے نزدیک ایسا مرتبہ رکھتے ہیں کہ میں ان دونوں کی دوستی اور ان کے دشمنوں کی دشمنی رکھے بغیر کسی شخص کے عمل کو قبول نہیں کرتا۔ اگرچہ اُس نے ثریٰ سے لے کر عرش تک کے خلا کو سونے سے بھر کر میری راہ میں تصدق کیا ہو۔ پس یہ بھی ان بشارتوں میں سے ایک بشارت ہے جو مومنوں کو قیامت کے دن دی جائیں گی اور آیہ بُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ میں مومنین سے محمدؐ اور علیؑ کے شیعہ اور اُن کی اولاد و اخلاف میں جو اُن کے تابع ہیں مُراد ہیں۔

پھر خدا فرماتا ہے مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ جو کوئی کہ خدا کا دشمن ہے اس لیے کہ اُس نے محمدؐ اور علیؑ اور ان کی آلِ اطہار کو اپنی نعمت عطا کی اور وُہ دشمنانِ خدا وہ لوگ ہیں جن کی جہالت اس حد کو پہنچی ہے کہ کہتے ہیں ہم اس اللہ کو دشمن رکھتے ہیں جس نے محمدؐ اور علیؑ کو وُہ بزرگی عطا کی جس کا وُہ دعویٰ کرتے ہیں اور جبرئیلؑ کو بھی دشمن رکھتے ہیں اس لیے کہ خدا نے اس کو دشمنوں کے مقابلے میں محمدؐ اور علیؑ کا مددگار بنایا اور اسی طرح انبیا اور مرسلوں کا اس کو معیّن کیا وَمَلٰٓئِكَتِهٖ اور جو لوگ کہ ان فرشتگانِ خدا کے دُشمن ہیں۔ جو دینِ خدا کی نصرت اور اس کے دوستوں کی امداد کے لیے بھیجے گئے اور یہ بعض نواصب و معاندینِ اہلبیتؑ کا قول ہے کہ ہم جبرئیلؑ سے جو معاونِ علیؑ ہے بیزار ہیں وَرُسُلِهٖ اور جو لوگ کہ موسٰیؑ اور عیسٰیؑ اور دیگر پیغمبروں کے دشمن ہیں جنھوں نے نبوتِ محمدؐ اور امامتِ علیؑ کی طرف خلقِ خدا کو دعوت کی وَجِبْرِيْلَ وَمِيْكٰلَ اور جو لوگ کہ جبرئیل اور میکائیل کے دُشمن ہیں اور یہ ایک ناصبی کا قول ہے جو اُس نے اُس وقت کہا تھا جب رسولِ خداؐ نے علیؑ کے باب میں فرمایا تھا کہ جبرئیلؑ اس کے داہنے ہے

اور میکائیل بائیں اور اسرافیل پیچھے اور ملک الموت آگے اور اللہ تعالیٰ جو عرش پر سے اپنی خوشنودی سے اس کی طرف نظر کرتا ہے اس کا ناصر و مددگار ہے۔ حضرتؑ کا یہ ارشاد سُن کر ایک ناصبی نے کہا کہ میں اللہ سے اور جبرئیل و میکائیل اور ان فرشتوں سے جو علیؑ کے ہمراہ اس طور پر رہتے ہیں جیسے محمدؐ کہتا ہے بیزار ہوں۔ اس لیے خدا فرماتا ہے کہ جو کوئی علیؑ ابن ابی طالب کے تعصب کی راہ سے ان کا دشمن ہے فَاِنَّ اللّٰہَ عَدُوٌّ لِّلْکَافِرِیْنَ پس خدا بھی کافروں کا دشمن ہے کہ ان کے ساتھ ایسا برتاؤ کریگا جیسا دشمن دشمن سے کیا کرتا ہے کہ ان کو طرح طرح کے سخت عذاب و عقاب میں مبتلا کرے گا۔

اور ان دونوں آیتوں کے نزول کا باعث وہ قولِ بد ہے جو جبرئیلؑ اور میکائیل اور دیگر فرشتوں کے باب میں کہا گیا تھا اور ناصبیوں کا جو دشمنان خدا ہیں وہ قول ہے جو انھوں نے اس سے بھی بدتر خدا اور جبرئیلؑ و میکائیل اور دیگر فرشتگانِ خدا کی شان میں کہا تھا۔ ناصبیوں کے بدتر قول کا قصہ اس طرح پر ہے کہ حضرتؐ ہمیشہ علیؑ کے فضائل مخصوصہ اور خداداد شرفوں کو بیان کیا کرتے تھے اور ہر ایک کے ضمن میں فرمایا کرتے تھے کہ جبرئیلؑ امین نے خدا کی طرف سے مجھ کو اس امر سے مطلع کیا ہے بعض دفعہ فرماتے تھے کہ جبرئیلؑ اسکے دائیں ہے اور میکائیل بائیں اور جبرئیلؑ میکائیل پر فخر کرتا ہے کہ میں علیؑ کے دائیں ہوں اور تو بائیں اور دایاں بائیں سے افضل ہے جیسے دُنیا کے کسی عظیم الشان بادشاہ کا دائیں بیٹھنے والا مصاحب بائیں طرف والے مصاحب پر فخر کیا کرتا ہے اور وہ دونوں اسرافیل پر جو خدمت کے لیے پیچھے رہتا ہے اور ملک الموت پر جو خدمت گزاری کے لیے آگے آگے رہتا ہے فخر کرتے ہیں کہ دایاں اور بایاں دونوں آگے اور پیچھے سے بہتر ہیں جسطرح بادشاہ کے مقربان خاص کو بادشاہ کے پاس زیادہ قرب ہونیکی وجہ سے دیگر حاشیہ نشینوں پر فخر ہوا کرتا ہے۔

اور آنحضرتؐ بعض وقت فرمایا کرتے تھے کہ خدا کے نزدیک وہ فرشتے سب فرشتوں سے افضل اور اشرف ہیں جو علیؑ ابن ابی طالب کو سب سے زیادہ دوست رکھتے ہیں اور فرشتوں کا باہم دگر قسم کھانیکا یہ طریقہ ہے مجھ کو اُس ذات کی قسم ہے جس نے محمد مصطفےٰ کے بعد علیؑ کو تمام عالم پر شرف دیا ہے۔

اور بعض وقت ارشاد فرماتے تھے کہ آسمانوں کے فرشتے علیؑ ابن ابی طالب کی زیارت کے ایسے مشتاق رہتے ہیں جیسے مہربان ماں اپنے نیکوکار اور شفیق بیٹے کی مشتاق ہوتی ہے جو دس بیٹوں کے مرنے کے

بعد زندہ رہا ہو حضرتؐ کی یہ باتیں سُن کر ناصبی کہا کرتے تھے کہ محمدؐ کبتک جبرئیلؑ و میکائیل اور دیگر فرشتوں کا ذکر کرتا رہیگا۔ یہ سب علیؑ کی بڑائی اور اس کی شان بڑھانے کے واسطے ہے اور خدا تمام مخلوقات کو چھوڑ کر ایک علیؑ ہی کا ذکر کرتا ہے۔ ہم ایسے پروردگار سے اور جبرئیلؑ و میکائیلؑ اور دیگر فرشتوں سے بیزار ہیں جو محمدؐ کے بعد علیؑ کو سب سے افضل بتلاتے ہیں اور ہم ان پیغمبروں سے بھی بیزار ہیں جو علیؑ کو محمدؐ کے بعد سب پر فضیلت دیتے ہیں۔

اور یہودیوں نے جو کہا تھا اس کا قصہ اس طرح پر ہے کہ جب آنحضرتؐ مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو یہودِ عنود جو دشمنانِ خدا تھے عبداللہ ابن صوریا کو لے کر حاضر خدمت ہوئے ابن صوریا نے حضرتؐ سے دریافت کیا اے محمدؐ تیری نیند کا کیا حال ہے کیونکہ ہم کو آنیوالے نبی کی نیند کا حال معلوم ہے حضرتؐ نے فرمایا میری آنکھیں تو سویا کرتی ہیں اور دل جاگتا رہتا ہے۔ عبداللہ نے کہا یہ سچ ہے اب یہ بتا کہ بچہ باپ سے ملتا ہے یا ماں سے فرمایا ہڈیاں۔ پٹھے اور رگیں تو باپ کی طرف سے ہوتی ہیں اور گوشت۔ خون اور بال ماں کی طرف سے۔ وہ بولا درست ہے پھر عرض کی یا محمدؐ کیا سبب ہے کہ بچہ کبھی تو چچا کے مشابہ ہوتا ہے اور ماموں سے ذرا بھی نہیں ملتا اور کبھی ماموں کے مشابہ ہوتا ہے اور چچا سے ذرا نہیں ملتا فرمایا دونوں میں سے جس کا پانی غالب آجاتا ہے اسکے مشابہ ہوجاتا ہے وہ بولا ٹھیک ہے پھر کہا کہ اے محمدؐ کیا وجہ ہے کہ بعض کے تو بچہ پیدا ہوتا ہے اور بعض کے نہیں فرمایا جبکہ نطفہ سُرخ اور گدلا ہوجاتا ہے تو بچہ پیدا نہیں ہوتا اور جب نطفہ صاف ہوتا ہے تو بچہ پیدا ہوجاتا ہے پھر اُسنے کہا کہ مجھ کو بتا تیرا پروردگار کیا چیز ہے تب سُورۂ توحید نازل ہوئی ابن صوریا بولا کہ درست ہے اب ایک بات باقی رہ گئی ہے اگر تُونے اس کا جواب درست دیا تو میں تجھ پر ایمان لاؤنگا اور تیری پیروی کرونگا یہ بتا کہ یہ احکام کونسا فرشتہ خدا کی طرف سے تجھ کو پہنچاتا ہے۔ فرمایا جبرئیلؑ وہ بولا کہ یہ تو فرشتوں میں ہمارا دشمن ہے جو قتال و جدال اور شدت اور جنگ کے مصائب لے کر نازل ہوتا ہے ہمارا ایلچی تو میکائیل ہے جو خوشی اور آرام کو لے کر آتا ہے اگر میکائیل فرشتہ تیرے پاس احکامِ خدا لے کر آیا کرتا تو ہم تجھ پر ایمان لے آتے میکائیل تو ہماری سلطنت کو مضبوط کیا کرتا تھا اور جبرئیلؑ اس کو تباہ اور برباد کرتا تھا اس لیے وہ ہمارا دشمن ہے ابن صوریا کا یہ کلام سُن کر سلمانؓ فارسی علیہ الرحمۃ نے اس سے کہا کہ اس کی عداوت کی ابتدا کیونکر ہوئی اس نے جواب دیا کہ اے سلمانؓ ہاں اس نے بارہا

ابن صوریا کا حضرتؐ سے مسائل دریافت کرنا

مناظرہ سلمانؓ با ابن صوریا

آلِ اطہار کی محبت پر قائم رہیں۔

بعد ازاں حضرتؐ نے سلمانؓ سے فرمایا کہ اے سلمانؓ خدا نے تیرے قول کی تصدیق کی اور تیری رائے سے اتفاق کیا اور جبرئیلؑ خدا کی طرف سے بیان کرتا ہے کہ سلمانؓ اور مقدادؓ دو بھائی ہیں جو تیری اور تیرے بھائی اور وصی اور صفی علیؑ ابن ابی طالب کی خالص محبت رکھتے ہیں اور وہ دونوں تیرے اصحاب میں ایسے ہیں جیسے جبرئیلؑ و میکائیلؑ فرشتوں میں جو کوئی ان میں سے کسی ایک سے دشمنی رکھتا ہے۔ وہ دونوں اس کے دشمن ہیں اور جو ان دونوں کو اور محمدؐ اور علیؑ کو دوست رکھے وہ دونوں بھی اس کو دوست رکھتے ہیں اور جو کوئی محمدؐ اور علیؑ اور ان کے دوستوں سے دشمنی رکھے اس کے یہ دونوں دشمن ہیں اور اگر اہلِ زمین سلمانؓ اور مقدادؓ کو اس طرح دوست رکھتے جیسے آسمانوں اور حجابوں اور کرسی اور عرش کے فرشتے دونوں کو ان کے محمدؐ و علیؑ سے خالص محبت کرنے اور ان کے دوستوں کو دوست رکھنے اور ان کے دشمنوں کو دشمن رکھنے کے باعث دوست رکھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان میں سے کسی ایک کو بھی کسی قسم کا عذاب نہ دیتا۔

امام حسینؑ ابنِ علی علیہما السلام نے فرمایا ہے کہ جب آنحضرتؐ نے سلمانؓ اور مقدادؓ کے باب میں یہ ارشاد فرمایا تو مومن تو اس کو سُنکر نہایت خوش ہوئے اور ان کے مطیع و فرمانبردار رہے اور منافقوں کو نہایت ناگوار اور شاق گزرا اور دشمنی کرنے اور عیب بیان کرنے لگے اور کہا کہ محمدؐ بیگانوں کی تو مدح و ثنا کرتا ہے اور قریبیوں کو چھوڑ دیتا ہے نہ تو ان کی کچھ مدح کرتا ہے نہ ان کا کچھ ذکر کرتا ہے رفتہ رفتہ یہ خبر آنحضرتؐ کو بھی پہنچی حضرتؐ نے فرمایا ان کو کیا ہو گیا خدا ان کو اپنی رحمت سے دور کرے اور یہ مسلمانوں کا برا چاہتے ہیں اور میرے اصحاب کو جو فضیلت کے درجے حاصل ہوئے ہیں۔ وہ صرف محمدؐ کو اور میری اہلبیت کو دوست رکھنے کی وجہ سے حاصل ہوئے ہیں اور میں اس ذات کی قسم کھاتا ہوں جس نے محمدؐ کو سچا پیغمبر بنایا ہے کہ تم ہرگز مومن نہ ہوگے جبتک محمدؐ اور اس کی آلؑ کو اپنی جانوں اور اہل و عیال اور زر و مال اور روئے زمین کی جمیع موجودات سے زیادہ دوست نہ رکھو گے بعد ازاں علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنؑ اور حسینؑ کو پاس بلا کر سب کو اپنی عبائے قطوانی میں ڈھانپ لیا اور اس طرح دعا کی کہ اے خدا یہ پانچ تن ہیں اور چھٹا آدمی کوئی ان کیساتھ شریک نہیں ہے جو کوئی ان سے جنگ کرے میں بھی اس سے جنگ کروں گا اور جو ان سے صلح رکھے

میں بھی اُس سے صلح رکھوں گا۔

جناب فاطمہ علیہا السلام نے روایت کی ہے کہ اُم سلمہؓ نے اندر داخل ہونیکی نیت سے عبا کا ایک گوشہ اُٹھایا مگر حضرتؐ نے اس کو منع کر دیا اور فرمایا اے ام سلمہؓ تیرا یہ مقام نہیں ہے مگر ہاں تو یہاں بھی نیکی میں ہے اور آخرت میں بھی خیر کی طرف رجوع کریگی۔ یہ سُن کر اُس نے عبا کا گوشہ چھوڑ دیا اور جبرئیلؑ ان کے ہمراہ عبا میں تھا اس نے عرض کی یا رسول اللہؐ میں چھٹا ہوں فرمایا۔ ہاں بعد ازاں اس نے آسمان کی طرف پرواز کی اور اللہ تعالیٰ نے کثرت انوار سے اس قدر اس کو منور کیا کہ ملائکہ نے اسکو شناخت نہ کیا یہانتک کہ اُس نے خود کہا کہ مبارک ہو مبارک ہو اب کون میرا ہمسر ہو سکتا ہے میں جبرئیلؑ ہوں اور محمدؐ اور علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنؑ اور حسینؑ پنجتن اہلبیتؑ میں چھٹا میں بھی شامل ہوں اور اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے جبرئیلؑ کو تمام فرشتگان ارضی و سماوی پر فضیلت عطا فرمائی ہے۔ اس کے بعد حضرتؐ نے حسنؑ کو دائیں پہلو میں اور حسینؑ کو بائیں پہلو میں بٹھایا پھر اُس کو دائیں کندھے اور اُس کو بائیں کندھے پر اُٹھایا پھر دونوں کو زمین پر چھوڑ دیا اور وہ ایک دوسرے کی طرف چلے اور کُشتی کرنے لگے۔ پس آنحضرتؐ یا ابا محمدؐ کہہ کر حسنؑ کو حوصلہ دلاتے تھے اور وہ حسینؑ پر غالب ہونے کو ہوتے تھے کہ حسینؑ کا حوصلہ بڑھ جاتا تھا۔ تب وہ بھائی کا مُقابلہ کرتے تھے یہ حال دیکھ کر جناب سیدہؑ نے عرض کی۔ اے بابا آپ بڑے کو چھوٹے پر دلیر کرتے ہیں حضرتؐ نے فرمایا اے فاطمہؑ یہ جبرئیلؑ اور میکائیلؑ دونوں موجود ہیں جب میں حسنؑ کو یا ابا محمدؐ کہتا ہوں تو یہ دونوں حُسینؑ کو کہتے ہیں یا ابا عبداللہ اسی لیے یہ دونوں مُقابلے میں برابر رہے اور جب میں حسنؑ کو یا ابا محمدؐ اور جبرئیلؑ حُسینؑ کو یا ابا عبداللہ کہتے تھے تو ان میں اس قدر طاقت پیدا ہو جاتی تھی کہ اگر کوئی سا ان میں سے یہ ارادہ کرتا کہ زمین کو پھاڑ دوں۔ دریاؤں ٹیلوں اور دیگر تمام اشیاء سمیت اُٹھائے تو وہ اس کو اپنے بدن کے ایک بال سے بھی زیادہ ہلکی معلوم ہوتی اور یہ دونوں مقابلے میں اس لیے یکساں رہے کہ وہ باہم ایک دوسرے کی نظیر ہیں یہ دونوں میری آنکھوں کی خنکی اور میرے دل کے میوے ہیں یہ دونوں میری پیٹھ کے سہارے ہیں یہ دونوں تمام اولین و آخرین اہل جنت کے جوانوں کے سردار ہیں اور ان کا باپ ان دونوں سے بہتر ہے اور ان

پیش کیا انھوں نے انکار کیا حضرتؐ نے اُن سے فرمایا کہ تم میرے اور اپنے درمیان کس کو منصف بنانا
چاہتے ہو وہ بولے کہ عبداللہ بن سلام کو۔ فرمایا وُہ کون شخص ہے یہودیوں نے کہا کہ وُہ ہمارا رئیس اور
رئیس زادہ اور ہمارا سردار اور سردار زادہ اور عالم اور عالم زادہ اور ہمارا پرہیزگار اور پرہیزگار زادہ
اور ہمارا زاہد اور زاہد زادہ ہے حضرتؐ نے فرمایا کہو اگر وُہ مجھ پر ایمان لے آئے تو کیا تم رضامند ہو گے
وُہ بولے کہ اللہ نے اس سے اس کو بچایا ہے اور پھر اسی کو دُہرایا تب حضرتؐ نے عبداللہ کو حکم دیا کہ
باہر آکر جو کچھ خُدا نے محمدؐ کے باب میں تجھ پر ظاہر کیا ہے اس کو ان کے سامنے ظاہر کر وُہ یہ کہتا ہوا باہر
آیا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی قابلِ عبادت نہیں ہے اور وُہ واحد اور لاشریک ہے
اور شہادت دیتا ہُوں کہ محمدؐ اس کا بندہ اور رسُولؐ ہے جس کا ذکر توریت۔ انجیل صحف ابراہیم
اور تمام کُتب سماوی میں موجُود ہے جن میں اسکی اور اسکے بھائی علیؑ ابنِ ابی طالب کی طرف رہبری کی
گئی ہے۔ جب ان یہودیوں نے عبداللہ کی زبان سے یہ کلمات سُنے تو کہنے لگے اے محمدؐ یہ ہماری
قوم کا سفیہ (بیوقوف) اور سفیہ زادہ اور شریر اور شریر زادہ اور فاسق اور فاسق زادہ اور
جاہل اور جاہل زادہ ہے۔ ہم نے اس کی عدم موجودگی میں اس کی بُرائیاں بیان کرنے کو مکروہ
سمجھا تھا اس لیے تعریف کی تھی۔ عبداللہ نے عرض کی یارسُولؐ اللہ مجھ کو اسی بات کا خوف تھا
پھر عبداللہ بن سلام کا اسلام بہت اچھا ہوا اور اس کو اپنے یہودی ہمسایوں سے سخت ایذا
پہنچی۔ ایک روز کا ذکر ہے کہ گرمی نہایت زور کی پڑ رہی تھی اور رسُولِ خدا مسجد میں تشریف رکھتے
تھے اور بلالؓ اذان سے فارغ ہو چکا تھا اور لوگ نماز میں مصروف تھے کہ ناگاہ عبداللہ ابن
سلام وہاں آیا۔ حضرتؐ نے جو اس کی طرف نگاہ کی تو دیکھا کہ چہرہ متغیر ہے اور آنکھوں میں آنسو بھرے
ہیں فرمایا۔ اے عبداللہ کیا حال ہے عرض کی یارسُولؐ اللہ یہودی میری ایذا رسانی پر آمادہ ہو گئے
میرے ہمسایوں نے مجھ سے بدی کی اور جو سامان خانگی مجھ سے عاریتاً مانگ کر لے گئے تھے
سب توڑ پھوڑ کر تلف کر دیا اور جو کوئی چیز میں نے ان سے عاریتاً مانگی وُہ نہ دی پھر اسکے بعد جب
ان کو تقویت ہو گئی تو سب نے جمع ہو کر صلاح کی اور قسمیں کھائیں کہ کوئی میرے پاس نہ بیٹھے اور
مجھ سے کسی قسم کی خرید و فروخت کرے اور نہ کوئی صلاح مشورہ مجھ سے کرے اور نہ کوئی مجھ سے
کلام کرے اور نہ مجھ سے میل جول رکھے اور یہاں تک نوبت پہنچ گئی کہ جو لوگ میرے مکان میں بھی

رہتے ہیں وہ بھی میرے اہل و عیال سے بات چیت نہیں کرتے اور میرے تمام ہمسائے یہودی
ہیں اور مجھ کو ان سے کمال وحشت آتی ہے اور ان سے کسی قسم کا اُنس مجھ کو باقی نہ رہا اور میرے
گھر اور حضرتؐ کی مسجد اور گھر کے درمیان فاصلہ بڑا ہے اور میں ہر وقت حضرتؐ کی مسجد اور گھر
کی طرف آ نہیں سکتا اور میں ان سے نہایت دِل تنگ ہوں۔
جب حضرتؐ نے عبداللہ بن سلام کی یہ گفتگو سُنی تو فوراً وُہ حالت آپ پر طاری ہُوئی جو بہ تعظیم
امرِ خُدا کے باعث نزولِ وحی کے وقت ہوا کرتی تھی۔ بعد ازاں اس سے افاقہ ہوا اس وقت یہ آیت
نازل ہوئی اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوْنَ
الزَّکٰوۃَ وَھُمْ رٰکِعُوْنَ ہ وَمَنْ یَّتَوَلَّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ
حِزْبَ اللّٰہِ ھُمُ الْغٰلِبُوْنَ ہ یعنی تمہارا مالک اور حاکم صرف اللہ اور اس کا رسُولؐ اور
وُہ لوگ ہیں جو ایمان لائے ہیں اور نماز کو اس کے شرائط اور ارکان کے ساتھ ادا کرتے
ہیں اور حالت رکوع میں زکوٰۃ دیتے ہیں اور جو کوئی خدا اور اس کے رسُولؐ اور مومنوں کو
دوست رکھے وُہ لشکرِ خدا میں شامل ہے اور بیشک اللہ کا لشکر ہی رستگاری اور فلاح پائے گا۔
حضرتؐ نے فرمایا اے عبداللہ تمہارا ولی اور ناصر ان یہودیوں کے مقابلے میں جو تیری ایذا رسانی کے
درپے ہیں صرف اللہ اور اس کا رسُولؐ اور وُہ مومن ہیں جو صفات ذیل سے موصوف ہیں کہ نماز کو
درست طور پر بجا لاتے ہیں اور حالت رکوع میں زکوٰۃ ادا کرتے ہیں بعد ازاں ارشاد فرمایا اے عبداللہ
جو شخص خدا اور اس کے رسُولؐ کو اور مومنین اور ان کے دوستوں کو دوست رکھے اور ان کے
دشمنوں کا دشمن ہو اور اپنی ضروریات و مہمات میں اوّل خدا کی طرف رجُوع کرے پھر انکی طرف وہ لشکر
خدا میں شامل ہے اور اس میں شک نہیں کہ خدا کا لشکر ہی یہودیوں اور دیگر کافروں پر غالب ہو گا
اے عبداللہ غمگین مت ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ اور یہ لوگ تیرے معین و مددگار رہیں اور وُہ شرورِ اعدا
اور مکائدِ دشمنان کو تیرے سر سے ٹالیگا بعد ازاں فرمایا اے عبداللہ خوش ہو کہ اللہ تعالیٰ نے ان (یہودیوں) سے
بہتر دوست تیرے لیے مقرر کیے کہ وہ اللہ اور اس کا رسُول اور وہ مومن ہیں جو نماز کو درست
طور پر ادا کرتے ہیں اور حالت رکُوع میں زکوٰۃ دیتے ہیں۔ عبداللہ نے عرض کی یارسُولؐ اللہ
وُہ لوگ کون ہیں جو آیۂ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا میں داخل ہیں اس وقت حضرتؐ نے

شانِ نزول آیۂ اِنّما ولیکم
پارہ ٦
سُورۂ مائدہ
ع ٨

ایک سائل کو دیکھا اُس سے پوچھا کہ تجھ کو کسی نے کچھ دیا ہے اُس نے عرض کی کہ ہاں اس نماز پڑھنے والے نے اپنی انگلی سے مجھ کو اشارہ کیا کہ میری انگوٹھی لے لے میں نے انگوٹھی لے لی جب میں نے انگوٹھی کو اور اُس نمازی کو غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ علیؑ ابنِ ابی طالب کی انگوٹھی ہے ۔ یہ سُن کر حضرتؐ نے فرمایا اَللّٰہُ اَکْبَرُ میرے بعد یہ تمہارا ولی ہے اور میرے پیچھے لوگوں کا مالک و مختار علیؑ ابنِ ابی طالب ہے ۔

امام علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اس واقعہ کو تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا کہ عبداللہ ابن سلام کا ایک پڑوسی بیمار ہوا اور وہ ایسا محتاج ہوا کہ گھر بار بیچنے کی ضرورت پڑی اور عبداللہ کے سوا اور کوئی اس کا خریدار نہ ہوا۔ اسی طرح ایک اور ہمسایہ قید ہو گیا اور ضرورت کے سبب اس کو بھی اپنا مکان فروخت کرنا پڑا اس کو بھی عبداللہ کے سوا اور کسی نے نہ خریدا بعد ازاں عبداللہ کے ہمسایوں میں کوئی بھی ایسا نہ رہا جس پر کوئی مصیبت نہ پڑی ہو اور اس کو اپنا مکان بیچنے کی ضرورت پیش نہ آئی ہو۔ رفتہ رفتہ وہ اس محلہ کا مالک ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے اسکے دشمنوں کی بیخ کنی کر دی اور اس نے ان مکانوں میں مہاجروں کو آباد کر دیا اور وہ اس کے انیس و جلیس ہو گئے اور اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کے مکر و فریب کو ان ہی کے گلے کا ہار کر دیا اور رسُولؐ خدا پر ایمان لانے اور علیؑ ولی اللہ کی دوستی اختیار کرنے کے سبب اسکی دُنیوی زندگی کو پاکیزہ کیا۔

قولہٗ عزّوجلّ اَوَكُلَّمَا عٰهَدُوْا عَهْدًا نَّبَذَهٗ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ **ترجمہ :** کیا ایسا ہی ہے کہ جب انھوں نے کامل طور پر عہد کیا تو ان میں سے ایک فریق نے اس کو توڑ ڈالا۔ بلکہ ان میں سے اکثر لوگ ایمان نہیں لائیں گے ۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان یہودیوں کو جن کے عناد کا پہلے ذکر آچکا ہے اور ان ناصبیوں کو جنھوں نے اس عہد کو جو ان سے لیا گیا تھا توڑ ڈالا تھا زجر و توبیخ کرتا ہے اور فرماتا ہے اَوَكُلَّمَا عٰهَدُوْا عَهْدًا کیا ایسا ہی ہے کہ جب انھوں نے عہدِ وَاثق لیا تھا کہ ہم محمدؐ کی اطاعت کرینگے اور اسکے بعد علیؑ کے ماتحت اور فرمانبردار رہیں گے اور اس کی حکومت کو تسلیم کرینگے نَّبَذَهٗ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ ان میں سے ایک فریق نے اس عہد کو توڑ ڈالا اور اس کی خلاف ورزی کی۔ اب خدا فرماتا ہے بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ

بلکہ یہ اکثر یہودی اور نواصب ایمان نہ لائیں گے یعنی اپنی آئندہ زندگی میں کچھ رعایت ایمانی نہ کرینگے اور باوجود ان نشانیوں اور دلیلوں کے مُشاہدہ کرنے کے توبہ نہ کریں گے

جناب رسالتمآبؐ نے فرمایا ہے اے بندگانِ خُدا خدا سے ڈرو اور اسکے رسُولؐ نے جو حکم تم کو دیا ہے کہ خُدا کو واحد جانو اور محمدؐ رسُول اللہ کی نبوت پر ایمان لاؤ اور علیؑ ولی اللہ کی ولایت کے معتقد ہو اس پر ثابت قدم رہو تم اپنی نمازوں اور روزوں اور گزشتہ عبادتوں پر فریفتہ اور مغرور نہ ہونا کیونکہ اس عہد کی مخالفت کی صُورت میں ان سے تم کو کچھ نفع نہ ہوگا ہاں جو کوئی اس عہد پر وفا کرے گا اس سے وفائی جائیگی یعنی اس کے اعمال کا اس کو پورا ثواب ملے گا۔ بلکہ پروردگار عالم اپنے فضل و جلال سے اس پر تفضل کریگا یعنی زیادہ عطا فرمائیگا اور جو کوئی اس عہد کو توڑیگا وُہ اپنا ہی نقصان کریگا اور خدا اس سے انتقام لینے کا مختار ہے اور اعمال سے اسی حالت میں نفع ہوگا جبکہ خاتمہ بالخیر ہو۔

یہ وصیت تمام صحابہ کو اس وقت کی گئی تھی جبکہ حضرت غار میں تشریف لے گئے اور اس کا قصہ اس طرح پر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرتؐ پر وحی نازل کی کہ اے محمدؐ خدا نے بعد تحفہ درود و سلام کے ارشاد فرمایا ہے کہ ابوجہل اور رؤسا قریش نے تیرے قتل کی تجویز کی ہے اور تجھ کو امر فرمایا ہے کہ آج کی شب علیؑ کو اپنے بستر پر سُلادے اور یہ فرمایا ہے کہ علیؑ کا درجہ تیرے نزدیک ایسا ہے جیسے ابراہیمؑ خلیل اللہ کے نزدیک اسمٰعیلؑ ذبیح اللہ کا رتبہ کہ وُہ اپنی جان کو تیری جان پر سے فدا کرے گا اور اپنی رُوح کو تیری رُوح کی سپر بنائے گا نیز یہ حکم دیا ہے کہ ابوبکر کو اپنے ساتھ لے جا کہ اگر وُہ تجھ سے مانوس ہوگا اور تیری اعانت کریگا اور ان عہدوں اور اقراروں پر جو اُس نے تجھ سے کیئے ہیں قائم رہے گا تو جنت میں تیرا رفیق اور اس کے غرفات میں تیرا خاص مصاحب ہوگا۔ الغرض حضرتؐ نے علیؑ سے فرمایا کہ یا علیؑ کیا تجھ کو یہ منظور ہے کہ مجھے تلاش کریں اور میں نہ ملوں اور تو مل جائے اور اس وقت شاید جاہل لوگ تجھ پر حملہ کریں اور تجھے قتل کر دیں جناب امیرؑ نے عرض کی یا رسُولؐ اللہ مجھ کو بخوشی منظور ہے کہ میری رُوح آپکی رُوح کی سپر ہو اور میری جان آپ کی جان پر فدا ہو جائے بلکہ میں تو اس پر بھی راضی ہوں کہ میری جان اور رُوح حضرتؐ کے کسی بھائی یا کسی قریبی رشتہ دار یا کسی جانور پر جس سے حضرتؐ کو کچھ نفع ہو نثار کر دی جائے اور میں تو زندگی کو صرف حضرتؐ کی خدمت اور آپ کے اوامر و نواہی میں استعمال کرنے اور

جناب کے دوستوں کی محبت اور آپ کے خالص احباب کی نصرت اور حضور کے دشمنوں سے جہاد کرنے کیلئے پسند کرتا ہوں اور اگر ایسا نہ ہو تو ایک ساعت بھی دُنیا میں زندہ رہنا مجھ کو مطلوب نہیں ہے جناب امیرؑ کا یہ کلام سُن کر حضرتؐ ان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا۔ اے ابوالحسنؑ لوحِ محفوظ کے موکلوں نے تیری یہ گفتگو مجھ سے بیان کی اور جو ثوابِ عظیم اور اجر جزیل اس گفتگو کے عوض خدا نے تیرے واسطے مقرر کیا ہے مجھ سے ذکر کیا اور وہ اس قدر ہے کہ نہ کسی نے کان سے سُنا ہے اور نہ آنکھ سے دیکھا ہے اور نہ کبھی کسی کے دِل میں اس کا خیال گزرا ہے۔

بعدازاں حضرتؐ نے ابوبکر سے فرمایا کہ آیا تو اس امر پر راضی ہے کہ میرے ساتھ رہے اور دشمن جس طرح میری تلاش میں ہوں اسی طرح تیری جستجو بھی کریں اور وہ تیری نسبت یہ معلوم کرلیں کہ تو ہی مجھ کو اس دعویٰ نبوت پر آمادہ کرتا ہے اس وجہ سے تجھ کو میرے باعث بہت سی تکلیفیں اُٹھانی پڑیں اس نے جواب دیا یا رسول اللہؐ اگر میں تمام دُنیا کے برابر عمر پاؤں اور ہمیشہ سخت تر عذابوں میں مبتلا رہوں اور مجھ کو نہ تو آرام کی موت نصیب ہو اور نہ کسی قسم کی راحت ملے اور یہ سب کچھ حضرتؐ کی محبت میں ہو تو میں اس بات کو زیادہ پسند کرتا ہوں۔ بہ نسبت اسکے کہ حضرتؐ کی مخالفت میں مجھ کو تمام دُنیا کی بادشاہی مل جائے اور میں عیش و عشرت سے زندگی بسر کروں یا رسول اللہؐ میرے اہل و عیال اور اولاد سب آپ پر نثار ہیں حضرتؐ نے اسکی یہ تقریر سُن کر ارشاد فرمایا کہ خدا تیرے دِل پر مطلع ہونے اور معلوم کرنے کے بعد اگر تیری زبان کے موافق تیرے دل کو پائے گا تو بیشک تجھ کو میرے لیے ایسا کردیگا جیسے جسم کے لیے کان۔ آنکھ اور سر اور جیسے بدن کے لیے جان جیسا کہ علیؑ بھی میرے نزدیک ایسا ہی ہے اور علیؑ اپنے فضائل مزیدہ اور خصائل شریفہ کے باعث اس سے بھی بڑھ کر ہے۔ اے ابوبکرؓ جو کوئی خدا سے معاہدہ کرے اور پھر اسکو نہ توڑے اور اس میں کسی قسم کا تغیر و تبدل نہ کرے اور جس کے فضائل کو خدا نے ظاہر کیا ہے اس سے حسد نہ کرے کہ وہ شخص بہشت کی اعلیٰ منزل میں میرے ہمراہ ہوگا۔ اور جب تو خدا کے پسندیدہ طریق پر چلے گا اور بعدازاں ایسا طریق اختیار نہ کریگا جو اس کے غضب اور ناخوشی کا باعث ہو اور اس پسندیدہ طریق پر اس سے دفا کرچکا ہوگا تو جب وہ قیامت کے دن تجھ کو مبعوث کریگا تو تو ولایتِ خدا کا مستحق اور اُس کی جنت میں ہماری مصاحبت اور مرافقت کا سزاوار ہوگا۔ پھر ارشاد فرمایا

اے ابوبکر اُوپر کو دیکھ جب اس نے کنارہائے آسمان کی طرف نظر اُٹھائی تو ناگاہ کیا دیکھتا ہے کہ آگ کے فرشتے آگ کے گھوڑوں پر سوار ہاتھوں میں آگ کے نیزے سنبھالے ہیں اور ہر ایک پکارتا ہے اے محمدؐ ہم کو حکم دیجئے کہ آپ کے دشمنوں کو ریزہ ریزہ کر ڈالیں پھر حضرتؐ نے اس سے فرمایا اے ابوبکرؓ زمین پر کان لگا۔ جب اس نے زمین پر کان لگائے تو سُنا کہ زمین پکارتی ہے یا محمدؐ مجھ کو اپنے دشمنوں پر حملہ کرنے کا حکم دیجئے تاکہ تعمیل کروں پھر فرمایا کہ پہاڑوں کی طرف کان لگا جب اس نے ادھر کان لگائے تو سُنا کہ وہ پکار رہے ہیں کہ یا محمدؐ ہم کو اجازت دیجئے تاکہ ہم آپکے دشمنوں کو ہلاک کر ڈالیں۔ پھر فرمایا کہ دریاؤں کی طرف کان لگا اور دریا موجیں مارتے ہوئے اس کے سامنے آگئے اور پکارتے تھے کہ یا محمدؐ ہم کو اپنے دشمنوں کے ہلاک کرنے کی اجازت عطا فرمائیے ہم بسر و چشم تعمیل کرینگے بعدازاں اس نے سُنا کہ آسمان اور زمین اور دریا سب کے سب پکار رہے ہیں کہ تیرے پروردگار نے تجھ کو غار میں چھپنے کا حکم اس لیے نہیں دیا ہے کہ تو ان کے مقابلے سے عاجز ہے بلکہ ان کی نسبت تیرے حلم و تحمل اور صبر و بردباری کا امتحان کرنا منظور ہے تاکہ اس کے خبیث اور پاکیزہ بندوں اور کنیزوں میں تمیز ہو جائے۔ اے محمدؐ جو کوئی تیرے عہد و پیمان کو پورا کریگا وہ جنت میں تیرا رفیق ہوگا اور جو کوئی عہد شکنی کریگا وہ اپنا ہی بگاڑیگا اور طبقات جہنم میں ابلیس لعین کا ہمنشین ہوگا بعدازاں حضرتؐ نے علیؑ سے فرمایا۔ یا علیؑ تو میرے لیے ایسا ہے جیسے جسم کے لیے کان۔ آنکھ اور سر اور جیسے بدن میں جان اور تو مجھ کو ایسا عزیز ہے جیسے پیاس کی بیماری والے شخص کو ٹھنڈا پانی۔ پھر فرمایا اے ابوالحسنؑ میری چادر اوڑھ لے جب وہ کفار تیری طرف آئیں گے تو خدا اپنی توفیق کو تیرے شاملِ حال کریگا اور اس سبب سے تو ان کے ہاتھ سے نجات پائیگا۔

آخرکار جب ابوجہل اور دیگر کفار تلواریں کھینچے وہاں آئے تو ابوجہل بولا کہ اسکو بے خبر سوتے کو مت مارو پہلے پتھر پھینک کر جگادو پھر قتل کرو تب انھوں نے بھاری بھاری پتھر نشانہ باندھ کر ادھر کو پھینکے جب ان کافروں نے یہ حرکت کی تو جناب امیرؑ نے اپنے سر پر سے کپڑا اتار کر فرمایا۔ یہ کیا کرتے ہو۔ جب ان مردودوں نے غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ علیؑ ہے یہ دیکھ کر ابوجہل لعین اپنے ہمراہیوں سے بولا تم نے دیکھا کہ محمدؐ نے اسکو تو اپنی جگہ سُلا دیا اور خود بچ کر نکل گیا تاکہ ہم اس میں مشغول رہیں اور وہ نجات پا جائے۔ تم علیؑ کو کچھ نہ کہو کہ وہ اس کے فریب میں

آگیا ہے تاکہ یہ ہلاک ہو جائے اور محمدؐ نجات پا جائے اور اگر یہ بات نہیں ہے تو وہ خود اپنی جگہ کیوں نہ سویا جبکہ اس کے گمان کے موافق خدا اُس کا محافظ تھا۔ اس ملعون کی یہ بیہودہ تقریر سُن کر جناب امیرؑ نے اُس سے فرمایا اے ابُوجہل کیا یہ باتیں میری نسبت کہہ رہا ہے؟ ایسا نہیں ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو اتنی عقل عطا فرمائی ہے کہ اگر تمام دُنیا کے احمقوں اور دیوانوں پر اس کو تقسیم کیا جائے تو وہ سب کے سب عقلمند ہو جائیں اور اُس نے مجھ کو اس قدر قوت عنایت کی ہے کہ اگر ساری دُنیا کے ضعیفوں پر بانٹی جائے تو وہ سب قوی ہو جائیں اور اتنی شجاعت مرحمت فرمائی ہے کہ اگر اس کو تمام عالم کے بُزدلوں پر تقسیم کریں تو سب شجاع ہو جائیں اور اس قدر حلم مجھ کو عطا فرمایا ہے کہ اگر اس کو تمام سفیہانِ روزگار پر بانٹا جائے تو وہ سب حلیم اور بُردبار ہو جائیں اور اگر حضرتؐ نے مجھ کو یہ حکم نہ دیا ہوتا کہ کسی قسم کا جھگڑا نہ کرنا۔ یہاں تک کہ تو مجھ سے ملاقات کرے۔ تو بیشک مجھ میں اور تم میں بڑا جھگڑا ہوتا اور میں تم کو خوب طرح قتل کرتا۔ اے ابُوجہل وائے ہو تجھ پر آسمان اور زمین اور دریاؤں اور پہاڑوں نے راستے میں آنحضرتؐ سے تمہاری ہلاکت کے لیے اجازت طلب کی حضرتؐ نے اجازت نہ دی بلکہ وہ تم سے رفق و مدارات کرتے ہیں تاکہ تم میں سے جس شخص کا ایمان لانا علمِ الٰہی میں گزر چکا ہے وہ ایمان لے آئے اور مومن کافر مردوں کی پشتوں اور کافرہ عورتوں کے رحموں سے نکلتے ہیں اور خدا تمہاری بیخکنی کر کے ان (مومنوں) کو اپنی کرامت اور بخشش سے منقطع کرنا پسند نہیں کرتا۔ اگر یہ بات مدِنظر نہ ہوتی تو تمہارا پروردگار تم کو ہلاک کر دیتا کیونکہ اللہ غنی اور بے پرواہ ہے اور تم فقیر و محتاج ہو۔ وہ تم کو مُضطر اور بیقرار کر کے اپنی اطاعت کی طرف نہیں بُلاتا۔ بلکہ جس امر کی تم کو تکلیف دی ہے اس کا تم کو مقدور بھی دیا ہے اور تمہارے عُذروں کو قطع کر دیا ہے۔ جناب امیرؑ کی یہ تقریر سُن کر ابوالبختری ابن ہشام غضبناک ہوا اور تلوار لے کر حضرتؐ پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا۔ ناگاہ کیا دیکھتا ہے کہ پہاڑ اس کی طرف بڑھے کہ اس پر آپڑیں اور زمین شق ہو گئی تاکہ اس ملعون کو نیچے لے جائے اور دریاؤں کی لہروں کو اپنی طرف آتے دیکھا کہ اس کو لے جا کر سمندر میں ڈبو دیں اور آسمان نیچے کو اترا کہ اس پر گر پڑے یہ حال دیکھ کر تلوار اس شقی کے ہاتھ سے چھوٹ گئی اور بیہوش ہو کر گر پڑا۔ اور لوگ اس کو اٹھا کر لے گئے۔ ابوجہل اپنے ہمراہیوں کو تسلی دینے اور ان پر اس امر کو مشتبہ

کرنے کی غرض سے کہنے لگا کہ اس پر صفرا کا غلبہ ہو گیا ہے اس لیے اس پر غشی طاری ہو گئی ہے اور کچھ بات نہیں ہے۔

جب جناب امیرؑ رسُولِ خدا کی خدمت میں پہنچے تو حضرتؐ نے فرمایا کہ اے علیؑ تو نے جو اس رات ابُوجہل سے گفتگو کی اللہ تعالیٰ نے تمہاری آواز کو اوپر کی طرف بلند کیا اور اس کو جنت میں پہنچایا وہاں کے خزانچی اور حُورانِ خوبرو اس آواز کو سُن کر کہنے لگیں۔ یہ کون ہے جو ایسے وقت میں محمدؐ کا تابع ہے جبکہ مکّہ والوں نے اس کو جھٹلایا اور وطن سے نکال دیا۔ ان سے کہا گیا کہ یہ اس کا نائب ہے اور اس کے فرش پر سو رہا ہے تاکہ اپنی جان کو اس کی جان کی سپر بنائے اور اپنی رُوح کو اس کی رُوح پر فدا کرے۔ تب خازنانِ جنت نے عرض کی۔ اے پروردگار ہم کو اس کا خزانچی بنا اور حُوروں نے عرض کی کہ اے خدا ہم کو اسکی بیویاں کر۔ اللہ تعالیٰ نے اُن سے فرمایا کہ اس کے لیے اور اس کے برگزیدہ دوستوں اور محبّوں کے لیے ہو کہ وہ میرے حکم سے تم کو ان لوگوں پر تقسیم کرے گا جن کی بہتری کو وہ خوب جانتا ہے۔ آیا تم رضامند ہو انھوں نے عرض کی کہ اے ہمارے پروردگار اور ہمارے سردار ہاں ہم خوش ہیں۔

قولہٗ عزّوجلّ وَلَمَّا جَآءَهُمْ رَسُولٌ مِّنْ عِندِ اللَّهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ نَبَذَ فَرِيقٌ مِّنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ كِتَابَ اللَّهِ وَرَآءَ ظُهُورِهِمْ كَأَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ۝ وَاتَّبَعُوا مَا تَتْلُوا الشَّيَاطِينُ عَلَىٰ مُلْكِ سُلَيْمَانَ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ وَلَٰكِنَّ الشَّيَاطِينَ كَفَرُوا يُعَلِّمُونَ النَّاسَ السِّحْرَ وَمَا أُنزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوتَ وَمَارُوتَ ط وَمَا يُعَلِّمَانِ مِنْ أَحَدٍ حَتَّىٰ يَقُولَا إِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ فَيَتَعَلَّمُونَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُونَ بِهِ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهِ وَمَا هُم بِضَارِّينَ بِهِ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ ط وَيَتَعَلَّمُونَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنفَعُهُمْ ط وَلَقَدْ عَلِمُوا لَمَنِ اشْتَرَاهُ مَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهِ أَنفُسَهُمْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ۝ وَلَوْ أَنَّهُمْ آمَنُوا وَاتَّقَوْا لَمَثُوبَةٌ مِّنْ عِندِ اللَّهِ خَيْرٌ ط لَّوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ۝ **ترجمہ:** اور جب ان کے پاس خدا کی طرف سے رسُولؐ آیا جو اس چیز کی تصدیق کرتا ہے جو ان کے پاس ہے تو

اہلِ کتاب کے ایک فریق نے کتاب خدا کو پسِ پُشت ڈال دیا گویا وُہ اس کو جانتے ہی نہیں اور انھوں نے اِس چیز کی متابعت کی جو شیاطین سلطنتِ سلیمان میں پڑھا کرتے تھے اور سلیمان نے کفر نہیں کیا بلکہ شیطانوں ہی نے کفر کیا ہے کہ وُہ لوگوں کو جادُو سکھاتے تھے اور وُہ اس چیز کی پیروی کرتے ہیں جو بابل میں دُو فرشتوں ہاروت اور ماروت پر نازل کی گئی تھی اور وہ دونوں فرشتے کسی شخص کو کچھ نہ سکھاتے تھے۔ جبتک کہ یہ نہ کہہ دیتے کہ ہم صرف آزمائش کے واسطے ہیں تو کافر نہ ہو جانا۔ مگر وُہ ان دونوں جادُوؤں میں سے وہ چیز سیکھتے تھے جس سے میاں بیوی کے درمیان جُدائی ڈال دیتے تھے۔ حالانکہ وُہ اس سے بے اذنِ خدا کسی کو کچھ نقصان نہ پہنچاتے تھے اور وُہ چیز سیکھتے تھے جو اُن کو نقصان پہنچائے اور فائدہ نہ دے اور ان کو خوُب معلوم تھا کہ جس نے اس کو خریدا ہے اس کا آخرت میں کچھ حصّہ نہیں ہے اور بیشک وُہ چیز بہت بُری ہے جس کے عوض میں اُنھوں نے اپنی جانوں کو بیچ ڈالا ہے۔ کاش وُہ جانتے اور اگر وُہ ایمان لاتے اور پرہیزگاری کرتے تو خُدا کے ہاں ضرور بہت اچھا ثواب ملتا کاش وُہ جانتے۔

امام حسن عسکری علیہ السّلام نے فرمایا کہ امام جعفر صادق علیہ السّلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ خدا فرماتا ہے کہ لَمَّا جَآءَ هُمْ جب ان یہودیوں اور ناصبیوں کے پاس جو حکم یہود میں ہیں رَسُوْلٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰہِ خدا کی طرف سے رسُول یعنی قرآن آیا جس میں محمدؐ اور علیؑ کے فضائل اور اُن کی اور اُن کے دوستوں کی دوستی رکھنے اور ان کے دُشمنوں سے دشمنی کرنے کا واجب ہونا مندرج ہے اور وُہ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ اس کتاب کی تصدیق کرتا ہے جو انکے پاس ہے نَبَذَ فَرِيْقٌ مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ تو اہل کتاب میں سے ایک فریق نے کہ وُہ یہودی ہیں كِتٰبَ اللّٰهِ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ کتابِ خدا یعنی توریت اور دیگر کتب انبیا کو اپنی پیٹھوں کے پیچھے ڈال دیا یعنی ان کے احکام پر عمل کرنا چھوڑ دیا اور محمدؐ کی نبوت اور علیؑ کی ولایت پر حسد کیا اور ان دونوں کے جو فضائل اُن کو معلوم تھے ان کا اِنکار کیا كَاَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ انھوں نے ان فضائل کا انکار اور حضرتؐ کی نبوّت کا رد اس طور پر کیا کہ گویا ان کو معلوم ہی نہیں ہے حالانکہ وُہ جانتے تھے کہ وُہ حق ہے وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ اور ان یہودیوں اور ناصبیوں نے اِس جادُو کی پیروی کی جو شیاطین سلطنتِ سلیمانؑ میں پڑھا کرتے تھے اور وُہ یہ گمان کرتے تھے

کہ سُلیمانؑ نے یہ سلطنتِ عظیم اسی جادُو اور نیرنجات کی بدولت حاصل کی ہے پس ان شیطانوں نے اِس جادُو کے سبب ان کو کتابِ خدا سے باز رکھا اور اس کا قصّہ اس طرح سے ہے کہ جب مُلحد یہودیوں اور ناصبیوں نے جو الحاد میں یہودیوں کے ساتھ شریک ہیں رسُولِ خدا سے علیؑ ابنِ ابی طالب کے فضائل سُنے اور آنحضرتؐ اور علیؑ کے معجزات جو ان مردُودوں کی ہدایت کے لیے خدا نے ان دونوں حضرات کے ہاتھ پر ظاہر کیے ہیں مشاہدہ کیے تو بعض یہود و نواصب بعضوں کے پاس جاکر کہنے لگے کہ محمدؐ فقط ایک طالبِ دُنیا شخص ہے اور طرح طرح کے حیلے اور خرقِ عادات اور جادُو اور نیرنجات جو اُسنے سیکھے ہیں اور ان میں سے بعض علیؑ کو بھی سکھا دیئے ہیں ان کو طلبِ دُنیا کا ذریعہ بنایا ہے اِس کا ارادہ یہ ہے کہ اپنی زندگی میں ہمارا بادشاہ بن جائے اور اپنے بعد علیؑ کے واسطے سلطنت کی بُنیاد پُختہ کر جائے اور یہ جو وہ کہتا ہے ذرا بھر خدا کی طرف سے نہیں ہے اور سب کچھ اسی کا ساختہ پرداختہ ہے تاکہ ہم پر اور خُدا کے ضعیف بندوں پر اس جادُو اور نیرنجات کو جو وُہ استعمال کرتا ہے بستہ کر دے اور سب سے بڑا جادُوگر سلیمانؑ ابن داؤدؑ تھا جو اپنے جادُو کی بدولت تمام دُنیا اور جنّ و انس اور شیاطین کا مالک ہو گیا تھا اور ہم بھی جب اس عملِ سلیمان میں سے کچھ سیکھ لیں گے تو محمدؐ اور علیؑ کی سی عجیب عجیب باتیں ظاہر کرنے لگیں گے اور علیؑ کی پیروی کرنے سے بے پرواہ ہو جائیں گے پس اس وقت اللہ تعالیٰ تمام یہود و نواصب کی مذمت فرماتا ہے کہ انھوں نے کتاب خدا کو جو محمدؐ اور علیؑ کی ولایت کا حکم دیتی ہے اپنی پیٹھوں کے پیچھے ڈال دیا اور اس پر عمل نہ کیا اور اس سحر و نیرنجات کی پیروی کی جس کو کفار شیاطین سلیمانؑ کی بادشاہی میں پڑھا کرتے تھے اور یہ گمان کرتے تھے کہ سلیمان نے اسی کی بدولت سلطنت حاصل کی ہے اور ہم بھی اس کے ذریعے سے عجائبات ظاہر کیا کریں گے۔ یہاں تک کہ لوگ ہمارے مطیع اور پیرو ہو جائیں گے اور ہم علیؑ کی پیروی سے مستغنی ہو جائیں گے۔

نیز ان کا یہ بھی مقولہ تھا کہ سُلیمان کافر اور جادُوگر تھا اور جادُو میں اُس کو بڑی مہارت تھی۔ جس کے باعث اِتنی عظیمُ الشّان سلطنت اس کو نصیب ہُوئی تھی اور اس قدر طاقت اور مُقدرت پائی تھی۔ اِس لیے حق تعالیٰ اُن کی تردید میں فرماتا ہے وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ اور سلیمانؑ کافر نہ تھا اور نہ وُہ جادُو کا استعمال کرتا تھا جیسا کہ یہ کفار کہتے ہیں وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ بلکہ شیاطین ہی کافر ہیں۔ اِس سبب سے کہ اُنھوں نے لوگوں کو وُہ جادُو سکھایا

جس کو وہ سلیمانؑ کی طرف منسوب کرتے تھے۔ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ اور اس سبب سے (وہ شیاطین کافر ہیں) کہ انھوں نے لوگوں کو وہ چیز سکھائی جو شہر بابل میں دو فرشتوں ہاروت اور ماروت پر نازل کی گئی تھی۔

اور امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ حضرت نوحؑ کے بعد جادوگروں اور مموہین یعنی تلبیسات کرنیوالوں کی بہت کثرت ہوگئی تھی۔ اس لیے حق تعالیٰ نے دو فرشتوں کو اس زمانہ کے پیغمبر کے پاس بھیجا اور انھوں نے آکر جادو گر نے والوں کے جادو کرنے کی ترکیب بیان کی۔ پھر ان کے جادو کے باطل کرنے اور ان کے فریب کے رد کرنیکے طریق کا ذکر کیا اور اُس پیغمبر نے ان فرشتوں سے سیکھ کر حکم خدا سے لوگوں کو سکھایا اور ان کو حکم دیا کہ اس کے ذریعہ جادو سے واقف ہو۔ اور اسکو باطل کرو اور تم خود کسی کو جادو مت کرد۔ اور یہ تعلیم بعینہ ایسی ہے جیسے کوئی کسی کو بتلائے کہ دیکھو یہ چیز زہر ہے اور اس چیز سے اس کا اثر زائل ہوجاتا ہے پھر اس شاگرد کو جسے زہر کی تعلیم دی ہے کہا جائے کہ جس کسی کو زہر چڑھا دیکھو اس ترکیب سے اس کے اثر کو دور کرنا۔ اور خبردار خود کسی کو زہر دے کر ہلاک نہ کرنا اور اس پیغمبر نے ان دونوں فرشتوں کو حکم دیا تھا کہ دو آدمیوں کی صورت میں لوگوں کے سامنے ظاہر ہوں اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے انھیں سکھایا ہے لوگوں کو سکھادیں۔ اسی لیے خدا فرماتا ہے وَمَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ اور وہ دونوں فرشتے کسی شخص کو جادو اور اس کے باطل کرنے کا طریق نہ سکھلاتے تھے۔ حَتّٰى يَقُوْلَآ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ جبتک کہ اُس سے یہ نہ کہہ دیتے تھے کہ ہم بندگان خدا کے لیے صرف امتحان اور آزمائش ہیں تاکہ وہ اس جادو اور اس کے باطل کرنیکی ترکیب کے سیکھنے میں خدائے بزرگ و برتر کی اطاعت کریں اور لوگوں کو جادو نہ کریں فَلَا تَكْفُرْ پس تو کافر نہ ہوجانا یعنی امور ذیل کو اختیار کرکے کافر نہ بن جانا کہ تو اس جادو کو استعمال کرے اور کسی کی ضرر رسانی کے درپے ہو اور لوگوں کو اس امر کا معتقد کرے کہ میں اس جادو کے ذریعے سے زندہ کرتا ہوں اور مارتا ہوں اور ایسے کام کرتا ہوں جن کے کرنیکی خدا کے سوا اور کوئی قدرت نہیں رکھتا کیونکہ یہ سب کفر کے کام ہیں فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ پس طالبان سحر ان دونوں قسم کے جادوؤں میں سے (کہ ایک تو وہ نیرنجات تھے جو شیطانوں نے سلیمانؑ کی سلطنت میں لکھے تھے اور دوسرا وہ جو بابل میں دو فرشتوں ہاروت و ماروت پر نازل ہوا تھا) وہ سحر

سیکھتے تھے جس کے ذریعے سے میاں بیوی میں جدائی ڈلوا دیتے تھے۔ یہ وہ لوگ تھے جو لوگوں کو ضرر پہنچانے کے لیے جادو سیکھتے تھے کہ وہ طرح طرح کے حیلوں اور چغلخوریوں اور شکوک و شبہات ڈالنے سے جدائی ڈلوانے کے لیے سیکھتے تھے کبھی تو کچھ دفن کرتے تھے اور کبھی کچھ عمل کرتے تھے تاکہ مرد کا دل عورت کی طرف سے فاسد ہوجائے اور عورت کا دل مرد کی طرف سے اور آخرکار دونوں میں جدائی ہوجائے۔ پھر خدا فرماتا ہے وَمَا هُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ اور وہ لوگ جو اس قسم کے جادو کو سیکھتے تھے وہ اس سے بے اذن خدا کسی کو کچھ ضرر نہ پہنچاتے تھے۔ یعنی وہ جلشانہ ان کے اس فعل کو جانتا تھا مگر ان کو ان کے حال پر چھوڑ رکھا تھا۔ کیونکہ اگر وہ چاہتا تو ان کو زبردستی منع کرسکتا تھا بعد ازاں خدا فرماتا ہے وَيَتَعَلَّمُوْنَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ اور وہ لوگ اس چیز کو سیکھتے تھے جو ان کو ضرر پہنچائے اور کچھ نفع نہ دے کیونکہ جب وہ اس جادو کو اس غرض سے سیکھتے تھے کہ اس کے ذریعہ لوگوں کو جادو کریں اور ان کو ضرر پہنچائیں تو وہ حقیقت میں وہ چیز سیکھتے تھے جو ان کے دین کو ضرر پہنچاتی تھی اور اس سے کسی قسم کا دینی فائدہ حاصل نہ ہوتا تھا۔ بلکہ اس کی بدولت وہ دین خدا سے خارج ہوجاتے تھے وَلَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰىهُ مَا لَهٗ فِى الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ اور بیشک اس جادو کے سیکھنے والے یہ بات جانتے تھے کہ جس شخص نے اس جادو کو جس کے سیکھنے سے دین سے خارج ہوجاتا ہے۔ اپنے دین کے عوض خریدا ہے اسکو آخرت میں ثواب جنت سے کچھ بھی حصہ نہ ملے گا۔ وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ اور بیشک وہ چیز جس کے عوض میں انھوں نے اپنی جانوں کو فروخت کردیا ہے اور انکو عذاب خدا میں مبتلا کیا ہے بُری ہے۔ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝ کاش کہ ان کو یہ معلوم ہوتا کہ انھوں نے آخرت کو بیچ ڈالا ہے اور اپنے جنت کے حصہ کو ترک کردیا ہے۔ کیونکہ اس جادو کے سیکھنے والے وہی لوگ تھے جو خدا و رسولؐ اور روز قیامت کے معتقد نہ تھے۔ اسی لیے خدا فرماتا ہے وَلَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰىهُ مَا لَهٗ فِى الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ کہ اس جادو کے خریداروں نے جان لیا تھا کہ ان کی عاقبت میں کچھ حصہ نہیں ہے کیونکہ وہ عاقبت کے قائل ہی نہ تھے اس لیے وہ سمجھتے تھے جب آخرت نہیں ہے تو دنیا کے بعد کسی اور گھر میں ہمارا کچھ حصہ بھی نہیں ہے اور اگر آخرت ہے تو بھی کفر کے سبب اس میں ہمارا کچھ واسطہ نہیں ہے پھر خدا فرماتا ہے وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ وہ چیز بیشک بُری ہے جس کے عوض انھوں نے اپنی جانوں کو

بیچ ڈالا یعنی دُنیا کے عوض آخرت کو فروخت کیا اور اپنی جانوں کو عذابِ خدا کا گروی بنایا۔ لَوْ کَانُوْا یَعْلَمُوْنَ کاش اُن کو معلوم ہوتا کہ اُنھوں نے عذابِ آخرت کے عوض اپنے نفسوں کو فروخت کیا ہے۔ لیکن ان کو یہ بات معلوم ہی نہیں ہے کیونکہ وہ عذابِ آخرت کو مانتے ہی نہیں نیز یہ باعث ہے کہ اُنھوں نے دلائلِ الٰہی میں غور کرنا ترک کر دیا ہے۔ یہانتک کہ اُنھوں نے سمجھ لیا ہے کہ میں ان کو ان کے باطل اعتقاد رکھنے اور حق کے مُنکر ہونے پر عذاب نہ دُوں گا۔

ابو یعقوب اور **ابو الحسن** راویانِ تفسیر روایت کرتے ہیں کہ ہم نے امام حسن عسکریؑ والد ماجد قائم آلِ محمدؑ عجل اللہ فرجہ کی خدمت بابرکت میں عرض کی کہ ہمارے ہاں ایک قوم یہ گمان کرتی ہے کہ ہارُوت و مارُوت دو فرشتے ہیں جن کو خُدا نے اُس وقت فرشتوں میں سے انتخاب کیا تھا جبکہ بنی آدم نہایت عاصی اور سرکش ہو گئے تھے اور ایک اور فرشتہ ان کے ہمراہ کر کے انکو دنیا میں بھیجا۔ اور وُہ دونوں زُہرہ پر عاشق ہو گئے اور اس کے ساتھ زنا کرنے کا ارادہ کیا اور شراب پی اور ایک شخص کو بے گناہ قتل کر ڈالا اللہ تعالیٰ نے اُن کو بابل میں عذاب میں مُبتلا کیا ہے اور جادوگر اُن سے جادو سیکھتے ہیں اور خُدا نے اس عورت کو مسخ کر کے زُہرہ ستارے کی صُورت میں تبدیل کر دیا ہماری یہ بات سُن کر امام علیہ السلام نے فرمایا مَعَاذَ اللّٰہِ مِنْ ذٰلِکَ میں اِس قول سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں بعد ازاں فرمایا فرشتگان الٰہی لُطف خداوندی کے باعث خطاؤں سے معصوم اور کُفر و قبائح سے محفوظ ہیں اور اللہ تعالیٰ اُن کے وصف قرآن میں اِس طرح فرماتا ہے لَا یَعْصُوْنَ اللّٰہَ مَآ اَمَرَھُمْ وَ یَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ وُہ خُدا کے حکم سے کبھی سرکشی اور نافرمانی نہیں کرتے اور جو حکم ان کو دیا جاتا ہے وُہی کرتے ہیں نیز فرماتا ہے وَلَہٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ عِنْدَہٗ لَا یَسْتَکْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِہٖ وَلَا یَسْتَحْسِرُوْنَ ۝ یُسَبِّحُوْنَ الَّیْلَ وَالنَّھَارَ لَا یَفْتُرُوْنَ اور جو کچھ کہ آسمانوں اور زمین میں ہے اُسی کا ہے اور جو اشخاص کہ اسکے پاس ہیں یعنی فرشتے وُہ اسکی عبادت سے انکار اور تکبّر نہیں کرتے اور کبھی اس سے نہیں تھکتے رات دن تسبیح کرتے ہیں اور کبھی سُستی انکو عارض نہیں ہوتی۔ ایک اور مُقام پر فرشتوں کے باب میں فرمایا ہے بَلْ عِبَادٌ مُّکْرَمُوْنَ لَا یَسْبِقُوْنَہٗ بِالْقَوْلِ وَھُمْ بِاَمْرِہٖ یَعْمَلُوْنَ ۝ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ وَمَا خَلْفَھُمْ وَلَا یَشْفَعُوْنَ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰی وَھُمْ مِّنْ خَشْیَتِہٖ مُشْفِقُوْنَ بلکہ وہ (فرشتے) مکرم اور

مُعزّز بندے ہیں کہ بات کرنے میں خُدا پر سبقت نہیں کرتے اور وُہ اس کے حکم سے کام کرتے ہیں خُدا ان کے آگے اور پیچھے کی چیزوں کو جانتا ہے۔ وہ کسی کی شفاعت نہیں کرتے مگر ہاں اس شخص کی جس کے لیے خدا پسند کرے اور وہ اس کے خوف سے ڈرتے ہیں۔

بعد ازاں حضرت نے فرمایا کہ اگر ایسا ہی ہو جیسا کہ وہ لوگ بیان کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے تو ان فرشتوں کو اپنا خلیفہ مقرّر کیا تھا اور وُہ دنیا میں پیغمبروں اور اماموں کی طرح تھے۔ کیا پیغمبروں اور اماموں سے بھی قتلِ نفس اور زناکاری سرزد ہوا کرتی ہے اور یہ بات تم کو معلوم ہے کہ اللہ تعالےٰ نے دُنیا کو کبھی کسی آدم زاد نبی یا امام سے خالی نہیں رکھا چنانچہ فرماتا ہے وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِیْٓ اِلَیْھِمْ مِّنْ اَھْلِ الْقُرٰی اور ہم نے تجھ سے پہلے سوائے مردانِ بنی آدم کے اور کسی کو (ملائکہ وغیرہ میں سے) پیغمبر کر کے نہیں بھیجا کہ وُہ اہل قریہ یعنی بستی والوں میں سے ہوتے تھے (نہ کہ صحرانشین) اور ہم ان کی طرف وحی بھیجتے تھے (جیسا کہ تیری طرف بھیجتے ہیں۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ خبر دیتا ہے کہ ہم نے فرشتوں کو زمین پر اس غرض سے نہیں بھیجا کہ وُہ وہاں جا کر امام اور حاکم بنیں بلکہ وُہ انبیا کی طرف صرف ایلچی بنا کر بھیجے گئے ہیں۔ راویان تفسیر بیان کرتے ہیں کہ ہم نے عرض کی کہ اس بنا پر تو ابلیس بھی فرشتہ نہ ہوا فرمایا نہیں بلکہ وُہ تو جن ہے چنانچہ خدا فرماتا ہے وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِکَۃِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِیْسَ کَانَ مِنَ الْجِنِّ اور اے محمدؐ اُس وقت کو یاد کرو جبکہ ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدمؑ کو سجدہ کرو۔ یہ حکم سُنتے ہی سب فرشتوں نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے جو جن تھا سجدہ نہ کیا پس یہ آیت ابلیس کے جن ہونے پر دال ہے اور جنوں کے باب میں خدا فرماتا ہے وَالْجَآنَّ خَلَقْنٰہُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ اور ہم نے جان کو کہ وُہ جنوں کا باپ ہے۔ آدمؑ سے پہلے تیز آگ مساموں میں گھُسنے والی بے دود سے پیدا کیا ہے۔

بعد ازاں امام علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے والد ماجد نے مجھ سے اپنے آبائے کرام علیہم السلام کی زبانی روایت کی ہے کہ رسُول خداؐ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم گروہ آلِ محمدؐ کو منتخب کیا اور پیغمبروں کو منتخب کیا اور ملائکہ مقربین کو منتخب کیا اور ان کو صرف اس بنا پر منتخب کیا ہے کہ اس کو معلوم تھا کہ ان سے کبھی کوئی ایسا امر سرزد نہ ہو گا جس کے باعث وہ اس کی ولایت سے

پارہ ۱۳ سورہ یوسف ع ۱۲

پارہ ۱۵ سورہ کہف ع ۷

پارہ ۱۴ سورہ حجر ع ۲

خارج ہو جائیں اور اس کی عصمت سے نکل کر عذاب خدا کے مستحقوں میں شامل ہوں۔

راوی بیان کرتے ہیں کہ ہم نے عرض کی کہ روایت میں مذکور ہے کہ جب آنحضرتؐ نے علیؑ کی امامت پر نص کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی امامت کو آسمانوں میں لاکھوں فرشتوں کے سامنے پیش کیا اور انھوں نے اس سے انکار کیا اس لیے خدا نے اُن کو مینڈک کی صورت میں مسخ کر دیا۔ یہ بات سن کر حضرتؑ نے فرمایا معاذ اللہ یہ لوگ ہم پر جھوٹ باندھتے ہیں ملائکہ بھی خدا کے رسول ہیں۔ اس لیے وہ بھی اُن پیغمبروں کی مانند ہیں جو خلقت کی طرف بھیجے گئے ہیں کیا اُن پیغمبروں سے کفر الٰہی سرزد ہوتا ہے ہم نے عرض کی ہرگز نہیں۔ فرمایا پس فرشتوں کا یہی حال ہے اور ملائکہ کی شانِ عظیم اور اُن کا درجہ نہایت جلیل ہے۔

قولہٗ عزّوجلّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقُولُوا رَاعِنَا وَقُولُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوا وَلِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ أَلِيمٌ ٥ **ترجمہ:** اے ایماندار و لفظ رَاعِنَا (ہماری رعایت کر) مت کہو اور اُنْظُرْنَا (یعنی ہمارے احوال کو دیکھ) کہو اور دل سے سنو اور کافروں کے لیے عذاب دردناک ہے۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب رسولِ خدا مدینہ منورہ میں تشریف لائے اور مہاجرین و انصار کا آپکے پاس ہجوم ہوا اور مسائل کی کثرت ہوئی اور اُن لوگوں کا دستور تھا کہ حضرتؐ سے نہایت ادب و آداب کیساتھ جو آپ کے شایاں تھا گفتگو کرتے تھے اور اس کا سبب یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو حکم دیا تھا کہ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ ٥ اے ایماندارو! اپنی آوازوں کو پیغمبرؐ کی آواز پر بلند مت کرو۔ اور بات کرنے میں اس سے بلند آواز سے کلام نہ کرو جس طرح تم میں سے ایک دوسرے کو بلند آواز سے پکارتا ہے۔ اگر ایسا کرو گے تو تمھارے اعمال ساقط ہو جائیں گے اور تمھیں کچھ بھی خبر نہ ہوگی اور آنحضرتؐ ان کے حال پر نہایت رحم کرتے تھے اور بہت شفقت اور مہربانی سے پیش آتے تھے اور ان کے گناہوں کو زائل کرنے میں کوشش فرماتے رہتے تھے۔ یہاں تک کہ اپنے مخاطبین میں سے ہر ایک کی طرف دیکھتے جاتے تھے اور

اپنی آواز کو اس شخص کی آواز پر بلند کرتے تھے تاکہ خدا نے جو اس سے اعمال کے ساقط کرنے کا وعدہ کیا ہے وہ موقع اس سے زائل ہو جائے۔ یہاں تک کہ ایک دن آنحضرتؐ دیوار کے پیچھے تشریف رکھتے تھے کہ ایک مرد اعرابی نے دوسری طرف سے چلّا کر پکارا یا محمدؐ۔ حضرتؐ نے اُس سے بھی زیادہ چلّا کر جواب دیا تاکہ اپنی آواز کی بلندی کے باعث اعرابی گنہگار نہ ہو۔ اعرابی نے عرض کی اے محمدؐ فرمایئے توبہ کب تک قبول ہوتی ہے۔ فرمایا اے اعرابی توبہ کا دروازہ بنی آدم کے لیے ہمیشہ کھلا ہے جبتک کہ سورج مغرب کی طرف سے طلوع نہ کرے اور اسکی شاہد یہ آیت ہے کہ خدا فرماتا ہے هَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا أَنْ تَأْتِيَهُمُ الْمَلَائِكَةُ أَوْ يَأْتِيَ رَبُّكَ أَوْ يَأْتِيَ بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ يَوْمَ يَأْتِي بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِي إِيمَانِهَا خَيْرًا ٥ وہ صرف اس بات کا انتظار کرتے ہیں کہ فرشتے قبض روح کے لیے یا عذاب خدا لے کر ان کے پاس آئیں یا تیرے پروردگار کا حکم عذاب ان کے پاس آئے یا تیرے پروردگار کی بعض نشانیاں ان کے پاس آئیں جس دن کہ تیرے پروردگا کی بعض نشانیاں آئیں گی تو جو شخص کہ اس وقت سے پہلے ایمان نہ لایا ہوگا اس کو اس وقت کا ایمان لانا کچھ فائدہ نہ دے گا یا اگر پہلے سے ایمان تو لایا ہوگا مگر اس میں کچھ نیکی حاصل نہ کی ہوگی تو بھی اس کو اُس وقت کچھ نفع نہ ہوگا۔

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ لفظ رَاعِنَا کو مسلمان آنحضرتؐ سے گفتگو کرتے وقت استعمال کیا کرتے تھے اور اس کا مطلب یہ تھا کہ ہمارے احوال کی حفاظت اور رعایت کر اور ہماری باتیں سن جیسے ہم تیری باتیں سنتے ہیں اور یہودیوں کی زبان میں یہ لفظ ایک گالی تھی اور اس کے یہ معنی تھے اِسْمَعْ لَا اُسْمِعْتَ یعنی سن خدا تجھے نہ سنائے جب یہودیوں نے سنا کہ مسلمان حضرتؐ سے باتیں کرتے وقت لفظ رَاعِنَا استعمال کرتے ہیں تو باہم کہنے لگے کہ ابھی آج تک تو ہم محمدؐ کو چھپ چھپا کر گالیاں دیا کرتے تھے۔ آؤ اب کھلم کھلا بُرا بھلا کہا کریں اُس وقت سے وہ بھی حضرتؐ سے گفتگو کرتے ہوئے لفظ رَاعِنَا کہنے لگے اور اس سے گالی مراد لیتے تھے سعدؓ ابن معاذؓ انصاری نے ان کی یہ ناشائستہ حرکت معلوم کر لی اور ان سے کہا اے دشمنانِ خدا۔ خدا تم پر لعنت کرے میں دیکھتا ہوں کہ تم رسولِ خداؐ کو

پارہ ۸
سورۂ انعام
ع ۲۰

مدح سعدؓ ابن معاذ

گالیاں دیتے ہو اور ہم کو اِس شبہ میں ڈالتے ہو کہ ہم تمہاری طرح گفتگو کرتے ہیں خدا کی قسم اگر میں نے تم میں سے کسی کی زبان سے یہ لفظ سُنا تو وہیں اُس کی گردن اُڑا دونگا اور اگر میں آنحضرتؐ کی نیابت میں امورِ اُمت کے بجالانے سے پہلے تم پر ہاتھ اُٹھانا مکروہ نہ جانتا تو جس شخص کی زبان سے میں نے یہ لفظ سُنا ہے اُس کو ضرور قتل کر ڈالتا جب سعد یہودیوں سے یہ گفتگو کر رہا تھا اس وقت اللہ تعالیٰ نے آیتِ ذیل نازل فرمائی مِنَ الَّذِیْنَ ھَادُوْا یُحَرِّفُوْنَ الْکَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِہٖ وَ یَقُوْلُوْنَ سَمِعْنَا وَ عَصَیْنَا وَاسْمَعْ غَیْرَ مُسْمَعٍ وَّرَاعِنَا لَیًّا بِاَلْسِنَتِھِمْ وَ طَعْنًا فِی الدِّیْنِ وَلَوْ اَنَّھُمْ قَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاسْمَعْ وَانْظُرْنَا لَکَانَ خَیْرًا لَّھُمْ وَاَقْوَمَ وَلٰکِنْ لَّعَنَھُمُ اللّٰہُ بِکُفْرِھِمْ فَلَا یُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِیْلًا۔ بعض یہودی کلمات کو ان کی جگھوں سے بدل دیتے ہیں اور (عناد اور دشمنی کی راہ سے) کہتے ہیں کہ ہم نے تیری بات سُنی اور تیرے حکم کی نافرمانی کی اور ہم سے وہ بات سُن جو تیرے سُننے کے قابل نہیں اور جس کو تو پسند نہیں کرتا لفظ رَاعِنَا (جس کے معنی عربی میں ہماری رعایت کریں اور عبرانی میں گالی ہے) اپنی زبانی کو موڑ کر اور دین میں طعن کی راہ سے کہتے ہیں اور اگر وہ سَمِعْنَا یعنی ہم نے سُنا اور اَطَعْنَا یعنی ہم نے اطاعت کی اور اِسْمَعْ یعنی ہماری بات سُن اور اُنْظُرْنَا یعنی ہمارے احوال کو دیکھ اور توقّف کر کہ ہم تیرے کلام کو سُنیں اور سمجھیں کہتے تو یہ ان کے لیے بیشک (اس ہنسی اور طعن سے) بہتر اور درست تر ہوتا لیکن خدا نے ان کے کفر اور عناد و تکبّر کی وجہ سے ان پر لعنت کی ہے اور ان کو اپنی رحمت سے دُور کیا ہے پس وہ تھوڑا سا ایمان لاتے ہیں (کہ بعض کتاب پر تو ایمان لاتے ہیں اور بعض پر نہیں اور یہ قابلِ شمار نہیں) نیز یہ آیت نازل فرمائی یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا اے ایمان لانے والو حضرت سے گفتگو کرتے وقت لفظ رَاعِنَا مت کہا کرو۔ کیونکہ یہودیوں میں سے جو تمہارے دشمن ہیں وہ اس لفظ سے ایک ایسا لفظ مُراد لیتے ہیں جس سے وہ رسول اللہؐ کو اور تم کو گالیاں دیتے ہیں وَقُوْلُوا انْظُرْنَا اور رَاعِنَا کی جگہ اُنْظُرْنَا (یعنی ہمارے حال کو دیکھ) کہا کرو۔ کیونکہ اس میں وہ نقص نہیں ہے جو رَاعِنَا میں ہے اور اس لفظ (اُنْظُرْنَا) کو گالی میں شامل نہیں کر سکتے جیسا کہ رَاعِنَا کو کر سکتے ہیں وَاسْمَعُوْا اور

جب رسول اللہؐ تم سے بات کرے اس کو سُنو اور اطاعت کرو وَلِلْکٰفِرِیْنَ عَذَابٌ اَلِیْمٌ اور کافروں یعنی یہودیوں اور رسولِ خداؐ کو گالیاں دینے والوں کے لیے عذابِ دردناک ہے۔ دُنیا میں بھی اگر وہ پھر گالیاں دیں اور عاقبت میں ہمیشہ اس عذاب میں گرفتار رہیں گے۔

بعد ازاں رسولِ خداؐ نے فرمایا اے بندگانِ خدا یہ سعدؓ ابن معاذ خدا کے نیکوکار بندوں میں سے ہے اُس نے اسکی خوشنودی کو اپنے یہودی قریبیوں اور دامادوں کی ناراضی پر پسند کیا ہے اور ان کو نیک کام کے بجالانے کا حکم دیا اور بُرے کام سے منع کیا اور محمدؐ رسول اللہ اور علی ولی اللہ وصی رسول اللہ کی خاطر اس بات پر غضبناک ہُوا کہ ان دونوں سے اس طریق سے گفتگو کرنی چاہیئے جو ان کی عزّت و جلالت کے شایاں ہو۔ چونکہ اس نے محمدؐ اور علیؑ کی حمایت کی ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ اُس کا شکرگزار ہُوا اور جنّت میں اس کے لیے منازلِ کریمہ مقرر کئے اور ان منزلوں میں اس قدر بے شمار نفیس چیزیں اُس کے لیے مُہیا کی ہیں کہ زبانیں ان کا وصف بیان نہیں کر سکتیں اور دل ان کا وہم و خیال بھی نہیں کر سکتے اور جنّت میں اس کے دسترخوانوں کا ایک تار دُنیا اور اس کے تمام سونے چاندی، جواہرات اور سب مالوں اور نعمتوں سے بہتر ہے اور جو کوئی جنّت میں اس کا رفیق اور شریک بننا چاہے اس کو چاہیئے کہ دوستوں اور رشتہ داروں کے غضب کا متحمل ہو اور رسولِ خداؐ کی خاطر غضب ناک ہو رضائے خُدا کو اُن پر مُقدّم کرے۔ اور جب دیکھے کہ حق چھوٹ گیا ہے اور باطل پر عمل ہو رہا ہے تو اُس کو دیکھ کر غضب ناک ہو۔ اور خبردار ایسی خواہشوں میں نہ پڑنا جو باوجود طاقت اور مقدور اور زوال تقیہ کے منافی حق ہوں۔ کیونکہ اس حالت میں حق تعالیٰ تمہارے کسی عُذر کو قبول نہ کرے گا۔

اور زمانہ سابق میں خُدا نے جبرئیلؑ کو حکم دیا کہ فلاں شہر کو جس کے باشندے کافر اور فاجر ہیں زمین میں دھنسا دے جبرئیلؑ نے عرض کی کہ اے پروردگار آیا فلاں زاہد کے سوا سب کو زمین میں دھنسا دوں اور اس سوال سے یہ غرض تھی کہ اس زاہد کے باب میں جو حکمِ خدا ہو معلوم ہو جائے تب اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے جبرئیلؑ بلکہ اس کو ان سب سے پہلے زمین میں دھنسا جبرئیلؑ نے عرض کی اے پروردگار اس کا باعث ارشاد فرمایئے وہ شخص تو زاہد اور عابد ہے فرمایا میں نے اس کو

طاقت و قدرت عطا کی ہے پھر بھی وہ امر معروف اور نہی منکر عمل میں نہیں لاتا اور باوجود میرے اُن پر غضب ناک ہونے کے یہ اُن سے زیادہ محبت کرتا ہے صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ہمارا کیا حال ہوگا کہ ہم بُرے کاموں کو دیکھتے ہیں اور ان سے منع کرنے پر قادر نہیں ہیں حضرت نے فرمایا کہ تم ضرور امر معروف اور نہی منکر کرو۔ اور خدا سے لوگوں کو مطلع کرو۔ بعد ازاں ارشاد فرمایا کہ جو کوئی تم میں سے کسی فعل بد کو دیکھے اس کو چاہیئے کہ اگر مقدور ہو تو ہاتھ سے منع کرے اور اگر یہ نہ ہو سکے تو زبان سے اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو دل سے نفرت کرے ایسی حالت میں اس کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ خدا کو اس کی نسبت یہ معلوم ہو جائے کہ وہ اس فعل سے دلی نفرت اور کراہت رکھتا ہے

آخر کار جب سعدؓ ابن معاذ بنی قریظہ کے تمام قبیلے کے قتل کے بعد انکی طرف سے مطمئن ہُوا اور پھر کچھ عرصے کے بعد وفات پائی تو آنحضرتؐ نے فرمایا۔ اے سعدؓ خدا تجھ پر رحم کرے تو کافروں کے گلے میں اٹکی ہوئی ہڈی کی مانند تھا اگر تو زندہ رہتا تو گوسالہ کے نصب کرنے سے روکتا جس کو گوسالہ مُوسٰی کی طرح بیضۃ المسلمین یعنی مدینہ میں قائم کرنا چاہتے ہیں صحابہ نے عرض کی یا رسُول اللہؐ کیا آپ کے اس مدینہ میں بھی کوئی گوسالہ نصب کرنا چاہتے ہیں۔ فرمایا ہاں خدا کی قسم چاہتے ہیں اگر سعد زندہ رہتا تو یہی ان کی تدبیر کو جاری نہ ہونے دیتا اور وہ لوگ اپنی بعض تدبیروں کو جاری کریں گے بعد ازاں اللہ تعالیٰ ان کو باطل کریگا اصحاب نے عرض کی فرمائیے وہ کیونکر ہوگا فرمایا اس کو جانے دو یہاں تک کہ حق تعالیٰ کی تدبیر اس بات میں ظاہر ہو۔

اور امام مُوسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جب سعدؓ ابن معاذ نے رحلت کی اور آنحضرتؐ نے تبوک کی طرف کوچ فرمایا تو منافقان اُمت محمدیؐ نے ابوعامر راہب کو اپنا امیر اور رئیس بنایا اور اسکی بیعت کی اور مدینہ کے لوٹنے اور آنحضرتؐ کی ذریت اور دیگر اہل دعیال اور آپکے اصحاب کے بال بچوں کے قید کرنے کی صلاح کی اور یہ تجویز کی کہ آنحضرتؐ کو تبوک کی راہ میں چھاپہ مار کر قتل کر ڈالیں مگر خدا نے حضرت کو بوجہ احسن محفوظ رکھا اور منافقوں کو نہایت رُسوا اور ذلیل کیا اسی لیے آنحضرتؐ نے فرمایا تھا کہ تم پہلی اُمتوں کے طریقوں پر چلو گے جیسے ایک جُوتی دوسری جُوتی کے اور تیر کا ایک پر دُوسرے پر کے برابر ہوتا ہے اور بالکل ان کے مشابہ ہو جاؤ گے یہاں تک کہ اگر وہ سوسمار کے سوراخ میں

گھسے ہوں گے تو تُم بھی ضرور اس میں داخل ہو گے۔

حاضرین نے عرض کی اے فرزند رسُولؐ بیان فرمائیے وُہ گوسالہ کون تھا اور وُہ تدبیر کیا تھی۔ امام کاظم علیہ السّلام نے فرمایا سُنو حضرتؐ کو دومۃ الجندل کے بادشاہ کی طرف سے خبریں آئی تھیں اور وُہ اس نواح میں ایک عظیمُ الشّان سلطنت کا مالک تھا جو شام کے قریب تھی اور وہ حضرت کو ڈرایا کرتا تھا کہ میں مدینہ پر چڑھائی کر کے تیرے اصحاب کو قتل کرونگا اور ان کی بیخکنی کر دُونگا حضرتؐ کے اصحاب اس سے نہایت خائف رہتے تھے۔ یہاں تک کہ ہر روز بلیس اصحاب نوبت بہ نوبت حضرتؐ کی حفاظت کرتے تھے اور جب کوئی شخص چیختا چلاتا تو یہی خیال کرتے کہ لو وُہ اس کی ہراول فوج کے سوار اور پیادے آپہنچے اور منافق لوگ بہت سی جھوٹی اور بد خبریں اُڑایا کرتے تھے اور حضرت کے اصحاب کو وسوسوں اور خدشوں میں ڈالتے تھے اور کہتے تھے کہ اکیدر نے تمہارے مُقابلے کے لیے اتنے لشکر اور اس قدر گھوڑے اور اتنا مال تیار کیا ہے اور اپنے پاس کے علاقوں میں مُنادی کرادی ہے کہ میں نے مدینے کا تاخت و تاراج کرنا تمہارے لیے مُباح کیا پھر ضعیف مسلمانوں کو بھکاتے تھے اور ان سے کہتے تھے بھلا محمدؐ کے اصحاب اکیدر کے ہمراہیوں کا مُقابلہ کہاں کر سکتے ہیں اور وُہ عنقریب مدینہ کی طرف آنے والا ہے تاکہ مردوں کو قتل کرے اور بچوں اور عورتوں کو قید کر کے لے جائے آخر کار منافقوں کی ان باتوں سے مومنوں کو سخت ایذا پہنچی اور انھوں نے آنحضرتؐ سے اپنے رنج والم کی شکایت کی۔ بعد ازاں مُنافقوں نے متفق ہو کر ابوعامر راہب سے جس کو حضرتؐ نے فاسق کے نام سے نامزد کیا تھا بیعت کر لی اور اس کو اپنا سردار بنایا اور اُسکی اطاعت اپنے اوپر لازم کی اُس نے اُن سے کہا کہ میری رائے یہ ہے کہ میں مدینہ سے کہیں باہر چلا جاؤں تاکہ میں تہمت سے محفُوظ رہوں۔ یہاں تک کہ تمھاری تدبیر کامل ہو جائے نیز اُنھوں نے دومۃ الجندل میں اکیدر کو لکھ بھیجا کہ مدینے پر چڑھائی کرے اور ہم تیری مدد کریں گے اور ان کی بیخ کنی کر دیں گے جب مُنافقین یہ سب تجویزیں کر چکے تو اللہ تعالیٰ نے حضرتؐ کو وحی کے ذریعہ اُن کی تمام تجویزوں سے مطلع کیا اور حکم دیا کہ تبوک کی طرف کُوچ کرے۔ اس سے پہلے جب آنحضرتؐ کسی جہاد کو تشریف لے جاتے تھے تو جہاں کا ارادہ ہوتا تھا اس کے سوا اور مقام کا ذکر ہوا کرتا تھا اور اس کو پوشیدہ رکھا جاتا تھا۔ مگر اس موقع پر اپنے ارادے کو ظاہر فرمایا اور اس کے لیے سامان اور اسباب مہیا

کرنے کا حکم دیا اور یہ وُہ جہاد ہے جس میں مُنافق رُسوا ہُوئے اور اس سے باز رہنے کے باعث اللہ تعالیٰ نے اُن کی مذمّت کی۔ اور حضرتؐ کو وحی کے ذریعہ جو کچھ معلوم ہوا تھا اس کو آپ نے ظاہر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ محمدؐ کو اکیدر پر غالب کرے گا۔ اور وُہ گرفتار ہوگا اور اس شرط پر ہم سے صُلح کریگا کہ ہزار اوقیہ سونا اور دو سو حُلّے ماہ صفر میں دیا کرے۔ اور ہزار اوقیہ سونا اور دو سو حُلّے ماہ رجب میں اور میں اسّی ۸۰ دن تک صحیح سلامت مدینہ میں واپس آجاؤنگا۔

بعد ازاں اصحاب سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ حضرت مُوسیٰؑ نے اپنی قوم سے چالیس ۴۰ راتوں کا وعدہ کیا تھا اور میں وعدہ کرتا ہوں کہ اسّی ۸۰ راتوں کے بعد صحیح سلامت اور بن لڑے فتح پا کر مدینہ میں واپس آؤں گا اور کوئی مومن اس میں شک نہ کرے۔ حضرتؐ کی یہ گفتگو سن کر منافق کہنے لگے خُدا کی قسم ہرگز ایسا نہ ہوگا۔ بلکہ یہ اُس کی آخری شکست ہے کہ اس کے بعد کبھی نہ سنبھلے گا کیونکہ اس کے بعض اصحاب تو اس گرمی اور جنگلوں کی ہواؤں اور خراب ایذا دینے والے مقامات کے پانیوں کے سبب مر جائیں گے اور جو اس بلا سے بچ رہیں گے وُہ اکیدر کے ہاتھ سے زخمی ہو کر مارے جائیں گے یا قید ہو جائیں گے اور مُنافقوں نے حضرت سے اجازت طلب کی اور طرح طرح کے عُذر اور حیلے بہانے پیش کیے کوئی گرمی کا بہانہ کرتا تھا اور کوئی کہتا تھا کہ میں بیمار ہُوں۔ کوئی اپنے عیال کی بیماری کا عُذر پیش کرتا تھا اور حضرتؐ ان کو اجازت دیتے جاتے تھے۔ جب رسُولِ خداؐ کا تبوک کی طرف روانہ ہونے کا ارادہ پُختہ ہو گیا تو مُنافقوں نے مدینہ کے باہر ایک مسجد تعمیر کی جو مسجد ضرار کہلاتی ہے اور اس کے تعمیر کرنے سے ان کا یہ ارادہ تھا کہ اِس میں جمع ہوا کرینگے اور لوگوں سے یہ کہیں گے کہ نماز کے واسطے جمع ہوتے ہیں۔ حالانکہ وُہ صرف اس لیے بنائی گئی تھی کہ نماز کے بہانے سے اس میں جمع ہوں تاکہ ان کی تجویز کامل ہو جائے اور جو کچھ ان کا ارادہ ہے اس کے سہل طور پر سرانجام دینے کا کوئی موقع وہاں ہاتھ آجائے بعد ازاں کچھ لوگ جمع ہو کر حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسُولؐ اللہ ہمارے گھر آپؐ کی مسجد سے بہت دُور ہیں اور ہم بے جماعت نماز کو بُرا سمجھتے ہیں اور یہاں حاضر ہونا ہم کو دُشوار معلوم ہوتا ہے اس لیے ہم نے ایک مسجد بنائی ہے اگر آپ مُناسب سمجھیں تو وہاں تشریف لے چلیں اور اُس میں نماز پڑھیں تاکہ آپ کی نماز کے سبب وُہ مسجد متبرک ہو جائے حضرتؐ کو ان کے بارے میں جو کچھ وحی کے ذریعے

معلوم ہو چکا تھا اِن کو نہ بتایا اور حکم دیا کہ میرا گدھا لاؤ۔ آخر کار یعفور حاضر ہوا حضرت مسجد کو جانے کے ارادے سے اِس پر سوار ہوئے۔ ہر چند حضرتؐ نے اور اصحاب نے اس کو ہانکا مگر وُہ نہ چلا اور جب دوسری سمت کو لگام پھیری تو جھٹ روانہ ہُوا منافقوں نے عرض کی کہ یہ گدھا اس راہ میں شاید کسی چیز سے ڈرتا ہے اس لیے اب اِس راستے جانا نہیں چاہتا۔ پھر حضرتؐ اُس پر سے اُترے اور گھوڑا منگا کر اس پر سوار ہوئے۔ ہر چند اس کو زجر و توبیخ کی مگر اُس نے مسجد کی طرف کو قدم نہ اُٹھایا۔ ہاں جب اور طرف کو مُنہ پھراتے تھے تو جلد جلد چلنے لگتا تھا منافق بولے یہ گھوڑا بھی اس راہ میں کسی چیز سے ڈر گیا ہے اس لیے اِس راستے اب جانا نہیں چاہتا تب حضرتؐ نے فرمایا چلو پیدل ہی چلیں جب آنحضرتؐ اور دیگر ہمراہیوں نے مسجد ضرار کی طرف چلنے کا قصد کیا تو سب کے قدم جم گئے اور ذرا حرکت نہ کر سکتے تھے اور جب کسی اور طرف کا ارادہ کرتے تھے تو چلنا آسان ہو جاتا تھا اور بدن ہلکے اور دل خوش ہو جاتے تھے۔ یہ حال دیکھ کر حضرتؐ نے فرمایا ہمارا یہ کام خدا کو ناپسند ہے اور اس کو اس حالت میں جبکہ ہم سفر کو تیار ہیں۔ ہمارا وہاں جانا منظور نہیں ہے اتنے دنوں تامل کرو کہ ہم انشاء اللہ سفر سے واپس آجائیں بعد ازاں جو کچھ خدا کو منظور ہوگا اس باب میں عمل میں لائیں گے پھر حضرتؐ نے تبوک کی طرف روانہ ہونے میں جد و جہد کی اور منافقوں نے یہ عزم کیا کہ جب یہ یہاں سے چلے جائیں تو ان کے پسماندوں کی بیخ کنی کر دیں۔ پس جبرئیلؑ جانب پروردگار سے حضرتؐ پر نازل ہوئے اور عرض کی کہ یا محمدؐ خدائے علیٰ الاعلیٰ بعد تحفہ درود و سلام کے ارشاد فرماتا ہے کہ یا تو تم سفر میں جاؤ اور علیؑ کو پیچھے مدینہ میں چھوڑو یا علیؑ کو سفر میں بھیجو اور خود یہاں رہو۔ حضرتؐ نے خدا کا یہ فرمان علیؑ کو پہنچایا۔ اُنھوں نے عرض کی مجھ کو حکم خُدا و رسُولؐ بسر و چشم منظور ہے۔ اگرچہ میں چاہتا ہوں کہ کسی حالت میں حضرت کا ساتھ نہ چھوڑوں حضرتؐ نے فرمایا یا علیؑ کیا تم اِس بات پر رضامند نہیں ہو کہ تمہارا مرتبہ میرے نزدیک ایسا ہو جیسے ہارونؑ کا مرتبہ موسیٰؑ کے نزدیک تھا مگر اتنا فرق ہے کہ میرے بعد کوئی پیغمبر نہ ہوگا۔ جناب امیرؑ نے عرض کی یا رسُولؐ اللہ میں راضی ہوں حضرت نے فرمایا اے ابوالحسنؑ تم کو مدینہ میں اس قیام کرنے میں سفر کا ثواب ملے گا اور اللہ تعالیٰ نے تم کو حضرت ابراہیمؑ کی طرح اُمّت تنہا قرار دیا ہے (یعنی جس طرح حضرت ابراہیمؑ کو حالت تنہائی میں اس زمانہ کے مشرکوں سے معارضہ کرنے کی

تکلیف دی گئی تھی اسی طرح تم بھی تن تنہا ان کافروں اور منافقوں سے معارضہ کروم اور تمھاری ہیبت اور رُعب سے منافق لوگ مسلمانوں پر کسی قسم کی دست درازی نہ کر سکیں گے۔

الغرض جب آنحضرتؐ تبوک کی طرف روانہ ہوئے اور علیؑ مشایعت کے لیے ہمراہ گئے تو منافق باہم ذکر کرنے لگے کہ محمدؐ ناراضی اور ملال کی وجہ سے علیؑ کو مدینہ میں چھوڑ گیا ہے اور یہاں چھوڑ جانے سے اس کا یہی منشا ہے کہ ہم چھاپا مار کر اس کو قتل کر ڈالیں اور لڑ کر ہلاک کر دیں جب یہ خبر حضرتؐ کو پہنچی تو جناب امیرؑ نے عرض کی یا رسول اللہؐ آپ سنتے ہیں کہ یہ منافق کیا کہتے ہیں حضرتؐ نے فرمایا یا علیؑ کیا یہ بات تجھ کو کافی نہیں ہے کہ تو میری آنکھ کی پتلی اور بینائی کے نور اور جسم میں روح کی مانند ہے۔ بعد ازاں حضرتؐ اپنے اصحاب سمیت روانہ ہوئے اور علیؑ کو مدینہ میں اپنا قائمقام چھوڑا جب کبھی منافق لوگ مسلمانوں پر حملہ کرنے کی کوئی تدبیر کرتے تھے تو جناب امیرؑ خیبر گیر سے ڈر جاتے تھے اور خوف کرتے تھے کہ اس کے ساتھ ہمارے مقابلے پر اور لوگ ایسے نہ کھڑے ہو جائیں جو ہم کو اس امر سے باز رکھیں اور باہم ذکر کرتے تھے کہ محمدؐ کا یہ آخری سفر ہے اور وہ اس لڑائی سے واپس نہ آئیگا۔

آخر کار جب آنحضرتؐ اور اکیدر کے درمیان ایک منزل کا فاصلہ رہا تو اس دن شام کے وقت حضرتؐ نے زبیر بن عوام اور سماک بن خراشہ سے فرمایا کہ تم دونوں بیس مسلمانوں کو اپنے ہمراہ لیکر اکیدر کے محل کے دروازے کی طرف جاؤ اور اس کو پکڑ کر میرے پاس لے آؤ زبیر نے عرض کی یا رسول اللہؐ ہم اسکو کیونکر پکڑ لائیں حالانکہ اسکے ہمراہ جو لشکر ہے اس کا حال حضرتؐ کو معلوم ہے اور علاوہ حشم کے ہزار یا کچھ کم لونڈی غلام اور خدمتگار ہیں حضرتؐ نے فرمایا کسی تدبیر اور حیلہ سے گرفتار کر لینا انھوں نے عرض کی یا حضرتؐ ہم کیا تدبیر کر سکتے ہیں اوّل تو رات چاندنی ہے دوسرے ہمارا راستہ ہموار زمین میں سے ہے۔ بھلا ہم اس میدان میں کیونکر نظروں سے پوشیدہ ہو سکتے ہیں فرمایا آیا تم چاہتے ہو کہ خدا تم کو ان کی نظروں سے پوشیدہ رکھے اور چلتے وقت تمہارا سایہ نہ ہو اور تمھارے جسم ایسے روشن ہو جائیں کہ چاندنی میں اور ان میں ذرا بھر تمیز نہ ہو سکے انھوں نے عرض کی کہ ہاں یا رسول اللہؐ ہم ایسا ہی چاہتے ہیں فرمایا تم دونوں پر لازم ہے کہ محمدؐ و آل محمدؐ پر درود بھیجو اور یہ اعتقاد رکھو کہ علیؑ ابن ابی طالب میری تمام آلؑ اطہار سے افضل ہے اور اے زبیر

خاص کر تو اس امر کا معتقد ہو کہ علیؑ جس قوم میں موجود ہو ان کی سرداری اور ولایت کا سب سے زیادہ وُہی حقدار ہے اور کسی کو اس پر سبقت کرنی جائز نہیں ہے جب تم دونوں یہ عمل کرو گے اور اس کے محل کی دیوار کے سائے تلے پہنچو گے تو اللہ تعالیٰ ہرنوں اور پہاڑی بکریوں کو اس کے دروازے کی طرف بھیجے گا اور وہ دروازے پر اپنے سینگوں کو رگڑیں گے جب ان وحشی جانوروں کی آوازیں اسکے کان میں پہنچیں گی تو وہ کہے گا کہ کوئی شخص جا کر ان جانوروں کو میرے لیے شکار کرائے۔ اسکی بیوی اس کو منع کرے گی اور کہے گی کہ خبردار اس وقت باہر نہ نکلنا کیونکہ محمدؐ ہمارے قلعہ کے پاس اُترا ہوا ہے مجھے ڈر ہے کہ کہیں اس نے اپنے کچھ ہمراہیوں کو ادھر نہ بھیجا ہو کہ کسی تدبیر سے تجھ کو گرفتار کر لیں وہ جواب دے گا کہ اس وقت لشکر سے جدا ہونے کی کون جرأت کر سکتا ہے کیونکہ اس چاندنی رات میں ہمارے آدمی اسکو دور ہی سے آتا دیکھ لیں گے اور اس وقت تمام عالم روشن ہو رہا ہے اور یہاں کوئی نہیں ہے اور بالفرض اگر کوئی آدمی ہمارے محل کے سایہ میں ہوتا بھی تو یہ وحشی اس کو دیکھ کر بھاگ جاتے۔ آخر کار وہ ہرنوں اور بکریوں کے شکار کے لیے قلعہ سے نیچے اترے گا اور وہ جانور اس کے سامنے سے بھاگ جائیں گے اس وقت تم دونوں اس کے پیچھے لگ کر اس کو گھیر لو گے اور تمھارے ہمراہی اس کو گرفتار کر لیں گے۔

الغرض آنحضرتؐ نے جس طرح ارشاد فرمایا تھا ویسا ہی ظہور میں آیا اور انھوں نے اسکو گرفتار کر لیا اکیدر نے ان سے کہا کہ میری تم سے ایک درخواست ہے وہ بولے بیان کر ہم تیری سب درخواستوں کو پورا کریں گے۔ مگر ہاں جو تو یہ کہے کہ ہم تجھ کو چھوڑ دیں یہ نہ مانیں گے۔ اکیدر نے کہا کہ تم میرا یہ لباس تلوار اور پٹکا اُتار لو اور ان کو حضرتؐ کے پاس لے جاؤ اور مجھ کو فقط ایک کُرتے میں جو میں پہنے ہوں آپکے سامنے لے چلو تاکہ وہ مجھ کو اس زیب و زینت کے لباس میں نہ دیکھیں۔ بلکہ عاجزانہ لباس میں ملاحظہ کریں۔ شاید کہ وہ مجھ پر رحم کریں۔ انھوں نے ایسا ہی کیا محتاج مسلمان اور اعرابی لوگ اس زرق برق کے لباس کو اس چاندنی رات میں دیکھ کر کہنے لگے یا رسول اللہؐ یہ لباس اور زیورات تو جنت کے معلوم ہوتے ہیں حضرتؐ نے فرمایا نہیں یہ تو اکیدر کا لباس اور اسکی تلوار اور پٹکا ہے اور اگر میری پھوپھی کا بیٹا زبیر اور سماک میرے عہد پر قائم رہیں یہانتک کہ محشر میں حوض کوثر پر مجھ سے ملاقات کریں تو ان کا ایک رومال جنت میں ان سب سے افضل ہے صحابہ نے عرض کی کہ وہ

رُومال اُن سے افضل ہوگا۔ فرمایا اگر اس قسم کے سونے سے زمین اور آسمان کے درمیانی فاصلے کو بھر دیا جائے تو اس تمام سونے سے اس رومال کا ایک تار بھی بہتر ہے جو جنّت میں ان دونوں کے ہاتھ میں ہوگا۔

جب اکیدر کو حضرتؐ کے پاس لائے تو اُس نے عرض کی کہ آپ مجھ کو چھوڑ دیں تاکہ میں آپکے دشمنوں کو جو میرے مُلک سے پرے رہتے ہیں آپ پر حملہ کرنے سے باز رکھوں۔ حضرتؐ نے اُس سے فرمایا اگر تُو نے اِس عہد کو پُورا نہ کیا تو پھر کیا ہوگا۔ اس نے عرض کی کہ اے محمدؐ اگر میں وفا نہ کرونگا تو اگر آپ خُدا کے پیغمبر ہیں تو وُہ خدا جس نے آپکے اصحاب کا سایہ زمین پر نہ پڑنے دیا۔ یہاں تک کہ انھوں نے مجھ کو پکڑ لیا اور جس نے ہرنوں کو میرے دروازے پر بھیجا اور مجھ کو محل سے نکالا اور آپکے اصحاب کے ہاتھوں میں لا ڈالا۔ اور اگر پیغمبر نہیں ہیں تو آپ کا وُہ اقبال جس نے اس طرزِ عجیب اور سببِ لطیف سے مجھ کو آپ کے ہاتھ میں ڈالا پھر بہت جلد اسی طرح مجھ کو آپکے ہاتھ میں گرفتار کرا دیگا۔ آخر کار آنحضرتؐ نے اُس سے اِس شرط پر صُلح کی کہ ہزار اوقیہ سونا اور دو۲۰۰ سو حلّے ماہ رجب میں دیا کرے اور ہزار اوقیہ سونا اور دو سو حلّے ماہ صفر میں ادا کرے اور جو مُسلمان اُس کے پاس سے گزرے اس کو تین دن مہمان رکھے اور اپنی سرحد تک اُس کو زادِ راہ دے۔ اور اگر ان شرطوں میں سے ایک کو بھی توڑ ڈالے تو امانِ خُدا و رسُولؐ سے نکل گیا۔ بعد ازاں حضرتؐ نے مدینہ منوّرہ کی طرف مراجعت فرمائی۔

امام مُوسیٰؑ کاظم علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ زمانۂ رسُولِ خداؐ کا گوسالہ وُہی ابو عامر راہب تھا جس کو حضرتؐ نے فاسق کے نام سے نامزد کیا تھا۔ جب آپ ظفریاب ہو کر مدینہ میں تشریف لائے اور منافقوں کا جعل خدا نے باطل کر دیا تو حضرتؐ نے مسجدِ ضرار کے جلانے کا حکم صادر فرمایا اور خدا نے یہ آیت نازل کی وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّكُفْرًا وَّتَفْرِيْقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاِرْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ مِنْ قَبْلُ ؕ وَلَيَحْلِفُنَّ اِنْ اَرَدْنَاۤ اِلَّا الْحُسْنٰى ؕ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝ لَا تَقُمْ فِيْهِ اَبَدًا آخر آیت تک اور وہ لوگ ہیں جنھوں نے مومنین کو ضرر پہنچانے اور کفر کو تقویت دینے اور مومنوں کے درمیان تفرقہ ڈالنے اور اس شخص کا انتظار کرنے کے لیے جس نے اس سے پہلے خدا اور اس کے رسُولؐ سے جنگ کی ہے مسجد تعمیر کی ہے اور البتہ وہ قسمیں کھاتے ہیں

" توبہ "

کہ اِس مسجد کی تعمیر سے ہماری نیت نیکی کے سوا اور کچھ نہیں ہے اور اللہ شہادت دیتا ہے کہ وُہ بیشک جھُوٹے ہیں۔ اے محمدؐ تُو ہرگز اس میں نہ کھڑا ہو یعنی اس مسجد میں نماز مت پڑھ۔

پھر امام ہفتم علیہ السّلام نے فرمایا کہ جو گوسالہ آنحضرتؐ کی زندگی میں تھا اللہ تعالیٰ نے اُس پر ہلاکت ڈالی اور وُہ قولنج۔ برص جذام۔ فالج اور لقوہ کے امراض میں مُبتلا ہوا اور اس حالت میں چالیس۴۰ دن سخت عذاب میں گرفتار رہا۔ بعد ازاں جہنّم کے سخت عذاب کی طرف مُنتقل ہُوا۔ لَعْنَةُ اللهِ والعذاب الشدید۔

قولہٗ عزّوجلّ مَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَلَا الْمُشْرِكِيْنَ

اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ خَيْرٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ **ترجمہ:** کفّار اہل کتاب و مشرکین نہیں چاہتے ہیں کہ تمھارے پروردگار کی جانب سے تم پر کوئی نیکی نازل ہو اور اللہ جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت سے مخصوص کرتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

امام حسن عسکری علیہ السّلام نے فرمایا کہ امام رضا علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالےٰ یہود و نصاریٰ اور مُشرکین و نواصب کی مذمّت میں ارشاد فرماتا ہے مَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ کفّار اہلِ کتاب یعنی یہود و نصاریٰ وَلَا الْمُشْرِكِيْنَ اور کفّار مشرکین کہ نواصب بھی انھیں میں داخل ہیں جو ذکرِ خدا و ذکرِ محمدؐ اور فضائل علیؑ اور اُس ولی خدا کے مراتب شریفہ کے بیان کرنے سے غضبناک ہوتے ہیں نہیں چاہتے ہیں کہ اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ خَيْرٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ تم پر تمھارے پروردگار کی طرف سے کوئی نیکی یعنی محمدؐ اور علیؑ اور ان دونوں کی آلِ اطہار کے شرف و فضل کے بارے میں کوئی اور آیت نازل ہو نیز وہ نہیں چاہتے کہ آسمان سے ان کے لیے معجزات کی کوئی دلیل نازل ہو اور محمدؐ اور علیؑ اور ان کی آلؑ اطہار سے ظاہر ہو اسی سبب سے وُہ لوگ اپنے مذہب والوں کو تمھارے ساتھ بحث کرنے سے منع کرتے ہیں کیونکہ ان کو یہ خوف ہے کہ تمھاری حُجت ان کو لاجواب کر دے گی اور آخر کار ان کے عوام تم پر ایمان لے آئیں گے اور اپنے سرداروں سے بگڑ جائیں گے اس لیے اُن میں سے جو کوئی تیرے امر کو دریافت کرنے کی غرض سے تیرے پاس آنا چاہتا ہے اس کو یہ بات کہہ کر تیری طرف آنے سے روک دیتے ہیں کہ میاں وُہ تو

بڑا لطیفہ گو قسمیں کھانے والا اور جادو بیان ہے تیرے دین و دنیا کے بچاؤ کیلئے یہی بہتر ہے کہ نہ تو تو اس سے ملاقات کرے اور نہ وہ تجھ سے ملے اسی طرح عوام الناس کو بھی تیرے آنے سے منع کرتے ہیں۔

بعد ازاں ارشاد فرماتا ہے وَاللّٰہُ یَخْتَصُّ بِرَحْمَتِہٖ مَنْ یَّشَآءُ اور اللہ جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت کے ساتھ مخصوص کرتا ہے کہ اس کو دین اسلام اور محمدؐ اور علیؑ ابن ابی طالب کی محبت کی توفیق دیتا ہے۔ وَاللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ اور اللہ تعالیٰ اُس شخص پر بہت بڑا فضل کرتا ہے جس کو تیرے دین کی توفیق دیتا ہے اور تیری اور تیرے بھائی علیؑ ابن ابی طالب کی دوستی کی ہدایت فرماتا ہے۔

جب رسولِ خدا نے اُن کو اس حکم سے ڈرایا تو ان میں سے ایک جماعت حاضر خدمت ہوئی اور آ کر حضرتؐ سے لڑنا جھگڑنا شروع کیا اور بولے کہ اے محمدؐ تو ہمارے دلوں میں اس چیز کے ہونے کا دعویٰ کرتا ہے جو ان میں پائی نہیں جاتی ہم اس بات کو بُرا نہیں سمجھتے کہ تم پر حجتِ خدا نازل ہو جسکی متابعت لازم ہو اور اس کی متابعت کی جائے حضرتؐ نے ان سے فرمایا اگر تم آج محمدؐ سے جھگڑتے ہو تو کیا مضائقہ عنقریب تم پروردگارِ عالم سے جھگڑو گے جبکہ تمھارے اعمالنامے تمھارے اعمال کو بیان کرینگے تم کہو گے کہ حافظانِ اعمال فرشتوں نے ہم پر ظلم کیا ہے اور جو عمل ہم نے نہیں کئے تھے وہ ہمارے اعمالناموں میں درج کر دیئے ہیں اُس وقت تمھارے اعضاء سے شہادت لی جائے گی اور وہ تمھارے برخلاف شہادت دینگے حضرتؐ کی یہ تقریر سُن کر انھوں نے عرض کی کہ اے محمدؐ اپنے شاہد کو اِس قدر دور مت کر کہ یہ کام جھوٹوں کا ہے ہم میں اور روزِ قیامت میں بہت فاصلہ ہے جس بات کا تو دعویٰ کرتا ہے وہ ہم کو ہمارے نفسوں میں دکھا دے تاکہ ہم کو تیری راست گوئی معلوم ہو اور یہ معلوم ہی ہے کہ یہ کام تجھ سے ہرگز ہرگز نہ ہو سکے گا۔ کیونکہ تو جھوٹا ہے ان کی یہ بیہودہ گفتگو سُن کر حضرتؐ نے جنابِ امیرؑ سے فرمایا۔ اے علیؑ ان کے اعضا سے گواہی طلب کر علیؑ نے ان سے گواہی طلب کی ان کے تمام اعضا نے ان کے برخلاف گواہی دی کہ یہ لوگ نہیں چاہتے ہیں کہ تمھارے پروردگار کی طرف سے محمدؐ کی زبان پر کوئی آیت بطور آیت بیّنہ اور حجّت کے جو اس کی نبوت اور اس کے بھائی علیؑ کی امامت کے لیے معجزہ ہو نازل ہو کیونکہ ان کو یہ خوف ہے کہ دلیل سے ان کو ساکت اور لاجواب کر دے گا اور ان کے عوام

اس پر ایمان لے آئیں گے اور اکثر لوگ ان سے برگشتہ ہو جائیں گے یہ شہادتیں سُن کر وہ نابکار کہنے لگے کہ اے محمدؐ ہم ان شہادتوں کو نہیں سُنتے جن کا تو دعویٰ کرتا ہے کہ ہمارے اعضا گواہی دیتے ہیں یہ کلام ان کافروں کا سُن کر حضرتؐ نے فرمایا اے علیؑ یہ لوگ اس گروہ میں داخل ہیں جن کے بارے میں خدا فرماتا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ حَقَّتْ عَلَیْھِمْ کَلِمَتُ رَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ وَلَوْ جَآءَتْھُمْ کُلُّ اٰیَةٍ حَتّٰی یَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِیْمَ ○ جن لوگوں پر تیرے پروردگار کا قول ثابت اور واجب ہو چکا ہے وہ ایمان نہ لائیں گے۔ اگرچہ ان کے پاس ہر نشانی آئے یہاں تک کہ عذابِ دردناک کو دیکھیں ان کی ہلاکت کے لیے بددعا کرنا۔ جنابِ امیرؑ نے ان کی ہلاکت کے لیے بددعا کی اس وقت یہ حالت ہوئی کہ ان کے اعضا گویا ہوئے اور ہر ایک عضو اپنے مالک کے برخلاف گواہی دیتا تھا اور اس کے جسم سے جُدا ہو جاتا تھا یہاں تک کہ وہ سب کے سب وہیں مر گئے۔ ان کے مرنے کے بعد اور یہودی وہاں آئے اور بولے اے محمدؐ تو کس قدر سخت دل ہے کہ سب کو مار ڈالا حضرتؐ نے جواب دیا کہ جن لوگوں پر خدائے قہار نہایت غضب ناک ہو میں اُن سے نرمی کیوں برتوں ہاں اگر وہ محمدؐ اور علیؑ اور ان دونوں کی آل اطہار کا واسطہ دے کر خدا سے التماس کرتے کہ وہ ان کو مہلت دے اور درگزر کرے تو حق تعالیٰ ضرور ان کی دعا کو قبول کرتا جیسا کہ اس سے پہلے گوسالہ پرستوں کی دعا قبول کی گئی تھی جبکہ اُنھوں نے محمدؐ اور علیؑ اور ان کی آلؑ اطہار کا واسطہ دے کر دعا کی تھی اور اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کی زبانی ان سے فرمایا تھا کہ اگر ان حضرات کا واسطہ دے کر اس قاتل کے لیے بھی دعا کی جاتی تو خدا محمدؐ اور علیؑ اور ان کی آلِ اطہار کی کرامت و شرافت کے باعث اس کو بھی قتل کا گناہ معاف کر دیتا۔

قولہ عزوجل مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰیَةٍ اَوْ نُنْسِھَا نَاْتِ بِخَیْرٍ مِّنْھَآ اَوْ مِثْلِھَا اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰہَ لَہٗ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا لَکُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا نَصِیْرٍ

ترجمہ جس آیت کو کہ ہم منسوخ کرتے ہیں یا اس کو بھلا دیتے ہیں تو اس سے بہتر یا اسکی مانند اور آیت لاتے ہیں۔ اے محمدؐ کیا تجھ کو معلوم نہیں ہے کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے کیا تجھ کو معلوم نہیں ہے کہ آسمانوں اور زمین کی سلطنت خدا ہی کی ہے اور اللہ کے سوا اور کوئی تمھارا نہ دوست ہے اور نہ مددگار

سیپارہ ۱۱ سورہ یونس ع ۱۰

امام حسن عسکری علیہ السّلام نے فرمایا کہ امام محمد تقی علیہ السّلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ تعالےٰ اپنے پیغمبر سے خطاب کر کے فرماتا ہے مَا نَنسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنسِهَا اگر ہم کسی آیت کے حکم کو رفع کرتے ہیں یعنی منسُوخ کر دیتے ہیں یا اُس کے رسم خط کو رفع کرتے ہیں یعنی اسکو محو کر دیتے ہیں اور لوگوں کے دلوں سے اور تیرے دل سے اسکی یاد جاتی رہتی ہے یعنی وُہ بھُول جاتی ہے چنانچہ ایسا ہی اور مقام پر فرماتا ہے سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنسٰٓى اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ عنقریب ہم تجھ کو پڑھائیں گے کہ تو اُس کو نہ بھُولے گا۔ مگر جس کو خُدا چاہے گا تجھ کو بھُلا دیگا اور اس کا ذکر تیرے دِل سے جاتا رہیگا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَا تو اس سے بہتر آیت لاتے ہیں یعنی اس دُوسری آیت پر عمل کرنا بہتر ہے اور اس کا ثواب بہت بڑا ہے اور آیت منسُوخہ کی نسبت تمھاری بہتری کے لیے زیادہ تر مفید ہے اَوْ مِثْلِهَا یا تمھاری بہتری کے حق میں پہلی آیت (منسُوخہ) کی مانند ہے یعنی اس منسُوخ اور تبدیل کرنے سے ہم کو صرف تمھاری بہتری اور مصلحت مطلوب ہوتی ہے۔

بعد ازاں ارشاد فرماتا ہے کہ اے محمدؐ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ کیا تجھ کو معلوم نہیں ہے کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے یعنی وُہ منسُوخ کرنا وغیرہ سب اُمور کی قدرت رکھتا ہے۔ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اور اے محمدؐ کیا تو نہیں جانتا کہ آسمانوں اور زمین کی سلطنت کا مالک خُدا ہی ہے۔ اور وہی اس کی تدبیروں اور مصلحتوں کو جانتا ہے اِس لیے وُہی اپنے عِلم سے تمھاری تدبیریں کرتا ہے وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ اور اس کے سوا اور کوئی تمھارا ولی نہیں ہے جو تمھاری بہتری کا متولّی ہو جب کہ مصلحتوں کا عالم وُہی خُدائے بزرگ و برتر ہے اور اس کے سوا اور کوئی ان سے واقف نہیں ہے وَّلَا نَصِيْرٍ اور نہ کوئی اس کے سوا تمھارا ناصر و مددگار ہے جو مکروہات و بلیات میں تمھاری مدد کرے جبکہ خُدا ان مکروہات کو تم پر نازل کرنا چاہے یا کسی عذاب میں تمھارا مددگار ہو جب کہ وُہ تم کو اس عذاب میں ڈالنا چاہے۔

اور امام محمد تقی علیہ السّلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آیات کا منسُوخ اور تبدیل کرنا تمھاری مصلحتوں اور فائدوں کی غرض سے مقرّر کیا ہے تاکہ تم اُن پر ایمان لاؤ اور وُہ تمھارے ان آیتوں کی تصدیق کرنے کی وجہ سے تمھارے ثواب کو زیادہ کرے۔ پس وُہ وہی نسخ اور

پارہ عم
سبح اسم
ع ۱

تبدیلِ عمل میں لاتا ہے جس میں تمھاری بہتری اور بھلائی ہو۔

بعد ازاں خُدا ارشاد فرماتا ہے اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اے محمدؐ کیا تو نہیں جانتا کہ آسمانوں اور زمین کی سلطنت اللہ ہی کی ہے اور وُہ اپنی قدرت سے اُن پر حکومت کرتا ہے اور اپنی مشیّت کے موافق ان میں تصرّف کرتا ہے جس چیز کو وہ مؤخر کرے کوئی اس کو مقدّم نہیں کر سکتا اور جس کو وُہ مُقدّم کرے اس کو کوئی مؤخر نہیں کر سکتا۔

وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ اور اے یہودیو اور محمدؐ کے جھٹلانے والو اور شرایع کے تبدیل اور منسُوخ ہونے کا انکار کرنے والو، اللہ کے سوا اور کوئی تمھارا ولی نہیں ہے جو تمھاری مصلحتوں کا متولّی ہو اگر تمھارا پروردگار تمھاری مصلحتوں کا والی نہ ہو اور نہ اللہ کے سوا اور کوئی تمھارا ناصر اور مددگار ہے جو تمھاری نصرت کرے اور اسکے عذاب کو تم سے دفع کرے۔

منقول ہے کہ جب آنحضرتؐ مکّہ معظمہ میں تشریف رکھتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو حکم دیا تھا کہ نماز پڑھتے وقت بیت المقدس کی طرف منہ کیا کرو اور جب ممکن ہو تو کعبہ کو اپنے اور بیت المقدس کے بیچ میں کر لیا کرو اور جب نہ ہو سکے تو جہاں پر ہو اکرو۔ وہاں صرف بیت المقدس کی طرف رُخ کر لیا کرو۔ غرض آنحضرتؐ تیرہ ۱۳ برس تک جبتک کہ مکّہ میں رہے اس حکم کی تعمیل کرتے رہے اور مدینہ منورہ میں آنے پر بھی سترہ ۱۷ مہینے تک بیت المقدس ہی قبلہ رہا اور کعبہ کی طرف رُخ نہ کیا چند سرکش یہودی آپس میں ذکر کرنے لگے۔ خدا کی قسم محمدؐ کو یہ معلوم نہیں کہ میں کیونکر نماز پڑھتا ہوں یہاں تک کہ وہ ہمارے قبلہ کی طرف منہ کرتا ہے اور ہمارے طریقوں اور عبادت کے طرزوں پر چلتا ہے حضرت کو ان یہودیوں کی یہ گفتگو نہایت ناگوار اور شاق گزری اور ان کے قبلہ کو مکروہ جانا اور کعبہ کو پسند کیا جب جبرئیلؑ امین آپ کے پاس آئے تو اُن سے فرمایا مجھ کو یہ بات نہایت مرغوب ہے کہ اللہ تعالےٰ بیت المقدس کی جگہ کعبہ کو میرا قبلہ مقرّر کر دے کیونکہ یہودیوں کی جو باتیں ان کے قبلہ کے باب میں میں نے سُنی ہیں ان سے مجھ کو ایذا پہنچی ہے۔ جبرئیلؑ نے عرض کی یا رسُول اللہؐ اپنے پروردگار سے التماس کرو کہ وُہ قبلہ کو ادھر تبدیل کر دے اللہ تعالیٰ تمھاری درخواست کو ہرگز رد نہ کریگا اور تم کو اپنی آرزو میں محروم نہ رکھیگا۔ آخرکار جب حضرتؐ کی دُعا ختم ہوئی تو جبرئیلؑ نے آسمان پر جاکر پھر زمین پر نزول کیا اور عرض کی کہ اے محمدؐ پڑھ قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِى السَّمَآءِ

پارہ سیقول
سورۃ بقر
شروع پارہ

فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ الخ بیشک ہم انتظارِ وحی میں آسمان کی طرف تیرے مُنہ کا پھرنا دیکھتے ہیں۔ پس جس قبلہ کو تُو پسند کرتا ہے اس کی طرف ضرور ہم تجھ کو پھیر دیں گے۔ اب تُو مسجد حرام کی طرف مُنہ پھرا اور جہاں کہیں تم (اے مومنین) ہُوا کرو، وہیں سے اس کی طرف مُنہ کر لیا کرو۔

جب بحکم خدا حضرتؐ نے کعبہ کی طرف رُخ کیا تو یہودیوں نے اعتراض کے طور پر کہا جس کو حق تعالیٰ قرآن میں نقل فرماتا ہے مَا وَلّٰهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِيْ كَانُوْا عَلَيْهَا ان مسلمانوں کو اس قبلہ سے جس کی طرف وُہ پہلے نماز پڑھنے میں رُخ کیا کرتے تھے کس چیز نے پھیر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان یہودیوں کو نہایت عمدہ جواب دیا چنانچہ فرماتا ہے اے محمدؐ قُلْ لِّلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ مشرق اور مغرب خدا ہی کا ہے اور وُہی ان دونوں کا مالک ہے اور اس کا کسی طرف کو پھرنے کی تکلیف دینا ایسا ہی ہے جیسے تم کو کسی اور طرف پھیر دیوے يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ جس کو چاہتا ہے راہِ راست کی طرف ہدایت کرتا ہے جو اُن کے لیے موجب صلاح و فلاح ہے اور ان کی اطاعت ان کو بہشت کی طرف لے جاتی ہے۔

اور یہودیوں کی ایک جماعت نے حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی اے محمدؐ قبلہ بیت المقدس کی طرف تو نے چودہ برس نماز پڑھی اور اس کو چھوڑ دیا جس بات پر کہ تُو پہلے قائم تھا اگر وُہ حق تھی تو اس کو ترک کر کے اب تو ضرور باطل کی طرف چلا گیا کیونکہ جو چیز حق کے خلاف ہوتی ہے وُہ باطل ہوتی ہے یا اگر وُہ باطل تھی تو پھر تو ضرور اتنی مُدت تک باطل پر قائم رہا پس ہم اپنے باطل پر ہونے کا یقین نہیں کر سکتے۔ حضرتؐ نے ان کے جواب میں فرمایا کہ پہلا امر بھی حق تھا اور اب یہ بھی حق ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے۔ قُلْ لِّلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ یعنی اے محمدؐ کہہ دے کہ مشرق و مغرب خُدا ہی کا ہے جس کو چاہتا ہے راہِ راست کی طرف ہدایت کرتا ہے۔ اے بندگانِ خدا جب وُہ مشرق کی طرف مُنہ کرنا تمہارے لیے مصلحت سمجھتا ہے مشرق کی طرف منہ کرنے کا تم کو حکم دیتا ہے اور جب مغرب کی طرف مُنہ کرنا مصلحت جانتا ہے اس کے لیے امر فرماتا ہے اور اگر ان دونوں کے سوا اور کسی طرف میں تمہاری بہتری

معلوم کرے تو اسی کا تم کو حکم دے پس تم لوگ اپنے بندوں کے بارے میں خدا کی تدبیروں اور اُنکی مصلحتوں کے باب میں اس کے ارادے کے مُنکر مت ہو۔ بعد ازاں فرمایا کہ اے یہودیو! تم نے پہلے تو شنبہ کے روز کام کرنا ترک کر دیا تھا پھر کچھ مدت بعد کرنے لگے تھے پھر چھوڑ دیا تھا بعد ازاں پھر کرنے لگے۔ اب تم بتاؤ کہ تم نے حق کو چھوڑ کر باطل کو اختیار کیا یا باطل کو چھوڑ کر حق کو اختیار کیا یا ایک باطل کو ترک کر کے دوسرے باطل کی طرف عُود کیا یا حق سے حق کی طرف رجُوع کی جو کچھ کہ تم میرے اس اعتراض کا جواب دو گے وُہی میری طرف سے اپنے اعتراض کا جواب سمجھ لو۔ یہودی بولے کہ پہلے شنبہ کے دن کام کا ترک کرنا حق تھا۔ بعد ازاں دُوسری بار اس دن کام کا کرنا بھی حق ہے حضرتؐ نے فرمایا تو بس اسی طرح سے بیتُ المقدّس کو قبلہ بنانا اپنے وقت پر حق تھا۔ اب کعبہ کو قبلہ مقرر کرنا اپنے وقت میں حق ہے۔ اس کے بعد یہودیوں نے کہا کہ پہلے تو جیسا کہ تیرا خیال ہے خدا نے تجھ کو بیت المقدس کی طرف مُنہ کر کے نماز پڑھنے کا حکم دیا تھا اور پھر کعبہ کی طرف رُخ کرنے کا تجھ کو حکم دیا تو اس میں بدا واقع ہوا حضرتؐ نے فرمایا کہ اس میں اس کو بدا واقع نہیں ہوا کیونکہ وُہ انجاموں سے واقف اور مصلحتوں پر قادر ہے اور اپنے نفس میں کسی قسم کی غلطی نہیں پاتا۔ اور نہ کسی رائے کو پہلی رائے کے برخلاف قائم کرتا ہے وُہ اس بات سے بری اور برتر ہے۔ نیز اسکو کوئی رکاوٹ ایسی پیش نہیں آتی جو اس کو اپنے منشا سے باز رکھے اور بدا اسی شخص کو پیش آیا کرتا ہے جسمیں یہ وصف موجود ہوں اور حق تعالیٰ جلشانہٗ ان صفات سے بہت بزرگ و برتر ہے۔

بعد ازاں فرمایا کہ اے یہودیو دیکھو خدا بیمار کرتا ہے پھر تندرست کر دیتا ہے پھر بیمار کر دیتا ہے تو کیا اس میں بدا واقع ہوا۔ نیز وہ زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے۔ کیا ان دونوں صورتوں میں سے ہر ایک میں بدا واقع ہُوا وُہ بولے کہ نہیں۔ فرمایا تو بس اسی طرح سے اس نے اپنے پیغمبر محمدؐ کو پہلے بیت المقدس کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھنے کا حکم دیا تھا۔ اس کے بعد کعبہ کی طرف مُنہ کر کے عبادت کرنے کا حکم فرمایا اور اس کو اس صورت میں بدا واقع نہیں ہوا۔ بعد ازاں ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ گرمی کے بعد سردی لاتا ہے اور سردی کے بعد گرمی۔ کیا یہاں بھی ہر ایک صورت میں بدا واقع ہُوا وہ بولے کہ نہیں فرمایا تو بس اسی طرح قبلہ کے باب میں بھی بدا وقوع میں نہیں آیا بعد ازاں فرمایا کہ دیکھو خدا نے تمھارے لیے لازم کیا ہے کہ سردیوں میں خز کے

لباس پہنو اور گرمی کے لیے جاڑے کے برخلاف حکم دیا تو کیا اس میں اسکو بد اپیش آیا وُہ بولے کہ نہیں۔ فرمایا دیکھو اسی طرح اُس نے ایک وقت تو اپنی مصلحت کے موافق ایک چیز میں تم سے خدمت لی پھر دُوسرے وقت کسی اور مصلحت کے موافق دوسری چیز میں جب تم نے دونوں حالتوں میں اس کی اطاعت کی تو تم اس کے ثواب کے مُستحق ٹھہرے۔ اس وقت حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ فَاَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ اور مشرق مغرب اللہ ہی کا ہے جس طرف کو تم مُنہ پھیرتے ہو۔ وہیں اللہ کی ذات موجود ہے۔ یعنی جبکہ تم اس کے حُکم سے کسی سمت کو مُنہ کرو۔ وہیں وہ ذات موجود ہے جس سے تم اللہ مُراد لیتے ہو۔ اور اس کے ثواب کی آرزو کرتے ہو۔

بعدازاں حضرتؑ نے فرمایا۔ اے بندگانِ خدا تم گویا بیمار ہو اور اللہ مثل طبیب کے ہے اور مریض کے لیے وُہی چیز بہتر ہوتی ہے جس کو طبیب بہتر سمجھے اور اس کیلئے تجویز کرے نہ کہ جس میں مریض اسکو اشتیاہ میں ڈال دے اور خود اس سے درخواست کرے۔ اے لوگو! آگاہ ہو اور اللہ کے کام کو اُسی کے سپرد کرو۔ اس میں تمُ کامیاب ہو گے اور اپنی مُراد کو پہنچو گے۔

کسی نے امام محمد تقی علیہ السّلام سے عرض کی کہ اے فرزندِ رسولؐ بیتُ المقدّس کو پہلا قبلہ کیوں مقرّر کیا گیا حضرتؑ نے فرمایا کہ اسکی وجہ خُدا خود بیان فرماتا ہے وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِيْ كُنْتَ عَلَيْهَآ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ يَّنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَيْهِ اور ہم نے بیت المقدس کو جس پر تو پہلے قائم تھا اس لیے قبلہ مقرّر کیا تھا کہ ہم معلوم کر لیں کہ کون ہمارے رسُولؐ کی پیروی کرتا ہے اور کون اپنی دونوں ایڑیوں پر مُڑ جاتا ہے یعنی نافرمانی کرتا ہے۔ یعنی تاکہ ہم اس بات کو جس کی بابت ہم کو پہلے ہی معلوم ہے کہ وُہ عنقریب اس سے وجُود میں آئیگی۔ اس سے ظہُور میں آئی ہوئی معلوم کر لیں۔ اور اس کا قصّہ اس طرح سے ہے کہ اہلِ مکّہ کعبہ کو پسند کرتے تھے اِس لیے اللہ تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ حضرتؐ کے تابعین اور مخالفین میں تمیز ہو جائے اس طرح سے کہ جس قبلہ کو وُہ ناپسند کرتے ہیں اور محمدؐ اس کی بابت حکم دیتا ہے۔ اگر اس میں حضرتؐ کی متابعت کریں تو مطیع اور فرمانبردار ہیں ورنہ مخالف اور نافرمان اور اہلِ مدینہ بیت المقدّس کو چاہتے تھے اس لیے ان کو اس کی مخالفت کرنے اور کعبہ کیطرف متوجہ ہونے کا حکم دیا تاکہ معلوم

ہو جائے کہ اپنے ناپسندیدہ اور مکروہ امر میں کون شخص محمدؐ کی موافقت کرتا ہے جو کوئی ایسا کرے وُہی اس کا مُصدّق اور موافق ہے چنانچہ فرماتا ہے وَاِنْ كَانَتْ لَكَبِيْرَةً اِلَّا عَلَى الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ یعنی اگرچہ اُس وقت بیت المقدس کی طرف مُنہ کرنا ان کو ناگوار اور دشوار معلوم ہوتا تھا۔ مگر جن کو خدا نے ہدایت کی توفیق دی تھی ان کا یہ حال نہ تھا۔

اس سے معلوم ہو گیا کہ پروردگارِ عالم اپنے بندوں سے اُن کی رائے کے برخلاف اپنی طاعت اور بندگی لینا چاہتا ہے تاکہ ان کی نفسانی خواہش کی مخالف صورت میں ان کی طاعت گزاری کی آزمائش ہو جائے۔

قولہٗ عزّوجلّ اَمْ تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَسْـَٔلُوْا رَسُوْلَكُمْ كَمَا سُئِلَ مُوْسٰى مِنْ قَبْلُ وَمَنْ يَّتَبَدَّلِ الْكُفْرَ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ **ترجمہ:** آیا تمُ یہ ارادہ رکھتے ہو کہ اپنے رسُولؐ سے ایسا سوال کرو۔ جیسا کہ اس سے پہلے مُوسٰیؑ سے کیا گیا تھا اور جو کوئی کُفر کو ایمان کے ساتھ بدل ڈالے یعنی ایمان کو چھوڑ کر کُفر اختیار کرے وُہ سیدھے راستے سے بھٹک گیا یعنی گمراہ ہو گیا۔

امام حسن عسکری علیہ السّلام نے فرمایا کہ امام علی نقی علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اَمْ تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَسْـَٔلُوْا رَسُوْلَكُمْ کہ اے کُفّارِ قریش و یہُود تم جو اپنے رسُولؐ سے ایسے آیات و مُعجزات طلب کرتے ہو جنکی بابت تم کو یہ معلوم نہیں کہ وُہ تمہارے حق میں باعثِ صلاح ہیں یا مُوجب فساد تو کیا تمُ اس سے ایسا سوال کرنیکا ارادہ رکھتے ہو كَمَا سُئِلَ مُوْسٰى مِنْ قَبْلُ جیسا کہ اس سے پہلے مُوسٰیؑ سے سوال کیا گیا تھا اور وُہ یہ تھا کہ لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى نَرَى اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْكُمُ الصّٰعِقَةُ ہم ہرگز تجھ پر ایمان نہ لائیں گے جبتک کہ اللہ کو ظاہر طور پر نہ دیکھ لیں اُس وقت اے بنی اسرائیل تم کو بجلی نے گھیر لیا تھا وَمَنْ يَّتَبَدَّلِ الْكُفْرَ بِالْاِيْمَانِ اور جو کوئی بعد اس کے کہ رسُولِ خدا اس کو یہ جواب دے کہ جو کچھ تُو نے مجھ سے سوال کیا ہے اس کی بابت خُدا سے درخواست کرنی بہتر نہیں ہے ایمان سے کُفر کو تبدیل کرے یا اگر اسکی درخواست دُرست ہو اور اللہ تعالیٰ اس کو ظاہر کر دے اور وُہ اپنی مطلوبہ آیات کے مشاہدہ کرنے کے بعد ایمان نہ لائے یا جبکہ اس کو معلوم ہو جائے کہ اس کو سوال کرنا مناسب نہیں ہے اور جن دلائل کو خُدا نے قائم کیا

پارہ الم
سورۂ بقرہ
ع ۶

ہے اور جن بیّنات کو اُس نے واضح فرمایا ہے انہی پر اکتفا کرنا واجب ہے پھر بھی وہ ایمان سے
کفر کو تبدیل کرے کہ معاندہ کرے اور خُدا نے جس حُجّت کو اس پر قائم کیا ہے اس کا التزام نہ کرے
فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِیْلِ وُہ ضرور اس سیدھے راستے سے بھٹک گیا جو جنّت میں پہنچاتا
ہے اور اُس راہ پر ہولیا جو جہنّم کی طرف لے جاتی ہے۔

امام علیہ السّلام فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ اے یہودیو اَمْ تُرِیْدُوْنَ اَنْ
تَسْئَلُوْا رَسُوْلَکُمْ . . . الخ بلکہ تم بعد اس چیز کے جو ہم نے تم کو عطا کی ہے یہ ارادہ رکھتے ہو کہ اپنے
رسول سے مُوسٰی علیہ السّلام کا سا سوال کرو اور اس کا قصّہ اس طرح سے ہے کہ دس یہودی اس
ارادے سے حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ آپ سے ایسے سوالات کریں جن میں عتاب و خطاب
سے پیش آئیں۔ اسی اثنا میں ایک اعرابی اس طرح دوڑتا ہُوا وہاں آیا گویا پیچھے سے اُس کو کوئی
ہانکیا آتا تھا اور وُہ اپنے کندھے پر ایک لاٹھی رکھے تھا اور اس کے سرے پر ایک تھیلی لٹک رہی تھی
جس کا مُنہ بندھا ہُوا تھا اور بیچ میں کوئی چیز بھری ہُوئی تھی جس کا حال کسی کو معلوم نہ تھا اور
آتے ہی آواز دی۔ اے محمدؐ میں جو کچھ پُوچھتا ہوں اس کا جواب دے۔ حضرتؐ نے اُس سے فرمایا اے
بھائی عرب یہ یہودی بھی تجھ سے پہلے کچھ دریافت کرنے آئے ہیں اگر تو اجازت دے تو پہلے ان کے سوالوں
کا جواب دُوں۔ اعرابی بولا کہ نہیں کیونکہ میں مُسافر اور چلا جانے والا ہوں۔ حضرتؐ نے فرمایا بیشک
تو مسافر اور راہی ہونے کے سبب اُنکی نسبت زیادہ حقدار ہے۔ اعرابی نے عرض کی ایک اور بات بھی
ہے حضرتؐ نے فرمایا وہ کیا۔ اُس نے عرض کی کہ ان لوگوں کے پاس ایک کتاب بھی ہے جس کو یہ اپنے
خیال میں سچا سمجھتے ہیں اور مجھے یہ خوف ہے کہ تو کوئی ایسی بات کہے جس میں وہ تیرے ساتھ متفق
ہو جائیں اور لوگوں کا دین بگاڑنے کے لیے تیری تصدیق کریں اور میں ایسی بات پر قناعت نہ کرونگا
جب تک کوئی ظاہر اور روشن نشانی دیکھے بغیر قانع نہ ہونگا۔ تب حضرتؐ نے اصحاب سے فرمایا کہ علیؑ
ابن ابی طالب کہاں ہے اس کو یہاں بلاؤ۔ حسب ارشاد جب جناب امیرؑ وہاں آئے تو حضرتؐ کے
پاس گئے۔ اعرابی نے کہا کہ اے محمدؐ میرے تجھ سے گفتگو کرتے وقت اس سے کیا مطلب ہے فرمایا اے
اعرابی تُو نے مجھ سے توضیح مطلب کا سوال کیا ہے اور یہ بیان شافی اور علم کافی کا مالک ہے
میں علم و حکمت کا شہر ہوں اور یہ اُس شہر کا دروازہ ہے جو کوئی علم و حکمت کا ارادہ کرے

۲۸ اُس کو چاہیئے کہ دروازے سے داخل ہو جب جناب امیرؑ آنحضرتؐ کے سامنے جا کر کھڑے ہوئے
حضرتؐ نے بلند آواز سے فرمایا کہ اے بندگانِ خُدا جو کوئی آدمؑ کی جلالت اور شیثؑ کی حکمت اور
ادریسؑ کی دانش و ہیبت اور نوحؑ کا شکر و عبادت اور ابراہیمؑ کی وفا اور خلّت اور مُوسٰیؑ کا
تمام دُشمنان و مخالفانِ خدا کو دُشمن رکھنا اور عیسٰیؑ کا سب مومنوں سے محبت اور معاشرت کرنا
دیکھنا چاہے اس کو چاہیئے کہ اس (علیؑ ابن ابی طالب) کی طرف دیکھ لے حضرتؐ کا یہ ارشاد
سُن کر مومنوں کا تو ایمان اور زیادہ ہو گیا اور منافقوں کا نفاق بڑھ گیا۔ اعرابی بولا کہ اے محمدؐ
یہ تُو نے اپنے چچا کے بیٹے کی تعریف کی ہے۔ اس کا شرف تیرا شرف ہے اور اس کی عزّت
تیری عزّت ہے۔ میں ان میں سے ایک بات بھی قبول نہیں کرتا جبتک کہ کوئی ایسا شخص شہادت
نہ دے جس کی شہادت میں جھُوٹ اور فساد کا گمان نہ ہو۔ جب اس سے دریافت کیا گیا کہ وُہ ایسا
شخص کون ہے تو بولا کہ اگر یہ سوسمار گواہی دے تو میں تسلیم کروں گا۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ
اے بھائی عرب اس کو تھیلی سے نکال اور اس سے گواہی طلب کر تا کہ وُہ میری نبوت اور
میرے اس بھائی کی فضیلت کی شہادت دے۔ اعرابی بولا کہ میں نے اس کے شکار کرنے
میں بڑی تکلیف اُٹھائی ہے اور میں ڈرتا ہوں کہ یہ چھُوٹ کر بھاگ نہ جائے حضرتؐ نے فرمایا
تو کچھ خوف نہ کر یہ بھاگے گی نہیں بلکہ یہاں توقف کر کے ہماری صداقت اور فضیلت کی
گواہی دے گی۔ اعرابی نے کہا مجھے تو اس کے چھُوٹ جانے کا ڈر ہے حضرتؐ نے فرمایا اگر
یہ بھاگ گئی تو تجھ کو ہمارے جھٹلانے اور ہم پر حُجّت قائم کرنے کے لیے یہی امر کافی ہوگا۔ یہ
ہرگز نہ جائے گی بلکہ ہمارے حق میں سچی گواہی دے گی پس جب وُہ شہادت دے چکے تو اس
کو جانے دینا کہ میں اس کے عوض میں تجھ کو وُہ چیز دُونگا۔ جو تیرے لیے اس سے بہتر ہوگی الغرض
اعرابی نے سوسمار کو تھیلی سے نکال کر زمین پر چھوڑ دیا وُہ وہیں ٹھہر گئی اور حضرتؐ کی طرف
مُنہ کیا اور اپنے رُخساروں کو عاجزی سے خاک پر ملا پھر اپنا سر اُٹھایا اور
اللہ تعالیٰ نے اس کو بولنے کی طاقت عطا فرمائی اور وُہ بولی کہ میں گواہی دیتی ہوں کہ
اللہ کے سوا اور کوئی قابل عبادت نہیں وُہ واحد ہے کوئی اس کا شریک نہیں اور
میں شہادت دیتی ہوں کہ محمدؐ اس کا بندہ اور پیغمبر اور اس کا برگزیدہ ہے اور یہ بندہ

پارہ ۱۵ سورہ بنی اسرائیل ع ۱۰

نازل کیا گیا۔ نیز اور جگہ فرماتا ہے۔ وَقَالُوا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ يَنْۢبُوْعًا اَوْ تَكُوْنَ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْاَنْهٰرَ خِلٰلَهَا تَفْجِيْرًا اَوْ تُسْقِطَ السَّمَآءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا اَوْ تَاْتِيَ بِاللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ قَبِيْلًا ۝ اَوْ يَكُوْنَ لَكَ بَيْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ اَوْ تَرْقٰى فِي السَّمَآءِ ۭ وَلَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ ۝ اور کفار نے کہا کہ اے محمدؐ ہم تجھ پر ہرگز ایمان نہ لائیں گے۔ جبتک کہ تو ہمارے لیے زمین سے چشمے جاری نہ کر دے یا کھجوروں اور انگوروں کا کوئی باغ تیری ملکیت میں نہ ہو کہ تو اس کے درمیان خوب طرح نہریں جاری کرے یا جیسا کہ تو خیال کرتا ہے آسمان کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے ہم پر نہ گرا دے یا اللہ اور فرشتوں کو ہمارے سامنے نہ لائے یا تیرے لیے کوئی طلائی مکان نہ ہو یا تو آسمان پر نہ چڑھے اور ہم تیرے آسمان پر چڑھنے کا یقین نہ کریں گے۔ جبتک کہ تو کوئی تحریر ہم پر نازل نہ کرے جس کو ہم پڑھیں۔

یہ کہہ کر ان کافروں نے حضرتؐ سے کہا کہ اگر تو موسیٰؑ کی طرح پیغمبر ہوتا تو تجھ سے ہمارے اس سوال کرنے کی وجہ سے ہم پر بجلی ضرور گرائی جاتی کیونکہ ہمارا سوال قوم موسیٰؑ کے سوالات سے بہت سخت ہے اور اس کا قصہ اس طرح پر ہے کہ رسولِ خدا ایک روز مکہ معظمہ میں صحن کعبہ کے اندر تشریف رکھتے تھے کہ روسائے قریش مثل ولید ابن مغیرہ مخزومی ابوالبختری ابن ہشام ابوجہل ابن ہشام عاص ابن وائل سہمی عبداللہ ابن ابوامیہ مخزومی وہاں آکر جمع ہوئے اور ان کے خویش و اقارب کی ایک جماعت کثیر ان کے ہمراہ تھی اور اس وقت آنحضرتؐ کے پاس چند اصحاب حاضر تھے اور آپ ان کو قرآن سنا رہے تھے اور خدا کے اوامر و نواہی ان کو پہنچا رہے تھے۔ یہ دیکھ کر وہ مشرک باہم ذکر کرنے لگے کہ دیکھو محمدؐ کا کام بہت جلد بن گیا اور اس کا معاملہ بہت زور پکڑ گیا ہے۔ آؤ اس کو زجر و توبیخ اور سرزنش کریں اور اس پر احتجاج کر کے اس کے دین کو باطل کر دیں تاکہ اسکی شان اس کے اصحاب کی نظروں میں کم ہو جائے اور ان کے نزدیک اسکی قدر و منزلت گھٹ جائے شاید ایسا کرنے سے وہ اپنی گمراہی اور جھوٹے دعویٰ اور سرکشی اور طغیانی سے باز آجائے اگر وہ اس طرح ہٹ جائے تو بہتر ورنہ پھر شمشیر بُرّاں سے کام لیں گے ابوجہل بولا کہ اس سے مکالمہ اور مجادلہ کون کرے گا عبداللہ

بن ابوامیہ نے کہا کہ میں کیا تو مجھ کو اس کا اچھا ہمسر اور کافی طور پر اس سے مجادلہ کرنے والا نہیں سمجھتا ابوجہل نے جواب دیا کہ ہاں آخر کار سب جمع ہو کر وہاں آئے اور عبداللہ مذکور نے گفتگو شروع کی اور بولا کہ اے محمدؐ تو نے ایک امرِ عظیم کا دعویٰ کیا ہے اور ایک ہولناک بات کا قائل ہوا ہے تو گمان کرتا ہے کہ میں رسولِ رب العالمین ہوں حالانکہ تمام عالموں کے پروردگار اور جمیع مخلوقات کے آفریدگار کے شایاں نہیں ہے کہ تجھ سا اس کا رسول ہو جو ہم جیسا ایک بشر ہے کہ ہماری طرح کھانا کھاتا ہے اور ہماری طرح بازاروں میں خرید و فروخت کرتا پھرتا ہے اور شاہانِ روم و ایران کا قاعدہ ہے کہ ایسے شخص کو اپنا پیام بر مقرر کرتے ہیں جو نہایت مالدار اور عظیم الشان ہوتا ہے اور حویلیوں مکانوں سراپردوں خیموں اور غلاموں اور خدمتگاروں کا مالک ہوتا ہے اور پروردگار عالمین ان تمام بادشاہوں سے برتر ہے اور یہ سب اس کے بندے ہیں اگر تو پیغمبر ہوتا تو تیرے ہمراہ کوئی ایسا شخص بھی ضرور ہوتا جو تیری تصدیق کرتا اور ہم اس کو دیکھتے بلکہ اگر حق تعالیٰ ہماری طرف پیغمبر کو بھیجنا چاہتا تو وہ فرشتے کو بھیجتا نہ کہ ہم جیسے بشر کو اے محمدؐ تجھ کو کسی نے جادو کر دیا ہے اور تو نبی نہیں ہے۔ حضرتؐ نے اس سے فرمایا کہ کچھ اور کہنا باقی ہے؟ وہ بولا کہ ہاں اگر اللہ ہم پر کسی پیغمبر کو مبعوث کرنا چاہتا تو ہم میں سے کسی مالدار اور صاحب حشمت و جاہ شخص کو پیغمبر مقرر کرتا بھلا یہ قرآن جس کی نسبت تو گمان کرتا ہے کہ اللہ نے تجھ پر نازل کیا ہے اور اسکے ساتھ تجھ کو رسولؐ بنا کر بھیجا ہے ہماری دونوں بستیوں مکہ اور طائف کے کسی بڑے رئیس پر کیوں نازل نہ ہوا کہ مکہ میں تو ولید ابنِ مغیرہ ہے اور طائف میں عروہ ابن مسعود ثقفی جب اسکی تقریر اس مقام پر پہنچی تو حضرتؐ نے اس سے فرمایا اے عبداللہ اب بھی کچھ کہنا باقی ہے؟ وہ بولا کہ ہاں اور ہم تجھ پر ہرگز ایمان نہ لائیں گے جبتک کہ تو مکہ کی زمین سے کوئی چشمہ جاری نہ کر دے کہ وہاں کی زمین نہایت سخت سنگلاخ اور پہاڑی ہے تو اسکو کھود کر اور شگافتہ کر کے اس میں چشمے جاری کر دے کیونکہ ہم کو انکی ضرورت ہے یا تیرے پاس کھجوروں اور انگوروں کا باغ نہ ہو کہ تو آپ بھی کھائے اور ہم کو بھی کھلائے اور ان کھجوروں اور انگوروں کے درمیان خوب نہریں جاری کرے (اس صورت میں ہم ایمان لا سکتے ہیں) یا جیسا کہ تو گمان کرتا ہے آسمان کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے ہم پر نہ گرا دے کیونکہ تو نے ہم سے کہا ہے کہ وَاِنْ يَّرَوْا كِسْفًا

سیپارہ ۲۷ سورہ طور ع ۲

مِنَ السَّمَآءِ سَاقِطًا یَّقُوْلُوْا سَحَابٌ مَّرْکُوْمٌ اگر وہ آسمان کا کوئی ٹکڑا گرتا ہُوا دیکھتے ہیں
تو کہتے ہیں کہ یہ تہ بتہ مِلا ہُوا بادل ہے شاید ہم یہی بات کہیں یا جب تک کہ تو اللہ کو اور فرشتوں
کو ہمارے سامنے نہ لائے کہ تو ان کو لائے اور وہ ہمارے مُقابل ہوں تب تک ہم ہرگز تجھ پر
ایمان نہ لائیں گے یا یہ کہ تیرے پاس سونے کا گھر ہو کہ تو اُس میں سے مال و زر عطا کر کے ہم کو مالدار
اور غنی کر دے۔ اِس وقت شاید ہم سرکشی اور نافرمانی اختیار کریں کیونکہ تو نے ہم سے کہا ہے
کَلَّآ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَیَطْغٰٓی اَنْ رَّاٰہُ اسْتَغْنٰی نہیں نہیں جب انسان اپنے آپ کو غنی
جانتا ہے تو ضرور سرکش اور نافرمان ہو جاتا ہے یا جبتک تو آسمان میں نہ چڑھ جائے اور
ہم تیرے چڑھنے کا کبھی یقین نہ کریں گے جبتک کہ تو ہم پر کوئی تحریر نازل نہ کرے جس کو ہم
پڑھیں اور اس میں یہ مضمون درج ہو کہ یہ تحریر خُدائے عزیز و حکیم کی طرف سے عبداللہ ابن ابوامیہ
مخزومی اور اس کے ہمراہیوں کی طرف ہے کہ وہ محمدؐ ابن عبداللہ بن عبدالمطلب پر ایمان لائیں۔
کیونکہ وہ میرا پیغمبر ہے اور اس کے قول کی تصدیق کریں کیونکہ وہ میری طرف سے کہتا ہے۔ اِس کے بعد
عبداللہ نے کہا کہ اے محمدؐ جب تو یہ سب کچھ کر چکے تو بھی میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ تجھ پر ایمان لاؤں گا یا
نہیں بلکہ اگر تو ہم کو آسمان کی طرف لے جائے اور اُس کے دروازے کھول کر ہم کو اس کے اندر داخل
کرے تو بھی ہم یہی کہینگے کہ ہماری آنکھیں نشہ میں آگئیں اور ہم کو کسی نے تسخیر کر لیا ہے۔

اُس وقت حضرتؐ نے درگاہ باری تعالیٰ میں عرض کی یا اللہ تو ہر ایک آواز کو سُنتا ہے اور ہر چیز
کو جانتا ہے تیرے بندے نے جو کچھ کہا وہ تجھ کو معلوم ہے اس وقت آیۂ وَقَالُوْا مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ
یَاْكُلُ الطَّعَامَ . . . رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ○ نازل ہُوئی پھر ارشاد فرماتا ہے کہ اے محمدؐ اُنْظُرْ كَیْفَ ۱۸ فرقان ۱
ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ سَبِیْلًا تو دیکھ کہ تیرے واسطے انھوں
نے کیونکر مثالیں بیان کیں ہیں پس وہ گمراہ ہو گئے اور یہ کبھی راہ ہدایت پر نہیں آسکتے بعدازاں یہ
آیت نازل کی کہ اے محمدؐ تَبٰرَكَ الَّذِیْٓ اِنْ شَآءَ جَعَلَ لَكَ خَیْرًا مِّنْ ذٰلِكَ جَنّٰتٍ
تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَیَجْعَلْ لَّكَ قُصُوْرًا ○ وہ ذات بہت بزرگ و برتر ہے
کہ اگر وہ چاہے تو ان باغوں (جن کا وہ تجھ سے ذکر کرتے ہیں) سے بہتر باغ تجھ کو عطا کرے
کہ ان کے درختوں کے نیچے نہریں جاری ہوں و تیرے واسطے بلند محل مقرر کر دے اور یہ

آیت نازل کی اے محمدؐ فَلَعَلَّكَ تَارِكٌۢ بَعْضَ مَا یُوْحٰٓى اِلَیْكَ وَضَآئِقٌۢ بِهٖ صَدْرُكَ اَنْ پارہ ۱۲ سورۂ ہود ع ۲
یَّقُوْلُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَیْهِ كَنْزٌ اَوْ جَآءَ مَعَهٗ مَلَكٌ ؕ ○ شاید تو اس چیز کے بعض حصے کو
ترک کرنے والا ہے جو تیری طرف وحی کی گئی ہے اور اس کے ظاہر کرنے سے تیرا سینہ تنگ ہے
کہ مُبادا وہ یہ کہیں کہ اس پر خزانہ کیوں نہ نازل کیا گیا یا اس کے ساتھ فرشتہ کیوں نہ آیا جو اس کی
تصدیق کرتا اور یہ آیت نازل ہوئی وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَیْهِ مَلَكٌ ؕ وَلَوْ اَنْزَلْنَا مَلَكًا پارہ ۷ سورۂ انعام ع ۱
لَّقُضِیَ الْاَمْرُ ثُمَّ لَا یُنْظَرُوْنَ ○ وَلَوْ جَعَلْنٰهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنٰهُ رَجُلًا وَّ لَلَبَسْنَا
عَلَیْهِمْ مَّا یَلْبِسُوْنَ ○ اور ان کافروں نے کہا کہ اس پر فرشتہ کیوں نہ نازل کیا گیا
اور اگر ہم فرشتے کو نازل کرتے تو ان کی ہلاکت کا امر فیصل ہو جاتا پھر ان کو مُہلت نہ
ملتی اور اگر ہم پیغمبر فرشتہ کو کرتے یعنی فرشتے کو پیغمبر مُقرر کرتے تو ضرور اس کو مرد کی
صُورت میں کرتے اور ضرور ان پر اس چیز کو مُشتبہ کرتے جس کی بابت وہ اب شبہ
میں ہیں۔ یعنی جب فرشتہ مرد کی صُورت پیغمبر ہو کر آتا تو اُن کو وہی اعتراض باقی رہتا
اور کہتے کہ ہم جیسا آدمی پیغمبر کیونکر ہو سکتا ہے۔

بعدازاں حضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ اے عبداللہ یہ جو تُو نے کہا کہ میں تمہاری طرح کھانا کھاتا
ہُوں اور یہ گمان کیا کہ ایسا شخص خُدا کا رسُول نہیں ہو سکتا سو تمام کام اللہ ہی کے ہاتھ میں ہیں
جو چاہتا ہے کرتا ہے اور جو ارادہ کرتا ہے حکم دیتا ہے اور وہ محمود یعنی تعریف کیا گیا ہے اور نہ
تجھ کو اور نہ کسی اور کو اس کے کاروبار میں چُون و چرا اور اعتراض کی گنجائش ہے دیکھ اللہ تعالیٰ نے
کسی کو فقیر اور مُحتاج بنایا ہے اور کسی کو غنی اور مالدار اور کسی کو عزّت عطا کی ہے اور کسی کو
ذلّت اور کسی کو تندرست کیا ہے اور کسی کو بیمار کسی کو شریف بنایا ہے اور کسی کو کمینہ اور یہ سب کھانا ہی
کھاتے ہیں اب فقیروں کی مجال نہیں کہ وہ یہ کہہ سکیں کہ تُو نے ہم کو فقیر کیوں کیا اور ان کو کس لیے غنی اور نہ
کمینے یہ کہہ سکتے ہیں کہ تُو نے ہم کو کم درجہ کیوں بنایا اور انکو شرف کیوں دیا اور نہ مصیبت زدہ اور نہ ضعیف
لوگوں کو اتنا کہنے کا مقدور ہے کہ تُو نے ہم کو مُصیبت میں کس لیے مُبتلا کیا اور کیوں ضعیف و ناتواں
کر دیا اور ان کو صحیح سلامت رکھا نہ ذلیل لوگ دم مار سکتے ہیں کہ ہم کو ذلّت میں کس لیے ڈالا
اور ان کو عزّت کیوں دی اور نہ بدصُورت کہہ سکتے ہیں کہ ہم کو بدصُورت کیوں بنایا اور

ان کو خوبصورتی کیوں عطا کی۔ بلکہ اگر وہ اس طرح کہیں تو اپنے پروردگار پر معترض اور اُس کے احکام میں جھگڑنے والے اور اس کے منکر اور کافر ٹھہریں گے اور اس کی طرف سے اُن کو یہ جواب ملے گا کہ میں ایسا بادشاہ ہوں کہ کسی کو پست کرتا ہوں اور کسی کو بلند اور کسی کو غنی کرتا ہوں اور کسی کو فقیر اور کسی کو عزّت دیتا ہوں اور کسی کو ذلّت کسی کو تندرستی عطا کرتا ہوں اور کسی کو بیماری میں مبتلا کرتا ہوں اور تم میرے بندے ہو تم کو میری فرمانبرداری اور میرے حکم کی متابعت کے سوا اور کچھ چارہ نہیں ہے۔ اگر تم میری فرمانبرداری کرو گے تو میرے مومن بندے قرار پاؤ گے اور اگر نافرمانی کرو گے تو کافر ہو جاؤ گے اور میرے عذابوں میں پڑ کر ہلاک ہو گے۔ بعد ازاں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ۔ اے محمدؐ ان سے کہہ دے کہ بلحاظ بشریت کے، میں تم ہی جیسا آدمی ہوں۔ لیکن اتنا فرق ہے کہ پروردگارِ عالم نے تم میں سے مجھ کو اپنی نبوّت کے لیے خاص کیا ہے (کہ میری طرف وحی کی ہے کہ تمہارا خدا ایک ہی ہے) جیسا کہ بعض کو امیری اور تندرستی اور خوبصورتی سے مخصوص کرتا ہے اور بعض کو یہ چیزیں نہیں دیتا۔ پس تم نبوّت کے ساتھ میرے مخصوص ہونے کا انکار مت کرو۔ ۱۵ سورہ کہف

بعد ازاں حضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ اے عبداللہ یہ جو تو نے کہا کہ روم و ایران کے بادشاہ ایسے شخص کو اپنا پیام بر مقرّر کرتے ہیں جو بڑا مالدار اور نہایت خوب صورت ہوتا ہے اور محلّوں مکانوں سراپردوں خیموں غلاموں اور خدمت گاروں والا ہوتا ہے اور پروردگارِ عالم ان سب بادشاہوں سے برتر ہے اور یہ سب اسکے بندے ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مدبّر اور حکیم ہے وہ نہ تو تیرے گمان اور سمجھ کے موافق کرتا ہے اور نہ تیری درخواست اور آرزو کے مطابق بلکہ جو کچھ وُہ خود چاہتا ہے کرتا ہے اور جو چاہتا ہے حکم دیتا ہے اور وہ محمود یعنی تعریف کیا گیا ہے اے عبداللہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو صرف اس لیے بھیجا ہے کہ لوگوں کو ان کے دین سے خبردار کرے اور ان کو ان کے پروردگار کی طرف بلائے اور اس کام میں رات دن اپنی جان کو کھپائے اگر وُہ پیغمبر محلّوں والا ہوتا تو اُن میں چھپا رہتا اور اس کے نوکر چاکر اور خدمت گار لوگوں کی نظروں سے اسکو چھپائے رکھتے اِس طرح سے رسالت ضائع جاتی اور کاموں میں تاخیر

ہو جاتی آیا تو نے نہیں دیکھا کہ بادشاہ جب حجابوں میں پوشیدہ رہتے ہیں تو ملک میں کیسے فساد اور خرابیاں پڑ جاتی ہیں اور ان کو خبر تک بھی نہیں ہوتی۔ اے عبداللہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو بے مال اسی واسطے مبعوث کیا ہے کہ تم کو اس جلّشانہٗ کی قدرت اور قوّت معلوم کراؤں اور یہ ظاہر کروں کہ وُہ اپنے رسولؐ کا ناصر و مددگار ہے اور تم نہ تو اس کو قتل کر سکتے ہو اور نہ رسالت سے ہٹا سکتے ہو۔ اس سے اُس کی قدرت اور تمہارا عجز صاف ظاہر ہوتا ہے اور یہ کہ عنقریب اللہ تعالیٰ مجھ کو تم پر فتحیاب کریگا اور مجھ کو تمہارے قتل کرنے اور قید کر لینے کی قدرت حاصل ہوگی بعد ازاں مجھ کو تمہارے ملک پر ظفر یاب کریگا اور مومنین اس پر قابض ہوں گے اور تم کو اور تمہارے ہم مذہبوں کو اس سے کچھ سروکار نہ ہوگا۔

بعد ازاں ارشاد فرمایا اور یہ جو تو نے میری نسبت کہا کہ اگر تو رسول ہوتا تو تیرے ساتھ ضرور ایک فرشتہ ہوتا جو ہمارے سامنے تیری تصدیق کرتا بلکہ اگر وہ ہماری طرف پیغمبر بھیجنا چاہتا تو فرشتے کو پیغمبر بنا کر بھیجتا نہ کہ ہم جیسے ایک آدمی کو اس کا جواب سُن کر فرشتے کو تمہارے حواس مشاہدہ نہیں کر سکتے کیونکہ وُہ اس ہوا کی جنس سے ہے جو غیر مرئی ہے اور اگر تمہاری نظروں کو اس قدر تیز کر دیا جاتا کہ تم اس کو مشاہدہ کر لیتے تو تم یہ کہتے کہ یہ فرشتہ نہیں ہے۔ بلکہ یہ تو بشر ہے کیونکہ وُہ تم کو بشر ہی کی صورت میں دکھایا جاتا۔ جس سے تم مانوس ہوتا کہ تم اس کی گفتگو پورے طور سے سُنو اور اسکی بات اور مراد کو سمجھو۔ پھر تم کو کیونکر اس فرشتے کی صداقت اور اس کے قول کی سچائی معلوم ہوتی (جس طرح میری سچائی تم کو معلوم نہیں ہوتی) بلکہ حق تعالیٰ نے بشر ہی کو اپنا پیغمبر مقرّر کیا۔ اور اس کے ہاتھ پر ایسے ایسے معجزات ظاہر کیے جو ان لوگوں کی طبیعتوں میں نہیں پائے جاتے۔ جن کے دلوں کا حال تم کو معلوم ہے اس وجہ سے جو چیز اس نے ظاہر کی اس سے تمہارے عاجز ہونے سے تم کو معلوم ہو گیا کہ وُہ معجزہ ہے اور یہی خدا کی طرف سے اُس کی صداقت کی شہادت ہے۔

اور اگر فرشتہ تمہارے سامنے ظاہر ہوتا اور اس کے ہاتھ پر کوئی ایسی چیز ظاہر ہوتی جس سے بشر عاجز ہو اس سے تم کو یہ معلوم نہ ہوتا کہ یہ بات اسکے اور ہم جنس فرشتوں کی طبیعتوں میں نہیں پائی جاتی جو اس کو معجزہ کہہ سکیں۔ دیکھو پرندوں کا اُڑنا معجزہ میں داخل نہیں ہے۔ کیونکہ ان کی

اور حبشیوں میں بھی یہ بات پائی جاتی ہے اور اگر کوئی آدمی پرندوں کی طرح اُڑنے لگے تو اس کا یہ فعل معجزے میں داخل ہوگا۔ پس اللہ تعالیٰ نے امرِ نبوت کا تسلیم کرنا تمھارے واسطے سہل کر دیا ہے اور اس کو اس طرح رکھا ہے کہ اپنی حُجت کو تم پر قائم کرے حالانکہ تم ایسے ضعیف عمل کی درخواست کرتے ہو جس میں کسی کی حُجت نہیں ہے۔

اس کے بعد فرمایا کہ تُو نے میری نسبت جو یہ کہا کہ تجھ کو کسی نے جادُو کر دیا ہے اب تُو بتا کہ مَیں کیونکر ایسا ہوں حالانکہ تم کو معلوم ہے کہ مَیں صحت تمیز و عقل میں تم سب سے بڑھ کر ہُوں تم نے بھی ابتدا سے لے کر چالیس سال کی عمر تک کبھی مجھ سے کسی قسم کی رُسوائی یا لغزش یا جھُوٹ یا بدکاری یا خطائے قولی یا سفاہت رائے دیکھی ہے؟ کیا تُم گمان کر سکتے ہو کہ جو شخص اتنی مُدت تک ان خطاؤں سے محفُوظ رہے۔ وُہ اپنی قوتِ نفس سے محفوظ رہا ہے یا پروردگارِ عالم کی قوت اور مدد سے۔ دیکھو اسی واسطے خدا فرماتا ہے اُنظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوا لَكَ الْأَمْثَالَ فَضَلُّوا فَلَا يَسْتَطِيعُونَ سَبِيلًا ۝ اے محمدؐ تو دیکھ کہ ان لوگوں نے تیرے لیے کیونکر مثالیں بیان کی ہیں۔ پس وُہ گمراہ ہو گئے اور وُہ اس بات کی طرف راہ نہ پا سکیں گے کہ اپنے اکثر باطل دعوؤں کو جن کا باطل ہونا تامل سے ظاہر ہو جاتا ہے۔ میری طرف سے کسی حُجت کے ساتھ تیرے اُوپر ثابت کریں۔

پھر حضرتؐ نے ارشاد فرمایا اے عبداللہ یہ جو تُو نے کہا کہ لَوْلَا نُزِّلَ هَٰذَا الْقُرْآنُ عَلَىٰ رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيمٍ یہ قرآن مکہ اور طائف کے دُو سرداروں ولید ابن مغیرہ (سردار مکہ) اور عروہ ابن مسعود ثقفی (سردار طائف) میں سے کسی ایک سردار پر کیوں نہ نازل کیا گیا اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ دنیا کے مال کو بزرگ اور عظیم نہیں جانتا جیسا کہ تو سمجھتا ہے اور اس کے نزدیک اس کی کچھ وُقعت نہیں جیسی کہ تیرے نزدیک ہے بلکہ اگر اسکے نزدیک دُنیا کی وُقعت مچھر کے پر کے برابر بھی ہوتی تو وُہ کافر اور مخالف کو پیاس بھر پانی سے بھی سیراب نہ کرتا اور اللہ کی رحمت کی تقسیم تیرے اختیار میں نہیں ہے۔ بلکہ وُہ خود ہی اپنی رحمتوں کا تقسیم کرنے والا ہے۔ اپنے بندوں اور کنیزوں کے بارے میں جو چاہتا ہے کرتا ہے اور جس طرح تو کسی مالدار کے مال و جاہ سے خوف کرتا ہے۔ اس طرح وُہ پروردگارِ بُزرگ و برتر اُس سے خوف نہیں کرتا جو اُس کو

نبوت کے لیے انتخاب کرے اور نہ اس کو تیری طرح سے کسی کے مال اور عال کی طمع ہے کہ اس باعث سے اس کو نبوت کے لیے خاص کرے اور نہ وُہ کسی کو اپنی خواہشِ نفسانی کے لیے دوست رکھتا ہے جیسا کہ تو رکھتا ہے کہ جو غیر مُستحق کو مُستحق پر مُقدم کرے بلکہ اس کا مُعاملہ عین عدل و انصاف پر مبنی ہے اس لیے دین اور اپنے جلال کا اعلیٰ مرتبہ اسی شخص کو عطا فرماتا ہے جو اس کی اطاعت کے بجالانے میں سب سے افضل ہو اور اس کی خدمت گذاری میں سب سے زیادہ سرگرم اور ساعی ہو اور ایسا ہی دین اور اپنے جلال کے مراتب میں سب سے مؤخر اس شخص کو رکھتا ہے جو اسکی طاعت کے بجالانے میں سب سے بڑھ کر سُستی کرتا ہو اور جب وُہ اس صفت سے موصُوف ہے تو وہ مال اور عال کی طرف نظر نہ کریگا۔ بلکہ یہ مال اور عال محض اس کا تفضل اور احسان ہے اور اس پر کسی بندے کا کوئی لازمی حق نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ جب وُہ اپنے فضل و کرم سے کسی بندے کو مال عطا کرے تو اس کو یہ نہیں کہہ سکتے کہ اسی طرح سے اسکو نبوت بھی عنایت فرمائے کیونکہ نہ تو کوئی اس کو اسکے منشا کے خلاف پر مجبور کر سکتا ہے اور نہ فضل و احسان کرنا اس پر لازم کر سکتا ہے کہ اس سے پہلے اس نے اپنے فضل و کرم سے بہت سی نعمتیں عطا فرمائی ہیں۔ اے عبداللہ کیا تُو نے نہیں دیکھا کہ ایک شخص کو کس قدر مالدار کرتا ہے اور بدصورت رکھتا ہے اور ایک کو خوبصورت بناتا ہے اور محتاج کر دیتا ہے ایک کو شرفِ عظیم عطا فرماتا ہے مگر تنگدست کر دیتا ہے اور ایک کو صاحبِ مال کرتا ہے مگر رذیل کر دیتا ہے اب اس غنی کو یہ کہنے کا اختیار نہیں ہے کہ مجھ کو اس ثروت اور دولت کے ساتھ فلاں شخص کا سا جمال کیوں نہ عطا فرمایا اور نہ اس خوبصورت شخص کو اختیار ہے کہ یہ کہہ سکے کہ مجھ کو اس خوبصورتی کے ساتھ فلاں شخص کی سی ثروت اور دولت کیوں نہ مرحمت فرمائی اور نہ شریف یہ کہہ سکتا ہے کہ مجھ کو فلاں شخص کا سا مال بھی کیوں نہ دیا اور نہ رذیل یہ کہہ سکتا ہے کہ مجھ کو فلاں شخص کی سی شرافت کیوں نہ عطا فرمائی مگر خدا حاکم ہے جس طرح چاہتا ہے تقسیم کرتا ہے اور جیسا چاہتا ہے کرتا ہے اور وہ اپنے افعال میں حکیم اور اپنے اعمال میں محمود (تعریف کیا گیا ہے) چنانچہ آیۂ ذیل اس پر دال ہے

پارہ ۲۵ سُورۃ زخرف ع ۳

وَقَالُوا لَوْلَا نُزِّلَ هَٰذَا الْقُرْآنُ عَلَىٰ رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيمٍ ۝ أَهُمْ يَقْسِمُونَ رَحْمَتَ رَبِّكَ نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُم مَّعِيشَتَهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا

کُفّارِ قریش نے کہا کہ یہ قرآن مکّہ اور طائف کے دو رئیسوں میں سے کسی ایک پر کیوں نہ نازل ہُوا (اب خدا ان کا جواب دیتا ہے) کہ خدا کی رحمت کو کیا وُہ تقسیم کرتے ہیں ؟ اے محمّدؐ ان کی زندگی دُنیا میں ان کی معاش کو ہم ہی نے تقسیم کیا ہے اور ایک کو دُوسرے کی طرف جانے کا محتاج کیا ہے کوئی کسی کے پاس طلبِ مال کے لیے جاتا ہے اور کوئی اسباب کے لیے کسی کے پاس جاتا ہے اور کوئی خدمت کرنے کے لیے تو دیکھتا ہے کہ ایک شاہنشاہ عظیمُ الشّان اور سب سے بڑھ کر مالدار اور غنی شخص کو بعض ضروریات میں ایک نہایت مُحتاج اور تنگدست آدمی کی ضرورت پڑتی ہے یا تو اس سبب سے کہ کوئی اسباب مثلاً اس محتاج آدمی کے پاس موجود ہے اور اس بادشاہ کے پاس نہیں ہے یا وُہ کسی ایسی خدمت کے قابل ہے جس سے وُہ بادشاہ مستغنی نہیں ہے یا علم و حکمت کا کچھ حصّہ اس شخص کو حاصل ہے کہ وُہ بادشاہ اس مُحتاج سے اُس کا فائدہ اُٹھانا چاہتا ہے اور یہ فقیر اُس بادشاہ غنی کے مال کا محتاج ہے اور یہ بادشاہ اس فقیر کے علم یا رائے یا معرفت کا محتاج۔ اب فقیر کو یہ کہنا مناسب نہیں ہے کہ مجھ کو اس رائے اور علم اور فنونِ حکمت کے ساتھ مال کیوں نہ دیا گیا اور نہ اس بادشاہ کو سزاوار ہے کہ وُہ یہ کلمہ زبان پر لائے کہ مجُھ کو اِس مُلک و دولت کے ساتھ اِس فقیر کا سا علم بھی کیوں نہ عطا فرمایا۔ پھر خدا فرماتا ہے۔ وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ لِيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِيًّا ۝ وَرَحْمَتُ رَبِّكَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ ۝ ہم نے بعض آدمیوں کو بعض آدمیوں پر درجوں میں بلند کیا ہے تاکہ بعض آدمی بعضوں کو اپنا تابع اور محکوم بنائیں اور تیرے پروردگار کی رحمت مال و متاعِ دُنیوی سے جس کو وُہ لوگ جمع کرتے ہیں بہتر ہے۔

بعد ازاں حضرتؐ نے فرمایا اے عبداللہ یہ جو تُو نے کہا کہ ہم ہرگز تجُھ پر ایمان نہ لائیں گے جبتک کہ تو یہ معجزات نہ دکھائے اِس کا بھی جواب سُن کر تُو نے محمّدؐ سے وُہ چیزیں طلب کی ہیں کہ بعض تو ان میں سے ایسی ہیں کہ اگر وُہ ان کو ظاہر کردے تو وُہ رسُولِ خدا کی نبوت کی دلیل نہ ٹھہریں گی اور پیغمبرِ خدا اس سے برتر ہے کہ جاہلوں کی جہالت کو غنیمت جانے اور ایسی چیز کو حجّت کے طور پر پیش کرے جس میں کسی قسم کی حُجت نہ ہو اور بعض ایسی ہیں کہ اگر وُہ ظاہر ہو جائیں تو تُو اور تیرے

ہمراہی ہلاک ہو جائیں اور دلائل و براہین صرف اس لیے پیش کی جاتی ہیں کہ بندگانِ خدا پر ایمان لانا لازم ہو جائے نہ اس واسطے کہ وُہ ان کے لیے مُوجبِ ہلاکت ہوں اور تُو نے اپنی ہلاکت کی درخواست کی ہے اور پروردگارِ عالم جو اپنے بندوں پر سب سے بڑھ کر رحیم اور مہربان ہے اور ان کی مصلحتوں کو سب سے زیادہ جانتا ہے اور انکی درخواست پر ان کو ہلاک نہیں کرتا۔

اور منجملہ ان کے بعض چیزیں محال ہیں کہ ان کا وقُوع میں آنا درست اور جائز نہیں ہے اور رسُولؐ خدا ان سے تجُھ کو آگاہ کرتا ہے اور تیرے عُذروں کو قطع کرتا ہے اور تجُھ پر اپنی مخالفت کا رستہ تنگ کرتا ہے اور دلائلِ خدا کے ذریعہ اپنی تصدیق کی طرف مائل کرتا ہے۔ یہاں تک کہ تجھ کو فرار اور گریز کی صُورت باقی نہ رہے۔

اور بعض چیزیں ایسی ہیں جن کی نسبت تُو نے اپنے دل میں ٹھان رکھا ہے کہ میں ان میں مخالفت اور سرکشی کروں گا اور رسُولؐ خدا کی حُجت کو قبوُل نہ کروں گا اور کوئی دلیل نہ سُنوں گا۔ اور جو شخص کہ ایسا ہو اس کا علاج آگ کا عذاب ہے کہ آسمان پر سے اس پر نازل ہو یا جہنّم واصل ہو یا دوستانِ خدا کی تلواروں سے قتل کیا جائے۔

اے عبداللہ تو نے جو یہ کہا کہ ہم تجُھ پر ہرگز ایمان نہ لائیں گے جبتک کہ تُو مکّہ کی زمین میں کوئی چشمہ جاری نہ کردے۔ کیونکہ وہاں کی زمین پتھریلی اور پہاڑی ہے تو اسکی زمین کو شگافتہ کرے اور کھود کر اُس میں چشمے جاری کرے کیونکہ ہم کو ان کی ضرورت ہے تو نے یہ سوال تو کیا مگر خدا کی دلیلوں سے تو واقف نہیں ہے۔ اگر میں ایسا کر دکھاؤں تو کیا اس کے سبب میں نبی ہو جاؤں گا۔ دیکھ تو سہی طائف میں تیرے کئی ایک باغ ہیں کیا وہاں پر کئی مقام خراب اور سخت نہ تھے کہ تُو نے ان کو سنوارا اور برابر کیا اور کھود کر ان میں کئی چشمے زمین سے نکال کر جاری کیے عبداللہ نے جواب دیا کہ ہاں حضرتؐ نے فرمایا کہ اور لوگ بھی ایسے ہوں گے کہ اُنھوں نے تیری طرح چشمے نکالے ہوں گے وُہ بولا کہ ہاں ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ اے عبداللہ کیا تُو اور وُہ لوگ اِس کام کے کرنے سے پیغمبر ہو گئے اُس نے جواب دیا کہ نہیں۔ فرمایا اسی طرح اگر میں یہ بات کر دکھاؤں تو یہ میری نبوت کی دلیل نہ ہو گی۔ تیرا یہ قول ایسا ہی ہے جیسے تو یہ کہے کہ ہم تجھ پر ہرگز ایمان نہ لائیں گے جبتک کہ تُو کھڑا ہو کر زمین پر نہ چلے یا جس طرح لوگ کھانا کھاتے ہیں تو کھانا نہ کھائے۔

اور تُو نے یہ جو کہا کہ ہم ہرگز تجھ پر ایمان نہ لائیں گے جبتک کہ کھجوروں اور انگوروں کا باغ تیرے پاس نہ ہو کہ اس میں سے تو آپ بھی کھائے اور ہم کو بھی کھلائے اور اس میں خوب طرح سے نہریں جاری کرے اس کا جواب بھی سُن لے کیا تیرے پاس اور تیرے ساتھیوں کے پاس کھجوروں اور انگوروں کے باغ نہیں ہیں کیا تم سب ان باغوں کے سبب پیغمبر بن گئے اُس نے جواب دیا کہ نہیں فرمایا پھر تم رسولِ خدا سے کیوں ایسے سوال کرتے ہو کہ اگر وُہ تمھاری درخواست کے مطابق ان کو کر دکھائے تو وُہ اس کی سچائی کی دلیل نہ ہونگے بلکہ اگر وُہ ان کو پیش کرے تو اس کا یہ فعل اس کے کاذب ہونے پر دلالت کریگا کیونکہ اس وقت وہ ایسی چیزوں کو حجت کے طور پر پیش کرتا ہے جن میں کسی قسم کی حُجت نہیں پائی جاتی اور ضعیف لوگوں کی عقلوں اور دینوں کو فریب دینے والا کہلائے گا۔ اور رسُولؐ ربّ العالمین اس عیب سے بالکل پاک اور بَری ہے۔

اور یہ جو تُو نے کہا کہ ہم ہرگز تجھ پر ایمان نہ لائیں گے جبتک کہ تُو جیسا کہ تیرا گمان ہے آسمان کو پارہ پارہ کر کے ہم پر نہ گرا دے۔ کیونکہ تو کہتا ہے کہ کفار جس وقت آسمان کا کوئی ٹکڑا گرتا ہُوا دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں کہ یہ تہ بہ تہ ملا ہوا بادل ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ آسمان کا گرنا تمھاری ہلاکت اور موت کا باعث ہے اور اس درخواست سے تیرا یہی ارادہ ہے کہ رسُولِ خدا تجھ کو اس کے ساتھ ہلاک کر دے۔ مگر وُہ تیرے حال پر بہت مہربان ہے اور وُہ تجھ کو ہلاک نہ کریگا۔ بلکہ خُدا کی حُجتوں کو تجھ پر قائم کریگا اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی درخواست کے موافق ہی اپنے نبی کو حجتیں اور دلیلیں عطا نہیں فرماتا۔ کیونکہ بندے اِس بات سے ناواقف ہوتے ہیں کہ ہماری درخواست کے قبول کرنے میں کیا کیا فساد اور خرابیاں وقوُع میں آئیں گی اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ان کی درخواست باہم مختلف اور متضاد ہوتی ہے کہ اس کا وقوُع میں آنا محال ہوتا ہے۔ مثلاً اگر یہ سب مجھ سے جُدا جُدا درخواستیں کرتے تو جائز تھا کہ یہ تو درخواست کرے کہ آسمان ہم پر گرایا جائے اور دُوسرا شخص یہ کہے کہ آسمان ہم پر نہ گرایا جائے بلکہ زمین کو آسمان کی طرف بلند کیا جائے اور آسمان زمین پر آپڑے اور یہ متضاد اور منافی ہوتیں اور ان کا وقوُع میں آنا محال ہوتا اور اللہ اپنی تدبیروں کو ایسے طریق پر جاری نہیں کرتا جس میں محال لازم آئے۔

بعد ازاں ارشاد فرمایا اے عبداللہ کیا تُو نے کسی طبیب کو دیکھا ہے کہ بیماروں کو ان کی خواہش کے موافق دوا دے وہ تو وہی تدبیر عمل میں لاتا ہے جس میں ان کی بہتری سمجھتا ہے خواہ مریض اس کو پسند کرے یا نہ کرے۔ پس تم لوگ بیمار ہو اور اللہ تمھارا طبیب ہے اگر تم اسکی دوا کی پیروی کروگے تو تم کو شفا عنایت کریگا اور اگر سرکشی کروگے تو اس سے محروم رکھے گا۔

اے عبداللہ تُو نے کبھی ایسا بھی سُنا ہے کہ کسی حاکم نے زمانہ گزشتہ میں کسی مُدعی پر اس بات کو لازم کیا ہو کہ اپنے دعویٰ کے ثبوت میں مُدعیٰ علیہ کی درخواست کے موافق گواہ اور دلیل پیش کرے اگر ایسا کیا جائے تو کبھی کسی کا کسی پر کوئی دعویٰ اور حق ثابت نہ ہو اور ظالم اور مظلوم اور سچے اور جھُوٹے میں فرق نہ ہو سکے۔

بعد ازاں فرمایا اور یہ جو تُو نے کہا کہ ہم کبھی تجھ پر ایمان نہ لائیں گے جبتک کہ تُو خدا اور گروہ در گروہ فرشتوں کو نہ لائے کہ وہ ہمارے سامنے ہوں اور ہم ان کو دیکھیں اس کا جواب یہ ہے کہ اس بات کا وقوُع میں آنا بالکل محال ہے اور اسکی وجہ صاف ظاہر ہے کیونکہ ہمارا پروردگار مخلوقات کی طرح نہیں ہے کہ آئے جائے اور چلے پھرے اور کسی چیز کے مقابل ہو جو اس کو لایا جائے۔ یہ تم نے ناممکن امر کا سوال کیا ہے اور یہ بات جسکی تُو نے خواہش کی ہے۔ تیرے ضعیف اور ناقص بُتوں ہی کی صفت ہے جو نہ سُنتے ہیں نہ دیکھتے ہیں اور نہ کسی چیز کو جانتے ہیں اور نہ تجھ کو اور نہ کسی اور کو کچھ فائدہ پہنچا سکتے ہیں۔ اے عبداللہ کیا تیرے پاس کھیت اور باغات اور زمینیں ہیں اور ان پر رکھوالے اور منتظم رکھے ہُوئے ہیں وُہ بولا کہ ہاں۔ فرمایا تو کیا تُو بذاتِ خُود ان کے حالات کو دیکھتا بھالتا ہے یا اپنے اور اپنے اہلِ مُعاملہ کے درمیان کچھ وکیل اور سفیر مقرر کر رکھے ہیں جو تجھ کو ان کے حالات سے مطلع کرتے رہتے ہیں عبداللہ نے جواب دیا کہ سفیروں کے ذریعے سے کارروائی ہوتی ہے۔ فرمایا دیکھ اگر تیرے اہلِ مُعاملہ اور کاشتکار اور نوکر چاکر تیرے سفیروں کو کہیں کہ ہم تمھاری اس سفارت کی تصدیق نہیں کرتے جبتک کہ تم عبداللہ ابن ابوامیہ کو ہمارے سامنے نہ لاؤ۔ پھر ہم تمھاری ان باتوں کو جو اس کی طرف سے کہہ رہے ہو بالمشافہ سُنیں گے اب بتا کہ تو ان کی اس بات کو قبول کرلے گا۔ یہ بات تیرے نزدیک ان کے لیے جائز ہوگی وُہ بولا کہ نہیں فرمایا تو اب تیرے سفیروں کو کیا کرنا چاہیئے کیا ان کو تیری طرف سے

کوئی ایسی صحیح نشانی ان کے سامنے نہیں پیش کرنی چاہیئے جوان کی صداقت پر دال ہو؟ جس کو دیکھ کران منکروں پر بھی ان سفیروں کی تصدیق کرنی لازم اور واجب ہو جائے عبداللہ نے جواب دیا کہ ہاں۔ فرمایا دیکھو اگر تیرا سفیران لوگوں کی یہ درخواست سُن کر تیرے پاس واپس آئے اور تجھ سے کہے کر تو اُٹھ کر میرے ساتھ چل کیونکہ اُنھوں نے تجھ کو بُلایا ہے کیا یہ بات تیری طبیعت کے برخلاف نہ ہوگی اور تو اُس سے یہ نہ کہے گا کہ تو فقط میرا ایلچی ہے اور صلاح کار اور حاکم نہیں ہے۔ اُس نے جواب دیا کہ ہاں ایسا ہی ہوگا۔ حضرتؐ نے فرمایا تو پھر جس درخواست کا اپنے کاشتکاروں اور اہلِ معاملہ کی طرف سے اپنے ایلچی سے کیا جانا پسند نہیں کرتا اسکو رسُولِ ربّ العالمین سے کیوں کرتا ہے اور کیونکر تو نے یہ ارادہ کیا کہ رسُولِ خدا اپنے پروردگار پر امر و نہی کر کے اس کے نزدیک بُرا بنے حالانکہ تو ایسی بات کو اپنے ایلچی کے لیے جس کو تو نے اپنے کاشتکاروں اور کارندوں کی طرف بھیجا ہے پسند نہیں کرتا۔ ان سب باتوں کے باطل کرنے کے لیے جو تیری تمام درخواستوں میں مذکور ہیں یہ حُجّت قاطعہ ہے۔

اور اے عبداللہ یہ جو تُو نے کہا کہ ہم تجھ پر ہرگز ایمان نہ لائیں گے۔ جبتک کہ سونے کا ایک مکان تیرے پاس نہ ہو اے عبداللہ کیا تُو نے نہیں سُنا کہ عزیزِ مصر کے پاس سونے کے بہت سے گھر ہیں وہ بولا کہ ہاں سُنا ہے۔ فرمایا تو کیا وہ ان مکانوں کے سبب پیغمبر ہو گیا۔ اس نے جواب دیا کہ نہیں فرمایا اسی طرح یہ امر محمدؐ کے لیے ضروری نہیں ہے۔ اگر وہ پیغمبر ہے اور محمدؐ دلائلِ الٰہی سے تیرے ناواقف ہونے کو غنیمت نہیں سمجھتا۔

اور اے عبداللہ جو تُو نے کہا کہ ہم ہرگز تجھ پر ایمان نہ لائیں گے جبتک کہ تُو آسمان میں نہ چڑھ جائے اور پھر کہا کہ ہم تیرے آسمان میں چڑھ جانے کا یقین نہ کرینگے جبتک کہ تُو ایک نوشتہ ہم پر نازل نہ کرے جس کو ہم پڑھیں۔ اے عبداللہ آسمان پر چڑھنا اس سے اُترنے کی نسبت زیادہ تر دشوار ہے اور جبکہ تُو نے اپنی نسبت یہ بیان کر دیا کہ جب تو چڑھے گا تو میں یقین نہ کرونگا تو ایسا ہی اُتر آنے میں بھی ہوگا۔ پھر تُو نے کہا کہ ہم تیرے چڑھنے کا یقین نہ کرینگے۔ جبتک کہ تُو ایک نوشتہ ہم پر نہ لائے جس کو ہم پڑھیں۔ پھر بھی میں یہ نہیں جانتا کہ تجھ پر ایمان لاؤں یا نہ لاؤں۔ اے عبداللہ اس سے معلوم ہوا کہ جو حجت الٰہی تیرے سامنے پیش کی جائیگی تو اُس سے معاندت اور

مخالفت کرنے کا مقر ہے پس تیرا علاج اس کے سوا اور کچھ نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ (دُنیا میں) اپنے دوستوں کے ہاتھ سے کہ وہ آدمی ہیں یا (آخرت میں) اپنے ملائکہ کے ہاتھ سے کہ وہ زبانیہ (شُعلہ ہائے آتش) ہیں سزا دے۔ اور اللہ تعالیٰ نے تیرے تمام سوالات کے باطل کرنے کیلئے حکمتِ جامعہ کو مجھ پر نازل کیا ہے اور فرمایا ہے کہ اے محمدؐ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّي هَلْ كُنْتُ إِلَّا بَشَرًا رَسُولًا ان کافروں سے کہہ دے کہ میرا پروردگار اس بات سے نہایت بعید ہے کہ وہ چیزوں کو جاہلوں کی درخواست کے موافق کرے خواہ انھوں نے جائز چیز کی درخواست کی ہو یا ناجائز کی۔ اور میں فقط ایک بشر ہوں کہ رسُول ہو کر آیا ہُوں۔ مجھ پر اتنا ہی لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حُجّت کو جو اُس نے مجھ کو عطا کی ہے بندوں پر قائم کروں اور یہ مجھ کو شایاں نہیں ہے کہ اپنے پروردگار کو کسی شے کے کرنے کا حکم دُوں یا کسی بات سے اس کو منع کر دُوں یا اس کو کوئی مشورہ دُوں اگر میں ایسا کروں تو میری مثال اس ایلچی کی سی ہوگی جس کو کوئی بادشاہ اپنے مخالف گروہ کی طرف بھیجے اور وہ واپس آکر بادشاہ کو حکم دے کہ جو کچھ ان لوگوں نے درخواست کی ہے ان کے ساتھ اسی کے موافق عملدرآمد کر۔

بعدازاں ابوجہل بولا کہ اے محمدؐ ابھی ایک بات باقی ہے کیا تو گمان نہیں کرتا ہے کہ موسیٰؑ کی قوم نے جبکہ موسیٰؑ سے یہ سوال کیا تھا کہ ہم کو خُدا کو ظاہر طور پر دکھا دے تو گویا اُنھوں نے اپنے اُوپر بجلی گرنے کی درخواست کی تھی اور اسی سبب سے ان پر بجلی گری پس اگر تو نبی ہے تو ہم بھی اپنی درخواست کے سبب اس کے مستوجب ہیں اور ہمارا سوال قومِ موسیٰؑ کے سوال سے زیادہ سخت ہے کیونکہ اُنھوں نے تیرے زعم کے موافق یہ کہا تھا کہ اے موسیٰؑ ہم کو خدا کو ظاہر طور پر دکھا دے اور ہمارا یہ قول ہے کہ ہم تجھ پر ہرگز ایمان نہ لائیں گے۔ جبتک کہ تو خدا اور گروہ گروہ فرشتوں کو ہمارے سامنے نہ لائے کہ ہم ان کو بالمشافہ معاینہ کریں۔ حضرتؐ نے فرمایا اے ابوجہل کیا تجھ کو ابراہیم خلیل اللہؑ کا قصّہ معلوم نہیں ہے جبکہ اس کو ملکوت میں بلند کیا گیا چنانچہ میرا پروردگار قرآن میں فرماتا ہے وَكَذَٰلِكَ نُرِي إِبْرَاهِيمَ مَلَكُوتَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلِيَكُونَ مِنَ الْمُوقِنِينَ اور اسی طرح ہم نے ابراہیمؑ کو آسمانوں اور زمین کی بادشاہی دکھلائی اور تاکہ وہ یقین کرنے والوں میں سے ہو۔ جبکہ اس کو آسمان کے نزدیک بلند کیا تو خدا نے اس کی نظر کو

ایسا قوی کر دیا کہ اس نے زمین کو اور اس کی تمام اندرونی اور بیرونی اشیا کو دیکھ لیا۔ اُس وقت ایک مرد اور ایک عورت کو زنا کرتے دیکھا اور ان کی ہلاکت کے لیے خدا سے بددُعا مانگی وُہ دونوں ہلاک ہو گئے۔ بعدازاں دو اور شخصوں کو اسی حالت میں دیکھا اور اُن کے لیے بددُعا کی اور وہ ہلاک ہو گئے پھر اور دو آدمیوں کو اسی خرابی میں مُبتلا پایا۔ اور ان کے واسطے بھی بددُعا کا ارادہ کیا۔ تب اللہ کی طرف سے وحی ہُوئی کہ اے ابراہیمؑ میرے بندوں اور کنیزوں سے اپنی بددُعا کو روک لے کیونکہ میں بخشنے والا مہربان بہت احسان کرنے والا اور بُردبار ہُوں میرے بندوں کے گناہ مجھ کو کچھ ضرر نہیں پہنچاتے جیسا کہ ان کی طاعت اور عبادت سے مجھ کو کوئی نفع حاصل نہیں ہوتا میں اُن کو اس طرح پر سیاست اور تادیب نہیں کرتا کہ تیری طرح جلدی اپنے غصّے کا تدارک کروں۔ پس تو اپنی بددُعا کو میرے بندوں سے باز رکھ کیونکہ تو فقط میرا ایک بندہ ہے کہ میرے اور بندوں کو میرے عذاب سے ڈراتا ہے اور میری سلطنت میں شریک نہیں ہے اور نہ میرے بندوں کا مُحافظ ہے اور میں اپنے بندوں کے ساتھ ان تین طریقوں میں سے ایک طریق برتتا ہوں یا تو توبہ کر لیتے ہیں اور میں ان کی توبہ کو قبول کر لیتا ہوں اور ان کے گناہوں کو معاف کرتا ہوں اور ان کے عیبوں کو پوشیدہ کر دیتا ہوں یا اپنے عذاب کو ان سے باز رکھتا ہوں اس لیے کہ میں جانتا ہوں کہ ان کی پُشتوں سے چند مومن فرزند پیدا ہونگے پس میں ان کے کافر باپوں سے نرمی برتتا ہوں اور ان کے کارفرماؤں سے تانی اور تاخیر کرتا ہوں اور اپنے عذاب کو ان پر سے ہٹا لیتا ہوں تاکہ وُہ مومن ان کی پشتوں سے نکل آئیں۔ جب وہ مومن ان کافروں کی پُشتوں اور رحموں سے جُدا ہو جاتے ہیں تو میرا عذاب ان پر نازل ہوتا ہے اور میری بلا ان کو گھیر لیتی ہے اور اگر نہ یہ ہو اور نہ وُہ تو جو عذاب کہ میں نے ان کے لیے آخرت میں مُہیا کیا ہے۔ وُہ اِس عذاب سے جو تو (دنیا میں) ان کے واسطے چاہتا ہے بہت بڑھ کر ہے کیونکہ میں نے جو عذاب اپنے بندوں کے لیے مقرر کیا ہے وُہ میری جلالت اور کبریائی کے موافق ہے اے ابراہیمؑ میرے بندوں کو مجھ ہی پر چھوڑ دے۔ کیونکہ تیری نسبت میں اُن پر زیادہ مہربان ہُوں اور میرے بندوں کو میرے حوالے کر دے۔ کیونکہ میں بہت زبردست

بُردبار بہت جاننے والا اور صاحبِ حکمت ہوں اپنے علم کے موافق ان کی تدبیریں کرتا ہُوں اپنی قضا و قدر کو ان میں جاری کرتا ہوں۔

بعدازاں حضرتؐ نے ارشاد فرمایا اے ابوجہل اللہ تعالیٰ نے اپنے عذاب کو اس لیے تجھ پر سے اُٹھایا ہے کہ تیری پُشت سے عنقریب پاک اولاد عکرمہ تیرا بیٹا پیدا ہوگا اور وُہ تھوڑی مدت کے بعد مُسلمانوں کے امور کا والی ہوگا کہ اگر وُہ اِس امر میں خدا کی اطاعت کرے گا تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کو رُتبہ جلیل حاصِل ہوگا اگر یہ بات مانع نہ ہوتی تو تجھ پر اور اُن باقی اہلِ قریش پر جنھوں نے عذاب کا سوال کیا ہے۔ اسی وقت عذاب نازل ہو جاتا جبکہ انھوں نے اسکی درخواست کی تھی۔ ان کو صرف اس وجہ سے مُہلت دی گئی ہے کہ علمِ الٰہی میں گُزر چکا ہے کہ ان میں سے بعض اشخاص محمدؐ پر ایمان لا کر سعادت حاصل کرینگے اور وہ باری تعالیٰ اس سے بُزرگ و برتر ہے کہ ان کو اس سعادت سے محروم رکھے اگر یہ امر مانع نہ ہوتا تو تم سب پر عذاب نازل ہوتا۔

پھر اُن سب سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم آسمان کی طرف نگاہ کرو جب اُنھوں نے اُوپر کو دیکھا تو ناگاہ کیا دیکھتے ہیں کہ آسمان کے دروازے کُھل گئے ہیں اور وہاں سے آگ نازل ہُوئی اور ان کے سروں کے برابر آکر ٹھہر گئی اور ان کے اس قدر نزدیک پہنچ گئی کہ اسکی گرمی ان کے شانوں کے درمیان معلوم ہونے لگی۔ یہ حال دیکھ کر ابوجہل اور باقی لوگوں کے اعضا کانپنے لگے حضرتؐ نے ان سے فرمایا کہ تم ڈرو نہیں کیونکہ حق تعالیٰ تم کو اس عذاب سے ہلاک نہ کریگا۔ اسکو تو فقط تمھاری عبرت کے لیے ظاہر کیا ہے پھر اُنھوں نے دیکھا کہ اس جماعت کی پُشتوں سے کچھ نُور نکلے اور اس آگ کے سامنے گئے اور اسکو اُونچا کر کے ہٹاتے ہٹاتے آسمان کی طرف لوٹا لے گئے جہاں سے وُہ آئی تھی حضرتؐ نے فرمایا کہ ان نوروں میں بعض نور تو ان لوگوں کے ہیں جن کی نسبت خدا کے علم میں گُزر چکا ہے کہ وُہ تم میں سے عنقریب مجھ پر ایمان لا کر کامیاب ہونگے اور بعض نور اس پاک اولاد کے ہیں جو عنقریب تم میں سے بعض ایمان نہ لانے والوں کے ہاں پیدا ہو گی اور وُہ مومن ہو گی۔

قولہ عزّوجلّ وَدَّ كَثِيرٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يَرُدُّونَكُم مِّن بَعْدِ إِيمَانِكُمْ كُفَّارًا حَسَدًا مِّنْ عِندِ أَنفُسِهِم مِّن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ ۖ فَاعْفُوا وَاصْفَحُوا حَتَّىٰ يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ○

ترجمہ: اہل کتاب میں سے بہت سے لوگ از روئے حسد کے جو ان کو تمہارے ساتھ ہے اپنے دل سے اس بات کو چاہتے ہیں کہ تم کو ایمان لانے اور مومن ہونے کے بعد کفر کی طرف پھیر دیں بعد اس کے کہ حق ان پر ظاہر ہو گیا ہے پس اے مومنو تم ان کو معاف کرو۔ اور ان سے درگزر کرو یہاں تک کہ خدا اپنے حکم کو لائے البتہ خدا ہر چیز پر قادر ہے۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَدَّ كَثِيرٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يَرُدُّونَكُم مِّن بَعْدِ إِيمَانِكُمْ كُفَّارًا اہل کتاب میں سے بہت سے آدمی یہ چاہتے ہیں کہ ان شبہات کے ذریعہ جو وہ تم پر وارد کرتے ہیں تم کو مومن ہونے کے بعد ہٹا کر پھر کافر کر دیں حَسَدًا مِّنْ عِندِ أَنفُسِهِم تمہارے ساتھ حسد کرنے کی وجہ سے جو ان کے نفسوں میں موجود ہے اس سبب سے کہ خدا نے تم کو محمدؐ اور علیؑ اور ان کی آل اطہار کے ساتھ معزز و مکرم کیا مِّن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ بعد اس کے کہ ان کو ان معجزات کے ذریعہ جو محمدؐ کی صداقت اور علیؑ اور ان کی آل اطہار کی فضیلت پر دلالت کرتے ہیں حق ظاہر ہو گیا ہے فَاعْفُوا وَاصْفَحُوا پس اے مومنو تم ان کو معاف کرو اور ان کی جہالت سے درگزر کرو اور حجتہائے الٰہی سے ان کا مقابلہ کرو اور ان کی مدد سے ان کے باطلات کو دفع کرو حَتَّىٰ يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ فتح مکہ کے دن اپنے حکم قتل کو ان میں جاری کرے اور اس وقت تم ان کو شہر مکہ اور جزیرۂ عرب سے جلا وطن کر دو گے اور وہ بحالت کفر وہاں نہ رہ سکیں گے۔

إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ البتہ خدا ہر چیز پر قادر ہے کیونکہ اس کو تمام چیزوں پر اس طرح قدرت حاصل ہے جو تمہارے لیے مناسب اور قرین مصلحت ہو کہ وہ تم کو ان مشرکوں کے ساتھ مدارات کرنے اور عمدہ اور پسندیدہ طور پر مباحثہ کرنے پر قادر کر دیتا ہے اور عمدہ طریقہ پر مباحثہ کرنے پر قادر کر دینے کا قصہ اس طرح سے ہے کہ جب مسلمانوں کو جنگ احد میں نہایت صدمہ پہنچا تو اس کے چند روز بعد کچھ یہودی عمارؓ ابن یاسر اور حذیفہ ابن الیمان سے ملے اور کہنے لگے دیکھا تم کو احد کے دن کس قدر صدمہ پہنچا۔ محمدؐ کی لڑائی تو مثل اور بادشاہوں کے ہے جو طالبان دنیا ہوتے ہیں کبھی غالب ہوتا ہے اور کبھی مغلوب اگر پیغمبر ہوتا تو کبھی مغلوب نہ ہوتا اور ہمیشہ غالب ہی رہا کرتا تم کو چاہیئے کہ اس کے دین کو چھوڑ دو۔ حذیفہؓ نے جو یہ

بات سنی تو کہنے لگا کہ خدا تم پر لعنت کرے میں تمہارے پاس نہیں بیٹھتا اور نہ تم سے بات کرتا ہوں اور نہ تمہاری گفتگو سنتا ہوں۔ میں اپنی جان اور ایمان دونوں کیلئے تم سے خوف کرتا ہوں۔ اس لیے دونوں کو لے کر یہاں سے بھاگتا ہوں۔ یہ کہتے ہی اٹھ کر وہاں سے چل دیا اور عمارؓ وہیں بیٹھا رہا اور ان سے کہا کہ اے یہودیو! محمدؐ نے بدر کے دن اپنے اصحاب سے وعدہ فرمایا تھا کہ اگر تم نے صبر کیا تو فتح پاؤ گے۔ چنانچہ انھوں نے صبر کیا اور فتح پائی اور اسی طرح احد کے دن بھی اسی صبر کی شرط پر فتح پانے کا وعدہ فرمایا تھا مگر انھوں نے بزدلی اور مخالفت کی اس لیے ان کو یہ صدمہ پہنچا اور اگر فرمانبرداری کرتے اور صابر رہتے اور حضرتؐ کے حکم کی مخالفت نہ کرتے تو ہرگز شکست نہ کھاتے اور ضرور فتحیاب ہوتے۔ یہودی بولے کہ اے عمارؓ اگر تو محمدؐ کی اطاعت کرے تو کیا تو اپنی تپلی پنڈلیوں سے سادات قریش پر غلبہ پا جائے۔ عمارؓ نے جواب دیا کہ بیشک مجھ کو اس خدا کی قسم ہے جس کے سوا اور کوئی قابل عبادت نہیں ہے جس نے محمدؐ کو نبی برحق کر کے بھیجا ہے کہ حضرتؐ نے محمدؐ کو فضل و حکمت سے بھر دیا ہے کیونکہ اپنی نبوت کی خوبیاں اور اپنے بھائی اور وصی اور حضرت کے بعد بہترین مخلوقات کے فضائل مجھ کو سکھائے اور سمجھائے ہیں اور اپنی ذریت طاہرہؑ کی فرمانبرداری اور پیروی کرنے کا مجھ کو حکم دیا ہے اور سختیوں اور ضرورتوں کے وقت ان کے وسیلہ سے دعا کرنے کے لیے ارشاد فرمایا ہے اور جس کام کے لیے آنحضرتؐ مجھ کو حکم دیں اور میں درست اعتقاد سے اس میں متوجہ ہوں اور آنحضرتؐ کی پیروی اور فرمانبرداری مجھ کو مقصود ہو تو میں ضرور ہی اس کام کو انجام تک پہنچا دوں گا۔ یہاں تک کہ اگر حضرتؐ مجھ کو حکم دیں کہ میں آسمانوں کو زمین پر اتار لاؤں اور زمین کو اٹھا کر آسمان کی طرف لے جاؤں۔ تو بیشک پروردگار عالم انہی تپلی پنڈلیوں کے ہوتے مجھ کو اس امر کے بجا لانے کی قوت عطا کریگا عمارؓ کی یہ گفتگو سن کر وہ یہودی کہنے لگے ہرگز ایسا نہیں ہے اے عمارؓ خدا کی قسم خدا کے نزدیک محمدؐ کا درجہ اس سے بہت ہی کم ہے جیسا کہ تو بیان کرتا ہے اور تیرا درجہ بھی خدا کے اور محمدؐ کے نزدیک اس سے بہت کم ہے جیسا کہ تو نے دعویٰ کیا ہے اور اس وقت ان یہودیوں میں چالیس منافق بھی شامل تھے ان کی یہ بات سن کر عمارؓ وہاں سے اٹھ کھڑے ہوئے اور بولے کہ میں نے اپنے پروردگار کی حجت کامل طور پر تم کو پہنچا دی اور تم کو نصیحت کر دی

لیکن تم لوگ نصیحت کو بُرا سمجھتے ہو یہ کہہ کر وہاں سے چلے آئے اور حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرتؐ نے فرمایا اے عمارؓ مجھ کو تم دونوں کی خبر پہنچ گئی۔ حذیفہ تو اپنے دین کو شیطان اور اس کے دوستوں کے ہاتھوں سے بچا کر بھاگ آیا اور وہ خدا کے نیک بندوں میں سے ہے اور تو نے دینِ خدا میں مجادلہ کیا اور محمدؐ پیغمبرِ خدا کی خیر خواہی کی پس تو مجاہدانِ راہِ خدا میں داخل ہے۔ ابھی آنحضرتؐ اور عمارؓ میں یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ وُہی یہودی جو عمارؓ سے ہمکلام ہوئے تھے۔ وہاں آگئے اور بولے کہ اے محمدؐ تیرا یہ رفیق کہتا ہے کہ اگر تو اسکو یہ حکم دے کہ زمین کو آسمان کی طرف بلند کرے اور آسمان کو زمین کی طرف اُتار لائے اور یہ تیری فرمانبرداری کا اعتقاد کرے اور تیرے حکم کے قبول کرنے کا عازم ہو تو بیشک خدا اسکو اس امر کے بجالانے میں مدد دیگا۔ اگر تو پیغمبر ہے تو ہم تجھ سے اور اُس سے اس سے بھی کم چیز پر بس کرتے ہیں اگر عمارؓ اپنی پتلی پنڈلیوں کے ساتھ اسی پتھر کو اُٹھا لے تو کافی ہے اور اُس وقت حضرتؐ مدینے کے باہر تشریف رکھتے تھے اور وہ پتھر حضرتؐ کے سامنے پڑا ہوا تھا اور اس قدر بڑا تھا کہ اگر دو سو مرد بھی اکٹھے ہو کر اس کو ہلانا چاہتے تو ہلا نہ سکتے تھے۔ پھر ان یہودیوں نے کہا کہ اے محمدؐ عمارؓ اگر اس پتھر کو اُٹھانے کا ارادہ کرے تو اس کو حرکت بھی نہ دے سکیگا اور اگر اس حالت میں اس نے اٹھا بھی لیا تو اسکی دونوں پنڈلیاں ٹوٹ جائینگی اور بدن چُور چُور ہو جائے گا۔ حضرتؐ نے فرمایا اے یہودیو عمارؓ کی پنڈلیوں کو حقیر نہ جانو کیونکہ وُہ اس کی میزانِ اعمال میں کوہِ ثور و کوہِ ثبیر و کوہِ حراد و کوہِ ابوقبیس بلکہ تمام زمین اور اسکی تمام چیزوں سے جو اس پر موجود ہیں زیادہ وزنی ہیں اور محمدؐ و آلِ محمدؐ پر درود بھیجنے کی برکت سے جو چیز کہ اس پتھر سے بہت بھاری ہے ہلکی ہو گئی یعنی عرش آٹھ فرشتوں کے کندھوں پر ہلکا معلوم ہوتا ہے حالانکہ اس سے پہلے ان کے ساتھ بیشمار فرشتے مِل کر بھی اس کو نہ اُٹھا سکتے تھے بعد ازاں حضرتؐ نے عمارؓ سے ارشاد فرمایا۔ اے عمارؓ میری اطاعت کا اعتقاد کر اور دُعا کر کہ اے خدا محمدؐ اور اس کی آلِ اطہارؑ کے مرتبے کا واسطہ مجھ کو قوت عطا فرما تا کہ اس پتھر کا اُٹھانا جس پر تو مامور ہے اللہ میرے لیے آسان کر دے جیسے کالب بن یوحنا پر سطحِ آب پر سے دریا کا گزرنا آسان کر دیا تھا کہ گھوڑے پر سوار ہو کر اس پر سے عبور کر گیا تھا کیونکہ اس نے ہم اہلبیتؑ کے مرتبے کا واسطہ دے کر خدا سے دُعا کی تھی الغرض عمارؓ نے اسی طرح دُعا کی اور آنحضرتؐ کی اطاعت کا

اعتقاد کیا اور اس پتھر کو اپنے سر پر اُٹھا لیا اور عرض کی کہ یا رسول اللہؐ اس خدا کی قسم ہے جس نے آپکو سچا نبی کر کے بھیجا ہے یہ پتھر میرے ہاتھوں پر ایک تنکے سے بھی ہلکا معلوم ہوتا ہے پھر حضرتؐ نے ایک پہاڑ کی طرف جو وہاں سے تین میل کے فاصلہ پر تھا اشارہ کر کے فرمایا کہ اس پتھر کو اُس پہاڑ کی چوٹی پر پھینک دے عمارؓ نے حسب الارشاد اس کو ہوا میں پھینکا اور وُہ پتھر اونچا ہو کر اُس پہاڑ کی چوٹی پر جا گرا۔ بعد ازاں حضرتؐ نے اِن یہودیوں سے فرمایا تم نے عمارؓ کی قوت دیکھی؟ وہ بولے کہ ہاں دیکھی۔ پھر عمارؓ سے فرمایا کہ اُس پہاڑ کی چوٹی پر جا وہاں تجھ کو ایک پتھر نظر آئے گا۔ جو اس پتھر سے وزن میں کئی گنا ہوگا۔ اس کو میرے پاس اٹھا لا عمارؓ نے ایک ہی قدم اٹھایا تھا کہ زمین سمٹ گئی اور دُوسرے قدم میں وُہ اس پہاڑ کی چوٹی پر جا پہنچا اور وہاں سے اِس پتھر کو اُٹھا کر تیسرے قدم میں حضرتؐ کی خدمت میں واپس آگیا۔ حضرتؐ نے فرمایا اس پتھر کو بہت زور سے زمین پر دے مار۔ یہ حال دیکھ کر یہودی ڈر کے مارے بھاگ گئے اور عمارؓ نے اِس زور سے اِس پتھر کو زمین پر مارا کہ وُہ ٹوٹ کر ریزہ ریزہ ہو گیا اور غبار کی طرح ہوا میں مِل کر اِدھر اُدھر پراگندہ ہو گیا۔ بعد ازاں حضرتؐ نے ان یہودیوں سے مخاطب ہو کر فرمایا اے یہودیو! تم نے اللہ کی نشانیوں کو مشاہدہ کر لیا ہے۔ اب تم ایمان لاؤ۔ حضرتؐ کا یہ ارشاد سُن کر بعض تو ایمان لے آئے اور باقیوں پر شقاوت غالب ہوئی اور ایمان سے محروم رہے پھر حضرتؐ نے ارشاد فرمایا اے مُسلمانو کیا تم جانتے ہو کہ یہ پتھر کس چیز کی مانند ہے انھوں نے عرض کی کہ نہیں فرمایا۔ مجھے اُس ذات کی قسم ہے جس نے مجھ کو سچا پیغمبر بنایا ہے جب ہمارا کوئی شیعہ جس کے گناہ اور خطائیں زمین اور پہاڑوں اور تمام آسمانوں سے چند در چند زیادہ ہوں توبہ کرتا ہے اور ہم اہلبیتؑ کی ولایت کو اپنے دل میں تازہ کرتا ہے تو اس کے گناہ اس پتھر کی نسبت زیادہ تر زور سے زمین پر مارے جاتے ہیں اور ایک اور شخص ہے جسکی عبادات و طاعات آسمانوں اور زمینوں اور پہاڑوں اور دریاؤں کی مانند ہیں مگر وہ ہم اہلبیتؑ کی ولایت کا مُنکر ہے پس اس کی عبادات و طاعات کو عمارؓ کے اِس پتھر کو زمین پر مارنے کی نسبت زیادہ تر زور سے زمین پر مارا جاتا ہے کہ وُہ اس پتھر کی مانند ریزہ ریزہ ہو کر مُنتشر ہو جاتی ہیں اور جب وُہ آخرت میں وارد ہو گا تو ایک نیکی بھی اپنے نامۂ اعمال میں نہیں پائے گا

اور اُس کے گُناہ پہاڑوں اور زمین اور آسمان سے کئی گُنا زیادہ ہوں گے اور اُس سے بہت سختی سے حساب لیا جائیگا اور ہمیشہ کے لیے عذاب میں گرفتار ہوگا۔

جب عمارؓ نے اپنے بدن میں اس قدر قوّت پائی کہ اس کے ذریعہ پتھر کو زمین پر مار کر ریزہ ریزہ کر دیا تو حمیّت اُس پر غالب ہوئی اور عرض کی یارسُولؐ اللہ اگر آپ اجازت دیں تو میں ان یہودیوں سے جنگ کروں اور اس قوّت کے ذریعہ جو مجھ کو اس وقت عطا ہوئی ہے انکو ہلاک کر ڈالوں حضرتؐ نے فرمایا اے عمارؓ خدا فرماتا ہے۔ فَاعْفُوْا وَاصْفَحُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ان کو مُعاف کرو اور ان سے درگزر کرو۔ یہاں تک کہ خُدا اپنے امر کو بھیجے یعنی اپنے عذاب کو اور فتح مکّہ اور باقی اُمور کو جن کا وعدہ کیا ہے ظاہر کرے۔

الغرض مسلمان یہودیوں اور مُنافقوں کے وسوسے اور شبہ ڈالنے سے تنگ دل رہتے تھے حضرتؐ نے ان سے فرمایا اگر تم چاہو تو میں ایسی چیز تم کو تعلیم کروں جو تمھاری تنگ دلی کو جو دُشمنانِ دین کے وسوسے ڈالنے سے عارض ہوتی ہے دُور کردے۔ اُنھوں نے عرض کی کہ ہاں یارسُولؐ اللہ تعلیم فرمائیے حضرتؐ نے اُن کو وُہی چیز تعلیم کی جو اس وقت اپنے ہمراہیوں کو تعلیم کی تھی۔ جبکہ وہ قریش کے جور و جفا کے سبب پہاڑ کی کھوہ میں جا گزیں تھے اور اُن کے دل تنگ اور کپڑے مَیلے ہو گئے تھے اور حضرتؐ نے ان سے فرمایا تھا کہ اپنے کپڑوں پر اسی طرح بدن پر پہنے ہوئے پھُونکیں مارو اور ہاتھ اُن پر پھیرتے جاؤ اور محمدؐ و آلِ محمدؐ پر دُرود بھیجتے رہو۔ اس عمل سے وہ پاک صاف سفید اور نہایت عمدہ ہو جائیں گے اور تمھاری دِل تنگی بھی رفع ہو جائیگی۔ اُنھوں نے ایسا ہی کیا جیسا کہ حضرتؐ نے فرمایا تھا۔ ان کے کپڑے ویسے ہی ہو گئے۔ اُنھوں نے متعجب ہو کر عرض کی یا رسُولؐ اللہ یہ کیا بات ہے کہ آنحضرتؐ اور آپکی آلؑ پر ہمارے دُرود بھیجنے سے ہمارے کپڑے طاہر ہو گئے حضرتؐ نے فرمایا کہ محمدؐ و آلِ محمدؐ پر دُرود بھیجنے سے تمھارے دلوں کے کینے اور تنگی اور کھوٹ سے اور تمھارے بدنوں کا گناہوں سے پاک ہونا اس کے ذریعے تمھارے کپڑوں کے پاک ہونیکی نسبت زیادہ تر تعجب خیز اور حیرت انگیز ہے اور اسکے ذریعے تمھارے اعمالناموں سے گناہوں کا دھویا جانا تمھارے کپڑوں کی میل کچیل کے دھوئے جانیکی نسبت زیادہ تر عجیب ہے اور اسکے وسیلے سے تمھاری نیکیوں کے صحیفوں کا نُورانی ہونا تمھارے کپڑوں کے براق اور چمکدار ہونے سے اولیٰ اور احسن ہے۔

قولہٗ عزّوجلّ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ۭ وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝

ترجمہ: اور نماز کو قائم کرو اور زکوٰۃ کو ادا کرو اور جو نیکی کہ تم اپنے نفسوں کے لیے آگے بھیجو گے اس کو خُدا کے پاس پاؤ گے۔ کیونکہ خدا تمھارے اعمال سے واقف ہے۔

امام حسن عسکری علیہ السّلام نے فرمایا کہ خدا ارشاد فرماتا ہے وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ اور نماز کو اُسی کی ضروریاتِ وضو۔ تکبیرات۔ قیام۔ قرأت۔ رکُوع۔ سجُود اور حدُود کو کامل کر کے ادا کرو۔ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ اور زکوٰۃ اُس کے مستحقوں کو دو۔ اور کافروں اور ناصبیوں کو مت دو اور رسُولِ خدا نے فرمایا ہے کہ جو کوئی ہمارے دُشمنوں کو صدقہ دیتا ہے وُہ گویا خانہ کعبہ میں چوری کرتا ہے۔ وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ اور جو نیکی کہ تم اپنے نفسوں کیلئے آگے بھیجتے ہو یعنی جو مال کہ تم طاعتِ خدا میں خرچ کرتے ہو اور اگر مال تمھارے پاس نہ ہو تو اپنے جاہ و منصب کو جتنا اپنے ایمانی بھائیوں کے لیے صرف کرتے ہو اور اس کے ذریعے انکو نفع پہنچاتے ہو اور نقصان کو اُن سے دُور کرتے ہو۔ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ اس کو خدا کے پاس پاؤ گے یعنی اللہ تعالیٰ قیامت کے دن محمدؐ اور علیؑ اور ان کی آلؑ اطہار کے مرتبے سے تم کو نفع پہنچائیگا کہ اسکی برکت سے تمھارے گناہ جھڑ جائیں گے اور نیکیاں مضاعف ہو جائیں گی اور درجے بلند ہو جائیں گے اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ البتہ خُدا تمھارے اعمال کو خوب طرح جانتا ہے کہ کسی کام کا ظاہر اور کسی دِل کا باطن اُس پر پوشیدہ نہیں ہے اور وُہ تم کو تمھارے اعتقادوں اور نیتوں کے موافق جزا دے گا۔ اور وُہ دُنیا کے بادشاہوں کی طرح نہیں ہے کہ ان کو بعض کے باب میں دھوکا ہو جاتا ہے اور کسی کا کام کسی اور کی طرف منسُوب کر دیتے ہیں۔

اور جناب رسُولِ خدا نے فرمایا ہے کہ نماز کی مفتاح (کنجی) طہارت ہے اور اسکی تحریم (نیّت) تکبیرۃُ الاحرام ہے اور اسکی تحلیل (انجام) سلام ہے اور اللہ تعالیٰ بے طہارت کی نماز اور خیانت کے صدقہ کو قبول نہیں کرتا اور نماز کی سب سے اعلیٰ طہارت جو باعثِ قبولیتِ نماز ہے اور جس کے بغیر کوئی عبادت بھی قبول نہیں ہوتی وُہ محمدؐ کی دوستی ہے یا اس اعتقاد کہ وُہ سردارِ انبیاؑ ہے اور علیؑ کی دوستی ہے یا اس اعتقاد کہ وُہ سردار اوصیا ہے اور ان دونوں کے دوستوں کی دوستی اور ان کے دُشمنوں کی دُشمنی ہے۔

نیز آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب بندہ وضو کرتا ہے اور اپنا منہ دھوتا ہے اسکے منہ کے گناہ اِدھر اُدھر گر جاتے ہیں اور جب ہاتھوں کو دھوتا ہے تو ہاتھوں کے گناہ جھڑ جاتے ہیں اور جب سر پر مسح کرتا ہے تو سر کے گناہ گر جاتے ہیں اور جب اپنے دونوں پاؤں پر مسح کرتا ہے یا حالت تقیہ میں ان کو دھوتا ہے تو اس کے پاؤں کے گناہ جھڑ جاتے ہیں اور اگر وضو کے شروع میں بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کہے تو اس کے تمام اعضا گناہوں سے پاک ہو جاتے ہیں اور اگر وضو یا غسل جنابت کے اخیر میں کہے سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ وَاَشْهَدُ اَنَّ عَلِيًّا وَّلِيُّكَ وَخَلِيْفَتُكَ بَعْدَ نَبِيِّكَ عَلٰى خَلِيْقَتِكَ وَاَنَّ اَوْلِيَآءَهٗ اَوْصِيَآءُهٗ[1] تو اس کے سب گناہ اس طرح جھڑ جاتے ہیں۔ جیسے درخت کے پتّے جھڑ جایا کرتے ہیں اور اللہ تعالےٰ اِس وضو یا غسل کے قطرات کی تعداد کے موافق فرشتے پیدا کرتا ہے جو اللہ کی تسبیح تقدیس تہلیل اور تکبیر کرتے ہیں اور محمدؐ و آل محمدؐ پر درود بھیجتے ہیں اور اس کا ثواب اِس وضو یا غسل کرنے والے کو ملتا ہے۔ پھر خدا کے حکم سے اس شخص کے وضو یا غسل کے پانی پر مہر پروردگار ثبت ہوتی ہے اور فرشتے اسکو اٹھا کر عرش کے نیچے لیجاتے ہیں جہاں نہ چور اس کو لے سکتا ہے نہ کیڑا لگتا ہے اور نہ دشمن اس کو بگاڑ سکتا ہے۔ یہانتک کہ اس سے زیادہ کر کے اسکو واپس دیا جاتا ہے اِس حال میں جبکہ وہ نہایت حاجتمند اسکے ثواب کا ہوتا ہے پھر اسکے عوض جنّت کی نعمتیں اس قدر اسکو عطا کرتا ہے کہ نہ گننے والے اسکو گن سکتے ہیں اور نہ حفاظت کرنیوالے اسکی حفاظت کر سکتے ہیں اور اللہ اس کے تمام گناہ بخشدیتا ہے۔ یہانتک کہ اسکی نماز نوافل میں شمار ہوتی ہے۔ پھر جب وہ شخص نماز پڑھنے کے لیے اپنے مصلّے پر جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے کہتا ہے اے میرے

[1] اے اللہ تو پاک و پاکیزہ ہے اور میں تیری حمد و ثنا کرتا ہوں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا اور کوئی قابلِ عبادت و پرستش نہیں ہے۔ میں تجھ سے بخشش طلب کرتا ہوں اور اپنے گناہوں سے تیری جناب میں توبہ کرتا ہوں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ تیرا بندہ اور رسولؐ ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ علیؑ تیرے نبی صلّی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کے بعد تیری مخلوقات پر تیرا ولی اور خلیفہ ہے اور گواہی دیتا ہوں کہ اس کے ولی یعنی ائمہ طاہرین علیہم السّلام اس کے جانشین اور وصی ہیں۔ (مترجم)

فرشتو تم میرے اِس بندے کو دیکھتے ہو کہ کس طرح تمام خلقت سے علیحدہ ہو کر میری طرف آیا ہے۔ اور میری رحمت اور بخشش اور مہربانی کا اُمیدوار ہے میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے اس کو اپنی رحمت اور کرامت کیساتھ مخصوص کیا اور جب وہ اللہ اکبر کہتا ہے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو بلند کرتا ہے اور اسکے بعد خدا کی ثنا[1] شروع کرتا ہے تو پروردگار فرشتوں سے فرماتا ہے اے میرے بندو تم دیکھتے ہو کہ اُس نے کس طرح سے میری بڑائی اور عظمت بیان کی اور شریک اور شبیہ اور نظیر سے میرا پاک ہونا ظاہر کیا اور میرے دشمن جو شرک کے اقوال میری نسبت کہتے ہیں۔ ان سے بزاری ظاہر کرنے کے لیے اپنے ہاتھوں کو اُٹھایا۔ اے فرشتو میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ میں عنقریب اس کو اپنے خانۂ جلالت و عظمت میں بزرگ اور عظیم کرونگا۔ اور اپنے دار کرامت کی پاکیزگیوں کے ساتھ اس کو پاکیزہ کر دونگا اور اِس کو گناہوں اور خطاؤں سے پاک کر کے آخرت کے عذاب اور جہنّم کی آگ سے بَرّی کر دوں گا۔

اور جب وہ شخص بِسْمِ اللّٰهِ کہہ کر سورۂ حمد اور دوسرا سورہ پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے فرماتا ہے تم دیکھتے ہو کہ وہ میرے کلام کو کیسا مزے لے کر پڑھ رہا ہے۔ اے میرے فرشتو میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ قیامت کے دن میں اس سے کہونگا کہ اے میرے بندے میری جنّت میں جا کر قرآن کی تلاوت کر اور اپنے درجات بڑھا جُوں جُوں وہ قرآن پڑھیگا حروف کی شمار کے موافق درجات میں ترقی ہوگی ایک درجہ سونے کا ہوگا اور ایک چاندی کا اور ایک موتی کا اور ایک جوہر کا اور ایک زبرجد کا اور ایک درجہ نورِ پروردگار عزیز کا ہوگا اور جب وہ شخص رکوع کرتا ہے تو خدا فرماتا ہے اے فرشتو تم دیکھتے ہو کہ وہ میرے جلال عظمت کے سامنے کیونکر تواضع اور فروتنی کر رہا ہے میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ میں اس کو اپنے خانۂ کرامت و جلالت میں عظمت اور رفعت عطا کرونگا اور جب رکوع سے سر اٹھاتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے۔ اے فرشتو تم دیکھتے ہو کہ وہ کیونکر کہہ رہا ہے کہ میں جس طرح تیرے دوستوں کے سامنے متواضع ہوتا ہوں اور تیری خدمت میں فروتنی سے کھڑا ہوتا ہوں۔ اسی طرح تیرے دشمنوں کے روبرو اپنے تئیں بلند مرتبہ ظاہر کرتا ہوں اے فرشتو میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ میں عاقبت کی نیکی اس کے لیے مقرر کرونگا اور اس کو اپنی جنت میں

[1] یعنی تکبیر کے بعد دعائے استفتاح پڑھتا ہے وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ... الخ۔ مترجم

جگہ دُوں گا اور جب وُہ سجدہ کرتا ہے تو خدا فرماتا ہے اے فرشتو دیکھو اُس نے بلند ہونے کے بعد تواضع اور فروتنی اختیار کی ہے اور کہتا ہے کہ اگرچہ مَیں تیری دُنیا میں صاحبِ جلالت و مکنت ہوں مگر حق کے سامنے ذلیل ہوں جبکہ وہ مجھ پر ظاہر ہوا اے فرشتو مَیں عنقریب اس کو حق کے ساتھ رفعت دُونگا اور اِس کے سبب باطل کو دُور کرونگا اور جب وہ سجدۂ اوّل سے سر اُٹھاتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے اے فرشتو دیکھو وہ کس طرح سے کہہ رہا ہے کہ اگرچہ مَیں نے تیرے لیے تواضع کی لیکن پھر بھی مَیں تیری طاعت میں ذِلّت سے تیرے سامنے قائم ہوتا ہوں اور جب دُوسرے سجدہ میں جاتا ہے تو خدا فرشتوں سے فرماتا ہے کہ میرا یہ بندہ پھر کس طرح سے میرے سامنے متواضع ہو گیا۔ میں بھی اپنی رحمت کو مکرر اس پر نازل کروں گا۔ پھر جب سجدے سے سر اُٹھا کر کھڑا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے مَیں اس کو تواضع کے عوض ضرور رفعت عطا کرونگا جس طرح یہ اپنی نماز میں اُٹھا ہے بعد ازاں خُدا ہر رکعت میں فرشتوں سے اسی طرح فرماتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ جب وہ تشہد اوّل و دوم کے لیے بیٹھتا ہے تو فرماتا ہے کہ اے فرشتو! اس نے میری خدمت اور عبادت کو پُورا کر دیا اور اب پھر میری صفت و ثنا کرتا ہے اور میرے پیغمبر پر درُود بھیجتا ہے۔ میں بھی آسمانوں اور زمینوں کی سلطنت میں اُسکی تعریف کرونگا اور عالمِ ارواح میں اُس کی رُوح پر درُود بھیجوں گا اور جب وُہ نماز میں امیرالمومنین علیہ السّلام پر درُود بھیجتا ہے تو خدا فرماتا ہے کہ جس طرح تُو نے اس پر درُود بھیجا ہے۔ اسی طرح میں بھی تجھ پر درُود بھیجوں گا اور اِس کو تیرا شفیع کروں گا۔ جیسا کہ تُو نے اِس سے شفاعت طلب کی ہے اور جب وُہ نماز میں سلام پھیرتا ہے تو اللہ اور اُس کے فرشتے اس پر سلام کرتے ہیں

اور آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ خدا فرماتا ہے وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ اور اپنے مالوں میں سے زکوٰۃ ادا کرو اور فقیر اور ضعیف لوگ جو اُس کے مستحق ہیں ان کو دو اور ان کے حقُوق میں کمی نہ کرو اور اگر ان کو دو تو پاک کے ساتھ ناپاک کا ارادہ مت کرو۔ کیونکہ جو کوئی پاکیزہ دلی اور طبیعتِ قلبی سے اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرتا ہے تو حق تعالیٰ اس کو ہر حبّہ کے عوض جو اُس نے دیا ہے جنّت میں ایک محل سونے کا اور ایک محل چاندی کا اور ایک موتی کا اور ایک زبرجد کا اور ایک زمرد کا اور ایک جوہر کا اور ایک محل نُورِ ربّ العزّت کا عطا فرماتا ہے۔

اور جب کوئی بندہ نماز میں خدا کی طرف متوجّہ نہیں ہوتا تو اللہ تعالیٰ اُس سے فرماتا ہے۔ اے میرے بندے تو کدھر کا ارادہ کرتا ہے اور کس کو طلب کرتا ہے کیا میرے سوا کوئی اور پروردگار چاہتا ہے یا میرے سوا کوئی اور محافظ تلاش کرتا ہے یا میرے سوا کوئی اور بخشش کرنیوالا طلب کرتا ہے میں ہی سب کریموں سے زیادہ کریم اور تمام سخیوں سے زیادہ سخی اور سب بخشش کرنیوالوں سے افضل اور اشرف ہُوں تجھ کو بے اندازہ ثواب عطا کروں گا۔ تو میری طرف توجّہ کر کیونکہ میں بھی تیری طرف متوجہ ہوں اور میرے فرشتے بھی تیری طرف متوجہ ہیں۔ اگر وُہ متوجہ ہو جاتا ہے تو جو گناہ اس سے بے توجہی کے سبب سرزد ہوا ہے وہ اس سے زائل ہو جاتا ہے۔ پھر اگر تیسری دفعہ پھر بے توجہ ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ پہلے کی طرح پھر اس کو اپنی طرف توجہ دلاتا ہے اب بھی اگر وُہ اپنی نماز میں متوجہ ہو جاتا ہے تو جو گناہ اس سے سرزد ہوا ہے اس کو معاف کر دیتا ہے اور اگر چوتھی دفعہ پھر وُہ بے توجہ ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اُسکی طرف سے مُنہ پھیر لیتا ہے اور فرشتے بھی اپنا مُنہ پھیرا لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اُس سے فرماتا ہے کہ اے میرے بندے تیری رُوگردانی کے سبب میں نے بھی اپنا مُنہ تیری طرف سے پھیر لیا۔

اور اگر کوئی شخص زکوٰۃ میں کمی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس سے فرماتا ہے اے میرے بندے کیا تو مجھ سے بُخل کرتا ہے یا تو مجھ کو اِس بات میں متہم سمجھتا ہے کہ مَیں تیرا حق نہ دُونگا یا تو یہ گمان کرتا ہے کہ میں عاجز ہُوں اور تیرے ثواب دینے کے قابل نہیں اگر تُو میرے حکم کے موافق زکوٰۃ ادا کرے گا تو مَیں تجھ کو اِس کا بدلا اُس روز واپس دُونگا۔ جبکہ تو سب سے زیادہ محتاج اور تنگدست ہوگا اور اگر تُو نے بُخل کیا تو اُس روز جبکہ تُو سب سے زیادہ گھاٹے اور نقصان میں ہوگا اِس بُخل کا بدلا تجھ کو دیا جائے گا۔

جب مُسلمانوں نے حضرتؐ کا یہ ارشاد سُنا تو عرض کی کہ یا رسُولؐ اللہ ہم نے سُنا اور اطاعت کی حضرتؐ نے فرمایا کہ واجبی نمازوں اور فرض زکوٰتوں کے ادا کرنے میں خدا کی اطاعت کرو پھر نافلہ عبادتوں کے ذریعہ قُربِ خدا حاصل کرو کیونکہ حق تعالیٰ ان کے عوض بڑے بڑے ثواب عطا فرماتا ہے مجھے اس ذات کی قسم ہے جس نے مجھ کو سچا پیغمبر بنایا ہے کہ قیامت کے دن ایک بندہ میدانِ حشر میں کھڑا ہوگا اور اس پر ایک شعلہ جہنم سے نکل کر آئیگا جو دُنیا کے تمام پہاڑوں سے بڑا ہوگا۔ یہاں تک کہ اس شخص اور اس شعلہ کے درمیان کوئی چیز حائل نہ رہے گی اسی اثنا میں کہ وہ حیران ہوگا کہ میں کیا کروں ناگاہ ہوا میں

رُوئی یا چاندی کا ریزہ جس سے اُس نے باوجود اپنی تنگی کے اپنے کسی دینی بھائی کی غمخواری کی ہوگی اُڑتا ہُوا آئیگا اور اُس کے قریب آکر اترے گا اور ایک بڑے پہاڑ کی مانند ہوکر اسکو چاروں طرف سے احاطہ کرلے گا اور اس شعلۂ جہنم کو اسکے پاس آنے سے روک دے گا اور اسکی حرارت اور اس کا دھواں ذرا بھی اسکو نہ پہنچنے دے گا۔ یہاں تک کہ وہ جنت میں داخل ہوگا۔ صحابہ نے عرض کی یا رسُول اللہ ایسی حالت میں بھی اس کو برادران دینی کی غمخواری کرنی اتنا فائدہ دے گی۔ فرمایا ہاں مجھے اس ذات کی قسم ہے جس نے مجھ کو پیغمبر برحق کیا ہے بعض مومنوں کو تو اس سے بھی بڑھ کر نفع پہنچائیگی اور ایک بندہ ایسا بھی ہوگا کہ قیامت کے دن اُسکے گناہ اور دینی بھائیوں سے اُس کا بُرائیاں کرنا اس کے سامنے آئیں گے اور بڑھ کر اور چند در چند زیادہ ہوکر اسکے نامۂ اعمال کو پُر کر دینگے اور اسکے گناہوں کے مقابلے میں اسکی نیکیاں ڈوب جائیں گی اُسوقت اُسکا ایک دینی بھائی جس سے دارِ دُنیا میں اس نے کچھ نیکی کی ہوگی اس کے پاس آکر اس سے کہے گا کہ تُو نے دُنیا میں جو نیکی مجھ سے کی تھی اُس کے عوض میں آج میں نے اپنی سب نیکیاں تجھ کو بخش دیں۔ تب اللہ تعالیٰ ان نیکیوں کی وجہ سے اسکو بخش دیگا اور اس مومن سے فرمائے گا اب تُو کس ذریعہ سے جنت میں جائیگا۔ وہ عرض کریگا اے میرے پروردگار تیری رحمت کے ذریعے سے تب اللہ اُس سے فرمائے گا کہ تُو نے اپنی ساری نیکیاں اس کو بخشی ہیں اور ہم جود و کرم کرنے کے زیادہ تر سزاوار ہیں اُنکو تیرے دینی بھائی کی طرف سے قبول کیا اور پھر انکو مضاعف (دوچند) کرکے تجھ کو واپس دیا۔ پس اس طرح وہ جنت کے اعلیٰ اور افضل باشندوں میں سے ہوگا۔

قولہٗ عزّوجل وَقَالُوا لَن يَدْخُلَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَن كَانَ هُودًا أَوْ نَصَارَىٰ تِلْكَ أَمَانِيُّهُمْ قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ۝ بَلَىٰ مَنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهُ أَجْرُهُ عِندَ رَبِّهِ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝

ترجمہ: اور یہودیوں نے کہا کہ یہودیوں کے سوا اور کوئی جنت میں داخل نہ ہوگا۔ اسی طرح نصاریٰ کا قول ہے کہ ہمارے سوا اور کوئی داخلِ بہشت نہ ہوگا یہ ان کی اپنی اپنی آرزوئیں ہیں۔ اے محمدؐ تو اُن سے کہدے کہ اگر تم اپنے قول میں سچے ہو تو اپنی دلیلیں لاؤ۔ ہاں (وہ شخص جنت میں جائیگا) جس نے اپنی ذات کو خاص اللہ کے تابع کیا اور نیکی کی اس کو بیشک اپنے پروردگار کی طرف سے اجر ملے گا اور اس قسم کے لوگوں کو کسی طرح کا خوف نہیں ہے اور وہ

کبھی غمگین نہ ہوں گے۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ جناب امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا ارشاد فرماتا ہے وَقَالُوا اور یہودیوں اور نصرانیوں نے کہا لَن يَدْخُلَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَن كَانَ هُودًا یہودیوں نے تو کہا کہ جو کوئی یہودی ہوگا صرف وہی جنت میں جائیگا اور اس کے سوا اور کوئی اس میں داخل نہ ہوگا أَوْ نَصَارَىٰ اور نصاریٰ نے کہا کہ جنت میں وہی داخل ہوگا جو نصرانی ہوگا۔

اور جناب امیرؑ نے ان کے سوا اور مذاہب کے اقوال بھی نقل فرمائے کہ دہریہ کہتے ہیں کہ موجوداتِ عالم کی کوئی ابتدا نہیں ہے اور وہ ہمیشہ سے اسی طرح ہے اور جو کوئی ہمارا مخالف ہے وہ گمراہ اور خطا کار ہے اور ثنویہ یعنی مجوسی کہتے ہیں کہ نور اور ظلمت دونوں مدبر عالم ہیں اور جو لوگ مذہب میں ہمارے مخالف ہیں وہ گمراہ ہیں اور عرب کے مُشرکوں کا قول ہے کہ ہمارے بُت معبود ہیں جو کوئی اس باب میں ہمارے برخلاف ہے وہ گمراہ ہے اس لیے حق تعالیٰ (انکی تردید میں) فرماتا ہے تِلْكَ أَمَانِيُّهُمْ یہ اُن کی آرزوئیں ہیں جن کی وہ تمنا کرتے ہیں قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ۔ اے محمدؐ ان لوگوں سے کہدے کہ تم اپنے اقوال پر دلیلیں دو اگر تم اپنے اقوال میں سچے ہو۔

اور امام جعفر صادق علیہ السلام کے سامنے دینی مباحثہ کا ذکر ہوا اور یہ بھی بیان کیا گیا کہ رسُولِ خدا اور ائمۂ ہدیٰ علیہم السلام نے اس سے منع فرمایا ہے حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ مطلق ممانعت نہیں ہے بلکہ ایسے مباحثہ سے منع کیا ہے جو احسن اور پسندیدہ طرز پر نہ ہو کیا تم نے نہیں سُنا کہ خدا فرماتا ہے وَلَا تُجَادِلُوا أَهْلَ الْكِتَابِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ یعنی اہل کتاب سے مباحثہ نہ کرو مگر اس طرز پر جو نہایت احسن اور پسندیدہ ہو۔ نیز فرماتا ہے ادْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُم بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ یعنی اپنے پروردگار کے رستے کی طرف حکمت (یعنی محکم باتوں اور مضبوط دلیلوں سے جو حق کے ظاہر کرنے والی اور شبہ مٹانیوالی ہوں) اور نیک نصیحت سے لوگوں کو بُلا اور اُن سے ایسے طرز سے بحث کر جو نہایت پسندیدہ اور عمدہ ہے پس بحث کا جو عمدہ اور احسن طریقہ ہے اس کا علماء کو دین کے باب میں حکم دیا گیا ہے اور اس کا غیر احسن اور ناپسندیدہ طرز پر کرنا حرام ہے اور خدا نے اس کو ہمارے شیعوں پر حرام کیا ہے اور یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مباحثہ کرنا کُلی طور پر حرام کردے حالانکہ وہ خود

پارہ ۲۱ سُورۂ عنکبوت ع شروع پارہ
پارہ ۱۴ سُورۂ نحل ع آخر سُورہ

فرماتا ہے وَقَالُوا لَنۡ يَّدۡخُلَ الۡجَنَّةَ اِلَّا مَنۡ كَانَ هُوۡدًا اَوۡ نَصٰرٰى قُلۡ هَاتُوۡا بُرۡهَانَكُمۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ ٥ الغرض دلیل و برہان کو راستیٔ ایمان کی علامت ٹھہرایا اور مُباحثہ احسن ہی میں دلائل پیش کی جایا کرتی ہیں۔ کسی نے عرض کی اے فرزندِ رسولؐ مجادلہ احسن اور غیر احسن میں کیونکر شناخت کی جائے فرمایا مجادلہ غیر احسن کی صُورت تو یہ ہے کہ تو کسی باطل مذہب والے سے مُباحثہ کرے اور وُہ تجھ پر باطل کو وارد کرے اور تُو اس پر ان دلائل کو جو اللہ نے قائم کی ہیں وارد نہ کرے۔ بلکہ یا تو اس کی بات کا مُنکر ہو جائے۔ یا کسی امرِ حق کا جس سے وُہ اہلِ باطل اپنے باطل کی امداد کرنا چاہتا ہے اس خوف سے انکار کر دے کہ کہیں اس میں تجھ پر کوئی حُجت نہ قائم ہو جائے کیونکہ اس سے تخلّصی کی صُورت تجھ کو معلوم نہیں ہے اس قسم کا مُباحثہ ہمارے شیعوں پر حرام ہے تاکہ وُہ اپنے ضعیف بھائیوں اور باطل مذہب والوں کیلئے باعثِ فتنہ نہ بنیں کیونکہ تم میں سے جب کوئی ضعیف آدمی اہلِ باطل سے مُباحثہ کرتا ہے اور انکے مقابلے میں ہار جاتا ہے تو وہ لوگ اس کے ضُعف کو اپنے باطل کی صداقت کی دلیل ٹھہرا لیتے ہیں اور ضعیف شیعہ جب دیکھتے ہیں کہ اہلِ حق کو باطل نے ضعیف کر دیا ہے تو اپنے دلوں میں مغموم اور محزون ہوتے ہیں اور مجادلہ احسن وُہ ہے جس کے کرنے کا اللہ تعالیٰ نے اپنے رسُولؐ کو حکم دیا تھا کہ جو لوگ مرنے کے بعد اُٹھنے اور زندہ ہونے کے مُنکر ہوں اُن سے اس قسم کا مُباحثہ کیا جائے۔ چنانچہ خدا اس کا ذکر فرماتا ہے وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِيَ خَلۡقَهٗ قَالَ مَنۡ يُّحۡيِ الۡعِظَامَ وَهِيَ رَمِيۡمٌ قُلۡ يُحۡيِيۡهَا الَّذِيۡۤ اَنۡشَاَهَاۤ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَهُوَ بِكُلِّ خَلۡقٍ عَلِيۡمُ ۨ الَّذِيۡ جَعَلَ لَكُمۡ مِّنَ الشَّجَرِ الۡاَخۡضَرِ نَارًا فَاِذَاۤ اَنۡتُمۡ مِّنۡهُ تُوۡقِدُوۡنَ اَوَلَيۡسَ الَّذِيۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ بِقٰدِرٍ عَلٰۤى اَنۡ يَّخۡلُقَ مِثۡلَهُمۡ ؕ بَلٰى وَهُوَ الۡخَلّٰقُ الۡعَلِيۡمُ اِنَّمَاۤ اَمۡرُهٗۤ اِذَاۤ اَرَادَ شَيۡـًٔا اَنۡ يَّقُوۡلَ لَهٗ كُنۡ فَيَكُوۡنُ فَسُبۡحٰنَ الَّذِيۡ بِيَدِهٖ مَلَكُوۡتُ كُلِّ شَيۡءٍ وَّاِلَيۡهِ تُرۡجَعُوۡنَ ٥ اور ہمارے واسطے مثل بیان کی اور اپنی پیدائش کو بھول گیا اور سرکشی اور عناد کی رُو سے کہا کہ ہڈیوں کو کون زندہ کر سکتا ہے جبکہ وہ بوسیدہ ہو گئی ہوں۔ اے محمدؐ تو اس سے کہدے کہ ان کو وُہی زندہ کر سکتا ہے جس نے ان کو پہلی دفعہ پیدا کیا ہے اور وُہ ہر مخلُوق کے پیدا

کرنے کو جانتا ہے وُہ خدا جس نے تمہارے واسطے درخت سبز سے آگ کو پیدا کیا پس اس وقت تم اس سے آگ روشن کرتے ہو۔ اور جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا۔ کیا وُہ اِس بات پر قادر نہیں ہے کہ ان (آدمیوں) کی مثل اور پیدا کر دے ہاں وُہ قادر ہے اور وُہ بہت پیدا کرنیوالا اور ہر ایک کے احوال کا جاننے والا ہے۔ جب وُہ کسی چیز کے پیدا کرنے کا ارادہ کرے تو صرف اس کا کام یہ ہے کہ اس چیز کو کُن یعنی ہو جا کہدے پس وُہ چیز ہو جاتی ہے۔ پس وُہ خدا (دوبارہ پیدا کرنے کی قدرت کے نہ ہونے سے) پاک ہے جس کے ہاتھ میں ہر چیز کی بادشاہی ہے اور اسی کی طرف تم پھرو گے۔

پس اللہ تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ اس کے پیغمبر اہلِ باطل سے مُباحثہ کرے جو کہتا ہے کہ یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ گلی سڑی ہُوئی ہڈیاں دوبارہ زندہ کر کے اُٹھائی جائیں اس لیے ارشاد فرمایا۔ قُلۡ يُحۡيِيۡهَا الَّذِيۡۤ اَنۡشَاَهَاۤ اَوَّلَ مَرَّةٍ اے محمدؐ اُس شخص سے جو دوبارہ زندہ ہونیکا مُنکر ہے کہدے کہ ان بوسیدہ ہڈیوں کو وُہی شخص (یعنی خدا) زندہ کر سکتا ہے جس نے ان کو پہلی دفعہ پیدا کیا ہے آیا وُہ شخص جس نے بغیر کسی چیز کے اسکو ابتداء میں پیدا کیا ہے اس کے بوسیدہ ہونیکے بعد اس کے دوبارہ پیدا کرنے سے عاجز ہو سکتا ہے؟ بلکہ تمھارے نزدیک اُسکی ابتدا اسکے دوبارہ پیدا کرنے کی نسبت زیادہ تر دُشوار ہے۔ بعد ازاں فرمایا اَلَّذِيۡ جَعَلَ لَكُمۡ مِّنَ الشَّجَرِ الۡاَخۡضَرِ نَارًا وُہ خدا جس نے سبز درخت سے آگ کو تمھارے واسطے پیدا کیا ہے یعنی جو خدا کہ گیلے درخت سے گرم آگ کے نکالنے پر قادر ہے وُہ گلی ہُوئی چیزوں کے دوبارہ پیدا کرنے پر بہت اچھی طرح قادر ہوگا اَوَلَيۡسَ الَّذِيۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ بِقٰدِرٍ عَلٰۤى اَنۡ يَّخۡلُقَ مِثۡلَهُمۡ ؕ بَلٰى وَهُوَ الۡخَلّٰقُ الۡعَلِيۡمُ کیا وُہ خدا جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا وُہ اس بات پر قادر نہ ہوگا کہ اُن (آدمیوں) کی مثل پیدا کرے۔ ہاں وُہ قادر ہے اور وُہ بہت پیدا کرنے والا اور خوب جاننے والا ہے یعنی جبکہ آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنا تمھارے خیالوں اور قدرتوں کے نزدیک اگر تم اِس پر قُدرت پاؤ بوسیدہ چیز کے دوبارہ واپس لانے سے نہایت مشکل اور سخت دُشوار ہے۔ تو پھر کیا سبب ہے کہ جو چیز تمھارے نزدیک نہایت عجیب اور سخت دُشوار ہے۔ خُدا کو اس کا پیدا کرنے والا تو تجویز کرتے ہو۔ اور بوسیدہ چیز کا دوبارہ پیدا کرنا جو تمھارے خیال میں اس کی نسبت نہایت آسان ہے اِس سے جائز نہیں جانتے۔

پھر امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ طریق مجادلہ احسن کا ہے کیونکہ اس میں کافروں کے عذر قطع کیے گئے ہیں اور ان کے شبہات کو رفع کیا ہے اور مجادلہ غیر احسن کی صورت یہ ہے کہ تو کسی امر حق کا انکار کردے جبکہ تو اس امر حق اور اپنے سے مجادلہ کرنے والے کے امر باطل میں فرق نہ کر سکے۔ بلکہ اس امرِ حق کا انکار ہی کر کے اس کو اسکے باطل سے ہٹائے اس قسم کا مجادلہ حرام ہے اس لیے کہ تو بھی اس کی مانند ہو گیا۔ اس نے ایک امر حق کا انکار کیا تھا تو نے دوسرے امر حق کا انکار کر دیا اُس وقت کسی شخص نے کھڑے ہو کر عرض کی اے فرزند رسولؐ کیا رسولِ خدا نے بھی مجادلہ کیا تھا۔ حضرتؑ نے فرمایا اے شخص جب تو رسولِ خداؐ کی نسبت کچھ گمان کرے تو اس سے اللہ کی کسی مخالفت کا گمان مت کر۔ کیا خدا نے نہیں فرمایا ہے۔ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ کہ ان سے پسندیدہ طور پر مجادلہ کر اور اُس شخص کے باب میں فرمایا جس نے خدا کے لیے مثال بیان کی تھی قُلْ یُحْیِیْهَا الَّذِیْٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ ط اب کیا تو یہ گمان کر سکتا ہے کہ حضرتؐ نے خدا کے حکم کی مخالفت کی ہو گی اور جس طرح خدا نے فرمایا تھا اس طرح مجادلہ نہ کیا ہو گا اور جس بات سے مطلع کرنے کا حکم دیا تھا اُس سے خدا کی طرف سے مطلع نہ کیا ہو گا۔

اور میرے والد ماجد نے آبائے کرام کی زبانی مجھ سے روایت کی ہے کہ امیر المومنینؑ نے فرمایا ہے کہ ایک دن رسولِ خداؐ کے پاس پانچ مذہبوں کے آدمی جمع ہوئے۔ یہودی۔ نصاریٰ۔ دہریہ۔ ثنویہ (مجوس) اور عرب کے مشرک۔ یہودیوں نے عرض کی کہ ہم لوگ قائل ہیں کہ عزیزؑ خدا کا بیٹا ہے اور ہم اس غرض سے تیرے پاس آئے ہیں کہ دیکھیں تو اُس باب میں کیا کہتا ہے اگر تُو نے ہماری پیروی کی تو ہم راہِ صواب میں تجھ پر سبقت کرنیوالے اور تجھ سے بہتر ہیں اور اگر تُو نے ہماری مخالفت کی تو ہم تجھ سے مباحثہ کرینگے اور نصاریٰ نے کہا کہ مسیح خدا کا بیٹا ہے اور اس کے ساتھ متحد ہے اور ہم تیرے پاس اس لیے آئے ہیں کہ دیکھیں تُو اس باب میں کیا کہتا ہے اگر تُو بھی اس کا قائل ہے تو ہم راہِ صواب میں تجھ سے سابق اور افضل ہیں اور اگر ہمارے برخلاف ہُوا تو تجھ سے مباحثہ کریں گے اور دہریہ نے عرض کی کہ ہم اس امر کے قائل ہیں کہ موجودات عالم کی کوئی ابتدا نہیں ہے اور یہ دائمی ہیں اور ہمیشہ یونہی رہیں گی یعنی ہمیشہ سے اسی طرح چلی آتی ہیں اور ہم تیرے پاس اس لیے آئے ہیں کہ دیکھیں تو اِس باب میں کیا کہتا ہے۔ اگر ہماری

متابعت کی تو سمجھ لے کہ ہم صواب کی طرف تجھ پر سابق ہو چکے ہیں اور تجھ سے افضل ہیں اور اگر مخالفت کی تو ہم تجھ سے بحث کریں گے۔ مجوس نے عرض کی نور اور ظلمات دونوں مدبر عالم ہیں اور ہم تیرے پاس اس لیے آئے ہیں کہ دیکھیں تُو کیا کہتا ہے۔ اگر تُو نے ہماری پیروی کی تو ہم ثواب کی جانب تجھ سے سابق اور افضل ہیں اور اگر ہماری مخالفت کی تو تجھ سے مخاصمہ کرینگے اور مشرکانِ عرب نے عرض کی اے محمدؐ ہم اس بات کے قائل ہیں کہ ہمارے بُت ہمارے معبود ہیں اور تیرے پاس اس واسطے آئے ہیں کہ دیکھیں تو اِس باب میں کیا کہتا ہے۔ اگر تُو نے ہماری متابعت کی تو ہم صواب کی طرف تجھ سے سبقت کرنے والے اور افضل ہیں اور اگر ہماری مخالفت کی تو تجھ سے مناظرہ کریں گے۔

جب وُہ سب اپنے اپنے عقیدے بیان کر چکے تو حضرتؐ نے فرمایا میں خدائے واحد پر ایمان رکھتا ہوں جس کا کوئی شریک نہیں ہے اور اس کے سوا تمام معبودوں کا منکر ہوں بعد ازاں ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو تمام آدمیوں کی طرف رسولِ بشیر و نذیر مقرر کر کے بھیجا ہے اور تمام عالم کے لیے مجھ کو حُجّت قرار دیا ہے اور وُہ عنقریب اپنے دین کے برخلاف تدبیریں کرنے والوں کے مکر و فریب کو انہی کی طرف رد کریگا۔ پھر یہودیوں سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم میرے پاس اس لیے آئے ہو کہ میں تمھاری بات کو بلا دلیل تسلیم کر لوں۔ اُنھوں نے عرض کی کہ نہیں فرمایا پھر کس چیز نے تم کو اس بات کے کہنے پر آمادہ کیا کہ عزیزؑ خدا کا بیٹا ہے وُہ بولے اس سبب سے ہم اس امر کے قائل ہیں کہ اس نے بنی اسرائیل کے لیے توریت کو اس کے تلف ہو جانے کے بعد دوبارہ زندہ کیا اور اس سے یہ کام اسی سبب سے بن پڑا ہے کہ وُہ اللہ کا بیٹا ہے حضرتؐ نے فرمایا کہ عزیزؑ کیونکر خدا کا بیٹا بن گیا اور موسیٰؑ اس کا بیٹا نہ ہوا حالانکہ توریت کو وہی ان کے پاس لایا تھا اور اس سے بہت سے معجزے ظہور میں آئے جو تم کو معلوم ہیں۔ اگر عزیزؑ اس وجہ سے خدا کا بیٹا ہے کہ توریت کے دوبارہ زندہ کرنے سے اِس کی بزرگی ظاہر ہوئی تو موسیٰؑ تو اس کا بیٹا ہونے کا بدرجۂ اولیٰ مستحق اور قابل ہو گا اور اگر یہی بزرگی عزیزؑ کے لیے خدا کا بیٹا ہونا واجب کرتی ہے تو موسیٰ کی اس سے چند در چند بزرگیاں اس کے لیے بیٹا ہونے سے بھی کوئی بہت بڑا درجہ واجب کرینگی اس لیے کہ اگر تم اس بیٹا ہونے سے وُہی بیٹا ہونا مراد لیتے ہو

جو دنیا میں مُشاہدہ کرتے ہو کہ مرد اور عورت کے ہم صحبت ہونے سے اولاد پیدا ہوتی ہے تو تم کافر ہو گئے اور اس کو تم نے اس کی مخلوق کے مُشابہ کر دیا اور ممکنات عالم کی صفات اس واجب تعالیٰ میں ثابت کر دیں اور تمھارے بیان کے موافق لازم آتا ہے کہ وہ حادث اور مخلوق ہے اور اس کا کوئی اور خالق ہے جس نے اس کو پیدا کیا ہے اُنھوں نے عرض کی کہ اس سے ہماری یہ مُراد نہیں ہے جیسا کہ تو کہتا ہے کیونکہ یہ کفر ہے۔ بلکہ ہم یہ مُراد لیتے ہیں کہ وُہ کرامت کے لحاظ سے بیٹا ہے اگرچہ ولادت متحقق نہیں ہے جس طرح ہمارے بعض علماء اس شخص کو جسے اور لوگوں پر شرف اور منزلت دینی مقصود ہوتی ہے اپنا بیٹا کہہ دیا کرتے ہیں اور یا بُنَیّ کہہ کر پکارا کرتے ہیں۔ وُہ ثبوت ولادت کے سبب سے اس کو بیٹا نہیں کہتے کیونکہ کبھی ایسے شخص کو بھی بیٹا کہہ دیتے ہیں جو اجنبی ہوتا ہے اور اس کو ان سے کسی قسم کی مناسبت نہیں ہوتی۔ اسی طرح عزیرؑ کو بلحاظ کرامت و شرافت کے خدا نے اپنا بیٹا بنایا ہے نہ کہ بلحاظ ولادت کے حضرتؐ نے فرمایا۔ یہ تو وُہی بات ہُوئی جو میں نے تم سے کہی ہے۔ اب اگر اسی وجہ سے عزیرؑ خدا کا بیٹا ہے تو مُوسیٰؑ کو بھی یہ رُتبہ ملنا چاہیئے اور یہ ضروری امر ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر اہلِ باطل کو اسی کے اقرار سے رُسوا کرتا ہے اور اسکی حجت کو اسی پر پلیٹ دیتا ہے۔ تم نے جو بات اپنے دلائل میں پیش کی ہے وُہ اس سے بھی بڑھ کر تمھاری بُری حالت بنائے گی جو میں نے تم سے بیان کی۔ کیونکہ تم نے کہا ہے کہ ہم میں سے کوئی بزرگ آدمی ایک اجنبی کو جس سے اُسکا کسی قسم کا نسبی تعلق نہیں ہے اپنا بیٹا کہہ دیتا ہے۔ حالانکہ وُہ شخص بلحاظ ولادت کے اُس کا بیٹا نہیں ہوتا۔ پس کبھی تم اسی سردار کو دیکھو گے کہ وُہ کسی اجنبی شخص کو کہتا ہے کہ یہ میرا بزرگ ہے اور کسی اور اجنبی شخص کو کہتا ہے یہ میرا باپ ہے اور کسی اور کو کہتا ہے یہ میرا سردار، اور اے میرے سردار وغیرہ کلمات کہتا ہے اور وُہ یہ بات بطورِ عزت اور اکرام کے کہتا ہے اور جو کرامت اور بزرگی میں زیادہ ہوتا ہے اُسکے لیے الفاظ تعلیمی بھی ویسے ہی زیادہ ہوتے ہیں پس تمھارے نزدیک اس طرح کہنا جائز ہوگا کہ مُوسیٰؑ خدا کا بھائی ہے یا اس کا بزرگ ہے یا اس کا باپ ہے یا اس کا سردار ہے کیونکہ اُس نے عزیرؑ کی نسبت اسکو زیادہ مکرّم اور معظّم کیا ہے جیسے کوئی شخص جب کسی کا زیادہ اکرام کرتا ہے تو بطورِ اکرام اسکو کہتا ہے اے میرے سردار اے میرے بزرگ اے میرے رئیس اے میرے چچا اور جس کی زیادہ تر بزرگی کسی منظور ہو اسکو اس قسم کے کلمات اور

زیادہ کہے جائیں گے تو کیا تمھارے نزدیک جائز ہے کہ مُوسیٰؑ خدا کا بھائی یا اُس کا بزرگ یا اس کا چچا یا اس کا سردار یا اُس کا رئیس یا اس کا حاکم ہو کیونکہ اس نے اس کو اس شخص کی نسبت زیادہ عزت دی ہے جس کو کہا جاتا ہے اے میرے بزرگ اے میرے سردار اے میرے چچا اے میرے رئیس اے میرے حاکم یہودیوں نے جب آنحضرتؐ کی یہ تقریر سُنی تو حیران اور سرگردان ہو گئے اور عرض کی کہ اے محمدؐ ہم کو مُہلت دے تا کہ اس بات میں جو تو نے کہی ہے غور کریں حضرتؐ نے فرمایا۔ مُنصف دلوں کیساتھ اس میں غور کرو، خدا تم کو ہدایت دے گا۔

بعد ازاں نصاریٰ کی طرف متوجہ ہُوئے اور اُن سے فرمایا کہ تم نے کہا ہے کہ خدائے بزرگ و برتر جو قدیم ہے اپنے بیٹے مسیحؑ کے ساتھ متحد ہے بتاؤ اس بات سے تمھارا کیا منشا ہے کیا تم اس سے یہ مُراد لیتے ہو کہ خدائے قدیم عیسیٰؑ حادث کے وجود کے سبب حادث ہو گیا یا یہ کہ عیسیٰؑ جو حادث ہے خدائے قدیم کے وجود کے سبب قدیم ہو گیا۔ یا تمھارے قول اِتَّحَدَبِہٖ (یعنی اس کے ساتھ متحد ہو گیا) سے یہ مُراد ہے کہ خدا نے اس کو ایسی کرامت سے مخصوص کیا ہے کہ اسکے ساتھ اور کسی کو وہ کرامت نصیب نہیں ہُوئی اور اگر تم یہ کہتے ہو کہ قدیم حادث ہو گیا تو تمھارا یہ قول باطل ہو گیا۔ کیونکہ قدیم کا بدل کر حادث بن جانا ناممکن ہے اور اگر تم یہ کہو کہ حادث قدیم بن گیا ہے یہ بھی ناممکن ہے۔ کیونکہ حادث کا قدیم بن جانا بھی محال ہے اور اگر اِتَّحَدَبِہٖ کے کہنے سے تمھارا یہ مطلب ہے کہ اس نے اس کو مخصوص کیا ہے اور اپنے سب بندوں میں سے اس کو منتخب کر لیا ہے تو تم عیسیٰؑ کے حادث ہونے کے قائل ہو گئے اور اس بات کے مُقر ہو گئے کہ جس معنی سے وُہ خدا کے ساتھ متحد ہے۔ وُہ معنی بھی حادث ہیں۔ جبکہ عیسیٰؑ حادث ہوا اور وُہ خدا کے ساتھ اس معنی میں متحد ہوا کہ اُس سے اس قسم کے امور حادث ہُوئے جن کے سبب سے وُہ خدا کے نزدیک تمام مخلوقات سے بزرگ تر قرار پایا تو عیسیٰؑ اور یہ معنی دونوں حادث ہُوئے اور یہ بات تمھارے پہلے قول کے برخلاف ہے نصاریٰ نے جواب دیا کہ اے محمدؐ چونکہ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰؑ کے ہاتھ پر عجیب عجیب چیزیں ظاہر کی ہیں اس لیے اسکو از روئے کرامت کے اپنا بیٹا بنا لیا ہے حضرتؐ نے فرمایا اے نصاریٰ اس بات کا جو تم نے بیان کی جو جواب میں نے یہودیوں کو دیا ہے وُہ تم نے سُن لیا ہے۔ یہ کہہ کر حضرتؐ نے اسی تقریر کا اعادہ فرمایا۔ یہ سُن کر اور تو سب خاموش ہو گئے مگر ایک شخص نے اُٹھ کر عرض کی اے محمدؐ تم کہتے ہو

اسی طرح رہیں گی۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ کیا تم نے معلوم کیا کہ وہ قدیم ہیں یا یہ معلوم کیا کہ وہ ابد تک باقی رہیں گی۔ اب اگر تم یہ کہو کہ ہم نے ایسا ہی پایا ہے تو تم نے اپنے لیے ثابت کر دیا کہ ہمیشہ سے تمھاری شکلیں اور عقلیں ایسی ہی ہیں اور ہمیشہ تک ایسی ہی رہیں گی اگر تم اس بات کے قائل ہو تو تم نے ظاہر اور بدیہی امر کا انکار کیا اور ان تمام جاننے والوں کو جھٹلایا جو تم کو مشاہدہ کر رہے ہیں دہریہ نے جواب دیا کہ ہم نے تو ان کے قدیم ہونے کو مشاہدہ کیا ہے نہ ان کے ابد تک باقی رہنے کو حضرتؑ نے فرمایا کہ پھر تم کیونکر اس قول میں کہ اشیائے عالم کے قدم اور بقا کا حکم لگاتے ہو محض اس سبب سے کہ تم نے ان کا حادث ہونا اور ختم ہونا مشاہدہ نہیں کیا اس شخص سے بہتر ہو گئے جو ان میں تمھاری طرح تمیز کو ترک کر دے اور ان کے لیے حادث ہونے اور فنا ہو جانے کا حکم کرے اس سبب سے کہ نہ تو اس نے ان کا قدیم ہونا مشاہدہ کیا ہے اور نہ ابد الآباد تک باقی رہنا۔ آیا تم نے رات اور دن کو مشاہدہ نہیں کیا کہ ایک دوسرے کے بعد ہوتا ہے انھوں نے عرض کی کہ ہاں دیکھا ہے فرمایا تم دیکھتے ہو کہ وہ دونوں ہمیشہ سے اسی طرح یکے بعد دیگرے چلے آتے ہیں اور اسی طرح چلے جائیں گے وہ بولے کہ ہاں فرمایا کیا تمھارے نزدیک رات اور دن کا جمع ہونا جائز ہے وہ بولے کہ نہیں فرمایا جبکہ ایک دوسرے سے الگ ہو گیا تو ایک باقی رہا اور دوسرا اس کے بعد حادث ہو گا عرض کی کہ ایسا ہی ہے فرمایا اب تم نے گزشتہ راتوں اور دنوں کے حادث ہونے کا حکم لگایا جن کو تم نے نہیں دیکھا۔ اب تم خدا کی قدرت کے منکر نہ ہو بعد ازاں ارشاد فرمایا کہ تم گزشتہ راتوں اور دنوں کو متناہی بتاتے ہو یا غیر متناہی اگر تم غیر متناہی بتاتے ہو تو پہلی چیز کے ختم ہوئے بغیر دوسری چیز تم تک کس طرح پہنچی اور اگر تم یہ کہو کہ وہ متناہی ہیں تو تم کو اس امر کا قائل ہونا پڑیگا کہ ایک وقت ایسا بھی تھا جبکہ ان دونوں میں سے ایک بھی موجود نہ تھا۔ انھوں نے عرض کی کہ ہاں۔ بعد ازاں فرمایا کہ کیا تم اب بھی اس بات کے قائل ہو کہ عالم قدیم ہے اور حادث نہیں ہے حالانکہ تم خود اس بات کو بخوبی سمجھ سکتے ہو جس کا اقرار یا انکار کرتے ہو وہ بولے کہ ہاں پھر حضرتؑ نے فرمایا کہ یہ چیزیں جن کو ہم مشاہدہ کرتے ہیں ان میں سے بعض بعض کی محتاج ہیں کیونکہ جب تک کہ بعض بعض کے متصل نہ ہو قائم نہیں رہتی عمارت کو دیکھو کہ اس کا ایک حصہ دوسرے کا محتاج ہے ورنہ کبھی منتظم اور مستحکم نہ ہو گی اور یہی حال باقی اشیا کا بھی ہے جبکہ یہ چیز جس کا ایک حصہ دوسرے حصے کا محتاج ہے تاکہ وہ مضبوط اور مکمل ہو قدیم ہے تو تم مجھ کو یہ بتاؤ کہ اگر یہ چیز حادث ہوتی تو کیونکر

کیفیت مناظرہ مجوس

ہوتی اور اسکی صفت کیا ہوتی۔ حضرتؑ کا یہ ارشاد سن کر وہ حیران ہو گئے اور انھوں نے سمجھ لیا کہ کوئی صفت ایسی نہیں ہے جس سے ہم حادث کو موصوف کریں اور وہ ان اشیا میں جن کو ہم قدیم جانتے ہیں موجود نہ ہو یہ سمجھ کر وہ خاموش ہو رہے اور عرض کی کہ ہم اس باب میں غور کریں گے۔

بعد ازاں حضرتؑ مجوس کی طرف متوجہ ہوئے جو کہتے تھے کہ نور اور ظلمت دونوں مدبران عالم ہیں اور فرمایا اے لوگو! تم کس وجہ سے اس قول کے قائل ہوئے ہو۔ انھوں نے عرض کی کہ ہم نے عالم کو دو قسموں پر منقسم پایا یعنی خیر اور شر اور خیر کو شر کی ضد دیکھا۔ اس وجہ سے ہم منکر ہو گئے کہ شر اور اسکی ضد یعنی خیر کا فاعل ایک ہی ہو بلکہ ہر ایک کا فاعل جدا جدا ہے دیکھو جیسا کہ برف کا گرمی پہنچانا محال ہے۔ اسی طرح آگ کا سردی پہنچانا ناممکن ہے اس سے ہم کو ثابت ہو گیا کہ اس عالم کے صانع قدیم دو ہیں ظلمت اور نور۔ جب وہ اپنی تقریر ختم کر چکے تو حضرتؑ نے اُن سے فرمایا کہ کیا تم نے سیاہی سفیدی۔ سُرخی۔ زردی سبزی نیلاہٹ کو نہیں دیکھا کہ یہ سب باہم ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ اس لیے کہ ان میں سے کوئی دو کا ایک جگہ جمع ہونا محال ہے جس طرح گرمی اور سردی ایک دوسری کی ضد ہیں کیونکہ وہ دونوں ایک مقام میں جمع نہیں ہو سکتیں۔ مجوس نے عرض کی کہ بیشک ایسا ہی ہے۔ حضرتؑ نے فرمایا تو پھر تم نے ہر ایک رنگ کے لیے ایک ایک صانع قدیم کیوں نہ قرار دیا تاکہ ان رنگوں میں سے ہر ایک رنگ کا فاعل اس کے مخالف رنگ کے فاعل کے سوا ہوتا۔ یہ سن کر وہ خاموش رہ گئے اور کچھ جواب نہ دے سکے بعد ازاں حضرتؑ نے ان سے فرمایا کہ نور اور ظلمت میں باہم اختلاط (ملاپ) کیونکر ہو گیا۔ حالانکہ نور بالطبع صعود کو چاہتا ہے اور ظلمت نزول کو دیکھو اگر ایک شخص مشرق کو جائے اور دوسرا مغرب کو کیا وہ چلتے چلتے کبھی آپس میں ملیں گے؟ انھوں نے جواب دیا کہ نہیں فرمایا اس سے ثابت ہوا کہ نور اور ظلمت بھی کبھی آپس میں نہ ملیں گے۔ کیونکہ ان دونوں کی چال مختلف سمتوں میں ہے اب تم بتاؤ کہ یہ عالم ایسی دو مختلف چیزوں سے جن کا آپس میں ملنا محال ہے مل کر کیونکر بن گیا یہ بات نہیں ہے بلکہ یہ دونوں مدبر عالم خدا کی مخلوق ہیں۔ تب انھوں نے عرض کی کہ ہم اپنے معاملہ میں غور کرینگے

بعد ازاں حضرتؑ نے عرب کے مشرکوں سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم اللہ کے سوا بتوں کی کس لیے پرستش کرتے ہو۔ انھوں نے عرض کی کہ ہم اُنکی پرستش کی وساطت سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرتے ہیں فرمایا کیا وہ (تمھاری عبادت کو) سُنتے اور اپنے پروردگار کی اطاعت اور عبادت کرتے ہیں جو تم انکی تعظیم

سے قُربِ خدا حاصل کرتے ہو اُنھوں نے عرض کی کہ یہ صفات تو ان میں موجود نہیں۔ فرمایا تُم نے اپنے ہاتھوں سے تراش کر ان کو بنایا ہے اب اگر وُہ (بُت) تمھاری عبادت کرتے (بشرطیکہ فعل عبادت کا صادر ہونا ان سے ممکن بھی ہوتا) تو یہ زیادہ ترمناسب تھا بہ نسبت اسکے کہ تم انکی پرستش کرتے ہو کیا تم کو ان کی تعظیم و تکریم کرنے کا اُس ذات باری تعالیٰ نے حکم دیا ہے؟ جو تمھاری مصلحتوں اور انجاموں کو جانتا پہچانتا ہے اور جس امر کا تم کو مکلّف بنانا چاہتا ہے حکمت کے ساتھ اسکی تم کو تکلیف دیتا ہے حضرتؐ کی یہ تقریر سُن کر ان میں باہم اختلاف پڑ گیا۔ بعض تو کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ نے ایسے مردوں کی صورتوں میں حلول کیا تھا جن کی صورتیں ایسی ہی تھیں۔ اس لیے ہم ان صُورتوں کی تعظیم کرنے کیلئے جن میں ہمارے پروردگار نے حلول کیا تھا ان بُتوں کی تعظیم کرتے ہیں اور بعض یوُں کہنے لگے کہ یہ اُن لوگوں کی صُورتیں ہیں جو زمانہ گُزشتہ میں تھے اور وہ خُدا کی اطاعت کرتے تھے۔ اس لیے ہم نے انہی کی سی صُورتوں کے بُت بنائے اور اللہ کی تعظیم کے لیے ان کی عبادت کرتے ہیں۔ اور بعض نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے جب حضرتِ آدمؑ کو پیدا کیا اور فرشتوں کو حکم دیا کہ اِسے سجدہ کرو ہم فرشتوں کی نسبت آدمؑ کو سجدہ کرنے کے زیادہ ترسزاوار تھے چونکہ وہ موقع تو ہمارے ہاتھ سے نکل گیا اِس لیے ہم نے اِسکی مُورت بنالی ہے اور اللہ کا قرُب حاصل کرنے کے لیے اس مُورت کو سجدہ کرتے ہیں جس طرح فرشتوں نے آدمؑ کو سجدہ کرکے قرُبِ خدا حاصل کیا اور جس طرح تم کو تمھارے گمان میں مکہ کی طرف سجدہ کرنے کا حکم ہوا اور تمُ نے اسکی تعمیل کی بعد ازاں تم نے اپنے ہاتھ سے اس شہر کے سوا اور مقامات میں محرابیں قائم کرکے انکی طرف سجدہ کیا اور کعبہ کا ارادہ کیا نہ کہ ان محرابوں کا اور کعبہ کی طرف سجدہ کرتے میں بھی تمھارا قصد اللہ کی طرف ہوتا ہے نہ کہ کعبہ کی طرف حضرتؐ نے فرمایا کہ تمُ لوگ رستہ بھُول گئے اور گمراہ ہو گئے بعد ازاں حضرتؐ نے پہلے اس فریق کی طرف خطاب کیا جو اس بات کے قائل تھے کہ اللہ نے ان مردوں کی صورتوں میں حلول کیا تھا جو کہ ان صورتوں کے تھے اور فرمایا کہ تم نے اپنے پروردگار کو مخلوق کی صفات سے موصُوف کیا۔ کیا تمھارا پروردگار کسی شئے میں حلول کرتا ہے۔ یہاں تک کہ وُہ شئے اسکو گھیر لیتی ہے پھر اس میں اور باقی اور چیزوں میں جو اس چیز میں حلول کرتی ہیں (مثلاً اس کا رنگ۔ ذائقہ۔ بُو۔ نرمی سختی بوجھ اور ہلکا پن) کیا فرق ہوا اور محلول فیہ یعنی جس چیز میں خدا نے حلول

کیا ہے وُہ حادث کیوں ہُوئی اور خُدا قدیم کیوں ہوا اور ایسا کیوں نہ ہوا کہ محلول فیہ قدیم ہوتی اور حال (حلول کرنیوالا) حادث ہوتا حالانکہ وہ باری تعالیٰ ہمیشہ سے موجود ہے۔ جبکہ تم نے صفت حلول کو اس میں قرار دے کر اس کو محدثات کی صفات سے موصوف کیا تو تم پر لازم ہوا کہ اس کو صفتِ زوال سے بھی موصُوف کرو اور جس چیز کو تمُ حدوث اور زوال کی صفت سے موصُوف کرتے ہو اس کو فنا کی صفت سے بھی موصُوف کرو یعنی اُس کو فانی بھی کہو کیونکہ یہ سب حال اور محلول فیہ کی صفات ہیں اور یہ سب صفات متغیر الذات یعنی ذات میں تغیّر کرنے والی ہیں۔ اور اگر اس باری تعالیٰ کی ذات کسی شے میں حلول کرنے سے متغیّر نہیں ہوتی تو ممکن ہے کہ متحرک اور ساکن اور سیاہ اور سفید اور سُرخ اور زرد ہونے سے بھی متغیر نہ ہو اور اس میں سب صفتیں حلول کریں جو یکے بعد دیگرے اپنے موصُوف میں حلول کیا کرتی ہیں۔ یہاں تک کہ اِس میں محدثین (حادث ہونے والوں) کی سب صفات موجود ہو جائیں اور وہ حادث ہو جائے اور اللہ تعالیٰ ان تمام صفات سے بزرگ و برتر ہے۔ بعد ازاں حضرتؐ نے اُن سے فرمایا کہ جب تمھارا یہ گمان کہ اللہ تعالیٰ کسی شے میں حلول کرتا ہے باطل ہُوا۔ تو تمھارا دعویٰ بھی فاسد ٹھہرا۔ یہ ارشاد حضرتؐ کا سُنکر وُہ لوگ چپُ ہو گئے اور بولے کہ ہم اپنے مُعاملہ میں غور کریں گے۔

اس کے بعد آنحضرتؐ نے دوسرے فریق سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تمُ ہم کو بتاؤ کہ جب تمُ خدا کے عبادت کرنیوالوں کی صُورتوں کی پرستش کرتے ہو اور اُنکو سجدہ کرتے ہو اور نماز پڑھتے ہو اور اپنے بزرگ چہروں کو ان کو سجدہ کرنیکی غرض سے خاک پر دھرتے ہو تو تم پُروردگار عالمین کے واسطے کونسی چیز باقی رکھتے ہو اور یہ بات تم کو معلوم ہی ہے کہ جس کی تعظیم اور عبادت لازم ہو۔ وُہ اس امر کا مُستحق ہے کہ اسکو اس کے بندے کے برابر نہ کیا جائے۔ دیکھو جب کسی عظیمُ الشان بادشاہ کی تعظیم اور خشوُع و خضوُع اسکے کسی غلام کے برابر کی جائے تو اس میں اس بادشاہ کی حقارت ہو گی یا ایسا کرنے میں جس قدر چھوٹے کی تعظیم میں زیادتی کی جائیگی اسی قدر بڑے کی شان میں کمی ہو گی۔ انھوں نے عرض کی کہ ہاں بیشک ایسا ہی ہو گا۔ فرمایا تو کیا تم اتنا نہیں سمجھتے کہ جب تم جس طرح سے خدا کے فرمانبردار اور مطیع بندوں کی تعظیم کرتے ہو۔ اسی طرح سے خُدا کی تعظیم بجالاتے ہو تو تم خدا کی بے عزّتی کرتے ہو حضرتؐ کے اس کلام کا جواب کچھ ان سے نہ بن پڑا فقط

اِتنا کہا کہ ہم اِس مُعاملہ میں غور کریں گے۔

پھر حضرتؑ نے فریقِ سوم سے مخاطب ہو کر فرمایا تم نے ہمارے لیے مثال بیان کی اور ہم کو اپنے مُشابہ بتلایا حالانکہ ہم تم اس مُعاملے میں یکساں نہیں ہیں ہم خدا کے بندے اور اس کی مخلوق ہیں اور اُس نے ہم کو پرورش کیا ہے۔ ہم کو چاہیئے کہ جس کام کے کرنے کا وہ ہم کو حکم دے اسکو بجالائیں اور جس بات سے منع کرے اس سے باز رہیں اور جس طریق پر وہ ہم سے اپنی عبادت کرانا چاہے اسی طرح سے اسکی عبادت کریں جب وہ ہم کو کسی قسم کا حکم دے اس میں اسکی اطاعت کریں اور اس کے سوا اور طریق کو اختیار نہ کریں جس کا اُس نے ہم کو حکم نہیں دیا اور اسکے کرنیکی اجازت نہیں دی کیونکہ ہم کو کیا معلوم ہے کہ شاید وہ پہلا ہی کام ہم سے کرانا چاہتا ہو اور دُوسرے کو ناپسند کرتا ہو اور اُس نے ہم کو اپنے سامنے پیش قدمی کرنے سے منع کیا ہے جبکہ اُس نے ہم کو کعبہ کی طرف مُنہ کرنے کا حکم دیا تو ہم نے اس کی اطاعت کی۔ بعد ازاں امر فرمایا کہ جن شہروں میں تم ہوا کرو، وہیں سے اُسکی طرف مُنہ کر کے عبادت کر لیا کرو۔ ہم نے اِس حکم میں بھی اُس کی اطاعت کی۔ اِس لیے ہم کسی حالت میں اُسکی فرمانبرداری سے باہر نہیں ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے جبکہ تم کو آدمؑ کے سجدہ کرنے کا حکم دیا تو اُس کی صُورت کو (جیسے آج تم سجدہ کرتے ہو) جو اسکے سوا اور ایک غیر چیز ہے سجدہ کرنے کا امر نہیں فرمایا تھا۔ اس لیے تم کو مناسب نہیں ہے کہ تم اس کو اس پر قیاس کر لو۔ کیونکہ تم جانتے ہو کہ جب تم وہ کام کرو جس کے لیے تم کو اُس نے حکم نہیں دیا۔ شاید اس کو ناپسند ہو۔ بعد ازاں ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی شخص کسی دن تم کو اپنے گھر میں داخل ہونے کی اجازت دے تو کیا اس کے بعد پھر کبھی اسکی اجازت کے بغیر تم کو اس کے گھر میں داخل ہونے کا اختیار ہوگا؟ یا اس کے کسی اور گھر میں اسکی اجازت بغیر داخل ہو سکتے ہو۔ یا یہ کہ کوئی شخص اپنا ایک کپڑا یا ایک غلام یا ایک سواری تم کو بخشش دے اب تم کو اُسی کے لینے کا اختیار ہوگا؟ یا یہ کہ اگر اس چیز کو نہ لو تو ویسی ہی دوسری چیز کو لے لو؟ انھوں نے عرض کی کہ نہیں کیونکہ اس نے جس طرح اوّل چیز کے لینے کی ہم کو اجازت دی ہے دوسری کے لیے نہیں دی فرمایا اب تم یہ بتاؤ کہ آیا اللہ تعالیٰ زیادہ تر اس بات کا مُستحق اور سزاوار ہے کہ اسکی سلطنت میں اس کی اجازت بغیر پیش قدمی نہ کی جائے یا اس کے بعض بندے جنکی بابت ابھی تم

اقرار کر چکے ہو انھوں نے جواب دیا کہ نہیں بلکہ اللہ زیادہ تر اس بات کا مُستحق ہے کہ اُس کے مُلک میں اس کی اجازت کے بغیر تصرف نہ کیا جائے۔ فرمایا تو پھر تم نے ایسا کیوں کیا اور اُس نے کب تم کو حکم دیا ہے کہ ان صُورتوں کے ذریعے میری عبادت کرو۔ اِس بات کا وہ کچھ جواب نہ دے سکے اور یہ کہہ کر خاموش ہو گئے کہ ہم اپنے مُعاملے میں غور کریں گے۔

امام جعفر صادق علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ مجھکو اُس ذات کی قسم ہے جس نے آنحضرتؐ کو نبیِ برحق مبعوث کیا ہے کہ ان لوگوں کو تین دن بھی نہ گزرے تھے کہ سب کے سب حاضرِ خدمت ہو کر مسلمان ہو گئے اور یہ کُل پچیس آدمی تھے۔ ہر فرقہ کے پانچ پانچ نفر تھے اور عرض کی کہ اے محمدؐ ہم نے تیری حجت کی مانند کہیں کسی کی حجت نہیں دیکھی۔ ہم گواہی دیتے ہیں کہ تُو خدا کا پیغمبرؐ ہے۔

پارہ ۷ سُورۂ انعام شروع

امام جعفر صادق علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ جناب امیر المومنین علیہ السّلام نے ارشاد فرمایا کہ آیہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ ثُمَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ یَعْدِلُوْنَ (یعنی تمام تعریفیں اسی خدا کے واسطے سزاوار ہیں جس نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا ہے اور ظلمات (اندھیرے) اور نور (روشنی) کو خلق کیا ہے پھر جو لوگ کہ کافر ہو گئے ہیں غیر خدا یعنی بُتوں کو اپنے پروردگار کے برابر کرتے ہیں) میں مذکورہ بالا پانچ فرقوں میں سے تین فرقوں کی تردید ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ میں نے تو دہریہ کو رد کیا ہے جو کہتے تھے کہ موجوداتِ عالم قدیم ہیں۔ ہمیشہ سے اسی طرح چلی آئی ہیں اور اُن کی کوئی ابتدا نہیں ہے اور وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ میں مجوس کی تردید کی گئی ہے جو کہتے تھے کہ نُور اور ظلمت دونوں مدبرِ عالم ہیں اور ثُمَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ یَعْدِلُوْنَ میں مُشرکانِ عرب کو رد کیا ہے جو کہتے تھے کہ ہمارے بُت ہمارے معبود ہیں۔ بعد ازاں حق تعالیٰ نے ان لوگوں کی تردید میں جو غیر خدا کو خدا کے مقابل یا اُس کا مثل قرار دیتے تھے۔ سُورۂ توحید نازل کی اور فرمایا اے محمدؐ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ ۝ وَلَمْ یَکُنْ لَّهٗ کُفُوًا اَحَدٌ ۝ تو کہہ دے وہ خدا ایک ہے اور خدا بے نیاز ہے۔ اُس نے کسی کو نہیں جنا۔ اور نہ وہ کسی سے جنا گیا ہے اور کوئی اُس کا ہمسر اور ہم رتبہ نہیں ہے۔

بعدازاں حضرتؑ نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہو اِیَّاکَ نَعۡبُدُ یعنی ہم ایک ہی خدا کی عبادت کرتے ہیں اور دہریہ کی طرح اس بات کے قائل نہیں ہیں کہ عالم قدیم ہے اور اسکی کوئی ابتدا نہیں ہے اور ہمیشہ سے اسی طرح چلا آیا ہے اور نہ مجوس کی طرح یہ کہتے ہیں کہ ظلمت اور نور دونوں مدبّر عالم ہیں اور نہ مشرکان عرب کی طرح بتوں کو اپنا معبود قرار دیتے ہیں ہم کسی کو تیرے ساتھ شریک نہیں کرتے اور نہ ان کافروں کی طرح تیرے سوا اور کسی کو خدا کہتے ہیں اور نہ یہود و نصاریٰ کی طرح کسی کو تیرا بیٹا بتاتے ہیں تو اس بات سے بزرگ و برتر ہے۔

امام علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ آیۂ ذیل کا بھی یہی مطلب ہے وَقَالُوا لَنۡ یَّدۡخُلَ الۡجَنَّۃَ اِلَّا مَنۡ کَانَ ھُوۡدًا اَوۡ نَصٰرٰی یعنی یہودیوں نے کہا کہ یہودی ہی جنت میں جائیں گے اور نصاریٰ نے کہا کہ صرف ہم ہی جنت میں داخل ہونگے اور ان کے سوا اور کافروں نے اسی طرح اپنے اپنے اقوال بیان کئے (کہ ہم ہی جنت میں جائیں گے) اب خدا فرماتا ہے اے محمدؐ تِلۡکَ اَمَانِیُّھُمۡ یہ ان کی آرزوئیں ہیں جن کی وہ بے حجت و برہان تمنا کرتے ہیں قُلۡ ھَاتُوۡا بُرۡھَانَکُمۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ صٰدِقِیۡنَ اے محمدؐ ان سے کہدے کہ اگر تم سچے ہو تو اپنے دعویٰ کی دلیل بیان کرو۔ جس طرح محمدؐ نے اپنی دلیلیں بیان کی ہیں جو تم نے نہیں سنیں بعدازاں فرماتا ہے۔ بَلٰی مَنۡ اَسۡلَمَ وَجۡھَہٗ لِلّٰہِ ہاں بیشک وہ شخص جنت میں داخل ہوگا جو اپنی ذات کو خاص خدا کا مطیع کرے جیسا کہ ان لوگوں نے کیا ہے کہ محمدؐ کی دلائل و براہین کو سن کر ایمان لے آئے وَھُوَ مُحۡسِنٌ حالانکہ وہ اپنے اعمال خاص خدا کے لیے بجالا کر نیکی کرنیوالا ہو فَلَہٗ اَجۡرُہٗ عِنۡدَ رَبِّہٖ پس اس کو معاملات کے فیصل ہونے کے دن یعنی قیامت کے روز اپنے پروردگار کی طرف سے اس کا ثواب ملیگا وَلَا خَوۡفٌ عَلَیۡھِمۡ اور اس قسم کے لوگوں کو کسی طرح کا ڈر نہ ہوگا۔ جبکہ کفّار عذاب و عقاب کو مشاہدہ کر کے خائف و ترساں ہونگے وَلَا ھُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ اور مرتے وقت ان کو کسی قسم کا حزن و ملال لاحق نہ ہوگا کیونکہ اس وقت انکو جنت کی خوشخبری دی جائے گی۔

قولہ عزّوجلّ وَقَالَتِ الۡیَھُوۡدُ لَیۡسَتِ النَّصٰرٰی عَلٰی شَیۡءٍ وَّقَالَتِ النَّصٰرٰی لَیۡسَتِ الۡیَھُوۡدُ عَلٰی شَیۡءٍ وَّھُمۡ یَتۡلُوۡنَ الۡکِتٰبَ کَذٰلِکَ قَالَ الَّذِیۡنَ لَا یَعۡلَمُوۡنَ مِثۡلَ قَوۡلِھِمۡ فَاللّٰہُ یَحۡکُمُ بَیۡنَھُمۡ یَوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ

فِیۡمَا کَانُوۡا فِیۡہِ یَخۡتَلِفُوۡنَ ۝ ترجمہ اور یہودیوں نے کہا کہ نصاریٰ کسی دین پر نہیں ہیں۔ اور نصاریٰ نے کہا کہ یہودی کسی دین پر نہیں۔ حالانکہ وہ دونوں کتابِ توریت و انجیل کو پڑھتے ہیں ایسا ہی ان کی طرح ان لوگوں نے کہا ہے جو حق کو نہیں جانتے ہیں پس خدا قیامت کے دن اُن میں حکم کرے گا جس بات میں کہ وُہ باہم اختلاف کرتے ہیں۔

امام حسن عسکری علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ وَقَالَتِ الۡیَھُوۡدُ لَیۡسَتِ النَّصٰرٰی عَلٰی شَیۡءٍ کہ یہودیوں نے کہا کہ نصاریٰ کے مذہب کی کوئی حقیقت نہیں ہے بلکہ اُن کا دین باطل ہے اور وُہ کافر ہیں وَقَالَتِ النَّصٰرٰی لَیۡسَتِ الۡیَھُوۡدُ عَلٰی شَیۡءٍ اور نصاریٰ کہتے ہیں کہ یہودیوں کے مذہب کی کوئی اصل نہیں ہے۔ بلکہ ان کا دین باطل ہے اور وُہ کافر ہیں۔ وَھُمۡ یَتۡلُوۡنَ الۡکِتٰبَ حالانکہ یہ اور وُہ دونوں بلا حجت و دلیل تقلید کرتے ہیں اور کتابِ خدا کو پڑھتے ہیں مگر اس میں تامل و غور نہیں کرتے تاکہ جس چیز کو وہ واجب ٹھہراتی ہے اس پر عمل کریں اور گمراہی اور ضلالت سے نجات پائیں بعدازاں فرماتا ہے کَذٰلِکَ قَالَ الَّذِیۡنَ لَا یَعۡلَمُوۡنَ مِثۡلَ قَوۡلِھِمۡ اسی طرح ان لوگوں نے جو حق کو نہیں جانتے اور حکم خدا کے موافق انھوں نے اس میں غور نہیں کیا ہے۔ یہود و نصاریٰ کی طرح ایک دوسرے کو کافر اور اہل باطل کہا فَاللّٰہُ یَحۡکُمُ بَیۡنَھُمۡ یَوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ فِیۡمَا کَانُوۡا فِیۡہِ یَخۡتَلِفُوۡنَ ۝ پس خدا ان کے درمیان قیامت کے دن اس باب میں حکم کریگا جس میں وُہ دنیا میں باہم اختلاف رکھتے ہیں اور ان کی گمراہی اور فسق و فجور کو ظاہر کرے گا اور ہر ایک کو اس کے استحقاق کے موافق بدلا دے گا۔

اور امام حسن مجتبیٰ علیہ السّلام نے اس آیت کی شانِ نزول میں فرمایا ہے کہ یہ آیت اس لیے نازل ہوئی ہے کہ چند یہودی اور چند نصاریٰ حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ اے محمدؐ ہمارا فیصلہ کر حضرتؐ نے ان سے فرمایا کہ اپنا مقدمہ میرے رُوبرو بیان کرو۔ تب یہودیوں نے کہا کہ ہم خدائے واحد و حکیم پر اور اس کے اولیاء پر ایمان رکھتے ہیں اور نصاریٰ کسی دین اور حق پر نہیں ہیں پھر نصاریٰ نے بیان کیا کہ ان کا قول درست نہیں ہے۔ بلکہ ہم خدائے واحد و حکیم اور اس کے اولیاء پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور یہ یہودی کسی دین اور حق پر نہیں ہیں حضرتؐ نے فرمایا کہ تم سب کے سب خطاکار اور جھوٹے اور خدا کے دین اور اسلام کے حکم سے باہر ہو یہ سن کر یہودیوں نے

عرض کی کہ ہم کیونکر کافر ہوئے۔ حالانکہ توریت جو کتابِ خدا ہے ہمارے پاس موجود ہے اور ہم اس کی تلاوت کرتے ہیں اور نصاریٰ نے عرض کی کہ ہم کیونکر کافر ہیں۔ حالانکہ ہمارے پاس انجیل جو کتاب خدا ہے موجود ہے اور ہم اس کو پڑھتے ہیں حضرتؐ نے فرمایا کہ اے یہود و نصاریٰ تم نے کتاب خدا کی مخالفت کی ہے اور اس پر عمل نہیں کیا۔ اگر تم اس پر عامل ہوتے تو بے دلیل ایک دوسرے کو کافر نہ کہتے کیونکہ خدا کی نازل کی ہوئی کتابیں کور دلی سے شفا دیتی ہیں اور گمراہی کو صاف ظاہر کر دیتی ہیں اور ان پر عمل کرنے والوں کو راہِ راست کی طرف ہدایت کرتی ہیں اور جب تم کتابِ خدا پر عمل نہیں کرتے ہو تو وہ تم پر باعثِ وبال ہے اور تم خدا کی حجتوں کی پیروی نہیں کرتے تو خدا کے نافرمان بن گئے اور عتاب و عقاب الٰہی کے سزاوار ہو گئے۔ بعد ازاں حضرتؐ یہودیوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ اے یہودیو! امرِ خدا کی خلاف ورزی اور اس کی کتاب کی مخالفت سے پرہیز کرو ایسا نہ ہو کہ تم پر بھی اس کے باعث تمہارے گزشتہ بزرگوں کی طرح عذابِ خدا نازل ہو جن کے بارے میں خدا فرماتا ہے فَبَدَّلَ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا قَوْلًا غَیْرَ الَّذِیْ قِیْلَ لَھُمْ پس جن لوگوں نے کہ اپنے نفسوں پر ظلم کیا۔ انھوں نے اس قول کو جس کے کہنے کا ان کو حکم دیا گیا تھا۔ دوسرے قول سے بدل ڈالا فَاَنْزَلْنَا عَلَی الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا کَانُوْا یَفْسُقُوْنَ تب ہم نے ان لوگوں پر کہ انھوں نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا تھا۔ ان کے فسق و فجور کے باعث عذابِ طاعون کو آسمان سے نازل کیا کہ ان میں سے ایک لاکھ بیس ہزار آدمی اس عارضہ سے ہلاک ہو گئے۔ بعد ازاں پھر ان کو اس عذاب نے گھیرا۔ اسی طرح ایک لاکھ بیس ہزار آدمی مرے اور انھوں نے یہ خلاف ورزی کی تھی کہ جب وہ شہر کے دروازے پر پہنچے تو دیکھا کہ دروازہ بہت بلند ہے۔ تب وہ کہنے لگے کہ ہم کو اس میں داخل ہوتے وقت رکوع کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم تو یہ سمجھتے تھے کہ دروازہ بہت چھوٹا ہوگا اس لیے ہم کو وہاں رکوع کرنا ضروری ہوگا۔ یہ دروازہ تو بہت بلند ہے اور حضرت موسیٰؑ اور یوشع بن نون کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ یہ لوگ ہم سے کب تک مسخرا پن کرتے اور مہمل باتوں میں ہم سے سجدہ کراتے رہیں گے اور اپنی بیٹھیں دروازے کی طرف کر لیں اور حِطّۃٌ کہنے کی بجائے ان کو حکم دیا گیا تھا ھطا سمقانا کہا جس کے معنی گندم سرخ کے ہیں۔ یہ تبدیلی تمہارے بزرگوں نے کی تھی۔

ہ الم
سورۂ بقرہ
ع ۶

باب حطۂ بنی اسرائیل

اور امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ان بنی اسرائیل کیلئے باب حطّہ نصب کیا گیا تھا۔ اے اُمّتِ محمدیؐ تمہارا بابِ حطّہ اہلبیتِ محمدؐ ہیں اور تم کو حکم دیا گیا ہے کہ انکی ہدایت کی متابعت کرو اور ان کے طریق کو اپنے اوپر لازم کر لو تاکہ اس عمل سے تمہاری خطائیں اور گناہ معاف کئے جائیں اور نیکوں کی نیکی میں زیادتی ہو اور تمہارا بابِ حطّہ بنی اسرائیل کے باب حطّہ سے افضل ہے۔ کیونکہ وہ لکڑی کا دروازہ تھا اور ہم ناطق اور صادق اور قائم ہونیوالے اور ہدایت کرنیوالے اور صاحبانِ فضیلت ہیں چنانچہ رسولِ خدا نے ارشاد فرمایا ہے کہ آسمان کے ستارے غرق ہونے سے نجات پانے کا ذریعہ ہیں اور میری اہلبیتؑ میری اُمّت کیلئے دین میں گمراہ ہونے سے بچنے کا باعث ہیں وہ زمین میں کبھی ہلاک نہ ہونگے۔ جبتک ان کے درمیان میری اہلبیتؑ میں سے کوئی ایسا شخص موجود رہیگا۔ جس کی ہدایت اور طریقوں کی وہ لوگ پیروی کرینگے اور سنو حضرتؐ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص چاہے کہ اس کی زندگی میری دنیاوی زندگی کی مانند ہو اور اس کی موت مثل میری موت کے ہو! اور جنّت عدن میں ساکن ہو جس کا میرے پروردگار نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے اور اس درخت میں ہاتھ ملائے جس کو حق تعالیٰ نے اپنے دستِ قدرت سے لگایا ہے اور اسکو فرمایا ہے کُن یعنی ہو جا پس وہ ہو گیا ہے اس کو چاہیئے کہ علیؑ ابنِ ابی طالب کی ولایت کو اختیار کرے اور اسکی امامت کا اقرار کرے اور اسکے دوست کو دوست رکھے اور اُس کے دشمن کو دشمن رکھے اور اسکے بعد اسکے فرزندوں (ذرّیت) کی (جو صاحبانِ فضیلت اور مطیعانِ پروردگار ہیں) ولایت کو اختیار کرے کیونکہ وہ میری طینت سے پیدا ہوئے ہیں اور خدا نے میرا علم و فہم انکو روزی کیا ہے پس وائے ہو میری اُمّت کے ان لوگوں پر جو ان کی فضیلت کی تکذیب کریں اور میرے پیوند کو ان سے قطع کریں اور ان کی نافرمانی کریں۔ خدا میری شفاعت ان کو نصیب نہ کرے۔

اور جنابِ امیرؑ نے فرمایا ہے کہ جس طرح بعض بنی اسرائیل اطاعت کرنیکے سبب سے معزز و مکرم ہوئے اور بعض نافرمانی کی وجہ سے عذابِ خدا میں گرفتار ہوئے اسی طرح تمہارا حال بھی ہوگا۔ صحابہ نے عرض کی کہ یا امیر المومنینؑ وہ نافرمانبردار لوگ کون ہیں فرمایا وہ لوگ ہیں جن کو ہم اہلبیتؑ کی تعظیم کرنے اور ہمارے حقوق کو بزرگ جاننے کا حکم ہوا۔ پس انھوں نے اسکے خلاف کیا اور نافرمانی کی اور ہمارے حق کا انکار کیا اور اسکو خفیف اور سبک سمجھا اور اولادِ رسولؐ کو جنکی تعظیم کرنے اور ان سے محبت کرنے کا

ان کو حکم دیا گیا تھا قتل کیا ہوگا۔ صحابہ نے عرض کی یا امیر المومنینؑ کیا ایسا بھی وقوع میں آئے گا فرمایا ہاں یہ خبر سچ ہے اور یہ امر شدنی ہے عنقریب یہ لوگ میرے دونوں فرزندوں حسنؑ اور حسینؑ کو قتل کریں گے۔ بعد ازاں فرمایا کہ ان ظالموں میں سے اکثروں کو بہت جلد دُنیا ہی میں اس شخص کی تلواروں کا عذاب لاحق ہوگا جس کو اللہ تعالیٰ ان کے فسق و فجور کا اِنتقام لینے کے لیے۔ اِن پر مُسلط کرے گا جیسا کہ بنی اسرائیلؑ پر دُنیا ہی میں عذاب نازل ہوا تھا اصحاب نے عرض کی وُہ کون شخص ہوگا۔ فرمایا بنی ثقیف میں سے ایک لڑکا ہوگا جس کا نام مختار ابن ابو عبیدہ ہوگا۔

اور امام زین العابدین علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ یہ واقعہ جناب امیرؑ کے خبر دینے کے کچھ عرصہ بعد وقوع میں آیا اور کسی شخص نے جناب امام زین العابدین کی زبانی حجاج ابن یوسف علیہ لعن اللہ کو یہ خبر پہنچائی۔ وہ ملعون بولا کہ رسُولِ خداؐ نے تو یہ کہا ہی نہیں اور علیؑ ابن ابی طالب نے جو خبریں رسُولؐ خدا کی طرف سے بیان کی ہیں۔ مجھے ان میں شک ہے اور علیؑ ابن حسینؑ ایک مغرور لڑکا ہے وُہ جھوٹی باتیں بنایا کرتا ہے اور اس کے پیرو ان باتوں پر فریفتہ ہو جاتے ہیں تم جا کر مختار کو میرے پاس بُلا لاؤ۔ جب وُہ حسب الطلب گرفتار ہو کر سامنے آیا تو حکم دیا کہ اس کو فرش چرمیں (نطع) پر لے جا کر قتل کر ڈالو آخر کار اس ملعون کے حکم سے فرش بچھا کر مختار کو اس پر بٹھایا مگر غلام اِدھر اُدھر پھرتے تھے اور تلوار کوئی نہ لاتا تھا۔ حجاج نے ان سے کہا تم کو کیا ہو گیا قتل کیوں نہیں کرتے وہ بولے خزانہ کی کُنجی گم ہو گئی اور ملتی نہیں اور تلوار خزانہ میں ہے مختار نے کہا کہ اے حجاج تو ہر گز مجھ کو قتل نہ کر سکے گا اور رسُولؐ خدا کا قول ہر گز جھُوٹا نہ ہوگا اور اگر تو مجھے قتل بھی کر دیگا تو اللہ تعالےٰ پھر مجھ کو زندہ کرے گا تا کہ مَیں تم میں سے تین لاکھ تراسی ہزار آدمیوں کو قتل کروں۔ تب حجاج نے اپنے ایک حاجب کو حکم دیا کہ اپنی تلوار جلّاد کو دیدے تاکہ وہ اس سے مختار کو قتل کرے الغرض جلّاد اس حاجب کی تلوار لے کر مختار کو قتل کرنے کے ارادہ سے آیا اور حجاج اس کو اُکساتا تھا اور جلدی کر رہا تھا اسی اثنا میں کہ وہ مختار کے قتل کی تدبیر کر رہا تھا ناگاہ اسکو اُونگھ آ گئی اور تلوار جو اس کے ہاتھ میں تھی اسی کے پیٹ میں لگی اور پیٹ شق ہو کر مر گیا بعد ازاں اس ملعون نے دُوسرے جلّاد کو طلب کیا اور تلوار اس کے حوالے کی جب اس نے تلوار کو مختار کی گردن پر مارنے کے لیے بلند کیا تو اس کو ایک بچھو نے ڈنگ مارا اور وُہ گر کر مر گیا۔ جب لوگوں نے

اِدھر اُدھر جستجو کی تو کیا دیکھتے ہیں کہ بچھو ہے اُنھوں نے بچھو کو مار ڈالا اس وقت پھر مختار نے حجاج سے کہا کہ تو میرے قتل کرنے پر قادر نہ ہو سکے گا۔ وائے ہو تجھ پر نزار ابن معد ابن عدنان کے قول سے عبرت حاصل نہیں کرتا جو اس نے شاپور ذوالاکتاف سے کہا تھا جبکہ وہ اہلِ عرب کو قتل کرتا تھا اور ان کی بیخ کنی کر رہا تھا اس وقت نزار نے لوگوں سے کہا کہ مجھ کو ایک زنبیل میں ڈال کر شاپور کے راستہ میں رکھ دو آخر کار جب شاپور نے اسکو دیکھا تو پُوچھا کہ تو کون ہے نزار نے جواب دیا۔ میں ایک مردِ عرب ہُوں تجھ سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ تو اہلِ عرب کو بے قصور کیوں قتل کرتا ہے اور جو لوگ سرکش تھے اور تیری سلطنت میں فساد برپا کرتے تھے۔ ان کو تو قتل کر ہی چکا ہے۔ اب اس ناحق خُونریزی کا کیا باعث ہے شاہ پور نے جواب دیا کہ مَیں نے کتابوں میں پڑھا ہے کہ ان میں ایک شخص محمدؐ نامی پیدا ہوگا جو نبوت کا دعوےٰ کرے گا اور سلاطین عجم کی سلطنت اس کے ہاتھ سے برباد اور تباہ ہو گی اِس لیے مَیں ان کو قتل کرتا ہوں تاکہ ان میں وُہ شخص پیدا نہ ہو نزار نے کہا کہ اگر یہ بات تُو نے جھُوٹوں کی کتابوں میں لکھی دیکھی ہے تو جھُوٹے لوگوں کے کہنے سے بے خطا لوگوں کو کیوں قتل کرتا ہے اور اگر یہ سچے لوگوں کا قول ہے تو اللہ تعالیٰ ضرور اس اصل کی حفاظت کریگا جس سے وہ شخص پیدا ہوگا اور تو ہرگز اس کے باطل کرنے پر قادر نہیں ہو سکے گا اور اُس کا حکم جاری ہوگا اور وہی ہو کر رہے گا۔ اگرچہ عرب میں ایک ہی شخص باقی رہ جائے نزار کی یہ لاجواب تقریر سُن کر شاہ پور نے کہا کہ اس نزار (جو فارسی میں جھزول یعنی لاغر کے معنی میں ہے) نے سچ کہا اہلِ عرب کے قتل کرنے سے ہاتھ ہٹا لو اسکے حکم سے اہلِ لشکر ان کے قتل سے باز رہے بعد ازاں مختار نے کہا اے حجاج اللہ تعالیٰ نے مقرر کیا ہے کہ مَیں تم میں سے تین لاکھ تراسی ہزار آدمیوں کو قتل کروں۔ اب تیرا جی چاہے میرے قتل کا اِرادہ کر اور چاہے نہ کر یا تو اللہ تعالیٰ تجھ کو میرے قتل سے باز رکھے گا یا اس کے بعد پھر مجھ کو زندہ کرے گا۔ کیونکہ رسُولؐ خدا کا قول سچا ہے اس میں کسی طرح کا شک نہیں اس ملعُون نے جلّاد سے کہا کہ اس کو قتل کر مختار نے کہا کہ یہ ہرگز مجھ کو قتل نہ کر سکے گا۔ مَیں چاہتا ہوں کہ جس کام کے کرنے کا تو اس کو حکم دیتا ہے تو خود ہی کر اور تیرے اُوپر ایک سانپ مُسلط ہو جیسے اس شخص پر بچھو مُسلّط ہوا تھا۔ الغرض وہ جلّاد مختار کی گردن پر تلوار مارنے کا اِرادہ ہی کر رہا تھا کہ یکایک عبدالملکؑ ابن مروان کا ایک خواص

وہاں آیا اور آتے ہی جلاد کو چیخ کر پکارا کہ وائے ہو تجھ پر، اپنی تلوار کو اس کی گردن سے ہٹا لے۔ اس شخص کے پاس عبدالملک ابن مروان کی چٹھی تھی جو حجاج ملعون کے نام تھی جس کا مضمون یہ تھا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اما بعد اے حجاج ابن یوسف میرے پاس ایک پرندہ ایک چٹھی لیکر آیا ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ تو نے مختار کو گرفتار کیا ہے اور اس خیال سے تو اس کو قتل کرنا چاہتا ہے کہ تو نے سُنا ہے کہ رسُولِ خداؐ نے فرمایا ہے کہ وہ بنی اُمیّہ کے اعوان و انصار میں سے تین لاکھ تراسی ہزار آدمیوں کو قتل کرے گا۔ جب میری یہ چٹھی تیرے پاس پہنچے اسی وقت اس کو چھوڑ دے اور نیکی کے سوا اس سے کسی قسم کا تعرض نہ کر کیونکہ وہ میرے بیٹے ولید ابن عبدالملک بن مروان کی دایہ کا شوہر ہے اور جو روایت کہ تو نے سُنی ہے اگر وہ جھوٹی ہے تو جھوٹی خبر سے ایک مُسلمان مرد کا قتل کرنا کیا معنی اور اگر سچ ہے تو رسُولؐ خدا کے قول کو ہرگز نہ جھٹلا سکے گا۔

آخر کار حجاج نے مختار کو چھوڑ دیا اور وہ چھوٹتے ہی کہنے لگا۔ میں عنقریب ایسا کرونگا اور فلاں وقت خروج کروں گا۔ اور اتنے آدمیوں کو قتل کروں گا اور یہ لوگ یعنی بنی اُمیہ ذلیل و حقیر ہوں گے۔ جب حجاج کو یہ خبر پہنچی تو پھر پکڑوا منگایا اور گردن مارنے کا ارادہ کیا۔ مُختار نے کہا تو ہرگز اس امر پر قُدرت نہ پا سکے گا حکم خُداوند متعال کی تردید پر مت آمادہ ہو یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ ناگاہ ایک پرندہ عبدالملک ابن مروان کی چٹھی لے کر آن پہنچا اُس میں یہ مضمون درج تھا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اما بعد اے حجاج مختار سے کچھ تعرض نہ کر۔ کیونکہ وُہ میرے بیٹے ولید کی انا کا شوہر ہے اور اگر وُہ سچا ہے تو تُو اس کے قتل کرنے سے منع کیا جائیگا جیسے دانیال کو بخت نصر کے قتل سے منع کیا گیا جس کو اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے قتل کرنے کیلئے مقرر کیا تھا۔ الغرض حجاج نے اسکو چھوڑ دیا اور بہت ڈرایا اور دھمکایا کہ خبردار پھر کبھی اس قسم کی باتیں نہ کرنا مگر مختار نے چھوٹتے ہی وہی باتیں کرنی شروع کر دیں۔ جب حجاج کو یہ خبر معلوم ہُوئی تو اس کو طلب کیا مگر وُہ پوشیدہ ہو گیا اور ایک مُدت تک چھپا رہا۔ آخر کار پکڑا گیا۔ جب اُس نے مختار کے قتل کا ارادہ کیا۔ تو پہلی طرح سے پھر عبدالملک کی چٹھی پہنچی۔ تب اُس نے مختار کو قید کر دیا اور عبدالملک کو ایک عرضی لکھی۔ جس کا مضمون یہ تھا۔ کہ تو لیسے کُھلم کھلا دشمن کو کیونکر اپنا سمجھتا ہے جو گمان کرتا ہے کہ میں بنی اُمیہ کے اعوان و انصار میں سے اِس قدر آدمیوں کو قتل کروں گا۔ عبدالملک نے اُس کے جواب میں کہلا بھیجا کہ اے حجاج تو ایک جاہل آدمی ہے۔ اگر یہ خبر جھُوٹی ہے تو ہم کو اس کی زوجہ کے حق کی وجہ سے جس نے ہماری خدمت کی ہے اس کے حق کی رعایت ضروری ہے اور اگر یہ بات سچ ہے تو ہم عنقریب دیکھیں گے کہ وُہ ہم پر مُسلط ہو گا جس طرح فرعون نے موسیٰؑ کی پرورش کی اور موسیٰ اُس پر مُسلط ہوا الغرض حجاج نے مختار کو اس کے پاس بھیج دیا۔ بعد ازاں مختار کا معاملہ جو کچھ ہُوا سو ہُوا اور جس جس کو قتل کیا سو کیا۔

امام زین العابدینؑ کے اصحاب نے عرض کی کہ یا حضرت جناب امیرالمومنین علیہ السّلام نے مختار کے مُعاملہ کا ذکر تو فرمایا مگر یہ نہ فرمایا کہ یہ واقعہ کب ظہور میں آئیگا اور کس کس کو قتل کریگا حضرتؑ نے فرمایا کہ امیرالمومنینؑ نے سچ فرمایا ہے کہ کیا تم چاہتے ہو کہ میں تم کو اس واقعہ کے وقتِ وقوع سے مطلع کروں۔ اصحاب نے عرض کی کہ اے فرزندِ رسُولؐ ارشاد فرمایئے فرمایا کہ فلاں روز (اور یہ بات جس روز حضرت نے ان لوگوں سے فرمائی تھی اس کے تیسرے برس کے آخری روز یہ واقعہ ہوا) اور فلاں دن عبداللہ ابن زیاد اور شمر ابن ذوالجوشن علیہما اللعن و العذاب کے سر ہمارے پاس آئیں گے اور اُس وقت ہم کھانا کھاتے ہونگے اور ان کی طرف دیکھیں گے الغرض جب وُہ دن آیا جس کی بابت حضرتؑ نے خبر دی تھی کہ اس روز مختار بنی اُمیہ کو قتل کریگا تو امام زین العابدینؑ اپنے اصحاب سمیت دسترخوان پر کھانا تناول فرما رہے تھے کہ ناگاہ ان سے فرمایا اے بھائیو اپنے دلوں کو خوش کرو اور کھانا کھاؤ تم تو کھانا کھا رہے ہو اور ظالمان بنی اُمیّہ قتل ہو رہے ہیں اصحاب نے عرض کی کہ کہاں۔ فرمایا فلاں مُقام پر مختار اُن کو قتل کر رہا ہے اور فلاں روز وُہ دونوں سر ہمارے پاس لائیں گے جب وُہ دن آیا تو حضرتؑ نماز سے فارغ ہو کر دسترخوان پر بیٹھنے لگے تھے کہ یکایک وُہ دونوں سر پہنچے۔ جب حضرتؑ کی نظر ان سروں پر پڑی تو جھٹ سجدہ میں گئے اور فرمایا کہ اُس خدا کا شکر ہے جس نے مرنے سے پہلے مجھ کو انہیں دکھایا پھر کھانا تناول کرنا شروع کیا اور اُن کی طرف دیکھتے جاتے تھے اور جب حلوہ کھانے کا وقت آیا تو خدمتگار حلوہ نہ لائے کیونکہ ان سروں کی خبر پانے کے سبب انکو اس کے تیار کرنیکی فرصت نہ ملی تھی۔ حضرتؑ کے مصاحبوں نے عرض کی کہ آج حلوہ نہیں آیا فرمایا ان سروں کی طرف نظر کرنے سے زیادہ تر

شیریں کسی حلوے کی ہم کو خواہش نہیں ہے۔ بعد ازاں حضرتؑ نے جناب امیرؑ کے قول کی طرف رجوع کی کہ اس وصیِ رسولِ مختار نے فرمایا ہے کہ جو عذاب کافروں اور فاسقوں کے لیے خدا کے پاس مہیا کیا گیا ہے وُہ بہت بڑا اور زیادہ تر دیرپا ہے۔ اس کے بعد جناب امیرؑ نے ارشاد فرمایا کہ ہم اپنے فرمانبرداروں کے لیے خدا سے مغفرت طلب کرتے ہیں اور وُہ ان کی نیکیوں کو زیادہ کرتا ہے۔ اصحاب نے عرض کی کہ یا امیرالمومنینؑ تمہارے مطیع و فرمانبردار کون لوگ ہیں۔ فرمایا وُہ لوگ جو اپنے پروردگار کو واحد جانتے ہیں اور ان صفات سے اس کو موصوف کرتے ہیں جو اس کے لائق ہیں اور اس کے پیغمبر محمدؐ پر ایمان رکھتے ہیں اور اس کے فرائض کے ادا کرنے اور محرمات کے ترک کرنے میں خدا کی اطاعت کرتے ہیں اور اپنے وقتوں کو ذکرِ خدا کرنے اور محمدؐ و آلِ محمدؐ پر درود بھیجنے میں صرف کرتے ہیں اور حرص اور بخیلی کو اپنے نفسوں سے دور کرتے ہیں اور زکوٰۃ کو جو ان پر فرض کی گئی ہے ادا کرتے ہیں اور اس کو روکتے نہیں۔

قولہٗ عزّوجلّ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰہِ اَنْ یُّذْکَرَ فِیْھَا اسْمُہٗ وَسَعٰی فِیْ خَرَابِھَا اُولٰٓئِکَ مَا کَانَ لَھُمْ اَنْ یَّدْخُلُوْھَآ اِلَّا خَآئِفِیْنَ۝ لَھُمْ فِی الدُّنْیَا خِزْیٌ وَّلَھُمْ فِی الْاٰخِرَۃِ عَذَابٌ عَظِیْمٌ۝

ترجمہ اور اُس شخص سے زیادہ ظالم کون شخص ہے جو اللہ کی مسجدوں میں اُس کا نام لینے سے منع کرے اور ان کے خراب اور ویران کرنے میں کوشش کرے ایسے لوگوں کو سزاوار نہیں ہے کہ وُہ ان مسجدوں میں داخل ہوں مگر ڈرتے ہوئے (حکم و عدل خدا سے) ان کے لیے دُنیا میں رسوائی اور خواری ہے اور آخرت میں ان کو عذابِ عظیم دیا جائے گا۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ امام زین العابدین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت محمدؐ کو مکہ میں مبعوث کیا اور حضرتؐ نے اپنی دعوت کو ظاہر کیا اور آپکا کلمہ وہاں پھیل گیا۔ اور حضرتؐ نے بُت پرستی کے سبب ان لوگوں کے دینوں کو عیب لگایا اور ان مُشرکوں نے حضرتؐ پر ہجوم کیا اور آپکی معاشرت کو برا سمجھا اور حضرتؐ کے نیک اصحاب اور شیعوں اور علیؑ ابن ابی طالب کے شیعوں نے جو مسجدیں صحنِ کعبہ میں بنائی تھیں جن میں بیٹھ کر ان باتوں کو زندہ کرتے تھے جنکو ان ناحق پرستوں نے ضائع کر دیا تھا (یعنی عبادتِ خدا اور دعوتِ اسلام کرتے تھے) انکے گرانے اور خراب کرنے میں ساعی ہوئے اور ان

مُشرکوں نے ان مسجدوں کے خراب کرنے اور محمدؐ اور آپکے اصحاب کی ایذا رسانی میں یہانتک کوشش کی کہ حضرتؐ کو ناچار مکہ چھوڑ کر مدینہ جانا پڑا۔ جاتے وقت حضرتؐ نے پیچھے مڑ کر مکہ سے مخاطب ہو کر فرمایا اے شہرِ مکہ تو جانتا ہے کہ میں تجھ کو دوست رکھتا ہوں اگر تیرے باشندے مجھ کو نہ نکالتے تو میں کسی شہر کو تجھ پر ترجیح نہ دیتا اور تجھ سے کسی کو بدلنا نہ چاہتا اور میں تیری جدائی سے نہایت مغموم و محزون ہوں۔ اس وقت جبرئیل امینؑ نازل ہوئے اور عرض کی یا محمدؐ اللہ تعالیٰ بعد تحفہ درود و سلام کے ارشاد فرماتا ہے کہ میں عنقریب پھر تجھ کو با فتح و ظفر صحیح و سالم قادر اور غالب کر کے اس شہر میں واپس لاؤں گا۔ چنانچہ خدا قرآن میں فرماتا ہے اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ عَلَیْکَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّکَ اِلٰی مَعَادٍ۔ جس نے تجھ پر قرآن کو فرض کیا ہے (کہ تو اس پر عمل کرے اور اس کو لوگوں کو پہنچائے) وُہی ضرور تجھ کو مظفر و منصور کر کے مکہ میں پھر واپس لائے گا۔ حضرتؐ نے اپنے اصحاب کو اس حال سے مطلع فرمایا اہلِ مکہ کو جب یہ خبر پہنچی تو وُہ سُن کر ہنسنے لگے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ سے فرمایا کہ میں عنقریب تجھ کو شہرِ مکہ پر غالب کرونگا اور ان پر میرا حکم جاری ہوگا اور بہت جلد مُشرکوں کو اس شہر میں داخل ہونے سے منع کرونگا۔ اور ان میں سے اگر کوئی وہاں داخل بھی ہوگا تو ڈرتا ہوا اور چھپ چھپا کر کہ اگر حضرتؐ کو خبر ہو گئی تو قتل کیا جاؤں گا۔ سیپارہ ۲۰ سورۂ قصص رع اخیر

جب فتح مکہ کے بارے میں حکمِ خدا جاری ہو چکا اور حضرتؐ کا عمل دخل خوب طرح اس شہر پر ہو گیا تو حضرتؐ نے عتاب ابن اسید کو ان پر حاکم مقرر کیا۔ جب اسکے حاکم مقرر ہونیکی خبر مکہ والوں نے سُنی تو کہنے لگے کہ محمدؐ ہمیشہ ہم کو ضعیف سمجھتا ہے اور ذلیل و خوار کرتا ہے۔ یہاں تک کہ اٹھارہ برس کے ایک نوجوان لڑکے کو ہم پر حاکم کیا ہے اور ہم میں بڑی بڑی عمروں والے پرانے تجربہ کار بوڑھے موجود ہیں اور ہم بیت اللہ الحرام کے خدام ہیں اور اُس کے اس حرم کے ہمسائے ہیں جو امن دینے والا اور روئے زمین پر تمام بقعہ ہائے خدا یعنی مقاماتِ متبرکہ سے بہتر ہے۔ **الغرض** حضرتؐ نے امارتِ مکہ کی بابت عتاب ابن اسید کیلیے ایک پروانہ تحریر فرمایا اور اس کے شروع میں لکھا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ پروانہ محمدؐ رسول اللہ کی طرف سے ہمسائیگانِ بیت اللہ و ساکنانِ حرم اللہ کے نام ہے۔ بعد ازاں تم کو معلوم ہو کہ جو کوئی تم میں سے اللہ تعالیٰ پر ایمان لایا ہے اور محمدؐ رسولِ خدا کو اپنے افعال میں سچا اور افعال میں صواب و درستی پر جانتا ہے اور اس کے بھائی علیؑ ابن ابی طالب سے جو اس کا وصی اور صفی اور اس کے بعد جملہ خلائق سے بہتر ہے موالات (دوستی) رکھتا ہے وُہ ہم میں سے ہے اور اُس کی بازگشت

ہماری طرف ہے اور جو کوئی ان باتوں کا (جو میں نے لکھی ہیں) یا ان میں سے کسی ایک بات کا منکر ہوگا پس خدا اس کو دور کرے کیونکہ وہ اہلِ جہنم میں سے ہے خدا اس کے کسی عمل کو خواہ وہ کتنا ہی بزرگ اور عظیم کیوں نہ ہو قبول نہ کریگا۔ اور اس کو جہنم میں ڈالے گا اور وہ ابداً آباد تک اسی میں پڑا رہے گا اور محمد رسول اللہ نے تمہاری حکومت کا ذمہ دار عتاب ابنِ اسید کو ٹھہرایا ہے اور یہ امور اس کو سپرد کئے ہیں کہ تمہارے غافلوں کو تنبیہ کرے اور تمہارے جاہلوں کو تعلیم دے اور تمہاری راہوں کی کجی کو سیدھا کرے اور جو کوئی تم میں سے آدابِ الٰہی سے تجاوز کرے اسکی تادیب کرے کیونکہ اس نے معلوم کر لیا ہے کہ وہ محمد رسول اللہ کی دوستی اور علیؑ ولی اللہ کی پیروی اور متابعت میں تم سب پر فوقیت اور فضیلت رکھتا ہے پس وہ ہمارا خادم ہے اور دینِ خدا میں ہمارا بھائی ہے اور ہمارے دوستوں کا دوست ہے اور ہمارے دشمنوں کا دشمن اور تمہارے واسطے سایہ ڈالنے والا آسمان اور پاک زمین اور روشنی دینے والا سورج اور مصفا چاند ہے اور خدا نے اسکو تم سب پر فضیلت دی ہے کہ وہ محمدؐ اور علیؑ اور ان دونوں کی آلِ اطہار کی موالات اور محبت میں تم پر فوقیت رکھتا ہے۔ میں نے اسکو تم پر حاکم مقرر کیا ہے وہ ارادۂ الٰہی کے موافق عمل کریگا اور خدا اس کو کبھی توفیق سے خالی نہ رکھے گا۔ جیسا کہ محبتِ محمدؐ و علیؑ سے اس کو شرفِ کامل اور بہرۂ وافر عطا فرمایا ہے اس کو رسولِ خدا سے مشورہ اور صلاح کرنیکی ضرورت نہ پڑے گی۔ بلکہ وہ نہایت درست کردار راست گفتار اور امانت گزار ہے پس جو کوئی تم میں سے اس کی اطاعت کرے۔ وہ خداوند جلیل کی طرف سے جزائے جمیل اور عطائے جلیل کا امیدوار ہے اور جو کوئی اسکی مخالفت کرے وہ بادشاہ قہار و غلاب کے غضب و عذابِ شدید کی زیادتی سے پُرحذر رہے اور تم میں سے کوئی شخص اس کی کم سنی کو حجت میں پیش نہ کرے۔ کیونکہ بڑی عمر والا افضل نہیں ہوتا بلکہ افضل بزرگ تر ہوتا ہے اور وہ ہمارے دوستوں کی دوستی اور ہمارے دشمنوں کی دشمنی میں تم سب سے داناتر اور افضل ہے اسی لیے میں نے اس کو تم پر رئیس اور حاکم مقرر کیا ہے پس جو کوئی اس کی اطاعت کرے گا۔ اس کا حال بہت اچھا ہے اور جو کوئی اس کا مخالف ہوگا خدا اس کو اپنی رحمت سے دور کرے گا۔

الغرض جب عتاب ابنِ اسید حضرتؐ کا فرمان لے کر مکہ معظمہ میں وارد ہوا تو وہاں ایک کھلے مقام میں جا کر کھڑا ہوا اور پکارا کہ سب یہاں آکر جمع ہوں وہ سب وہاں آکر جمع ہوئے۔ تب عتاب نے

بہ آوازِ بلند پکار کر کہا کہ اے اہلِ مکہ میں رسولِ خدا کا فرستادہ ہوں حضرتؐ نے مجھ کو تمہاری طرف بھیجا ہے کہ منافقوں کے لیے جلانے والا شہاب اور مومنوں کے لیے باعثِ رحمت و برکت ہوں اور میں تمہارے حالات سے اور تمہارے منافقوں کے حالات سے بخوبی واقف ہوں اور میں عنقریب تم کو نماز کا حکم دونگا کہ اسکے لیے حاضر ہوا کرو۔ پھر میں پوشیدہ طور پر لوگوں کی دیکھ بھال کرونگا جس کو جماعت کا پابند پاؤنگا۔ اس کے لیے مومن کا حق مومن پر لازم کرونگا (یعنی اس پر حکمِ مومنین جاری کروں گا) اور جس کو جماعت سے غیر حاضر دیکھونگا اُسکی تفتیش کرونگا۔ اگر وہ کچھ عذر رکھتا ہوگا تو اس کے عذر کو قبول کرونگا اور اگر کوئی عذر نہ پاؤنگا تو اس کو قتل کرونگا۔ یہ حکم تم سب کیلئے اللہ کی طرف سے حتمی طور پر جاری ہو چکا ہے تاکہ میں حرمِ خدا کو منافقوں سے پاک کردوں۔ بعد ازاں معلوم رہے کہ صدق و راستی امانت ہے اور فسق و فجور خیانت اور جس قوم میں بدکاری پھیل جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اُن کو ذلت میں مبتلا کرتا ہے اور معلوم رہے کہ تمہارا قوی میرے نزدیک ضعیف ہے یہاں تک کہ میں ضعیفوں کا حق اس سے لونگا۔ اور تمہارا ضعیف میرے نزدیک قوی ہے۔ یہاں تک کہ اس کا حق زبردستوں سے دلاؤں گا۔ تم خدا سے خوف کرو اور اطاعتِ خدا سے اپنے نفسوں کو شریف اور بزرگ بناؤ اور اپنے پروردگار کی مخالفت کر کے ان کو ذلیل و خوار مت کرو۔

القصہ خدا کی قسم عتاب ابنِ اسید نے جیسا کہا تھا ویسا ہی کیا اور عدل و انصاف کی داد دی اور ہدایتِ الٰہی سے ہدایت یافتہ ہو کر احکام جاری کئے نہ تو کسی امر میں کسی سے مشورہ کرنے کی ضرورت ہوئی اور نہ کبھی حکمِ سابق سے رجوع کرنے کی حاجت ہوئی۔

پھر آنحضرتؐ نے ابوبکر ابنِ ابو قحافہ کو سورۂ برات کی دس آیتیں دے کر مکہ کی طرف روانہ کیا جن میں کافروں سے عہد کا توڑنا اور مشرکوں پر قربِ مکہ کا حرام ہونا مذکور تھا اور اسکو حکم دیا کہ اپنے ہمراہیوں سمیت ایامِ حج میں مکہ معظمہ میں جا کر حج کرے اور یہ آیتیں انکو پڑھ کر سنا دے۔ جب ابوبکر وہاں سے روانہ ہو گیا تو جبرئیلؑ نور کا طبق پہنے حضرتؐ پر نازل ہوئے اور عرض کی کہ یا محمدؐ خدائے علی الاعلیٰ بعد تحفۂ درود و سلام کے ارشاد فرماتا ہے کہ تمہاری پیغام میری دوسرا شخص کوئی نہیں کر سکتا یا تو تم خود جاؤ یا کوئی ایسا آدمی جائے جو تم سے ہو۔ لہٰذا علیؑ کو بھیجو کہ وہ ان آیات کو ابوبکر سے لے لے اور وہی کفار کے عہد کو توڑے اور ان آیتوں کو ان کے سامنے پڑھ کر سنا دے اے محمدؐ تیرے پروردگار نے جو

تم کو حکم دیا ہے کہ وُہ آیات ابوبکرؓ سے لے کر علیؑ کو دیدے۔ بھول چوک اور شک و شبہ کی وجہ سے نہیں ہے اور نہ اس سے پہلے غلطی ہوگئی ہے کہ اس کا تدارک کیا ہے بلکہ اس سے خدا کا یہ منشا ہے کہ ضعیف مسلمانوں پر ظاہر کر دے کہ جس مقام پر تیرا بھائی علیؑ مقیم ہوتا ہے۔ اے محمدؐ اس مقام پر تیرے سوا اور کوئی غیر شخص ہرگز قائم نہیں ہوسکتا۔ اگرچہ اس غیر شخص کا مرتبہ تیری اُمت کے اُن ضعیف مسلمانوں کی نظر میں کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو اور ان کے نزدیک اسکی منزلت کتنی ہی شریف اور بزرگ کیوں نہ ہو۔

الغرض جب علیؑ نے جاکر ابوبکرؓ سے وُہ آیتیں لے لیں تو ابوبکرؓ نے رسُولِ خدا کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کی کہ یارسُولؐ اللہ میرے ماں باپ آپ پر سے فدا ہوں ان آیات کا مجھ سے واپس لینا کسی خفگی کی وجہ سے ہے حضرتؐ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ خدائے بزرگ و برتر نے مجھ کو امر فرمایا ہے کہ تیرا نائب وہی شخص ہوسکتا ہے جو تجھ سے ہو۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے جو ان آیات کو تجھ پر بار کیا تھا اور اپنی طاعت کی تجھ کو تکلیف دی تھی اس کے عوض میں تجھ کو درجات رفیعہ اور مراتب شریفہ عطا فرمائیگا بشرطیکہ تو ہماری موالات پر قائم رہیگا اور ان عہدوں کو جو ہم نے تجھ سے لیے ہیں پورا کر کے میدانِ قیامت میں ہمارے پاس آئے گا تو تو ہمارے برگزیدہ شیعوں اور بزرگ دوستوں میں داخل ہوگا۔ حضرتؐ کا یہ ارشاد سُن کر ابوبکرؓ کا یہ ملال رفع ہوگیا۔

القصہ جناب امیرؑ امر الٰہی کے پہنچانے اور دُشمنانِ خدا کے عہد توڑنے اور اس سال کے بعد مُشرکوں کو حرم خدا میں داخل ہونے سے نا اُمید کرنے کے لیے روانہ ہوئے۔ اگرچہ ان لوگوں کی جمعیت اور کثرت بہت تھی۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے نور سے اس نورِ خدا کو ڈھانپ لیا اور اس کا رُعب و جلال ان مشرکوں پر ایسا غالب کر دیا کہ ان کو کسی قسم کی مخالفت کے اظہار کرنے اور کوئی بُرا ارادہ کرنیکی ذرا بھی جرأت نہ ہوئی۔ چنانچہ خدا ارشاد فرماتا ہے وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسَاجِدَ اللّٰہِ اَنْ یُّذْکَرَ فِیْھَا اسْمُہٗ اور اُس شخص سے زیادہ تر ظالم کون شخص ہے جو خدا کی مسجدوں میں خدا کا ذکر کرنے کو منع کرے اور وُہ مسجدیں نیک مومنین کی تھیں جو مکہ میں واقع تھیں کہ ان مشرکوں نے ان مومنوں کو ان میں بیٹھ کر خدا کی عبادت کرنے سے منع کر دیا تھا۔ یہاں تک کہ مجبور ہوکر حضرتؐ کو مکہ چھوڑنا پڑا تھا وَسَعٰی فِیْ خَرَابِھَا اور ان مسجدوں کے خراب اور ویران کرنے میں کوشش کرے کہ طاعت خدا سے وہ آباد نہ ہوں یعنی اُس شخص سے زیادہ ظالم کون ہے جو مساجد میں ذکرِ خدا کو منع کرے اور انکی ویرانی میں ساعی ہو

اُولٰٓئِکَ مَا کَانَ لَھُمْ اَنْ یَّدْخُلُوْھَا اِلَّا خَآئِفِیْنَ اس قسم کے لوگ حرم خدا کے ان مقامات میں جہاں وہ مسجدیں ہیں امن و امان کی حالت میں داخل نہ ہوسکیں گے۔ مگر اس کے عدل اور اس حکم سے جو بحالتِ کُفران کے مقامات میں داخل ہونے میں اسکی تلواروں اور کوڑوں سے ان پر جاری ہوگا۔ ڈرتے اور خوف کرتے داخل ہونگے لَھُمْ فِی الدُّنْیَا خِزْیٌ وَّلَھُمْ فِی الْاٰخِرَۃِ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ان مُشرکوں کے لیے دُنیا میں رُسوائی اور خواری ہے اور وُہ یہ ہے کہ ان کو حرم خدا سے نکالا گیا اور آخرت میں عذاب عظیم ان کے واسطے مہیا کیا گیا ہے۔

اور امام زین العابدین علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ رسُولِ خدا کے ہمراہ مدینہ منورہ میں بھی منافق اور ضعیف مسلمان جو منافقوں کی مانند تھے موجود تھے اور انھوں نے مدینہ کی مسجدوں کے خراب کرنے اور تمام دُنیا کی مساجد کے ویران کرنے کا ارادہ کیا تھا جبکہ ان ملعونوں نے عزم کیا تھا کہ علیؑ کو مدینہ میں اور رسُولِ خدا کو رستے میں عقبہ (گھاٹی) پر سے گزرتے ہوئے قتل کر ڈالیں اور اللہ تعالیٰ نے جنگ تبوک کے اس سفر میں اہلِ بصیرت کی بصیرتوں کے بڑھانے اور سرکش اور باغی منافقوں کے عذروں کے قطع کرنے کیلیے آنحضرتؐ کے دستِ حق پرست پر ایسے معجزات ظاہر کیے جو جلالِ الٰہی اور اسکے اپنے بندوں پر جود و کرم کرنے کے شایاں اور مناسب تھے منجملہ ان کے ایک یہ ہے کہ جب وہ تبوک کے سفر میں آنحضرتؐ کے ہمراہ تھے تو انھوں نے بنی اسرائیل کی طرح یہ درخواست کی تھی کہ یارسُولؐ اللہ ہم ایک قسم کے کھانے پر ہرگز صبر نہ کریں گے اور اس باب میں جو معجزہ آنحضرتؐ سے ان کے لیے ظاہر ہوا وہ اس معجزے سے جو موسیٰؑ نے اپنی قوم کو دکھایا تھا بہت بڑھ کر ہے۔ جب حضرتؐ سفر کو تیار ہوئے تو حکم خدا سے علیؑ کو مدینہ میں اپنا جانشین کیا۔ جناب امیرؑ نے عرض کی کہ یارسُولؐ اللہ میں آپ کے کسی امر میں آپکی مخالفت کرنی نہیں چاہتا اور آپکے جمال انور کے دیکھنے اور حضرتؐ کے خصائلِ حمیدہ و اخلاق پسندیدہ کے مشاہدے سے محروم رہنا پسند نہیں کرتا۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ اے علیؑ کیا تم اس بات پر رضامند نہیں ہو کہ تمھارا مرتبہ میرے نزدیک ایسا ہو جیسا موسیٰؑ کے نزدیک ہارونؑ کا مرتبہ تھا۔ مگر یہ فرق ہے کہ میرے بعد کوئی پیغمبر نہ ہوگا۔ یا علیؑ تم کو یہاں رہنا ہوگا اور تم کو یہاں رہنے میں وہی ثواب ملے گا۔ جو میرے ساتھ سفر کرنے میں ملتا اور جو لوگ کہ میرے ساتھ یقین اور فرمانبرداری سے جاتے ہیں۔ تمھارا ثواب ان سب کے ثواب کے برابر ہوگا اور چونکہ تم چاہتے ہو

کہ تمام احوال میں میرے اطوار و آثار اور خصائل اور طریقوں کا مشاہدہ کرتے رہو اس لیے اللہ تعالیٰ تمہاری خاطر سے جبرئیلؑ کو امر فرمائیگا کہ وہ ہمارے اس تمام سفر میں ان زمینوں کو جن پر ہم چلیں اور زمین کو جس پر تم ہو بلند کرے اور تمہاری نظر کو اتنا تیز کریگا کہ تم مجھ کو اور میرے اصحاب کو ہر حال میں مشاہدہ کرو گے اور جو اُنس کہ تم کو میرے اور میرے اصحاب کے دیکھنے سے حاصل ہوتا ہے فوت نہ ہوگا اور اس طرح سے تم کو خط و کتابت کرنے کی بھی ضرورت نہ ہوگی۔

جب حضرتؐ کی تقریر یہاں تک پہنچی تو ایک شخص نے اُٹھ کر عرض کی اے فرزندِ رسولؐ یہ بات علیؑ کے لیے کیونکر میسّر ہو سکتی ہے۔ یہ تو انبیاء ہی کے لیے مخصوص ہے۔ امام زین العابدین علیہ السلام نے جواب دیا کہ یہ آنحضرتؐ کا ہی معجزہ تھا نہ کسی اور کا کیونکہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے حضرتؐ کی دُعا سے زمینوں کو بلند کیا۔ اسی طرح اُن کی دُعا سے جنابِ امیرؑ کی نگاہ کو بھی تیز کر دیا کہ اس ولیِّ خدا نے تمام واقعات اور سوانح کو مشاہدہ کیا۔

پھر امام محمدؑ باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ اِس اُمّت کے لوگ علیؑ ابنِ ابی طالب کے حق میں نہایت ظُلم کرتے ہیں اور اُن کے باب میں کس قدر کم انصاف ہیں کہ جن امُور کو دیگر صحابہ کی نسبت بیان کرتے ہیں ان سے علیؑ کے باب میں مضائقہ کرتے ہیں اور اس جناب کو ان سے محروم رکھتے ہیں حالانکہ علیؑ ان سب سے افضل ہیں۔ پھر کیونکر ہو سکتا ہے کہ جو مرتبہ وہ اور صحابہ کے لیے بیان کرتے ہیں وُہ علیؑ کو نہ دیا گیا ہو جو تمام اصحاب سے افضل اور اعلیٰ ہیں۔ اصحاب نے عرض کی کہ اے فرزندِ رسولؐ ہم کو اسکی کیفیّت سے مطلع فرمائیے۔ فرمایا وُہ لوگ ابوبکرؓ ابن ابو قحافہ کے دوستوں کو دوست رکھتے ہیں اور اس کے دشمنوں سے بیزار ہیں خواہ کوئی ہو اور اسی طرح عمر ابنِ خطاب کے دوستوں کو دوست رکھتے ہیں اور اس کے دشمنوں سے بیزار ہیں خواہ کوئی ہو۔ ایسا ہی عثمان ابنِ عفان کے دوستوں کو دوست رکھتے ہیں اور اس کے دشمنوں سے بیزار ہیں خواہ کوئی ہو اور جب علیؑ ابن ابی طالب پر پہنچتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم اس کے دوستوں کو دوست رکھتے ہیں اور اس کے دشمنوں سے بیزار نہیں ہیں نہ معلوم ان لوگوں نے اس امر کو کیونکر جائز کر لیا۔ حالانکہ رسول اللہؐ نے علیؑ کے بارے میں فرمایا ہے اے خدا تو اِس شخص کو دوست رکھ جو علیؑ کو دوست رکھتا ہے اور دشمن رکھ اس شخص کو جو علیؑ کو دشمن رکھتا ہے اور اُس شخص کی نصرت کر جو علیؑ کی نصرت کرے اور اس شخص کی

امداد نہ کر جو اس کی امداد نہ کرے پس اس جناب کے دشمنوں سے دشمنی نہ کرنا۔ انصاف میں داخل نہیں ہے۔

اور ایک اور ناانصافی یہ ہے کہ جب ان لوگوں کے سامنے علیؑ کی ان خصائص کا جن سے خدا نے رسول اللہؐ کی دُعا کی برکت سے اس جناب کو مخصوص فرمایا اور ان فضیلتوں اور شرافتوں کو جو خدا کے نزدیک آپکو حاصل ہیں ذکر کیا جاتا ہے تو انکار کر دیتے ہیں[ا] اور جو دیگر اصحاب کے بارے میں کچھ بیان کیا جائے تو قبول کر لیتے ہیں۔ پھر آخر کس بات نے ان کو روک دیا ہے کہ وُہ علیؑ کے لیے اِس فضیلت کو بیان نہ کریں جو دیگر اصحاب کے لیے ثابت کی ہے۔

چنانچہ بیان کرتے ہیں کہ عمرؓ بن خطاب ایک روز منبر پر خطبہ پڑھ رہے تھے کہ یکایک اثنائے خطبہ میں پکار اُٹھے۔ یاساریۃ الجبل یعنی اے ساریہ پہاڑ صحابہ نہایت حیران ہوئے کہ خطبہ میں یہ کیا کہا جب خطبہ اور نماز سے فارغ ہوئے تو صحابہ نے پوچھا آج خُطبہ میں حضوُر نے یہ کیا فرمایا یاساریہ الجبل عمر نے جواب دیا میں نے خطبہ پڑھتے ہوئے اس نواح کی طرف نظر کی جہاں تمہارے مسلمان بھائی سعد ابن ابی وقاص کے ماتحت کافروں سے جہاد کر رہے ہیں پس اللہ تعالیٰ نے میری نظر کے سامنے سے سب پردے اُٹھا دیئے۔ یہاں تک کہ میں نے دیکھا کہ انھوں نے ایک پہاڑ کے سامنے جو وہاں واقع ہے صفیں باندھ رکھی ہیں اور کچھ کافر وہاں آئے ہیں کہ سعد کو اسکے ہمراہیوں سمیت پیچھے سے آ کر گھیر لیں اور احاطہ کر کے سب کو قتل کر ڈالیں یہ حال دیکھ کر میں نے کہا یاساریۃ الجبل

[ا] یا لوچ تاویلیں کرتے ہیں یا اس کے راویوں پر جرح و قدح کرتے ہیں۔ غرض اصلی منشا یہ ہوتا ہے کہ کسی طرح وہ مضمون فضیلت غیر معتبر اور ناقابلِ قبول ثابت ہو جائے اور دیگر صحابہ کی فضیلت کے باب میں جو مضمون وارد ہو خواہ وُہ خلافِ عقل ہی کیوں نہ ہو اور اس کے راوی کتنے ہی مجروح و مقدوح کیوں نہ ہوں اسکو نہایت شوق ذوق سے بےچون وچرا تسلیم کر لیتے ہیں۔ بلکہ یہاں تک نوبت پہنچی ہے کہ محبانِ علیؑ و اولادِ علیؑ کے نقائص بیان کرنے میں نہایت کد کی جاتی ہے اور مخالفانِ علیؑ و اولادِ علیؑ کے اوصاف و محامد کے شائع کرنے میں اس درجہ ساعی ہیں کہ معمولی نظر والے آدمی کسی طرح اِن کو قابلِ مذمت و طعن تجویز نہیں کر سکتے۔ بلکہ ان کو بزرگانِ دین اور حامیانِ اسلام سمجھتے ہیں۔ اور نہایت تعظیم اور تکریم کی نگاہوں سے ان کو دیکھتے ہیں اور بزرگی اور عزت کے الفاظ سے ان کو یاد کرتے ہیں۔ چنانچہ کُتبِ تاریخ و فضائل اس بیان کی شاہد ہیں۔ (مترجم عفی عنہٗ)

تاکہ پہاڑ کی آڑ میں آجائیں اور دشمنوں کے گھیرے میں آنے سے محفوظ رہیں پھر ان سے مقابلہ کریں۔ اور اللہ تعالیٰ نے کفار کے گاؤں اور بستیاں تمہارے دینی بھائیوں کو عطا کر دی ہیں اور ان کے شہروں پر ان کو فتحیاب کر دیا ہے تم اس وقت کو یاد رکھو عنقریب اس واقعہ کی خبر تم کو پہنچے گی اور مدینہ اور نہاوند میں پچاس دن سے بھی زیادہ کی راہ کا فاصلہ ہے۔

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ جب عمرؓ کے لیے اس قسم کی باتیں ہو سکتی ہوں تو علیؑ ابن ابی طالب کیلئے کیونکر نہ ہوں لیکن یہ لوگ کچھ نہیں سمجھتے اور حق کیساتھ کلام نہیں کرتے بلکہ مکابرہ کرتے ہیں۔

بعد ازاں امام زین العابدینؑ کی حدیث کی طرف رجوع کی کہ حضرت سید الساجدین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جب آنحضرتؐ جنگِ تبوک کو تشریف لے گئے تو اللہ تعالیٰ اس زمین کو جہاں حضرتؐ تشریف رکھتے تھے اور جس زمین پر چلتے تھے۔ جناب امیر المومنینؑ کے لیے بلند کرتا تھا اور وہ ان کے سب احوال کو مشاہدہ کرتے تھے۔

امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جب آنحضرتؐ کسی جہاد پر جانے کا ارادہ کرتے تھے تو اس جگہ کے سوا دیگر مقامات کا ذکر فرمایا کرتے تھے اور اسکو پوشیدہ رکھتے تھے۔ مگر غزوۂ تبوک کو نہ چھپایا بلکہ صاف طور پر ظاہر فرمایا کہ میرا ارادہ وہاں جانے کا ہے اور سب کو سامان سفر کے درست کرنے کا حکم دیا اور انھوں نے اس سفر کے لیے راستے میں روٹیاں پکانے کے لیے آٹا خشک اور نمکین گوشت۔ شہد اور کھجوروں کا سامان تیار کیا اور اس دفعہ لوگوں نے کثرت سے زادِ راہ ہمراہ لیا تھا کیونکہ حضرتؐ نے زیادتی تکلیف و مشقت اور بیابانوں اور جنگلوں کی صعوبت اور کمیابی اسباب کے باعث راستے کے ساز و سامان کے لیے بہت تاکید فرمائی تھی الغرض جب ان لوگوں کو سفر میں کئی روز گزر گئے اور ان کا کھانا دیر کا ہو گیا اور باقی مائدہ کھانے سے ان کے دل متنفر ہو گئے اور ان کو تازہ طعام کی طرف رغبت ہوئی تو کچھ لوگوں نے حضرتؐ کی خدمت میں عرض کی یا رسول اللہ ہم کو اس کھانے سے جو ہمارے ہمراہ ہے کراہت آتی ہے اس لیے کہ کئی دن کا اور ناقص ہو گیا ہے اور بدبودار ہونے کو ہے اب ہم سے یہ کھانا نہیں کھایا جاتا حضرتؐ نے فرمایا تمہارے پاس کون کونسی چیزیں ہیں عرض کی کہ روٹی۔ خشک آٹا اور نمکین گوشت۔ شہد اور کھجوریں ہیں حضرتؐ نے فرمایا کہ اب تم قومِ موسیٰؑ کی مانند ہو گئے کہ انھوں نے کہا تھا کہ ہم ایک طعام پر بس نہ

کرینگے۔ اب تم بتاؤ کہ کونسی چیز چاہتے ہو۔ انھوں نے عرض کی ہم تازہ اور خشک گوشت پرندوں کے گوشت کے کباب اور بنا ہوا حلوہ چاہتے ہیں۔ فرمایا تم اس ایک بات میں بنی اسرائیل کے برخلاف ہو کہ انھوں نے سبزی۔ ککڑی۔ لہسن مسور اور پیاز کی خواہش کی تھی اور اعلیٰ کے عوض میں ادنےٰ چیزوں کو تبدیل کرنا چاہا تھا اور تم ادنےٰ کے عوض اعلیٰ کو لینا چاہتے ہو اور میں عنقریب تمہارے واسطے خدا سے سوال کرونگا۔ انھوں نے عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ ہم میں کچھ آدمی ایسے بھی ہیں جو بنی اسرائیل کی طرح ساگ۔ ککڑی۔ لہسن مسور اور پیاز کی خواہش کرتے ہیں فرمایا۔ اللہ تعالےٰ میری دعا سے یہ سب چیزیں تم کو عطا فرمائیگا تم کو چاہیئے کہ مجھ پر ایمان لاؤ اور میری تصدیق کرو۔ پھر فرمایا اے بندگانِ خدا عیسیٰؑ کی قوم نے جب حضرت عیسیٰؑ سے درخواست کی کہ ہم پر آسمان سے ایک دسترخوان نازل کر تو جس وقت عیسیٰؑ نے نزول مائدہ کی دعا کی تو قَالَ اللّٰہُ اِنِّیْ مُنَزِّلُہَا عَلَیْکُمْ فَمَنْ یَّکْفُرْ بَعْدُ مِنْکُمْ فَاِنِّیْٓ اُعَذِّبُہٗ عَذَابًا لَّآ اُعَذِّبُہٗٓ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِیْنَ٥ خدا نے فرمایا کہ میں دسترخوان تم پر نازل کروں گا مگر جو کوئی اس کے بعد تم میں سے کافر ہوگا اس کو ایسا عذاب کروں گا کہ اہلِ عالم میں سے کسی کو ویسا عذاب نہ دونگا۔ بعد ازاں اللہ تعالیٰ نے مائدہ ان پر نازل کیا اور اس کے بعد ان میں سے جو لوگ کافر ہوئے اللہ تعالیٰ نے ان کو مسخ کر دیا کسی کو سور کی صورت میں کسی کو بندر کی صورت میں کسی کو ریچھ کی شکل میں بعض کو بلی کی صورت میں بعض کو بری اور بحری پرندوں اور چار پاؤں کی صورت میں وغیرہ وغیرہ غرض چار سو قسم کے جانوروں کی شکل میں مسخ کیا تھا۔ اس لیے میں تمہاری درخواستوں کے موجب آسمان سے مائدہ نازل ہونے کی التجا نہیں کرتا۔ ورنہ تم میں سے جو لوگ کافر ہونگے ان پر بھی وہی عذاب نازل ہوگا جو قوم عیسیٰؑ پر ہوا تھا۔ اس لیے کہ میں تمہارے حال پر نہایت مہربان ہوں اور تمہارا اس عذاب میں مبتلا ہونا مجھ کو گوارا نہیں ہے بعد ازاں حضرتؐ نے ایک پرندہ اوپر ہوا میں اڑتا دیکھا اور اپنے ایک اصحاب سے فرمایا اس پرندے سے جا کر کہہ کہ رسولِ خدا تجھ کو حکم دیتا ہے کہ زمین پر گر پڑ اس نے حضرتؐ کا پیغام اس پرندے کو پہنچایا اور وہ پرندہ زمین پر آگیا پھر حضرتؐ نے اس پرندے سے فرمایا اے پرندے اللہ تعالیٰ تجھ کو حکم دیتا ہے کہ تو بڑھ کر اور پہلوؤں کی جانب سے پھیل کر ایک بڑے ٹیلے کی مانند ہو جا پھر اصحاب سے فرمایا کہ تم اسکے گرد احاطہ کر لو۔ اصحاب نے اسکو احاطہ

سیپارہ ۷، سورۂ مائدہ ع اخیر

میں لے لیا اور وُہ پرندہ قُدرتِ خدا سے اتنا بڑا ہوگیا تھا کہ حضرتؐ کے اصحاب نے جو دس ہزار سے کچھ اُوپر تھے اس کے گرد صف باندھی اور ان کی صف اسکے گرد ایک دائرے کی صورت ہوگئی اسکے بعد ارشاد فرمایا اے پرندے خُدا کے حکم سے اپنے بال و پر جُدا کردے اُس نے انکو الگ کردیا اور ہڈّیاں اور گوشت اور کھال باقی رہ گئی۔ پھر فرمایا حکمِ خدا سے اپنے بدن کی ہڈیاں اور پاؤں اور چونچ کو الگ کر اس نے اُن کو بھی علیحدہ کردیا اور یہ سب پُرزے اس پرندے کے گرد پڑے تھے اور سب لوگ بھی اس کے گرد موجود تھے۔ پھر حضرتؐ نے ہڈّیوں کو حکم دیا کہ لکڑیاں بنجاؤ وُہ لکڑیاں بن گئیں پھر ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان بازوؤں اور چھوٹے اور بڑے پروں کو حکم دیتا ہے کہ ساگ۔ پیاز۔ لہسن اور انواع و اقسام کی ترکاریاں بن جائیں۔ وُہ فوراً ان چیزوں کی صُورت میں بدل گئے اور بعد ازاں حضرتؐ نے اصحاب سے مخاطب ہو کر فرمایا اے بندگانِ خدا اپنے ہاتھ بڑھاؤ اور ہاتھوں سے توڑ کر اور چھریوں سے کاٹ کر کھاؤ۔ انھوں نے ایسا ہی کیا پھر کسی منافق نے کھاتے ہُوئے کہا کہ محمدؐ گمان کرتا ہے کہ بہشت میں ایسے پرندے ہیں کہ بہشتی انکی ایک طرف سے خشک گوشت اور دُوسری طرف سے کباب کھائیں گے ہمکو اسکی نظیر اسنے دُنیا میں نہ دکھائی اللہ تعالیٰ نے اِس مُنافق کی اس بات کا علم حضرتؐ کے دل میں پہنچایا۔ تب حضرتؐ نے صحابہ سے فرمایا۔ اے بندگانِ خدا تم کو چاہیئے کہ ہر ایک شخص اپنا لُقمہ اُٹھائے اور بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهِ الطَّيِّبِيۡنَ کہہ کر اسکو مُنہ میں رکھے تو خشک گوشت یا کباب یا شوربا یا کسی قسم کا حلوہ۔ غرض جس چیز کو اُسکا جی چاہتا ہو وہی مزہ اُس میں سے آئیگا صحابہ نے ایسا ہی کیا اور ویسا ہی ظہور میں آیا جیسا کہ حضرت نے فرمایا تھا اور طرح طرح کے کھانوں سے متلذّذ ہُوئے اور سب سیر ہوگئے بعد ازاں عرض کی کہ یا رسُولؐ اللہ کھانے سے تو ہم سیر ہوگئے۔ اب کوئی پینے کی چیز کی ضرورت ہے۔ فرمایا کیا تم دودھ اور باقی تمام قسم کی پینے والی چیزیں چاہتے ہو عرض کی کہ ہم میں سے بعض لوگ ان چیزوں کی بھی خواہش کرتے ہیں فرمایا ہر ایک شخص اس پرندے میں سے ایک لُقمہ توڑ کر مُنہ میں رکھ لے اور بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهِ الطَّيِّبِيۡنَ کہے وُہ لُقمہ صورت بدل کر پانی یا دُودھ یا کوئی اور پینے والی چیز جس کو کسی کا دل چاہتا ہوگا بن جائے گا اُنھوں نے ایسا ہی کیا اور جیسا حضرتؐ نے فرمایا تھا ویسا ہی ظہور میں آیا۔ پھر حضرتؐ نے اِس پرندے سے فرمایا اے پرندے خدا تجھ کو حکم دیتا ہے کہ اپنی اصلی حالت پر

آجا اور وُہ اِن بازوؤں اور چونچ اور بالوں اور پروں اور ہڈّیوں کو جو ساگ اور لکڑیاں اور پیاز اور لہسن بنے تھے حکم دیتا ہے کہ پھر پلٹ کر بازو اور پر و بال اور ہڈّیاں بن جائیں اور اپنے نتیجے کے مُطابق ہو جائیں وہ سب اپنی اصلی حالت پر آگئے اور پرندے کے قد کے موافق ہو کر باہم مل گئے پھر ارشاد فرمایا کہ اے پرندے اللہ تعالیٰ تیری رُوح کو جو تجھ میں سے نکل گئی ہے واپس آنے کا حکم دیتا ہے۔ تب اسکی رُوح اسکے جسم میں پھر آگئی پھر فرمایا کہ اے پرندے خدا فرماتا ہے کہ تو زمین سے اُٹھ کر ہوا میں اُڑ جس طرح پہلے اُڑ رہا تھا۔ وُہ سب کے سامنے وہاں سے اُٹھا اور ہوا میں اُڑنے لگا۔ بعد ازاں صحابہ نے جو اپنے آنے کی طرف نگاہ کی تو دیکھا کہ اس ساگ پات اور لکڑیوں اور پیاز و لہسن میں سے کوئی چیز بھی وہاں باقی نہیں رہی۔ سُبۡحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الۡعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوۡنَ وَسَلٰمٌ عَلَى الۡمُرۡسَلِيۡنَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ۝

اِس مقام پر تفسیر امام حسن عسکری علیہ السّلام کا جُز اوّل جو سُورہ حمد سے آیۂ مذکورۂ بالا تک سلسلہ وار دستیاب ہوا ہے ختم ہُوا۔ اب دُوسرا جُز شروع ہوتا ہے۔ جو پارۂ سیقول کے انیسویں ۱۹ رکوُع کی آیۂ اِنَّ الصَّفَا وَالۡمَرۡوَةَ مِنۡ شَعَآئِرِ اللّٰهِ ۝ فَمَنۡ حَجَّ الۡبَيۡتَ اَوِ اعۡتَمَرَ کی تفسیر سے شروع ہوتا ہے۔ مگر اس آیت کے شروع حصّہ کی تفسیر بھی ضایع ہوگئی ہے۔ خداوند متعال اپنے فضل و کرم سے اس تفسیر کے ضائع شُدہ مقامات کو دستیاب کرے اور جملہ مومنین کو اس کے مُطالعہ سے مُستفیض فرمائے۔ آمین ثُم آمین۔

جُزوِ دوم از تفسیر

امام حسن عسکری علیہ السّلام متعلّقہ پارہ سیقول ع ۱۹

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

قولہٗ عزّوجلّ اِنَّ الصَّفَا وَالۡمَرۡوَةَ مِنۡ شَعَآئِرِ اللّٰهِ اس آیت کی تفسیر کا صرف اتنا فقرہ اصل کتاب میں موجود ہے جس کا ترجمہ یہ ہے پھر حضرت نے فرمایا اے مادہ صفا اور مروہ کے بارے

پس خدا کا قول حق اور درست ہے فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَإِنَّ اللَّهَ شَاكِرٌ عَلِيمٌ۔ پس جو کوئی بیت اللہ کے حج کا ارادہ کرے یا عمرہ بجالائے تو صفا اور مروہ دونوں کا طواف کرنے میں اس شخص پر کوئی گناہ نہیں ہے اور جو کوئی خوشی اور رغبت سے نیکی کو بجالائے اور طواف کو زیادہ کرے تو بیشک اللہ تعالیٰ اس کا شکر گزار ہوگا۔ کہ اس کو اس کی نیکی کی بہت اچھی جزا دیگا اور وہ اسکی نیت کا حال جانتا ہے اور اُسی کے موافق اس کے ثواب کو بڑھائیگا اور اپنی طرف اسکے واپس آنے کے وقت اس کا اکرام کریگا۔ اے مادر گرامی رسول اللہ نے مجھ کو علیؑ ابن ابی طالب کے فرزند ہونے کے سبب شرف بخشا آپ کو بھی چاہیئے کہ خدا کی نعمتوں کا شکریہ ادا کریں کیونکہ جو کوئی نعمتوں کا شکر کرتا ہے وہ زیادہ نعمتوں کا مستحق ٹھہرتا ہے جس طرح کفرانِ نعمت کرنیوالا زیادہ محرومی کا استحقاق رکھتا ہے اس بات کی خبر بھی رسول اللہؐ کو پہنچائی گئی پس رسولِ خداؐ نے فرمایا کہ اس سے کئی بزرگوار پیدا ہوں گے اور وہ عنقریب کئی ائمہ اطہار کا اور قائم آلِ محمدؐ کا باپ ہوگا جو زمین کو عدل وداد سے معمور کرے گا جس طرح کہ وہ ظلم و جور سے پُر ہوگئی ہوگی۔

قولہٗ عزّوجلّ إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدَىٰ مِنْ بَعْدِ مَا بَيَّنَّاهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتَابِ أُولَٰئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللَّهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللَّاعِنُونَ إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا وَأَصْلَحُوا وَبَيَّنُوا فَأُولَٰئِكَ أَتُوبُ عَلَيْهِمْ وَأَنَا التَّوَّابُ الرَّحِيمُ

ترجمہ: جو لوگ کہ ان ظاہر اور روشن دلیلوں اور رہنمائی کو جو ہم نے نازل کی ہیں بعد اس کے کہ ہم نے ان کو لوگوں کے واسطے کتاب توریت میں بیان کر دیا ہے پوشیدہ کرتے ہیں ان پر خدا لعنت کرتا ہے اور لعنت کرنے والے بھی (کہ وہ ملائکہ اور مومنین جن و انس ہیں) لعنت کرتے ہیں۔ مگر جن لوگوں نے کہ توبہ کی اور نیکی اختیار کی اور حق کو بیان کیا اُن کی توبہ کو میں قبول کرتا ہوں اور میں توبہ قبول کرنے والا اور مہربان ہوں۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدَىٰ مِنْ بَعْدِ مَا بَيَّنَّاهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتَابِ جو لوگ کہ محمدؐ اور علیؑ کے اوصاف و محامد کی ظاہر نشانیوں کو جو ہم نے نازل کی ہیں اور اس ہدایت اور رہنمائی کو جو ہم نے نازل کی ہے بعد اسکے کہ ہم نے اسکو لوگوں کے واسطے کتاب میں بیان کر دیا ہے پوشیدہ کرتے ہیں اور وہ ہماری نشانیاں ہیں جو ان کے فضائل اور مراتب کو ظاہر کرتی ہیں مثلاً بادل جو سفروں میں رسولِ خدا پر سایہ کرتا تھا کنوؤں اور چشموں کے کھاری پانی جو حضرتؐ کے آبِ دہن ڈالنے سے شیریں ہو جاتے تھے اور وہ درخت جو حضرتؐ کے ان کے نیچے قیام کرنے کے سبب اپنے میوے لٹکا دیتے تھے اور وہ آفتیں اور بلائیں جو آفت زدوں اور بلا نصیبوں کے جسموں پر دستِ مبارک پھیرنے یا آبِ دہن لگانے سے زائل ہو جاتی تھیں اور اسی طرح وہ معجزات جو علیؑ کے ہاتھ پر ظاہر ہوئے جیسے پہاڑوں اور پتھروں اور درختوں نے بایں الفاظ سلام کیا اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا وَلِيَّ اللَّهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَلِيفَةَ رَسُولِ اللَّهِ اور وہ زہر ہائے قاتل جن کو ایک شخص نے اس ولیِ خدا کا نام لے کر تناول کیا اور اُن سے اس کو کچھ بھی اذیت نہ پہنچی اور بڑے بڑے کام جو آپ سے ظاہر ہوئے جیسے ٹیلوں اور پہاڑوں کو اکھاڑا اور ایک چھوٹی کنکر کی طرح اُٹھا کر پھینک دیا اور آفات و بلیات جو آپکی دعا کی برکت سے زائل ہوئیں اور وہ آفتیں اور مصیبتیں جو آپکی بددعا سے تندرستوں پر پڑیں علاوہ ازیں دیگر فضائل جو حق تعالیٰ نے جنابِ امیرؑ سے مخصوص کیے ہیں پس یہی وہ امورِ ہدایت ہیں جن کو اللہ نے لوگوں کے لیے اپنی کتاب میں بیان کیا ہے أُولَٰئِكَ وہ لوگ جو محمدؐ اور علیؑ کی ان صفات کو پوشیدہ کرتے ہیں اور ان کو ان کے طالبوں سے چھپاتے ہیں جن کو زوالِ تقیہ کی صورت میں ان صفات کا بتانا لازم ہے ان کو يَلْعَنُهُمُ اللَّهُ خدا لعنت کرتا ہے یعنی ان صفات کے چھپانیوالوں پر خدا لعنت کرتا ہے وَيَلْعَنُهُمُ اللَّاعِنُونَ اور انکو لعنت کرنیوالے لعنت کرتے ہیں اور اسکی کئی صورتیں ہیں منجملہ ان کے اوّل یہ کہ ان کو لعنت کرنیوالے لعنت کرتے ہیں یعنی ہر ایک شخص خواہ اہلِ حق ہو یا اہلِ باطل کہتا ہے کہ خدا ان ظالموں پر جو ان آیات و دلائل کو پوشیدہ کرتے ہیں لعنت کرے اس صورت میں وہ تمام لعنت کرنے والوں کی لعنت میں اور خود اپنے نفسوں کی لعنت کے تحت میں داخل ہیں۔

دوم یہ کہ جب دو آدمی باہم ایک دوسرے سے ناراض اور تنگ دل ہوتے ہیں اور ایک دوسرے پر لعنت کرتے ہیں تو دونوں کی لعنتیں آسمان کی طرف بلند ہوتی ہیں اور اپنے پروردگار سے اس شخص پر پڑنے کی اجازت طلب کرتی ہیں جس کے لیے ان کو بھیجا ہے اُس وقت اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے فرماتا ہے دیکھو اگر لعنت کرنے والا خود ہی قابلِ لعن ہے اور جس پر اس نے لعنت کا

ارادہ کیا ہے وہ اس قابل نہیں ہے تو دونوں لعنتوں کو اسی لعنت کرنے والے پر ڈال دو اور اگر مشارٌ الیہ قابل لعن ہے اور لعنت کرنے والا قابل لعنت نہیں تو دونوں لعنتوں کو اُسی کی طرف واپس کر دو اور اگر دونوں شخص قابل لعنت ہوں تو اس کی لعنت اِس پر اور اسکی لعنت اس پر ڈالدو اور اگر دونوں مومن ہونے کی وجہ سے قابل لعن نہیں ہیں اور صرف ناراضی اور خفگی کے باعث اس امر پر آمادہ ہوئے ہیں تو ان دونوں لعنتوں کو یہودیوں کی طرف جو محمدؐ کی صفت وثنا اور علیؑ کے ذکر و اوصاف کو پوشیدہ کرتے ہیں اور نواصب کی طرف جو علیؑ کے فضائل کو چھپاتے ہیں اور اسکی فضیلتوں کا انکار کرتے ہیں۔ پلٹا دو۔

بعدازاں خدا فرماتا ہے اِلَّا الَّذِیۡنَ تَابُوۡا مگر جن لوگوں نے ان آیات الٰہی کے پوشیدہ کرنے سے توبہ کی وَاَصۡلَحُوۡا اور اپنے اعمال کو درست کیا اور خراب تاویلیں کر کے جو جو فساد اور خرابیاں برپا کی تھیں کہ صاحب فضیلت کے فضائل اور حقدار کے حقوق کے منکر ہو گئے تھے ان کی اصلاح کی وَبَیَّنُوۡا اور محمدؐ کے نعت وصفات جو خدا نے ذکر کئے ہیں اور علیؑ کے ذکر و صفات جو محمدؐ نے بیان کئے ہیں ان کو بیان کیا۔ فَاُولٰٓئِکَ اَتُوۡبُ عَلَیۡہِمۡ ایسے لوگوں کی توبہ کو میں قبول کر لیتا ہوں وَاَنَا التَّوَّابُ الرَّحِیۡمُ اور میں توبہ قبول کرنے والا اور مہربان ہوں۔

قولہ عزوجل اِنَّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا وَمَاتُوۡا وَہُمۡ کُفَّارٌ اُولٰٓئِکَ عَلَیۡہِمۡ لَعۡنَۃُ اللّٰہِ وَالۡمَلٰٓئِکَۃِ وَالنَّاسِ اَجۡمَعِیۡنَ خٰلِدِیۡنَ فِیۡہَا لَا یُخَفَّفُ عَنۡہُمُ الۡعَذَابُ وَلَا ہُمۡ یُنۡظَرُوۡنَ ○ ترجمہ جن لوگوں نے کفر کیا اور حالت کفر ہی میں مر گئے اُن پر خدا کی اور فرشتوں کی اور تمام آدمیوں کی لعنت ہے اور وہ ہمیشہ اس لعنت میں مبتلا رہیں گے۔ ان پر سے عذاب کم نہ کیا جائیگا اور نہ ان کو کچھ مہلت اور فرصت ملے گی۔ (کہ کچھ عذر معذرت کریں)

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ اِنَّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا وَمَاتُوۡا وَہُمۡ کُفَّارٌ۔ جو لوگ کہ محمدؐ کی نبوت اور علیؑ اور ان دونوں کی آلؑ اطہار کی ولایت کی تردید کر کے کافر ہوئے اور حالت کفر ہی میں مر گئے اُولٰٓئِکَ عَلَیۡہِمۡ لَعۡنَۃُ اللّٰہِ ان پر خدا کی لعنت ہے یعنی وہ ان کے لیے اپنی رحمت اور ثواب کے استحقاق سے دور ہونا لازم کرتا ہے وَالۡمَلٰٓئِکَۃِ اور ان پر فرشتوں کی لعنت ہے یعنی وہ ان پر لعنت کرتے ہیں وَالنَّاسِ اَجۡمَعِیۡنَ اور تمام آدمیوں کی اُن پر لعنت ہے یعنی وہ

سب کے سب ان پر لعنت کرتے ہیں کیونکہ جو لوگ کہ اوامر نواہی کے قبول کرنے والے ہیں
لعنت کرتے ہیں اور کافر خود بھی کہتے ہیں کہ خدا کافروں پر لعنت کرے اس لیے وہ خود
داخل ہیں خَالِدِیۡنَ فِیۡہَا آتشِ جہنم میں اس لعنت میں ہمیشہ مبتلا رہیں گے لَا
الۡعَذَابُ اور ایک دن اور ایک ساعت بھی وہ عذاب اُن پر سے کم نہ کیا جائیگا
اور نہ ان کو ذرا سی مہلت اور تاخیر ملے گی اور عذاب خدا اُن پر نازل ہوگا۔
امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جناب سالتمآبؐ نے ارشا
محمدؐ رسولِ خدا کے صفات کو چھپاتے ہیں اور علیؑ ولی خدا کے اوصاف کا انکار کرتے ہیں
قبض روح کے لیے ان کے پاس آتا ہے تو نہایت قبیح اور شنیع صورت سے ان کے
اور جانکنی کے وقت ان کے سرکش شیاطین جو ان کو شناخت کرتے ہیں آکر ان کو گھیر
اِس مرنے والے کافر سے کہتا ہے اے نفس خبیث تو اپنے نبیؐ کی نبوت اور اس کے
کا انکار کر کے اپنے پروردگار کا منکر اور کافر ہو گیا ہے۔ تجھ کو خدا کی لعنت اور اس کی
پھر اُس سے کہتا ہے اپنا سر اُٹھا اور آنکھ اُٹھا کر دیکھ۔ جب وہ اوپر کی طرف نظر کر
کہ محمدؐ ایک تخت پر جو عرش کے سامنے ہے بیٹھے ہیں اور علیؑ ان کے سامنے ایک کر
باقی آئمہ اطہار علیہم السلام اپنے اپنے مراتب شریفہ پر اُن کے حضور میں حاضر ہیں
کے دروازے کھلے ہیں اور ایسے محل اور درجے اور منزلیں دیکھتا ہے جن سے تمنا کر
اور قاصر ہیں اسوقت ملک الموت اس سے کہتا ہے اگر تو اپنے ان سرداروں کا دو
ان بہشتوں میں ان حضرات کی بارگاہ کی طرف بلند کی جاتی اور یہ جنت تیرا مقام ہوتا او
ہوتیں اور چونکہ تو اُن کا مخالف ہے اس لیے اُن کی حضوری سے محروم ہوا اور انکی
سے منع کیا گیا اور دیکھ یہ لوگ تیرے ہمسائے اور قریبی ہیں اس وقت ہاویہ کے پردو
اور وہ وہاں کی بلاؤں اور آفتوں اور بچھوؤں اور سانپوں اور اژدہاؤں اور انوا
عذابوں اور تکلیفوں کو دیکھتا ہے اور اسکو بتایا جاتا ہے کہ یہ تیرے مقامات ہیں
شیاطین جو اسکو فریب دیتے تھے اور یہ اُن کی باتوں کو قبول کرتا تھا بیڑیوں اور طوق
اس کو دکھائے جاتے ہیں اور اُس کی موت نہایت سخت اور دشوار ہوتی ہے

ارادہ کیا ہے وُہ اس قابل نہیں ہے تو دونوں لعنتوں کو اسی لعنت کرنے والے پر ڈال دو اور اگر مشارٌالیہ قابل لعن ہے اور لعنت کرنے والا قابل لعنت نہیں تو دونوں لعنتوں کو اُسی کی طرف واپس کر دو اور اگر دونوں شخص قابل لعنت ہوں تو اس کی لعنت اِس پر اور اسکی لعنت اس پر ڈال دو اور اگر دونوں مومن ہونے کی وجہ سے قابل لعن نہیں ہیں اور صرف ناراضی اور خفگی کے باعث اس امر پہ آمادہ ہوئے ہیں تو ان دونوں لعنتوں کو یہودیوں کی طرف جو محمدؐ کی صفت وثنا اور علیؑ کے ذکر و اوصاف کو پوشیدہ کرتے ہیں اور نواصب کی طرف جو علیؑ کے فضائل کو چھپاتے ہیں اور اسکی فضیلتوں کا انکار کرتے ہیں۔ پلٹا دو۔

بعدازاں خدا فرماتا ہے اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا مگر جن لوگوں نے ان آیات الٰہی کے پوشیدہ کرنے سے توبہ کی وَاَصْلَحُوْا اور اپنے اعمال کو درست کیا اور خراب تاویلیں کر کے جو جو فساد اور خرابیاں برپا کی تھیں کہ صاحب فضیلت کے فضائل اور حقدار کے حقوق کے مُنکر ہو گئے تھے ان کی اصلاح کی وَبَیَّنُوْا اور محمدؐ کے نعت وصفات جو خدا نے ذکر کیے ہیں اور علیؑ کے ذکر وصفات جو محمدؐ نے بیان کیے ہیں ان کو بیان کیا۔ فَاُولٰٓئِکَ اَتُوْبُ عَلَیْہِمْ ایسے لوگوں کی توبہ کو میں قبول کر لیتا ہوں وَاَنَا التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ اور میں توبہ قبول کرنے والا اور مہربان ہوں۔

قولہٗ عزّوجلّ اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَھُمْ کُفَّارٌ اُولٰٓئِکَ عَلَیْہِمْ لَعْنَۃُ اللّٰہِ وَالْمَلٰٓئِکَۃِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ خَالِدِیْنَ فِیْہَا لَا یُخَفَّفُ عَنْہُمُ الْعَذَابُ وَلَا ھُمْ یُنْظَرُوْنَ ○ ترجمہ جن لوگوں نے کفر کیا اور حالت کفر ہی میں مر گئے اُن پر خدا کی اور فرشتوں کی اور تمام آدمیوں کی لعنت ہے اور وُہ ہمیشہ اس لعنت میں مُبتلا رہیں گے۔ ان پر سے عذاب کم نہ کیا جائیگا اور نہ ان کو کچھ مہلت اور فرصت ملے گی۔ (کہ کچھ عُذر معذرت کریں)

امام حسن عسکری علیہ السّلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَھُمْ کُفَّارٌ۔ جو لوگ کہ محمدؐ کی نبوت اور علیؑ اور ان دونوں کی آلؑ اطہار کی ولایت کی تردید کر کے کافر ہوئے اور حالت کفر ہی میں مر گئے اُولٰٓئِکَ عَلَیْہِمْ لَعْنَۃُ اللّٰہِ ان پر خدا کی لعنت ہے یعنی وُہ اُن کے لیے اپنی رحمت اور ثواب کے استحقاق سے دُور ہونا لازم کرتا ہے وَالْمَلٰٓئِکَۃِ اور ان پر فرشتوں کی لعنت ہے یعنی وُہ ان پر لعنت کرتے ہیں وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ اور تمام آدمیوں کی اُن پر لعنت ہے یعنی وُہ

سب کے سب ان پر لعنت کرتے ہیں کیونکہ جو لوگ کہ اوامر نواہی کے قبول کرنے والے ہیں سب کے سب کافروں پر لعنت کرتے ہیں اور کافر خود بھی کہتے ہیں کہ خدا کافروں پر لعنت کرے اس لیے وُہ خود بھی اپنی لعنت میں داخل ہیں خَالِدِیْنَ فِیْہَا آتش جہنّم میں اس لعنت میں ہمیشہ مُبتلا رہیں گے لَا یُخَفَّفُ عَنْہُمُ الْعَذَابُ اور ایک دن اور ایک ساعت بھی وہ عذاب اُن پر سے کم نہ کیا جائیگا وَلَا ھُمْ یُنْظَرُوْنَ اور نہ ان کو ذرا سی مُہلت اور تاخیر ملے گی اور عذاب خدا اُن پر نازل ہو گا۔

امام زین العابدین علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ جناب سالتمآبؐ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو لوگ محمدؐ رسُولِ خدا کے صفات کو چھپاتے ہیں اور علیؑ ولی خدا کے اوصاف کا انکار کرتے ہیں جب ملک الموت قبض رُوح کے لیے ان کے پاس آتا ہے تو نہایت قبیح اور شنیع صُورت سے ان کے سامنے وارد ہوتا ہے اور جانکنی کے وقت ان کے سرکش شیاطین جو ان کو شناخت کرتے ہیں آ کر ان کو گھیر لیتے ہیں پھر ملک الموت اِس مرنے والے کافر سے کہتا ہے لے نفس خبیث تو اپنے نبیؐ کی نبوت اور اس کے وصی علیؑ کی امامت کا انکار کر کے اپنے پروردگار کا مُنکر اور کافر ہو گیا ہے۔ تجھ کو خدا کی لعنت اور اس کا قہر و غضب مُبارک ہو پھر اُس سے کہتا ہے اپنا سر اُٹھا اور آنکھ اُٹھا کر دیکھ۔ جب وُہ اوپر کی طرف نظر کرتا ہے تو دیکھتا ہے کہ محمدؐ ایک تخت پر جو عرش کے سامنے ہے بیٹھے ہیں اور علیؑ ان کے سامنے ایک کرسی پر بیٹھے ہیں اور باقی آئمہ اطہار علیہم السّلام اپنے اپنے مراتب شریفہ پر اُن کے حضُور میں حاضر ہیں پھر دیکھتا ہے کہ بہشت کے دروازے کھلے ہیں اور ایسے محل اور درجے اور منزلیں دیکھتا ہے جن سے تمنا کرنیوالوں کی تمنائیں بھی عاجز اور قاصر ہیں اسوقت ملک الموت اس سے کہتا ہے اگر تو اپنے ان سرداروں کا دوست ہوتا تو تیری رُوح ان بہشتوں میں ان حضرات کی بارگاہ کی طرف بلند کی جاتی اور یہ جنت تیرا مقام ہوتا اور اس میں تیری منزلیں ہوتیں اور چونکہ تو اُن کا مخالف ہے اس لیے اُن کی حضُوری سے محروم ہوا اور انکی ہمسائیگی اور ان منزلوں سے منع کیا گیا اور دیکھ یہ لوگ تیرے ہمسائے اور قریبی ہیں اس وقت ہاویہ کے پردوں کو اُٹھا دیا جاتا ہے اور وُہ وہاں کی بلاؤں اور آفتوں اور بچھوؤں اور سانپوں اور اژدہاؤں اور انواع و اقسام کے عذابوں اور تکلیفوں کو دیکھتا ہے اور اسکو بتایا جاتا ہے کہ یہ تیرے مقامات ہیں بعدازاں اس کے شیاطین جو اسکو فریب دیتے تھے اور یہ اُن کی باتوں کو قبول کرتا تھا بیڑیوں اور طوقوں میں جکڑے ہوئے اس کو دکھائے جاتے ہیں اور اُس کی موت نہایت سخت اور دُشوار ہوتی ہے۔

منافقوں اور ناصبیوں کے پاس ملک الموت کا آنا

قولہٗ عزّوجلّ وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ۝ ترجمہ:

اور تمہارا خدا ایک ہی خدا ہے اس رحمٰن ورحیم کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے۔

امام حسن عسکری علیہ السّلام نے فرمایا کہ خدا ارشاد فرماتا ہے وَاِلٰهُكُمْ اور تمہارا خدا جس نے محمدؐ اور علیؑ کو فضیلت کے ساتھ مکرّم کیا ہے اور انکی آلؑ اطہار کو خلافت کیساتھ معزز فرمایا ہے اور ان کے شیعوں کو نسیم وریحان اور کرامت اور اپنی خوشنودی سے مشرّف کیا ہے اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ایک خدا ہے کہ کوئی اس کا شریک اور نظیر اور ہمسر نہیں ہے لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اُس کے سوا اور کوئی قابلِ پرستش نہیں ہے اور وُہ خالق اور باری اور مصوّر اور رازق اور باسط اور مُغنی اور مُعزّ اور مُذلّ ہے اور اَلرَّحْمٰنُ رحم کرنیوالا ہے کہ مومن اور کافر اور نیک اور بد سب کو رزق دیتا ہے اپنے فضل و کرم اور رزق کو ان سے بند نہیں کرتا۔ اگرچہ وُہ اسکی اطاعت اور فرمانبرداری کو ترک کر دیں۔ اَلرَّحِيْمُ اور اپنے مومن بندوں پر کہ وُہ شیعۂ آلِ محمدؐ ہیں مہربان ہے کہ ان کو تقیہ کی گنجائش عطا کی ہے کہ جب عاجز ہوں تو اپنے اِس عقیدے کو پوشیدہ رکھیں۔

اور رسولِ خداؐ نے فرمایا ہے کہ اگر خدا چاہتا تو تقیہ کو تم پر حرام کرتا اور اظہارِ حق کے وقت جو مُصیبتیں تمہارے دُشمنوں کے ہاتھ سے تم پر پڑتیں ان میں صبر وتحمّل کرنیکا حکم تم کو دیتا مگر اے ہمارے شیعو اور مُحبّو! ہماری محبت اور ہمارے دُشمنوں کی عداوت کے فرض ہونے کے بعد خدا کا جو سب سے بڑا فرض تم پر ہے وُہ یہ ہے کہ اپنے نفسوں کے لیے اور اپنے مومن بھائیوں کے لیے تقیہ کا استعمال کرو۔ آگاہ ہو کہ اللہ تعالیٰ اس کے بعد ہر ایک گناہ کو مُعاف کرے گا اور اس کا پُورا بدلہ نہ لیگا مگر یہ دونوں امر ایسے ہیں کہ ان سے عذابِ شدید میں مُبتلا ہوئے بغیر کم ہی نجات پائیں گے۔ مگر ہاں اِس صُورت میں جبکہ ان کے مظلمے نواصب اور کفّار کے ذمّے ہوں تو ان حقوق کے عوض میں ان دونوں امروں کی تقصیر کا عذاب انھیں نواصب وکفار پر ڈال دیا جائیگا جبکہ اُن کا کوئی مظلمہ تمہارے ذمّے نہ ہو۔ تم کو چاہیئے کہ خُدا سے ڈرو اور تقیہ کو ترک کر کے اور اپنے مومن بھائیوں کے حقوق میں تقصیر کر کے خُدا کی دُشمنی کا سامنا مت کرو۔

قولہٗ عزّوجلّ اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِيْ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنْفَعُ النَّاسَ وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ

فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ وَّتَصْرِيْفِ الرِّيٰحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝ ترجمہ: البتّہ آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات اور دن کی آمد ورفت میں اور کشتیوں میں جو دریا میں چلتی ہیں اور لوگوں کو نفع پہنچاتی ہیں اور اللہ نے آسمان سے جو بارش کو نازل کیا ہے اور اس کے ذریعہ زمین کو اس کے مُردہ ہونے کے بعد زندہ کیا ہے اور زمین میں ہر قسم کے چوپائے پھیلائے اس میں اور ہواؤں کے بدلنے میں اور بادلوں میں جو آسمان اور زمین کے درمیان ٹھہرائے گئے ہیں سمجھدار اور عقلمند لوگوں کیلئے خدا کی شناخت کی بہت سی نشانیاں ہیں۔

امام حسن عسکری علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ جب آنحضرتؐ نے یہودیوں اور ناصبیوں کو انکار نبوت و خلافت کے باب میں سرزنش کی تو سرکشانِ یہود و نواصب نے کہا کہ ایسا کون شخص ہے جو محمدؐ و علیؑ کی ان کے دشمنوں کے مقابلے میں مدد کرے اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کہ آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں کہ ان کے نیچے کوئی ستون نہیں دیا جو انکو گرنے سے بچائے اور نہ ان کے اُوپر کوئی بندش ایسی ہے جو انکو تم پر گرنے نہیں دیتی اور اے میرے بندو اور کنیزو تم میرے قیدی ہو اور میرے قبضے میں ہو اور زمین تمہارے نیچے ہے اور تم اس میں سے بھاگ کر کہیں جا نہیں سکتے اور آسمان تمہارے اُوپر ہے اگر تم جاؤ تو تم کو کہیں اس سے فرار اور خلاصی کی صورت نہیں ہے اگر میں چاہوں تو تم کو ان سے ہلاک کر ڈالوں پھر آسمانوں میں سُورج ہے جو تمہارے دن کو روشن کرتا ہے تاکہ تم اپنی معاش کی تلاش میں ادھر اُدھر پھرو اور تمہارے لیے راتوں کو روشن چاند ہے تاکہ اندھیری رات میں تم کو نظر آئے اور کاروبار کی محنت جو تمہارے جسموں کو تھکا دیتی ہے تاریکی کو ان کے ترک کرنے کا باعث بنا کر تم کو آرام لینے پر مجبور کیا جاتا ہے وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ اور رات اور دن کی آمد ورفت میں جو ایک دوسرے کے بعد آتے ہیں اور نیک بختی اور بدبختی اور عزّت اور ذِلّت اور فراخی اور تنگی اور گرمی اور سردی اور فصلِ خریف اور ربیع اور ارزانی اور قحط سالی اور خوف اور امن طرح طرح کے عجائبات ظاہر کرتے ہیں جنکو تمہارا پروردگار عالم میں حادث کرتا ہے وَالْفُلْكِ الَّتِيْ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنْفَعُ النَّاسَ اور ان کشتیوں میں جو کہ دریا میں چلتی ہیں اور لوگوں کو نفع پہنچاتی ہیں اللہ نے وُہ ایسی سواریاں بنائی ہیں کہ رات دن کبھی نہیں

قولہ عزّوجلّ وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ترجمہ: اور تمہارا خدا ایک ہی خدا ہے اس رحمٰن و رحیم کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے۔

امام حسن عسکری علیہ السّلام نے فرمایا کہ خدا ارشاد فرماتا ہے وَاِلٰهُكُمْ اور تمہارا خدا جس نے محمدؐ اور علیؑ کو فضیلت کے ساتھ مکرّم کیا ہے اور انکی آلؑ اطہار کو خلافت کیساتھ معزز فرمایا ہے اور ان کے شیعوں کو نسیم و ریحان اور کرامت اور اپنی خوشنودی سے مشرّف کیا ہے اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ایک خدا ہے کہ کوئی اس کا شریک اور نظیر اور ہمسر نہیں ہے لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اُس کے سوا اور کوئی قابلِ پرستش نہیں ہے اور وُہ خالق اور باری اور مصوّر اور رازق اور باسط اور مُغنی اور مُعزّ اور مُذِل ہے اور اَلرَّحْمٰنُ رحم کرنیوالا ہے کہ مومن اور کافر اور نیک اور بد سب کو رزق دیتا ہے اپنے فضل و کرم اور رزق کو ان سے بند نہیں کرتا۔ اگرچہ وُہ اسکی اطاعت اور فرمانبرداری کو ترک کردیں۔ اَلرَّحِيْمُ اور اپنے مومن بندوں پر کہ وُہ شیعۂ آلِ محمدؐ ہیں مہربان ہے کہ ان کو تقیّہ کی گنجائش عطا کی ہے کہ جب عاجز ہوں تو اپنے اِس عقیدے کو پوشیدہ رکھیں۔

اور رسُولِ خداؐ نے فرمایا ہے کہ اگر خدا چاہتا تو تقیہ کو تم پر حرام کرتا اور اظہارِ حق کے وقت جو مُصیبتیں تمہارے دُشمنوں کے ہاتھ سے تم پر پڑتیں ان میں صبر و تحمّل کرنیکا حکم تم کو دیتا مگر اے ہمارے شیعو اور محبّو ہماری محبت اور ہمارے دُشمنوں کی عداوت کے فرض ہونے کے بعد خدا کا جو سب سے بڑا فرض تم پر ہے وُہ یہ ہے کہ اپنے نفسوں کے لیے اور اپنے مومن بھائیوں کے لیے تقیہ کا استعمال کرو۔ آگاہ ہو کہ اللہ تعالیٰ اس کے بعد ہر ایک گناہ کو مُعاف کردے گا اور اس کا پُورا بدلہ نہ لیگا مگر یہ دونوں امر ایسے ہیں کہ ان سے عذابِ شدید میں مُبتلا ہوئے بغیر کم ہی نجات پائیں گے۔ مگر ہاں اِس صُورت میں جبکہ ان کے مظلمے نواصب اور کفّار کے ذمّے ہوں تو ان حقوق کے عوض میں ان دونوں امروں کی تقصیر کا عذاب انھیں نواصب و کفّار پر ڈال دیا جائیگا جبکہ اُن کا کوئی مظلمہ تمہارے ذمّے نہ ہو۔ تم کو چاہیئے کہ خُدا سے ڈرو اور تقیہ کو ترک کرکے اور اپنے مومن بھائیوں کے حقوق میں تقصیر کرکے خُدا کی دُشمنی کا سامنا مت کرو۔

قولہ عزّوجلّ اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِيْ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنْفَعُ النَّاسَ وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ وَّتَصْرِيْفِ الرِّيٰحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ترجمہ: البتہ آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات اور دن کی آمد و رفت میں اور کشتیوں میں جو دریا میں چلتی ہیں اور لوگوں کو نفع پہنچاتی ہیں اور اللہ نے آسمان سے جو بارش کو نازل کیا ہے اور اس کے ذریعہ زمین کو اس کے مُردہ ہونے کے بعد زندہ کیا ہے اور زمین میں ہر قسم کے چوپائے پھیلائے اس میں اور ہواؤں کے بدلنے میں اور بادلوں میں جو آسمان اور زمین کے درمیان ٹھہرائے گئے ہیں سمجھدار اور عقلمند لوگوں کیلیے خدا کی شناخت کی بہت سی نشانیاں ہیں۔

امام حسن عسکری علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ جب آنحضرتؐ نے یہودیوں اور ناصبیوں کو انکار توحید و خلافت کے باب میں سرزنش کی تو سرکشانِ یہود و نواصب نے کہا کہ ایسا کون شخص ہے جو محمدؐ و علیؑ کی ان کے دشمنوں کے مقابلے میں مدد کرے اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کہ آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں کہ ان کے نیچے کوئی ستون نہیں دیا جو انکو گرنے سے بچائے اور نہ ان کے اُوپر کوئی بندش ایسی ہے جو انکو تم پر گرنے نہیں دیتی اور اے میرے بندو اور کنیزو تم میرے قیدی ہو اور میرے قبضے میں ہو اور زمین تمہارے نیچے ہے اور تم اس میں سے بھاگ کر کہیں جا نہیں سکتے اور آسمان تمہارے اُوپر ہے اگر تم جاؤ تو تم کو کہیں اس سے فرار اور خلاصی کی صورت نہیں ہے اگر میں چاہوں تو تم کو ان سے ہلاک کر ڈالوں پھر آسمانوں میں سُورج ہے جو تمہارے دن کو روشن کرتا ہے تاکہ تم اپنی معاش کی تلاش میں ادھر اُدھر پھرو اور تمہارے لیے راتوں کو روشن چاند ہے تاکہ اندھیری رات میں تم کو نظر آئے اور کاروبار کی محنت جو تمہارے جسموں کو تھکا دیتی ہے تاریکی کو ان کے ترک کرنے کا باعث بنا کر تم کو آرام لینے پر مجبور کیا جاتا ہے وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ اور رات اور دن کی آمد و رفت میں جو ایک دوسرے کے بعد آتے ہیں اور نیک بختی اور بد بختی اور عزّت اور ذلت اور فراخی اور تنگی اور گرمی اور سردی اور فصلِ خریف اور ربیع اور ارزانی اور قحط سالی اور خوف اور امن طرح طرح کے عجائبات ظاہر کرتے ہیں جنکو تمہارا پروردگارِ عالم میں حادث کرتا ہے وَالْفُلْكِ الَّتِيْ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنْفَعُ النَّاسَ اور ان کشتیوں میں جو کہ دریا میں چلتی ہیں اور لوگوں کو نفع پہنچاتی ہیں اللہ نے وُہ ایسی سواریاں بنائی ہیں کہ رات دن کبھی نہیں

تھمتی اور نہ تم سے گھاس اور پانی مانگتی ہیں اور ہواؤں کو ان کے چلانے کا ذریعہ بنا کر تمہارے قوائے بدنی کو تکلیف سے بچایا جو ہوا نہ چلنے کی صورت میں تم کو ان کے چلانے میں لگانے پڑتے تاکہ تمہاری مصلحتوں اور نفعوں کی تکمیل ہو اور تم اپنی نفسانی حاجتوں میں کامیاب ہو وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ اور اس پانی میں جو اللہ نے آسمان سے نازل کیا یعنی مینہ جو کبھی موسلا دھار اور چھڑا کے کا برستا ہے اور کبھی ہلکا ہلکا یکبارگی برسا کر تم کو غرق اور تمہاری معاشوں کو تباہ نہیں کرتا بلکہ اس کو جدا جدا کر کے بلندی سے نازل کرتا ہے تاکہ نشیبوں اور ٹیلوں اور پشتوں سب جگہوں پر پہنچے فَاَحْیَا بِہِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِھَا پس زمین کو اس کے مردہ ہونے کے بعد اسکے ذریعہ سے زندہ کیا تاکہ اس سے نباتات اور میوہ جات اور غلے پیدا ہوں وَبَثَّ فِیْھَا مِنْ کُلِّ دَآبَّۃٍ اور زمین میں ہر قسم کے چوپائے پھیلائے بعض تو تمہارے کھانے میں کار آمد ہیں اور زندگی دنیا کا سرمایہ بنتے ہیں اور بعض تیز رفتار درندے ہیں جو تمہارے چوپاؤں کے محافظ ہیں تاکہ ان کے پھاڑ کھانے کے ڈر سے کہیں بھاگ کر نہ جائیں اور تمہیں تکلیف میں نہ ڈالیں وَتَصْرِیْفِ الرِّیٰحِ اور ہواؤں کے بدلنے میں جو کہ تمہارے غلوں کو پرورش کرتی ہیں اور میووں کو پکاتی ہیں اور ہوا کے تھم جانے اور تمہاری تنگی کو دور کرتی ہیں۔ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَیْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اور بادلوں میں جو آسمان اور زمین کے درمیان ٹھہرائے گئے ہیں اور بارشوں کو اٹھاتے اور اللہ کی اجازت سے چلتے ہیں اور جہاں کے لیے حکم ہوتا ہے وہیں جا کر برساتے ہیں لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ البتہ اُن لوگوں کے لیے روشن اور واضح نشانیاں ہیں جو اپنی عقلوں سے غور و فکر کرتے ہیں کہ جس کے آثار قدرت میں یہ ایسی ایسی عجیب چیزیں ہیں وہ محمدؐ اور علیؑ اور ان کی آلؑ اطہار کا ان کے دشمنوں کے مقابلے میں معین و مددگار رہے اور اس نے نیک انجام اس کے واسطے مقرر کیا ہے جو اس کو دوست رکھے کیونکہ جہاد دنیا کے واسطے نہیں ہے بلکہ آخرت کے واسطے ہے جس کی نعمتیں ہمیشہ رہیں گی اور اُس کے عذاب کبھی زائل نہ ہوں گے۔

اور جناب رسالتمآبؐ نے فرمایا ہے کہ شیعیان محمدؐ و علیؑ میں سے اس بندۂ مومن کا حال قابل تعجب ہے جو دنیا میں اپنے دشمنوں پر منصور و فتحیاب ہو کر اس کے لیے دنیا اور آخرت دونوں جگہ کی بھلائی جمع ہو گئی۔ اور اگر دنیا میں بلا میں مبتلا ہو تو آخرت میں اس کیلئے اس قدر نعمتیں مہیا کی جائینگی کہ دنیاوی محنت و رنج کی ان نعمتوں کے آگے کچھ بھی حقیقت نہ ہوگی اسی طرح ہمارے اس مخالف شخص کا حال قابل تعجب ہے جو دنیا میں یاری و مددگاری نہ کیا گیا ہو اور مومنوں کے مقابلے میں مغلوب ہو کیونکہ اس کے لیے دونوں جہانوں کا عذاب جمع ہو گیا اور اگر دنیا میں اس (مخالف) کو مہلت دی گئی ہو اور عذاب دنیوی کو اس سے الگ رکھا گیا ہو تو اس کے لیے آخرت میں عجیب عجیب عذاب اور اس قدر طرح طرح کی تکالیف مہیا کی جائیں گی کہ وہ آرزو کریگا کہ کاش میں دنیا میں مسلمان ہوتا اور ان عذابوں کے مقابلے میں ان دنیاوی نعمتوں کی جو اس کو میسر تھیں کچھ بھی حقیقت اور حیثیت نہ ہوگی اگر ہمارے کسی مخالف کو جو بلحاظ دنیوی نعمتوں کے سب سے زیادہ خوشحال اور فارغ البال ہو اور سب سے زیادہ عمر پائی ہو قیامت کے دن آتش جہنم میں ایک غوطہ دے کر پوچھا جائے کہ تجھ کو کبھی نعمت بھی نصیب ہوئی تھی وہ بیشک یہی جواب دے گا کہ نہیں پس اے لوگو تم اُن نعمتوں کو جن میں یہ خوبیاں ہیں کیسا گمان کرتے ہو پس ان نعمتوں کو طلب کرو اور ان عذابوں سے خوف کرو۔

قولہ عزوجل وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ اَنْدَادًا یُّحِبُّوْنَھُمْ کَحُبِّ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ ۝ وَلَوْ یَرَی الَّذِیْنَ ظَلَمُوْٓا اِذْ یَرَوْنَ الْعَذَابَ اَنَّ الْقُوَّۃَ لِلّٰہِ جَمِیْعًا ۝ وَّاَنَّ اللّٰہَ شَدِیْدُ الْعَذَابِ ۝ اِذْ تَبَرَّاَ الَّذِیْنَ اتُّبِعُوْا مِنَ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْا وَرَاَوُا الْعَذَابَ وَتَقَطَّعَتْ بِھِمُ الْاَسْبَابُ وَقَالَ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْا لَوْ اَنَّ لَنَا کَرَّۃً فَنَتَبَرَّاَ مِنْھُمْ کَمَا تَبَرَّءُوْا مِنَّا کَذٰلِکَ یُرِیْھِمُ اللّٰہُ اَعْمَالَھُمْ حَسَرٰتٍ عَلَیْھِمْ وَمَا ھُمْ بِخٰرِجِیْنَ مِنَ النَّارِ ۝

ترجمہ: اور بعض آدمی ایسے ہیں کہ وہ خدا کے شریکوں کو اختیار کرتے ہیں وہ ان (شریکوں) کو خدا کی طرح دوست رکھتے ہیں اور جو لوگ ایمان لائے ہیں وہ خاص خدا سے دوستی کرنے میں زیادہ مضبوط ہیں (یعنی خدا پرستوں کی دوستی خدا کے ساتھ مشرکوں کے اپنے بتوں کو دوست رکھنے سے اور ان کے ساتھ دوستی کرنے سے بہت زیادہ اور پختہ ہے۔ اور اگر وہ لوگ جنھوں نے (بت پرستی کر کے) اپنے نفسوں پر ظلم کیا ہے۔ دیکھیں کہ جب وہ قیامت کے روز عذاب کو دیکھیں گے تو جانیں گے کہ تمام قوت خاص خدا ہی کے واسطے ہے اور البتہ خدا سخت عذاب دینے والا ہے جس وقت کہ متبوع اور پیشوا اپنے تابع اور پیرووں سے بیزار ہونگے اور وہ سب عذاب کو دیکھیں گے اور انکے باہمی تعلق اور رابطے سب قطع ہو جائینگے اور وہ لوگ جنھوں نے (بتوں کی) پیروی اور تابعداری کی تھی کہیں گے کاش ہم کو دنیا میں

پھر جانا ملے تو ہم اُن سے اسی طرح بیزار ہوں جس طرح (آج) یہ ہم سے بیزار ہوتے اسی طرح خدا اِن کو ان کے اعمال کو اِن پر باعثِ حسرت و افسوس کر کے دکھلائے گا۔ اور وُہ کبھی آتشِ دوزخ سے نہ نکلیں گے۔

امام حسن عسکری علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ جب مومن ایمان لائے اور عاقلوں نے محمدؐ اور علیؑ کی ولایت کو قبول کیا اور معاندوں نے ان دونوں سے رُوگردانی کی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَمِنَ النَّاسِ مَنۡ یَّتَّخِذُ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ اَنۡدَادًا۔ اے محمدؐ بعض لوگ ایسے ہیں جو اللہ کے سوا اس کے اور شریک قائم کرتے ہیں اور ان کو اللہ کی نظیر قرار دیتے ہیں یُحِبُّوۡنَہُمۡ کَحُبِّ اللّٰہِ ان بتوں کو جن کو وہ خدا کا شریک اور ہمسر سمجھتے ہیں اس طرح دوست رکھتے ہیں جس طرح وہ خدا کو دوست رکھتے ہیں۔ وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ اور جو لوگ کہ ایمان لائے ہیں وُہ ان مُشرکوں کے اِن شریکوں کو جن کو انھوں نے خدا کا ہمسر قرار دیا ہے۔ دوست رکھنے کی نسبت اللہ کو زیادہ تر دوست رکھتے ہیں کیونکہ مومنین پروردگاری اور قدرت خاص خدائے واحد ہی کے لیے مخصوص سمجھتے ہیں اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں کرتے پس ان کی مُحبت خدا کے لیے خالص ہے۔ بعد ازاں خدا فرماتا ہے کہ اے محمدؐ وَلَوۡ یَرَی الَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡۤا اِذۡ یَرَوۡنَ الۡعَذَابَ اگر وُہ لوگ جنھوں نے بتوں کو اللہ کا شریک ٹھہرا کر اور کافروں اور فاجروں کو محمدؐ اور علیؑ کا ہمسر قرار دے کر اپنے نفسوں پر ظلم کیا ہے دیکھیں جبکہ ان کے کُفر و عناد کی وجہ سے ان پر عذاب وارد ہوگا اور اِس عذاب کو دیکھ کر وُہ معلوم کریں گے کہ اَنَّ الۡقُوَّۃَ لِلّٰہِ جَمِیۡعًا سب قسم کی قوت اللہ ہی کے لیے مخصوص ہے جس کو چاہتا ہے عذاب دیتا ہے اور کفّار کو کسی قسم کی قوت نہیں ہے کہ وہ اس کے ذریعہ اس کے عذاب سے محفوظ رہیں وَاَنَّ اللّٰہَ شَدِیۡدُ الۡعَذَابِ اور جانیں گے کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جو اس کیساتھ شریکوں کو قرار دیتے ہیں سخت عذاب دیگا۔ بعد ازاں خدا فرماتا ہے کہ اِذۡ تَبَرَّاَ الَّذِیۡنَ اتُّبِعُوۡا مِنَ الَّذِیۡنَ اتَّبَعُوۡا اگر وُہ کفار جو خدا کیساتھ شریک قرار دیتے ہیں دیکھیں جبکہ سردار اور متبوع لوگ اپنی رعایا اور تابعدار لوگوں سے بیزار ہونگے وَرَاَوُا الۡعَذَابَ وَتَقَطَّعَتۡ بِہِمُ الۡاَسۡبَابُ اور انکے باہمی تعلقات اور رابطے جن سے وُہ باہم ملتے جلتے ہیں قطع ہوجائینگے اور ان کے حیلے اور ذریعے سب جاتے رہیں گے اور عذابِ خدا سے نجات پانے پر کسی طرح قادر نہ ہونگے وَقَالَ الَّذِیۡنَ اتَّبَعُوۡا لَوۡ اَنَّ لَنَا

کَرَّۃً اور وُہ لوگ جو اُن کے تابع تھے تمنّا کرینگے اور کہیں گے کہ کاش ہم کو دُنیا میں واپس بھیجا جاتا فَنَتَبَرَّاَ مِنۡہُمۡ کَمَا تَبَرَّءُوۡا مِنَّا تو ہم بھی وہاں جاکر ان سے اسی طرح بیزار ہوتے جس طرح یہ لوگ ہم سے یہاں بیزار ہوئے ہیں۔ اب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کَذٰلِکَ یُرِیۡہِمُ اللّٰہُ اَعۡمَالَہُمۡ حَسَرٰتٍ عَلَیۡہِمۡ اسی طرح جیسا کہ وہ باہم ایک دُوسرے سے بیزار ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے اعمال کو ان پر ان کے حسرتوں کا باعث ظاہر کریگا اور اس کا باعث یہ ہے کہ انھوں نے دُنیا میں غیر خدا کے لیے عمل کیے تھے اور وُہ اور لوگوں کے اعمال کو دیکھیں گے جو خدا کیلیے کیے گئے تھے کہ اللہ نے اِن کو ان عملوں کا بہت بڑا ثواب عطا فرمایا ہے اور ہمارے اعمال چونکہ غیر خدا کیلیئے کیے گئے تھے یا وُہ حکمِ خدا کے موافق نہ کیے گئے تھے۔ اِس لیے ہم کو ان کا کچھ بھی ثواب نہیں ملا (اس طرح ان کی حسرت زیادہ ہوگی۔ مگر حسرت سے کیا حاصل) اب خدا فرماتا ہے وَمَا ہُمۡ بِخٰرِجِیۡنَ مِنَ النَّارِ اور وُہ آتشِ جہنم سے نہ نکلیں گے۔ کیونکہ اُن کا عذاب دائمی اور ابدی ہوگا اور انکے گناہ کُفر کے حکم میں ہونگے اور اُن کو کسی نبیؑ اور وصیؑ اور ان کے کسی برگزیدہ شیعہ کی شفاعت نصیب نہ ہوگی۔

امام زین العابدینؑ نے فرمایا ہے کہ جناب رسالتمآبؐ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو مرد یا عورت ہماری ولایت کو ترک کردے اور ہمارے طریق کی مخالفت اختیار کرے اور ہمارے ناموں اور ہمارے اہلبیت کے نیک اور برگزیدہ شخصوں (جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے دین و دُنیا کے قائم کرنے کیلیے منتخب کیا ہے) کے ناموں سے ہمارے غیر کو نامزد کرے اور ہمارے القاب سے ہمارے غیر کو ملقب کرے اور اس کا یہ عمل دلی اعتقاد سے ہو تقیہ یا کسی دینی مصلحت کی تدبیر کرنیکی وجہ سے نہ ہو اسکو اور اس غیر شخص کو جسکو اُس نے اللہ کے سوا اپنا ولی اختیار کیا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن زندہ کر کے اُٹھائیگا اور جو شیاطین اسکو گمراہ کیا کرتے تھے وُہ بھی اس کے پاس جمع کیے جائیں گے پھر پروردگارِ عالم اُس سے فرمائیگا اے میرے بندے آیا میرے ساتھ کوئی پروردگار ہے؟ تو ان ہی کی عبادت کرتا تھا اور اُن ہی کو طلب کرتا تھا آج ان ہی سے اپنے عملوں کا ثواب طلب کر تو ان کیساتھ ہی اپنے جرموں کی سزا پائیگا بعد ازاں حکم ہوگا کہ اُن شیعوں کو لاؤ جو محمدؐ اور علیؑ کی ولایت رکھتے تھے خواہ وہ تقیہ کرتے تھے اور اپنے اعتقادات کو ظاہر نہ کرتے تھے خواہ تقیہ نہ کرتے تھے اور اپنے عقیدوں کو ظاہر کرتے تھے اس کے بعد فرشتوں کو ندا ہوگی کہ شیعیانِ محمدؐ و علیؑ کے حسنات کو دیکھو اور ان کو مضاعف کرو تب ان کے حسنات چند در چند

زیادہ کر دیئے جائیں گے۔ پھر ارشاد ہوگا کہ اے فرشتو شیعیانِ محمدؐ و علیؑ کے گناہوں کو دیکھو تب وہ دیکھیں گے پس بعض کے گناہ تو بہت تھوڑے ہونگے اور اسکی طاعتوں اور عبادتوں میں دبے ہوئے ہونگے پس یہ لوگ اپنے اولیا و اصفیا کیساتھ سعادت پانیوالے ہیں اور بعض لوگ ایسے ہوں گے کہ اُن کے گناہ نہایت کثیر اور عظیم ہونگے۔ اُس وقت خدا فرمائیگا کہ دوستانِ محمدؐ و علیؑ میں سے اُن لوگوں کو لاؤ جن پر کسی قسم کا تقیہ واجب نہ تھا۔ تب وہ حاضر کیئے جائیں گے اس وقت اللہ تعالیٰ حکم دے گا کہ میرے ان ناصبی بندوں کے حسنات کو دیکھو جنھوں نے محمدؐ اور علیؑ اور ان دونوں کے جانشینوں کو چھوڑکر غیروں کو ان کا ہمسر بنایا تھا اور ان نیکیوں کو ان مومنوں کے لیے مقرر کرو۔ کیونکہ جب یہ مومن ان ناصبیوں کے ہاتھوں میں جا پڑتے تھے تو یہ ملعون ان کو ہلاک کر دیتے تھے اور ان کی ایذا رسانی کا قصد کرتے تھے فرشتے ایسا ہی کرینگے اور ان ناصبیوں کی نیکیاں ہمارے ان شیعوں کو مل جائیں گی جن پر تقیہ واجب نہ تھا بعد ازاں پروردگارِ عالم فرشتوں سے فرمائیگا کہ اب ان شیعوں کے گناہوں کو دیکھو اگر ان نواصب کے ذمّے ان کے اب بھی کچھ حقوق باقی رہ گئے ہیں اس سبب سے کہ وہ ان کی بدگوئیاں کیا کرتے تھے تو ان حقوق کے موافق ان شیعوں کے گناہ ناصبیوں کی گردنوں پر دھر دو فرشتے ایسا ہی کرینگے پھر حکم ہوگا کہ ان شیعوں کو لاؤ جو دشمنوں کے خوف سے تقیہ کرتے تھے اور ان کی نیکیوں اور بدیوں اور ان نواصب کی نیکیوں اور بدیوں کے بارے میں وہی طریق عمل میں لاؤ جیسا کہ فریق اوّل کے باب میں کیا گیا ہے اس وقت وہ ناصبی عرض کرینگے کہ اے پروردگار یہ لوگ ہمارے جلسوں میں شریک ہوتے تھے اور ہماری باتوں کے قائل تھے اور ہمارے مذاہب کے معتقد تھے جواب ملیگا اے ناصبیو خدا کی قسم وہ ہرگز تمہارے مذاہب کے معتقد نہ تھے بلکہ محض رضائے خدا کیلئے دِل سے تمھارے مخالف تھے اگرچہ وہ ظاہر میں از روئے تقیہ تم جیسی باتیں کیا کرتے تھے اور تمہاری طرح سے اعمال بجالاتے تھے اے گروہ کفّار ہم نے ان کے ان اقوال و اعمال کے عوض اپنے فرمانبردار اور نیک بندوں کے سے ثواب مہیا کیے ہیں کیونکہ یہ لوگ ہمارے حکم سے ایسا کرتے تھے الغرض جب وہ ناصبی اپنی نیکیاں ہمارے شیعوں کے میزانِ اعمال میں دیکھیں گے اور ان کے گناہوں کو اپنی پیٹھوں پر لدا ہوا پائیں گے تو ان کو نہایت حسرت اور افسوس لاحق ہوگا۔ چنانچہ خدا نے فرمایا ہے كَذَٰلِكَ يُرِيهِمُ اللَّهُ

أَعْمَالَهُمْ حَسَرَاتٍ عَلَيْهِمْ۔

قولہ عزّوجل يَا أَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ ۝ إِنَّمَا يَأْمُرُكُمْ بِالسُّوءِ وَالْفَحْشَاءِ وَأَنْ تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ۝

ترجمہ: اے لوگو! جو چیزیں کہ زمین میں ہیں ان کو کھاؤ۔ درآنحالیکہ وہ تم پر حلال اور پاکیزہ ہوں اور شیطان کے قدموں (رفتار اور چال ڈھال) کی پیروی مت کرو۔ کیونکہ وہ تمھارا ظاہر دشمن ہے وہ تم کو یہی حکم دیتا ہے کہ گناہ اور بدکاریاں کرو۔ اور اللہ کے حق میں وہ باتیں کہو جو تم کو معلوم نہیں ہیں۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے يَا أَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا اے لوگو! زمین میں جو قسم قسم کے میوے اور طرح طرح کے کھانے موجود ہیں ان میں سے کھاؤ درآنحالیکہ وہ تمھارے لیے حلال اور پاکیزہ ہوں اور وہ حلال اور طیب جب ہوں گے جبکہ تم اپنے پروردگار کی اطاعت کرو گے اس طرح پر کہ جس کو اس نے معظم اور معزز کیا ہے اسکی تعظیم اور عزت کرو اور جس کو اس نے ذلیل اور حقیر کیا ہے اس کو ذلیل اور حقیر سمجھو وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ اور جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے ایسا پیغمبر کیا ہے جو تمام پیغمبروں سے افضل ہے اور جس کو اُس نے حکم دیا ہے کہ اس شخص کو اپنا وصی مقرر کرے جو افضل جمیع اوصیا ہے اُس افضل پیغمبراں کی مخالفت اور اس افضل اوصیا کی معاندت میں جسکی طرف شیطان تم کو لیجاتا ہے اور اسکے ساتھ تمکو ورغلاتا ہے اسکے قدموں کی پیروی مت کرو إِنَّمَا يَأْمُرُكُمْ بِالسُّوءِ وَالْفَحْشَاءِ کیونکہ شیطان تم کو صرف سوء مذہبی اور محمدؐ رسول اللہ خیر خلق اللہ کے باب میں بداعتقادی اور محمدؐ رسول اللہ کے بعد بہترین اولیاء اللہ کی ولایت کے انکار کرنے کا حکم دیتا ہے۔ وَأَنْ تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ اور یہ حکم دیتا ہے کہ جس شخص کا امامت میں خدا نے کوئی حصّہ مقرر نہیں کیا اور جس کو اپنا رذیل تر دشمن اور سب سے بڑا اپنا کافر قرار دیا ہے اُسکی امامت کے باب میں اللہ تعالیٰ کے حق میں وہ باتیں کہو جو تم کو معلوم نہیں ہیں۔

امام زین العابدین علیہ السلام نے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو مخلوقات پر فضیلت دی ہے اور تمام پیغمبروں پر مجھ کو شرف عنایت فرمایا ہے اور قرآن عظیم کے ساتھ مجھ کو خاص کیا ہے اور سید اوصیا علیؑ ابن ابیطالب کیساتھ مجھکو عزّت بخشی ہے اور شیعوں کے ساتھ جو تمام

انبیاء و اوصیا کے شیعوں سے بہتر ہیں مجھ کو معظّم اور مکرّم فرمایا ہے اور مجھ سے ارشاد فرمایا ہے کہ اے محمدؐ میں نے جو نعمتیں تجھ کو عطا کی ہیں اُن کے عوض میں میرا ایسا شکر ادا کرو جو زیادتی نعمات کا باعث ہو اس وقت میں نے عرض کی کہ اے میرے پروردگار وہ افضل چیز کیا ہے جس سے تیرا شکر بجالاؤں۔ فرمایا اے محمدؐ میرا افضل شکر یہ ہے کہ اپنے بھائی علیؑ کے فضائل کو پھیلا اور میرے اور بندوں کو رغبت دلا کہ وہ اسکی اور اسکے شیعوں کی تعظیم و تکریم کریں اور ان کو حکم دے کہ وہ سب طرح کی محبتیں اور عداوتیں صرف میری رضا کے لیے کریں اور ابلیس اور سرکش نافرمانوں سے جو میری مخالفت کی طرف لوگوں کو دعوت کرتے ہیں۔ جنگ برپا کریں اور محمدؐ اور علیؑ کے دشمنوں سے دشمنی کرنے کو ان سے بچنے کیلئے اپنی سپر بنائیں اور ابلیس اور اسکے لشکروں کے مقابلے میں سب سے عمدہ ہتھیار اس بات کو بنائیں کہ محمدؐ کو تمام پیغمبروں سے افضل جانیں اور علیؑ کو اسکی تمام اُمّت سے اشرف سمجھیں اور یہ اعتقاد رکھیں کہ وہ فخر انبیا ایسا راست گو ہے کہ کبھی جھوٹ نہیں بولتا اور ایسا دانا اور صاحبِ حکمت ہے کہ کبھی جہالت اور نادانی نہیں کرتا اور ایسا ہوشیار اور صائب الرائے ہے کہ کبھی غافل نہیں ہوتا اور وہ ایسا شخص ہے کہ اسکی محبت کے سبب مومنوں کے میزان ہائے اعمال گرانبار ہو جائیں گے اور اسکی مخالفت نواصب کے اعمال کے ترازوؤں کو ہلکا کر دے گی جب وہ اس طرح کریں گے تو ابلیس اور اس کے سرکش لشکروں کو بہت بڑی شکست ہو گی اور وہ نہایت ہی ضعیف ہو جائیں گے۔

قولہٗ عزّوجل وَاِذَا قِیْلَ لَھُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَیْنَا

عَلَیْہِ اٰبَآءَنَا اَوَلَوْ کَانَ اٰبَآؤُھُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ شَیْئًا وَّلَا یَھْتَدُوْنَ ۝ ترجمہ اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اُس چیز کی پیروی کرو جس کو اللہ نے نازل کیا ہے تو وہ جواب دیتے ہیں (کہ نہیں) بلکہ ہم تو اسی طریق کی پیروی کرتے ہیں جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے (اب خدا ان کا جواب دیتا ہے) کیا اگر انکے باپ (دین میں) کچھ نہ سمجھتے ہوں اور ہدایت یافتہ نہ ہوں تو بھی یہ انکی پیروی کرینگے۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کا حال بیان کرتا ہے جو شیطان کے قدموں (رفتار) کی پیروی کرتے ہیں اور فرماتا ہے وَاِذَا قِیْلَ لَھُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ کہ جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو اپنی کتاب میں محمدؐ کے وصف اور علیؑ کی تعریف اور اسکے فضائل و مناقب نازل کیے ہیں اس کی پیروی کرو۔ اور رسولؐ کی طرف آؤ تاکہ وہ جو کچھ حکم تم کو دے اس کو قبول کرو۔

قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَیْنَا عَلَیْہِ اٰبَآءَنَا تب وہ جواب دیتے ہیں کہ بلکہ ہم تو اسی طریق کی پیروی کرتے ہیں جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے اور وہی ہم کو کافی ہے پس انھوں نے رسول اللہؐ کی مخالفت اور علیؑ ولی اللہ کی دشمنی ظاہر طور پر کرنے میں اپنے باپ دادا کے طریق کی پیروی اختیار کی ہے اب حق تعالیٰ فرماتا ہے اَوَلَوْ کَانَ اٰبَآؤُھُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ شَیْئًا وَّلَا یَھْتَدُوْنَ اگر ان کے باپ دادا کسی بات کو نہ سمجھتے ہوں اور راہِ صواب کی طرف ذرا بھی ہدایت یافتہ نہ ہوں تو کیا پھر بھی یہ اُن کی پیروی کریں گے۔

امام زین العابدین علیہ السلام نے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے اے بندگانِ خدا بحکمِ خدا سے میرے بھائی اور وصی علیؑ ابن ابی طالب کی متابعت کرو اور ان لوگوں کے مشابہ نہ ہو جنھوں نے اپنے جاہل اور کافر باپ دادا کی پیروی کر کے اللہ کے سوا اور پروردگار مقرر کیے ہیں کیونکہ جو کوئی دین میں ایسے شخص کا پیرو ہوتا ہے جو دینِ حق سے بالکل بے خبر ہے وہ عذابِ خدا میں گرفتار ہوتا ہے اور ابلیس لعین کا قیدی بنتا ہے اور آگاہ ہو کہ خدائے بزرگ و برتر نے میرے بھائی علیؑ کو میری عترتِ طاہرہ کی اعلیٰ زینت بنایا ہے اور فرمایا ہے کہ جو کوئی اسکو اور اس کے دوستوں کو دوست رکھے اور اسکے دشمنوں سے دشمنی کرے میں اسکو اپنی جنت کی اعلیٰ زینت بناؤنگا اور اپنا بزرگ تر دوست اور مخلص قرار دونگا بعد ازاں حضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ جو کوئی ہم اہلبیتؑ کی محبت پر قائم رہیگا۔ اللہ تعالیٰ اس کے واسطے بہشت کے آٹھوں دروازے کھول دیگا۔ اور سب کو اس کے لیے مباح کر دیگا کہ جس دروازے سے اس کا جی چاہے داخل ہو اور جنت کے تمام دروازے اس کو پکاریں گے اے خدا کے دوست آ خدا کے دوست کیا تو مجھ سے داخل نہ ہوگا اور ہم سب میں سے مجھ کو خصوصیت نہ بخشے گا۔

قولہٗ عزّوجل وَمَثَلُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا کَمَثَلِ الَّذِیْ یَنْعِقُ بِمَا لَا یَسْمَعُ اِلَّا دُعَآءً

وَّنِدَآءً صُمٌّۢ بُکْمٌ عُمْیٌ فَھُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ ترجمہ: اور جو لوگ کہ کافر ہوئے اُن کی مثال اس شخص کی سی ہے جو ایسی آواز سے بولتا ہے جو صرف ایک پکار اور آواز سنائی دیتی ہے اور جو کچھ سمجھ میں نہیں آتی وہ بہرے گونگے اور اندھے ہیں پس وہ کچھ نہیں سمجھتے ہیں۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ مَثَلُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا جو لوگ کہ کافر ہوئے اُن کی مثل بتوں کی پرستش کرنے اور محمدؐ و علیؑ کے سوا شرکا، قرار دینے میں کَمَثَلِ الَّذِیْ یَنْعِقُ

بِمَا لَا يَسْمَعُ اِلَّا دُعَآءً وَّ نِدَآءً ۔ اُس شخص کی سی ہے جو ایسی آواز سے بولتا ہے جو محض ایک پکار اور آواز سُنائی دیتی ہے اور اس کا کچھ مطلب سمجھ میں نہیں آتا جو کوئی فریاد رس اس کی فریاد کو پہنچے اور جس سے وہ مدد طلب کرے وہ اس کی امداد کرے صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْيٌ وہ ہدایت کے باب میں بہرے اور گونگے اور اندھے ہیں کیونکہ وُہ اللہ کے سوا بُتوں کی جن کو انھوں نے خدا کا شریک بنایا ہے عبادت کرتے ہیں اور دوستانِ خدا کے مخالفوں کی متابعت کرتے ہیں جن کو انھوں نے خدا کے پسندیدہ خُلفاء کے ناموں سے نامزد کیا ہے اور بہترین ائمہ (جن کو خدا نے اپنے دین کے قائم کرنے کے لیے نصب کیا ہے) کے القاب سے ملقب کیا ہے فَهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ پس وُہ امرِ خدا کو نہیں سمجھتے ہیں۔

امام زین العابدین علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ یہ آیت بُت پرستوں اور نواصبِ اہلبیتِ محمدؐ اور ان لوگوں کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ جو اس سے باغی اور سرکش ہیں عنقریب فرشتے ان کو جہنم میں لے جائیں گے۔

پھر رسُولِ خدا نے فرمایا کہ ہم شیطان رجیم سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں کیونکہ جو کوئی اس ملعون سے خدا کی پناہ مانگتا ہے۔ خدا اس کو پناہ دیتا ہے۔ نیز ہم اسکے ہمزات اور نفخات اور نفثات سے خدا کی پناہ مانگتے ہیں۔ آیا تم جانتے ہو وُہ کونسی چیزیں ہیں سُنو اس کے ہمزات ہم اہلبیتؑ کا بُغض ہے جو وُہ ہمارے دلوں میں ڈال دیتا ہے۔ صحابہ نے عرض کی کہ یارسُولؐ اللہ ہم کیونکر تمُ سے بُغض رکھیں گے۔ جبکہ ہم نے خدا کے نزدیک تمھارے مراتب کو پہچان لیا۔ فرمایا اس طرح سے کہ ہمارے دوستوں سے بُغض رکھو۔ اور ہمارے دُشمنوں سے دوستی کرو۔ پس تم کو چاہیے کہ ہمارے دُشمنوں کی محبت اور دوستوں کی عداوت سے اللہ کی پناہ مانگو تب تمُ ہمارے بُغض اور ہماری عداوت سے بچے رہو گے کیونکہ جو کوئی ہمارے دُشمنوں کو دوست رکھے وُہ ہمارا دشمن ہے اور ہم اس سے بیزار ہیں اور خدائے بُزرگ و برتر بھی اس سے بیزار ہے (نفخات و نفثات کے معنی آیۂ ذیل کے ضمن میں درج ہیں۔ (مترجم عفی عنہٗ)

قولہٗ عزّوجلّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَاشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ۝ اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ

وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ ترجمہ: اے ایمان والو! کہ جو چیزیں کہ ہم نے تم کو دی ہیں اُن میں سے پاکیزہ چیزوں کو کھاؤ اور خدا کا شکر کرو۔ اگر تمُ خاص اس کی عبادت کرتے ہو اُس نے صرف مُردار اور خوُن اور سُور کا گوشت اور وُہ چیز جس پر غیرِ خدا کا نام پکارا جائے تم پر حرام کی ہے پس جو شخص کہ مُضطر ہو اور زیادتی کرنے والا اور حد سے گزُرنے والا نہ ہو تو اس کو ان حرام چیزوں کے کھانے میں کچھ گُناہ نہیں ہے کیونکہ خدا بخشنے والا اور مہربان ہے۔

امام حسن عسکری علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اے وُہ لوگو جو اللہ کی وحدانیت اور محمدؐ رسُول اللہ کی نبوّت اور علیؑ ولی اللہ کی امامت پر ایمان لائے ہو كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَاشْكُرُوْا لِلّٰهِ ان چیزوں میں سے جو ہم نے تم کو دی ہیں پاکیزہ چیزوں کو کھاؤ اور ہماری عطا کردہ نعمتوں پر ہمارا شکر ادا کرو منجملہ ان نعمتوں کے جو ہم نے تم کو دی ہیں ایک یہ ہے کہ تم کو محمدؐ اور علیؑ کی ولایت پر قائم کیا تاکہ تمُ کو اس کی بدولت شیاطین کی شرارتوں سے محفوظ رکھے جو اپنے پروردگار عزّوجل کے نافرمان ہیں اس لیے کہ جب تم اپنے نفسوں پر ولایت محمدؐ و علیؑ کو تازہ کرتے ہو تو خدا کی لعنتیں اُن سرکش شیطانوں پر از سرِ نو پڑنی شروع ہو جاتی ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ ان کے نفخات اور نفثات سے تم کو اپنی پناہ میں لے لیتا ہے۔ جب حضرتؐ اس مقام پر پہنچے تو کسی نے عرض کی کہ یارسُول اللہ نفخاتِ شیطانی کیا چیز ہیں بیان فرمائیے فرمایا نفخہ وہ چیز ہے جسکو شیاطین غصّہ کے وقت انسان میں پھُونک دیتے ہیں جو اسکے دین و دُنیا کی بربادی اور تباہی کا باعث بنتی ہے اور کبھی عدم غضب کے وقت بھی ایسا عمل کرتے ہیں جس سے وُہی نتائج پیدا ہوتے ہیں پھر فرمایا کیا تم کو معلوم ہے کہ سخت تر نفخہ شیطانی کیا ہے ؟ وہ چیز ہے جسکو کسی آدمی میں پھُونک کر اس کو وہم میں ڈال دیتے ہیں کہ اس اُمّت کا ایک آدمی ہم اہلبیتؑ سے افضل ہے یا ہمارا ہمسر اور ہم رُتبہ ہے۔ خدا کی قسم ہرگز ایسا نہیں ہے کہ اُمّت کا کوئی آدمی ہم سے افضل یا ہمارا ہم مرتبہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اوّل تو محمدؐ کو اور اسکے بعد آلِ محمدؐ کو اس ساری اُمّت پر فوقیت دی ہے جیسے آسمان کو زمین پر فوقیت بخشی ہے اور جیسے سُورج اور چاند کی روشنی کو سُہا ستارہ کی روشنی پر فوق دیا ہے اور نفثاتِ شیطانی میں یہ بات داخل ہے کہ تم میں سے کوئی شخص اپنے دل میں

سمجھ لیتا ہے کہ قرآن کے بعد ہم اہلبیتؑ کے ذکر کرنے اور ہم پر درود و سلام بھیجنے کی نسبت زیادہ تر اس کو شفا دینے والی کوئی اور چیز بھی ہے اور حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم اہلبیتؑ کے ذکر کو سینوں کے لیے باعث شفا اور ہم پر درود بھیجنے کو گناہوں اور قصوروں کا مٹانے والا اور عیبوں سے پاک کرنے والا اور نیکیوں کا بڑھانے والا بنایا ہے۔

پھر خدا فرماتا ہے اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ اگر تم خاص اسی خدا کی عبادت کرتے ہو تو تم کو جس کی اطاعت کرنے کا اُسنے حکم دیا ہے اسکی اطاعت بجالا کر اس کا شکر ادا کرو اور جنکی اطاعت کا خدا نے حکم دیا ہے وہ محمدؐ اور علیؑ اور ان کے خلفائے طاہرین علیہم الصلوٰۃ والسلام ہیں۔

پھر خدا فرماتا ہے اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ خُدا نے تم پر صرف مُردہ جو کہ حکم خدا کے موافق ذبح کیے بغیر خود ہی مر گیا ہو اور خون اور سُور کا گوشت اور جو چیز کہ غیر خدا کا نام لے کر ذبح کی گئی ہو ان سب کا کھانا حرام کیا ہے اور مَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ میں وُہ ذبائح داخل ہیں جنکو کفار اپنے بتوں کے نام پر جن کو وُہ خدا کا شریک کہتے ہیں اور اللہ کے سوا ان کو اختیار کرتے ہیں قربانی کرتے ہیں فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ مگر جو کوئی ان حرام چیزوں میں سے کسی چیز کے کھانے پر مُضطر اور مجبور ہو اور وُہ ضرورت کے وقت امام ہدایت کنندہ سے باغی نہ ہو اور جو شخص کہ پیغمبر نہ ہو اس کی پیغمبری کے باب میں اور جو امام نہ ہو اس کی امامت کے بارے میں جھوٹی بات کہہ کر حد سے تجاوز نہ کر گیا ہو تو اس کو ان حرام چیزوں کے کھانے میں کچھ گناہ نہیں ہے اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ بے شک اللہ اے مومنو تمھارے عیبوں کا چھپانیوالا اور تمھارے حال پر رحم کرنیوالا ہے کہ جن چیزوں کا کھانا فراغبالی کے وقت حرام کیا ہے ضرورت کے وقت ان کو تمھارے لیے حلال کر دیا ہے۔

اور امام زین العابدینؑ نے روایت کی ہے کہ جناب رسُولِ خدا نے فرمایا ہے اے مومنو تمام امور حرام سے پرہیز کرو اور یہ سمجھ لو کہ شیعیانِ آلِ محمدؐ میں سے اپنے کسی دینی بھائی کی غیبت کرنی حرام ہونے میں مُردہ کھانے سے بھی بڑھ کر ہے چنانچہ حق تعالیٰ فرماتا ہے وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ط اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ یعنی تم ایک دوسرے کی غیبت مت کرو آیا تم میں سے کوئی شخص یہ بات پسند کرتا ہے کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے اور اگر مُردہ بھائی کا

گوشت تمھارے سامنے پیش کیا جائے تو تم کراہت کرو گے اور ہرگز نہ کھاؤ گے اور خُون کی حُرمت (حرام ہونا) شیعیانِ محمدؐ و آلِ محمدؐ میں سے کسی مومن کی بادشاہ جابر کے پاس چغلی کھانے کی حرمت سے بہت ہی کم ہے کیونکہ اس حالت میں اس چغلخور نے اپنے نفس کو بھی اور اپنے برادر دینی اور اس بادشاہ کو بھی ہلاک کیا۔

اور سُور کے گوشت کی حرمت خدا کے ذلیل و خوار کیے گئے شخص کو معزّز و معظم سمجھنے اور جن لوگوں کو خدا نے فاسقوں کے نام سے نامزد کیا ہے ان کو ہمارے ناموں سے نامزد کرنے اور جنکو خُدا نے فاجرو کے لقب سے ملقّب کیا ہے ان کو ہمارے القاب سے ملقب کرنیکی حُرمت سے بہت ہی خفیف ہے۔

اور وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ یعنی غیر خدا نام لے کر ذبح کی گئی چیز کی حُرمت تمھارے واسطے اس فعل کی حُرمت سے بہت ہی کم ہے کہ تم عدم تقیہ کی صورت میں ہمارے دشمنوں کے ناموں کو جو ہمارے حقوق کے غصب کرنے والے ہیں خطبۂ نکاح یا خُطبۂ نماز جمعہ میں داخل کرو۔

پھر خُدا فرماتا ہے فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ کہ جو کوئی ان حرام چیزوں میں سے کسی چیز کے کھانے پر مجبور ہو بشرطیکہ وُہ باغی اور حد سے گزرنے والا نہ ہو تو اسکے کھانے میں کوئی گناہ اسکے ذمّے نہیں ہے جس شخص کو حالت تقیہ ان حرام چیزوں میں سے کسی چیز کے تناول کرنیکی طرف مُضطر کرے اور تقیہ کے زائل ہونے کی حالت میں طاعتِ الٰہی کا معتقد ہو تو کچھ گناہ اُس کے ذمّے نہیں ہے اسی طرح اگر کسی کو مجبوراً اپنے کسی دینی بھائی کی بدگوئی کرنی پڑے تاکہ اس عمل سے اپنے نفس یا اپنے اس دینی بھائی پر سے کفّار و نواصب کے ہاتھ سے مارے جانے کی بلا کو دفع کرے اور اگر کوئی شخص مومن بھائیوں کی یا بہت سے مُسلمانوں کی انکے ہلاک کرنے کی نیّت سے چغلی کھائے اور وُہ لوگ اُس سے انتقام لینا چاہیں و داسکی چغلی کھائیں اور وُہ عیب بیان کریں جو فی الواقع اسمیں موجود ہوں اور جو کوئی کسی ایسے شخص کو بزرگ اور قابل تعظیم سمجھے جو حکم خدا میں ذلیل و خوار ہے یا کسی ایسے شخص کی حقارت کا خیال دلائے جو دین خدا میں معظّم اور مکرّم ہے بایں غرض کہ وہ شخص اور خود اپنا نفس دشمنوں کے سر سے محفوظ رہے اور جو کوئی دشمن دین کو اپنے نفس کے خوف سے بزرگ ناموں سے نامزد کرے اور جو کوئی ازروئے تقیہ کے مخالفان دین کے احکام کو قبول کرے ان تمام صورتوں میں اس شخص پر کسی قسم کا گناہ عائد نہیں ہوتا۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کے واسطے تقیہ کو وسیع کیا ہے

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے اپنے کسی شیعہ کو کسی منافق کے پیچھے نماز پڑھتے دیکھا اور اس شیعہ کو بھی یہ حال معلوم ہو گیا کہ حضرت نے مجھ کو نماز پڑھتے دیکھ لیا ہے اس لیے وہ حاضر خدمت ہوا اور عرض کی اے فرزند رسولؐ میں حضرت سے عذر کرتا ہوں کہ میں نے تقیہ کے سبب فلاں منافق کے پیچھے نماز پڑھی اور اگر یہ بات نہ ہوتی تو میں ضرور تنہا ہی نماز کو ادا کرتا حضرتؑ نے فرمایا اے مرد مومن تجھ کو عذر کرنے کی کچھ حاجت نہیں ہے ہاں ترک کرنے کی صورت میں عذر کرنے کی بیشک تجھ کو ضرورت تھی اے خدا کے مومن بندے اس وقت ساتوں آسمانوں اور ساتوں زمینوں کے فرشتے برابر تجھ پر درود بھیج رہے ہیں اور تیرے اس پیش نماز پر لعنت کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے امر فرمایا ہے کہ تیری اس نماز کو جو حالت تقیہ میں تو نے ادا کی ہے سات سو نمازوں کے برابر لکھیں جو تو تنہا ادا کرتا پس تجھ پر تقیہ لازم ہے اور یہ جان لے کہ اللہ تعالیٰ تقیہ کے تارک کا ایسا ہی دشمن ہے جیسے اسکے منکر کا پس تو اپنے نفس کے لیے اس بات کو پسند نہ کر کہ خدا کے نزدیک تیرا درجہ اس کے دشمنوں کے برابر ہو۔

قولہ عزوجل اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ مِنَ الْکِتٰبِ وَیَشْتَرُوْنَ

بِہٖ ثَمَنًا قَلِیْلًا ۙ اُولٰٓئِکَ مَا یَاْکُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِہِمْ اِلَّا النَّارَ وَلَا یُکَلِّمُہُمُ اللّٰہُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَلَا یُزَکِّیْہِمْ ۚ وَلَہُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۝ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَۃَ بِالْہُدٰی وَالْعَذَابَ بِالْمَغْفِرَۃِ ۚ فَمَآ اَصْبَرَہُمْ عَلَی النَّارِ ۝ ذٰلِکَ بِاَنَّ اللّٰہَ نَزَّلَ الْکِتٰبَ بِالْحَقِّ ۭ وَاِنَّ الَّذِیْنَ اخْتَلَفُوْا فِی الْکِتٰبِ لَفِیْ شِقَاقٍۭ بَعِیْدٍ ۝ ترجمہ جو لوگ کہ خدا کی نازل کی ہوئی کتاب کو پوشیدہ کرتے ہیں اور اس پوشیدہ کرنے کے عوض میں تھوڑی سی قیمت خریدتے ہیں یہ لوگ اپنے پیٹوں میں صرف آگ کھاتے ہیں اور قیامت کے دن خدا ان سے کلام نہ کرے گا اور نہ ان کو ان کے اعمال کی ناپاکی سے پاکیزہ کریگا اور ان کے لیے عذاب دردناک ہے یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے گمراہی کو ہدایت کے عوض میں اور عذاب کو مغفرت کے عوض میں خرید کیا ہے پس کس چیز نے ان کو آتش دوزخ پر صابر اور دلیر کر دیا ہے؟ یہ عذاب اس سبب سے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کتاب کو حق کے ساتھ نازل کیا ہے (اور ان لوگوں نے اسکو جھٹلایا اور ترک کیا) اور جن لوگوں نے کتاب خدا میں اختلاف کیا ہے وہ بیشک مخالفت بعید میں ہیں۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہم اہلبیتؑ کے فضائل پوشیدہ کرنیوالوں کا حال بیان کرتا ہے اور فرماتا ہے۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ مِنَ الْکِتٰبِ جو لوگ کہ خدا کی نازل کی ہوئی کتاب کو جس میں یہ مذکور ہے کہ محمدؐ تمام پیغمبروں سے افضل اور علیؑ تمام اوصیا سے برتر ہے پوشیدہ کرتے ہیں وَیَشْتَرُوْنَ بِہٖ ثَمَنًا قَلِیْلًا ۝ اور اس پوشیدہ کرنے کے عوض میں تھوڑی سی قیمت خرید کرتے ہیں یعنی اس کے چھپانے سے ان کا منشا یہ ہے کہ اسکے عوض میں قدرے قلیل مال و متاع دنیوی حاصل کریں اور اس کے سبب دنیا میں خدا کے جاہل بندوں کے نزدیک ریاست اور سرداری پائیں اُولٰٓئِکَ مَا یَاْکُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِہِمْ اِلَّا النَّارَ یہ لوگ حق کو چھپا کر اس دنیا کا مال قلیل حاصل کرنے کے عوض اپنے پیٹوں میں صرف آگ ہی کھائیں گے وَلَا یُکَلِّمُہُمُ اللّٰہُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان سے نیک کلام نہ کریگا۔ بلکہ ان سے اس طرح کلام کریگا کہ ان پر لعنت کریگا اور ان کو رسوا کریگا اور ان سے فرمائیگا کہ تم میرے بُرے بندے ہو تم نے میری ترتیب کو پلٹ دیا اور جس کو میں نے مقدم کیا تھا۔ اس کو تم نے موخر کیا اور جس کو میں نے موخر کیا تھا اس کو تم نے مقدم کیا اور میرے دشمنوں کو تم نے دوست رکھا اور میرے دوستوں کو دشمن وَلَا یُزَکِّیْہِمْ اور نہ ان کو گناہوں سے پاکیزہ کرے گا کیونکہ گناہ اسی وقت زائل اور مضمحل ہوتے ہیں جبکہ ولایت محمدؐ و علیؑ ان کے ساتھ ملحق ہو مگر جن گناہوں سے ولایت محمدؐ و علیؑ کا زائل ہونا قریب ہوتا ہے وہ گناہ مضاعف کیے جاتے ہیں اور وہ جرم بڑھائے جاتے ہیں اور ان کا عذاب نہایت سخت اور عظیم ہوتا ہے وَلَہُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۝ اور ان کو جہنم میں دردناک عذاب دیا جائے گا۔ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَۃَ بِالْہُدٰی یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے گمراہی کو ہدایت کے عوض میں خرید کیا اور دار القرار یعنی بہشت میں جو نیک اور ابرار لوگوں کا مقام ہے سعادت ابدی حاصل کرنے کے عوض میں دار البوار یعنی جہنم میں ہلاک ہونے کو قبول کیا۔ وَالْعَذَابَ بِالْمَغْفِرَۃِ اور عذاب کو کہ دشمنانِ خدا کو دوست رکھنے کے سبب اسکے مستحق ہوتے ہیں مغفرت کے عوض مول لیا جس کے مستحق وہ اُس وقت ہوتے جبکہ وہ دوستانِ خدا کو دوست رکھتے فَمَآ اَصْبَرَہُمْ عَلَی النَّارِ پس کس چیز نے ان کو جہنم کی آگ پر صابر کیا یعنی کس چیز نے اُن کو ایسے عمل کی جرات دلائی جو آتش جہنم کے عذاب کو ان پر لازم کرتا ہے ذٰلِکَ بِاَنَّ اللّٰہَ نَزَّلَ الْکِتٰبَ بِالْحَقِّ یہ عذاب جو اپنے امام کی مخالفت کرنے اور پیغمبر خدا محمدؐ کے وصی اور صفی اور اسکے بعد تمام مخلوق سے

افضل یعنی علیؑ ابنِ ابی طالب کی ولایت سے الگ ہونیکی وجہ سے ان کے گناہوں اور خیر موں کے عوض ان کے لیے لازم کیا گیا ہے اس کا باعث یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب کو حق کیساتھ نازل کیا اور اس میں ان لوگوں کو جو اہلِ حق کی مخالفت کریں اور صادق لوگوں سے علیحدگی اختیار کریں اور فاسقوں کے مطیع ہوں عذاب کا وعدہ دیا ہے اور جو کچھ وعدہ کیا گیا ہے۔ وُہ ضرور ان کو پہنچے گا اور اس میں ذرا بھی خطا نہ ہوگی۔ وَاِنَّ الَّذِیْنَ اخْتَلَفُوْا فِی الْکِتَابِ اور جن لوگوں نے کہ کتابِ خدا میں اختلاف کیا وُہ اس پر ایمان نہیں لائے اور بعض نے کہا کہ یہ جادُو ہے اور بعض نے اس کو شعر بتلایا اور بعضوں نے کہا کہ یہ تو کہانت یعنی فال گوئی ہے لَفِیْ شِقَاقٍ بَعِیْدٍ وُہ کتابِ خدا میں اختلاف کرنیوالے لوگ حق کے بڑے مخالف ہیں کہ جس شق میں حق ہے وُہ اس کی مخالف شق میں ہیں۔

امام زین العابدین علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ یہ حال ہے اُس شخص کا جو ہمارے فضائل کو پوشیدہ کرے اور ہمارے حقوق کا منکر ہو اور ہمارے ناموں کو اپنے نام مقرّر کرے اور ہمارے القاب سے ملقب ہو اور ہم پر ظلم کرنے والونکی ہمارے حقوق کے غصب کرنے میں امداد کرے اور ہمارے دُشمنوں کو ہم پر برانگیختہ کرے اور تقیہ اس کو ان امُور پر مجبُور نہ کرتا ہو اور اپنی جان اور مال کے خوف سے ایسا کرنا اس کے لیے ضروری نہ ہو اے ہمارے شیعو خدا سے ڈرو کہ جب تقیہ تم پر واجب نہ ہو تو تم ہماری خواہش کے موافق عمل نہ کرو اور جب تقیہ تم کو منع کرے تو ہم سے علیحدگی اختیار نہ کرو (یعنی تقیہ کی صورت میں ہم سے علیحدگی اختیار کرو اور عدم تقیہ کے وقت ہمارا ساتھ دو اور علیحدہ مت ہو) اور اب میں ایک واقعہ بیان کرتا ہوں جو تم کو امرِ ناجائز سے مانع ہوگا اور اس سے تم کو نصیحت حاصل ہوگی۔

ایک روز دُو شخص جو جناب امیر المومنین علیہ السّلام کے اصحاب میں سے تھے حضرتؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ اُن میں سے ایک کا تو سانپ پر پاؤں پڑ گیا تھا اور اس مُوذی نے اسکو کاٹ کھایا تھا اور دُوسرے کو راستے میں کسی دیوار پر سے بچھو گر کر کاٹ گیا تھا اور وُہ دونوں گر پڑے اور اس صدمے سے انکی یہ کیفیت تھی کہ گویا قتل کر کے زمین پر ڈال دیئے ہیں اور ذبح کئے گئے ہیں لوگوں نے حضرتؑ کو ان کے احوال سے مطلع کیا فرمایا ان کو جانے دو کیونکہ ابھی ان کا وقت نہیں آیا اور انکی محنت پُوری نہیں ہُوئی لوگ ان کو اُٹھا کر گھر لے گئے اور وُہ دُو مہینے تک بیمار رہے اور سخت تکلیف اُٹھائی اور بہت درد دُکھ جھیلے اس کے بعد جناب امیرؑ نے ان کو بُلوایا لوگ اٹھا کر حضرتؑ کی خدمت میں لائے اور سب یہی کہتے تھے کہ یہ

دونوں مرنے کے قریب ہیں اور اُٹھانیوالوں کے ہاتھوں میں ہی مر جائیں گے امیر المومنین علیہ السّلام نے ان سے پُوچھا تمہارا کیا حال ہے۔ اُنھوں نے عرض کی یا امیر المومنینؑ ہم نہایت درد اور سخت عذاب میں گرفتار ہیں۔ فرمایا تم دونوں خدا سے اپنے گناہ کی بخشش طلب کرو جس کے سبب تمھاری یہ حالت ہُوئی ہے اور ایسی خطا سے اللہ کی پناہ مانگو جس سے تمھارے ثواب باطل ہو جائیں اور عذاب اور وبال بڑھ جائے۔ اُنھوں نے عرض کی یا امیر المومنینؑ آپ یہ کیا فرماتے ہیں۔ فرمایا تم میں سے ہر ایک کو یہ حادثہ اپنے کسی گُناہ کے سبب پہنچا ہے۔ پھر ایک کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا۔ اے فلاں تجھ کو یاد ہوگا کہ فلاں روز فلاں شخص نے سلمانؓ فارسی کی غیبت چینی کی اور ہماری دوستی کے سبب اس پر طعن کیا۔ حالانکہ تجھ کو اپنی جان یا اہل و عیال یا اولاد یا مال کے بارے میں کسی قسم کا خوف اس ملعون کی تردید سے مانع نہ تھا۔ مگر حیا کے سبب خاموش رہا اس لیے یہ صدمہ تجھ کو پہنچا۔ مگر میں چاہتا ہوں کہ اللہ تیری اس تکلیف کو رفع کرے اس لیے اب تو اپنے دل میں عہد کر کہ اس کے بعد پھر کبھی کسی محبّ اہلبیتؑ کی حقارت کو گوارا نہ کروں گا جبکہ اسکی غیبت میں اسکی نصُرت پر قادر ہونگا تو ضرور نصرت کرونگا بشرطیکہ اپنی جان یا اہل و عیال اور اولاد اور مال کے بارے میں کسی قسم کا خوف نہ ہو۔

پھر دُوسرے سے فرمایا تجھے معلوم ہے کہ تجھ کو یہ صدمہ کس لیے پہنچا؟ اُس نے جواب دیا کہ نہیں فرمایا کیا تجھ کو یاد نہیں ہے کہ ایک دن تو فلاں ناصبی کے ہاں موجود تھا اور میرا خادم قنبر وہاں گیا اور تو میری تعظیم کے سبب اسکی تعظیم کو کھڑا ہو گیا۔ یہ دیکھ کر وہ ناصبی بولا تو میرے سامنے اس شخص کی تعظیم کرتا ہے اُس وقت تو نے جواب دیا کہ میں کیونکر اسکی تعظیم کیلئے کھڑا نہ ہوں۔ جبکہ فرشتے راہ میں اس کے پاؤں کے نیچے اپنے پر بچھاتے ہیں اور یہ اُن پر پاؤں رکھ کر چلتا ہے جب تو نے یہ بات کہی تو اس ناصبی نے کھڑے ہو کر قنبر کو مارا اور نہایت ایذا دی اور اس کو اور مجھ کو نہایت خوف دلانے والی باتیں کہیں اور اسکے غضبناک ہونے سے میرے دل پر سخت صدمہ پہنچا۔ اس لیے تجھ پر بچھو گرا اگر تو چاہتا ہے کہ خدا تجھ کو اس مرض سے شفا عنایت کرے تو عہد کر لے کہ کبھی ہمارے دُشمنوں کے رُو برو ہمارے ساتھ یا ہمارے کسی دوست کیساتھ ایسا برتاؤ نہ کریگا کہ جس سے تجھ کو ہم پر یا ہمارے دوستوں پر ہمارے مخالفوں کی طرف سے کسی قسم کے ضرر پہنچنے کا خوف ہو دیکھو جناب رسُولِ خدا حالانکہ مجھ کو سب سے افضل جانتے تھے۔ مگر جب میں اُنکی مجلس میں حاضر ہوتا تھا تو کبھی میری تعظیم کے لیے

کھڑے نہ ہوتے تھے جیسا کہ بعض اشخاص کے بیرعن کو ان فضائل کا کروڑواں حصہ بھی حاصل نہ تھا جو آنحضرتؐ میرے لیے ثابت کرتے تھے کھڑے ہو جاتے تھے کیونکہ حضرتؐ کو معلوم تھا کہ یہ بات بعض دشمنانِ خدا کو اس امر پر برانگیختہ کرتی ہے جو آنحضرتؐ اور میرے مومنین کے لیے غم و ملال کا باعث ہوتا ہے اور جن لوگوں کی تعظیم کے لیے کھڑا ہونے میں اپنے لیے اور ان کیلئے کسی قسم کی خرابی کا اندیشہ نہ ہوتا تھا جیسا کہ میری تعظیم کرنے میں ہوا کرتا تھا ان کیلئے کھڑے ہو جاتے تھے۔

قولہ عزّوجلّ لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِي الرِّقَابِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا وَالصّٰبِرِيْنَ فِي الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِيْنَ الْبَاْسِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ۝ **ترجمہ:** نیکی یہ نہیں ہے کہ تم مشرق اور مغرب کیطرف اپنے منہ پھیرو۔ لیکن نیکی یہ ہے کہ اللہ پر اور قیامت کے دن پر اور فرشتوں اور کتابِ خدا اور تمام پیغمبروں پر ایمان لائیں اور باوجود مال کی محبت کے اپنا مال قریبی رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں اور سائلوں کو دیں اور کنیزوں اور غلاموں کے آزاد کرانے میں صرف کریں اور نماز کو قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں اور جب عہد کریں تو اس کو پورا کریں اور مصیبتوں اور تنگیوں میں اور سختی کے وقت میں صبر کریں یہ لوگ صادق ہیں اور یہی لوگ متقی اور پرہیزگار ہیں۔

امام حسن عسکری علیہ السّلام نے فرمایا کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السّلام نے روایت کی ہے کہ جب جنابِ رسالتمآبؐ نے علیؑ کو سب پر فضیلت دی اور خدائے عزّوجل کے نزدیک اسکی جلالت کا حال بیان کیا اور اس کے شیعوں اور اسکی دعوت میں اسکی نصرت کرنیوالوں کی فضیلتیں ظاہر ہوئیں اور یہود و نصاریٰ کو ان کے کافر ہونے اور انکی کتابوں میں جو محمدؐ و علیؑ کے فضائل اور محاسن کا ذکر ہے اسکے چھپانے پر زجر و توبیخ کی تو یہود و نصاریٰ فخر کرنے لگے اور یہودیوں نے فخریہ بیان کیا کہ ہم نے اس قدر بیشمار نمازیں اپنے قبلہ کی طرف پڑھی ہیں اور بعض لوگ ہم میں ایسے ہیں جو ادھر کو منہ کر کے شب بھر نمازیں پڑھتے ہیں اور وہ قبلہ موسیٰؑ ہے جسکی طرف منہ کرنیکا اس نے ہم کو حکم دیا ہے اور نصاریٰ نے کہا کہ ہم نے اپنے قبلہ کی طرف بیشمار نمازیں پڑھی ہیں اور ہم میں ایسے لوگ بھی ہیں جو اُسکی طرف منہ کر کے نمازیں پڑھنے میں رات گزار دیتے ہیں اور وہ عیسیٰؑ کا قبلہ ہے جس کے لیے اُس نے ہم کو حکم دیا ہے بعد ازاں دونوں فریقوں نے کہا کہ اے محمدؐ کیا تیری رائے میں ہمارا پروردگار ہمارے ان اتنے عملوں اور اپنے قبلہ طرف ہماری اس قدر ادا کی ہوئی نمازوں کو باطل کر دیگا اس سبب سے کہ ہم خود محمدؐ اور اس کے بھائی جس کو وہ اپنی رائے کے موافق حکمِ خدا کہتا ہے متابعت نہیں کرتے اس وقت حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی کہ اے محمدؐ ان سے کہہ دے کہ لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ بِرّ یعنی طاعتِ خدا جو تم کو جنت میں پہنچائے اور جس کے باعث تم بخشش اور خوشنودیٔ خدا کے مستحق ٹھہرو۔ یہ نہیں ہے کہ تم نمازوں میں اے نصاریٰ مشرق کی طرف اور اے یہودیو مغرب کی طرف منہ کرو۔ حالانکہ تم امرِ الٰہی کے مخالف ہو اور ولیٔ خدا پر غضبناک ہو وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ بلکہ وہ طاعت (جسکی تعریف اُوپر بیان ہوئی) یہ ہے کہ اللہ پر ایمان لائیں یعنی اس بات پر کہ وہ واحد اور احد اور فرد اور صمد (بے نیاز) ہے جس کو چاہتا ہے عظمت عطا کرتا ہے اور جسکو چاہتا ہے کرامت دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ذلیل و خوار کرتا ہے کوئی اس کے امر کو رد کرنیوالا اور اسکے حکم کو موڑنے والا نہیں ہے وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اور اُس روزِ قیامت پر ایمان لائیں جس کے قیام کرنے والوں میں سب سے افضل سردارِ انبیاء محمدؐ ہیں اور ان کے بعد سب سے افضل انکے بھائی اور صفی سیدِ اوصیاء علیؑ ابن ابی طالبؑ ہیں اور اُس روزِ قیامت پر ایمان لائیں کہ اس میں جب کوئی شیعہ محمدؐ و علیؑ حاضر ہوگا اس کے انوار اس میدان میں روشن ہوں گے اور اسی روشنی میں وہ خود اور اس کے بھائی اور اسکی بیویاں اور اسکی اولاد اور اسکے ساتھ نیکی کرنے والے اور دنیا میں اسکی تکلیفوں اور سختیوں کو دفع کرنے والے جنت میں جا داخل ہونگے اور اُس روزِ قیامت پر لائیں کہ جس میں جب کوئی دشمنِ محمدؐ وارد ہوگا تو وہاں کے اندھیرے اس کو گھیرے ہونگے اور وہ خود اور وہ لوگ جو اعتقاد اور دین اور مذہب میں اس کے شریک تھے اور دیگر متفرق لوگ جو دنیا میں عدم تقیہ کی حالت میں ان سے ملحق تھے۔ انہی تاریکیوں میں گھرے ہوئے جہنم میں دردناک عذاب میں جا پہنچیں گے اور اُس روزِ قیامت پر ایمان لائیں جس میں جنت محمدؐ اور علیؑ کے دوستوں اور ان کے شیعوں کو ندا کرے گی کہ ہماری طرف آؤ۔ اور محمدؐ اور علیؑ کے دشمنوں اور ان کے مخالفوں کو کہے گی ہم سے دور ہو۔ ہم سے دور ہو

اور جہنم دوستان وشیعیان محمدؐ و علیؑ سے کہے گی کہ ہم سے پرے ہٹو، ہم سے پرے ہٹو۔ اور محمدؐ اور علیؑ اور ان کے شیعوں کے دشمنوں اور مخالفوں کو پکارے گی۔ ہماری طرف آؤ، ہماری طرف آؤ۔ جس روز کہ بہشتیں آواز دینگی یا محمدؐ یا علیؑ اللہ تعالیٰ نے ہم کو آپ دونوں حضرات کی فرمانبرداری کا حکم دیا ہے اور جس کو تم ہمارے اندر داخل کرو اسکے داخل کر لینے کی اجازت دی ہے۔ پس آپ اپنے شیعوں سے ہم کو بھر دو۔ ان کو مبارک اور گوارا ہو۔ اور سب دوزخ پکاریں گے یا محمدؐ یا علیؑ اللہ تعالیٰ نے ہمکو آپ دونوں حضرات کی اطاعت کرنے اور جس کے جلانے کا آپ ہم کو حکم کریں اسکے جلانے کا حکم دیا ہے پس آپ دونوں حضرات اپنے دشمنوں سے ہم کو پُر کر دیں وَالْمَلَآئِكَةِ اور فرشتوں پر ایمان لائیں کہ وہ معصوم اور بیگناہ بندے ہیں اور کبھی خدا کی نافرمانی نہیں کرتے اور جو حکم ان کو دیا گیا ہے اسی کو کرتے رہتے ہیں اور انکا سب سے بڑا عمل ان مراتب میں جن میں وہ ثریٰ سے لے کر عرش تک مُرتّب کیے گئے ہیں یہ ہے کہ محمدؐ و آلِ محمدؐ پر درود بھیجیں اور ان کے پرہیزگار اور متقی شیعوں کے لیے خدا کی رحمت اور اسکی خوشنودی طلب کریں اور انکے ظاہری دشمنوں اور منافقوں کی پیروی اور متابعت کرنیوالوں پر لعنت کریں وَالْكِتَابِ اور اس کتاب پر ایمان لائیں جس کو خدا نے نازل کیا ہے اور اس میں محمدؐ سید المرسلین اور علیؑ سید الوصیین کا ذکر ہے اور ان کے وہ خصائص اس میں بیان کیے ہیں جن سے اہلِ عالم میں سے کسی کو مخصوص نہیں کیا اور ان دونوں کی متابعت اور اطاعت کرنیوالے مومنوں کی فضیلت اور ان کے مخالف معاندین و منافقین کے بغض کا ذکر اس میں درج ہے وَالنَّبِيِّينَ اور تمام پیغمبروں پر ایمان لائیں کہ وہ تمام مخلوقِ خدا سے افضل ہیں اور ان سب نے محمدؐ سید المرسلین اور علیؑ سید الوصیین کی فضیلت اور ان کے شیعوں کے تمام پیغمبروں پر ایمان لانیوالوں سے افضل ہونے پر رہنمائی کی ہے اور وہ سب محمدؐ اور علیؑ کی فضیلت کے مُقر تھے اور انکے خصائص کو تسلیم کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ نے محمدؐ کو وہ فضل و شرف عطا فرمایا ہے کہ جس نبی کے نفس نے اسکی طرف رغبت کی اللہ تعالیٰ نے اسکو منع کیا اور اسکو باز رکھا اور اُسے حکم دیا کہ محمدؐ اور علیؑ اور ان دونوں کی آلِ اطہار کے فضائل کو تسلیم کرے اور اللہ تعالیٰ نے محمدؐ کو سورۂ فاتحہ کے ساتھ تمام پیغمبروں پر فضیلت دی ہے اور اس سے پہلے کسی اور نبی کو عطا نہیں فرمائی مگر ہاں سلیمانؑ ابن داؤدؑ کو اس میں سے فقط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ عنایت کی تھی جس کو اُس نے اپنی تمام سلطنت سے جو خدا کی طرف سے اسکو عطا ہوئی تھی اشرف اور اعلیٰ سمجھا اور عرض کی اے میرے پروردگار یہ کلمات کس قدر بزرگ تر ہیں۔

کہ میں ان کو اپنی تمام سلطنت سے جو تُو نے مجھ کو عطا کی ہے بہتر سمجھتا ہوں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے سلیمانؑ یہ کلمات کیونکر ایسے بزرگ اور شریف نہ ہوں جبکہ انکی شرافت اس رتبہ کو پہنچی ہے کہ جب کوئی بندہ یا کنیز ان کلمات سے مجھ کو موسوم کرتا ہے تو میں اس کے لیے اس شخص کی نسبت ہزار گنے ثواب واجب کرتا ہوں جو تیری سلطنت سے ہزار گنی بادشاہی کو میری راہ میں تصدّق کرے۔ اے سلیمانؑ یہ کلمات سورۂ فاتحہ کا جس کو میں مکمل طور پر محمدؐ کو عطا کروں گا۔ ساتواں حصہ ہیں۔ تب سلیمانؑ نے عرض کی اے پروردگار آیا مجھ کو اجازت ہے؟ کہ میں اس کی تکمیل کی درخواست کروں۔ فرمایا اے سلیمانؑ جو کچھ میں نے تجھ کو عطا کیا ہے اسی پر قناعت کر کیونکہ تُو محمدؐ کے شرفِ منزلت کو ہرگز نہیں پہنچے گا۔ خبردار محمدؐ کے درجہ اور اسکی فضیلت اور جلالت کی کبھی درخواست نہ کرنا ورنہ میں تجھ کو تیری سلطنت سے نکال دونگا جس طرح آدمؑ کو جنّت سے نکال دیا تھا کیونکہ اُس نے درخت کی خواہش کر کے محمدؐ کے درجہ کی آرزو کی تھی جسکی جڑ محمدؐ اور سب سے بڑا ٹہنا علیؑ اور باقی ٹہنے علیٰ حسب مراتب آلِ محمدؐ اور اسکی شاخیں درجہ بدرجہ اسکے شیعہ اور اسکی اُمّت کے لوگ ہیں اس لیے کہ کسی کو محمدؐ کے سے درجات اور مراتب حاصل نہیں ہیں جب سلیمانؑ نے یہ ارشاد باری تعالیٰ سُنا تو عرض کی کہ یا اللہ مجھ کو اسی چیز پر جو تُو نے مجھ کو مرحمت فرمائی ہے قناعت عطا کر اللہ تعالیٰ نے اس کو اسی پر قانع کر دیا تب اُس نے عرض کی میں نے قبول کیا اور رضامند ہوا اور قناعت کی اور مجھ کو معلوم ہو گیا کہ تیری درگاہ میں محمدؐ کے سے مراتب اور درجات اور کسی شخص کو حاصل نہیں ہیں۔

وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِي الرِّقَابِ

اور اپنا مال باوجود محبت اور شدّتِ حاجت کے کہ ان کو اپنی زندگی کی آرزو ہے اور فقیری کا خوف ہے اس لیے کہ تندرست اور بخیل ہیں راہِ خدا میں مستحق مومنین کو جنکی تفصیل ذیل میں ہے دے ڈالیں پیغمبر کے محتاج اور تنگدست قریبی رشتہ داروں کو بطور ہدیہ اور نیکی کے دیں نہ کہ بطور تصدّق، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے صدقہ سے ان کو بزرگ و برتر کیا ہے اور اپنے قریبیوں کو صدقہ اور نیکی جس طرح پر چاہیں دیں اور محتاج یتیموں کو دیں بنی ہاشم کے یتیموں کو بطور نیکی کے دیں اور صدقہ کر کے نہ دیں اور دیگر یتیموں کو صدقہ اور صلہ رحمی کے طور پر دیں اور مسکینوں کو اور مسافروں کو جو راستے میں ہوں اور زادِ راہ ان کے پاس نہ ہو عطا کریں اور اُن سائلوں کو دیں جو لوگوں سے روزی طلب کریں اور صدقات کا سوال کریں اور اُن غلاموں کی جو مکاتبہ کر چکے ہوں (یعنی اپنے آقا کو لکھ کر دے چکے ہوں کہ اگر ہم اس قدر روپیہ دے دیں

تو ہم کو آزاد کیا جائے) اعانت کریں تاکہ وہ اپنا مقررہ روپیہ ادا کر کے آزاد ہو جائیں۔

بعد ازاں حضرتؑ نے فرمایا کہ اگر کسی شخص کے پاس مال نہ ہو جس سے وہ کسی کی غمخواری اور ہمدردی کرے اس کو چاہیئے کہ اللہ کی وحدانیت اور محمدؐ رسول اللہ کی نبوّت کا از سر نو اقرار کرے اور ہم اہلبیت کے واجب حقوق کا مقر ہو کر ہمارے فضائل کا اعلان کرے اور ہم کو تمام پیغمبروں کی آل پر اور محمدؐ کو جملہ انبیاء پر فضیلت دے اور ہمارے دوستوں کی دوستی اور ہمارے دشمنوں کی دشمنی کو ظاہر کرے اور ہمارے دشمنوں سے بیزار ہو خواہ وہ ماں باپ اور قریبی رشتہ دار اور دوست ہی کیوں نہ ہوں کیونکہ ولایت الٰہی حاصل نہیں ہوتی جبتک کہ اس کے دوستوں کو دوست اور اس کے دشمنوں کو دشمن نہ رکھے۔

وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ اور نماز کو قائم کریں حضرتؑ نے فرمایا کہ اس شخص کی نیکی (بڑی) نیکی شمار ہوتی ہے جو نماز کو با شرائط ادا کرے اور یہ جانے کہ نماز کی سب سے بڑی شرط یہ ہے کہ اسکے شروع سے لے کر آخر تک سردار انبیا محمدؐ کی فضیلت اور سردار اوصیا افضل اتقیا علیؑ ابن ابی طالب (جو نبی مختارؐ کی وفات کے بعد تمام نیکوں کے سردار اور تمام اہل خیر کے پیشوا اور تمام اہل بہشت سے افضل ہیں) کی ولایت کا اقرار واعتراف رکھے وَاٰتَی الزَّکٰوةَ اور زکوٰة واجب اپنے مومن بھائیوں کو دیں اور اگر کسی کے پاس مال نہ ہو جس کی وہ زکوٰة نکالے تو اپنے بدن اور عقل کی زکوٰة نکالے اور وہ یہ ہے کہ جب مقدور اور قدرت ہو تو محمدؐ و آل محمدؐ کی فضیلت کو ظاہر کرے اور جب بلائیں عام ہوں اور مصیبتیں نازل ہوں اور ہمارے دشمن غالب ہوں تو تقیہ کا استعمال کرے اور بندگان خدا سے اس طرح معاشرت کرے جس سے اس کے دین میں رخنہ نہ پڑے اور اس کی آبرو میں فرق نہ آئے اور اسکے دین اور دنیا دونوں محفوظ رہیں ایسا شخص تقیہ کے استعمال کے سبب اپنے مولا کی عبادت میں اپنے نفس کو زیادہ کرتا ہے اور اپنی آبرو کو جسکا بچانا اللہ تعالیٰ نے اس پر فرض کیا ہے محفوظ رکھتا ہے اور اپنے مالوں کی جنکو خدا نے اسکے نفس اور دین اور آبرو اور بدن کے قیام کا باعث بنایا ہے حفاظت کرتا ہے اور خدا کی لعنت ہو ان لوگوں پر جن پر خدا غضب ناک ہے جنھوں نے رذیل خصائل اور قابل عذاب عادات کو اختیار کر لیا ہے اس لیے کہ انھوں نے اہل حقوق سے ان کے حقوق کو الگ کیا اور ولایت علیؑ کو ان لوگوں کے سپرد کیا جو اس کے مستحق نہ تھے۔

بعد ازاں فرماتا ہے وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا اور جب کسی سے عہد کریں تو اپنے عہد کو پورا کریں اور حضرتؑ نے فرمایا ہے کہ سب سے بڑا عہد جو ان سے لیا گیا ہے یہ ہے کہ جس شخص کو اللہ نے

شرف اور فضیلت عطا کی ہے اس کے شرف اور فضیلت کو جو ان کو معلوم ہیں پوشیدہ نہ کریں اور بزرگ ناموں سے ان خطا کاروں اور حد سے گزرنے والوں اور گمراہوں کو نامزد نہ کریں جو ان پاک ناموں کے مستحق نہیں ہیں پس جن کی طرف کہ خدا نے اپنی دلیلیں اور نشانیاں دکھا کر رہبری کی تھی انکے ناموں سے جن لوگوں نے ایسے خطا کاروں اور سرکشوں کو جو کسی طرح ان خاصان خدا کے ہمسر نہ تھے نامزد کیا، وہ راہ خدا سے گمراہ ہو گئے۔ اب خدا فرماتا ہے وَالصّٰبِرِيْنَ فِي الْبَاْسَآءِ اور سختیوں یعنی دشمنوں کی لڑائی میں صبر کریں اور ابلیس اور اس کے سرکش شیاطین سے بڑھ کر لڑنیوالا دشمن اور کوئی نہیں ہے اس کو اور ان کو محمدؐ اور آل محمدؐ پر درود بھیجنے سے للکاریں اور اپنی طرف سے دفع کر دیں وَالضَّرَّآءِ اور فقیری اور سختی میں صبر کریں اور کوئی محتاجی اس سے بڑھ کر نہیں ہے کہ مومن کو دشمنان آل محمدؐ کے ہاتھ سے روزی مانگنے کی ضرورت پڑے۔ اس مصیبت پر صبر کرے اور جو کچھ کہ ان کے مال میں سے لیتا ہے اس کو غنیمت جانے اور اس کے عوض میں ان پر لعنت کرے اور جو کچھ کہ لیتا ہے اس سے ہادیان طیبین و طاہرین کی ولایت کا از سر نو ذکر کرنے میں مدد لے۔ وَحِيْنَ الْبَاْسِ اور شدت قتال و جدال کے وقت صبر کریں اس طرح سے کہ اللہ کا ذکر کریں اور محمدؐ رسول اللہ اور علیؑ ولی اللہ پر درود بھیجیں اور اپنے دل اور زبان سے دوستان خدا کو دوست رکھیں اور دشمنان خدا کو دشمن۔

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ یہ لوگ جن کے اوصاف اوپر بیان ہوئے وہ ہیں جو صادق یعنی اپنے ایمان میں سچے ہیں کہ انھوں نے اپنے اقوال کی اپنے افعال سے تصدیق کر دی اور یہی لوگ وہ ہیں جو متقی اور پرہیزگار ہیں کہ عذاب دوزخ اور شرور نواصب و کفار سے ڈرتے اور بچتے ہیں جن سے بچنے کا ان کو حکم دیا گیا ہے۔

قولہ عزوجل يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلٰى اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْاُنْثٰى بِالْاُنْثٰى فَمَنْ عُفِيَ لَهٗ مِنْ اَخِيْهِ شَيْءٌ فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوْفِ وَاَدَآءٌ اِلَيْهِ بِاِحْسَانٍ ذٰلِكَ تَخْفِيْفٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يّٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ ترجمہ: اے ایمان والو مقتولوں کے باب میں قصاص لینا تم پر واجب کیا گیا ہے۔ آزاد کے عوض میں آزاد سے اور غلام کے عوض میں غلام سے اور عورت کے عوض میں عورت سے قصاص لینا چاہیے اگر کسی (قاتل) کو

اِس کا دینی بھائی یعنی وارثِ مقتول (قصاص) مُعاف کر دے تو اس سے خُون بہا طلب کرنے میں نیکی کی پیروی کرنی چاہیئے (یعنی زیادہ نہیں لینا چاہیئے) اور اس قاتل کو بھی خُونبہا کے ادا کرنے میں مقتول کے وارثوں سے نیکی کرنی چاہیئے کہ اسمیں کمی نہ کرے اور پورا ان کو پہنچا دے یہ قصاص کو مُعاف کر کے خُونبہا لینا تمھارے پروردگار کی طرف سے تخفیف اور مہربانی ہے پس جو شخص کہ اسکے بعد حد سے تجاوز کرے۔ (یعنی خُونبہا لینے کے بعد قاتل کو قتل کر دے یا قاتل اسکی ادائیگی کے بعد اور کو قتل کر دے) اُسکے لیے عذابِ دردناک مُہیا کیا گیا ہے اور اے صاحبانِ عقل قصاص میں تمھارے واسطے زندگی ہے تاکہ تم (ناحق قتل کرنے سے) پرہیز کرو اور ڈرو۔

امام حسن عسکری علیہ السّلام نے فرمایا کہ امام زین العابدین علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الْقِصَاصُ فِی الْقَتْلٰی اے ایمان والو مقتولوں کے باب میں تم پر قصاص بطورِ مساوات واجب کیا گیا ہے اور اس بات کو واجب کیا ہے کہ قاتل نے جس طریق سے مقتول کو قتل کیا ہے اس کیساتھ بھی وہی طریقہ برتا جائے اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْاُنْثٰی بِالْاُنْثٰی آزاد کے عوض میں آزاد قتل کیا جائے اور غلام کے عوض میں غلام اور عورت کے عوض میں عورت جبکہ عورت کو عورت قتل کرے فَمَنْ عُفِیَ لَهٗ مِنْ اَخِیْهِ شَیْءٌ پس جس کسی کو اس کا (دینی) بھائی کچھ مُعاف کر دے یعنی قاتل کو اگر مقتول کا وارث قتل معاف کر دے اور وہ دونوں اس امر پر راضی ہو جائیں کہ قاتل خونبہا ادا کرے اور اس کے عوض میں قتل اس کو معاف کر دیا جائے فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوْفِ تو وارث مقتول کو خُونبہا کے مُطالبہ میں نیکی کی پیروی کرنی چاہیئے کہ قاتل پر زیادہ خونبہا لے کر ظلم نہ کرے اور اس کو تنگ نہ کرے (یہ وصیت وارث مقتُول کے لیے ہے) وَاَدَآءٌ اِلَیْهِ بِاِحْسَانٍ اور قاتل جس کو خونبہا کے عوض خُون معاف کیا گیا ہے خُونبہا نیکی کیساتھ اسکو یعنی وارث مقتول کو پہنچا دے نہ تو اسکے خلاف کرے اور نہ اس کے ادا کرنے میں دیر کرے ذٰلِکَ تَخْفِیْفٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَرَحْمَةٌ یہ (ولی مقتُول کا خونبہا کے عوض میں قاتل کو خُون مُعاف کرنا) پروردگار کی طرف سے تخفیف اور رحمت ہے کہ اُس نے اِس امر کی اجازت دی ہے کہ مقتول کا وارث خُونبہا لیکر قاتل کو خُون معاف کر دے کیونکہ اگر قتل یا مُعافی کے سوا اور کوئی صُورت نہ ہوتی تو مقتول کے وارث کم ہی اِس بات پر رضا مند ہوتے کہ قاتل سے خُون کا بدلا نہ لیں اور اس کو مُعاف کر دیں اور کم ہی ایسا ہوا کرتا کہ قاتل قتل کیے جانے سے محفوظ رہے فَمَنِ اعْتَدٰی بَعْدَ ذٰلِکَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِیْمٌ پس جو کوئی کہ اس معاملہ کے بعد حد سے تجاوز کرے۔ اُس کیلئے عذابِ دردناک مُہیا کیا گیا ہے یعنی جو وارث مقتول کہ خُونبہا لیکر معافی سے درگزر کرے اور خُونبہا لینے اور اس پر رضا مند ہونیکے بعد پھر اس قاتل کو قتل کر ڈالے اُس کے واسطے آخرت میں خُدائے بزرگ و برتر کے پاس عذابِ دردناک مُہیا کیا گیا ہے اور دُنیا میں اُس شخص کے قتل کے عوض قتل کیا جائیگا جس کا قتل کرنا اُسکے لیے حلال نہ تھا۔ وَلَکُمْ فِی الْقِصَاصِ حَیٰوةٌ اے اُمّتِ محمّدیؐ قصاص میں تمھارے واسطے زندگی ہے کیونکہ جو کوئی کسی شخص کے قتل کا ارادہ کرتا ہے تو یہ سمجھ کر کہ مجھ سے اس کا قصاص لیا جائے گا (یعنی اسکے عوض میں مارا جاؤں گا) اس کے قتل سے باز رہتا ہے۔ ایک تو وہ شخص زندہ رہا جس کو وہ قتل کرنا چاہتا تھا اور ایک وہ گنہگار جو اُس کے قتل کا ارادہ کرتا تھا جیتا رہا اور اُن دونوں کے سوا اور لوگوں کے لیے بھی باعثِ زندگی ہے۔ کیونکہ جب ان کو معلوم ہوگا کہ قصاص واجب ہے تو وہ اس کے خوف سے کسی کے قتل کرنے کی جرأت نہ کریں گے۔ یٰاُولِی الْاَلْبَابِ اے عقل والو لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ تاکہ تم ناحق کرنے سے پرہیز کرو اور اُس سے ڈرو۔

امام زین العابدین علیہ السّلام نے فرمایا ہے اے بندگانِ خدا یہ اس شخص کے قتل کا قصاص ہے جس کو تُم دُنیا میں قتل کرتے ہو اور اسکی رُوح کو فنا کرتے ہو کیا تم چاہتے ہو کہ مَیں تم کو اس قتل سے مطلع کروں جو اس قتل سے عظیم تر ہے اور اللہ تعالیٰ جو قصاص اس کے قاتل پر واجب کرتا ہے وہ تمہارے اس قصاص سے بہت بھاری ہے اصحاب نے عرض کی اے فرزندِ رسولؐ ضرور ارشاد فرمائیے فرمایا اس قتل سے بڑھ کر وہ قتل ہے کہ تُو ایسا قتل کرے کہ پھر اس کا انجبار یعنی بستگی اور اصلاح نہ ہو سکے اور نہ وہ اس کے بعد کبھی زندہ ہو سکے۔ اصحاب نے عرض کی وہ کونسا قتل ہے۔ حضرتؑ نے فرمایا وہ یہ ہے کہ کوئی کسی شخص کو محمدؐ کی نبوت اور علیؑ ابن ابی طالب کی ولایت سے گُمراہ کرے اور اُسکو خدا کے مخالف طریق پر چلائے اور اس کو اس بات پر برانگیختہ کر دے کہ دُشمنانِ علیؑ کے طریق کی پیروی کرے اور ان کی امامت کا قائل ہو اور علیؑ کے حق اور اسکی فضیلت کا مُنکر ہو اور اسکی تعظیم واجبی کے ادا کرنیکی پروانہ کرے۔ یہ ہے وُہ قتل جو اس مقتول کو ہمیشہ آتشِ جہنّم میں رکھے گا اور اسی طرح اس قتل کا عوض بھی یہی ہے کہ اس کا قاتل بھی مقتول کی طرح ہمیشہ آتشِ جہنّم میں جلتا رہے گا۔

ایک دن ایک شخص ایک اور شخص کو امام زین العابدین علیہ السّلام کی خدمت میں لایا جسکو وُہ اپنے باپ کا قاتل سمجھتا تھا۔ وہاں آکر اُس شخص نے اقرار کر لیا کہ مَیں نے اسکے باپ کو قتل کیا ہے حضرتؑ نے قصاص کو

اس پر لازم کیا اور وارثِ مقتول سے ارشاد فرمایا کہ اس کو قصاص مُعاف کر دے تاکہ اللہ تعالیٰ تجھ کو ثوابِ عظیم عطا فرمائے مگر اس شخص نے منظور نہ کیا حضرتؑ نے اس مدعی خون سے جو خون کا وارث اور قصاص لینے کا مُستحق تھا فرمایا اے شخص اگر تجھ کو یاد ہے کہ اس قاتل کا تجھ پر کچھ حق ہے تو اسکا یہ گناہ مُعاف کر دے اور اُسکی یہ خطا بخشدے اُس نے عرض کی اے فرزندِ رسُولِ خدا اس شخص کا مجھ پر حق تو ضرور ہے مگر وُہ اس درجہ کا نہیں ہے کہ میں اسکے عوض میں اسکو اپنے باپ کا خون معاف کردوں فرمایا تو پھر تو اور کیا چاہتا ہے اس نے عرض کی کہ خونبہا لینا چاہتا ہوں اگر یہ چاہے کہ میں خونبہا لیکر اسکے اس حق کے سبب اس سے صُلح کرلوں تو میں صلح کرلوں گا اور اسکی خطا مُعاف کردونگا حضرتؑ نے فرمایا تجھ پر اس کا حق کیا ہے اُس نے جواب دیا اے فرزندِ رسُولؐ اس نے مجھ کو اللہ کی وحدانیت اور رسُولِ خدا کی نبوّت اور علیؑ ابن ابی طالب کی امامت تلقین کی ہے فرمایا کیا یہ امر تیرے باپ کے قتل کے برابر نہیں ہے؟ ہاں خدا کی قسم یہ تو اوّل دُنیا سے لے کر آخر دُنیا تک جملہ اہلِ عالم کے خُونوں کا عوض ہو سکتا ہے سوا پیشوایانِ دین کے اگر وُہ قتل کیے جائیں کیونکہ ان کے خُونوں کی کوئی چیز برابری نہیں کرسکتی اے شخص کیا تو اس سے خونبہا لینے پر قناعت کرتا ہے؟ اس نے عرض کی کہ ہاں تب حضرتؑ نے اس قاتل سے فرمایا کہ آیا تو اپنی اس تعلیم کا جو تُو نے اس شخص کو دی ہے ثواب مجھ کو دیتا ہے؟ تاکہ میں اسکے عوض تیری طرف سے خونبہا ادا کروں اور تو قتل کیے جانے سے نجات پائے اس نے عرض کی اے فرزندِ رسُولؐ مجھے تو اسکی ضرورت ہے اور آپ اس سے مستغنی ہیں کیونکہ میرے گناہ بہت بڑے ہیں اور میں نے جو اس مقتول کا گناہ کیا ہے اس کا معاملہ بھی میرے اور اس مقتول کے درمیان ہے نہ کہ میرے اور اس وارثِ مقتول کے درمیان حضرتؑ نے فرمایا تو کیا تجھ کو اپنا قتل ہونا اس تلقین کے ثواب کے ہبہ کرنے کی نسبت زیادہ پسند ہے اُس نے عرض کی کہ اے فرزندِ رسُولؐ ہاں ایسا ہی ہے تب حضرتؑ نے وارثِ مقتول سے فرمایا اے بندۂ خدا اس نے جو گناہ تیرا کیا ہے۔ اس میں اور اس نے جو تجھ پر احسان کیا ہے اس میں باہم مقابلہ کر اس نے تیرے باپ کو قتل کر کے اسکو لذتِ دُنیوی سے اور تجھ کو اس سے دُنیاوی فائدہ حاصل کرنے سے محروم کر دیا۔ مگر جو تو اس حادثہ میں صبر کریگا اور خدا کی رضا پر راضی ہوگا تو جنت میں اپنے باپ کا رفیق ہوگا اور اس شخص نے تجھ کو ایمان سکھایا ہے اور اس کے ذریعہ سے تیرے لیے جنتِ خدا کے ملنے کا جو دائمی ہے باعث ہوا ہے اور خدا کے ابدی عذاب سے تجھ کو نجات دی ہے پس اس نے جو احسان تجھ پر کیا ہے وُہ اس خطا سے جو اُس نے تیرے حق میں کی ہے چند در چند زیادہ ہے اب یا تو تو اس کے احسان کے عوض میں اُسکی خطا کو مُعاف کر دے اور اگر تو مُعاف کر دے گا تو میں تم دونوں کو فضائلِ رسُولِ خدا کی ایک حدیث سُناؤنگا جو تمہارے واسطے دُنیا و مافیہا سے بہتر ہے اور یا اسکی خطا کے معاف کرنے سے انکار کر دے اس صورت میں میں خود خونبہا ادا کرونگا اور تمہاری صلح کرا دُونگا پھر میں وُہ حدیث صرف اسی شخص کو سُناؤنگا اور اس حالت میں اس حدیث کے نہ سُننے سے جو نقصان تجھ کو ہوگا وُہ اس سے ظاہر ہو سکتا ہے کہ اگر تو اس سے عبرت حاصل کرتا تو تیرے واسطے دُنیا و مافیہا سے بہتر ہوتا حضرتؑ کا یہ ارشاد سُن کر اُس جوان نے عرض کی کہ اے فرزندِ رسُولِ خدا میں نے خونبہا اور کوئی اور شئے لیے بغیر محض خوشنودیٔ خداوند متعال اور حضرتؑ کی سفارش سے اسکی خطا مُعاف کی اب جناب اس حدیث کو بیان فرمائیں۔

اس وقت جنابِ امام زین العابدین علیہ السّلام نے فرمایا کہ جب رسُولِ خدا تمام آدمیوں کی طرف سچے بشیر و نذیر اور خُدا کے حکم سے اس کی طرف دعوت کرنے والے اور ہدایت کیلئے روشن چراغ مُقرر ہُوئے تو اِدھر اُدھر سے لوگ آنے شروع ہُوئے اور بحث کرنیوالوں کی بہت کثرت ہوئی پس جو شخص طالبِ حق اور منصف ہوتا تھا وُہ رسُولِ خدا کی ان نشانیوں کو جو آنحضرتؐ اسکو دکھاتے تھے اور ان معجزوں کو جو آپ اس کے سامنے ظاہر کرتے تھے قبول کر کے حضرتؐ کے نزدیک خلقِ خدا سے محبُوب تر اور زیادہ مُعزّز ہو جاتا تھا اور جو کوئی معاند (دُشمنِ حق) ہوتا تھا۔ وُہ جس بات کو جانتا تھا اس کا انکار کرتا تھا اور جس بات کو وہ سمجھتا تھا اس میں آنحضرتؐ سے فضول جھگڑا کرتا تھا اور ایک لعنت پر دوسری لعنت کا سزاوار بنتا تھا کیونکہ اُس نے اپنے عناد کو ظاہر کیا اور باوجود عالم ہونیکے جاہل بن کر آیا تھا۔

القصہ ایک دفعہ چند گروہ جمع ہو کر حضرتؐ سے مناظرہ کرنے آئے ان میں بعض تو محض معاند اور مکار تھے اور بعض منصف مزاج اور حق کی طرف رجُوع کرنیوالے اور صاحبانِ فہم و ہوش تھے ان میں سات یہودی، پانچ نصرانی، چار ستارہ پرست، دسؔ مجوسی، دسؔ ثنوی، دسؔ براہمہ، دسؔ داہریہ اور معطلہ اور دسؔ عرب کے مشرک تھے اور حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہونے سے پہلے سب کے سب ایک منزل میں جمع ہو گئے اسی منزل میں کچھ نیکوکار مسلمان بھی اُترے ہُوئے تھے کہ اُن میں عمارؓ ابنِ یاسر، جنابؓ ابن ارت، مقدادؓ ابن اسود اور بلالؓ موجود تھے الغرض تمام کفار جمع ہو کر رسُولِ خدا کی نسبت باتیں کرنے لگے اور حضرتؐ کے معجزات و آیات کا ذکر شروع کیا تب ان میں سے کسی نے کہا

کہ اس منزل میں ہمارے ساتھ اسکے کچھ اصحاب بھی فروکش ہیں آؤ اسکے مشاہدہ کرنے سے پہلے ان سے چل کر اس کے کچھ حالات دریافت کریں شاید ہم کو ان کے ذریعہ اس کے صدق اور کذب کے کچھ حالات معلوم ہو جائیں آخر کار انھوں نے ان کے پاس جاکر آداب سلام و پیام کے بجالانے کے بعد کہا کہ کیا تم محمدؐ کے اصحاب ہو وُہ بولے کہ ہاں ہم محمدؐ کے اصحاب ہیں جو سردارِ اولین و آخرین ہے اور قیامت کے دِن افضل شفاعات سے مخصُوص ہے اور ایسا شخص ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ اپنے تمام پیغمبروں کو زندہ کرے اور وُہ آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوں تو سب کے سب انکے علوم سے مستفید اور ان کے علم و حکمت سے بہرہ ور ہوں اللہ تعالیٰ نے اُن کو خاتم الانبیا کیا ہے اور بزرگیوں اور خوبیوں کا آپ پر خاتمہ کر دیا ہے۔ پھر ان کافروں نے پُوچھا کہ محمدؐ نے تم کو کیا حکم دیا ہے وُہ بولے کہ حضرتؐ نے ہم کو یہ حکم دیا ہے کہ ہم خدائے واحد کی عبادت کریں اور اُسکے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں اور نماز پڑھیں اور زکوٰۃ ادا کریں اور صلہ رحمی کریں یعنی قریبیوں سے احسان و مروّت سے پیش آئیں اور خلق خدا سے انصاف کریں اور بندگانِ خدا سے ایسا سلوک نہ کریں جس کو ہم اُنکی طرف سے اپنے واسطے پسند نہ کریں اور یہ اعتقاد رکھیں اور اس امر کا اقرار کریں کہ محمدؐ سردار اوّلین و آخرین ہے اور ان کا بھائی علیؑ سردار اوصیا ہے اور اسکی ذریت طاہرہ جو امامت سے مخصوص ہیں وہی تمام مکلّفین کے امام ہیں اور سب مکلّفین پر اللہ تعالیٰ نے ان حضرات علیہم السّلام کی اطاعت اور محبّت اور متابعت کو واجب اور لازم کیا ہے یہ سُن کر وُہ کفار کہنے لگے کہ یہ اُمور ایسے ہیں کہ ظاہری حجّتوں اور روشن دلیلوں اور واضح امور کے بغیر سمجھ میں نہیں آتے اور کسی شخص کو مناسب نہیں ہے کہ کوئی نشانی دکھائے اور کوئی دلیل دیئے بغیر ان اُمور کو دُوسرے شخص پر لازم کر دے کیا تم نے اس سے ایسی نشانیاں اور معجزے دیکھے ہیں کہ اُنھوں نے تم کو عاجز کر کے ان اُمور کا ماننا تم پر لازم کر دیا صحابہ نے جواب دیا کہ ہاں ہم نے ایسے معجزات اور علامات دیکھے ہیں جن سے ہم کو کسی طرح جائے گریز باقی نہیں رہی اور منکر کیلئے عذاب خدا سے بچنے کی کوئی صُورت نہیں ہے تب ہم نے معلوم کر لیا کہ وُہ اللہ کی رسالتوں سے مخصُوص اور خدا کی نشانیوں سے مؤیّد (تائید کیا گیا) اور اللہ کے ان علُوم سے جن سے خدا نے اسکو خاص کیا ہے مشرف اور معزز ہے اُنھوں نے پوچھا وُہ نشانیاں کیا ہیں جو تم نے دیکھی ہیں تب عمارؓ ابن یاسر نے کہا کہ میں نے جو نشانی دیکھی ہے وُہ یہ ہے کہ میں ایک روز حضرتؐ کی خدمت میں حاضر

ہُوا اور اُس وقت مجھ کو آپؐ کی نبوّت میں شک تھا اور عرض کی کہ میں آپکی تصدیق کیونکر کروں جبکہ شک میرے دِل پر غالب ہو رہا ہے آیا کوئی دلیل ہے جو مجھ کو راہِ حق کی طرف رہبری کرے۔ فرمایا ہاں ہے میں نے عرض کی وہ کیا ہے فرمایا اپنے گھر واپس جا اور پتھروں اور درختوں سے میری بابت سوال کر وُہ میری رسالت کی تصدیق کریں گے اور تیرے سامنے میری نبوّت کی شہادت دیں گے یہ سُن کر میں واپس چلا۔ راستے میں جس پتھر کے پاس سے گزرا اور جس درخت کو دیکھا اس سے یہی کہا کہ اے پتھر اور اے درخت محمدؐ اپنی نبوت کے لیے تیری شہادت طلب کرتا ہے اور اپنی رسالت کے واسطے تیری تصدیق چاہتا ہے اب تُو کیا شہادت دیتا ہے اس وقت ہر ایک پتھر اور درخت یہی کہتا تھا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ ہمارے پروردگار کا رسُولؐ ہے۔

حصّہ دوم یہاں پر ختم ہُوا۔ افسوس صد افسوس خدائے کریم و رحیم اپنے فضل و کرم سے باقی حصّوں کا مُطالعہ ہم کو نصیب کرے خصُوصاً اس حدیث کا تتمہ دستیاب ہو جو عجیب و غریب معجزات پر مشتمل ہے آمین ثم آمین۔

حصّہ سوم تفسیر

امام حسن عسکری علیہ السّلام

یہ حصّہ آیہ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ کی تفسیر کے آخری حصّہ سے دستیاب ہوا۔ شروع حصّہ نہیں ملا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قولہٗ عزّوجلّ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ ترجمہ

اس بات میں تم پر کچھ گناہ نہیں ہے کہ تم اپنے پروردگار کا فضل طلب کرو (اس آیت کی تفسیر کا شروع حصّہ دستیاب نہیں) حضرتؑ نے فرمایا کہ ایک مومن جنابِ رسُولِ خدا کی خدمت میں حاضر ہوا حضرتؐ نے اس سے فرمایا کہ اے شخص تو اپنے دل کو اپنے ان دینی بھائیوں کیلئے کیسا پاتا ہے جو محمدؐ اور علیؑ کی محبت اور انکے دُشمنوں کی دُشمنی میں تیرے موافق ہیں اس نے عرض کی کہ میں ان کو اپنے نفس کے برابر سمجھتا ہوں جس چیز سے اُن کو

رنج ہوتا ہے اس سے مجھ کو بھی رنج ہوتا ہے اور جس بات سے انکو خوشی حاصل ہوتی ہے اس سے میں
بھی خوش ہوتا ہوں اور جو چیز ان کو غمگین کرتی ہے اس سے میں بھی غمگین ہوتا ہوں حضرت نے فرمایا
اگر یہ بات ہے تب تو تو خدا کا دوست ہے دُنیاوی تنگیوں اور بلاؤں کی کچھ پرواہ نہ کر کہ حق تعالیٰ اس عمل
کے سبب جو تُو نے بیان کیا تجھ کو اس قدر نعمت عطا کریگا کہ میں تمام خلق خدا میں کسی کو نہیں دیکھتا جو
تیرے برابر فائدہ اُٹھائے سوا اُس شخص کے جس کی حالت تیری مانند ہو۔ اے شخص جس اعتقاد پر تو قائم
ہے وہ بیشک تیرے لیے اموال اور اولاد اور عیال کے عوض ہے تو اُس پر خوشنود اور مسرور رہ۔
کیونکہ تو اس حالِ نیک میں جو کہ تیرا ہے سب تونگروں اور مالداروں سے زیادہ غنی ہے پس تو محمدؐ
اور علیؑ اور اُن کی آل اطہار پر دُرود بھیجنے سے اپنے اوقات کو زندہ رکھ وہ شخص حضرت کا یہ ارشاد
سُن کر نہایت خوش ہوا اور ہر وقت دُرود کا ورد کرنے لگا۔ ایک دن ابن ابی ہفاقم اور ابوالشرور
اس سے ملے۔ اوّل نے کہا کہ اے شخص محمدؐ نے تجھ کو بھوک اور پیاس کا توشہ عطا کیا ہے اور ابوالشرور
نے کہا کہ اے بندۂ خدا محمدؐ نے جھوٹی آرزوؤں کا توشہ تجھ کو دیا ہے خواہ تو کتنا ہی ان کلمات کا ورد
کیا کرے۔ مگر اس سے تجھ کو کچھ فائدہ حاصل نہ ہوگا۔ دوسرے روز وہ شخص بازار میں گیا اور وہ دونوں
بھی وہاں موجود تھے جب اُنھوں نے اس مومن کو دیکھا تو آپس میں کہنے لگے آؤ چلیں اس شخص سے جو محمدؐ
کے فریب میں آگیا ہے مسخراپن کریں غرض اس کے پاس گئے اور ابوالشرور نے اُس سے کہا اے بندۂ خدا
آج اس بازار میں لوگوں نے سوداگریاں کی ہیں اور نفع کمائے ہیں تو بتا تو نے کیا تجارت کی ہے اُس نے
جواب دیا میں تو سیر کرنے اور دیکھنے آیا ہوں میرے پاس کچھ موجود نہ تھا جو میں کچھ خرید و فروخت کرتا
ہاں محمدؐ اور علیؑ اور اُن کی آلؑ اطہار پر دُرود بھیجتا رہا ہوں یہ سُن کر ابوالشرور نے اس سے کہا تو نے
نامُرادی کا نفع کمایا ہے اور محرومی اور بے نصیبی کا سرمایہ حاصل کیا ہے اور تیرے واسطے گھر میں بھوک
کا دسترخوان تجھ سے پہلے پہنچ گیا ہے کہ اس پر آرزوؤں کے طعام اور نامُرادی کے انواع و اقسام کے
کھانے اور سالن موجود ہیں جن کو وہ فرشتے لے کر آئے ہیں جو محمدؐ کے اصحاب پر نامُرادی۔ بھوک۔
پیاس۔ برہنگی اور ذلت لے کر نازل ہوتے ہیں اُس شخص نے جواب دیا ہرگز ایسا نہیں ہے قسم خدا کی محمدؐ خدا
کا رسولؐ ہے اور جو کوئی اُس پر ایمان لائے وہ اہلِ حق اور سعادت مند ہے اور جو لوگ اُس پر ایمان لائے
ہیں حق تعالیٰ اُن کو بہت جلد جس چیز سے چاہیگا معزز اور مکرم فرمائیگا خواہ وہ اپنے فضل و کرم سے

فراخی عطا کرے اور خواہ اپنے عدل و احسان سے تنگی میں مُبتلا کرے تاکہ معلوم ہو کہ اس کے نزدیک سب
لوگوں سے افضل اور اس کے احکام کو سب سے بڑھ کر تسلیم کرنے والا کون ہے یہی ذکر تھا کہ اتنے میں ایک
شخص وہاں سے گزرا جس کے ہاتھ میں ایک مچھلی تھی جو بو کر گئی تھی ابوالشرور نے طنزاً اس مچھلی والے
سے کہا کہ اس مچھلی کو ہمارے اس رفیق کے ہاتھ جو اصحابِ رسولؐ سے ہے بیچ ڈال مومن نے کہا کہ میرے
پاس دام موجود نہیں مچھلی والے نے از روئے طنز کے اُس مومن سے کہا کہ اس مچھلی کو خرید لے کہ اس کی
قیمت رسولِ خدا دیدینگے۔ کیا تو رسولِ خداؐ پر اتنا بھی اعتماد نہیں کرتا اور اتنی سی چیز کی بھی اسکی طرف
جراٴت نہیں کرتا اس مومن نے کہا کہ ہاں یہ مچھلی میرے ہاتھ فروخت کردے مچھلی والے نے کہا کہ میں نے دو
دانگ میں تیرے ہاتھ میں فروخت کی۔ مگر اس شرط پر کہ اسکی قیمت رسولِ خدا سے لادے اُس مومن نے
مچھلی لے لی اور مچھلی والے کو لیکر حضرتؐ کی خدمت میں آیا حضرتؐ نے اسامہ سے فرمایا کہ اسکو ایک درہم
دیدے وہ شخص درہم لے کر نہایت خوش ہوا اور کہنے لگا کہ مجھ کو مچھلی کی کئی گُنا قیمت وصول ہو گئی پھر اس
مومن نے مچھلی کو اُن کے رُوبرو چیرا اور اُس کے پیٹ میں سے دو نفیس جواہر نکلے جن کی قیمت دو لاکھ
درہم تھی یہ بات ابوالشرور اور ابن ابو ہفاقم کو نہایت شاق گزری اور مچھلی والے سے جا کر کہا کہ کیا تو
نے وہ دو جواہرات نہیں دیکھے تو نے تو مچھلی ہی فروخت کی ہے نہ کہ اسکے پیٹ کی اندر کی چیز لہٰذا اب
جا کر وہ جواہرات اس سے لے لے اُس نے آکر خریدار سے وہ جواہرات لے لیے اور ایک کو داہنے ہاتھ میں رکھ لیا
اور دوسرے کو بائیں ہاتھ میں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو بچھوؤں کی صورت میں بدل دیا اور اُنھوں نے مچھلی والے
کو کاٹ کھایا۔ اُس نے آہ کی اور چیخ مار کر انکو ہاتھ سے پھینک دیا اور بولا کہ محمدؐ کا جادو کیسا عجیب ہے
بعد ازاں پھر جو اس مومن نے مچھلی کے پیٹ کی طرف نگاہ کی تو اسکو دو جواہر اور نظر آئے ان کو اُٹھا کر مچھلی والے
سے کہا کہ اے میاں یہ بھی تیرے ہی ہیں وہ ان کے لینے کو آگے بڑھا۔ ناگاہ وہ دونوں جواہر دو سانپوں کی صورت
میں تبدیل ہو کر اس پر حملہ آور ہوئے اور اس کو کاٹ لیا تب وہ چیخنے چلانے اور آہ و زاری کرنے لگا۔
اور اس مومن سے کہا ان کو میرے پاس سے لیجا مومن نے جواب دیا کہ یہ تو تیرے گمان میں تیرا ہی مال ہیں
اور تو ہی ان کا زیادہ تر مستحق ہے مچھلی والے نے کہا خدا کے واسطے ان کو پکڑ لے میں نے تجھی کو دیئے
اس مردِ مومن نے ان دونوں کو اسکے پاس سے اُٹھا لیا اور اس کو انکے ہاتھ سے نجات دی ناگاہ وہ دونوں
مومن کے ہاتھ میں آکر جواہر بن گئے پھر دونوں بچھوؤں کو اُٹھایا وہ بھی ہاتھ میں آتے ہی جواہر ہو گئے۔

یہ واقعہ دیکھ کر ابوالشرور نے ابوالدواہی سے کہا تو نے محمدؐ کا جادو اور اس کام میں اس کی مہارت اور ہوشیاری دیکھی اِس مردِ مومن نے اس سے کہا اے دشمنِ خدا تو اس کو جادو سمجھتا ہے اگر یہ جادو ہے تو بہشت اور دوزخ بھی جادو ہی ہوں گے۔ پھر اس نے کہا کہ تم دونوں کا اس امر میں تکذیب کرنا گویا بہشت اور دوزخ پر تمسخر کرنا ہے۔ آخر کار مچھلی والا وہاں سے چلا گیا اور وہ چاروں جواہرات اس مومن کے لیے ثروت کا باعث ہوئے۔ پھر اس مومن نے ابوالشرور اور ابوالدواہی سے کہا کہ وائے ہو تم پر تم اس شخص پر ایمان لاؤ کہ اللہ تعالیٰ اپنی نعمتوں کو اس پر اور ان لوگوں پر جو اس پر ایمان لائیں تمام کرتا ہے کیا تم نے یہ عجیب واقعہ نہیں دیکھا اس کے بعد وہ چاروں جواہر لے کر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور باہر کے سوداگر تجارت کے لیے وہاں آئے اور چار لاکھ درہم دے کر ان جواہرات کو خرید لے گئے۔ اس مومن نے عرض کی یا رسول اللہ آج کا دن میرے لیے کیسا مبارک تھا حضرتؐ نے فرمایا کہ اسکی وجہ یہ ہے کہ تو محمد رسول اللہؐ کی توقیر کرتا ہے اور اسکے بھائی اور وصی علیؑ ابن ابی طالب کی تعظیم بجالاتا ہے۔ سو اللہ تعالیٰ نے اس کا ثواب تجھ کو عطا کیا ہے اور تیرے اس عمل کا یہ نفع ہے جو تو نے کیا۔ آیا تو چاہتا ہے کہ میں تجھ کو ایسی تجارت بتاؤں جس میں تو اس مال کو صرف کرے اس نے عرض کی یا رسولؐ اللہ ارشاد فرمائیے۔ فرمایا اس کو جنت کے درختوں کے بیج بنا اس نے عرض کی کہ کس طرح کروں فرمایا اس سے اپنے دینی بھائیوں کی جو ہماری اور ہمارے دوستوں کی دوستی اور ہمارے دشمنوں کی دشمنی میں تیرے برابر ہیں غمخواری اور ہمدردی کر اور اس میں ان مومنوں کو جو ہمارے حق کی معرفت اور ہماری شان کی توقیر کرنے اور ہمارے امر کو عظیم جاننے میں تجھ سے افضل ہیں اپنے نفس پر ترجیح دے تاکہ یہ مال جنت کے درختوں کا بیج بن جائے آگاہ ہو کہ ہر حبّہ جو تو اپنے ان مومن بھائیوں پر جن کا میں نے ذکر کیا ہے خرچ کریگا وہ تیرے لیے بڑھایا جائیگا یہاں تک کہ بڑھتے بڑھتے کوہ ابوقبیس و اُحد و ثور و ثبیر سے ہزار گنا ہو جائے گا۔ پھر اس سے تیرے واسطے جنت میں محل تعمیر کیے جائیں گے جن کے کنگرے یاقوت کے ہونگے اور سونیکے محل تیار کیے جائیں گے جن کے کنگرے زبرجد کے ہونگے اس وقت ایک اور شخص نے کھڑے ہو کر عرض کی کہ یا رسول اللہؐ میں تو فقیر ہوں اور اسکی طرح سے مال مجھ کو میسّر نہیں ہوا فرمائیے میرا کیا حال ہوگا۔ حضرتؐ نے فرمایا تجھ کو ہماری خالص محبت اور شفاعتِ نافع حاصل ہے جو کہ تجھ کو بلند ترین مراتب کو

پہنچائیگی کیونکہ تو ہم اہلبیتؑ کو دوست رکھتا ہے اور ہمارے دشمنوں کا دشمن ہے۔

قولہ عزّوجلّ فَإِذَا أَفَضْتُم مِّنْ عَرَفَاتٍ فَاذْكُرُوا اللَّهَ عِندَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ ۖ وَاذْكُرُوهُ كَمَا هَدَاكُمْ وَإِن كُنتُم مِّن قَبْلِهِ لَمِنَ الضَّالِّينَ ۝ ثُمَّ أَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ فَإِذَا قَضَيْتُم مَّنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللَّهَ كَذِكْرِكُمْ آبَاءَكُمْ أَوْ أَشَدَّ ذِكْرًا ۗ فَمِنَ النَّاسِ مَن يَقُولُ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ أُولَٰئِكَ لَهُمْ نَصِيبٌ مِّمَّا كَسَبُوا ۚ وَاللَّهُ سَرِيعُ الْحِسَابِ ۝ **ترجمہ:** جب تم عرفات سے مشعر الحرام کی طرف پھرو تو مشعر الحرام کے قریب پہنچ کر خدا کا ذکر کرو اور اس کو یاد کرو جیسا کہ اس نے تم کو ہدایت کی ہے اور بیشک تم اس سے پہلے ضرور گمراہ تھے پھر تم اُلٹے پھرو جہاں سے کہ سب لوگ پھرتے ہیں اور اللہ سے بخشش طلب کرو بیشک اللہ بخشنے والا اور مہربان ہے پس جس وقت کہ تم اپنے حج کے اعمال کو پورا کر لو تو تم اللہ کا ذکر اس طرح سے کرو جس طرح اپنے باپوں کا ذکر کرتے ہو یا اس سے بھی زیادہ ذکر کرو۔ پس آدمیوں میں سے بعض ایسے ہیں کہ کہتے ہیں اے ہمارے پروردگار ہم کو دنیا میں دے (کہ دنیا میں راحت سے رہیں اور آخرت کی ان کو کچھ پرواہ نہیں) اور ان طالبانِ دنیا کے واسطے آخرت میں کچھ حصہ نہیں ہے اور بعض آدمی ان میں سے ایسے ہیں جو کہتے ہیں اے ہمارے پروردگار ہم کو دنیا میں بھی نیکی دے اور آخرت میں بھی نیکی عطا کر اور ہم کو آتشِ دوزخ کے عذاب سے محفوظ رکھ ان ہی لوگوں کو اپنے اعمال کا حصہ ملے گا اور اللہ بہت جلد حساب لینے والا ہے۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ حاجیوں سے ارشاد فرماتا ہے فَإِذَا أَفَضْتُم مِّنْ عَرَفَاتٍ کہ جب تم عرفات سے پھر ادر مزدلفہ کی طرف جاؤ فَاذْكُرُوا اللَّهَ عِندَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ تو مشعر الحرام کے پاس پہنچکر اللہ کا ذکر کرو کہ اسکی نعمتوں اور بخششوں کو یاد کرو اور اسکے تمام پیغمبروں کے سردار محمدؐ پر اور اس کے تمام برگزیدہ بندونکے سردار علیؑ ابنِ ابی طالب پر درود بھیجو وَاذْكُرُوهُ كَمَا هَدَاكُمْ اور اللہ کو یاد کرو جس طرح کہ اس نے تم کو اپنے دین اور اپنے رسولؐ پر

ایمان لانے کے لیے ہدایت کی ہے۔ وَإِنْ كُنْتُمْ مِنْ قَبْلِهِ لَمِنَ الضَّالِّينَ اور البتہ تم اس سے
پہلے کہ تم کو دینِ خدا کی طرف ہدایت کیجائے اسکے دین سے گمراہ تھے۔ ثُمَّ أَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ
النَّاسُ پھر تم مشعر الحرام سے روانہ ہو جیسا کہ اور لوگ (یعنی اور حاجی) جمع سے عرفات کو روانہ
ہوئے ہیں (جمع مزدلفہ کا نام ہے) اور ناس کے لفظ سے یہاں حجاج یعنی حاجی مراد ہیں سوائے جماعت
حمس کے کہ وہ جمع سے آگے نہ چلتے تھے وَاسْتَغْفِرُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝
اور اللہ سے اپنے گناہوں کی بخشش طلب کرو البتہ خدا توبہ کرنے والوں کو بخشنے والا اور مہربان
ہے فَإِذَا قَضَيْتُمْ مَنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللَّهَ كَذِكْرِكُمْ آبَاءَكُمْ أَوْ أَشَدَّ ذِكْرًا پس
جب تم مناسکِ حج (اعمالِ حج) کو جو تمھارے لیے حج میں مقرر کئے گئے ہیں پورے کر چکو تو تم اللہ کا
ذکر کرو اس طرح سے کہ اس کی نعمتوں کو جو اس نے تم کو عطا کی ہیں ذکر کرو اور اس کے اس احسان
کو یاد کرو جو اُس نے تم پر کیا ہے کہ تم کو سردارِ مخلوقات محمدؐ کی نبوت پر ایمان لانے اور اسکے بھائی
زینتِ اہلِ اسلام علیؑ ابن ابی طالب علیہ السلام کی وصایت کے معتقد ہونیکی توفیق دی جس طرح
کہ اپنے آباؤ اجداد کے افعال و آثار کو یاد کرتے ہو یا اس سے بھی زیادہ اللہ کو یاد کرو اس میں
اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اختیار دیدیا ہے اور یہ لازم نہیں کیا کہ مجھ کو اپنے باپ دادا کی نسبت
زیادہ یاد کرو۔ اگرچہ اللہ نے جو نعمتیں ان کو عطا کی ہیں وہ ان نعمتوں سے بہت زیادہ اور عظیم تر ہیں
جو ان کے باپ دادا نے ان کو دی ہیں پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَقُولُ رَبَّنَا
آتِنَا فِي الدُّنْيَا وَمَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ۔ پس بعض لوگ ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ
اے ہمارے پروردگار ہم کو دُنیا کے مال و اسباب اور اسکی نادر اور نفیس اشیا عطا فرما اور آخرت
میں ان کو کچھ حصہ نہ ملیگا۔ کیونکہ وہ وہاں کے لیے کوئی عمل نہیں کرتے اور وہاں کی بہتری طلب
نہیں کرتے وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً اور
بعض لوگ ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو دُنیا کی نعمتیں اور اس کی نفیس اور
عمدہ چیزیں عطا فرما اور آخرت میں بھی جنت کی نعمتیں عطا کر وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ اور آتشِ
دوزخ کے عذاب سے نجات دے اور وہ لوگ اللہ پر ایمان رکھتے ہیں اور اُس کی اطاعت اور
فرمانبرداری کو عمل میں لاتے ہیں اور اس کے نافرمان اور سرکش بندوں سے پرہیز کرتے ہیں أُولَٰئِكَ لَهُمْ

نَصِيبٌ مِمَّا كَسَبُوا وَاللَّهُ سَرِيعُ الْحِسَابِ یہ لوگ جو اس طریق (آخر) پر دُعا کرتے ہیں۔
ان کو دُنیا اور آخرت میں ان کے اعمال کا ثواب ملے گا اور اللہ بہت جلد حساب لینے والا ہے
کیونکہ اس کو ایک کام دوسرے کام سے نہیں روکتا اور ایک کا محاسبہ دوسرے شخص کے حساب
لینے سے باز نہیں رکھتا اس لیے کہ جب وہ ایک شخص سے حساب لیگا تو اُسی وقت وہ سب سے حساب
لیگا اور ایک شخص کا حساب ختم ہونیکے ساتھ ہی سب کا حساب ختم ہو جائیگا چنانچہ حق تعالیٰ اور مقام میں
ارشاد فرماتا ہے مَا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ إِلَّا كَنَفْسٍ وَاحِدَةٍ تمھارا پیدا کرنا اور تمھارا قیامت
کے دن زندہ کر کے اُٹھانا ایک نفس کے پیدا کرنے اور ایک نفس کو زندہ کر کے اُٹھانے کی مانند ہے
اور ایک کا پیدا کرنا۔ دوسرے کی پیدائش میں اور ایک کا زندہ کر کے قیامت کے دن اُٹھانا دوسرے
شخص کے اُٹھانے میں حارج نہیں ہے۔ امام زین العابدین علیہ السّلام نے جبکہ آپ مقامِ عرفات
میں تشریف رکھتے تھے۔ زہریؒ سے فرمایا اے زہریؒ تیرے حساب میں یہاں کس قدر آدمی (حاجی)
موجود ہونگے اس نے عرض کی کہ میرے حساب میں پینتالیس لاکھ آدمی ہونگے جو سب کے سب حاجی
ہیں اور انھوں نے اپنے مالوں کو راہِ خدا میں صرف کیا ہے اور اپنی فریاد و زاری کی آوازوں سے
خدا کو پکارتے ہیں حضرتؑ نے فرمایا اے زہریؒ فریاد و زاری کرنے والے تو بیشمار ہیں مگر حاجی بہت
ہی کم ہیں زہریؒ نے عرض کی یا حضرتؑ یہ تو سب کے سب حاجی ہیں۔ کیا یہ تھوڑے ہیں۔ فرمایا اے
زہریؒ اپنا منہ میرے پاس لا اس نے جب اپنا مُنہ حضرتؑ کے نزدیک کیا تو حضرتؑ نے اپنا دستِ
حق پرست اس کے مُنہ پر پھیر کر فرمایا۔ اب ان لوگوں کی طرف دیکھ زہریؒ کہتا ہے میں نے دیکھا کہ وہ
تمام خلقت بندر معلوم ہوتے ہیں اور ان میں فی دس ہزار ایک شخص انسان نظر آتا ہے بعد ازاں
حضرتؑ نے ارشاد فرمایا۔ اب پھر اپنا مُنہ میرے قریب لا جب میں نے اپنا مُنہ حضرتؑ کے نزدیک کیا تو
اپنا ہاتھ میرے مُنہ پر پھیر کر فرمایا اب پھر ان کو دیکھ کیا دیکھتا ہوں کہ وہ سب کے سب سؤر نظر آتے ہیں پھر فرمایا
کہ پھر اپنا مُنہ میرے پاس لا۔ جب میں نے اپنا مُنہ حضرتؑ کے نزدیک کیا تو اپنا ہاتھ اُس پر پھیر کر فرمایا۔ اب پھر
دیکھ، جب میں نے دیکھا تو معلوم ہوا کہ اُن خاص قدرے قلیل آدمیوں کے سوا سب کے سب بھیڑیے ہیں۔ اُس وقت
میں نے عرض کی اے فرزندِ رسولِ خدا آپکی نشانیوں نے مجھ کو مدہوش کر دیا اور آپکے عجائبات نے مجھکو عالمِ تحیر
میں ڈال دیا۔ فرمایا اے زہریؒ اس تمام جمِ غفیر اور خلقِ کثیر میں ان چند نفر کے سوا جن کو تو نے انسانی صورت

سیپارہ ۲۱
سورۃ لقمان
ع ۳

ہیں دیکھا اور کوئی حاجی نہیں ہے بعد ازاں مجھ سے فرمایا کہ اپنے مُنہ پر ہاتھ پھیرلے جب میں نے ایسا کیا تو وُہ تمام مخلوقات میری نظر میں بدستور سابق آدمی معلوم ہونے لگے۔ پھر حضرت نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ اے زہریؓ جو کوئی حج کرے اور ہمارے دوستوں کو دوست رکھے اور ہمارے دشمنوں کو ترک کرے اور اپنے نفس کو ہماری متابعت پر قائم کرے اور اللہ نے ہماری امامت کا قلاوہ (گلوبند) جو اسکی گردن میں ڈالا ہے اسکو حجرِ اسود کے سپُرد کرے (یعنی اسکے سامنے اقرار کرے) اور ہمارے جو معاہدے اس پر لازم کیے تھے اُن پر وفا کرے۔ پھر اس مقام میں حاضر ہو وہ شخص حاجی ہے اور باقی لوگ وُہ ہیں جو تُو نے دیکھے ہیں۔ اے زہریؓ میرے والد ماجد نے روایت کی ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ منافق لوگ جو محمدؐ اور علیؑ اور ان کے ان محبّوں سے عناد رکھتے ہیں جو محمدؐ اور علیؑ کو دوست رکھتے ہیں اور اُن کے دشمنوں کو دشمن۔ وُہ حاجی نہیں ہیں۔ کیونکہ یہ مومن جو ہمارے دوست ہیں اور ہمارے دشمنوں کے دشمن میدانِ حشر میں انکے ہم کو دوست رکھنے کے درجہ کے موافق انکے نور ساطع ہونگے بعض کا نور تو ہزار برس کی راہ تک اپنی روشنی پھیلائیگا اور بعض کا نور تین لاکھ برس کی راہ تک جو اس میدان کی کل مسافت ہے اپنی روشنی ڈالیگا اور بعض کے انوار بیچ کی مسافتوں تک اپنی روشنی پھیلائیں گے اور انکی مسافت کی کمی زیادتی اُن لوگوں کے ہم کو دوست رکھنے اور ہمارے دشمنوں کو دشمن رکھنے کے موافق ہوگی اور تمام اہلِ محشر خواہ مسلمان ہوں یا کفار ان کو شناخت کرینگے کہ وُہ ہمارے دوست ہیں اور ہمارے دشمنوں سے بیزار ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کو آواز دی جائیگی۔ اے ولیِ خدا اس میدان میں نظر کر اور جس کسی نے دنیا میں تیرے ساتھ کسی قسم کی بھلائی کی ہے یا تیری کسی تکلیف کو رفع کیا ہے یا مظلومی کے وقت میں تیری اعانت کی ہے یا کسی دشمن کو تجھ سے باز رکھا ہے یا کسی معاملہ میں تجھ پر کچھ احسان کیا ہے اس کل تو آج کے دن شفیع ہے پس اگر وہ شخص (جسکی وُہ مومن شفاعت کریگا) مومن اور اہلِ حق ہوگا تو اسکی شفاعت سے خدا کی نعمتیں اس پر زیادہ کی جائینگی اور اگر تقصیر وار ہوگا تو اس کی شفاعت سے اسکی تقصیریں مُعاف ہوجائیں گی اور اگر وُہ بندہ کافر ہوگا تو اس کے احسان کے موافق اس کے عذاب میں تخفیف ہوجائیگی اور گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ یہ ہمارے شیعہ اُس میدان میں بازوں اور شکروں کیطرح اُڑتے پھرتے ہیں اور اپنے محسنوں پر اس طرح جھپٹتے ہیں جس طرح باز اور شکرے گوشت کے اُٹھانے اور اُچک کر لیجانے کیلیے جھپٹا کرتے ہیں اور اس طرح سے۔ اُن لوگوں کو جنھوں نے دُنیا میں ان کے ساتھ احسان کیا تھا اور ان کو اُٹھا کر جنت میں لے جاتے ہیں۔

اور ایک شخص نے امام زین العابدین علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی اے فرزندِ رسولؐ جب ہم عرفات اور منیٰ میں ٹھہرتے ہیں اور خدا کو یاد کرتے ہیں اور اس کی بزرگیوں کا ذکر کرتے ہیں اور محمدؐ و آلِ محمدؐ پر درود بھیجتے ہیں نیز اپنے باپ دادا کے آثار و مناقب اور انکے افعالِ شریفہ کو یاد کرتے ہیں اس فعل کے بجالانے سے ہم کو ان کے حقوق کا ادا کرنا مقصود ہوتا ہے۔ حضرتؑ نے اس کے جواب میں حاضرین سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ آیا تم چاہتے ہو کہ میں تم کو ایسا طریقہ بتلاؤں جو حقوق کے ادا کرنے میں اس سے بڑھ کر اور بہتر ہو انھوں نے عرض کی اے فرزندِ رسولِ خدا ہاں ارشاد فرمائیے۔ فرمایا اس سے بہتر یہ طریقہ ہے کہ تم خدا کی توحید اور اسکی شہادت اور محمدؐ رسول اللہ کے ذکر اور اس کے لیے اس امر کی شہادت کہ وہ سردارِ انبیاؑ ہے اور علیؑ ولی اللہ کے ذکر اور اس کے لیے اس امر کی شہادت کہ وہ سردارِ اوصیا ہے اور محمدؐ کی آل اطہار کے آئمہ طاہرین کے ذکر اور اُن کے لیے اس امر کی شہادت کو کہ وُہ خدا کے مخلص بندے ہیں اپنے نفسوں میں تازہ کرو۔ کیونکہ جب عرفہ کی شام اور یوم منیٰ کی دوپہر ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے ملائکہ کرام کے سامنے جو عرفات و منیٰ میں مقیم ہیں فخر و مباہات کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ یہ میرے بندے اور کنیزیں بال پریشان کیے اور گرد و غبار میں بھرے ہوئے دُور دراز کے شہروں سے میرے دربار میں حاضر ہوئے ہیں اور محض میری خوشنودی کے حاصل کرنے کیلیے اپنی نفسانی خواہشوں اور وطنوں اور دوستوں کو ترک کیا ہے تم ان کے دلوں اور انکے دلی خیالات کو دیکھو اے میرے فرشتو میں نے تمھاری نظروں کو اُن کے دلوں پر واقف ہونے کے لیے قوی کردیا ہے اس وقت وہ فرشتے ان کے دلوں پر مطلع ہوتے ہیں اور عرض کرتے ہیں اے ہمارے پروردگار ہم ان کے دلوں سے واقف ہوگئے بعض کے دل تو نہایت سیاہ اور تاریک ہیں کہ ان میں سے جہنم کا دُھواں اُٹھتا ہے اس وقت اللہ تعالیٰ ان فرشتوں سے فرماتا ہے اے میرے فرشتو یہ وُہ اشقیا ہیں جنکی دُنیاوی زندگی کی کوشش بیکار گئی۔ حالانکہ وُہ گمان کرتے ہیں کہ ہم نیک عمل کرتے ہیں۔ ان کے یہ دل نیکیوں سے خالی اور طاعتوں سے عاری ہیں اور مہلک گناہوں پر مُصر ہیں اور جس کو ہم نے ذلیل کیا ہے اس کو بزرگ جانتے ہیں اور جس کو ہم نے بزرگی عطا کی ہے اسکو کم درجہ سمجھتے ہیں اگر اسی حالت میں یہ لوگ مجھ سے مُلاقات کرینگے تو میں ضرور ان کے عذاب کو شدید اور سخت کرونگا اور ان کے حساب کو طول دُونگا اے فرشتو یہ وہ دل ہیں جن کا اعتقاد

یہ ہے کہ محمد رسول اللہ نے خدا پر جھوٹ باندھا یا خدا کی طرف سے اپنے بھائی اور وصی کو بندگانِ خدا کی کجیوں (ٹیڑھاپن) کو سیدھا کرنے اور ان کی سیاستوں کا مختار کرنے کے لیے اپنا جانشین کرنے میں غلطی کھائی آخر ان لوگوں نے اپنے دین کی درستی میں ہلاک ہونیوالوں کی پیروی اور جاہلوں کی تعلیم اور ان غافلوں اور بے خبروں کی تنبیہ میں امن دیکھا جن کی نہایت بُری سواریاں ہوں گی جو انھیں جہنم میں لے جائیں گی۔ (یعنی ان کے اعمالِ بد)

بعد ازاں اللہ تعالیٰ ان فرشتوں سے فرماتا ہے کہ تم پھر نظر کرو۔ تب وہ دیکھ کر عرض کرتے ہیں کہ اے پروردگار ہم نے ان باقی لوگوں کے دلوں کو دیکھا یہ تو سفید اور چمکدار ہیں اور ان سے نور ساطع ہو کر آسمانوں اور حجابوں کی طرف بلند ہوتا ہے اور اے خدائے رحمٰن وہ نور ان کو چیر کر تیرے عرش کی ساق تک پہنچتا ہے تب خدائے بزرگ و برتر ارشاد فرماتا ہے اے فرشتو یہ وہ سعادت مند اور نیک بخت بندے ہیں جن کے اعمال اللہ نے قبول کر لیے ہیں اور وہ ان کی دنیوی زندگی کی کوشش کا ممنون ہے کیونکہ انھوں نے دنیا میں نیک عمل کیے ہیں اے فرشتو یہ دل نیکیوں کے حصول کرنے کے لیے طاعاتِ خدا بجالاتے ہیں اور نجات دینے والے اور مشرف کرنے والے اعمال پر ہمیشہ کاربند ہیں جسکو ہم نے معظم اور مشرف کیا ہے اسکی عظمت اور شرافت کے معتقد ہیں اور جس کو ہم نے ذلیل و خوار کیا ہے اسکی ذلت کا اعتقاد رکھتے ہیں اگر یہ لوگ اسی حالت میں مجھ سے ملاقات کرینگے تو میں ان کے حسنات کی میزانوں کو گرانبار کرونگا اور ان کے گناہوں کی میزانوں کو ہلکا کر دونگا اور ان کے انوار کو زیادہ کر دونگا۔ اور اپنے رحمت و کرامت کے گھر میں ان کا محل و منزل مقرر کر دوں گا یہ وہ دل ہیں جو معتقد ہیں کہ محمدؐ رسول اللہ اپنے تمام اقوال میں سچا اور اپنے تمام افعال میں حق پر ہے اور سب حالتوں میں شریف اور بزرگ اور اپنی تمام خصائل میں نیک اور پسندیدہ ہے اور امیر المومنینؑ علیؑ ابن ابی طالب کو امام اور دین خدا کا روشن نشان مقرر کرنے میں عین درستی پر ہے اور امیر المومنینؑ کو ہدایت کا پیشوا اور ہلاکت سے بچانے والا جانتے ہیں جس امر کی طرف وہ دعوت کرتا ہے وہ حق اور درست ہے اور جس بات کی طرف وہ رہبری کرتا ہے وہ عین حکمت اور صواب ہے اور نیک بخت وہ شخص ہے جو اپنی رسّی کو اسکی رسّی کے ساتھ جوڑے اور بدبخت اور ہلاک ہونیوالا وہ شخص ہے جو اس پر ایمان لانے والوں اور اس کی اطاعت کرنیوالوں کی شمار سے خارج ہو جائے جو سواریاں انکو جنت میں لے جائینگی وہ بہت اچھی سواریاں ہیں عنقریب ہم ان کو جنت کے غرفوں (بالاخانوں) میں اُتارینگے اور کنیزوں اور غلاموں کے ہاتھوں سے مُہر کردہ شراب سے ان کو سیراب کرینگے اور بہت جلد ان کو دار السلام میں زین الاسلام یعنی محمد علیہ و آلہ الصلوٰۃ والسلام کا رفیق بنائیں گے اور اللہ تعالیٰ بہت جلد انکو بزرگ مہمانی میں شیعوں کی جماعت سے ملحق کرے گا پھر اس کے ساتھ ان کو جنات نعیم کا بادشاہ بنائے گا اور یہ وہاں عیش سلیم اور نعیم مقیم میں ہمیشہ رہیں گے اور ان اعتقادات اور اقوال کی جزا میں یہ تمام نعمتیں ان کے لیے گوارا اور مبارک ہیں اور خدائے کریم و رحیم کے فضل و کرم سے یہ سب کچھ ان کو حاصل ہوا ہے

قولہٗ عزّوجلّ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ ۭ فَمَنْ تَعَجَّلَ فِيْ يَوْمَيْنِ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۚ وَمَنْ تَاَخَّرَ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۙ لِمَنِ اتَّقٰى ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝

ترجمہ: اور اللہ کو شمار کیے گئے دنوں میں یاد کرو پس جو کوئی دو دنوں میں جلدی کرے تو اس کے ذمے کوئی گناہ نہیں ہے اور یہ اُس شخص کے لیے ہے جو اللہ سے ڈرے اور جو کوئی تاخیر کرے تو اُس پر بھی کوئی گناہ نہیں ہے اور تم اللہ سے ڈرو اور یہ جان لو کہ تم اس کی طرف جمع کیے جاؤ گے (قیامت کے دن)

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ اور اللہ کو گنے ہوئے دنوں میں یاد کرو۔ اور وہ تین دن ہیں جو قربانی کے دن (دسویں) کے بعد آتے ہیں (یعنی گیارھویں۔ بارھویں۔ تیرھویں ماہ ذی الحجہ) اور ایام تشریق کہلاتے ہیں اور ذکر سے مراد اس آیت میں تکبیر ہے جو واجبی نمازوں کے بعد پڑھی جاتی ہے۔ روز قربانی کے ظہر سے پڑھنا شروع کرتے ہیں اور آخر روز تشریق کی نماز صبح تک پڑھتے ہیں اور وہ تکبیر یہ ہے اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ عَلٰى مَا هَدٰنَا اَللّٰهُ اَكْبَرُ عَلٰى مَا رَزَقَنَا مِنْ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ ۝ بعد ازاں خدا فرماتا ہے فَمَنْ تَعَجَّلَ فِيْ يَوْمَيْنِ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ لِمَنِ اتَّقٰى پس جو کوئی کہ ایام تشریق کے دو روز (گیارھویں بارھویں) میں جلدی کرے اور حج سے فارغ ہو کر (اور دو روز منا میں رہ کر) اپنے ملک کیطرف واپس چلا جائے اور تیرھویں تک منا میں نہ ٹھہرے تو اسکے پچھلے گناہوں میں سے کوئی گناہ اس شخص کے ذمے باقی نہیں رہتا کیونکہ وہ اس حج کرنے کے سبب معاف ہو جاتے ہیں جس میں اس نے اپنے گناہوں سے ندامت اور پشیمانی کا اظہار کیا ہے اور

ان سے توبہ کرلی ہے لیکن یہ رعایت اُس شخص کے لیے ہے جو مُہلک گناہوں میں پڑنے سے ڈرے اس لیے کہ اگر ان میں پڑ گیا تو یہ گناہ (جدید) اس کے ذمّے لکھے جائیں گے اور گزشتہ گناہ اس توبہ کے سبب جو اُس نے کی ہے مُعاف نہ ہونگے کیونکہ اس نے اس توبہ کو ان مُہلک گناہوں میں پڑنے کے سبب جو اس توبہ کرنے کے بعد کیئے ہیں باطل کردیا ہے اور اب از سرِ نو توبہ کرنے سے ہی معاف ہونگے وَاتَّقُوا اللّٰہَ اور اے حاجیو کہ تمہارے تمام گزشتہ گناہ اس حج کے سبب جو مقرون بہ توبہ تھا مُعاف ہو گئے ہیں خدا سے ڈرو اور پھر مُہلک گناہوں کی طرف رجُوع نہ کرو نہیں تو گزشتہ گناہ پھر عود کر آئیں گے اور ان کا اُٹھانا تم کو گراں بار اور بوجھل کردیگا اور بعد میں وہ گناہ از سرِ نو توبہ کئے بغیر کبھی معاف نہ ہوں گے وَاعْلَمُوْٓا اَنَّکُمْ اِلَیْہِ تُحْشَرُوْنَ اور جان لو کہ قیامت کے دن زندہ ہو کر اسکی طرف جاؤ گے اور وہ تمہارے اعمال کو دیکھے گا اور ان کے موافق وُہ تمہارا پروردگار تم کو بدلا دے گا۔

اور امام زین العابدین علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ اپنے حج کو مقبُول اور مبرور بناؤ اور خبردار ایسا نہ کرنا کہ وُہ بُری طرح سے تم ہی کو واپس کردیا جائے اور قیامت کے دن بہشت میں جانے سے بہت بُری طرح پر روکے جاؤ آگاہ ہو جو چیز کہ حج کو محلِ قبول میں پہنچاتی ہے وُہ یہ ہے کہ اس کیساتھ محمدؐ اور علیؑ اور ان کی آلِ اطہار کی موالات (دوستی) شامل ہو اور جو چیز کہ اس (حج) کو پستی میں ڈالتی ہے اور زائل کردیتی ہے وُہ پیشوایانِ حق اور والیانِ صدق یعنی علیؑ ابنِ ابی طالب اور اسکی ذرّیت اور اہلبیتؑ کے نجیب و پسندیدگانِ خداوند متعال کو ترک کرکے اوروں کو ان کا ہمسر مقرر کرنا ہے۔

بعد ازاں فرمایا کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ علیؑ کے دوستوں کو جو محمدؐ پر ایمان رکھتے ہیں اور اس کے قول کی تصدیق کرتے ہیں خوشخبری ہو کہ اللہ تعالیٰ اپنے عرشِ معلّیٰ پر نہایت اشرف اور اعلیٰ ذکر سے ان کو یاد فرماتا ہے اور عرش اور کرسی اور حجابوں اور آسمانوں اور زمین اور ہوا اور اس کے بیچ کے فرشتے اور زمین کے نیچے ثریٰ تک کے فرشتے اُن پر درُود بھیجتے ہیں اور بادلوں اور بارشوں اور تری اور خشکی کے فرشتے اور آسمان کے سُورج چاند اور ستارے اور زمین کے سنگریزے اور ریت کے ذرّے اور باقی تمام اقسام کے زمین پر چلنے والے حیوانات بھی ان پر درُود بھیجتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر ایک شئے کے درُود کے عوض میں اُنکے مراتب و منازل کو اوجِ شرف عطا فرماتا ہے اور اپنے نزدیک انکی عظمت اور جلالت کو بڑھاتا ہے یہانتک کہ قیامت کے دن حاضر بارگاہ ایزدی ہوں گے اور سب کے سامنے کرامت ہائے الٰہی سے مشہور کیے جائیں گے اور محمدؐ اور علیؑ صفی پروردگار عالمین کے رفیق بنائے جائینگے اور وائے ہو اُن معاندوں پر جنھوں نے محمدؐ کی نبوّت کا انکار کیا اور آنحضرتؐ کے اقوال کو جھُٹلایا کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے عرش پر نہایت رُسوائی کیساتھ اُن پر لعنت کرتا ہے اور حاملانِ عرش اور کرسی اور حجابہائے نوُر اور آسمانوں اور زمین اور ہوا اور اس کے بیچ کے فرشتے اور زمین سے نیچے ثریٰ تک کے فرشتے بہت بُری طرح سے اُن پر لعنت بھیجتے ہیں اور بادل اور بارش اور خشکی اور تری کے فرشتے اور آسمان کے سُورج، چاند اور ستارے اور زمین کے سنگریزے اور ریت کے ذرّے اور باقی تمام اقسام کے زمین پر چلنے والے حیوانات بھی اُن پر لعنت کرتے ہیں اور ہر ایک شئے کی لعنت سے اللہ تعالیٰ ان کے درجات کو پست کرتا جاتا ہے اور ان کے احوال اس کے نزدیک بدتر ہوتے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ قیامت کے دن اللہ کے حضُور میں حاضر ہونگے اور سب کے رُوبرو اللہ کی لعنت اور عداوت کے ساتھ مشہور کئے جائیں گے اور دشمنانِ خدا ابلیس نمرود اور فرعون کے رفیق بنائے جائیں گے اور وہ عظیم الشّان عمل جس کے ذریعہ فرشتگانِ خیار اور حجابہائے نوُر اور آسمان قُربِ خُدا حاصل کرتے ہیں وہ ہم اہلبیتؑ کے دوستوں پر دُرود بھیجنا اور ہمارے دشمنوں پر لعنت کرنا ہے۔

قولہٗ عزّوجلّ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یُّعْجِبُکَ قَوْلُہٗ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَیُشْھِدُ اللّٰہَ عَلٰی مَا فِیْ قَلْبِہٖ وَھُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ ۰ وَاِذَا تَوَلّٰی سَعٰی فِی الْاَرْضِ لِیُفْسِدَ فِیْھَا وَیُھْلِکَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ وَاللّٰہُ لَا یُحِبُّ الْفَسَادَ وَاِذَا قِیْلَ لَہُ اتَّقِ اللّٰہَ اَخَذَتْہُ الْعِزَّۃُ بِالْاِثْمِ فَحَسْبُہٗ جَھَنَّمُ وَلَبِئْسَ الْمِھَادُ ۰ **ترجمہ:** اور بعض آدمیوں میں سے وہ شخص ہے کہ زندگانی دنیا میں اسکی بات تجھ کو (اے محمدؐ) بھلی معلوم ہوتی ہے اور وُہ اپنے دل کی بات پر خدا کو گواہ کرتا ہے حالانکہ وُہ بہت سخت جھگڑنے والا اور دشمنِ خدا ہے اور جب وہ (مجلس نبویؐ سے پھر کر جاتا ہے تو وُہ زمین سے دوڑتا ہے اور سعی کرتا ہے کہ اُس میں فساد کرے اور کھیتی اور نسلِ حیوانی کو ہلاک اور برباد کرے اور خدا فساد کو دوست نہیں رکھتا اور جب اس (منافق) سے کہا جاتا ہے کہ خدا سے ڈر تو عزّت (غیرت اور حمیّت جاہلیت) اس کو گناہ پر لگاتی ہے (یعنی بھول چوُک منع کرنے سے زیادہ گناہ کرتا ہے) پس جہنّم اس کو کافی ہے اور البتّہ وُہ بہت بُرا بچھونا ہے۔

امام حسن عسکری علیہ السّلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے گزشتہ آیت میں ظاہری و باطنی پرہیزگاری کا

حکم فرمایا تھا اب حضرت کو مطلع فرماتا ہے کہ بعض لوگ ایسے ہیں جو ظاہر میں تو پرہیزگاری کرتے ہیں اور اس کے خلاف کو باطن میں پوشیدہ رکھتے ہیں اور خدا کے گناہوں کے مرتکب ہوتے ہیں چنانچہ فرماتا ہے وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا اے محمدؐ بعض آدمیوں میں سے وہ شخص ہے کہ زندگانی دُنیا میں اس کی بات تجھ کو بھلی لگتی ہے کہ دینِ اسلام کو تیرے سامنے ظاہر کرتا ہے اور تیرے آگے پرہیزگاری اور نیکی سے آراستہ بنتا ہے وَيُشْهِدُ اللّٰهَ عَلٰى مَا فِي قَلْبِهٖ اور اپنے دلی اعتقادات پر خدا کو گواہ کرتا ہے اور تیرے سامنے قسمیں کھاتا ہے کہ میں خالص مومن ہوں اور اپنے قول کی اپنے فعل سے تصدیق کرتا ہوں وَاِذَا تَوَلّٰى سَعٰى فِي الْاَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيْهَا اور جب وہ تیرے پاس سے واپس جاتا ہے تو زمین میں دوڑتا ہے اور سعی کرتا ہے کہ اس میں فساد کرے یعنی اپنے اس قول کے برخلاف جو اس نے تیرے سامنے ظاہر کیا ہے کہ میں مومن ہوں کفر کرکے اور ظلم اختیار کرکے جو اس وعدے کے مخالف ہے جو اُس نے تیرے رُوبرو کیا ہے عاصی اور گنہگار بنتا ہے وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ اور کوشش کرتا ہے کہ کھیتی کو ہلاک کردے کہ اسکو جلادے یا خراب کردے وَالنَّسْلَ اور اس امر میں ساعی ہوتا ہے کہ حیوانات کو قتل کرکے انکی نسل کو قطع کرے وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ اور اللہ تعالیٰ فساد کو پسند نہیں کرتا اور اسکے عوض میں عذاب کرنے اور سزا دینے کو ترک نہ کریگا۔ وَاِذَا قِيْلَ لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ اور جب اس شخص سے جسکی بات تجھ کو بھلی لگتی ہے یہ کہا جاتا ہے کہ تو خدا سے ڈر اور یہ بدکاریاں ترک کر تو عزت اس کو اس گناہ پر لگاتی ہے جسکو وہ پوشیدہ رکھتا ہے پس وہ اپنے شر میں اور شر زیادہ کرلیتا ہے اور اپنے ظلم میں اور ظلم بڑھالیتا ہے فَحَسْبُهٗ جَهَنَّمُ ۚ وَلَبِئْسَ الْمِهَادُ پس اسکی بدکاریوں کے عوض میں آتشِ جہنم اسکے جلانے اور عذاب دینے کیلئے کافی ہے اور وہ بیشک بہت بُرا بچھونا ہے اور وہ ہمیشہ اسی میں پڑا رہیگا۔

امام زین العابدین علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس آیت میں اُس ظالم کی مذمت کرتا ہے جو ظاہر میں مخالفانِ دین پر تعدی کرتا ہو اور جو کچھ زبان سے کہے اس کے برخلاف دل میں پوشیدہ رکھتا ہو اور مومنوں سے بدی کرنے کا ارادہ دل میں چھپائے رکھتا ہو اے بندگانِ خدا جو ہماری محبت کا دعویٰ کرتے ہو خدا سے ڈرو اور اُن گناہوں سے پرہیز کرو جن پر اصرار کرنے والا شاید ہی اس رُسوائی سے بچا ہو جو محمدؐ اور علیؑ اور ان کی آلؑ اطہار کی دوستی سے خارج کردیتی ہے اور انکے دُشمنوں کی محبت میں داخل کرتی ہے اور جو کوئی اس امر پر مصر ہو تو اُس کی رُسوائی اور ذلت اسکو بدترین شقاوت پر پہنچا دیتی ہے کہ وہ صلعیان

35

عقل و دانش کے سردار (علیؑ ابن ابی طالب) کی ولایت کی مفارقت ہے اور ایسا شخص سب سے زیادہ نقصان اُٹھانیوالا ہے۔ حاضرین نے عرض کی اے فرزندِ رسولؐ وہ کونسے گناہ ہیں جو خذلانِ عظیم (بزرگ رُسوائی) پر پہنچا دیتے ہیں حضرتؑ نے فرمایا تمہارا اپنے ان دینی بھائیوں پر جو علیؑ کو فضیلت دینے اور اس کی امامت اور اسکی ذریت طاہرہ علیہم السّلام کی امامت کے قائل ہوئے اور مخالفان و نواصب اہلبیتؑ کو دشمن رکھنے میں تمہارے ساتھ متفق ہیں ظلم کرنا اور اللہ تعالیٰ جو تمہارے ساتھ تحمل اور بُردباری برتتا ہے اور تم کو بہت مہلت دیتا ہے اس پر مغرور اور فریفتہ مت ہو اگر تم ایسا کرو گے تو تم اس شخص کی مثل ہو جاؤ گے جس کے بارے میں خدا ارشاد فرماتا ہے كَمَثَلِ الشَّيْطٰنِ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اكْفُرْ ۚ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ اِنِّيْ بَرِيْۤءٌ مِّنْكَ اِنِّيْۤ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ یعنی اُن کی مثال شیطان کی مانند ہے کہ جب اس نے انسان سے کہا کہ تو کافر ہوجا پس جب وہ کافر ہوگیا تو کہا کہ میں تجھ سے بیزار ہوں کیونکہ میں اللہ پروردگار عالمین سے ڈرتا ہوں۔ یہ شخص جس کا اس آیت میں ذکر ہے زمانہ سابق میں بنی اسرائیل میں ایک عابد اور زاہد آدمی تھا اور اس کو یہ بتایا گیا تھا کہ سب سے عُمدہ زُہد یہ ہے کہ اپنے بھائیوں پر جو محمدؐ اور علیؑ اور ان کی آل اطہار پر ایمان لائے ہیں ظلم کرنے سے کنارہ کشی کرے اور سب سے بزرگتر عبادت یہ ہے کہ تو اپنے برادرانِ ایمانی کی خدمت کرے جو سیدالوریٰ محمدؐ مصطفےٰ اور علی مرتضیٰؑ اور ان برگزیدگانِ مختار کو جو مخلوق خدا کی حفاظت اور حکومت کے قائم کرنے کیلئے منتخب کئے گئے ہیں سب سے افضل جانتے ہیں تیرے ساتھ متفق ہیں اس شخص نے حقیقت حال کو سمجھ لیا اور زہد ظاہر کرنے لگا اور اس کے مومن بھائی اس کے پاس امانتیں رکھتے تھے اور وہ ان سے کہہ دیتا تھا کہ وہ مال چوری چلے گئے حالانکہ اسی مال کو خود خورد بُرد کرجاتا تھا اور جب کبھی مال کے چُرائے جانے کا دعویٰ اس کو ممکن نہ ہوتا تھا تو امانت سے منکر ہوجاتا تھا اور خود ہپ (ہضم) کرجاتا تھا اور وہ برابر اسی طرح کرتا رہا اور اسکے بارے میں کسی کا دعویٰ قبول نہ ہوتا تھا اور لوگوں کو اس کی نسبت نیک گمان تھا اور اسکی جھوٹی اور خلاف حق قسموں پر لوگ اس سے درگزر کرتے تھے۔ آخرکار اللہ تعالیٰ نے اس کو مخذول و منکوب کیا اور یہ واقعہ اس طرح ظہور میں آیا کہ ایک نہایت خوبصورت لڑکی تھی جس کو جنون ہوگیا تھا اُس کے وارثوں نے اس کو اس غرض سے اس عابد کے پاس چھوڑ دیا کہ وہ کچھ افسون پڑھ کر اس پر دم کرے اور کسی دوا سے

پارہ ۲۸ سورہ حشر ع ۲

قصہ عابد بنی اسرائیل

اس کا علاج کرے الغرض خذلان نے اس زاہد کو اس مجنونہ لڑکی سے غلبۂ جنون کے وقت زنا کرنے پر آمادہ کیا اور وہ حاملہ ہوگئی جب وضع حمل کا وقت قریب آیا تو شیطان نے اس زاہد کے پاس آ کر یہ وسوسہ اس کے دل میں ڈالا کہ اب یہ جنے گی اور اس کے ساتھ تیرے زنا کرنیکا حال سبکو معلوم ہو جائیگا اور اس جرم میں تجھ کو قتل کر ڈالیں گے اس لیے تو اسکو قتل کر کے اپنے جانماز کے نیچے دفن کر دے آخر کار اس نے اغوائے شیطانی سے اس لڑکی کو قتل کر کے دفن کر دیا اور جب اسکے وارثوں نے اسکو طلب کیا تو کہنے لگا کہ اس پر جنون کا غلبہ ہوگیا تھا اس لیے وہ مر گئی لوگوں نے اسکو متہم کیا اور جانماز کے نیچے کی زمین کو جو کھودا تو معلوم ہوا کہ اس کو قتل کر کے دفن کیا ہے اور وہ حاملہ قریب وضع تھی تب انھوں نے اس زاہد کو گرفتار کر لیا اور اس دعویٰ کیساتھ اور بہت سے لوگوں کے دعوے شامل ہو گئے جنکی امانتوں کا اس نے انکار کیا تھا اور اس طرح وہ تہمت اس پر بہت قوی ہوگئی اور اسکو بہت تنگ کیا گیا آخر اس نے اس لڑکی کے ساتھ زنا کرنے اور اسکے قتل کرنیکا اقرار کر لیا پھر تو اسکے پیٹ اور پیٹھ پر بید کوڑے لگائے گئے اور ایک درخت کے اوپر سولی پر چڑھا دیا اسوقت ایک انسانی شیطان اسکے پاس آ کر کہنے لگا تجھ کو تیرے معبود کی عبادت اور محمدؐ اور علیؑ اور ان کی آلؑ اطہار کی محبت نے کیا نفع دیا جن کے باب میں تو گمان کرتا تھا کہ وہ تیرے ناصر و مددگار ہیں اور مصیبتوں میں تیرے معاون ہیں جو کچھ کہ تو تمنائیں کرتا تھا وہ سب خاک میں مل گئیں اور انکی باتیں تجھ پر منکشف ہوگئیں اور تجھ کو انکا طمع دلانا بہت بڑا فریب اور محض باطل اور سراسر جھوٹ نکلا اور میں ہوں وہ امام جسکی طرف تجھ کو دعوت کیجاتی ہے اور میں ہوں وہ صاحبِ حق جسکی طرف تجھ کو رہنمائی کیجاتی ہے اور تو اس سے پہلے میرے غیر کی امامت کا معتقد ہو کر دھوکے میں رہا اس لیے میں نے ارادہ کیا کہ تجھ کو ان لوگوں کے ہاتھ سے چھڑا کر کسی دور کے ملک میں لے جاؤں اور وہاں لے جا کر تجھ کو رئیس اور سردار بناؤں اب تو مجھ کو یہ خشوع و خضوع اور اس امر کا مقر و معترف ہو کر کہ میں تجھ کو نجات دینے پر قادر ہوں سجدہ کر تو میں بیشک تجھ کو نجات دونگا اسوقت اس زاہد پر شقاوت اور خذلان غالب ہوئی اور اس کے قول کا معتقد ہو کر اسکو سجدہ کیا پھر اس سے کہا کہ لے اب مجھ کو نجات دے تب شیطان نے اس سے کہا کہ میں تجھ سے بیزار ہوں کیونکہ میں پروردگار عالمین سے ڈرتا ہوں اور اس کی ہنسی اڑانے لگا اور اس پر طنز کرنا شروع کیا یہ حال دیکھ کر وہ مصلوب نہایت حیران ہوا اور اس کا اعتقاد بگڑ گیا اور نہایت بد انجامی کے ساتھ مرا

پس اس بات نے اس زاہد کو اس خذلان پر پہنچایا۔

قولہ عزّوجلّ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَاۗءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ **ترجمہ:** اور بعض لوگ ایسے ہیں جو اپنی جان کو خوشنودی خدا کے طلب کرنے کیلیے بیچ ڈالتے ہیں اور اللہ اپنے بندوں پر مہربان ہے۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَاۗءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ اور بعض لوگ اپنی جان کو خوشنودی خدا کے طلب کرنے کیلیے بیچ ڈالتے ہیں اور طاعت خداوندی کو بجالاتے ہیں اور لوگوں کو اس کے بجالانے کا حکم دیتے ہیں اور طاعت خدا میں جو جو ایذائیں ان کو لاحق ہوتی ہیں ان پر صبر کرتے ہیں گویا انھوں نے اپنے نفسوں کو فروخت کر دیا ہے اور ان کے عوض میں خدا کی خوشنودیوں کو تسلیم کر لیا ہے اور جب ان کو اپنے پروردگار کی خوشنودیاں حاصل ہوجاتی ہیں تو جو مصیبتیں اور بلائیں ان کی جانوں پر وارد ہوتی ہیں ان کی کچھ پرواہ نہیں کرتے وَاللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ اور اللہ اپنے تمام بندوں پر مہربان ہے ان میں سے جو لوگ اس کی رضامندی کے طالب ہوتے ہیں ان کو ان کی آرزوؤں کے انتہا پر پہنچاتا ہے اور ان کے علاوہ اپنے فضل و کرم سے اور نعمتیں اتنی زیادہ کرتا ہے جو ان کی حد آرزو و تمنا سے بڑھ کر ہوتی ہیں اور جو لوگ اس کے دین میں فسق و فجور کرتے ہیں ان کو مہلت دیتا ہے اور نرمی اور مدارات سے ان کو اپنی اطاعت کی طرف بلاتا ہے اور جس شخص کی نسبت اسکو یہ معلوم ہے کہ وہ اپنے گناہوں سے ایسی توبہ کریگا جو اس کے واسطے اسکی کرامتہائے عظیمہ کے حصول کا باعث ہوگی اس سے جدا نہیں ہوتا (یعنی اس سے قطع تعلق نہیں کرتا)

امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ یہ رسولؐ خدا کے نیک اصحاب ہیں جنکو انکے دین کیلیے تکلیف میں ڈالا گیا ہے منجملہ انکے بلالؓ صہیبؓ خبابؓ اور عمارؓ ابن یاسر اور اسکے ماں باپ ہیں بلالؓ کی سرگزشت اس طرح پر ہے کہ اسکو ابوبکرؓ ابن ابو قحافہ نے اپنے دو حبشی غلاموں کے عوض میں خرید کیا تھا اور جب وہ آنحضرتؐ کیخدمت میں آیا تو علیؑ ابن ابی طالب کی تعظیم ابوبکرؓ کی نسبت چند در چند زیادہ کرتا تھا مفسد لوگوں نے اس سے کہا کہ اے بلالؓ تو نے کفران نعمت کیا اور ترتیب فضیلت کو بھلا دیا۔ ابوبکرؓ تیرا آقا ہے جس نے تجھ کو خرید کیا اور عذاب سے چھڑایا اور تیری جان

اور کسبِ مال کو تجھے آزاد کر کے زیادہ کیا اور علیؑ ابن ابی طالب نے ان میں سے کوئی کام بھی نہیں کیا اور تو ابوالحسن علیؑ کی اتنی بڑی توقیر کرتا ہے جتنی ابوبکرؓ کی نہیں کرتا۔ یہ امر تیرے کفرانِ نعمت اور جہالت ترتیب میں داخل ہے۔ بلالؓ نے جواب دیا کہ کیا یہ مجھ پر لازم ہے کہ ابوبکرؓ کی رسولِ خدا سے بڑھ کر توقیر کروں انھوں نے جواب دیا کہ توبہ توبہ۔ بلالؓ نے کہا کہ تمھارا یہ قول تمھارے پہلے قول کے برخلاف ہوا جو تم نے کہا تھا کہ تیرا علیؑ کو ابوبکرؓ سے افضل جاننا جائز نہیں ہے کیونکہ اُس نے تجھے آزاد کیا ہے۔ اسی طرح سے میرا رسولِ خداؐ کو ابوبکرؓ سے افضل جاننا بھی درست نہ ہوا۔ کیونکہ اس نے مجھ کو آزاد کیا ہے وہ بولے کہ محمدؐ اور علیؑ دونوں یکساں نہیں ہیں کیونکہ رسول اللہؐ تمام مخلوقِ خدا سے افضل ہیں۔ بلالؓ نے جواب دیا کہ ابوبکرؓ اور علیؑ بھی یکساں نہیں ہیں اس لیے کہ علیؑ افضلِ مخلوقاتِ الٰہی کا نفس ہے تو وہ بعد پیغمبرِ خدا کے تمام مخلوقات سے افضل ہے اور خدا کے نزدیک تمام خلقِ خدا سے زیادہ تر محبوب ہے کیونکہ اس نے رسولِ خدا کیساتھ شامل ہو کر اُس پرندہ کو کھایا ہے جس کے باب میں رسولِ خدا نے دعا کی تھی کہ اے اللہ اس وقت میرے پاس اس شخص کو بھیجدے جو تجھ کو اپنی تمام مخلوقات سے زیادہ پیارا ہو اور وہی (علیؑ) تمام مخلوقِ خدا میں رسولِ خدا سے زیادہ تر مشابہ ہے کیونکہ خدا نے اسکو دینِ خدا میں آنحضرتؐ کا بھائی بنایا ہے اور ابوبکرؓ مجھ سے یہ بات نہیں چاہتا جو تم چاہتے ہو کیونکہ وہ علیؑ کے ان فضائل کو جانتا ہے جن سے تم ناواقف ہو یعنی اس کو معلوم ہے کہ مجھ پر علیؑ کا حق اس کے حق سے زیادہ ہے کیونکہ اُس نے مجھ کو عذابِ ابدی کی غلامی سے چھڑایا ہے اور میرے اس کو دوست رکھنے اور اس کو سب پر فضیلت دینے کے سبب سے جنّت کی ابدی نعمتیں میرے واسطے واجب ہو گئیں۔

اور صہیبؓ کا واقعہ اس طرح پر ہے کہ اُس نے اپنی قوم سے کہا کہ میں ایک بُوڑھا آدمی ہوں میری موافقت یا مخالفت سے تم کو کچھ ضرر نہیں پہنچ سکتا میرا مال و اسباب مجھ سے لے لو اور مجھ کو چھوڑ دو۔ انھوں نے اس کا مال لے کر اس کو چھوڑ دیا جب وہ رسولِ خدا کی خدمت میں (مدینہ میں) حاضر ہوا تو حضرتؐ نے اس سے فرمایا اے صہیبؓ تیرا مال کس قدر تھا جو تو وہاں چھوڑ آیا ہے اس نے عرض کی کہ سات ہزار فرمایا کیا اس کے چھوڑتے پر تیرا دل خوش ہے عرض کی یا رسول اللہؐ مجھے اس ذات کی قسم ہے جس نے حضرتؐ کو سچا پیغمبر کر کے بھیجا ہے کہ اگر تمام دُنیا سُرخ سونا ہو جائے تو میں اس تمام کو حضرتؐ پر

ایک نظر کرنے اور حضرتؐ کے بھائی اور وصی علیؑ ابن ابی طالب کو ایک آنکھ بھر کر دیکھنے کے عوض میں دے ڈالوں حضرتؐ نے فرمایا اے صہیبؓ اللہ تعالیٰ نے تیرے اس مال اور اس اعتقاد کے عوض میں جو مال جنّت میں تیرے واسطے مقرر کیا ہے خازنانِ جنت اس کے شمار اور حساب کرنے سے عاجز ہیں اور خدا کے سوا اور کوئی اس کا حساب نہیں جانتا۔

اور جنابؓ ابن ارت کو کفارِ مکہ نے بیڑی اور طوق میں قید کر لیا تھا اُس نے محمدؐ اور علیؑ اور ان کی آلِؑ اطہار کا واسطہ دے کر خُدا سے دُعا کی اللہ تعالیٰ نے بیڑی کو اس کے سوار ہونے کے لیے گھوڑا بنا دیا اور طوق کو کمر میں لگانے کے لیئے تلوار کر دیا اور وہ ان کے ہاتھ سے نکل گیا۔ جب انھوں نے محمدؐ کی ان نشانیوں کو جو خبابؓ پر ظاہر ہوئی تھیں مشاہدہ کیا اور کسی کافر کو اس کے پاس آنے کی جرأت نہ ہوئی اور خبابؓ نے تلوار کھینچ کر آواز دی جس کا جی چاہے میرے پاس آئے کیونکہ میں محمدؐ و آلِ محمدؐ کا نام لے کر اگر کوہِ ابوقبیس پر بھی تلوار ماروں تو اس کے دو ٹکڑے کر ڈالوں تمھاری تو بساط ہی کیا ہے اس پر کوئی کافر اس کا مزاحم نہ ہوا اور وہ حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔

اور عمارؓ کے باپ اور ماں دونوں صبر کے ساتھ راہِ خدا میں قتل ہو گئے۔

اور عمارؓ کو ابوجہل ملعون تکلیفیں دیتا تھا۔ تب اللہ تعالیٰ نے اس ملعون کی انگوٹھی کو اسکی اُنگلی میں ایسا تنگ کیا کہ اس کو زمین پر گرا دیا اور نہایت ذلیل و خوار کیا اور اس کے کُرتے کو اسکے بدن پر اتنا بھاری کر دیا کہ لوہے کی زرہوں سے بھی زیادہ بوجھل معلوم ہوتا تھا یہ حال دیکھ کر وہ ملعون عمارؓ سے کہنے لگا مجھ کو اس سے چھڑا جو تیرے ساتھی (محمدؐ) ہی کا کام ہے تب عمارؓ نے اسکی انگوٹھی کو انگلی سے اور اسکے کُرتے کو اسکے بدن سے اُتار دیا اور وہ ملعون عمارؓ سے کہنے لگا کہ میں تیرا مکہ میں رہنا پسند نہیں کرتا تو محمدؐ کے پاس چلا جا کسی شخص نے عمارؓ سے پوچھا کیا سبب ہے کہ خباب کو تو ان نشانیوں کے ذریعے قیدِ کفار سے چھڑا لیا اور تیرے ماں باپ کو اس عذاب میں پڑا رہنے دیا یہاں تک کہ وہ قتل کیے گئے عمارؓ نے جواب دیا کہ یہ اُس ذاتِ پاک کا حکم ہے جس نے حضرت ابراہیمؑ کو تو آگ سے نجات دی اور یحییٰؑ ابن ذکریاؑ کو قتل کی بلا میں ڈالا جنابِ رسولِ خدا نے فرمایا اے عمارؓ تو بڑا فقیہ ہے عرض کی یا رسول اللہ مجھ کو اتنا ہی علم کافی ہے کہ میں پہچانتا ہوں کہ تو پروردگارِ عالم کا رسولؐ ہے اور تمام مخلوقات کا سردار ہے اور تیرا بھائی علیؑ تیرا وصی اور تیرا جانشین ہے اور تیرے بعد سب سے بہتر ہے اور قولِ حق تیرا اور

اس کا قول ہے اور فعل حق تیرا اور اس کا فعل ہے اور اللہ تعالیٰ نے مجھ کو اسی لیئے تم سے محبت کرنے اور تمہارے دشمنوں کو دشمن رکھنے کی توفیق عطا کی ہے کہ وہ اس امر کا ارادہ کر چکا ہے کہ مجھ کو دنیا اور آخرت میں آپ دونوں حضرات کے ہمراہ رکھے حضرتؐ نے فرمایا کہ اے عمارؓ ایسا ہی ہے جیسا کہ تو کہتا ہے البتہ حق تعالیٰ تیرے ذریعہ سے اپنے دین کی حمایت کریگا اور سرکشوں کے عذروں کو قطع کریگا اور معاندوں کے عناد کو واضح کریگا جبکہ تجھ کو ایک گروہ قتل کریگا جو کہ امام حق سے باغی ہوگا بعد ازاں حضرتؐ نے فرمایا اے عمارؓ تو نے علم ہی سے اس قدر فضیلت حاصل کی ہے پس ہماری طرف سے اپنی فضیلت کو اور زیادہ کر کیونکہ جب کوئی شخص علم کی تلاش میں نکلتا ہے تو اللہ تعالیٰ عرش پر سے اس کو آواز دیتا ہے اے میرے بندے شاباش کیا تجھ کو معلوم ہے کہ تو کس درجہ کی تلاش میں نکلا ہے اور کونسا درجہ حاصل کرنا چاہتا ہے تو ملائکہ مقربین کا قرین ہونے کیلیے انکی مشابہت کو تلاش کرتا ہے میں تجھ کو تیری مراد کو پہنچاؤنگا اور تیری حاجت کو پورا کرونگا کسی نے امام زین العابدینؑ سے عرض کی کہ خدا نے یہ جو فرمایا ہے کہ تو ملائکہ مقربین کے مشابہ ہونا چاہتا ہے تاکہ تو ان کا قرین ہو اس کے معنی کیا ہیں حضرتؑ نے جواب دیا کہ کیا تو نے خدا کا یہ قول نہیں سنا کہ قرآن میں فرماتا ہے شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ ؕ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ؕ آل عمران
اللہ نے گواہی دی کہ اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے اور فرشتوں اور صاحبانِ علم نے بھی وحدانیت خدا کی گواہی دی اور وہ قائل ہیں کہ وہ حق سبحانہٗ عادل اور منصف ہے اور اس خدائے غالب و حکیم کے سوا اور کوئی معبود یعنی قابل عبادت نہیں ہے اس آیت میں خدا نے پہلے اپنا ذکر کیا پھر ملائکہ کا پھر صاحبانِ علم کا جو ملائکہ کے قرین ہیں اور اُن کا سردار محمدؐ ہے اور اُس سے دوسرے درجہ پر علیؑ ہے اور تیسرے درجہ پر وہ لوگ ہیں جو اس کے اہلبیتؑ میں اُس کے زیادہ قریبی اور اس کے بعد اس کے مرتبہ کے زیادہ تر حقدار ہیں اس کے بعد حضرت سجاد علیہ السّلام نے فرمایا کہ اے ہمارے شیعو ان کے بعد وہ علماء ہیں جو ہمارے پیرو ہیں اور ہمارے اور خدا کے مقرب فرشتوں کے فریق ہیں اور اللہ کی توحید اور اسکے عدل اور کرم وجود کے شاہد ہیں اور معاندوں کے عذروں کو قطع کرتے ہیں اور اسکی خاص کنیزوں اور غلاموں میں سے ہیں پس تم نے اپنے نفس کے لیے بہت اچھی رائے پسند کی اور خوب بہرہ وافر اختیار کیا اور بہت بڑی سعادت سے کامیاب ہوئے جبکہ تم محمدؐ اور اسکی آل اطہار کے قرین ہوئے اور خدا کی زمین میں اس کی توحید اور تمجید کو مشہور کرکے خدا کے نزدیک عادل اور منصف قرار پائے اور تم کو مبارک ہو کہ محمدؐ سردار اولین و آخرین ہے اور اسکی آلؑ اطہار تمام انبیا کی آل سے بہتر ہے اور اصحاب محمدؐ جو محمدؐ اور علیؑ کو دوست رکھتے ہیں اور اُن کے دشمنوں سے بیزار ہیں تمام پیغمبروں کے اصحاب سے افضل ہیں اور امت محمدی جو محمدؐ اور علیؑ کی دوستدار اور ان کے دشمنوں سے بیزار ہے تمام پیغمبروں کی امتوں سے بہتر ہے اور اللہ تعالیٰ کسی شخص کے اعمال کو اس اعتقاد کے بغیر قبول نہیں فرماتا اور نہ اس کا کوئی گناہ معاف کرتا ہے اور نہ اسکی کوئی نیکی قبول فرماتا ہے اور نہ اس کا کوئی درجہ بلند کرتا ہے۔

قولہ عزوجل يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً ۠ وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝ فَاِنْ زَلَلْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْكُمُ الْبَيِّنٰتُ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝

ترجمہ: اے (ظاہر میں) ایمان لانیوالو! تم سب دل سے اسلام میں داخل ہو اور شیطان کے قدموں کی پیروی مت کرو کیونکہ وہ تمہارا ظاہر دشمن ہے اور اگر تم بعد اس کے کہ خدا کی نشانیاں تمہارے پاس آ چکیں لغزش کھاجاؤ تو جان لو کہ اللہ تعالیٰ غالب اور صاحبِ حکمت ہے۔

امام حسن عسکری علیہ السّلام نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ اوپر کی دو آیتوں وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ الخ اور وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ الخ میں دو فریقوں کا حال ذکر کر چکا اور ان کے حالات کو بیان فرما چکا تو لوگوں کو اس شخص کے حال کی طرف دعوت کی جس کے افعال پسندیدہ ہیں اور ارشاد فرمایا يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً اے ایمان والو مجتمع ہو کر سلم یعنی دین اسلام کی مسالمت میں داخل ہو یعنی باہم مصالحت رکھو اور کامل اسلام میں داخل ہو پس اس کو قبول کرو اور اس کے موافق عمل کرو اور اُس شخص کی مانند مت ہو جو اسلام کی بعض باتوں کو قبول کرے اور اُن پر عمل کرے اور بعض باتوں کا منکر ہو اور ان کو ترک کردے پھر حضرتؑ نے ارشاد فرمایا کہ جس طرح اسلام میں داخل ہونے کے لیے محمدؐ رسول اللہ کی نبوت کا قبول کرنا ضروری ہے اسی طرح علی ابن ابی طالب کی ولایت کا قبول کرنا بھی اس میں داخل ہونے کے لیے لازم ہے پس وہ شخص مسلمان نہیں ہے جو اس بات کا قائل ہو کہ محمدؐ رسول خدا ہیں اور اس کا اقرار کرے اور وہ اس بات کا مقر نہ ہو کہ علیؑ آنحضرتؐ کے

وصی اور ان کے جانشین اور آپکی امامت میں سب سے بہتر ہیں بلکہ مُسلمان وہی شخص ہے جو محمدؐ کی
رسالت کے قائل ہونے کے بعد یہ اقرار کرے کہ علیؑ آنحضرتؐ کے وصی اور ان کے جانشین اور
آپ کی اُمت میں سب سے بہتر ہیں وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوَاتِ الشَّیْطٰنِ اور شیطان جو تم کو گمراہی
اور ضلالت کے راستوں کی طرف لے جاتا ہے اور اس طرح تم کو مُہلک گناہوں کے مُرتکب
ہونیکا حکم دیتا ہے اسکی پیروی اور متابعت مت کرو۔ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ کیونکہ وہ تمہارا
ظاہر دُشمن ہے کہ اپنی عداوت کے باعث تم کو ثوابِ عظیم کے حاصل کرنے سے محروم رکھنا
چاہتا ہے اور سخت عذاب سے تمہارے ہلاک کرنے کا ارادہ رکھتا ہے فَاِنْ زَلَلْتُمْ مِّنْۢ
بَعْدِ مَا جَآءَتْكُمُ الْبَیِّنٰتُ پس اگر تم سلم اور اسلام سے جس کی تکمیل ولایت علیؑ ابن ابی طالب
کے مُعتقد ہونے سے ہوتی ہے لغزش کھا جاؤ تو انکارِ نبوّت کی حالت میں اقرارِ توحید تم کو کچھ نفع
نہ دیگا۔ اگر تم لغزش کھا جاؤ بعد اس کے کہ تمھارے پاس قولِ رسولؐ اللہ اور اس کی فضیلت
کی نشانیاں آئیں اور اس باب میں واضح اور روشن دلیلیں تم پر ظاہر ہوگئیں کہ محمدؐ جو علیؑ کی
امامت کی طرف رہبری کرتا ہے سچا پیغمبر ہے اور اس کا دین سچا دین ہے فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ
تو تم جان لو کہ اللہ اپنے دین کے مخالفوں اور اپنے پیغمبر کی تکذیب کرنیوالوں کے عذاب دینے پر قادر ہے
اور کوئی اس کو اپنے مخالفوں سے انتقام لینے سے روک نہیں سکتا نیز اپنے دین سے موافقت کرنے
والوں اور اپنے نبیؐ کی تصدیق کرنے والوں کو ثواب دینے پر قادر ہے اور کسی کی مجال نہیں ہے کہ
اس کو اپنے اطاعت گزاروں اور فرمانبرداروں کو ثواب کے عطا کرنے سے منع کر سکے حَکِیْمٌ یعنی
عذابِ دُنیا اور ثواب عطا کرنا جو کام کرتا ہے وہ عینِ حکمت اور دانائی پر مبنی ہے اگر وہ اپنے مطیع
اور فرمانبردار بندے کو بہت سی نعمتیں اور کرامتیں عطا فرمائے تو وہ اس میں زیادتی اور فضول خرچی نہیں
کرتا اور ان خیرات و کرامات کو بیجا مقام میں نہیں رکھتا اور اگر اپنے نافرمان اور سرکش بندے پر
سخت عذاب بھی کرے تو بھی وُہ ظلم نہیں کرتا۔ جناب امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا کہ جناب
امیرالمومنین علیہ السلام نے ان آیات کو دیگر آیات سمیت روزِ شوریٰ[1] ان لوگوں کے سامنے بطورِ حجت کے

[1] شوریٰ اُس کمیٹی کا نام ہے جو خلیفۂ دوم نے اپنی وفات کے وقت اپنا جانشین انتخاب کرنے کے لیے مقرر کی تھی۔ اس میں
چھ آدمی تھے۔ علیؑ۔ عثمانؓ۔ طلحہؓ۔ زبیرؓ۔ عبدالرحمٰنؓ بن عوف۔ سعد ابن ابی وقاص ۱۲ (مترجم عفی عنہ)

بعض احتجاجاتِ علیؑ روزِ شوریٰ

پیش کیا تھا جنھوں نے اس وصیِ رسولؐ کو اپنے حق سے باز رکھا اور اُن کو اپنے مرتبے سے پیچھے ہٹایا
اگرچہ اُن لوگوں نے اس میں اپنا ہی نقصان کیا کیونکہ علیؑ بمنزلہ کعبہ کے ہے کہ جسکی طرف نماز میں منہ کرنیکا
حکم دیا گیا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ نے علیؑ کو اُمورِ دین و دُنیا میں پیشوا اور امام مقرر کیا ہے جیسا کہ کافروں کا
کعبہ سے مُنحرف ہونا اسکے فضل و شرف میں کچھ کمی نہیں کرتا۔ اسی طرح اگر مقصروں اور کوتاہ اندیشوں نے
علیؑ کو اس کے حق سے ہٹایا اور ظالموں نے اس وصیِ رسولؐ کو اسکے درجے سے باز رکھا علیؑ کی شان و منزلت
میں کچھ نقصان نہیں کرتا۔ روزِ شوریٰ جب جناب امیرالمومنین علیہ السلام عُذرات بیان کر چکے اور خوفِ
خدا سے ڈرا چکے اور اپنے بیانات کو واضح اور مشرح طور پر بیان فرما چکے تو بعد ازاں اپنی اثنائے تقریر
میں ارشاد فرمایا اے عقلمند دوستو کیا تم کو اللہ تعالیٰ نے منع نہیں کیا کہ ان چیزوں کو جو نہ عقل رکھتی ہیں اور
نہ سُنتی اور دیکھتی ہیں اور نہ سمجھانے سے کسی بات کو سمجھ سکتی ہیں اس کا شریک اور ہمسمت قرار دو۔ کیا
رسُولِ خدا نے مجھ کو تمھارے دین اور دُنیا کا قوام یعنی درست کرنیوالا اور محافظ مقرر نہیں کیا کیا آنحضرتؐ نے مجھ
کو تمھارا جائے پناہ قرار نہیں دیا۔ کیا حضرتؐ نے تم سے یہ نہیں فرمایا تھا کہ علیؑ حق کیساتھ ہے اور حق علیؑ
کیساتھ ہے کیا حضرتؐ نے یہ نہیں فرمایا تھا کہ میں شہر علوم ہوں اور علیؑ اس شہر کا دروازہ ہے کیا تم نے یہ
نہیں دیکھا کہ مجھ کو تمھارے علوم کی کچھ پرواہ نہیں ہے اور تم میرے علوم کے محتاج ہو کیا عُلما کو یہ حکم ہے کہ وُہ
جاہلوں کی مُتابعت اور پیروی کریں یا جاہلوں کو عُلماء کی پیروی کا حکم دیا گیا ہے۔ اے لوگو اعقلوں کی
ترتیب کو کیوں توڑتے ہو اور جس شخص کو خدائے کریم و وہاب نے مُقدّم کیا ہے اس کو موخر کیوں کرتے
ہو۔ کیا رسُولِ خدا نے جبکہ تم میں سے بڑے افضل اور معزز آدمی نے فاطمہؑ کے ساتھ نکاح کرنے کی
درخواست کی تھی اور آنحضرتؐ نے اسکی درخواست نامنظور کی تھی میری درخواست دربابِ نکاحِ فاطمہؑ
قبول نہ کی تھی اور جبکہ آنحضرتؐ نے مجھ کو اپنے ساتھ پرندے کا گوشت کھلایا تھا تو کیا اللہ تعالیٰ نے
اُس وقت مجھ کو اپنی تمام مخلوقات سے محبوب تر نہیں بنایا تھا کہ اُس نے مجھ کو تمام مخلوق سے زیادہ آنحضرتؐ
کے مُشابہ نہیں کیا۔ یہ کیا بات ہے کہ تم اس شخص کو جو آنحضرتؐ سے سب لوگوں کی نسبت زیادہ تر مشابہ
ہے موخر کرتے ہو اور جو شخص آنحضرتؐ سے مشابہت رکھنے میں سب لوگوں سے کمتر ہے اس کو مقدم
کرتے ہو تم کو کیا ہو گیا کہ تم غور و فکر نہیں کرتے اور سوچ بچار سے کام نہیں لیتے۔
امام علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جناب امیرالمومنین علیہ السلام براہینِ حج و براہینِ مثل ان کی اور

دلیلوں سے ان لوگوں پر احتجاج کرتے تھے مگر وہ اپنی تدبیروں کی وجہ سے جن کو وہ قائم کر چکے تھے حضرتؐ کے کلام کو نہ سمجھے اور جس چیز کو انھوں نے اختیار کر لیا تھا اس کے سوا اور بات کو پسند نہ کیا (یعنی علی علیہ السلام کو خلافت سے محروم رکھا اور عثمانؓ کو خلیفہ کر دیا۔ (مترجم)

قولہٗ عزّوجلّ هَلْ يَنظُرُونَ إِلَّا أَن يَأْتِيَهُمُ اللَّهُ فِي ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ وَالْمَلَائِكَةُ وَقُضِيَ الْأَمْرُ ۚ وَإِلَى اللَّهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ **ترجمہ:** وہ لوگ نہیں انتظار کرتے ہیں مگر اس بات کا کہ عذابِ خدا سفید بادل کے سائبانوں میں اُن کے پاس آئے اور عذاب کے فرشتے اُن کے پاس آئیں اور حکمِ خدا ادا کیا جائے اور سب امورِ خدا کی طرف رجوع کرینگے۔

امام حسن عسکریؑ نے فرمایا کہ جب آنحضرتؐ نے اپنی نشانیوں سے کفّار کو ساکت اور لاجواب فرمایا اور اپنے معجزات سے اُن کے عذروں کو قطع کیا تو اُن میں سے بعض نے ایمان لانے سے انکار کیا اور آنحضرتؐ سے باطل درخواستیں کیں۔ چنانچہ حق تعالیٰ ان کی درخواستوں کو قرآن میں نقل فرماتا ہے وَقَالُوا لَن نُّؤْمِنَ لَكَ حَتَّىٰ تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْأَرْضِ يَنبُوعًا۔ الخ (اسکا ترجمہ مع تفسیر پہلے گزرا) پس خدا نے فرمایا کہ اے محمدؐ هَلْ يَنظُرُونَ إِلَّا أَن يَأْتِيَهُمُ اللَّهُ فِي ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ وَالْمَلَائِكَةُ باایں ہمہ کہ ہم نے اپنی نشانیوں کو ان کے سامنے ظاہر اور واضح کیا اور معجزات دکھا کر ان کے عذروں کو قطع کر دیا مگر یہ تکذیب کرنیوالے اسی بات کے منتظر ہیں کہ اللہ بادلوں کے سائبانوں میں ان کے پاس آئے اور فرشتے ان کے پاس آئیں اس سبب سے کہ انھوں نے تجھ سے درخواست کی ہے کہ اللہ کو دُنیا میں لا جس کا آنا جائز نہیں ہے اور فرشتوں کے لانے کا باطل سوال تجھ سے کیا ہے جو کہ صرف اسوقت آتے ہیں۔ جبکہ اس تعبد یعنی بندگی لینے کا وقت جاتا رہتا ہے اور ظالموں کے ظلم کی وجہ سے انکی ہلاکت کا وقت آجاتا ہے اور اے محمدؐ یہ تیرا وقت بندگی لینے کا وقت ہے نہ کہ ہلاکت لے کر فرشتوں کے آنے کا وقت ہے پس یہ لوگ جو فرشتوں کے آنے کی تجھ سے درخواست کرتے ہیں جاہل ہیں وَقُضِيَ الْأَمْرُ یعنی وہ لوگ صرف اسی بات کے منتظر ہیں کہ فرشتے آئیں حالانکہ جب فرشتے آئیں گے تو ان کی ہلاکت کا حکم نافذ ہو جائیگا وَإِلَى اللَّهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ اور سب امور خدا ہی کی طرف رجوع کرینگے اور وہ جملہ امور میں حاکم ہے اپنے نافرمان بندوں کے لیے عذاب کا حکم دیتا ہے اور جو کوئی اس کو خوشنود کرتا ہے اس کے لیے آخرت کی تعظیم و تکریم لازم کرتا ہے۔

اور امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ان کافروں نے نشانیاں طلب کیں اور جو معجزے حضرتؐ نے ان کو دکھائے حالانکہ وہ ان کے لیے کافی و وافی تھے ان پر انھوں نے قناعت نہ کی یہانتک کہ ان سے کہا گیا هَلْ يَنظُرُونَ إِلَّا أَن يَأْتِيَهُمُ اللَّهُ یعنی جبکہ انھوں نے واضح دلیلوں اور ان کے عذروں کو دفع کرنیوالی حجتوں پر قناعت نہ کی تو بس وہ اسی بات کے منتظر ہیں کہ اللہ ان کے پاس آئے اور یہ محال اور ناممکن ہے کیونکہ اللہ کے لیے آنا جائز نہیں ہے۔ ایسا ہی جب جنابِ رسالت مآبؐ نے امیر المومنین علیؑ کو عہدۂ امامت پر نصب فرمایا تو نواصب نے حضرتؐ سے سوالات کیے اور وہ بھی محال سوال تھے چنانچہ جب رسولِ خدا نے علیؑ کی فضیلت اور امامت پر نص کیا اور مومنوں کے دل اس بات سے مطمئن اور خوش ہوئے اور منکروں نے جو اہلِ عناد میں سے تھے اس باب میں اپنے عناد کو ظاہر کیا اور شک کرنیوالے ضعیف مسلمانوں نے اس امر میں شک کیا اور حضرتؐ کے دشمنوں میں سے منافقوں کی ایک جماعت نے آنحضرتؐ اور آپکے اصحاب خیار سے دونوں بستیوں کی صلح کے باب میں حیلہ کیا اور انکے سینوں میں عداوت اور بغض اور حسد اور دشمنی کی یہانتک زیادتی ہوئی کہ ایک منافق نے کہا کہ محمدؐ نے اوّل تو اپنی مدح میں خوب مبالغہ کیا پھر اپنے بھائی علیؑ کی مدح سرائی میں خوب زیادتی کی اور یہ بات پروردگارِ عالم کی طرف سے ہرگز نہیں ہے۔ بلکہ وہ اسکی محبت میں ڈوبا ہوا ہے اور اسکی محبت کی وجہ سے چاہتا ہے کہ اسکو اپنی وفات کے بعد ہم پر سردار بنایا جائے اُس وقت اللہ تعالیٰ نے وحی نازل کی کہ اے محمدؐ ان سے کہہ دے کہ تم ان باتوں میں سے کس بات کا انکار کرتے ہو وہ خدا نہایت عظیم اور کریم اور حکیم ہے اس نے اپنے بندوں میں سے چند بندوں کو منتخب کیا ہے اور چونکہ ان کی حسن طاعات کو معلوم کر چکا ہے اور اپنے امر میں ان کی فرمانبرداری کو دیکھ لیا ہے۔ اِس لیے انکو اپنی کرامتوں سے مخصوص کیا ہے اور اپنے بندوں کے کاروبار اُن کے سپرد کیے ہیں اور اس حکیمانہ تدبیر کیساتھ جس کی انکو توفیق دی گئی ہے اپنی خلقت کی حکومت ان کے لیے مقرر کی ہے کیا تم نے نہیں دیکھا کہ دنیا کا کوئی بادشاہ جب اپنے کسی خدمتگار کی خدمت کو پسند کرتا ہے اور سلطنت کے جس کام پر اس کو لگاتا ہے اس میں اسکی قرارداد اور تجویز پر بھروسہ کر لیتا ہے تو اسکے علاوہ اور امور کو بھی اس کے حوالے کر دیتا ہے اور اپنے لشکروں اور رعایا کے انتظامات میں اس پر اعتماد کرتا ہے محمدؐ کا اس تدبیر میں جو پروردگارِ عالم نے اسکے سپرد کی ہے ایسا ہی حال ہے اور بعینہ وہی حال علیؑ کا ہے جس کو محمدؐ نے اپنا وصی اور اپنی

اہلبیتؑ میں اپنا جانشین اور اپنے قرضوں کا ادا کرنیوالا اور اپنے وعدوں کو پورا کرنیوالا اور
اپنے دوستوں کا مددگار اور اپنے دشمنوں کا دشمن مقرر کیا ہے۔ مگران منافقوں نے ان دلیلوں پر
قناعت نہ کی اور انکو تسلیم نہ کیا اور کہنے لگے کہ جو کام محمدؐ نے علیؑ سے منسوب کیا ہے وہ کوئی چھوٹا
سا کام نہیں ہے۔ وہ خلقت کے خونوں اور انکی عورتوں اور اولادوں اور مالوں اور حقوق اور حصّوں اور
اُن کی دنیا اور آخرت کے معاملات ہیں اس لیے اسکو چاہیئے کہ ایسے شخص کو ہمارے سامنے پیش
کرے کہ جو اس حکومت کی جلالت کی قابلیت رکھتا ہو۔ تب رسولِ خداؐ نے فرمایا کیا تم کو علیؑ کا وہ
نور کافی نہیں ہے جو اس تاریکی میں تھا اور جس کو تم نے اس رات کو دیکھا تھا جبکہ وہ میرے پاس سے
اپنے گھر گیا تھا کیا تم کو یہ بات کافی نہیں ہے کہ وہ اپنے سامنے کی دیواروں میں سے گزر گیا اور وہ
اُس کے سامنے سے شق ہوگئیں اور راستہ بن گیا پھر از سرِ نو آکر باہم مل گئیں۔ کیا تم کو غدیر خمؐ کا واقعہ
کافی نہیں ہے جبکہ میں نے علیؑ کو اپنا جانشین کیا تم نے دیکھا کہ آسمان کے دروازے کھل گئے تھے۔
اور فرشتے ان میں سے سر نکالے جھانک رہے تھے اور تم کو پکار رہے تھے یہ ولیِ خدا ہے اسکی
متابعت کرو۔ ورنہ تم پر عذابِ خدا نازل ہوگا۔ اس سے ڈرو کیا تم کو یہ بات کافی نہیں ہے کہ تم
نے دیکھا کہ علیؑ چلتا تھا اور پہاڑ سامنے سے ہٹتے جاتے تھے تاکہ ٹھوکر کھانے کی ضرورت نہ پڑے
جب وہ گزر گیا تو پہاڑ پھر اپنی جگہ پر آگئے۔ بعد ازاں علیؑ نے دعا کی کہ اے خدا ان لوگوں کو پھر اپنی
نشانیاں دکھا کہ یہ امر تیرے نزدیک سہل ہے تاکہ تیری حجت ان پر اور زیادہ تاکید کرے الغرض جب
وہ لوگ اپنے گھروں کی طرف واپس گئے تو اندر داخل ہونا چاہا زمین نے انکے پاؤں پکڑ لیے اور ان کو
اندر جانے سے روک دیا اور آواز دی کہ ہمارے اندر قدم رکھنا تم پر حرام ہے جبتک کہ ولایت علیؑ
ابن ابی طالب پر ایمان نہ لاؤ تب انھوں نے کہا کہ ہم ایمان لائے اور یہ کہہ کر گھروں میں داخل ہوئے
پھر اندر جاکر دوسرے کپڑے بدلنے کے لیے اپنے لباس اُتارنے کا ارادہ کیا تب وہ لباس ان پر بھاری
ہوگئے اور وہ ان کو نہ اُتار سکے اور کپڑوں نے انکو آواز دی کہ تم پر ہمارا اُتارنا آسان نہ ہوگا جب
تک کہ ولایت علیؑ ابن ابی طالب کا اقرار نہ کرلو۔ تب انھوں نے اس کی ولایت کا اقرار کیا اور
کپڑوں کو اُتار دیا۔ پھر رات کا لباس پہننے کا ارادہ کیا تب وہ بھاری ہوگئے اور ان کو آواز
دی کہ تم پر ہمارا پہننا حرام ہے جبتک کہ ولایت علیؑ ابن ابی طالب کا اقرار نہ کرلو اس وقت

انھوں نے اقرار کیا پھر کھانا کھانے لگے اُس وقت لقمہ ان کے لیے بھاری ہوگیا اور جو لقمے بھاری
نہ ہوئے تھے وہ ان کے منہ میں جاکر پتھر بن گئے اور ان کو آواز دی کہ تم پر ہمارا کھانا حرام ہے کہ
جبتک کہ ولایت علیؑ ابن ابی طالب کا اقرار نہ کرلو۔ تب انھوں نے ولایت علیؑ کا اقرار کیا بعد ازاں
وہ پیشاب و پاخانہ کی ضروریات کو رفع کرنے گئے۔ تب وہ عذاب میں مبتلا ہوئے اور ان
کا دفعیہ ان کو متعذر ہوا اور ان کے پیٹوں اور آلات تناسل نے آواز دی کہ ہمارے ہاتھ
سے خلاصی پانا تم کو حرام ہے۔ جبتک کہ ولایت علیؑ ابن ابی طالب کا اقرار نہ کرلو اس وقت
انھوں نے اس ولی خدا کی ولایت کا اقرار کیا پھر اُن میں سے بعض نے دلتنگ ہوکر اس طرح پر
دعا کی اَللّٰھُمَّ اِنْ کَانَ ھٰذَا ھُوَ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِکَ فَاَمْطِرْ عَلَیْنَا حِجَارَۃً مِّنَ السَّمَاءِ پارہ ۹ سورہ الانفال ع ۴
اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ ۝ اے خدا اگر یہ وہی حق ہے جو تیری طرف سے ہے تو ہمارے اوپر
آسمان سے پتھر برسا یا "کوئی عذاب دردناک ہم پر نازل کر اس وقت اللہ تعالیٰ نے وحی نازل
کی اور یہ آیت بھیجی وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیُعَذِّبَھُمْ وَاَنْتَ فِیْھِمْ اور اللہ کو شایاں نہیں ہے کہ پارہ ۹ سورۃ الانفال ع ۴
ان کو عذاب کرے حالانکہ اے محمدؐ تو ان میں موجود ہو کیونکہ عام بیخ کنی کرنیوالا عذاب اس وقت
نازل ہوگا جبکہ تو ان میں سے نکل جائیگا وَمَا کَانَ اللّٰہُ مُعَذِّبَھُمْ وَھُمْ یَسْتَغْفِرُوْنَ
اور اللہ اُن کو عذاب نہیں دیتا حالانکہ وہ طلب بخشش کرتے ہوں اور توبہ اور رجوعیت ظاہر کرتے
ہوں کیونکہ دنیا میں اُس نے یہ حکم جاری کیا ہے کہ ظاہری ایمان قبول کرنا کافی ہے اور باطن کی
تلاش اور تفتیش کو ترک کرو۔ کیونکہ دنیا فرصت اور مہلت کا گھر ہے اور آخرت جزا کا گھر ہے
وہاں کوئی عبادت نہ کرائی جائیگی۔ حضرتؐ نے فرمایا اور اللہ انکو عذاب نہیں کرتا در آنحالیکہ طلب
مغفرت کرنے والے لوگ ان میں موجود ہیں کیونکہ یہ لوگ وہ ہیں کہ یا تو ان میں بعض لوگ ایسے ہیں جنکی
بابت خدا کو معلوم ہے کہ وہ عنقریب ایمان لائیں گے یا انکی نسل سے کوئی پاک اولاد پیدا ہوگی اور
تیرا پروردگار ان کو ایمان اور اپنا ثواب عطا فرمائیگا اور ان کے کافر باپ دادا کے گناہوں کے
سبب سے ان کو ایمان و ثواب سے محروم نہ رکھیگا اگر یہ امر مانع نہ ہوتا تو ضرور ان کو ہلاک کردیتا۔
پس آنحضرتؐ کے قول کا یہی مطلب ہے جو حضرتؐ نے فرمایا ہے کہ اسی طرح ناصبیوں نے
علیؑ کے باب میں احکام خدا کی نا واقفیت کی وجہ سے خدا کی نسبت لغویات اور باطلات کی

درخواست کی تھی جو کسی حکم عقلی میں کسی طرح جائز الوقوع نہیں ہیں۔

قولہٗ عزّوجل سل بنی اسرائیل ... یہاں پر یہ حصّہ بھی ختم ہوا۔

تفسیر امام علیہ السّلام کا آخری حصّہ

اس میں سورۂ بقر کی چند آیات کی تفسیر مندرج ہے۔ سورۂ بقر پارہ سوم۔ ع ۳۹

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

قولہٗ عزّوجل فَاِنۡ کَانَ الَّذِیۡ عَلَیۡہِ الۡحَقُّ سَفِیۡہًا اَوۡ ضَعِیۡفًا اَوۡ لَا یَسۡتَطِیۡعُ اَنۡ یُّمِلَّ ہُوَ فَلۡیُمۡلِلۡ وَلِیُّہٗ بِالۡعَدۡلِ ؕ وَاسۡتَشۡہِدُوۡا شَہِیۡدَیۡنِ مِنۡ رِّجَالِکُمۡ ۚ فَاِنۡ لَّمۡ یَکُوۡنَا رَجُلَیۡنِ فَرَجُلٌ وَّامۡرَاَتٰنِ مِمَّنۡ تَرۡضَوۡنَ مِنَ الشُّہَدَآءِ اَنۡ تَضِلَّ اِحۡدٰىہُمَا فَتُذَکِّرَ اِحۡدٰىہُمَا الۡاُخۡرٰی ؕ وَلَا یَاۡبَ الشُّہَدَآءُ اِذَا مَا دُعُوۡا ؕ **ترجمہ:** پس اگر وہ شخص جس کے ذمّے حق ہے بے عقل ہو یا ضعیف ہو یا وہ لکھ نہ سکتا ہو۔ اُس وقت چاہیئے کہ اُس کا ولی انصاف کے ساتھ لکھے اور تم اپنے معاملہ پر دو مردوں کو گواہ کرو۔ اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں ہوں۔ اور یہ گواہ اُن شخصوں میں سے ہوں جن کو تم پسند کرو۔ اور دو عورتیں اس لیے ہیں کہ اگر ایک عورت اِس معاملہ کو بھول جائے تو دوسری اسکو یاد دلا دے اور گواہ گواہی قبول کرنے میں انکار نہ کریں۔ جبکہ ان کو گواہ ہونے کے لیے بلایا جائے۔

التماس مُترجم۔ اصل کتاب میں فَاِنۡ کَانَ عَلَیۡہِ الۡحَقُّ سَفِیۡہًا کی تفسیر موجود نہیں اس لیے مجبوراً ترک کرتا ہوں صرف ربط کے لیے ترجمہ میں کُل آیت کو درج کر دیا ہے۔

امام حسن عسکری علیہ السّلام نے فرمایا کہ آیۂ اَوۡ ضَعِیۡفًا اَوۡ لَا یَسۡتَطِیۡعُ اَنۡ یُّمِلَّ ہُوَ فَلۡیُمۡلِلۡ وَلِیُّہٗ بِالۡعَدۡلِ کی تفسیر میں جناب امیر المومنین علیہ السّلام نے ارشاد فرمایا ہے (کہ وہ شخص جس کے ذمّے حق ہے بیوقوف ہو) یا ضعیف ہو یعنی بدن کا کمزور ہو کہ لکھنے کی طاقت نہ رکھتا ہو، یا اپنے فہم اور علم میں کمزور ہو کہ لکھنے پر قادر نہ ہو۔ اور ان لفظوں میں جو اس کے حق میں مفید ہوں اور ان لفظوں میں جو اس کے یا اس کے دوست کے حق میں مضر ہوں تمیز نہ کر سکتا ہو اَوۡ لَا یَسۡتَطِیۡعُ اَنۡ یُّمِلَّ ہُوَ یا وہ لکھنے کی استطاعت نہ رکھتا ہو یعنی وہ زندگانی دُنیا کے لیے اپنے بدن کو دُرست کر رہا ہو یا عاقبت کے لیے کچھ سامان اور زادِ راہ مُہیّا کرنے میں مصروف ہو یا کسی حلال لذت میں مشغول ہو کیونکہ یہ شغل ایسے ہیں کہ عقلمند کو مُناسب نہیں ہے کہ ان کو ترک کر کے اس وقت اور کام کو شروع کرے جبکہ وہ شخص جس کے ذِمّے حق ہے صفات مذکورہ بالا سے موصوف ہو تو چاہیئے کہ اس کا نائب اور مختار کار عدل و انصاف سے تحریر کرے۔ جس میں مکتوب لہٗ (قرضخواہ) اور مکتوب علیہ (قرضدار) کسی پر ظلم نہ ہو۔

اور جناب رسالتمآبؐ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو کوئی کسی ضعیف بدن آدمی کی اسکے کام میں مدد کرے اللہ تعالیٰ اسکے کام میں اسکا معین و مددگار رہیگا اور قیامت کے دن فرشتوں کو مقرر کریگا جو اُس روز کے خوفوں اور ہولوں کے قطع کرنے اور آتشِ جہنم کی خندقوں پر سے عبور کرنے میں اسکی امداد کرینگے۔ یہانتک کہ صراط سے گزرتے وقت اسکا دھواں اور گرم ہوا تک بھی اس تک نہ پہنچے گی اور وہ صحیح سلامت با امن و امان بہشت میں جا داخل ہوگا اور جو کوئی ایسے آدمی کی مدد کرے جو فہم اور معرفت میں ضعیف ہو اور سخت دشمن کے مُقابلے میں جو باطل کا خواہاں ہے اسکو حجت تعلیم کرے اس کے صلے میں اللہ تعالیٰ نزع کے وقت اُسکی مدد کریگا لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحۡدَہٗ لَا شَرِیۡکَ لَہٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبۡدُہٗ وَرَسُوۡلُہٗ کی شہادت اور جو چیز ان دونوں شہادتوں کے متصل ہے (یعنی ولایت علیؑ) اسکے اقرار کرنے اور معتقد ہونے کی توفیق عطا فرمائیگا یہانتک کہ اس کا دُنیا سے نکلنا اور خدا کی طرف رجوع کرنا ایسی صُورت میں واقع ہوگا کہ اسکے اعمال نہایت افضل اور اس کا احوال نہایت پسندیدہ ہوگا اُسوقت اسکو رَوح و ریحان کا تحفۂ رحمت ہوگا اور یہ مژدہ اس کو دیا جائیگا کہ اس کا پروردگار اس سے رضامند اور نہایت خورسند ہے اور جو کوئی کسی ایسے شخص کی امداد کرے جو اپنے دنیاوی یا دینی مصلحتوں میں مصروف ہو یہاں تک کہ اس کو اپنے امور میں منتشر نہ ہونے دے اسکے صلے میں اللہ تعالیٰ قیامت کے دن جبکہ بادشاہ جبّار کے روبرو ایک شغل[1] دُوسرے شغل کا مزاحم ہوگا اور احوال منتشر ہونگے اسکا معین و مددگار ہوگا اور اس کو شریر بندوں سے الگ کر کے اپنے نیک بندوں میں شامل فرمائے گا۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ جناب امیر المومنین علیہ السّلام چند عوام مسلمانوں کے پاس سے گزرے جو مہاجرین و انصار میں سے نہ تھے اور وہ مسجد میں بیٹھے تھے اور اُس دن ماہِ شعبان کی پہلی تاریخ تھی۔ اور وہ

[1] سب اپنے اپنے شغل میں لگے ہونگے اور کسی کو دُوسرے کا دُکھ بٹانے کی فرصت نہ ہوگی۔ مترجم

لوگ مسئلہ قضا و قدر اور دیگر مختلف فیہ مسائل میں خوض و فکر کر رہے تھے اور شور و غل بلند ہو رہا تھا۔ اور ان کا مباحثہ اور مجادلہ نہایت زور پر تھا یہ حال دیکھ کر حضرت وہاں ٹھہر گئے اور ان کو سلام کیا انھوں نے جواب سلام دیا اور جگہ چھوڑ کر کھڑے ہو گئے اور حضرت سے بیٹھنے کی التماس کی مگر آپ نہ بیٹھے اور ان سے پکار کر فرمایا۔ اے ایسے امر میں گفتگو کرنے والو جو تم کو کچھ فائدہ نہیں دیتا اور نہ کسی فائدے کو تمھاری طرف رجوع کرتا ہے کیا تم کو معلوم نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ایسے بھی ہیں جو درحقیقت اندھے اور گونگے نہیں ہیں اور اس کے خوف نے انکو ساکت اور صامت کر دیا ہے اور وہی لوگ فصیح عاقل دانا اور اسکی مخلوق کے عالم ہیں لیکن ان کا یہ حال ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کی عظمت انکو یاد دلائی جاتی ہے تو اسکی عظمت و جلالت کے باعث ان کی زبانیں شکستہ ہو جاتی ہیں اور ان کے دل پاش پاش اور پارہ پارہ ہو جاتے ہیں اور ان کی عقلیں حیران اور سرگشتہ ہو جاتی ہیں اور جب انکو اس حال سے افاقہ ہوتا ہے تو پاک اعمال کیساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف سبقت کرتے ہیں اور اپنے آپ کو ظالموں اور خطا کاروں میں شمار کرتے ہیں حالانکہ وہ لوگ افراط اور تفریط کرنیوالے لوگوں سے بیزار ہیں آگاہ ہو کہ وہ خدا کے لیے تفریط (کمی) کو پسند نہیں کرتے اور نہ اس کے لیے افراط (زیادتی) کرنا چاہتے ہیں اور وہ اپنے اعمال کے سبب اس پر ناز نہیں کرتے بلکہ جب کوئی اُن کو دیکھتا ہے تو وہ غمگین اور خوفزدہ اور خائف و ترساں نظر آتے ہیں۔ اے بدعت کرنیوالے لوگو تم ان میں کب داخل ہو سکتے ہو کیا تم کو معلوم نہیں ہے کہ مسئلہ قضا و قدر کو وہ شخص سب سے زیادہ جانتا ہے جو سب سے زیادہ اس میں ساکت اور خاموش رہتا ہے اور اس مسئلہ میں سب سے جاہل وہ شخص ہے جو اس میں سب سے زیادہ گفتگو کرتا ہے اے بدعتیوں کے گروہ آج شعبان مکرم کی پہلی تاریخ ہے۔ ہمارے پروردگار نے اس مہینے کو اس لیے شعبان کے نام سے نامزد کیا ہے کہ اس میں سب قسم کی نیکیاں متشعب ہوتی ہیں یعنی پھیلتی ہیں اور تمھارے پروردگار نے اس میں اپنی جنت کے دروازے کھول دیئے ہیں اور اس کے محلوں اور تمام نفیس چیزوں کو نہایت ارزاں قیمتوں اور نہایت سہل امور کے عوض میں تمھارے سامنے پیش کیا ہے پس تم گمراہی اور سرکشی میں برابر ساعی ہو اور ابلیس کی راہوں کو نہایت مضبوطی سے اختیار کرتے ہو اور خیر کے راستوں سے جس کے دروازے تمھارے واسطے کھولے گئے ہیں الگ رہتے ہو یہ شعبان کی پہلی تاریخ ہے اور اسکی نیکیوں کی راہ نماز۔ روزہ۔ زکوٰۃ۔ امر بالمعروف۔ نہی عن المنکر والدین اور قریبی رشتہ داروں

۴ پس تم اُن کے منکر ہو اور ابلیس ملعون نے اپنی بدیوں اور بلاؤں کی شاخوں کو تمھارے سامنے پیش کیا ہے۔

اور ہمسایوں سے نیکی کرنا باہم اصلاح کرنا اور فقیروں اور مسکینوں کو صدقہ دینا ہے جو چیز کہ تمھارے ذمے نہیں رکھی گئی ہے اور جس میں خوض و فکر کرنے سے تم کو منع کیا گیا ہے یعنی اسرار خدا کو نہ کھولو اور جو کوئی ان کو کھولتا ہے وہ ہلاک ہو جاتا ہے تم خواہ مخواہ اس کی تفتیش کرنے کی تکلیف اُٹھائے ہوئے ہو سنو ہمارے پروردگار نے اپنے فرمانبردار بندوں کے لیے جو امور آج کے دن میں مقرر کیے ہیں اگر تم ان سے واقف ہوتے تو تم اس بحث و مباحثہ سے جس میں تم مبتلا ہو باز رہتے اور جن امور کا تم کو حکم دیا ہے ان کو بجالاتے انھوں نے عرض کی کہ یا امیر المومنینؑ وہ کیا چیز ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے فرمانبردار بندوں کے لیے مقرر کی ہے حضرتؑ نے فرمایا کہ میں وہی بیان کرونگا جو میں نے رسُول خداؐ سے سُنا ہے ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آنحضرتؐ نے ایک لشکر نہایت سخت کافر ونکی ایک قوم کی سرکوبی کے لیے روانہ فرمایا تھا اتفاقاً ان کی خبر کے آنے میں دیر لگی اور خاطر اقدس کو انکی خبر سُننے کا نہایت خیال تھا آخر کار ارشاد فرمایا کہ کاش کوئی ایسا ہو جو ان کے حالات کو معلوم کرے اور انہی خبریں مجھ کو پہنچائے ابھی حضرت یہ فرما ہی رہے تھے کہ ناگاہ ایک شخص یہ خوشخبری لایا کہ انھوں نے اپنے دشمنوں پر فتح پائی اور ان میں سے بعض کو قتل کیا اور بعض کو زخمی اور بعض کو اسیر کر لیا ان کے اور ان کے اسباب لوٹ لیے اور ان کے مال کو غارت کیا اور ان کے عیال واطفال کو قید کر لیا آخر کار جب وہ لشکر مدینے کے قریب پہنچا تو آنحضرتؐ اپنے اصحاب سمیت انکی ملاقات کے لیے مدینہ سے باہر تشریف لائے جب ان سے ملاقی ہوئے تو زید ابن حارثہ نے جو ان کا سردار تھا اور آگے آگے آرہا تھا جب حضرتؐ کو دیکھا تو اپنے ناقہ پر سے اتر پڑا اور حضرتؐ کی طرف آیا اور حضرتؐ کے پاؤں اور ہاتھوں کا بوسہ لیا حضرتؐ نے اسکو بغل میں لیا اور اس کے سر کو بوسہ دیا پھر عبداللہ ابن رواحہ اپنی سواری سے اُترا اور آگے بڑھ کر حضرتؐ کے پاؤں اور ہاتھوں کا بوسہ لیا حضرتؐ نے اسکو بھی گلے لگایا پھر قیس ابن عاصم منقری پیادہ پا حاضر ہوا اور آکر حضرتؐ کے دست و پا کا بوسہ لیا حضرتؐ اس سے بھی بغلگیر ہوئے بعد ازاں باقی اہل لشکر اپنی اپنی سواریوں سے اُتر کر حاضر ہوئے اور حضرتؐ پر درود و سلام بھیجا حضرتؐ نے انکو دعائے خیر دی پھر ان سے ارشاد فرمایا کہ اب تم اپنے حالات سے مطلع کرو کہ دشمنوں سے کیونکر گزری اور اس وقت ان کے ساتھ کفار کے قیدی اور ان کے اسیر شدہ عیال واطفال اور زر و سیم اور دیگر مال و متاع بیشمار موجود تھے تب انھوں نے عرض کی کہ یا رسُول اللہؐ اگر آپ ہمارے حالات سے آگاہ ہوتے تو نہایت متعجب ہوتے

حضرتؐ نے فرمایا کہ میں ان حالات سے ناواقف تھا مگر اب جبرئیلؑ امین نے مجھ کو مطلع کر دیا ہے اور میں اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اُس کے دین سے بھی اس وقت تک ناواقف تھا جبتک کہ میرے پروردگار نے اس سے مجھ کو واقف نہ کیا تھا چنانچہ خدا ارشاد فرماتا ہے وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا مَا كُنْتَ تَدْرِيْ مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِيْمَانُ وَلٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا نَّهْدِيْ بِهٖ مَنْ نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا وَاِنَّكَ لَتَهْدِيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ یعنی اسی طرح ہم نے روح کو اپنے حکم سے تیری طرف وحی کیا تو وحی سے پہلے یہ نہ جانتا تھا کہ قرآن کیا چیز ہے اور نہ ایمان کو جانتا تھا لیکن ہم نے اس (قرآن) کو نور کیا ہے کہ اپنے بندوں میں سے جس بندے کو چاہتے ہیں اس سے ہدایت کرتے ہیں اور البتہ تو اے محمدؐ راہ راست کی طرف ہدایت کرتا ہے) مگر تم اس واقعہ کو اپنے ان مومن بھائیوں سے بیان کر دو۔ تاکہ یہ تمہاری تصدیق کریں کیونکہ جبرئیلؑ نے مجھ کو تمھاری اس بات سے مطلع کر دیا ہے کہ تم سچ سچ بیان کر دگے۔ تب انھوں نے عرض کی کہ یارسولؐ اللہ جب ہم دشمن کے قریب پہنچے تو ہم نے اپنے جاسوس کو انکی طرف بھیجا کہ اُنکے حالات اور تعداد کو معلوم کرے اُس نے آکر ہم کو خبر دی کہ وہ ایکہزار آدمی ہیں اور ہم دو ہزار تھے اور یکایک دشمن کے ہزار آدمی شہر سے باہر نکلے اور تین ہزار آدمی اندر چھوڑ دیئے اور ہم کو خیال ہوا کہ یہ ہزار ہی آدمی ہیں اور ہم کو جاسوس نے خبر دی تھی کہ وہ باہم گفتگو کرتے تھے کہ ہم ایکہزار آدمی ہیں اور وہ دو ہزار ہیں اور ہم ان کے مقابلے کی طاقت نہیں رکھتے اور اس کے سوا اور کچھ چارہ نہیں ہے کہ ہم شہر کے اندر قلعہ بند ہو جائیں تاکہ یہ لوگ ہماری لڑائی سے تنگ ہو کر واپس چلے جائیں۔ اس سبب سے ہم نے دلیری کر کے اُن پر حملہ کیا اور وہ شہر میں داخل ہو گئے اور دروازے بند کر لیے تب ہم نے ان کے مقابلے کے ارادے سے قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ جب آدھی رات گزر گئی تو اُنھوں نے شہر کے دروازے کھولے اور ہم بے خبر پڑے سوتے تھے اور چار شخصوں کے سوا اور کوئی نہ جاگتا تھا ایک تو زید ابن حارثہ تھا جو لشکر کے ایک طرف نماز اور تلاوت قرآن میں مشغول تھا۔ اور دوسرا عبداللہ ابن رواحہ لشکر کے دوسری طرف نماز اور تلاوت قرآن میں مصروف تھا۔ تیسرا قتادہ ابن نعمان دوسری طرف نماز پڑھتا اور قرآن کی تلاوت کرتا تھا ایک طرف قیس ابن عاصم نماز اور تلاوت کلام مجید میں مصروف تھا الغرض وہ لوگ اس اندھیری رات میں شہر سے نکلے اور ہم پر تیروں کا مینہ برسایا

چونکہ ان کا شہر تھا اور وہ اُس کی راہوں اور گزرگاہوں سے واقف تھے اور ہم بالکل ناواقف اور ناآشنا اس لیے ہم نہایت خائف و ترساں ہوئے اور دل میں کہنے لگے کہ ہم مورد ہلاکت میں آپڑے اور اس شب تاریک میں ہم کسی طرح دشمنوں کے تیروں سے نہیں بچ سکتے کیونکہ ان کے تیر ہم کو نظر نہیں آتے اسی اثنا میں ناگاہ ہم نے دیکھا کہ قیس ابن عاصم کے مُنہ سے ایک بہت بڑی روشنی نمودار ہوئی جو جلتی آگ کی طرح روشن تھی اور دوسری طرف ایک روشنی قتادہ ابن نعمان کے مُنہ سے نمایاں ہوتی ہم کو نظر آئی جو زہرہ اور مشتری کی طرح چمک رہی تھی اور عبداللہ ابن رواحہ کے منہ سے ایک روشنی نکلی جو اسطرح معلوم ہو رہی تھی جیسے اندھیری رات میں ماہتاب روشن ہوا کرتا ہے اور ایک نور زید ابن حارثہ کے منہ سے ساطع ہوا جو آفتاب تاباں سے بھی زیادہ تر روشن ان چاروں نوروں نے ہمارے لشکر گاہ کو ایسا روشن کر دیا کہ دن سے بھی زیادہ تر روشنی وہاں پر ہو گئی اور ہمارے دشمن نہایت تاریکی میں تھے اور ہم ان کو دیکھتے تھے اور وہ ہم کو نہ دیکھتے تھے۔ پس زید نے ہم کو کئی طرف تقسیم کر دیا اور ادھر اُدھر پھیلا دیا اور ہم نے ان کو گھیر لیا اور ہم ان کو دیکھتے تھے اور وہ ہم کو نہ دیکھتے تھے اور ہم گویا آنکھوں والے تھے اور وہ گویا اندھے تھے۔ تب ہم تلواریں کھینچ اُن پر جا پڑے بعض کو قتل کیا اور بعض کو زخمی اور باقیوں کو قید کر لیا اور بعد ازاں ہم انکے شہر میں داخل ہوئے اور جا کر انکی عورتوں اور بچوں کو قید کر لیا اور ان کے مال و اسباب پر قابض ہو گئے اور یہ ان کی عورتیں اور بچے اور مال لے کر خدمت اقدس میں حاضر ہوئے ہیں اور یارسولؐ اللہ ہم نے ان نوروں سے جو ان چار شخصوں کے مُنہ سے ظاہر ہوا عجیب تر کوئی چیز نہیں دیکھی کہ ان سے ہمارے دشمنوں پر ایسا اندھیرا چھا گیا کہ ہم ان کے قتل کرنے پر قادر ہو گئے یہ حال سُنکر حضرتؐ نے ان سے فرمایا کہ تم پروردگار عالمین کا شکر ادا کرو کہ اس نے ماہ شعبان کی وجہ سے تم کو فضیلت دی اور یہ رات ماہ شعبان کی پہلی رات تھی اور رجب جو ماہ حرام ہے ختم ہو چکا تھا اور وہ نور تمھارے ان برادران ایمانی کے غرہ ماہ شعبان میں اعمال بجالانے کے باعث ظہور میں آئے ہیں اور حق تعالیٰ نے ان اعمال کے وقوع میں آنے سے پہلے ان کو وہ انوار اس رات کو عطا فرمائے تھے اصحاب نے عرض کی یارسولؐ اللہ فرمائیے وہ کونسے اعمال ہیں تاکہ ہم بھی بجالائیں اور ثواب پائیں حضرتؐ نے فرمایا کہ قیس ابن عاصم منقری نے ماہ شعبان کی پہلی تاریخ لوگوں کو نیکی (امر بالمعروف) کرنے کا حکم دیا اور بُرائی (نہی عن منکر) سے منع کیا اور ان کو خیر و صلاح کی طرف رہنمائی کی اس لیے حق تعالیٰ نے ان اعمال کے بجالانے سے پہلے اس کو اس رات وہ نور عطا فرمایا جبکہ وہ تلاوت قرآن میں مصروف تھا اور قتادہ ابن نعمان نے اپنا قرض جو

اس کے ذمے تھا ماہ شعبان کی پہلی تاریخ (دن کو) ادا کیا اس لیے خدائے جلّشانہ نے اسکو اس سے پہلی رات کو وُہ نور عنایت فرمایا اور عبداللہ ابن رواحہ چونکہ اپنے والدین سے بہت نیکی کرتا تھا اس سبب سے اس رات کو اس نیکی کا ثواب اور زیادہ مرحمت ہوا جب دن ہوا تو اُس کے والدین نے اس سے کہا کہ ہم تجھے دوست رکھتے ہیں اور تیری فلاں بیوی ہم کو بہت ستاتی ہے اور بُرا بھلا کہتی ہے اور ہم کو خوف ہے کہ کسی لڑائی میں ہم کو زک پہنچے اور دشمن ہم پر غالب ہوں اور تو مارا جائے اور تیری وہ عورت تیرے مال میں ہمارے ساتھ شریک ہو اور اس سبب سے وُہ اور زیادہ ظلم و ستم ہم پر کرنے لگے اور زیادہ ضرر پہنچائے عبداللہ نے جواب دیا کہ مجھکو پہلے سے معلوم نہ تھا کہ وُہ تم پر ظلم کرتی ہے اور تم اُس سے ناراض ہو اور اگر مجھکو معلوم ہوتا تو میں اُس کو طلاق دیدیتا مگر خیر اب میں اسکو طلاق دیتا ہوں اور الگ کرتا ہوں تاکہ تم اس کے شر سے بیخوف ہو جاؤ اور یہ بات ہرگز نہیں ہو سکتی کہ میں اُس شخص کو دوست رکھوں جس سے تم ناراض ہو اس سبب سے حق تعالیٰ نے یہ نور اسکو عطا فرمایا اور زید ابن حارثہ جو سردار قوم اور اُن سب سے افضل ہے اسکے مُنہ سے جو آفتاب سے بھی زیادہ تر روشن نور طالع ہوا اس کا باعث یہ تھا کہ حق تعالیٰ کو معلوم تھا کہ اس سے ایک بہت بڑا عمل صادر ہوگا۔ اس لیے حق سُبحانہ نے اس کو خاص کیا اور اس عمل خیر کے باعث جو اُس کے مُنہ سے نور کے ساطع ہونیکا سبب ہوا اُسکو اور لوگوں پر فضیلت عنایت فرمائی یہانتک کہ مسلمانوں نے اس نور کی وساطت سے مُشرکوں پر فتح پائی اور وُہ عمل یہ تھا کہ جس رات اس آفتاب کی مدد سے جو اسکے مُنہ سے طلوع کر رہا تھا مُسلمانوں نے کافروں پر فتح پائی اسکے دن میں (روز اوّل ماہ شعبان) ایک شخص اسی لشکر کے منافقوں میں سے اسکے پاس آیا (جس کا قصد یہ تھا کہ اسکے اور علیؑ ابن ابی طالب کے درمیان نزاع ڈلوا دے اور ان کے باہمی رابطِ اُلفت کو فاسد کر دے) اور آکر کہنے لگا تجھ کو مُبارک ہو مُبارک ہو اے وہ شخص کہ اہلبیت و صحابۂ رسولؐ اللہ میں کوئی تیرا نظیر اور ہمسر نہیں ہے یہ تیری تلاوتِ قرآن اور یہ نور جسکو ہم نے تجھ سے مشاہدہ کیا! سُبحان اللہ زید نے اس سے کہا اے بندۂ خدا خدا سے ڈر اور حد سے بڑھ کر بات نہ کر اور میری قدر و منزلت سے زیادہ میری تعریف مت کر کیونکہ اس بات سے تو مخالف خدا اور کافر ہو جائے گا۔ اور اگر میں بھی تیری اس گفتگو کو قبول کر لوں تو میں بھی تیری طرح کافر بن جاؤں۔ اے بندۂ خدا کیا تو چاہتا ہے کہ میں تجھ کو ان واقعات سے آگاہ کروں جو ابتدائے اسلام میں اور اس کے بعد وقوع میں آئے یہانتک کہ حضرتؐ مدینہ منورہ میں تشریف لائے اور فاطمہ زہراؑ کا جناب امیر المومنین

سورۃ احزاب
پارہ ۲۱
ع ۱

علیؑ ابن ابی طالب کیساتھ نکاح کیا اور حسنؑ اور حسینؑ اس معصومہ کے بطن سے پیدا ہوئے اُس منافق نے کہا کہ ہاں زیدؓ نے کہا کہ جناب رسالت مآبؐ مجھ کو نہایت دوست رکھتے تھے یہاں تک کہ مجھ کو اپنا بیٹا بنا لیا تھا اور لوگ مجھ کو زیدؓ ابن محمدؐ کہتے تھے یہانتک کہ جناب امیرؑ کے گھر میں امام حسنؑ اور امام حسینؑ پیدا ہوئے اس وقت میں نے ان دونوں حضرات کی خاطر سے آنحضرتؐ کا فرزند کہلانا ناپسند نہ کیا اور جو کوئی مجھ کو آنحضرتؐ کا فرزند کہہ کر پکارتا تھا۔ میں اُس سے کہتا تھا کہ میں نہیں چاہتا کہ تم مجھ کو اس طرح پکارو۔ بلکہ یوں کہو کہ زید آزاد کردہ رسولؐ خدا کیونکہ میں اس بات کو ناپسند کرتا ہوں کہ میں حسنؑ اور حسینؑ کے مشابہ ہوں اور برابر ایسا ہی ہوتا رہا یہانتک کہ حق تعالیٰ نے میرے گمان کی تصدیق کی اور یہ آیت نازل فرمائی مَا جَعَلَ اللّٰہُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَیْنِ فِیْ جَوْفِہٖ یعنی اللہ تعالیٰ نے کسی شخص کے اندر دو دل نہیں بنائے کہ ایک دل سے تو محمدؐ و آلِ محمدؐ کو دوست رکھے اور اُنکی تعظیم کرے اور دوسروں پر انکو فضیلت دے اور دوسرے دل سے انکے دشمنوں کو دوست رکھے اور انکو اُن پر فضیلت دے بلکہ واقعی بات یہ ہے کہ جو کوئی انکے دشمنوں کو دوست رکھتا ہے وُہ ان سے بغض رکھتا ہے اور انکا دوست نہیں ہے اور جو کوئی انکے دوستوں کو انکے مساوی جانتا ہے وہ بھی ان سے بغض رکھتا ہے اور انکا دوست نہیں ہے وَمَا جَعَلَ اَزْوَاجَکُمُ اللّٰٓئِیْ تُظٰہِرُوْنَ مِنْھُنَّ اُمَّھٰتِکُمْ اور جن عورتوں سے کہ تم ظہار[1] کرتے ہو اور اُن کو انہی ماؤں سے تشبیہ دیتے ہو۔ اللہ نے انکو تمھاری مائیں قرار نہیں دیا وَمَا جَعَلَ اَدْعِیَآءَکُمْ اَبْنَآءَکُمْ اور تمھارے متبنٰی[2] لڑکوں کو تمھارا بیٹا نہیں کیا بعد ازاں چند آیات کے بعد فرمایا وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُھُمْ اَوْلٰی بِبَعْضٍ فِیْ کِتٰبِ اللّٰہِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُھٰجِرِیْنَ اِلَّآ اَنْ تَفْعَلُوْٓا اِلٰٓی اَوْلِیٰٓئِکُمْ مَّعْرُوْفًا کَانَ ذٰلِکَ فِی الْکِتٰبِ مَسْطُوْرًا ۝ کتابِ خدا اور اس کے فرائض میں بعض رشتہ دار بعض رشتہ داروں سے بہ نسبت اور مومنوں اور مہاجروں کے زیادہ سزاوار اور مستحق ہیں یعنی حسنؑ اور حسینؑ رسولِ خدا کی نبوت کے زیادہ تر سزاوار ہیں۔ مگر یہ کہ تم اپنے دوستوں سے نیکی اور اکرام کرو۔ پر یہ اولاد کے مرتبے کو نہیں پہنچتے۔ یہ بات کتابِ خدا یعنی لوحِ محفوظ میں لکھی ہے جب یہ آیت نازل ہوئی تب سے لوگوں نے مجھ کو فرزندِ رسولؐ اللہ کہنا چھوڑ دیا اور زید برادر رسولِ خداؐ کہنے لگے اور لوگ ایسا ہی کہتے تھے اور مجھ کو یہ بات بھی ناپسند تھی یہانتک کہ آنحضرتؐ نے علیؑ ابن ابی طالب کو اپنا بھائی

[1] ظہار کے معنی یہ ہیں کہ شوہر اپنی عورت سے کہے کہ تیری پشت میری ماں کی پشت کی مانند ہے۔ ۱۲ مترجم
[2] بیٹا ہونا۔

بنایا اس کے بعد کسی نے مجھ کو رسولِ خدا کا بھائی نہ کہا۔ پھر زیدؓ نے اس منافق سے کہا اے بندۂ خدا زیدؓ علیؑ کا آزاد کردہ غلام ہے۔ جیسے رسولِ خداؐ کا آزاد کردہ اس لیے تو زیدؓ کو علیؑ کا نظیر اور ہمسر مت سمجھ اور اس کے مرتبے کو علیؑ کے مرتبے سے بڑھ کر مت گمان کر ورنہ تو نصاریٰ کے مشابہ ہو گا کہ انھوں نے عیسیٰؑ کو اسکے درجہ سے بڑھ کر سمجھا اور کافر ہو گئے اس تقریر کے بعد حضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ اے صحابہ حق تعالیٰ نے اس وجہ سے وہ فضیلت عطا کی اور اس نور وضیا سے اسکو منوّر کیا کہ اس نے علیؑ کے مرتبے کو پہچانا اور خود کو اسکی محبت میں کامل کیا مجھ کو اس خدا کی قسم ہے جسنے مجھ کو اپنی خلقت کیطرف راستی کیساتھ بھیجا ہے کہ حق تعالیٰ نے زید کے اس اعتقاد کی بدولت جو نورانی مرتبہ اسکے لیے آخرت میں مہیا کیا ہے اس کے مقابلے میں وہ نور جس کو تم نے دنیا میں مشاہدہ کیا ہے نہایت ہی کمتر ہے جب زیدؓ میدانِ قیامت میں وارد ہو گا تو اس کا نور اس کے آگے پیچھے دائیں بائیں اور سر کے اوپر اور پاؤں کے نیچے کی طرف ہزار برس کی راہ تک اس کے ساتھ ساتھ چلے گا۔

بعد ازاں آنحضرتؐ نے صحابہ سے مخاطب ہو کر فرمایا تم چاہتے ہو کہ میں اس ہزیمت کا حال بیان کروں جو ابلیس اور اسکے اعوان و انصار اور لشکریوں میں پڑتی ہے اور تمھارے ان دشمنوں کی ہزیمت سے زیادہ تر سخت ہوتی ہے انھوں نے عرض کی یا رسول اللہ بیان فرمایئے۔ فرمایا مجھ کو اُس ذات کی قسم ہے جسنے مجھ کو خلقت کی طرف راستی کیساتھ مبعوث کیا ہے کہ جب ماہِ شعبان کی پہلی تاریخ ہوتی ہے تو ابلیس اپنے لشکروں کو اطراف زمین اور آفاقِ عالم میں پھیلا دیتا ہے اور اُن سے کہتا ہے کہ آج تم بعض بندگانِ خدا کو اپنی طرف کھینچنے کی کوشش کرو اور اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں کو اطراف زمین و آفاق عالم میں پھیلاتا ہے اور ان کو حکم دیتا ہے کہ اے فرشتو میرے بندوں کو راستی پر لاؤ اور انکو راہ راست کیطرف رہبری کرو کہ وہ سب تمھارے ذریعہ سے سعادت حاصل کرینگے مگر ہاں جو کوئی انکار کریگا اور سرکشی اور طغیان اختیار کریگا۔ وہ ابلیس کے گروہ اور اُس کے لشکر میں سے ہو گا اور جب ماہِ شعبان کی پہلی تاریخ ہوتی ہے تو حکمِ خدا سے جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں اور درخت طوبےٰ کی شاخیں دنیا کی طرف جھک جاتی ہیں نیز حکمِ خدا سے دوزخ کے دروازے کھل جاتے ہیں اسکے حکم سے درختِ زقوم کی شاخیں دنیا کی طرف جھک جاتی ہیں۔ پھر ایک منادی آواز دیتا ہے کہ اے بندگانِ خدا یہ طوبےٰ کی شاخیں جھکی ہی ہیں ان میں چمٹ جاؤ کہ یہ تم کو اٹھا کر جنت میں لے جائینگی اور یہ درختِ زقوم کی شاخیں لٹکی ہیں خبردار ان سے بچنا ورنہ یہ تم کو جہنم میں لے جائیں گی

بعد ازاں حضرتؐ نے فرمایا کہ میں اُس ذات کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس نے مجھ کو سچا پیغمبر کیا ہے کہ جو کوئی اس روز کسی قسم کی نیکی حاصل کرتا ہے وُہ طوبےٰ کی ایک شاخ میں لٹک جاتا ہے۔ اور وہ اس کو جنت میں پہنچا دیتی ہے اور جو کوئی اس روز کسی قسم کی بدی کا مرتکب ہوتا ہے وُہ زقوم کی ایک شاخ میں چمٹ جاتا ہے کہ وُہ اس کو دوزخ میں لے ڈالتی ہے۔

پھر آنحضرتؐ نے فرمایا جو کوئی اس روز ایک سُنتی نماز بجالائے وُہ طوبےٰ کی ایک شاخ میں چمٹ جاتا ہے اور جو کوئی اس روز روزہ رکھے وہ اسکی ایک شاخ میں لٹک جاتا ہے اور جو کوئی میاں بیوی یا باپ بیٹے یا دو رشتہ داروں یا دو ہمسایوں یا دو اجنبیوں میں صلح کرائے وہ بھی اسکی ایک شاخ میں لٹک جاتا ہے اور جو کوئی کسی محتاج کے قرض کو ہلکا کرے یا اسکو ادا کر دے وہ بھی اسکی ایک شاخ میں لٹک جاتا ہے اور جو کوئی اپنے حساب میں غور کرے اور پُرانا قرض دیکھے کہ قرضخواہ اس سے نا اُمید ہو گیا ہو اور اس کو ادا کرے وہ بھی اسکی ایک شاخ میں لٹک جاتا ہے اور جو کوئی کسی یتیم کا کفیل ہو وہ بھی اس کی ایک شاخ میں لٹک جاتا ہے اور جو کوئی کسی سفیہ اور بے سمجھ آدمی کو کسی مومن کی بے عزتی کرنے سے باز رکھے۔ وُہ بھی اس کی ایک شاخ میں لٹک جاتا ہے اور جو کوئی بیٹھ کر اللہ کی نعمتوں کو یاد کرے اور ان نعمتوں کے عوض میں اس کا شکریہ ادا کرے وہ بھی اسکی ایک شاخ میں لٹک جاتا ہے اور جو کوئی کسی بیمار کی عیادت کو جائے وُہ بھی اسکی ایک شاخ میں لٹک جاتا ہے اور جو کوئی اس روز کسی جنازے کی مشایعت کرے وُہ بھی اسکی ایک شاخ میں لٹک جاتا ہے اور جو کوئی اس روز اپنے والدین سے یا ان میں سے کسی ایک کے ساتھ نیکی کرے وُہ بھی اسکی ایک شاخ میں لٹک جاتا ہے اور جس کسی نے اس دن سے پہلے اپنے والدین کو ناراض کیا ہو اور اُس روز انکو رضامند کرلے وُہ بھی اسکی شاخ میں لٹک جاتا ہے۔

بعد ازاں حضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ میں اُس ذات پاک کی قسم کھاتا ہوں جس نے مجھ کو سچا پیغمبر کیا ہے کہ جو کوئی اُس روز کسی قسم کا شر یا نافرمانی پروردگا بجالائے۔ وُہ درخت زقوم کی ایک شاخ میں لٹک جاتا ہے اور وہ اس کو دوزخ میں پہنچائے گی۔

پھر ارشاد فرمایا کہ مجھ کو اُس ذات کی قسم ہے جس نے مجھ کو نبیٔ برحق کر کے بھیجا ہے کہ جو کوئی نماز واجبی میں کوتاہی کرے اور اسکو ضائع کرے وُہ اس (زقوم) کی ایک شاخ میں لٹک جاتا ہے اور جس کسی شخص کے ذمے کوئی واجبی روزہ ہو اور وہ اس کے ادا کرنے میں اس روز کمی کرے اور اسکو ضائع کرے وُہ بھی اس کی ایک شاخ

میں لٹک جاتا ہے اور جس کسی کے پاس اس روز ایک ضعیف محتاج آدمی آکر اپنی بدحالی بیان کرے اور وہ
اس شخص کے خوشحال کرنے پر بلا اپنے کسی قسم کے ضرر کے قادر ہو اور وہاں کوئی اور شخص ایسا نہ ہو جو اس کا
قائم مقام ہو سکے باایں ہمہ وہ اسکو ضائع اور ہلاک ہونے دے اور اسکی دستگیری نہ کرے۔ وہ بھی اس کی
ایک شاخ میں لٹک جاتا ہے اور جس شخص کے پاس کوئی خطا کار اپنا عذر بیان کرے اور وہ اسکا عذر قبول
نہ کرے اور اس کی خطا کے موافق سزا دینے پر بھی اکتفا نہ کرے بلکہ اس پر زیادتی کرے وہ بھی اسکی ایک شاخ
میں لٹک جاتا ہے اور جو کوئی بیوی اور میاں یا باپ اور بیٹے یا دو بھائیوں یا دو رشتہ داروں یا دو ہمسایوں
یا دو دوستوں یا دو اجنبی شخصوں میں نزاع ڈلوا دے۔ وہ بھی اسکی ایک شاخ میں لٹک جاتا ہے اور جو کوئی
کسی تنگدست آدمی پر سختی کرے اور اسکی تنگدستی کا حال اسکو معلوم ہو اس پر بھی اس سے غیظ و غضب اور سختی کرنے
میں زیادتی کرے وہ بھی اسکی ایک شاخ میں لٹک جاتا ہے اور جس کسی کے ذمے کچھ قرض ہو اور وہ قرضخواہ کے
حق کو ضائع کرنا چاہے اور اس پر ظلم و تعدی کرے یہاں تک کہ اس قرض کو کالعدم کر دے وہ بھی اسکی ایک شاخ
میں لٹک جاتا ہے اور جو کوئی کسی یتیم پر ظلم کرے اور اسکو اذیت پہنچائے اور اس کا مال ہضم کر جائے وہ
بھی اسکی ایک شاخ میں لٹک جاتا ہے اور جو کوئی کسی برادر ایمانی کی عزت کے درپے ہو اور لوگوں کو اس کی
ہتک حرمت پر برانگیختہ کرے وہ بھی اسکی ایک شاخ میں لٹک جاتا ہے اور جس شخص کا ہمسایہ بیمار ہو اور وہ
اسکے حق کو ضعیف و حقیر سمجھ کر اسکی عیادت کو ترک کرے وہ بھی اسکی ایک شاخ میں لٹک جاتا ہے اور جس کسی کا ہمسایہ
مر جائے اور وہ اسکو ذلیل و حقیر جان کر اسکے جنازے کیساتھ نہ جائے وہ بھی اسکی ایک شاخ میں لٹک جاتا ہے اور جو
کوئی کسی مصیبت زدہ اور آفت رسیدہ شخص سے روگردانی کرے اور اسکو ذلیل و حقیر جان کر اس پر جور و ستم کرے وہ
وہ بھی اسکی ایک شاخ میں لٹک جاتا ہے اور جو کوئی ماں باپ یا ان میں سے کسی کی نافرمانی کرے وہ بھی اسکی ایک شاخ میں لٹک جاتا ہے اور
جو کوئی اس روز سے پہلے عاق والدین ہوا اور اس دن انکو رضامند نہ کرے حالانکہ انکے رضامند کرنے پر قادر ہو وہ بھی اسکی ایک
شاخ میں لٹک جاتا ہے اسی طرح جو کوئی اور کسی قسم کی برائی عمل میں لائے وہ بھی اسکی ایک شاخ میں لٹک جاتا ہے۔

بعد ازاں حضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ میں اُس ذات کی قسم کھاتا ہوں جسنے مجھ کو سچا پیغمبر بنایا ہے کہ جو لوگ طوبےٰ
کی شاخوں میں لٹکتے ہیں وہ شاخیں انکو اُٹھا کر جنت میں لے جاتی ہیں اور جو لوگ کہ زقوم کی شاخوں میں لٹکتے ہیں وہ
ان کو دوزخ میں لیجا کر گرا دیتی ہیں پھر حضرتؐ نے سر مبارک اٹھا کر آسمان کی طرف نگاہ کی اور خندہ فرمایا اور خوش ہوئے
اس کے بعد زمین کی طرف سر جھکایا اور نہایت ترش رُو اور چیں بر جبیں ہوئے بعد ازاں اصحاب کی طرف

متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ میں اُس ذات باری تعالیٰ کی قسم کھاتا ہوں جس نے مجھ کو سچا پیغمبر کیا ہے کہ میں نے درخت
طوبےٰ کو دیکھا کہ اُس کی شاخیں بلند ہوتی ہیں اور جو لوگ ان میں لٹکے ہوئے ہیں ان کو جنت میں لے جاتی ہیں
اور میں نے دیکھا کہ بعض شخص تو ایک شاخ میں لٹکے ہیں اور بعض طاعات و حسنات کے موافق دو یا زیادہ شاخوں
میں لٹکے ہیں اور میں نے زید ابن حارثہ کو دیکھا کہ وہ اس کی سب سے بڑی اور سب شاخوں پر چھائی ہوئی شاخ میں
لٹکا ہوا ہے اور وہ اُس کو جنت کے بلند تر محلوں میں پہنچاتی ہے یہی دیکھ کر میں ہنسا اور خوش ہوا تھا پھر
میں نے زمین کی طرف نگاہ کی میں اُس ذات کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس نے مجھ کو برحق پیغمبر کر کے بھیجا ہے
کہ میں نے درخت زقوم کو دیکھا کہ اُسکی شاخیں نیچے کو جھکتی ہیں اور جو لوگ ان میں لٹکے ہیں ان کو جہنم
کی طرف جھکاتی ہیں اور میں نے بعض شخصوں کو دیکھا کہ وہ ایک ایک شاخ میں لٹکتے ہیں اور بعض کو دیکھا
کہ اپنی برائیوں اور گناہوں کے موافق دو یا زیادہ شاخوں میں لٹک رہے ہیں اور ایک منافق کو میں
نے دیکھا کہ وہ اِس درخت کی سب سے بڑی شاخ میں لٹک رہا ہے اور وہ اس کو جہنم کے درجہ اسفل کیطرف
جھکا رہی ہے اِسی لیے میں ترش رُو اور چیں بر جبیں ہوا تھا۔

امامؑ فرماتے ہیں کہ اسکے بعد پھر حضرتؐ نے آسمان کی طرف آنکھ بھر کر دیکھا اور دیکھ کر نہایت خورم و خورسند
ہوئے پھر زمین کی طرف آنکھ بھر کر دیکھا اور نہایت ترش رو اور چیں بر جبیں ہوئے پھر اصحاب کی طرف متوجہ ہو کر
فرمایا اے بندگانِ خدا جو کچھ تمہارے پیغمبر محمدؐ نے دیکھا ہے اگر تم اسکو دیکھو تو تم بیشک اسکے لیے دنوں میں اپنے
جگروں کو پیاسا اور اپنے پیٹوں کو بھوکا رکھو اور اسکی خاطر راتوں کو بیدار رہو اور ان میں اپنے قدموں اور بدنوں
کو سختی میں ڈالو اور اپنے مالوں کو صدقات میں خرچ کرو اور جہاد میں اپنی جانوں کو معرض تلف میں جا ڈالو
یہ سنکر صحابہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ہمارے ماں باپ اولاد اہل و عیال اور خویش و اقارب آپ پر فدا ہوں وہ
کونسی چیز ہے جو حضرتؐ نے مشاہدہ فرمائی ہے۔ فرمایا مجھکو اُس ذات مقدس کی قسم ہے جس نے مجھ کو سچا نبی کر
کے بھیجا ہے کہ میں نے طوبیٰ کی ان ٹہنیوں کو دیکھا کہ جب ہٹ کر جنت میں گئیں تو ہمارے پروردگار بزرگ و برتر
کے منادی نے جنت کے خزانچیوں کو ندا دی کہ اے میرے فرشتو اے میرے فرشتو ان لوگوں کو جو آج طوبیٰ کی شاخوں
میں لٹک رہے ہیں دیکھو اور نگاہ کرو کہ وہ شاخ کہاں تک پہنچتی ہے جہاں تک وہ ختم ہوتی ہے اس
کے موافق اسکے اطراف کی پیمائش کر کے محل اور مکان عطا کرو اور فرشتوں نے حسب الحکم محل اور مکان
عطا کیے بعض کو تو ہر طرف سے ہزار برس کی راہ کے موافق عطا ہوئے اور بعض کو اس سے دگنے

اور بعض کو ان کے ایمان اور بزرگی اعمال کے موافق، تگنے اور چوگنے اور اس سے بھی زیادہ عطا کیے گئے اور میں نے دیکھا کہ تمھارے رفیق زید ابن حارثہ کو ان سب کے عطیات کے مجموعے سے ہزار گنے محل و مکانات عطا ہوئے۔ کیونکہ اسکی قوتِ ایمانی اور جلالتِ عملی ان سب سے اسی قدر بڑھ کر اور برتر تھی اسی لیے میں خورسند اور شاد ہوا تھا اور پھر میں نے زقوم کی شاخوں کو دیکھا کہ وہ پھر کر جہنم کی طرف گئیں اور ہمارے پروردگار کے منادی نے جہنم کے خزانچیوں کو پکارا کہ اے میرے فرشتو! تم ان لوگوں کو دیکھو جو آج زقوم کی اُن شاخوں میں لٹک رہے ہیں اور ان شاخوں کے سائے اور اس کے اندھیرے کی انتہا کی طرف نظر کرو جہاں پر وہ ختم ہوتا ہے اسکی پیمائش کے موافق ہر طرف میں آگ کی نشست گاہیں محل گھری جگہیں سانپ بچھو زنجیریں طوق بیڑیاں اور انواعِ اقسام کے عذاب و نکال اسکے لیے مہیا کرو والغرض کسی کیلیے ایک سال کی راہ کے موافق جہنم میں مذکورہ بالا عذاب کے سامان تیار ہوتے ہیں اور کسی کیلیے دو سال کی راہ کے موافق کسی کیلیے سو برس کی راہ کے موافق اور کسی کیلیے ہزار برس کی راہ کے برابر بعض کیلیے اس سے بھی زیادہ برسوں کی راہ کے برابر اور انکی کمی بیشی انکے ضعفِ ایمان اور بدعملیوں کے مراتب کے موافق ہوتی ہے اور میں نے ایک منافق کو دیکھا کہ اسکے لیے ان سب سے ہزار گنا عذاب مہیا کیا گیا ہے جو کہ اسکے کفر اور شرارت کی زیادتی کے موافق ہے اسی لیے میں ترش رُو اور چین بجبیں ہوا تھا۔

اس کے بعد حضرت نے زمین کی طرف اور گوشوں کی طرف نگاہ کی کبھی متعجب ہوتے تھے اور کبھی خائف و ترساں پھر اصحاب کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا فرمانبردار بندوں کو بشارت ہو کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں کے ذریعے ان کی کیسی تعظیم و تکریم کراتا ہے اور عذاب ہو فاسقوں اور نافرمانوں پر کہ اللہ تعالیٰ کیسے ان کو چھوڑ دیتا ہے اور انکے شیطانوں کے حوالے کر دیتا ہے مجھ کو اس ذات پاک کی قسم ہے جس نے مجھ کو سچا پیغمبر کیا ہے کہ میں نے دیکھا کہ جو لوگ طوبیٰ کی شاخوں میں لٹکے ہیں شیاطین ان کو ان شاخوں سے اُتار لینے کیلیے کیسے ان پر حملہ آور ہوتے ہیں یہ دیکھ کر فرشتے اُن پر جھپٹتے ہیں اور انکو قتل کر ڈالتے ہیں اور نیچے گرا دیتے ہیں اور ان لوگوں سے ہٹا دیتے ہیں اس وقت ہمارے پروردگار کا منادی ان فرشتوں کو ندا کرتا ہے اے میرے فرشتو جو زمین میں مقرر ہو خبردار ہر ایک فرشتہ اس حد تک نگاہ کرے جہاں تک اس شاخ کی جس میں کوئی مومن لٹکا ہوا ہے ہوا پہنچتی ہے اور شیطانوں سے مقابلہ کر کے اس مومن سے پیچھے ہٹا دے۔ کیونکہ میں کوئی حصہ ان شیطانوں کے لیے اس مومن میں نہیں پاتا ہوں پس اس مومن کے پاس بعض فرشتے آئے اور شیاطین پر اسکو نصرت دی اور سرکش شیطانوں کو

اُس سے ہٹا دیا اے لوگو! آگاہ ہو تم شعبان کے اُس دن کی بڑی عظمت کرو علاوہ اسکے کہ تم مطلق شعبان کے مہینے کی عظمت بھی کرو کیونکہ بہت سے لوگ اس مہینے میں خدا کے سعید بندے ہوں گے اور بہت سے محروم اور بے نصیب پس تم سعیدوں میں داخل ہو اور بدبخت نہ بنو۔

قولہٗ عزّوجلّ وَاسْتَشْهِدُوا شَهِيدَيْنِ مِن رِّجَالِكُمْ اور اپنے مردوں میں سے ۲ گواہ کرو

جناب امیر المومنین علیہ السلام نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ شَهِيدَيْنِ مِن رِّجَالِكُمْ سے یہ مراد ہے کہ عادل اور آزاد مسلمانوں میں سے دو مردوں کو گواہ کرو۔ پھر فرمایا کہ اُن کو گواہ کرو تا کہ انکے سبب سے اپنے دینوں اور مالوں کو بچاؤ اور اللہ کی تعلیم اور اسکی وصیت کو استعمال کرو۔ کیونکہ ان دونوں امروں کی پابندی میں نفع اور برکت ہے اور انکی مخالفت نہ کرو ورنہ تم کو ندامت لاحق ہوگی اور اس وقت ندامت سے کچھ نفع نہ ہوگا اور جناب امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ اللہ تعالیٰ تین شخصوں کی دعا قبول نہیں کرتا بلکہ اُن سے رُوگردانی کرتا ہے اور انکو سرزنش اور زجر و توبیخ فرماتا ہے ایک تو وہ شخص جو کسی بُری عورت کیساتھ مبتلا ہو اور وہ اسکو ایذا دیتی اور ضرر پہنچاتی ہو اور اسکی دُنیا کو اسکے لیے خراب اور فاسد کرتی ہو اور اسکی آخرت کو خراب کرتی ہو اور وہ شخص دعا کرے کہ اے خدا مجھ کو اس عورت کے پنجے سے نجات دے (اور باوجود صورت طلاق اسکو طلاق نہ دیتا ہو) اللہ تعالیٰ اسکے جواب میں ارشاد فرماتا ہے اے منکر میں نے تجھ کو خلاصی دیدی اور اسکے طلاق دینے اور اسکے پنجے سے رہائی پانے کا تجھکو اختیار دیا ہے تو اس کو طلاق دے اور اسکو اپنے سے اس طرح الگ کر دے جیسے پُرانی جراب کو پاؤں سے اُتار کر پھینک دیتے ہیں دوسرا وہ شخص ہے جو کسی شہر میں رہتا ہو اور وہاں رہنے میں اسکو تکلیف ہو اور جن چیزوں کی اسکو ضرورت ہو وہاں اسکو دستیاب نہ ہوتی ہوں اور جس چیز کی وہ خواہش کرتا ہو اس سے محروم رہتا ہو اور وہ دعا کرے کہ اے خدا مجھ کو اس شہر سے چھٹکارا بخش میں رنج و وبال میں پڑا ہوں (اور وہاں سے نکلتا نہ ہو) اللہ تعالیٰ اسکو جواب دیتا ہے کہ اے میرے بندے میں نے تجھ کو اس شہر سے خلاصی دیدی اور اس سے باہر جانے کے راستے تجھ پر واضح کر دیے ہیں اور تجھکو اس بات کی قدرت بھی عطا کی ہے پس تو کسی اور شہر میں چلا جا اور میری عافیت اور آرام میں آمد و رفت کر اور مجھ سے رزق طلب کر تیسرا وہ شخص ہے جس کو خدا نے وصیت کی ہے کہ اپنے قرض کو گواہوں اور نوشتہ سے استوار اور پختہ کرے اور اس نے اس وصیت پر عمل نہ کیا ہو۔ اور اپنا

تین شخصوں کی دعا قبول نہیں ہوتی

مال بلا تمسک اور وثیقہ تحریر کرائے کسی غیر معتبر شخص کو دیدیا ہو اور وُہ اس سے منکر ہو گیا ہو' اور اس کے مال کو ضبط کر لیا ہو تب وُہ قرضخواہ دعا کرے کہ اے میرے پروردگار میرا مال مجھ کو واپس کر اللہ تعالیٰ اُس کو جواب دیتا ہے اے میرے بندے میں نے تجھ کو تیرے مال کے استوار کرنے کا طریقہ تعلیم کیا تھا تاکہ وُہ محفوظ رہے اور قرضدار اس سے متعرض نہ ہو اور وُہ تلف نہ ہو مگر تُو نے اس طریق کو اختیار نہ کیا اب تُو مجھ سے دعا کرتا ہے۔ حالانکہ خود تُو نے ہی اپنے مال کو ضائع اور تلف کیا ہے اور میری وصیت کی مخالفت کی ہے اب میں تیری دُعا کو قبول نہیں کرتا۔

بعد ازاں آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا اے بندگانِ خدا خبردار اللہ تعالیٰ کی وصیت پر عمل کرو، اور فلاح و نجاح حاصل کرو اور اس کی مخالفت نہ کرو ورنہ نادم اور پشیمان ہو گے۔

پھر فرمایا اے لوگو جس طرح اللہ تعالیٰ نے تم کو حکم دیا ہے کہ اپنی جانوں اور قرضوں اور مالوں کی گواہوں کے ذریعے حفاظت کرو اسی طرح اسنے ہر ایک بندے پر اسکے پیچھے سے نگہبان اور محافظ مقرر کیے ہیں اور اس کے آگے اور پیچھے نگہبان قائم کیے ہیں جو خدا کے حکم سے اسکی حفاظت کرتے ہیں اور اسکے اعمال اقوال الفاظ اور اسکے آنکھ بھر دیکھنے کی نگہبانی کرتے ہیں اور جن جن مقاموں پر وُہ جاتا ہے پس وہ ان مقامات میں اس کے پروردگار کے گواہ ہیں جو اس شخص کے موافق یا مخالف گواہی دینگے اور رات دن اور مہینے بھی گواہ ہیں جو اسکے موافق یا مخالف شہادت دینگے اور تمام بندگانِ مومن بھی اس کے گواہ ہیں جو اس کے موافق یا مخالف گواہی دینگے اور اسکے محافظ فرشتے جو اس کے اعمال کے کاتب ہیں وہ بھی اس کے گواہ ہیں جو اس کے موافق یا مخالف گواہی دینگے الغرض قیامت کے دن بعض لوگ تو ان گواہوں کے موافق گواہی دینے سے سعادتمند اور کامگار ہونگے اور بعض لوگ انکی مخالف شہادت سے بدبخت اور ناکام ہونگے کیونکہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اپنے بندوں اور کنیزوں کو ایک ہی زمین پر مبعوث کریگا اور ان کی نظر کو تیز کریگا اور پکارنے والے کی آواز انکو سنائیگا اور راتوں اور دنوں کو محشور کریگا اور مقامات اور مہینے بندوں کے اعمال پر گواہی دینگے جس نے نیک اعمال کیے ہونگے اس کے اعضا اور اس کے مقامات اور اس کے مہینے اور سال اور دن اور جمعہ کی راتیں اور اسکی گھڑیاں اور دن اس کے موافق گواہی دینگے اور وہ انکی شہادت سے سعادتِ ابدی سے بہرہ ور ہوگا اور جس نے بُرے اعمال کیے ہونگے اسکے اعضا اور مقامات اور اسکے مہینے اور سال اور گھڑیاں اور دن اور جمعہ کی راتیں اور اسکی گھڑیاں اور دن اس کے

برخلاف گواہی دینگے اور وہ ان کی گواہی سے شقاوتِ ابدی میں گرفتار ہوگا۔ اے بندگانِ خدا آگاہ ہو روزِ قیامت کے لیے عمل کرو اور اس دن کے واسطے جو روزِ جمع اور یوم تناد ہے توشہ اور سامان مہیا کرو۔ اور گناہوں سے پرہیز کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ کے تقویٰ اور پرہیزگاری کو عمل میں لانے سے نجات کی اُمید ہو سکتی ہے۔ پس جو کوئی ماہ رجب و شعبان کی حرکت کو پہچانے گا اور انکو ماہِ رمضان سے جو خدا کا بزرگ مہینہ ہے وصل کریگا تو قیامت کے دن یہ مہینے اسکے حق میں شہادت دینگے اور چونکہ اس نے ان مہینوں کی تعظیم کی ہے اس لیے وہ اسکے گواہ ہونگے اور ایک منادی ندا کریگا کہ اے رجب اے شعبان اے ماہ رمضان اس بندے نے تم میں کیسے اعمال کئے تھے اور یہ بندہ کیسی طاعتِ خدا بجا لاتا تھا۔ اسوقت رجب اور شعبان اور رمضان کے مہینے عرض کرینگے کہ اے ہمارے پروردگار اس بندے نے ہم سے تیری طاعت کی استعانت اور تیرے اسباب فضل کی طلب اور امداد کا سامان حاصل کیا ہے اور اپنے مقدور کے موافق تیری رضامندی کے حاصل کرنے کی کوشش کرتا رہا ہے اور اپنی طاقت کے مطابق تیری محبت کا ذکر کیا ہے۔ تب اُن فرشتوں کو جو ان مہینوں پر موکل ہونگے خطاب ہوگا کہ اے فرشتو یہ مہینے جو اس بندے کی بابت شہادت دیتے ہیں تم اس میں کیا کہتے ہو وہ عرض کریں گے کہ اے ہمارے پروردگار رجب شعبان اور ماہ رمضان نے سچ کہا ہم نے بھی دیکھا ہے کہ تیرا یہ بندہ تیری طاعت میں سرگرم اور مصروف اور تیری رضامندی اور خوشنودی کا طالب رہتا تھا اور نیکی اور احسان کو عمل میں لاتا تھا اور ان مہینوں کے آنے سے نہایت خوش ہوتا تھا ان میں تیری رحمت کیطرف متوجہ ہوتا تھا اور تیرے عفو اور مغفرت کو ان میں نگاہ رکھتا تھا اور جن امور سے تُو نے اسکو منع کیا تھا اُن سے باز رہتا تھا اس نے اپنے پیٹ اور شرمگاہ اور کان آنکھ اور باقی اعضا کا روزہ رکھا ان کے دنوں میں تیری عبادت کے لیے نکلا اور راتوں کو نماز میں کھڑا رہا اور ان مہینوں میں فقیروں اور مسکینوں پر بہت اچھی طرح مصاحبت رکھی اور نہایت پسندیدہ طور پر ان کو وداع کیا انکے ختم ہونے پر بھی تیری طاعت پر قائم رہا کرتا تھا اور تیری حرمتوں کی پردہ دری نہیں کرتا تھا الغرض یہ تیرا بہت اچھا بندہ ہے اُس وقت اللہ تعالیٰ اُس بندے کے لیے جنت میں لے جانے کا حکم فرمائے گا اور فرشتگانِ خدا بخشش و کرامات الٰہی لے کر اس سے ملاقات کرینگے اور نور کے ناقوں اور برق کے گھوڑوں پر اس کو اُٹھائیں گے اور وہ ایسی نعمتوں میں داخل ہوگا جو کبھی ختم اور تمام نہ ہونگی اور وہاں کے رہنے والے کبھی وہاں سے نکالے نہ جائینگے اور وہاں کے جوان کبھی ادھیڑ اور وہاں کے بچے کبھی بوڑھے نہ ہونگے اور وہاں کی خوشیاں اور نعمتیں

م کچھ خرچ کیا۔ اور تیرے بندوں سے نہایت احسان واکرام سے پیش آیا اس نے ان مہینوں سے بہت

کبھی ختم نہ ہوں گی اور وہاں کی نئی چیزیں پرانی نہ ہونگی اور وہاں کی خوشی کبھی غم سے تبدیل نہ ہوگی وہاں کے رہنے والوں کو وہاں پر کسی قسم کی سختی اور تکلیف محسوس نہ ہوگی اور نہ کسی طرح کی خستگی اور تکان معلوم ہوگی اور وہ عذاب سے امن میں اور سختی عذاب اور کربت آمد و رفت و قیام سے محفوظ و مصئون رہیں گے۔

قولہٗ عزّوجلّ فَاِنْ لَّمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَّامْرَاَتٰنِ اور اگر گواہی کیلئے دو مرد موجود نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں گواہ ہونی چاہئیں۔ جناب امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ گواہی میں دو عورتیں ایک مرد کے برابر ہیں جب وہ مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں گواہی دیں تو ان کی شہادت پر فیصلہ ہو جاتا ہے۔ بعد ازاں جناب امیرؑ نے فرمایا کہ ہم جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے اور آنحضرتؐ آیت وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْ کا تذکرہ فرما رہے تھے۔ اس کے ضمن میں حضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ اس آیت میں مردوں سے مراد آزاد مرد ہیں نہ کہ غلام کیونکہ اللہ تعالیٰ نے غلاموں سے اپنے آقاؤں کی خدمت میں مشغول رہنے کے باعث بارِ شہادت اٹھانے اور ان کے ادا کرنے کی تکلیف سے بری کر دیا ہے اور گواہ تم مسلمانوں میں سے ہونے چاہئیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے عادل مسلمانوں کو یہ شرف عطا کیا ہے کہ انکی شہادتیں قبول کی جاتی ہیں اور ان کے عالم آخرت میں وارد ہونے سے پہلے یہ شرف بزرگی اور ثواب دنیوی ان کیلئے مقرر فرمایا ہے۔ اسی اثنا میں ایک عورت وہاں آئی اور حضرتؐ کے سامنے کھڑی ہو کر عرض کی یا رسول اللہؐ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں میں عورتوں کی طرف سے آپکی طرف ایلچی بن کر حاضر خدمت ہوئی ہوں جس عورت کو میرے اس آپکی خدمت میں حاضر ہونے کا حال معلوم ہوگا وہ اس حال کو سن کر نہایت خوش ہوگی یا رسول اللہ۔ اللہ تعالیٰ تمام مردوں اور عورتوں کا پروردگار ہے اور سب مردوں اور عورتوں کا خالق ہے اور کل مردوں اور عورتوں کا رازق ہے اور آدمؑ سب مردوں اور عورتوں کا باپ ہے اور حواؑ سب مردوں اور عورتوں کی ماں ہے اور حضرتؐ سب مردوں اور عورتوں کی طرف پیغمبر ہو کر آئے ہیں۔ پھر کیا سبب ہے کہ شہادت اور میراث میں دو عورتوں کو ایک مرد کے برابر رکھا گیا ہے حضرتؐ نے جواب میں ارشاد فرمایا ہے۔ اے عورت یہ اُس بادشاہ عادل و حکیم کا حکم ہے جو کسی پر ظلم نہیں کرتا اور نہ کسی پر بیجا مشقت و رنج ڈالتا ہے جو چیز کہ اُسنے تم سے روک رکھی ہے اس سے اسکو کچھ نفع نہیں اور جو کچھ اُسنے دیا ہے اس سے اسکو کچھ نقصان نہیں لیکن اے عورت چونکہ اسکو معلوم ہے کہ تمہارا دین اور عقل دونوں ناقص ہیں اس لیے وہ اپنے علم کے موافق تدبیر کرتا ہے اُس نے عرض کی یا رسول اللہؐ فرماتیے ہمارے دین میں کیا نقص ہے فرمایا کہ تم میں سے بعض عورتیں اپنے آدھے زمانے میں بیٹھی رہتی ہیں اور حیض کی وجہ سے نماز نہیں پڑھتیں اور تم لعنت ملامت بہت کرتی ہو اور قوم کی ناشکری اور کفران نعمت کرتی ہو ایک عورت کسی مرد کے پاس دس دس برس یا زیادہ مدت تک رہتی ہے کہ وہ اس سے نیکی اور احسان سے پیش آتا ہے اور طرح طرح کی نعمتوں سے اسکو مالا مال کرتا ہے جب کبھی کسی دن وہ مرد تنگدست ہو جاتا ہے تو وہ اس سے لڑنے لگ جاتی ہے اور کہتی ہے کہ میں نے تجھ سے کبھی کسی قسم کی بھلائی نہیں دیکھی پس جس عورت کی عادت اس قسم کی نہ ہو اسکو جو اس طرح کا نقصان اسکے امتحان اور آزمائش کے لیے پہنچے اسکو چاہیئے کہ صبر کرے اللہ تعالیٰ اس صبر کے عوض میں اسکو ثواب عظیم عطا فرمائے گا پس تو خوش ہو پھر حضرتؐ نے فرمایا کہ کوئی بدعمل مرد ایسا نہیں ہے جس سے بدعمل عورت زیادہ تر بدعمل نہ ہو اور کوئی نیکوکار عورت ایسی نہیں ہے جس سے نیکوکار مرد زیادہ تر نیک اور افضل نہ ہو اور اللہ تعالیٰ نے کسی عورت کو مرد کے برابر نہیں کیا سوائے فاطمہؑ کے کہ اسکو علیؑ کے برابر اور اس سے ملحق کیا ہے جو تمام عالم کے مردوں سے افضل ہے اور حسنؑ اور حسینؑ کا بھی ایسا ہی حال ہے اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو انھیں دو افضل اور اکرم شخصوں (علیؑ و فاطمہؑ) کیساتھ ملحق کیا جبکہ فاطمہؑ کو مباہلہ میں داخل کیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے فاطمہؑ کو محمدؐ اور علیؑ کیساتھ شہادت میں شامل کیا اور حسنؑ اور حسینؑ کو ان سب کیساتھ ملحق کیا چنانچہ ارشاد فرماتا ہے فَمَنْ حَآجَّكَ فِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ ۝ یعنی اے محمدؐ جو کوئی کہ تجھ کو عیسیٰؑ کے باب میں بعد اسکے کہ علم تیرے پاس آچکا ہے مباحثہ کرے تو تو اس سے کہدے کہ آؤ ہم اپنے بیٹوں کو بلائیں اور تم اپنے بیٹوں کو بلاؤ اور ہم اپنی عورتوں کو بلائیں اور تم اپنی عورتوں کو بلاؤ اور ہم اپنے نفسوں کو بلائیں اور تم اپنے نفسوں کو بلاؤ پھر ہم بہ تضرع و زاری دعا مانگیں اور جھوٹوں پر خدا کی لعنت کریں۔

اس موقع پر بیٹوں میں حسنؑ اور حسینؑ تھے کہ حضرتؐ اُن کو اپنے ہمراہ لائے تھے اور دونوں کو دو شیر بچوں کی طرح اپنے سامنے بٹھایا تھا اور عورتوں میں فاطمہ زہرا علیہا التحیۃ والثنا کو ساتھ لائے تھے اور ان کو مثل شیرنی کے اپنے پیچھے بٹھایا تھا اور نفسوں کی جگہ علیؑ ابن ابی طالب کو ہمراہ لائے تھے اور ان کو شیر کی طرح اپنے دائیں طرف بٹھایا تھا اور خود بمنزلہ ایک شیر کے بیچ میں مقیم ہوئے اور اہل نجران سے

ارشاد فرمایا کہ اے اہل نجران آؤ مباہلہ کریں اور جھوٹوں پر خدا کی لعنت کریں۔ بعد ازاں حضرتؐ نے علیؑ کی طرف اشارہ کرکے بارگاہ الٰہی میں عرض کی اے خدا یہ میرا نفس ہے اور وہ میرے نزدیک میرے نفس کے برابر ہے پھر فاطمہؑ کی طرف اشارہ کرکے عرض کی اے خدا یہ وہ عورت ہے جس کو تو نے نساءنا کے لفظ سے ممتاز فرمایا ہے جو تمام عالم کی عورتوں سے افضل ہے پھر حسنینؑ کی طرف اشارہ کرکے جناب باری میں عرض کی اے خدا یہ دونوں میرے بیٹے اور نواسے ہیں جس سے یہ سب لڑائی کریں میں بھی اُس سے لڑتا ہوں اور جس سے صُلح کریں میں بھی اس سے صُلح کرتا ہوں۔ القصہ اس وقت اللہ تعالیٰ نے صادقوں کو کاذبوں سے متمیز اور جُدا کیا کہ محمدؐ۔ علیؑ۔ فاطمہؑ۔ حسنؑ اور حسینؑ کو سب سچوں سے زیادہ سچا اور تمام مومنوں سے بہتر قرار دیا۔ محمدؐ تو تمام عالم کے مردوں سے افضل ہے اور علیؑ نفس محمدؐ ہے اور اس کے بعد تمام عالم کے مردوں سے افضل ہے اور فاطمہؑ تمام عالم کی عورتوں سے افضل ہے اور حسنؑ اور حسینؑ بہشت کے تمام جوانوں کے سردار ہیں سوا دو خالہ زاد بھائیوں عیسیٰؑ ابن مریمؑ اور یحییٰؑ ابن زکریاؑ کے کہ اللہ تعالیٰ عیسیٰؑ کا قصہ اس طرح سے ذکر فرماتا ہے فَاَشَارَتْ اِلَیْهِ ط قَالُوْا كَیْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِی الْمَهْدِ صَبِیًّا ط یعنی حضرت مریمؑ نے حضرت عیسیٰؑ کی طرف اشارہ کیا کہ تم اس سے دریافتِ حال کرو یہودیوں نے جواب دیا کہ ہم اس شخص سے کیونکر کلام کریں جو ابھی بچہ ہے اور گہوارے میں پڑا ہے بعد ازاں اللہ تعالیٰ عیسیٰؑ کے قول کو ذکر کرتا ہے۔ قَالَ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ اٰتٰنِیَ الْكِتٰبَ وَجَعَلَنِیْ نَبِیًّا الخ یعنی عیسیٰؑ نے گہوارے میں پڑے ہوئے ان یہودیوں کو جواب دیا کہ میں خُدا کا بندہ ہوں اس نے مجھ کو کتاب (انجیل) عطا فرمائی ہے اور مجھ کو پیغمبر بنایا ہے اور یحییٰؑ ابن زکریاؑ کے قصہ کو اس طرح بیان فرماتا ہے اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ نِ اسْمُهٗ یَحْیٰی لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِیًّا ہ یعنی اے زکریاؑ ہم تجھ کو ایک لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں جس کا نام یحییٰؑ[۴] بیان کرکے ارشاد فرماتا ہے یٰیَحْیٰی خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ ط وَاٰتَیْنٰهُ الْحُكْمَ صَبِیًّا یعنی اے یحییٰؑ میری کتاب کو مضبوط کرکے پکڑ اور ہم نے اس کو بچپن میں حکمت (کہ وہ توریت اور احکام دین کا سمجھنا تھا) عطا کی۔

بعد ازاں آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ اسی حکمت کا باعث تھا کہ بچپن میں جب اور بچوں نے یحییٰؑ سے کہا کہ آؤ کھیلیں یحییٰؑ نے جواب دیا کہ واہ خدا کی قسم ہم کھیلنے کیواسطے پیدا نہیں ہوئے بلکہ ہم ایک امر عظیم میں

پارہ ۱۶ سورۂ مریم ع ۲

۴ ہو کہ اس سے پہلے کوئی شخص ایسا مخلوق نہیں ہوا جس کا نام یحییٰ رکھا گیا ہو بعد ازاں اور قصہ یحییٰ

سعی و کوشش کرنے کیلئے پیدا ہوئے ہیں پھر اللہ تعالیٰ قصہ یحییٰؑ میں ارشاد فرماتا ہے وَحَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا اور ہم نے اس کو اپنے پاس سے مہربانی عطا کی کہ وہ اپنے والدین اور ہمارے باقی بندوں پر مہربانی اور رحم کرتا تھا وَزَكٰوةً ط اور ہم نے اس کو اس پر ایمان لانے والوں اور اسکی تصدیق کرنے والوں کے لیے باعثِ طہارت و پاکیزگی بنایا وَكَانَ تَقِیًّا اور وہ متقی اور پرہیزگار تھا کہ بدیوں اور گناہوں سے پرہیز کرتا تھا وَبَرًّا بِوَالِدَیْهِ اور اپنے والدین کیساتھ نیکی کرنیوالا اور اُن کا مطیع فرمان تھا وَلَمْ یَكُنْ جَبَّارًا عَصِیًّا اور سرکش اور نافرمان نہ تھا کہ غضب میں آکر قتل کرے اور غضب کی حالت میں مارے بلکہ خدا کا کوئی بندہ ایسا نہیں ہے جس نے خطا نہ کی ہو یا خطا کا قصد نہ کیا ہو سوائے یحییٰؑ ابن زکریاؑ کے کہ اس نے کبھی ایسا نہیں کیا۔ بعد ازاں حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَسَلٰمٌ عَلَیْهِ یَوْمَ وُلِدَ وَیَوْمَ یَمُوْتُ وَیَوْمَ یُبْعَثُ حَیًّا اور اس پر ہمارا اسلام ہے جس روز وہ پیدا ہوا اور جس روز کہ وہ مریگا اور جس روز کہ وہ زندہ کرکے اُٹھایا جائیگا نیز قصہ یحییٰ علیہ السلام میں فرماتا ہے هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِیَّا رَبَّهٗ ج قَالَ رَبِّ هَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّیَّةً طَیِّبَةً ج اِنَّكَ سَمِیْعُ الدُّعَآءِ اُس وقت زکریاؑ نے اپنے پروردگار سے دُعا کی کہ اے میرے پروردگار مجھ کو اپنے پاس سے ایک پاک اولاد عطا فرما کیونکہ تو دُعا کا قبول کرنیوالا ہے یعنی جبکہ زکریاؑ نے مریمؑ کے پاس گرمی کے موسم میں سردی کے میوے اور سردی کے موسم میں گرمی کے میوے دیکھے تو اس سے پُوچھا کہ اے مریمؑ اَنّٰی لَكِ هٰذَا ط قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ط اِنَّ اللّٰهَ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ ہ یہ میوے تیرے پاس کہاں سے آئے۔ مریمؑ نے جواب دیا کہ خدا کے پاس سے البتہ خدا جس کو چاہتا ہے بےحساب رزق عطا فرماتا ہے اور زکریاؑ کو یقین ہوا کہ وہ اللہ کی طرف سے ہیں کیونکہ اس کے پاس میرے سوا اور کوئی شخص نہیں آتا اُس وقت اپنے دل میں کہا کہ جو خدا اس بات پر قادر ہے کہ مریمؑ کو گرمی میں سردی کے میوے دیتا ہے اور سردی میں گرمی کے میوے۔ وہ البتہ اس امر پر قادر ہے کہ مجھ کو بیٹا عطا کرے اگرچہ میں بوڑھا ہو گیا ہوں اور میری بیوی بانجھ ہے۔ تب زکریاؑ نے دعا کی رَبِّ هَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّیَّةً طَیِّبَةً ج اِنَّكَ سَمِیْعُ الدُّعَآءِ اے میرے پروردگار مجھ کو اپنے پاس سے ایک پاک اولاد عطا فرما کیونکہ تو دُعا کو قبول کرنیوالا ہے۔ اب اللہ تعالیٰ زکریاؑ کی دُعا کے قبول ہونے کا ذکر فرماتا ہے۔ فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَهُوَ قَآئِمٌ یُّصَلِّیْ فِی الْمِحْرَابِ

پارہ ۳ سورۂ آل عمران ع ۴

أَنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيٰى مُصَدِّقًا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَسَيِّدًا وَّحَصُوْرًا۔ پس فرشتوں نے زکریا کو آواز دی جبکہ وہ محراب میں کھڑا نماز پڑھ رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ تجھ کو یحیٰی کی خوشخبری دیتا ہے جو کہ کلمہ خدا یعنی عیسیٰ کی تصدیق کریگا اور طاعتِ خدا میں سردار اور رئیس ہوگا اور حصور ہوگا یعنی کبھی عورتوں کے نزدیک نہ جائیگا۔ وَنَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ اور نبی نیکوں سے پیدا ہونیوالا ہوگا۔

اور امام علیہ السلام نے فرمایا کہ یحیٰی نے جو عیسیٰ کی پہلی دفعہ تصدیق کی ہے اس کا قصہ اس طرح پر ہے کہ مریمؑ کے حجرے میں زکریا کے سوا اور کوئی شخص نہ جاتا تھا وہی سیڑھی لگا کر وہاں چڑھا کرتے تھے۔ جب وہاں سے اترتے تو قفل لگا جاتے اور ہوا کے آنے کے لیے ایک چھوٹا سا سوراخ کھول جایا کرتے تھے۔ جب زکریا کو معلوم ہوا کہ مریمؑ حاملہ ہے تو وہ نہایت غمگین ہوئے اور دل میں کہا کہ اس کے پاس میرے سوا اور کوئی شخص نہیں آتا اور یہ حاملہ ہوگئی ہے۔ اب بنی اسرائیل مجھ کو رسوا کرینگے اور وہ یہی جانیں گے کہ وہ مجھ ہی سے حاملہ ہوئی ہے اور یہ سارا حال اپنی بیوی سے جا کر بیان کیا اس نے کہا کہ اے زکریا کچھ خوف نہ کر کیونکہ اللہ تعالیٰ تیرے ساتھ نیک ہی سلوک کریگا۔ مریمؑ کو میرے پاس لا تاکہ میں اسکو دیکھوں اور اُس سے اسکا حال دریافت کروں الغرض زکریا مریمؑ کو اپنی بیوی کے پاس لائے اور اللہ تعالیٰ نے مریمؑ کو اس سوال کے جواب دینے کی تکلیف سے بچایا۔ جب مریمؑ اپنی بڑی بہن مریم کبریٰ زوجہ زکریا کے پاس آئیں تو مریم کبریٰ اپنی چھوٹی بہن مریم صغریٰ کی تعظیم کے لیے کھڑی نہ ہوئیں اُس وقت یحیٰی جو ماں کے پیٹ میں تھے اپنے ہاتھ سے پیٹ میں اشارہ کیا اور اس کو مضطرب کیا اور قدرتِ خدا سے پکارے کہ اے ماں زنانِ عالم کی سردار تیرے پاس آتی ہے جس کے پیٹ میں مردانِ عالم کا سردار ہے اور تو اسکی تعظیم کیلئے کھڑی نہیں ہوتی اور اپنی ماں کو حرکت میں لائے اور وہ مریمؑ کی تعظیم کو کھڑی ہوگئی اور یحیٰی نے ماں کے پیٹ میں عیسیٰ کو سجدۂ تعظیمی کیا یہ پہلا موقع تھا کہ یحیٰی نے حضرت عیسیٰ کی تصدیق کی پس قولِ رسولِ خدا سے یہی مراد ہے جو انھوں نے حسنؑ اور حسینؑ کے باب میں فرمایا کہ وہ دونوں جوانانِ بہشت کے سردار ہیں سوائے دو خالہ زاد بھائیوں عیسیٰؑ اور یحیٰیؑ کے۔

پھر جنابِ رسولِ خداؐ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ان چار شخصوں عیسیٰ اور یحیٰی اور حسنؑ اور حسینؑ کو سنِ طفولیت میں اپنی حکمت عطا کی ہے اور انکو صدق کے سبب کاذبوں سے جدا کیا ہے۔

اور اپنے زمانہ میں سب صادقوں سے افضل قرار دیا ہے اور ان کو بالغ اور صاحبِ فضیلت مردوں کے ساتھ شامل کیا ہے اور فاطمہؑ کو سب صادقوں سے افضل گردانا ہے جبکہ صادقوں کو کاذبوں سے جدا کیا اور علیؑ کو نفسِ رسولؐ اللہ کیا اور محمدؐ رسولؐ اللہ کو اپنی تمام مخلوقات سے بہتر قرار دیا۔

اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی تمام مخلوقات میں سے اپنے واسطے چند چیزوں کو منتخب کیا ہے بعض مقاموں اور بعض راتوں اور بعض دنوں اور بعض مہینوں اور بعض بندوں کو انتخاب فرمایا ہے پھر ان منتخب اشیاء میں سے بھی انتخاب کیا ہے مقامات میں سے تو مکہ مدینہ اور بیت المقدس کو منتخب کیا ہے اور میری اس مسجد (مسجدِ نبویؐ) میں ایک نماز پڑھنا ہزار نمازوں سے بہتر ہے جو سوائے مسجد الحرام اور بیت المقدس کے اور مسجدوں میں پڑھی جائیں اور راتوں میں شبِ جمعہ اور شبِ نصف شعبان (ماہ شعبان کی پندرھویں رات) اور شبِ قدر اور شبِ عید کو برگزیدہ کیا ہے اور دنوں میں روزِ جمعہ اور روزِ عید کو منتخب فرمایا ہے اور مہینوں میں سے رجب۔ شعبان اور ماہِ رمضان کو پسند فرمایا ہے اور بندوں میں سے بنی آدمؑ کو برگزیدہ کیا اور بنی آدمؑ میں سے جن کو منتخب کیا ہے وہ لوگ ہیں جن کو اس نے بخوبی معلوم کر لیا ہے کہ وہ کیسے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے جب اپنی مخلوق کو برگزیدہ کیا تو بنی آدمؑ کو برگزیدہ کیا پھر بنی آدمؑ میں سے عرب کو انتخاب فرمایا پھر عرب میں سے قبیلہ بنی مضر کو منتخب کیا پھر بنی مضر میں سے قریش کو پھر قریش میں سے بنی ہاشم کو پھر بنی ہاشم میں سے مجھ کو اور میرے اہلبیت کو منتخب فرمایا پس جو کوئی عرب کو دوست رکھتا ہے وہ مجھ کو اور ان کو بھی دوست رکھتا ہے اور جو کوئی عرب سے بغض رکھتا ہے وہ مجھ سے اور اُن سے بھی بغض رکھتا ہے اور حق تعالیٰ نے مہینوں میں سے رجب۔ شعبان اور ماہِ رمضان کو منتخب فرمایا ہے۔ پس ماہِ شعبان سوائے ماہِ رمضان کے باقی سب مہینوں سے افضل ہے اور ماہ رمضان شعبان سے بھی افضل ہے اور اللہ تعالیٰ ماہِ رمضان میں اپنی رحمت کو اور مہینوں کی نسبت ہزار گنی نازل فرماتا ہے اور قیامت کے دن ماہِ رمضان نہایت پسندیدہ صورت میں محشور ہوگا اور اللہ تعالیٰ اس کو ایک قلعہ پر مقیم کریگا کہ تمام اہلِ محشر اس کو دیکھ سکیں گے پھر حکم سے اس کو بہشتی لباس اور خلعت اور انواع و اقسام کے سندس اس قدر پہنائے جائیں گے کہ وہ اس قدر عظیم ہو جائیگا کہ آنکھ اسکو خوب طرح دیکھ نہ

سکے گی اور کان اُس کی مقدار کے علم کو سُن نہ سکے گا اور کوئی دل اس کے کنہ (حقیقت) کو معلوم نہ کر سکے گا پھر وسط عرش سے ایک مُنادی کو ندا کرنے کا حکم ہوگا اور وہ ندا کریگا اے گروہائے خلائق کیا اس کو نہیں پہچانتے تمام مخلوق جواب دیگی اے ہمارے پروردگار کی طرف سے پکارنے والے لبیک و سعدیک ہم اسکو نہیں پہچانتے تب وہ منادی کہے گا کہ یہ ماہِ رمضان ہے بہت سے تو تم میں سے اس کے سبب سعید اور نیک بخت ہو گئے ہیں اور بہت سے اسکے باعث بدبخت اور شقی بن گئے ہیں آگاہ ہو تمام مومن جو اس مہینے میں طاعتِ خدا بجا لا کر اسکی تعظیم کرتے تھے وہ اس کے پاس آئیں اور ان خلعتوں سے اپنا اپنا حصہ لے لیں اور اس مہینے میں طاعتِ خدا بجالانے اور اس میں سعی کرنیکے موافق ان کو آپس میں تقسیم کرلیں۔ یہ ندا سُن کر تمام مومن جو اس مہینے میں طاعتِ خدا میں مصروف رہے ہونگے اسکے پاس آئیں گے اور ان خلعتوں کو اپنی زندگانی دُنیا میں طاعتِ خُدا بجالانے کے موافق لے لیں گے ان میں سے بعض کو تو ہزار خلعت ملیں گے بعض کو دس ہزار بعض کو اس سے زیادہ اور کم۔ پھر اللہ تعالیٰ ان کو اپنی کرامتوں سے مشرف فرمائیگا اُس وقت ایک قوم اپنے دلوں میں یہ خیال کر کے کہ ہم بھی تو اللہ پر ایمان رکھتے تھے اور اسکی وحدانیت کے قائل تھے اور اس مہینے کی فضیلت کے مُقر (اقراری) تھے ان خلعتوں کو لیں گے اور لیکر پہن لینگے۔ تب وہ خلعت انکے بدنوں پر آگ کے ٹکڑے اور قطران کے پیراہن ہو جائیں گے اور ہر ایک شخص پر ان کپڑوں کے تاروں کی شمار کے موافق افعی اور بچھو اور سانپ نکلیں گے اور ان لوگوں نے اپنے گناہوں کی تعداد کے موافق ان کپڑوں کی مختلف تعدادیں ہوگی جس کے گناہ بہت عظیم ہونگے اس کے کپڑوں کی تعداد بھی زیادہ اور وہ ان کے بدنوں پر اسکی نسبت زیادہ بھاری معلوم ہونگے جیسے کمزور ضعیف شخصوں پر اُونچے پہاڑ گراں بار معلوم ہوتے ہیں اور اگر اللہ تعالیٰ نے ان کے نہ مرنے کا حکم نہ دیا ہوتا تو وہ اس بوجھ اور عذاب کے نہایت کمتر حصے سے بھی مر جاتے پھر ان لوگوں پر قطران کے ان پیراہنوں کی تاروں اور آگ کے ٹکڑوں کی تعداد کے موافق افعی اور سانپ اور بچھو اور آگ کے درندوں میں سے شیر اور چیتے اور کُتے نکلیں گے اور افعی اور سانپ اُنکو ڈسیں گے اور بچھو کاٹیں گے اور شیر پھاڑیں گے اور چیتے اور کتے اُن کو ٹکڑے ٹکڑے کریں گے۔ تب وہ لوگ فریاد کرینگے افسوس یہ کیا ہوا یہ کپڑے تو سندس اور استبرق کے اور جنت کے نہایت عمدہ اور نفیس لباسوں میں سے تھے ہم پر آگ کے ٹکڑے اور قطران کے پیراہن کیوں بن گئے اور یہی خلعت ان لوگوں (مومنوں) پر نہایت فاخرہ لباس معلوم ہوتے ہیں۔

اور وُہ ان میں لذت پا رہے ہیں اور چین کر رہے ہیں اُس وقت اُنکو کہا جائیگا کہ اس کا باعث یہ ہے کہ یہ لوگ ماہِ رمضان میں خدا کی اطاعت کرتے تھے اور تم سرکشی اور نافرمانی عمل میں لاتے تھے۔ یہ عفیف اور پاکیزہ رہتے تھے اور تم زنا کرتے تھے۔ یہ لوگ اپنے پروردگار سے ڈرتے تھے، اور تم دلیری اور جرأت کرتے تھے۔ یہ چوری سے بچتے تھے اور تم چوری کرتے تھے یہ بندگانِ خدا پر ظلم کرنے سے پرہیز کرتے تھے اور تم لوگوں پر ظلم و ستم کرتے تھے پس یہ ان کے نیک عملوں کے نتیجے میں اور یہ تمھارے بدفعلوں کے نتیجے وہ ہمیشہ جنت میں رہیں گے نہ اس میں کبھی بُڈھے ہونگے نہ ادھیڑ اور نہ کبھی وہاں سے تبدیل کئے جائیں گے اور نہ کبھی وہاں سے خارج ہونگے اور وہ کبھی قلق و غم میں مبتلا نہ ہونگے بلکہ ہمیشہ اس میں مسرور اور خوشحال اور فرحناک اور با امن اور مطمئن رہیں گے اور انکو کسی قسم کا خوف نہ ہوگا اور وہ کبھی محزون و مغموم نہ ہونگے اور تم ہمیشہ جہنم کے عذاب میں مبتلا رہو گے اور اس میں ذلیل و خوار ہو گے اور اس طبقہ نیران سے طبقہ زمہریر کیطرف منتقل ہوگے اور دوزخ کے گرم پانی میں ڈبوئے جاؤ گے اور اس کا زقوم تم کو کھلایا جائیگا اور اسکے کوڑوں سے تم کو خوب مارا جائیگا اور وہاں کے انواع و اقسام کے عذابوں سے تم کو سزا دی جائیگی اور تم ابداً آباداً تک تو اس میں کبھی زندہ ہوگے اور نہ کبھی مروگے آگاہ ہو کہ تم میں سے جس کسی سے پروردگارِ عالمین کی رحمت ملحق ہوگی وہ محمدؐ افضل انبیاء صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی شفاعت سے عذابِ الیم اور نکال شدید کے بعد جہنم سے نجات پا جائیگا بعد ازاں جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے فرمایا اے بندگانِ خدا وہاں بہت سے لوگ وہ ہونگے جو عبادت ماہِ شعبان کے سبب سعید اور نیک بخت ہونگے اور بہت سے وہاں ایسے ہونگے جو اسکے سبب بدبخت ہونگے کیا میں تم کو محمدؐ و آلِ محمدؐ کی مثال سے اطلاع دوں صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہؐ ہاں مطلع فرمائیے۔ جنب حضرتؐ نے فرمایا کہ محمدؐ کی مثال تمام بندوں میں ایسی ہے جیسے تمام مہینوں میں ماہِ رمضان اور تمام بندوں میں آلِ محمدؐ کی مثال ایسی ہے جیسے تمام مہینوں میں ماہِ شعبان اور آلِ محمدؐ میں علیؑ ابن ابی طالب ماہِ شعبان کے افضل شب و روز کی مانند ہے کہ وہ نصف ماہِ شعبان کی رات اور دن ہے یعنی پندرھویں رات اور پندرھواں دن اور آلِ محمدؐ کی نسبت باقی مومنین ایسے ہیں جیسے ماہِ شعبان کی نسبت ماہ رجب اور اللہ کے نزدیک درجہ بدرجہ اور طبقہ بہ طبقہ ہیں جو کوئی ان میں سے طاعتِ خدا کے بجالانے میں زیادہ سعی و کوشش کرتا ہے وہی انکی نسبت آلِ محمدؐ سے زیادہ تر قریب ہے پھر ارشاد فرمایا کیا تم چاہتے ہو کہ میں تم کو ایسے شخص کے حال سے مطلع کروں جسکو اللہ تعالیٰ نے آلِ محمدؐ سے ایسی نسبت دی ہے جیسے

ماہِ رجب کے ابتدائی دنوں کو ماہِ شعبان کے ابتدائی دنوں سے نسبت ہے صحابہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ہاں مطلع فرمائیے فرمایا وہ ایسا شخص ہے کہ عرشِ خدا اس کے مرنے سے حرکت میں آئیگا اور اس کے آنے سے آسمانوں کے فرشتے نہایت خوش ہونگے اور میدانِ قیامت اور جنت میں اس قدر فرشتے اس کے خدمتگار ہونگے جن کی تعداد تمام اہلِ دنیا سے جو اوّل دنیا سے لیکر آخر دنیا تک ہونگے ہزار گنی ہوگی اور اللہ تعالیٰ اس دنیا میں اسکو نہ مارے گا جبتک کہ اسکو اور اسکے ساتھی اور اسکے دوست اور برادرِ ایمانی کو جو آلِ محمدؐ کی تعظیم و تکریم کے باب میں اس کا ممد و معاون ہے اِس کے دشمنوں و مخالفوں کی طرف سے مطمئن اور خوش دل نہ کرے صحابہ نے عرض کی کہ وہ شخص کون ہے فرمایا یہ وہ شخص ہے جو غضب و غصہ کی حالت میں تمہاری طرف آرہا ہے تم اس سے اسکے غضبناک ہونیکی وجہ دریافت کرنا اس کا غضب آلِ محمدؐ خاص کر علیؑ ابنِ ابی طالب کی خاطر ہوگا جب انھوں نے حضرتؐ کا یہ ارشاد سُنا تو اپنی گردنیں اُٹھائیں اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اس طرف دیکھنے لگے ناگاہ اوّل ہی اوّل جو شخص انکی طرف آیا وہ سعدؓ ابنِ معاذ تھا اور وہ غیظ و غضب میں بھرا ہوا تھا جب وہ سامنے آیا اور آنحضرتؐ نے اسکو دیکھا تو فرمایا اے سعدؓ جس سبب سے تو غضبناک ہوا ہے اسی سبب سے اللہ تعالیٰ بھی نہایت غضبناک ہے۔ اب اپنے غضبناک ہونے کی وجہ بیان کر اور حالتِ غضب میں جو تو نے کہا ہے اس کو میرے سامنے ذکر کر۔ پھر میں تجھ کو بتاؤں کہ فرشتوں نے اس شخص سے کیا کہا ہے جسکو تو نے کہا ہے اور ملائکہ نے اللہ تعالیٰ سے کچھ عرض کیا ہے اور اس نے انکی درخواست کو قبول فرمالیا ہے۔ تب سعدؓ نے عرض کی کہ یا رسول اللہؐ میرے ماں باپ آپؐ پر فدا ہوں میں اپنے گھر کے دروازے پر بیٹھا تھا اور اُس وقت چند انصار میرے پاس موجود تھے کہ ان میں سے دو شخص باہم جھگڑ پڑے اور ان میں سے ایک شخص میں میں نے نفاق کو محسوس کیا اور ان میں دخل دینا مجھ کو بُرا معلوم ہوا کہ مُبادا ان کا شر کہیں بڑھ نہ جائے اور میں نے چاہا کہ وہ دونوں لڑائی سے باز آجائیں اور صلح کرلیں مگر وہ باز نہ آئے اور انکی شرارت اور زیادہ ہوگئی اور یہاں تک نوبت پہنچی کہ دونوں نے ایک دوسرے پر تلواریں کھینچ لیں اور ہر ایک اپنی اپنی تلوار اور ڈھال[۴] پر روکتا رہا اور میں نے اِس خوف سے ان میں دخل دینا پسند نہ کیا کہ کہیں کسی کا ہاتھ غلطی سے مجھ پر نہ پڑ جائے اور میں نے اپنے دل میں دعا کی کہ اے خدا ان دونوں میں سے جو کوئی محمدؐ و آلِ محمدؐ کو زیادہ تر دوست رکھتا ہے تو اسکی امداد کر القصہ وہ دونوں لڑتے رہے اور کسی ایک نے دوسرے پر قابو نہ پایا یہاں تک کہ

۴ سنبھال لی اور باہم لڑتے اور وار کرتے رہے اور ہر ایک اپنے حریف کی تلوار کے وار کو اپنی ڈھال

حضرتؐ کے بھائی علیؑ ابنِ ابیطالبؑ ہاں آنکلے تب میں نے چیخ کر ان دونوں سے کہا کہ یہ علیؑ ابن ابی طالب موجود ہیں اور تم اُن کی تعظیم نہیں کرتے اُن کی عزت کرو اور ایک دوسرے سے الگ ہٹ جاؤ کیونکہ یہ رسولِ خداؐ کے بھائی اور آلِ محمدؐ میں سب سے افضل ہیں ایک شخص نے جب میری یہ بات سُنی اپنی تلوار اور ڈھال ہاتھ سے پھینک دی مگر دوسرے نے میری اس بات کی کچھ بھی پروا نہ کی اور اپنے رفیق کے گردن جھکا لینے اور میری بات ماننے کے سبب اسکو اپنی تلوار سے ٹکڑے کرڈالنے پر قابو پایا اور اسکو بائیس زخم لگائے دریں حال دیکھکر میں اس شخص پر نہایت غضبناک ہوا اور اس حادثہ سے نہایت غمگین اور اندوہناک ہو کر اس سے کہا کہ اے بندۂ خدا تو بہت بد آدمی ہے کہ تو نے برادرِ رسول اللہؐ کی تعظیم نہ کی اور جس شخص نے ان کا وقار کیا تھا اسکو تو نے زخمی کردیا حالانکہ وہ اپنے نفس سے تجھ کو دفع کرنے میں تیرا ہم پلہ تھا اور تو اس پر صرف اس وجہ سے قابو پاگیا کہ اُس نے برادرِ رسول اللہؐ کا وقار کیا۔ یہ بات سُن کر حضرتؐ نے سعدؓ سے پوچھا کہ جب تیرے اس رفیق نے اپنا ہاتھ روک لیا اور دوسرے نے اسپر تعدّی کی تو علیؑ ابنِ ابیطالبؑ نے کیا کیا سعدؓ نے عرض کی کہ وہ اس شخص کو اپنی تلوار سے مارتا تھا اور علیؑ دیکھتے تھے اور کچھ نہ کہتے تھے اور نہ اسکو مارنے سے منع کرتے تھے اور اسی حال میں ان کو چھوڑ کر آگے چلے گئے اور اس زخمی شخص میں اس وقت شاید کچھ آخری رمق باقی ہوگی۔ تب حضرتؐ نے فرمایا اے سعدؓ شاید تو نے سمجھا ہوگا کہ اس باغی نے اس (مومن) پر فتح پائی ظلم سے فتح حاصل نہیں ہو سکتی۔ اس لیے کہ ظالم مظلوم کی دنیا سے جس قدر حصہ لیتا ہے مظلوم اس ظالم کے دین میں سے اسکی نسبت زیادہ حصہ پاتا ہے کیونکہ تلخی سے شیرینی حاصل نہیں ہوتی اور شیرینی سے تلخی نہیں ملتی اور تو جو اس مظلوم کی خاطر اس ظالم پر غضبناک ہوا تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے اس (ظالم) پر اس تیرے غضب سے زیادہ تر غضبناک ہوا ہے اور فرشتے بھی اس پر غضبناک ہیں اور علیؑ ابن ابی طالبؑ نے جو اس مظلوم کی مدد کرنے سے اپنا ہاتھ روکا سو اس کا یہ باعث ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس باب میں محمدؐ کی نشانیوں کے اظہار کا ارادہ کیا ہے اور اے سعدؓ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اور فرشتوں نے اس ظالم اور مظلوم اور تجھ کو کہا ہے اسکو ضرور تجھ سے بیان کرونگا جبکہ تو اِس مجروح آدمی کو میرے پاس لے آئے گا تاکہ تو اس میں ایسی نشانیاں مُشاہدہ کرے جو محمدؐ کی تصدیق کرینگی۔ سعد نے عرض کی کہ یا رسول اللہؐ اس کو کیونکر لایا جائے کہ اسکی گردن تو کٹی ہوئی ایک پتلی سی کھال کیساتھ لٹک رہی ہے اور اسکے ہاتھ اور پاؤں کا بھی یہی حال ہے اور اگر میں نے اِسکو ہلایا تو اس کے اعضا جُدا جُدا ہو کر گر پڑیں گے حضرت نے

فرمایا کہ جو خدا کہ بادل کو پیدا کرتا ہے جبکہ اُس کا کوئی حصہ بھی موجود نہیں ہوتا۔ یہاں تک کہ وُہ گاڑھا اور تہ در تہ ہو کر آسمان کے گوشوں اور اس کے کناروں میں قائم ہو جاتا ہے پھر اسکو پراگندہ کرتا ہے یہاں تک کہ وُہ معدوم اور ناپدید ہو جاتا ہے اور اُس کا نشان بھی باقی نہیں رہتا وُہی رب ان اعضا کے اگرچہ وُہ الگ الگ ہو گئے ہیں جوڑنے اور وصل کرنے پر بھی قادر ہے جس طرح پہلے سے جبکہ ان میں سے کچھ بھی موجود نہ تھا۔ انکو وصل کیا تھا سعدؓ نے عرض کی یا رسُول اللہؐ آپ سچ فرماتے ہیں یہ کہہ کر اسکے لانے کیلئے وہاں سے روانہ ہوا اور اُس زخمی کو لا کر حضرتؐ کے سامنے رکھدیا اور اس میں آخری رمق باقی تھی جب سعدؓ نے اسکو رکھا تو اس کا سر کندھے سے اور ہاتھ کلائی سے اور ران اپنی جڑ سے الگ ہو گئی حضرتؐ نے سر ہاتھ اور پاؤں کو اپنے اپنے مقام پر رکھا۔ پھر اپنا لعابِ دہن اُس شخص پر ڈالا اور دستِ حق پرست زخموں کی جگہ پر پھیرا اور اس طرح دُعا کی اے خدا تو مُردوں کو زندہ کرنیوالا اور زندوں کو مارنے والا ہے اور ہر شئے پر جسکو تو چاہے قادر ہے اور یہ تیرا بندہ ان زخموں سے اس لیے گھائل ہوا ہے کہ اس نے پیغمبرؐ خدا کے بھائی علیؑ ابن ابی طالب کی توقیر کی تھی اے خدا اپنی شفا سے اِسے شفا عنایت فرما اور اپنی دوا سے اس کا علاج کر اور اپنی عافیت سے اسکو عافیت عطا کر جنابِ امیرؑ روایت فرماتے ہیں کہ مجھکو اُس ذات کی قسم ہے جس نے آنحضرتؐ کو پیغمبرِ برحق مبعوث فرمایا ہے کہ جب حضرتؐ نے اِس طرح دُعا کی تو اُس شخص کے سارے اعضا اپنے اپنے مقام پر جُڑ گئے اور خون رگوں میں دَورہ کرنے لگا اور وُہ صحیح وسالم ہو کر اُٹھ کھڑا ہوا کہ کچھ تکلیف اسکے جسم میں باقی نہ تھی اور جو زخم اس کو لگے تھے ان کا کوئی نشان بدن پر ظاہر نہ ہوتا تھا۔

بعد ازاں رسُولِ خداؐ نے سعدؓ اور دیگر صحابہ کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ اب جبکہ محمدؐ کی تصدیق کرنیوالی خدا کی نشانیاں ظاہر ہو چکیں تو میں تم کو وُہ باتیں سُناتا ہوں جو فرشتوں نے اے سعدؓ تجھ کو اور تیرے اس رفیق کو اور اس ظالم کو کہی ہیں اے سعدؓ جبکہ تو نے اِس شخص (مظلوم) سے کہا کہ اے شخص تو نے خوب کیا کہ برادرِ رسُولِ خداؐ کی توقیر و تعظیم کے باعث لڑائی سے ہٹ گیا اور اس کے حریف سے کہا کہ اے شخص تو نے بُرا کیا کہ اُس شخص پر ظلم و تعدی کی جو علیؑ ابن ابی طالب کی توقیر کے باعث تیرے مقابلہ سے ہٹ گیا حالانکہ وُہ تیرا ہم پلہ اور ہمسر تھا اس وقت تمام فرشتوں نے بھی اسکو کہا تھا اے دشمنِ خدا تو نے بہت بُرا کیا اور تو بہت بدآدمی ہے کہ تو نے اس شخص پر تعدی کی جو برادرِ رسُول اللہؐ علیؑ ابن ابیطالب کی توقیر کیوجہ سے تیرے دا رکو اپنے نفس سے لڈ کرنے سے باز رہا اور اللہ تعالیٰ نے بھی اُس سے فرمایا تو بُرا بندہ ہے کہ تو نے اُس شخص پر دست درازی کی جو برادرِ رسُولِ خدا کی تعظیم کے باعث تیرے مقابلہ سے ہٹ گیا تھا پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے عرش پر سے اس ظالم پر لعنت کی اور اے سعدؓ تجھ پر اور تیرے اس رفیق پر اپنی رحمت بھیجی اس لیے کہ تو نے علیؑ ابن ابیطالب کی توقیر کرنے کی رغبت دلائی اور اُس نے تیری بات کو قبول کیا بعد ازاں فرشتوں نے عرض کی اے ہمارے پروردگار اگر ہم کو اجازت ہو تو ہم اس ظالم سے انتقام لیں اللہ تعالیٰ نے ان کے جواب میں ارشاد فرمایا اے میرے بندو میں عنقریب سعدؓ ابن معاذ کو ان ظالموں سے انتقام لینے کی قدرت عطا کرونگا اور اس کے غیض کو ساکن کرونگا۔ یہاں تک کہ وُہ اپنے دلی منشا کو ان کے باب میں جاری کرے اور اس مظلوم کو اس ظالم اور اس کے اصحاب پر ایسی قدرت دُونگا جو تمھارے اس ظالم کو ہلاک کرنے کی نسبت انکو زیادہ مرغوب اور محبوب ہوگی تب فرشتوں نے عرض کی کہ اے ہمارے پروردگار کیا تو ہم کو اجازت دیتا ہے کہ ہم اِس زخمی کے پاس جنّت کی شراب اور ریحان لے کر جائیں جس سے وُہ تندرست ہو جائے اللہ تعالیٰ نے ان کے جواب میں فرمایا کہ میں عنقریب محمدؐ کے لُعابِ دہن کو ان سے بہتر قرار دُونگا جسکو وُہ اس شخص پر ڈالیگا اور اپنا ہاتھ اس شخص پر پھیریگا اور اُس سے وُہ شفا پائیگا۔ اے میرے بندو میں ہی تندرست کرنے اور زندہ کرنے اور مارنے اور غنی اور تنگدست اور بیمار اور تندرست کرنے اور بلند و پست کرنے اور ذلیل کرنے اور عزت دینے کا مالک و مختار ہوں تم اور میری باقی مخلوقات فرشتوں نے عرض کی اے ہمارے پروردگار تو ایسا ہی ہے

پھر سعدؓ نے عرض کی کہ یا رسُول اللہؐ میری رگ ہفت اندام (اکحل) میں صدمہ پہنچا ہے اور کبھی کبھی اس سے خُون جاری ہو جاتا ہے اور مجھے خوف ہے کہ میں پیشتر اسکے کہ بنی قریظہ سے اپنا دل ٹھنڈا کروں مر جاؤں یا ضعیف ہو جاؤں حضرتؐ نے اپنا ہاتھ اُس مقام پر پھیرا اور وُہ تندرست ہو گیا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے بنی قریظہ سے اسکے دل کو ٹھنڈا کیا کہ ان کے تمام مرد تو مارے گئے اور ان کے مال غارت ہُوئے اور عیال و اطفال قید ہو گئے اس واقعہ کے بعد سعدؓ کا وُہ زخم بہنے لگا اور مُلکِ بقا کو راہی ہُوا اور اللہ تعالیٰ کی رضوان اور خوشنودی کی طرف چلا گیا۔ (رحمۃ اللہ علیہ)

جبکہ سعدؓ کی ہفت اندام کا خُون بند ہو گیا تو حضرتؐ نے فرمایا اے سعدؓ اللہ تعالیٰ عنقریب تیرے سبب سے مومنوں کے غیظ کو رفع کریگا اور منافقوں کا غیظ تیرے باعث زیادہ ہوگا۔

اس واقعہ کو تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا کہ سعدؓ بنی قریظہ کے معاملہ میں حکم (منصف) مقرر ہوا جبکہ انھوں نے اسکا حکم ہونا منظور کیا اور وُہ سات سو پچاس مردانِ دلیر اور شمشیر زن جوان تھے۔ سعدؓ نے

اُن سے کہا کہ کیا تم میرے حکم پر راضی ہو وہ بولے کہ ہاں اور وہ سمجھتے تھے کہ سعدؓ ہم کو زندہ رکھے گا کیونکہ اس کے اور ان کے درمیان قرابت اور رضاعت اور دامادی کا رشتہ تھا۔ اس وقت سعدؓ نے ان سے کہا کہ اپنے ہتھیار رکھ دو انھوں نے ہتھیار رکھ دیئے۔ پھر سعدؓ نے اُن سے کہا کہ ایک طرف ہو جاؤ۔ وہ الگ ہو گئے۔ پھر کہا کہ اپنے قلعہ کو حوالہ کر دو۔ انھوں نے حوالہ کر دیا۔ تب حضرتؐ نے فرمایا کہ اے سعدؓ ان کے بارے میں حکم کر۔ سعدؓ نے عرض کی کہ میں نے حکم کیا ہے کہ ان کے مردوں کو قتل کیا جائے اور انکی عورتوں اور بچوں کو قید کیا جائے اور ان کے مال لوٹ لیے جائیں جب مسلمانوں نے تلواریں کھینچ کر اُن کو قتل کرنا چاہا تو سعدؓ نے کہا کہ یا رسول اللہؐ میں اُن کو اس طرح سے قتل کرانا نہیں چاہتا۔ حضرتؐ نے فرمایا کہو کس طرح قتل کرانا چاہتے ہو مگر عذاب کی درخواست نہ کرنا کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر چیز میں نیکی درج کرتا ہے یہاں تک کہ قتل میں بھی۔ سعدؓ نے عرض کی کہ یا رسول اللہؐ میں ایک شخص کے سوا اور کسی کے لیے عذاب کی درخواست نہیں کرتا اور وہ شخص ہے جس نے ہمارے اس رفیق پر اس وقت جبکہ اُس نے علیؑ ابن ابی طالب کی توقیر و تعظیم کے سبب اس کے مقابلہ سے اپنا ہاتھ روک لیا تھا ظلم کیا اور وار چلایا اور وہ اپنے یہودی بھائیوں سے میل جول رکھتا ہے اس لیے وہ ان ہی میں شامل ہے۔ اب انکو ایک ایک کر کے لایا جائے اور شمشیر تیز سے قتل کیا جائے سوا اُس شخص کے کہ اسکو اس مومن (مظلوم) کے ہاتھ سے عذاب چکھایا جائیگا تب حضرتؐ نے فرمایا آگاہ ہو خواہ کوئی اپنے دشمن کے لیے عذاب ناحق کی درخواست کرے۔ مگر تو نے حق عذاب کی درخواست کی ہے اُس وقت سعدؓ نے اس جوان (مظلوم) سے کہا کہ یہ اپنی تلوار لے کر اپنے رفیق کی طرف جا جس نے تجھ پر ظلم کیا تھا اور اُس سے قصاص لے یہ سنتے ہی وہ جوان اس ظالم کی طرف بڑھا اور اسکو اپنی تلوار سے مارنے لگا۔ یہاں تک کہ ستائیس ۲۷ ضربیں اس کو لگائیں جیسے اس نے اس کو لگائیں تھیں پھر بولا کہ اسنے اسی قدر ضربیں مجھ کو لگائی تھیں اور یہی مجھ کو کافی ہیں پھر اسکی گردن کاٹ ڈالی پھر وہ جوان اُن لوگوں کو جو اس سے دور کھڑے تھے قتل کرنے لگا اور جو نزدیک تھے ان کو چھوڑ دیا۔ پھر اپنا ہاتھ روک لیا اور پکارا کہ اب تم قتل کرو۔ یہ سن کر سعدؓ نے اس سے کہا کہ تلوار مجھ کو دے اُسنے تلوار سعدؓ کے حوالے کی۔ اور اُس نے کچھ تمیز نہ کی اور جو لوگ اس کے بہت نزدیک تھے ان میں سے بہت سے لوگوں کو قتل کیا۔ جب تھک گیا تو تلوار کو پھینک کر پکارا کہ اب تم قتل کرو۔ القصہ مسلمان

اُن کو قتل کرتے رہے اور آخر کار سب کو قتل کر دیا پھر حضرتؐ نے اُس جوان سے دریافت کیا کیا سبب ہے کہ تو نے ان لوگوں کو تو قتل کیا جو تجھ سے دور کھڑے تھے اور نزدیک والوں کو چھوڑ دیا۔ اُس نے عرض کی کہ یا رسول اللہؐ میں نے قرابت والوں کو چھوڑ دیا اور غیروں کو قتل کیا اور حضرتؐ نے فرمایا کہ ان میں بعض لوگ ایسے بھی تھے جو تیرے قریبی نہ تھے۔ اور پھر بھی تو نے ان کو چھوڑ دیا۔ اُس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ زمانۂ جاہلیت میں اُنھوں نے کچھ احسان مجھ پر کیے تھے اس لیے مجھ کو مکروہ معلوم ہوا کہ میں اُن کو قتل کروں حالانکہ اُن کے احسان مجھ پر تھے تب حضرتؐ نے فرمایا کہ اگر تم ہم سے اُن کی سفارش کرتے ہو تو ہم ضرور قبول کر لیتے اُس نے عرض کی کہ میں عذابِ خدا کو اس کے دشمنوں پر سے ٹالنا نہیں چاہتا تھا۔ اگرچہ میں خود اس کام کو سر انجام دینا پسند نہیں کرتا تھا۔ بعد ازاں حضرتؐ نے سعد سے فرمایا کیا سبب ہے کہ تو نے اُن کے قتل کرنے میں کسی قسم کی تمیز نہ کی۔ اُس نے عرض کی کہ یا رسول اللہؐ میں اُن کو خدا کے لیے دشمن رکھتا تھا اور اُن کے ساتھ میری عداوت محض خدا کے واسطے تھی اس لیے میں حضرتؐ اور حضرتؐ کے دوستوں کے سوا اور کسی کا لحاظ کرنا نہیں چاہتا۔ یہ سن کر حضرتؐ نے فرمایا کہ اے سعد تو اُن لوگوں میں سے ہے جو راہِ خدا میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی کچھ پرواہ نہیں کرتے الغرض جب اس قوم کا آخری مرد قتل ہو چکا تو سعد کا وہ زخم پھٹ گیا اور وہ راہیِ جنت ہوا رحمہ اللہ اُس وقت حضرتؐ نے فرمایا۔ یہ دوستان خدا میں سے ایک دوست ہے کہ عرش رحمٰن اس کی موت سے جنبش میں آیا اور جنت میں جو منزلیں اُس کو مرحمت ہوں گی وہ تمام دنیا سے افضل اور بہتر ہیں یہ سب محض اس سبب سے ہیں کہ رسولِ خدا کے بھائی (علیؑ) کی توقیر کرتا تھا۔

قولہٗ عزوجل مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاءِ اُن لوگوں میں سے جنکو تم گواہ بنانا پسند کرو (دو مردوں کو گواہ بناؤ) جناب امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاءِ کے معنی یہ ہیں کہ جسکی دینداری۔ امانت گزاری۔ نیکی۔ پارسائی اور اسکے بیان شہادت میں اسکے تیقن اور اسکی تحقیق اور تمیز کو تم پسند کرو (اسکو اپنا گواہ بناؤ) کیونکہ ہر ایک نیکوکار صاحب تمیز و دانش اور واقفکار نہیں ہوتا اور نہ ہر ایک صاحب علم و تمیز نیکوکار اور صالح ہوتا ہے اور بعض بندگان خدا تو ایسے ہوتے ہیں کہ وہ اپنی نیکی اور پارسائی

کے سبب اہلِ جنّت سے ہوتے ہیں۔ لیکن اگر وُہ گواہی دیں تو قلتِ تمیز کے باعث اُنکی گواہی قبول نہیں کی جاتی۔ مگر جبکہ وُہ نیک۔ پارسا اور صاحبِ تمیز اور دانشمند ہوں۔ اور گناہ اور ہوا و ہوس اور خواہشِ نفسانی اور ظلم سے پرہیز کرتے ہوں۔ باب شہادت میں وُہی شخص افضل ہیں۔ پس تم ایسے ہی شخص کا دامن مضبوط کر کے پکڑو، اور اُس کی ہدایت کی پیروی کرو۔ اگر بارش نہ برسے تو اُس کے واسطے سے بارش کو طلب کرو اور اگر تمھارے لیے نباتات کا اُگنا بند ہو جائے تو اس کے ذریعے سے اُس کے اُگنے کی درخواست کرو اور اگر تم پر رزق متعذر اور تنگ ہو جائے تو اُس کے واسطے سے اُس کی فراخی اور وُسعت کو طلب کرو۔ کیونکہ وُہ اُن لوگوں میں سے ہے جو اپنی مُرادیں کبھی ناکامیاب اور محروم نہیں ہوتے اور جن کا سوال کبھی رَد نہیں ہوتا۔

نیز جناب امیر علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ رسُولِ خدا لوگوں کے دعوؤں کا فیصلہ گواہیوں اور قسموں پر فرمایا کرتے تھے اس طرح کرنے سے دعوؤں اور دعویداروں کی کثرت ہوگئی تب حضرتؐ نے فرمایا کہ اے لوگو! میں صرف ایک بشر ہی ہُوں اور تُم آپس میں جھگڑتے ہو اور شاید تم میں سے ایک شخص دُوسرے شخص کی نسبت اپنی دلیل و حُجّت کے بیان کرنے میں غلطی کرے اور میں اس کے بیان کے موافق جو کہ اس سے سُنتا ہوں فیصلہ کر دُوں پس جس کسی کے لیے میں اسکے بھائی کے حق میں سے کسی شئے کا حکم دے دُوں وُہ اس کو نہ لے کیونکہ میں اُس کیلئے آگ کا ایک ٹکڑا قطع کرتا ہوں۔

اور جب دو شخص کسی مُعاملہ میں جھگڑتے ہوئے حضرتؐ کے پاس آتے تھے تو حضرتؐ مُدّعی سے فرماتے تھے کہ اپنے وجوہات اور دلائل بیان کر۔ اگر وہ ایسی دلیل قائم کرتا تھا جس کو آنحضرتؐ پسند کرتے تھے اور اس کو پہچانتے تھے[1] تو مُدّعا علیہ پر حکم جاری فرماتے تھے اور مُدّعی کوئی دلیل پیش نہ کرتا تھا تو مدّعا علیہ سے فرماتے تھے کہ خُدا کی قسم کھا کر کہدے کہ مدّعی نے جو دعویٰ مجھ پر کیا ہے وُہ میرے ذمّے نہیں ہے اور نہ اُسکا کچھ حصّہ میری طرف ہے اور جب مُدّعی ایسے گواہ پیش کرتا تھا جنکے نیک و بد کا حال معلوم نہ ہوتا تھا تو گواہوں سے فرماتے تھے کہ تم کس قبیلے کے ہو اور کس بازار میں رہتے ہو اور تمھارا گھر کہاں ہے جب وُہ بیان کر چکتے تھے تو مدّعی اور مدّعا علیہ اور گواہوں کو اپنے سامنے سے رخصت فرماتے تھے پھر دوسرے وقت بُلواتے تھے۔ بعد ازاں اس مُعاملہ کو

[1] یعنی اس دلیل اور ان گواہوں وغیرہ سے حضرتؐ واقف ہوتے تھے۔

اپنے نیک اصحاب میں سے جُدا جُدا دو شخصوں کے سپُرد کرتے تھے اور ہر ایک سے فرماتے تھے کہ تم اس طرح سے اُنکے قبیلوں بازاروں محلّوں اور بستیوں میں جہاں یہ رہتے ہیں جاؤ کہ ایک کو دُوسرے کی خبر نہ ہو۔ اور وہاں جاکر اُن کا حال دریافت کرتے تھے۔ اگر ان لوگوں کی نیکی اور فضیلت کا حال معلوم ہوتا تھا تو حاضرِ خدمت ہو کر حضرتؐ سے اُن کا حال بیان کرتے تھے اور جن لوگوں سے انکی بابت دریافت کیا جاتا تھا ان کو حضرتؐ کے سامنے حاضر کرتے تھے اور گواہوں کو بھی بُلایا جاتا تھا اور جن لوگوں سے ان کا حال تحقیق کیا جاتا تھا کہ یہ فلاں ابنِ فلاں ہے اور یہ فلاں ابنِ فلاں تم ان کو پہچانتے ہو؟ وہ جواب دیتے تھے ہاں پھر ان سے فرماتے تھے کہ فلاں اور فلاں شخصوں نے تمھاری طرف سے اُن دونوں شخصوں کی بابت نیک خبر اور پسندیدہ ذکر بیان کیا ہے کیا یہ بات جو اُنھوں نے بیان کی ہے دُرست ہے؟ جب وُہ ہاں کہدیتے تھے تو اُسوقت ان دونوں کی شہادت کے موافق مُدّعا علیہ کے اُوپر حکم جاری کیا جاتا تھا اور اگر وُہ دونوں اصحاب انکی بابت بُری خبر لاتے تھے اور انکو عیب دار بیان کرتے تھے تو ان لوگوں کو بُلا کر ان سے دریافت کرتے تھے کہ تم فلاں فلاں شخصوں کو پہچانتے ہو۔ وُہ کہتے تھے ہاں پھر آپ اُن سے فرماتے تھے کہ بیٹھ جاؤ یہاں تک کہ دونوں آجائیں۔ تب وُہ بیٹھ جاتے تھے پھر ان کو وہاں حاضر کیا جاتا تھا پھر ان لوگوں سے فرماتے تھے کہ یہ دونوں وہی ہیں تب وُہ کہتے تھے کہ ہاں جب حضرتؐ کے نزدیک ان دونوں کی بُرائی ثابت ہو جاتی تھی تو سب کے سامنے انکی پردہ دری نہ فرماتے تھے اور نہ اُن پر ناراض ہوتے تھے اور نہ کچھ زجر و توبیخ کرتے تھے بلکہ مُدّعی اور مُدّعا علیہ کو باہم صلح کر لینے کے لیے فرماتے تھے اور برابر اُن کو فہمائش کرتے تھے یہاں تک کہ وُہ باہم صلح کر لیتے تھے اور اس سے حضرتؐ کی یہ غرض ہوتی تھی کہ وُہ گواہ رُسوا نہ ہوں اور انکی پردہ پوشی فرماتے تھے اور آنحضرتؐ اپنی اُمّت پر نہایت بخشش کرنیوالے اور مہربان اور پردہ پوش تھے اور اگر وہ گواہ عام لوگوں میں سے اور غریب الوطن ہوتے تھے کہ انکو کوئی نہ پہچانتا تھا اور انکا کوئی قبیلہ اور بازار اور گھر وہاں نہ ہوتا تھا تو مدّعا علیہ کی طرف مخاطب ہو کر فرماتے تھے کہ تو ان دونوں کی بابت کیا کہتا ہے۔ اگر وُہ کہتا تھا کہ میں یُوں تو اُن کو نیک ہی جانتا ہوں مگر یہ ضرور ہے کہ انھوں نے جو میرے مخالف گواہی دی ہے اس میں غلطی پر ہیں اس وقت ان کی گواہی کے موافق فیصلہ کیا جاتا تھا اور اگر مدّعا علیہ ان گواہوں پر جرح کرتا اور ان کو مطعون ٹھہراتا تو مدّعی مُدّعیٰ علیہ کے درمیان یا تو صُلح کرا دیتے تھے یا مدّعا علیہ کو حلف دیتے تھے اور باہمی جھگڑے کو قطع فرماتے تھے۔

ہ دونوں کی بابت دریافت کرد آخر کار وہ دونوں اصحاب حسب الارشاد جناب رسالتمآبؐ علیحدہ علیحدہ جا کر اُن کا

قولہٗ عزّوجلّ۔ اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰىهُمَا فَتُذَكِّرَ اِحْدٰىهُمَا الْاُخْرٰى (اور دو عورتیں اس لیے مقرر کی گئی ہیں) کہ اگر ایک عورت اِس معاملہ کو بھول جائے تو دوسری اسکو یاد دلائے۔

جناب امیرالمومنین علیہ السّلام نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ اگر ایک عورت شہادت میں گمراہ ہو جائے اور اُس کو بھول جائے تو دُوسری عورت اس کو یاد دلا دے اور دونوں عورتیں شہادت کے ادا کرنے میں دُرست اور مستقیم ہو جائیں اور اللہ تعالیٰ نے دو عورتوں کی گواہی کو ایک مرد کی گواہی کے برابر اس لیے رکھا ہے کہ عورتوں کی عقلیں اور ان کا دین ناقص ہوتا ہے۔ بعد ازاں جناب امیرؑ نے فرمایا ہے۔ اے عورتو تم ناقص العقول پیدا کی گئی ہو۔ اس لیے تم کو چاہیئے کہ شہادتوں میں غلطی سے بچو کیونکہ اللہ تعالےٰ شہادت کے یاد رکھنے والے مردوں اور عورتوں کو ثوابِ عظیم عطا فرماتا ہے اور میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم سے سُنا ہے کہ جو دو عورتیں شہادت میں احتیاط کریں اور ایک عورت دوسری عورت کو یاد دلادے یہانتک کہ وُہ دونوں حق کو قائم کریں اور باطل کو رفع کر دیں تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن جب ان دونوں کو محشور کریگا تو ان کے ثواب کو عظیم کریگا اور ان پر اللہ کی نعمتیں برابر پہنچتی رہیں گی اور فرشتے ان کی عبادتوں کو جو دُنیا میں اُنھوں نے کی ہونگی اور طرح طرح کے دُنیاوی غموم و ہموم کو جو طاعت خدا کے منافی ہوتے تھے اور اللہ تعالیٰ نے جس قدر غموں اور رنجوں کو ان سے زائل کیا ہوگا ذکر کریں گے یہاں تک کہ ان دونوں عورتوں کو جنت میں ہمیشہ کے لیے داخل فرمائیگا اور قیامت کے دن بعض عورتیں ایسی محشور ہونگی کہ ان میں سے بعض کو کتاب اعمال کے دینے سے پہلے منہ پھیر کر دیکھنے کا حکم ہوگا۔ پس وہ دیکھے گی کہ بدیاں اسے گھیرے ہُوئے ہیں اور نیکیاں بہت کم ہیں اس وقت خطاب ہوگا اے کنیز خدا یہ تو بدیاں ہیں تیری نیکیاں کہاں ہیں وہ کہے گی کہ مجھ کو اپنی نیکیاں تو یاد نہیں ہیں۔ اُس وقت اللہ تعالےٰ اس عورت کے حافظان اعمال فرشتوں سے فرمائیگا۔ اے میرے فرشتو اسکی نیکیاں اور اعمال ایک دوسرے کو یاد دلاؤ۔ تب وُہ فرشتے اس عورت کی نیکیاں ایک دوسرے کو یاد دلائیں گے اور دائیں طرف والا فرشتہ بائیں طرف کے فرشتے سے کہے گا کہ تجھ کو اسکی فلاں فلاں نیکیاں یاد نہیں ہیں؟ وہ جواب دیگا کہ ہاں یاد ہیں مگر مجھ کو اس کی فلاں بدیاں یاد ہیں اور سب بدیوں کو بیان کریگا۔ اس وقت دائیں طرف والا فرشتہ اس سے کہے گا کہ کیا تجھے یاد نہیں ہے کہ اس نے ان بدیوں سے توبہ کر لی تھی وہ جواب دے گا کہ مجھ کو یاد نہیں۔ تب دائیں طرف والا فرشتہ اس سے کہیگا کہ کیا تجھ کو یاد نہیں ہے کہ اس نے اور اسکے ساتھ والی

عورت نے اُس شہادت کو جو اُن کے ذمّے تھی ایک دُوسری کو یاد دلا دیا تھا۔ یہاں تک کہ دونوں کو اس کا یقین ہو گیا تھا اور دونوں نے گواہی دی تھی اور راہِ خدا میں ملامت کرنیوالوں کی ملامت کی کچھ پرواہ نہ کی تھی۔ تب وہ فرشتہ کہے گا کہ ہاں مجھ کو یاد ہے۔ پھر دائیں طرف کا فرشتہ بائیں طرف کے فرشتے سے کہیگا کہ اس عورت کی یہ گواہی دینا ایسی توبہ ہے جو ان دونوں کے گذشتہ گناہوں کو محو کرتی ہے پھر ان دونوں عورتوں کو انکے نامہائے اعمال دائیں ہاتھ میں دیئے جائینگے۔ تب وُہ دیکھیں گی کہ ان کی تمام نیکیاں ان میں درج ہیں اور ان کی بدیاں سب محو ہو گئی ہیں اور ہر ایک اپنی کتاب اعمال کے آخیر میں لکھا پائے گی۔ اے میری کنیز تُو نے اہل باطل کے برخلاف ضعیفوں کے حق میں گواہی دی اور راہِ حق میں مُلامت کرنیوالوں کی مُلامت کی کچھ پرواہ نہ کی اس لیے میں نے تیرے اس عمل کو تیرے گذشتہ اعمال کا کفّارہ کیا اور تیرے پہلے گُناہوں کے محو کرنے کا ذریعہ بنایا۔

قولہٗ عزّوجلّ وَلَا يَاْبَ الشُّهَدَآءُ اِذَا مَا دُعُوْا اور جب گواہوں کو گواہ ہونے کے لیے بُلایا جائے تو وُہ اِنکار نہ کریں۔

جناب امیرالمومنین علیہ السّلام نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ جو شخص کسی مُعاملہ میں گواہ ہو۔ جب اسکو گواہی ادا کرنے کے لیے طلب کیا جائے تو وُہ انکار نہ کرے اور اسکو چاہیئے کہ گواہی کو کامل طور پر ادا کرے اور اس میں کسی قسم کی رو رعایت نہ کرے اور مُلامت کرنیوالے کی ملامت کی پرواہ نہ کرے اور لازم ہے کہ نیکی کرنے کا حکم دے اور امر بد سے منع کرے۔

اور دُوسری حدیث میں اس طرح وارد ہُوا ہے کہ جناب امیرؑ نے فرمایا کہ آیہ وَلَا يَاْبَ الشُّهَدَآءُ اِذَا مَا دُعُوْا اُس شخص کے لیے نازل ہُوئی ہے کہ جب اسکو شہادت کے سُننے (یعنی گواہ بننے) کے لیے بُلایا جائے تو وُہ انکار کرے اور جو کوئی شہادت کے ادا کرنے سے باز رہے جبکہ شہادت اس کے پاس موجود ہو۔ اس کے باب میں آیہ ذیل نازل ہُوئی ہے وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ وَمَنْ يَّكْتُمْهَا فَاِنَّهٗٓ اٰثِمٌ قَلْبُهٗ اور گواہی کو نہ چھپاؤ اور جو کوئی گواہی کو پوشیدہ کرتا ہے البتہ اُس کا دل آثم یعنی کافر ہے۔

تَمَّتْ بِالْخَيْر

التماس مترجم

اُس ذاتِ واحد و معبودِ حقیقی کا ہزار ہزار شکر ہے کہ کتاب آثارِ حیدری یعنی اردو ترجمہ تفسیر عربی منسوب امام حسن عسکری علیہ و علیٰ آبائہ السلام اختتام کو پہنچی اصل کتاب مطبوعہ ایران و لکھنؤ ہے اور قلمی نسخہ نایاب دونوں نسخوں میں بہت سے مقام ایسے مشکوک ہیں کہ جن کا ترجمہ اسی حالت میں نہایت مشکل ہے اور کچھ مطلب سمجھ میں نہیں آتا تھا چنانچہ ناظرین تفسیر ہذا پر بخوبی روشن ہے اور صاحبانِ مطبع نے تبرکاً و تیمناً جوں کا توں نقل کرا دیا ہے تحقیق و تصحیح سے ذرا بھر کام نہیں لیا اگرچہ یہ کام مجھ بے بضاعت کی لیاقت سے باہر تھا مگر اس معطی مطلق کے فضل و کرم اور محمد و آلِ محمد علیہم السلام کی تائید سے تمام شبہات رفع ہو گئے اکثر مقامات کو کتاب احتجاج طبرسیؒ و تفسیر صافی سے مقابلہ کیا اور جو جو مقام فخر المتقدمین والمتاخرین مُلّا محمد باقر مجلسی اعلی اللہ مقامہ نے اپنی کتاب حیات القلوب میں ترجمہ فرمائے ہیں ان سے بھی مدد لی اور ترجمہ میں حتی الامکان اصل کتاب کے الفاظ اور محاورۂ اردو کا بہت لحاظ رکھا بعد ازاں اصل مسودہ کو بنظر اصلاح بخدمت اقدس عالیجناب فضیلتمآب سیادت انتساب نجبۃ العلما زبدۃ الفقہا عالم کامل فخر الاماثل ممتاز الافاضل مولانا و مقتدانا مولوی سید محمد ہارون صاحب زنگی پوری مدظلہ العالی پیش کیا آنجناب نے اوّل سے آخر تک اس مسودہ کو اصل سے مقابلہ کر کے دیکھا اور جا بجا مناسب اصلاح و حواشی سے مزین فرمایا حقیر جناب قبلہ و کعبہ کا تہِ دل سے شکرگزار ہے اور صدق نیت سے دعا کرتا ہے کہ پروردگار عالمین بحق محمد و آلہ الطاہرین علیہم السلام اپنی رحمتِ بیکراں و فضل بے پایاں سے اس جناب کو دین و دنیا میں شادکام اور بہرور فرما کر آپ کے سایۂ ہما پایہ کو ہمارے سروں پر قائم رکھے۔ آمین

اب حضرات ناظرین کتاب ہذا کی خدمت بابرکت میں التماس ہے کہ جہاں کہیں کوئی غلطی پائیں قلم عفو سے اس کی تصحیح فرمائیں اور اس حقیر سراپا تقصیر کو دعائے خیر سے یاد کریں۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاہِرِیْنَ وَخِیَارِ اَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۝

العبد

حقیر سید شریف حسین بھرلوی عفی عنہ

صورت ماکتبہ افضل العلما اکمل الفضلا افقہ الفقہا اسوۃ المتکلمین المتالہین زبدۃ المتورعین العارفین مولانا و مقتدانا مولوی سید نجم الحسن صاحب قبلہ مجتہد العصر و الزمان مدرس اعلیٰ مدرسہ مشارع الشرائع لکھنؤ مدظلہ العالی مقرظاً علیٰ ھٰذا الکتاب

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَ الْقُرْاٰنَ نُوْرًا یَّھْتَدِیْ بِہِ الْمُھْتَدُوْنَ وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہِ الَّذِیْنَ ھُمْ وَشِیْعَتُھُمْ ھُمُ الْفَائِزُوْنَ یہ امر خوب واضح ہے کہ قرآن مجید اگرچہ زبان عربی میں ہے اور جو مطالب اُس میں مندرج ہیں وہ عرب کے محاورات میں بیان ہوئے ہیں لیکن چونکہ فصاحت و بلاغت کا اعلیٰ درجہ جس تک کلام بشر کسی طرح نہیں پہنچ سکتا اسکے لیے حاصل ہے اور تا بیقین ثابت ہو چکا کہ بعض آیات کا ظاہری مطلب ہرگز مراد نہیں ہے پس لازم ہوا کہ فہم مطالب میں ان حضرات کیطرف رجوع کی جائے جو مہبط قرآن اور واقف اسرار خدا ہیں جن کے گھر میں قرآن نازل ہوا فان اہل البیت ادریٰ بما فی البیت اور تفسیر جلیل الشان جو کہ منسوب بحضرت امام حادی عشر جناب امام حسن عسکری علیہ السلام کی طرف ہے ان رموز خفیہ اور اسرار الٰہیہ پر مشتمل ہے جس کے ملاحظہ سے چشم دل روشن و منور ہو جاتی ہے بہت ضرورت تھی کہ تفسیر مذکور بزبان اُردو ترجمہ ہو کر فیض رسان عامہ مومنین ہو۔ الحمد للہ کہ سید جلیل و فاضل نبیل جناب مولوی سید شریف حسین صاحب نے کتاب مذکور کا سلیس و بامحاورہ ترجمہ اُردو میں کر کے اجر و ثواب حاصل کیا۔ اس ترجمہ کو نحیف نے بھی دیکھا اور مطابق بھی پایا۔ لیکن اتنی مہلت نہ ملی کہ تمام پر نظر کر سکتا خداوند عالم مومنین کو اس سے انتفاع حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ فقط

نقل مہر

لا الٰہ الا اللہ ولی المنن
نجم الحسن ۱۳۰۸ھ
السید عبدہ

نقل تقریظ عالیجناب معلّے القاب عالیجناب فضیلتماٰب ممتاز الافاضل زُبدۃ الاماثل مولانا و مُقتدانا سیّد محمد ہارُون صاحب زنگی پُوری مدظلہ العالی

باسمہٖ سُبحانہ

واقعی امر یہ ہے کہ پروردگار عالم نے اپنے بندوں میں بعض کو بعض پر فضیلت عطا فرمائی ہے اور اس باب میں خود اس کا کلام محکم شاہد صادق ہے کبھی کسی سے ایک نیک کام انجام پاتا ہے اور جو اس سے اہم ہے دُوسرے کا حصہ ہوتا ہے۔ دیکھیے یہی تفسیر امامؑ جو باوجود اپنے بہت سے اجزا کے تلف ہو جانے کے جن میں معلوم نہیں کیسے کیسے جواہر معانی رہے ہونگے جن سے آج ہم محروم ہیں اب بھی جتنے مطالب نفیسہ پر مشتمل ہے ان کا احصا ایتام آل کی دستگیری کے لیے اس سے زیادہ کافی ہے جو گنج شائگان سے ہو سکتا تھا۔ جاہل کو عالم غیر متدین کو متدین ضعیف الاعتقاد کو قوی الاعتقاد بنا دینا اس کا ذمہ ہے مگر چونکہ مقتضیات زمانہ ہمیشہ متبدل ہوتی رہتی ہیں اس سبب سے عقلا کا دستور بھی اسی کے بموجب بدلتا رہا ہے۔ ایک زمانہ ایسا بھی تھا کہ عربی کتابیں عام طور سے ہر شخص سمجھ سکتا اور اُن سے بہ حسب استعداد کام لے سکتا تھا۔ پھر فارسی کا دَور ہُوا اور عربی فہم یا کم ہو گئے یا دُوسرے شہروں کی ضرورتوں نے اس بات پر مجبوُر کیا کہ عربی کتابوں کا ترجمہ فارسی میں کیا جائے۔ چنانچہ مجلسی علیہ الرحمہ نے ایسا ہی فرمایا۔ یہاں تک کہ قرآن مجید کا ترجمہ مستقل علیحدہ فارسی میں کر کے اُردو عام فہم میں پبلک پسند کتابیں شائع کیں۔ چنانچہ اب ایسا ہی ہوتا جاتا ہے اور ہونا بھی یہی چاہیئے اسی لحاظ سے ہمارے مخلص کرم فرما جید فاضل کامل جناب مولوی سید شریف حسین صاحب جو فی الحقیقت اپنے ثقہ اور متدین اور خیر خواہ ایمان و اسلام ہونے میں علاوہ اپنی روشن خیالی اور ذکاوت نظریہ کے اپنی آپ ہی نظیر ہی کہے جا سکتے ہیں اِس طرف متوجہ ہوئے ہیں پروردگار ان کی توفیقات کو زیادہ کرے

اور دین کی حمایت پر ان کو پُوری مدد دیتا رہے اس تفسیر کا ترجمہ جسے آپ مُلاحظہ فرما رہے ہیں، انہیں جناب ممدوح کی حمایت ایمانی کا ایک نمونہ ہے اگرچہ اس تفسیر عظیم القدر کا پورا ترجمہ سلیس اُردو عام فہم میں کر دینا ہر شخص کا کام نہیں ہے اور یہ بات وہی شخص خوب سمجھ سکتا ہے جو اصل تفسیر کو من اولہ الے آخرہ دیکھ چکا ہو۔ صحیح نسخوں کی نایابی ایک طرف کاتبوں کے تصرفات بیجا ایک طرف محاورات عرب عربا اس کے کافی ترجمہ کرنے کے لئے بہت بڑے مانع تھے اور جو شخص اس کا قصد کرتا اس کے لئے ان تمام مرحلوں کا طے کرنا بھی ضروری تھا۔ مگر سُبحان اللہ اور ماشاء اللہ کس خوبی سے یہ ترجمہ کیا گیا ہے کہ شاید و باید جزا اللہ المترجم خیر الجزاء اس بے بضاعت کم علم کم فہم سید محمد ہارون غازی پوری نے تمام ترجمہ لفظ بلفظ غائر نظر سے دیکھا ہے۔ اِلّا ما زاغ البصر اپنی کوتاہ نظر میں تو ضرور کُل عیوب سے پاک پایا ہے خدا بھی ایسا ہی کرے۔

تمام مومنین کو جناب مولوی صاحب قبلہ کا ممنون ہونا چاہیئے۔ کہ ایسا عظیم الشان ہدیہ حضرات کی خدمت میں جناب ممدوح کی طرف سے پیش کیا جاتا ہے۔ جس کی مثل پر کامیابی دُشوار ہی نہیں بلکہ محال ہے اور اس بات کی دُعا کرنی چاہیئے کہ مولوی صاحب قبلہ کی عُمر میں پروردگار ازدیاد عطا فرمائے اور دینی حمایت پر ہمیشہ اسی طور سے اعانت کرتا رہے میں بھی اپنے اس کلام کو اِسی دُعا پر ختم کرتا ہوں اور تمام مومنین کی خدمت میں اِس کتاب کی قدر دانی کی درخواست دیتا ہوں۔ والسلام۔ کتبہ اقل الناس عملاً و اکثرہم زلا محمد ہارون عفی اللہ جرائمہ عفر مأثمہ ؂

نقل تقریظ جناب فضیلت مآب فاضل جلیل عالم نبیل مولٰنا و مقتدانا مولوی سید احمد کبیر صاحب مدظلہ العالی مدرس گورنمنٹ سنٹرل ماڈل ہائی سکول لاہور

یہ امر مسلّم ہے کہ دنیا میں ایک تو وہ محسن ہیں۔ جو ہماری جسمانی تربیت کے متکفل ہیں دُوسرے وُہ جن سے ہماری اخلاقی اور رُوحانی تعلیم کے متعلق ہے جسمانی تربیت کے فائدے محدود

اورفانی ہیں اخلاقی اور روحانی تعلیم کے فوائدؔ ابدی اور غیر فانی بسا اوقات جسمانی تربیت بہلاکت و غوابت ہو جاتی ہے مگر رُوحانی تعلیم ہمیشہ مہالک و مخاطر ابدی سے بچاتی ہے۔ اِس رُوحانی تعلیم کے سرچشمے ابنیا و اوصیا و آئمہ کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ کہ منعم حقیقی نے ان کو مبعوث و منصوب فرما کر اپنے بندوں پر اتمام نعمت فرمایا۔ اور اپنے دین کو اُن پر کامل کیا۔ علیہ الشکر والحمد علےٰ اتمام نعمت واکمال دینہ علینا ان رُوحانی معلّموں کے بعد وُہ بُزرگ ہمارے عظیم ترین شکریہ کے مُستحق ہیں جو اپنی عمریں ترویج دین و حمایت ملّت میں صرف کرتے ہیں علوم معارف و حقائق مدون فرماتے ہیں۔ تحقیق و تدقیق کے آسمان پر نجوم ہدایت بن کر چمکتے ہیں اور غوایت و ضلالت کی تاریکیوں کو ایمان و یقین کے نوُر سے زائل کرتے ہیں زمانہ کا رُخ دیکھ کر مختلف زمانوں میں تالیف و تصنیف کا بار گراں اپنے سَر پر اُٹھاتے ہیں۔ تاکہ ہدایت کا فائدہ عام و تام ہو اور ایمان کی گراں قیمت جنس کی خریداری مایہ دار و کم مایہ سب پر آسان ہو جائے۔ چنانچہ اس زمانہ کی ضرورت محسوس کر کے عالم محقّق و فاضل مدقق مخدومنا و مخدوم الکونین جناب مولوی سیّد شریف حسین صاحب ادام اللہ فیوضہ نے تفسیر عربی منسوب بامام حسن عسکری علیہ السلام کو با محاورہ اُردو زبان میں محض برادران ایمانی کے فائدے کے لئے ترجمہ فرمایا۔ تاکہ اس تفسیر کثیر المنفعت کے فوائد سے اُردو دان بھائی بھی مستفیض ہوں مولوی صاحب کا ہم سب پر ایک یہ بڑا رُوحانی احسان ہے۔ اور اس پر وُہ کُل مومنین کے شکریّہ کے مُستحق ہیں۔ اپنے اس مقدّس ترجمہ کو اوّل سے آخر تک بنظرِ غور دیکھا۔ حق یہ ہے کہ جس صحت اور حُسن و خوبی سے یہ ترجمہ مولوی صاحب نے کیا ہے۔ وُہ انہیں کا حِصّہ تھا۔ فجزاللہ منا خیرالجزا خدا مولوی صاحب کی عمر و توفیق میں برکت عطا کرے اور ایسے ہی اور بہت سے کام دینی بھائیوں کے فائدہ کے اُن کے ہاتھ سے انجام کو پہنچائے ؛؛

المفتقر یہ القدیر سید احمد کبیر عفا اللہ عن ذنبہ الکثیر مورخہ یکم جمادی الاوّل ۱۳۲۰ھ

فہرست کتب عباس بک ایجنسی اردو مطبوعات